یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.
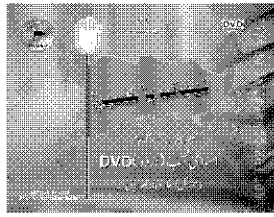
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

رسول اللہ محمد

طبقات ابنِ سعد

جلد دوم

مُصنّف

مُحمّد بن سعد

(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبریٰ
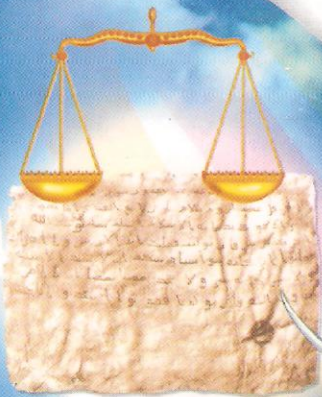
نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

طبقات ابن سعد

حصہ سوم

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

علم طبقات وتراجم کی قدیم ترین کتاب ''طبقات ابن سعد'' کا وہ حصہ جس میں خلفائے راشدین' بدریین اور اجلائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال' انساب اور ان کے دینی کارنامے درج ہیں۔

مصنف
محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ سوم)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی

قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

از: محمد اقبال سلیم گاھندری

یہ کتاب جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ مشہور و معروف کتاب ''طبقات ابن سعد'' کا تیسرا حصہ ہے۔ اس میں حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال درج ہیں' عربی سے اردو میں ترجمہ علامہ عبداللہ العمادی مرحوم و مغفور نے کیا تھا اور علامہ عبداللہ العمادی مرحوم کا نام نامی اس بات کی ضمانت ہے کہ اس کتاب کو تاریخ اسلام کے قدیم ترین ماخذوں میں نہایت اہم مقام حاصل ہے اور یہ ترجمہ صحیح ترین ترجمہ ہے۔

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف:

ابن سعد کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الزہری ہے۔ بنی زہرہ کی طرف ان کی نسبت حق ولاء کی وجہ سے ہے' نسلاً یہ عرب نہ تھے' بلکہ ان کے مورثِ اعلیٰ بنی زہرہ کے ایک مجاہد بزرگ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے' اس لیے یہ زہری کہلاتے ہیں۔

ابن سعد ۱۶۸ ہجری میں بمقام بصرہ پیدا ہوئے اور ۲۳۰ ہجری میں بمقام بغداد ان کی وفات ہوئی' چونکہ یہ اپنی باسٹھ سالہ علمی زندگی میں ایک بڑی مدت تک مورخ الواقدی کے ساتھ کاتب کی خدمت انجام دیتے رہے تھے اس لیے ان کو کاتب الواقدی بھی کہا جاتا ہے' یہ اپنے زمانہ کے صاحب علم و عمل بزرگ تھے۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد (جلد ۵ صفحہ ۳۲۱) میں ان کا تذکرہ لکھا ہے اور ان کے بارے میں کہا ہے کہ عندنا من اهل العدالة یعنی ہمارے نزدیک وہ قابل اعتماد مصنف ہیں' اسی طرح امام ابن حجر العسقلانی نے تہذیب التہذیب میں ان کو صدوق یعنی سچا کہا ہے۔ ابن ایبک الصفدی نے ان کو معتبر لکھا ہے (الوافی بالوفیات ج ۳ ص ۸۸) اور ابن العماد الحکری نے شذرات الذہب (حوادث ۲۳۰ ہجری) میں ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے' ان کی عبادت' زہد و اتقاء کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ایک مدت تک یہ ہر دوسرے دن نفل روزے رکھا کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد کی امتیازی حیثیت:

ابن سعد کی کتاب ''طبقات الصحابہ والتابعین کو قدیم ماخذ تاریخ ہونے کی حیثیت سے ہر زمانے کے مؤرخین کے نزدیک کافی اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہی کتاب عرف عام میں' طبقات ابن سعد کہلاتی ہے جس کا حصہ سوم اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ دارالترجمہ میں اس کتاب کی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر علماء کے ایک بورڈ نے اردو ترجمہ کرانے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ کام علامہ عمادی کے

سپرد کیا گیا تھا۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے اس کا اردو میں ترجمہ کرنے والے بزرگ علامہ العمادی ناظر مذہبی دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن تھے' علامہ عمادی مرحوم امرتھوا ضلع جونپور میں پیدا ہوئے۔ خانقاہ رشیدیہ جونپور اور لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی بڑے بڑے نامی گرامی اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ ایک عربی رسالہ ''البیان'' کے نام سے لکھنو سے نکالتے تھے' کچھ دن اخبار الوکیل امرتسر کی ادارت میں شریک رہے پھر جامعہ عثمانیہ میں بلا لیے گئے۔ آخر عمر میں پینشن پر علیحدہ ہو گئے تھے' ۱۹۴۷ء میں بمقام حیدر آباد تقریباً ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ یہ اپنے زمانے میں علوم اسلامیہ اور اسلامی تاریخ کے مسلم الثبوت عالم سمجھے جاتے تھے' عربی فارسی اور اردو پر انہیں بے نظر قدرت حاصل تھی۔

نفیس اکیڈمی نے یہ طے کر لیا ہے کہ ایسی نایاب اور اہم کتابوں کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے اہل علم اور اہل ذوق حضرات کی خدمت میں پیش کر دے اور اس سلسلے میں جو عظیم الشان خدمت علم اور اہل علم کی انجام دی ہے اس کا اندازہ نفیس اکیڈمی کی فہرست مطبوعات پر ایک نظر ڈالتے ہی ہر شخص کو ہو سکتا ہے۔ تاریخ طبری' تاریخ ابن خلدون اور طبقات ابن سعد جیسی ضخیم کتابوں کی طباعت واشاعت کوئی آسان کام نہ تھا یہ نو نو اور گیارہ گیارہ ضخیم جلدوں کی کتابیں ہمارے ناتواں ہاتھوں چھپ کر سامنے آ جائیں گی' اس کی امید بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔ لیکن رحمت اور توفیق خداوندی نے یہ سب کچھ کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اسے ہمت بھی دیتا ہے اور اس کے لیے اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے۔ **وما توفیقنا الا باللّٰہ العظیم۔**

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں توفیق دے اور توانائی عطا فرمائے کہ ہم علم اور اہل علم کی ہمیشہ بیش از بیش خدمات انجام دیتے رہیں۔

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی تیم بن مُرّہ بن کعب

خلیفۂ بلافصل جانشین پیغمبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا' ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرۃ تھا' ان کی والدہ ام الخیر تھیں جن کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا ذات النطاقین تھیں' اور ان دونوں کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبداسعد بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

ازواج واولاد:

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا ان دونوں کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اُذینہ بن سبیع بن دُہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں' اور کہا جاتا ہے کہ اُم رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دُہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کی ماں اسما بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث ابن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفرس بن حلب بن اقتل تھیں اور ابن اقتل خثعم تھے۔

ام کلثوم بنت ابی بکر' ماں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں' ان کی ولادت میں تاخیر ہوئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو وہ پیدا ہوئیں۔

عتیق کی وجہ تسمیہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق (آزاد) کیوں رکھا گیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ آگ سے (دوزخ سے) اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ ابوقحافہ کا نام عتیق تھا' ان کے سوا کسی نے یہ نہیں بیان کیا۔

مغیرہ بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پوچھنے بھیجا کہ ان کا کیا نام تھا' وہ ان کے پاس گئے' دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا' عتیق صرف لقب کے طور پر ہوئے۔ ابن سیرین سے مروی ہے

کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمان تھا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں تھی آپؐ کے اصحاب باہر کے میدان میں تھے۔ میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے آتش دوزخ سے آزاد کی طرف دیکھنے سے مسرت ہو وہ ان کی طرف دیکھے''۔ ان کا وہ نام جوان کے گھر والوں نے رکھا عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو تھا۔ لیکن اس پر عتیق غالب آ گیا۔

صدیق کی وجہ تسمیہ:

ابووہب مولائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب اسریٰ (شب معراج) میں جبریل سے کہا کہ قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے' وہ صدیق ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا اور صحیح رکھا۔ مسلم بن البطین سے مروی ہے:

انا نعاتب لا ابالك عصبة عَلِقوا الفِریٰ وبروا من الصدیق

''اے پدر مردہ! ہم اس جماعت کو ملامت کرتے ہیں۔ جنہوں نے کذب وافتراء کو دل میں جگہ دی اور صدیق سے بیزار ہو گئے۔

وَبَردا سفاها من وزیر نبیهم تبًّا لِمَن یبرأ من الفاروق

نادانی سے اپنے نبی کے وزیر سے بری ہو گئے' اس شخص کی تباہی سے جو فاروق سے بیزار ہوا۔

انی علی رغم العداة لقائل وانا بدین الصادق المصدوق

میں دشمنوں کے برخلاف قائل ہوں' اور میرا دین صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے''۔

ابراہیم بن النخعی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ان کی رحم دلی ونرمی کی وجہ سے اوّاہ (دردمند) رکھ دیا گیا تھا۔

شان صدیق رضی اللہ عنہ بزبان علی رضی اللہ عنہ:

ابی سریحہ سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ خبردار ابوبکر رضی اللہ عنہ اوّاہ (دردمند ورحم دل) اور قلب کو خدا کی طرف پھیرنے والے تھے' خبردار عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے اخلاص کیا تو اللہ نے بھی ان سے خالص محبت کی۔

قبولِ اسلام میں اوّلیت:

ابی اروی الدوسی (اور متعدد طریق سے) مروی ہے کہ سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سب مسلمانوں سے پہلے میرے والد اسلام لائے۔ واللہ میں اپنے والد کو بس اتنا سمجھتی تھی کہ وہ ایک دین کے پیرو کار ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اپنے والدین کو سوائے اس کے نہ سمجھتی تھی کہ وہ دونوں ایک دین کے پیروکار ہیں' ہم پر

کبھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام ہمارے پاس نہ آئے ہوں' (یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چند سال کی تھیں)۔

عامر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون آگے بڑھ گیا' انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ۔ اس شخص نے کہا کہ کس نے پہلے نماز پڑھی' بلال نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔ اس شخص نے کہا کہ میری مراد ''لشکر میں'' تھی۔ بلال نے کہا کہ میری مراد صرف ''خیر میں'' تھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جس روز اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت میں مشہور تھے۔ نبی ﷺ اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ چنانچہ وہ انہی سے (مسلم) غلام آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے' یہاں تک کہ وہ پانچ ہزار درہم مدینہ لائے۔ پھر ان میں وہی کرتے رہے جو مکے میں کرتے تھے۔

ہجرت کے سفر میں رفاقت نبوی:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے روانگی یعنی ہجرت کا حکم ہو گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صحبت کو (نہ بھولیے گا) فرمایا تمہارے لیے (ہجرت میں بھی) صحبت ہے دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ثور میں آئے اور اس میں پوشیدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات کو ان دونوں کے پاس اہل مکہ کی خبر لاتے اور صبح انہیں مکے کے لوگوں میں کرتے۔ گویا وہ رات کو مکے میں رہے۔ عامر بن فہیرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چراتے اور انہیں دونوں کے پاس رات بھر رکھتے جس سے دونوں دودھ پیتے۔

اسماء ان دونوں کے لیے کھانا تیار کرتی تھیں اور پھر ان کے پاس بھیج دیتی تھیں۔ کھانا کسی دسترخوان میں باندھ دیتی تھیں۔ ایک روز انہیں کوئی چیز باندھنے کو نہ ملی تو انہوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر باندھ دیا' ان کا نام ذات النطاقین (دو دوپٹے والی) ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرا اونٹ خریدا۔ ایک اونٹ پر آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور دوسرے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ایک اونٹ پر' جیسا کہ حماد کو معلوم ہے' عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ اس اونٹ سے گراں ہو جاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بدل لیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عامر بن فہیرہ کے اونٹ سے بدل لیتے' اور عامر بن فہیرہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے بدل لیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر جب رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تو وہ بھی گراں بار ہو جاتا۔

پھر ان دونوں کے پاس شام سے ہدیہ آیا جو طلحہ بن عبیداللہ کی طرف سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام تھا اس میں شامی سفید کپڑے

تھے' دونوں نے وہ پہن لیے اور انہیں کپڑوں میں مدینے میں داخل ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب وہ دونوں غار میں تھے تو کھانا لے جاتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے لیے مدینے کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے' ان دونوں کے ہمراہ عامر بن فہیرہ تھے' ایک رہبر بھی تھا جس کا نام عبداللہ بن اریقط الدیلی تھا' وہ اس زمانے میں کفر پر تھا' مگر یہ دونوں اس سے مطمئن تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے۔ فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

مدح صدیق رضی اللہ عنہ بزبان حسان رضی اللہ عنہ:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: کہو میں سنوں گا' انہوں نے کہا:

وثانی اثنین فی الغارالمنیف وقد   طاف العدوُّبه اذصعد الجبلا

''وہ (صدیق) غار میں دو میں کہ دوسرے تھے' حالانکہ وہ جب غار میں اُترے تو دشمن ان کے اردگرد پھرتے رہے (مگر ان کو) نہ دیکھ سکے۔

وکان حبّ رسول اللّٰه قدعلموا   من البریة لم یعدل به رجلا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے محبّ محبوب تھے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے جس سے دندانِ مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا:

''اے حسان! تم نے سچ کہا' وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے''۔

سفر ہجرت کے دوران نکاح:

اسماعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ بن انیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو حبیب بن یساف کے پاس اُترے۔ ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اُترے۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔ ان کی بیٹی سے نکاح کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بمقام السخ بنی الحارث بن الخزرج میں رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حضرت ابوبکر کا عقد مواخاۃ:

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ایک اہل بصرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ایک روز آپ نے ان دونوں کو سامنے آتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں سوائے انبیاء ومرسلین کے باقی تمام اولین وآخرین کے پختہ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں اس طرح سامنے آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ سوائے انبیاء ومرسلین کے تمام اولین وآخرین کے پختہ عمر جنتیوں کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان دونوں سامنے آنے والوں کو دیکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مقام صدیق رضی اللہ عنہ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانوں کے لیے زمین عطا فرمائی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مسجد کے پاس رکھی، یہ وہی مکان ہے جو آل معمر کے پاس گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بدر واُحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سب سے بڑا جھنڈا جو سیاہ تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کے غلے میں سے سو وسق سالانہ دیئے۔ یوم اُحد میں جب لوگ بھاگے تو وہ ان میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نجد بھیجا، انہیں ہم لوگوں پر امیر بنایا۔ ہم نے ہوازن کے کچھ لوگوں پر شب خون مارا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔ ہمارا شعار اُمِتْ اَمِتْ تھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یوم بدر میں کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام بہت بڑے فرشتے ہیں، یا یہ کہ صف میں موجود رہتے ہیں۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر خلیل (دلی دوست) کی خلت سے بری ہوں، بجز اس کے کہ اللہ نے تمہارے صاحب کو خلیل بنالیا۔ (آپ کی مراد صاحب سے) اپنی ذات تھی، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔

عبداللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

جندب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہیں۔ فرمایا' عائشہ! میں نے کہا میری مراد صرف مردوں سے ہے' تو آپ نے فرمایا کہ ان کے والد۔ محمد سے مروی ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد امت کے سب سے زیادہ غیرت مند ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں برابر خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں۔ فرمایا تم لوگوں سے سبیل میں ہو گے (یعنی ان کی سرداری کے اہل ہو گے اور کرو گے) انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے سینے میں دو باغ دیکھے فرمایا (اس سے مراد) دو سال ہیں (یعنی تم دو سال تک سرداری کرو گے) انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے جسم پر ایک یمنی جوڑا ہے۔ فرمایا (اس سے مراد) لڑکا ہے جس سے تم خوش ہو گے۔ عطا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں حج نہیں کیا۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلا حج ہوا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال آئندہ حج کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا۔ سال آئندہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا۔ عمر رضی اللہ عنہ ہر سال برابر حج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج پر (پہلے سال) عامل بنایا (پھر ہر سال دس سال تک خود ہی حج کو جاتے رہے) آخری سال بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عامل حج بنایا' پھر ان کی شہادت ہوگئی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا' اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور فرمایا: اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے' میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا خیر ہے یا رسول اللہ! اللہ آپ کو اس وقت تک باقی رکھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپ کو مسرور کرے اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ آپ نے ان کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا' تیسری مرتبہ فرمایا: اے ابوبکر! میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے' میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

اجتہاد صدیقی رضی اللہ عنہ:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا قضیہ آتا جس کے متعلق ہم نہ کتاب اللہ میں کوئی اصل پاتے اور نہ سنت میں کوئی اثر' تو وہ کہتے کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں' اگر صواب ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے' اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے' اور میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

خلافت نبوی کا اشارہ:

ابن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس کچھ سوال کرنے آئی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا' اس نے کہا اگر میں پلٹ کر آئی اور یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نہ پایا؟ (اس کا اشارہ موت کی طرف تھا) فرمایا: اگر تو پلٹ کے آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملنا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت کسی کام سے نبی ﷺ کے پاس آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کو نہ دیکھوں (اس کی مراد موت تھی) تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا: ابوبکر کے پاس (کیونکہ آپ کو منجانب اللہ معلوم تھا کہ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے)۔

حضور علیہ السلام کا مرض وفات میں حضرت ابوبکر کو امامت کے لئے نامزد کرنا:

ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے' درد شدید ہو گیا تو فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہیں' وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی رقت قلب کی وجہ سے) شاید لوگوں کو قرآن سنا نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو (کہ جس طرح انہوں نے یوسف کو زلیخا کی محبت سے بری کیا تھا' اسی طرح تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت سے بری کرنا چاہتی ہو)۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے۔ عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا: اے گروہ انصار! کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ ان لوگوں نے کہا: ''کیوں نہیں''۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم میں سے کس کا دل خوش ہوگا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدید ہو گیا تو بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع دینے آئے' فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین آدمی ہیں' وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے' اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیں (تو مناسب ہو) فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے کہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین آدمی ہیں' وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے' اس لیے اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں تو بہتر ہو۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی تو فرمایا: بے شک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نماز پڑھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی' آپ کھڑے ہو گئے' دو آدمیوں کے سہارے اس طرح روانہ ہوئے کہ دونوں پاؤں زمین

پر گزر رہے تھے' اسی طرح مسجد میں داخل ہوئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ تم جس طرح تھے اسی طرح کھڑے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے' آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ نماز پڑھائیں' فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لیے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔

فضیل بن عمرو الفقیمی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تین مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی (جس میں آپ نے خود ان کی اقتداء کی' ورنہ یوں تو انہوں نے سترہ مرتبہ نماز پڑھائی)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والد اور بھائی کو بلا دو تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک فرمان لکھ دوں' مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا (خلافت کے لیے) کہے اور تمنا کرے' حالانکہ اللہ بھی اور مومنین بھی سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے (سب کی خلافت سے) انکار کریں گے (اور انہی پر اتفاق کریں گے۔ ایسا ہی ہوا بھی)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارضے میں شدت ہوئی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا کہ "میرے پاس (کتف) کاغذ لاؤ تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے فرمان لکھ دوں کہ (ان کی خلافت میں) ان پر اختلاف نہ کیا جائے۔ عبدالرحمٰن نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہوں تو آپ نے فرمایا' بیٹھو (کاغذ لانے کی اور لکھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ) اللہ کو اور مومنین کو اس سے انکار ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اختلاف کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلا دو' میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد کوئی ان پر اختلاف نہ کرے (بہ روایت عفان) تاکہ مسلمان ان کے بارے میں اختلاف نہ کریں۔ پھر (عائشہؓ سے) فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو' معاذ اللہ کہ مومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ (کی خلافت) میں اختلاف کریں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ اس حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اے ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے۔ انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد؟ تو انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو' ان سے کہا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد' تو انہوں نے کہا کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو' وہ یہیں تک پہنچیں (کہ سوال ہی

ختم ہو گیا)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ روز مریض رہے جب آپ تخفیف پاتے تو مسجد میں نماز پڑھتے' اور جب مرض کی شدت ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ (مسجد میں امام بن کر) نماز پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خلافت کے لئے انتخاب:

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلایئے کہ میں آپ سے بیعت کروں' آپ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی بنا پر اس امت کے امین ہیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے میں نے تمہارے لیے اس سے قبل ایسی غفلت کبھی نہیں دیکھی۔ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو' حالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین (غار ثور میں دو میں سے دوسرے) موجود ہیں؟

محمد سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کیا تم لوگ (بیعت خلافت کے لیے) میرے پاس آتے ہو' حالانکہ تم میں (ثالث ثلاثہ) تین میں کے تیسرے (اللہ و رسولؐ و ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں تھے) موجود ہیں۔

ابوعون نے کہا کہ میں نے محمد سے کہا کہ ثالث ثلاثہ (تین میں کے تیسرے) کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تم یہ آیت نہیں دیکھتے کہ:

﴿اذ هما في الغار از يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا﴾

''جب وہ دونوں (یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے جب کہ وہ (رسول اللہ ﷺ) اپنے صاحب (ساتھی' صدیق) سے کہتے تھے کہ تم غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

جب رسول اللہ ﷺ اور صدیق کے ساتھ اللہ تھا تو گویا غار میں تین تھے اور ان تین میں سے تیسرے صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا جب انہوں نے بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ تم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل کوئی نہیں' جس کی طرف (سفر کرنے کے لیے) اونٹوں کی گردنیں کاٹی جائیں۔

الجریری سے مروی ہے کہ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ (کی بیعت) سے دیر کی تو انہوں نے کہا کہ اس امر (خلافت) کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے۔ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی کیا میں ایسا نہیں ہوں' کیا میں ایسا نہیں ہوں' انہوں نے چند واقعات بیان کیے جو نبی ﷺ کے ساتھ پیش آئے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ) وہاں گئے حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' بدری تھے یعنی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے کہا' ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ ہم لوگ واللہ اے جماعت مہاجرین تم پر حسد نہیں کرتے) لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ اس خلافت پر ایسی قوم نہ غالب ہو جائیں جن کے باپ اور بھائیوں کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ایسا

ہو کہ ہمیں اپنے دشمنوں کے (غالب ہونے کا اندیشہ ہو تو) تم سے ہو سکے تو تم مر جاؤ' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ امیر ہوں اور تم لوگ وزیر' یہ امر (خلافت) ہمارے اور تمہارے درمیان آدھا آدھا ہو' جیسا کہ کھجور کا پتہ کاٹا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ان سے ابوالنعمان بشیر بن سعد نے بیعت کی۔

لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے' انہوں نے کچھ حصہ تقسیم کیا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بنی عدی بن النجار کی ایک بڑھیا کو اس کا حصہ بھیجا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے' انہوں نے کہا یہ حصہ ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو دیا ہے۔ اس نے کہا: ''کیا میرے دین پر میری مدد کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ میں اس دین کو ترک کر دوں گی جس پر میں ہوں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا: واللہ میں ان سے کبھی کچھ نہ لوں گی۔ زید ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں اس کی خبر دی جو اس بڑھیا نے کہا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ میں بھی اس چیز میں سے کبھی کچھ نہ لوں گا جو میں نے دے دی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا' اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا:

''امابعد' لوگو! میں تمہارے امر (خلافت) کا والی تو ہو گیا' لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ قرآن نازل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقے مقرر کر دیئے' آپ نے ہمیں سکھایا اور ہم سیکھ گئے' خوب جان لو کہ تمام عقلوں سے بڑھ کر عقل مندی تقویٰ ہے اور تمام حماقتوں سے بڑھ کر حماقت بدکاری ہے' آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں' میرے نزدیک وہی بڑے زبردست ہیں' یہاں تک کہ ان کا حق میں دلا دوں' اور تم میں جو زبردست ہے وہی میرے نزدیک بڑا کمزور ہے' یہاں تک کہ حق کو اس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کر دوں۔ لوگو! میں پیروی کرنے والا ہوں' ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرو''۔

وصیت نبوی اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ:

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح لوگوں پر وصیت تحریر فرمائی اور انہیں اس کا حکم دیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی' ہذیل نے کہا: کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے (ہرگز نہیں) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ضرور پسند تھا کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی ہار (موتیوں کی لڑی) پاتے تو اپنی ناک میں سوراخ کر کے پہن لیتے (یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرور اس پر عمل کرتے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنا:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم نے امر (خلافت) میں نظر کی۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کر دیا۔ لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لیے اس شخص سے راضی

ہو گئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کے لیے راضی ہوئے' ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا (اور انہیں بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لیا)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں آئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے وہیں سے قراءۃ شروع کی جہاں تک ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے خلیفۃ اللہ' تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں' اور میں اسی سے خوش ہوں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مکہ ہل گیا (زلزلہ آ گیا) ابوقحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ ابوقحافہ نے کہا کہ پھر ان کے بعد لوگوں کا کون والی ہوا۔ لوگوں نے کہا تمہارے بیٹے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) انہوں نے کہا' کیا بنو عبد شمس اور بنی مغیرہ اس سے راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جو اللہ دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں' اور جو اللہ روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں راوی نے کہا کہ اس کے بعد پھر مکہ ہل گیا (زلزلہ آیا) جو پہلی جنبش سے کم تھی۔ ابوقحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا تمہارے بیٹے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) مر گئے' ابوقحافہ نے کہا کہ یہ بہت بڑی خبر ہے۔

خلیفہ بننے کے بعد ذریعۂ معاش:

عطا بن السائب سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز صبح کو وہ بازار کی طرف جا رہے تھے ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے۔ انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ملے۔ دونوں نے کہا: خلیفۂ رسول اللہ! آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا بازار کا۔ دونوں نے کہا کہ آپ یہ کرتے ہیں' حالانکہ امر مسلمین کے والی ہیں؟ انہوں نے کہا: پھر میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ دونوں نے ان سے کہا کہ آپ چلئے ہم آپ کا کچھ حصہ مقرر کرتے ہیں وہ ان کے ہمراہ گئے۔ ان لوگوں نے روزانہ نصف بکری اور پہننے کو کپڑے بیت المال سے مقرر کیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا محکمہ قضاء میرے سپرد ہے۔ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محکمہ فئی (مال غنیمت) میرے سپرد ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مہینہ گزر جاتا' مگر دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کے لیے میرے پاس نہ آتے (یعنی امن و دیانت اس قدر تھی کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی)۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گردن پر ایک عبا پڑی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے' مجھے دیجئے کہ میں آپ سے اس کی کفایت کروں (یعنی میں اٹھا کے پہنچا دوں) انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے الگ رہو تم اور ابن الخطاب رضی اللہ عنہ مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی (بے نیاز) کر دے۔ لوگوں نے کہا' ہاں' جب ان کی دونوں چادریں پرانی ہو جائیں تو انہیں رکھ دیں اور ویسی ہی دو اور لے لیں۔ سفر کریں تو اپنی سواری اور اپنے اہل کا وہ خرچ جو خلیفہ ہونے سے پہلے کرتے تھے (لے لیا

کریں) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں راضی ہوں۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنی چادریں اٹھا کر (بغرض تجارت) بازار کی طرف گئے اور کہا کہ مجھے تم لوگ میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ مجھے میرے اہل کے بارے عاجز کر دیتا' اب میں امر مسلمین میں مشغول ہوں۔ مسلمانوں کے مال میں ان کے لیے خدمت کروں گا اور آل ابی بکر اسی مال سے کھائیں گے۔

عمرو بن میمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو مسلمانوں نے ان کے لیے دو ہزار (درہم سالانہ) مقرر کر دیئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بڑھا دو کیونکہ میرے عیال ہیں اور تم نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے۔ پھر انہوں نے پانچ سو اور بڑھا دیئے۔ راوی نے کہا کہ یا تو دو ہزار تھے اور پانچ سو اور بڑھا دیئے یا ڈھائی ہزار تھے' پھر پانچ سو اور بڑھا دیئے۔

حضور علیہ السلام کی وفات کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

ابی وجزہ وغیرہم سے (پانچ طرق کے علاوہ اور بھی رواۃ سے) مروی ہے کہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسی روز ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ ان کا مکان السنح میں اپنی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھا' وہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ انہوں نے اپنے لیے بالوں کا ایک حجرہ بنا لیا تھا۔ مدینے کے مکان میں منتقل ہونے تک اس پر کچھ اضافہ نہ کیا۔

بیعت کے بعد بھی چھ مہینے تک وہیں السنح میں مقیم رہے۔ صبح کو پیادہ مدینے آتے اور اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر آتے۔ جسم پر تہبند اور چادر ہوتی جو گیرو (لال مٹی) میں رنگی ہوتی' وہ مدینے پہنچ جاتے' سب نمازیں لوگوں کو پڑھاتے۔ جب پڑھ چکتے تو اپنے اہل کے پاس السنح واپس ہو جاتے' جب وہ موجود ہوتے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ اور جب نہ ہوتے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے۔ جمعے کے روز دن نکلے تک السنح میں مقیم رہ کر اپنے سر اور داڑھی کو مہندی کے (خضاب میں) رنگتے' نماز جمعہ کے اندازے سے چلتے اور لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تاجر تھے' اس لیے ہر روز بازار جا کر خرید و فروخت کرتے۔

خدمت خلق کا جذبہ:

ان کا بکری کا ایک گلہ تھا جو ان کے پاس آتا' اکثر وہ خود ان (بکریوں) کے پاس جاتے اور اکثر ان بکریوں میں ان کی کفایت (خدمت و سربراہی) کی جاتی اور ان کے لیے انہیں چارا دیا جاتا تھا' وہ محلے والوں کے لیے ان کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے۔

بیعت خلافت کے بعد محلے (یا قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا) اب ہمارے گھر کی اونٹنیاں نہیں دوہی جائیں گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا: کیوں نہیں' اپنی جان کی قسم میں تمہارے لیے ضرور دوہوں گا اور مجھے اُمید ہے کہ میں نے جس چیز کو اختیار کیا وہ مجھے اس

عادت سے نہ روکے گی جس پر میں تھا' وہ ان کے لیے دوہا کرتے' اکثر وہ اسی قبیلے کی لڑکی سے کہتے کہ لڑکی کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے لیے دودھ میں پھین اٹھادوں یا اسے بغیر پھین کے رہنے دوں۔ جو وہ کہتی وہی کر دیتے۔

اسی حالت میں وہ چھ مہینے تک السنح میں رہے' پھر مدینے آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اپنے کام پر نظر کی تو کہا' واللہ لوگوں کے امر (خلافت) میں تجارت کی گنجائش نہیں' سوائے اس کے ان کے لیے کچھ مناسب نہیں کہ فارغ رہیں اور ان کے حال پر نظر رکھیں۔ میرے عیال کے لیے بھی بغیر اس چیز کے چارہ نہیں جو ان کے لیے مناسب ہو۔ (یعنی نفقہ) انہوں نے تجارت ترک کر دی اور روز کا روز مسلمانوں کے مال (بیت المال) سے اتنا نفقہ لے لیتے جو ان کے اور ان کے عیال کے لیے کافی ہو۔ وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے' جو مقدار ان لوگوں نے ان کے لیے مقرر کی وہ چھ ہزار درہم سالانہ تھی۔

وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اسے واپس کر دو' میں اس مال میں سے کچھ لینا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے' مسلمانوں کے لیے ان اموال کے عوض ہے جو میں نے (بطور نفقہ) بیت المال سے لیا۔ یہ زمین' اونٹنی' تلوار پر صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درہم کی تھی' سب عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۱ھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا' رجب ۱۲ھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا۔ چاشت کے وقت مکے میں داخل ہوئے اور اپنی منزل میں آئے۔ ابوقحافہ (ابوبکرؓ کے والد) گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ چند نوجوان بھی تھے جن سے وہ باتیں کر رہے تھے' ان سے کہا گیا کہ یہ تمہارے بیٹے ہیں۔ وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی بٹھانے میں عجلت کی' وہ کھڑی ہی تھی کہ اتر گئے اور کہنے لگے: پیارے باپ' کھڑے نہ ہوں۔ وہ ان سے ملے اور لپٹ گئے۔ باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ابوقحافہ ان کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔

عتاب بن اسید' سہیل بن عمرو' عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام بھی مکے آئے۔ ان لوگوں نے انہیں اس طرح سلام کیا: "سلامٌ علیك یا خلیفة رسول اللّٰه" اور سب نے مصافحہ کیا جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

ان لوگوں نے ابوقحافہ کو سلام کیا۔ ابوقحافہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا' عتیق یہ جماعت ہے' ان سے صحبت اچھی رکھنا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''لاحول ولاقوۃ الاّ باللّٰہ امر عظیم میری گردن میں ڈال دیا گیا ہے' جس کی مجھے قوت نہیں' اور بغیر اللہ کی مدد کے دیانت نہیں کی جا سکتی''۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر گئے غسل کیا اور باہر آئے۔ ان کے ہمراہی ساتھ چلے تو انہوں نے ہٹا دیا اور کہا تم لوگ اپنی مرضی کے مطابق چلو۔

لوگ ان سے مل کے ان کے سامنے چلتے' نبی ﷺ کی تعزیت کرتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے۔ اسی طرح وہ بیت اللہ تک پہنچے انہوں نے اپنی چادر کو داہنی بغل سے نکال کے بائیں کندھے پر ڈال لیا' حجر اسود کو بوسہ دیا' سات مرتبہ طواف کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے مکان میں واپس آئے۔

ظہر کا وقت ہوا تو نکلے اور بیت اللہ کا طواف کیا' پھر دارالندوہ کے قریب بیٹھ گئے اور کہا کوئی شخص ہے جو کسی ظلم کی شکایت کرے یا کوئی حق طلب کرے' مگر ان کے پاس کوئی (شاکی) نہیں آیا۔ لوگوں نے اپنے والی کی نیکی کی تعریف کی' انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گئے۔

لوگوں نے انہیں رخصت کیا' وہ مدینے کی واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ۱۲ھ کے حج کا وقت آیا تو اس سال ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا' انہوں نے افراد کیا (یعنی صرف حج کی نیت کی) اور مدینے پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

قیس بن حازم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو گورے' دبلے اور کم گوشت والے آدمی تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے شغدف میں تھیں تو انہوں نے ایک عرب کے گزرنے والے شخص کو دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیجیے' تو انہوں نے کہا کہ وہ گورے اور دبلے تھے' دونوں رخساروں پر بہت کم گوشت تھا۔ سینہ آگے سے ابھرا ہوا تھا۔ تہبند کو روک نہیں سکتے تھے جو ان کے کولہے سے لٹک جاتی تھی۔ چہرے میں بہت کم گوشت تھا۔ آنکھیں گڑھے میں تھیں' پیشانی ابھری ہوئی تھی' انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ یہ ان کا حلیہ ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ موسیٰ بن عمران بن عبداللہ ابن عبدالرحمن بن ابی بکر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے عاصم بن عبیداللہ بن عاصم کو بالکل یہی حلیہ بیان کرتے سنا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حنا اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ عمارہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں اس زمانے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جب وہ خلیفہ تھے اور ان کی داڑھی خوب سرخ تھی۔

ابی عون نے بنی اسد کے ایک شیخ سے روایت کی کہ میں نے غزوہ ذات السلاسل میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ اپنے گندمی ناقے پر تھے۔ داڑھی ایسی تھی جیسے عرفج (گھاس) کی سفیدی وہ بوڑھے' دبلے اور گورے تھے۔

ابوجعفر انصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی ایسی (سرخ) تھی جیسے ببول کی چنگاری۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خضاب لگانا:

ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن اسود ابن عبد یغوث جوان لوگوں کے ہمنشین تھے' سفید سر اور داڑھی والے تھے' وہ ایک روز صبح کو ان لوگوں کے پاس اس حالت میں گئے کہ داڑھی کو سرخ رنگ دے رکھا تھا۔ قوم نے ان سے کہا کہ یہ زیادہ اچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کل شام کو میری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جاریہ نخیلہ کو میرے پاس بھیجا اور مجھے قسم دی کہ میں ضرور ضرور رنگوں' انہوں نے مجھے بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رنگا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم سے

رنگتے تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب ان کے پاس ایک شخص کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ مہندی کا خضاب کرتا ہے تو کہا اس سے قبل ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مہندی کا خضاب کر چکے ہیں۔

قاسم نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (خضاب کا ذکر) شروع کرتا۔ پھر اسے بیان کرتا۔

حمید سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا؟ تو انہوں نے کہا' آپ کا بڑھاپا ظاہر ہی نہیں ہوا۔ البتہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے مہندی کا خضاب لگایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کس چیز کا خضاب لگاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ مہندی اور کسم کا۔ میں نے پوچھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے؟ انہوں نے کہا کہ مہندی کا۔ پھر پوچھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ چیز ہی نہیں پائی (یعنی بڑھاپا)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

سماک نے بنی خثیم کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے سر اور داڑھی میں مہندی لگائے ہوئے تھے۔

معاویہ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ کیا ابوبکر خضاب کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ''ہاں'' وہ متغیر ہو رہے تھے (یعنی بالوں کا رنگ بدل رہا تھا)۔

عمار الدہنی سے مروی ہے کہ میں مکے میں انصار کے بوڑھوں کے پاس بیٹھا تھا ان سے سعد بن ابی الجعد نے پوچھا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں فلاں نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس جایا کرتے ان کی داڑھی مہندی اور کسم کی شدید سرخی سے عرفج کی چنگاری کی طرح تھی۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔

زیاد بن علاقہ نے اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم کا خضاب کیا۔ انس رضی اللہ عنہ خادم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے اصحاب میں سوائے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی کھچڑی بال والا نہ تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر مہندی اور مہندی کا غلاف (خضاب کیا)۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (چاہو تو بالوں کا رنگ) بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو (کہ ان کی طرح سیاہ خضاب لگانے لگو) پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم سے رنگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رنگا' ان کا رنگ تیز تھا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے زرد رنگا۔ راوی نے کہا کہ نافع بن جبیر سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کیسا رنگا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو بہت ہی خفیف بڑھاپا آیا تھا۔

عطا خراسانی نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے تم جمال حاصل کرتے ہو مہندی اور کسم ہے۔

عاصم بن سلیمان سے مروی ہے کہ ابن سیرین نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی خضاب کرتا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ابن سیرین نے کہا کہ سند کے لیے مجھے یہ کافی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میرے مال میں نظر کرنا کہ جب سے میں امارت میں داخل ہوا کیا بڑھ گیا' اسے میرے بعد والے خلیفہ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے اس مال کو اپنی مشقت سے حلال یا درست بنا لیا تھا اور مجھے اس طرح چکنا گوشت ملتا جس طرح تجارت میں ملتا تھا۔ ان کی وفات ہوگئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام تھا جو ان کے بچوں کو کھلاتا' اور ایک پانی کھینچنے والا اونٹ تھا جو انہیں پانی بھر دیتا۔ یا (بہ روایت عبداللہ بن نمیر) جو ان کے باغ کو سیراب کرتا۔ ہم نے دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا' مجھے میرے دادا یا نانا نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو وہ اپنے بعد والے کو سخت مشقت میں ڈال گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آیا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے پاس سوائے اس اونٹنی اور اس صیقل کرنے والے غلام کے جو مسلمانوں کی تلواریں بناتا تھا اور ہماری خدمت کرتا تھا اس بیت المال میں سے اور کچھ نہیں جانتا' جب میں مروں تو اسے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دینا۔ جب میں نے وہ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو انہوں نے کہا اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی ان کی کھڑکی کے قریب گئے' ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ نے صبح کس حال میں کی اور شام کس حال میں' وہ خود ہمارے سامنے نکل آئے اور کہا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں؟ ہم نے کہا بے شک ہم لوگ راضی ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔

انہوں نے کہا کہ میں اس امر پر کس قدر حریص تھا کہ مسلمانوں کے لیے ان کے مال غنیمت کو بڑھا دوں' باوجودیکہ مجھے گوشت اور دودھ ملتا تھا۔ تم لوگ نظر کرو' جب میرے پاس سے پلٹنا تو دیکھنا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دینا۔

یہی بات تھی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' ان کے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم' صرف ایک

خادم' ایک دودھ والی اونٹنی اور ایک دودھ دوہنے کا برتن تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس لاتے دیکھا تو کہا اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو ان پر چھ ہزار درہم تھے جو انہوں نے بطور نفقہ بیت المال سے لیے۔ وفات کے وقت انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نہ چھوڑا' میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم لے لیے۔ میری وہ دیوار' جو فلاں فلاں مقام پر ہے' انہیں درہموں کے عوض ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے۔ انہوں نے یہ چاہا کہ اپنے بعد کسی کو گفتگو کا موقع نہ دیں۔ میں ان کے بعد والی امر ہوں' حالانکہ میں نے اسے تمہارے سامنے رد کیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کل اثاثہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا میرے پاس مال میں سے سوائے اونٹنی اور پیالہ کے کچھ نہیں جب میں مروں تو ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانا۔ وفات کے بعد لوگ ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کہا' اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' وہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے دو لوحیں جمع کیں۔

خلافت کے پہلے سال مال غنیمت کی تقسیم:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد نے اپنی خلافت کے پہلے سال غنیمت تقسیم کی۔ انہوں نے آزاد کو بھی دس درہم دیئے' غلام کو بھی دس درہم دیئے' عورت کو بھی دس درہم دیئے اور اس کی باندی کو بھی دس درہم دیئے۔ دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درہم دیئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سلمان کو وصیت:

اسیر سے مروی ہے کہ سلمان نے کہا: میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی علالت میں ان کے پاس گیا اور کہا' اے خلیفہ رسول اللہ مجھے کچھ وصیت کیجئے' میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے اس دن کے بعد وصیت نہ کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا بے شک اے سلمان عنقریب وہ فتوح ہوں گی جنہیں میں نہیں جانتا اس میں سے تمہارا حصہ وہ ہوگا جو تم نے اپنے پیٹ میں کر لیا۔ یا اپنی پیٹھ پر ڈال لیا (یعنی پہن لیا) خوب سمجھ لو کہ جو شخص پانچوں نمازیں پڑھتا ہے' وہ صبح کرتا ہے تو اللہ کے ذمے کرتا ہے اور شام کرتا ہے تو اللہ کے ذمے کرتا ہے' تم ہرگز کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرنا جو اللہ کے ذمے والوں میں سے ہو' کیوں کہ اللہ تم سے اپنے ذمے کا مطالبہ کرے گا اور تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

ترکہ میں خمس کی وصیت اور اس کی توجیہہ:

خالد بن ابی عزہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی' یا کہا کہ میں اپنے مال میں سے وہ لے لوں گا جو اللہ نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے لیا ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لیے غنیمت کا وہ مال ہے جس سے میرا پروردگار راضی ہو' پھر انہوں نے خمس (پانچویں حصے) کی وصیت کی۔

اسحاق بن سوید سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خمس کی وصیت کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور ان کو وصیت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ بیٹھے' خطبہ وتشہد پڑھا' پھر کہا کہ امابعد' پیاری بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمہاری بے فکری' بے نیازی محبوب ہے اور اپنے بعد تمہاری مفلسی ومحتاجی مجھے سب سے زیادہ گراں ہے' میں نے اپنے مال کا بیس وسق غلہ تمہیں بخش دیا' واللہ میں چاہتا تھا کہ تم اس پر قبضہ کرتیں اور اسے لے لیتیں' لیکن وہ اب تو صرف وارثوں کا مال ہے اور وہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ تو میرے دونوں بھائی ہیں' بہنیں کون ہیں؟ انہوں نے کہا میری زوجہ بنت خارجہ کی پیٹ والی' کیونکہ میں اسے لڑکی ہی سمجھتا ہوں۔

محمد بن الاشعث سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جب مرض کی شدت ہوئی' عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے اہل میں مجھے کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں۔ میں نے تمہیں بحرین میں ایک زمین بطور جاگیر دی تھی' میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے کچھ حاصل کیا ہو۔ انہوں نے کہا بے شک۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تم اس باندی کو جوان کے لڑکے کو دودھ پلاتی اور ان دونوں دودھ دینے والی اونٹنیوں کو اور ان کے دوہنے والے (غلام) کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ہم نشینوں کو ان اونٹنیوں کا دودھ پلایا کرتے تھے۔ ان کے پاس مال سے کچھ نہ تھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلام اور باندی اور دونوں اونٹنیوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ انہوں نے غلام اور اونٹنیوں کو قبول کر لیا اور باندی انہی کو واپس کر دی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے ان (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بلایا اور کہا کہ اپنے بعد غنا اور بے فکری میں اپنے اہل میں تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں' نہ مجھے تم سے زیادہ کسی کا حقیر ومحتاج ہونا گراں ہے۔ میں نے تمہیں العالیہ کی زمین کا بیس وسق غلہ بخش دیا تھا' اگر تم اس میں سے کسی سال ایک کھجور بھی حاصل کر لیتیں' جو تمہارے لیے جمع ہوتی (تو مجھے اطمینان ہوتا) اب تو وہ وارث ہی کا مال ہے کہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ میں نے کہا وہ تو اسماء ہیں (جو ایک ہی بہن ہیں دو بہنیں کہاں ہیں) انہوں نے کہا کہ بنت خارجہ کے پیٹ والی' میرے قلب میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے' میں اس کے لیے خیر کی وصیت کرتا ہوں' چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

فلیح بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ مال جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو العالیہ میں دیا' اموال بنی النضیر میں سے بیر حجر تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی اصلاح کی' اس میں کھجور کے درخت لگائے۔

عامر سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' پیاری بیٹی! تمہیں معلوم ہے کہ تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور سب سے زیادہ عزیز ہو۔ میں نے تمہیں وہ زمین دی تھی جو تم جانتی ہو کہ فلاں فلاں مقام میں ہے' میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے وہ واپس کر دو کہ کتاب اللہ کے موافق میری اولاد پر تقسیم ہو' کیونکہ میرے رب نے مجھے القا کیا تھا۔ جب القا کیا تھا (یعنی دل میں ڈال دیا تھا کہ میں وہ زمین تمہیں دے دوں) حالانکہ میں نے اپنی ایک اولاد کو دوسری اولاد پر فضیلت (ترجیح) نہیں دی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ وہ دینار چھوڑا نہ درہم جس پر اللہ نے اپنا سکہ ڈھالا تھا۔

صدیق اور صدیقہ کے مابین آخری گفتگو:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے حاتم کے کلام میں سے ایک شعر پڑھا۔

لعمرك ما يغنى الثراء عن الفتٰى اذا حشرجت يوما وضاق بها الصدر

''تیری جان کی قسم سخاوت، خوشحالی بندے کو (موت سے) بچا نہیں سکتی۔ جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے''۔

انہوں نے فرمایا کہ بیٹی اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو:

وجاءت سكرة الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد

''موت کی سختی آ ہی گئی' یہ وہ چیز ہے جس سے تو بھڑکتا تھا''۔

تم لوگ میری ان دونوں چادروں کو محفوظ رکھنا' جب میں مر جاؤں تو ان دونوں کو دھو ڈالنا اور مجھے ان کا کفن دینا' کیونکہ نئے کپڑے کا زندہ بہ نسبت مردے کے زیادہ محتاج ہے۔

ابی بکر بن حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئیں جب ان کی وہی کیفیت تھی جو مرنے والے کی ہوتی ہے۔ جان سینے میں تھی تو انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا:

لعمرك مايغنى الثراء عن الفتٰى اذا حشرجت يوما وضاق بها الصدر

(ترجمہ پہلے گزر گیا) انہوں نے ناراض ہونے والے کی طرح ان کی طرف دیکھا اور کہا: ام المومنین! اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہ:

وجاءت سكرة الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد

(ترجمہ اوپر گزر گیا) (عائشہ رضی اللہ عنہا) میں نے تمہیں ایک دیوار (احاطہ) دیا تھا۔ اب اس کے متعلق میرے دل میں ایک بات آئی (کہ مجھے اپنی اولاد کے درمیان بے انصافی نہیں کرنا چاہیے' بلکہ ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے) تم اسے میراث میں واپس کر دو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا' میں نے اسے واپس کر دیا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو جب سے ہم امر مسلمین کے والی ہوئے نہ ہم نے ان کا کوئی دینار کھایا نہ درہم' البتہ ہم نے ان کے موٹے غلے کا آٹا اپنے شکموں میں بھر لیا اور ان کے موٹے جھوٹے کپڑے اپنی پیٹھ پر پہن لیے' ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ہے' نہ تھوڑا نہ بہت' سوائے اس حبشی غلام اور اس پانی کھینچنے والے اونٹ اور پرانی چادر کے۔ جب میں مر جاؤں تو تم انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا اور بری ہو جانا۔

اثاثۂ صدیقی بارگاہ فاروقی میں:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب قاصد یہ اشیاء لے کے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ اتنا روئے کہ آنسو زمین پر بہنے لگے' کہنے لگے کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ اے غلام انہیں اٹھا لے۔

مال صدیق کی واپسی کے لئے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سبحان اللہ' آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عیال سے ایک حبشی غلام' ایک پانی کھینچنے والا اونٹ اور ایک پانچ درہم کی پرانی چادر چھینتے ہیں' فرمایا: اچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ چیزیں کو ان کے عیال کو واپس کر دیجئے' فرمایا: نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ یا جس طرح قسم کھائی ہو' یہ میری ولایت میں کبھی نہ ہوگا اور یہ نہ ہوگا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ موت کے وقت جن چیزوں سے سبکدوش ہوئے میں ان کے عیال کو واپس کر دوں (ایسا کرنے سے) موت زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے مرنا اچھا مگر واپس کرنا نہیں اچھا) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انہوں نے کہا: (شعر)

من لایزال دمعهٗ مُقنّعًا فانه لا بد مَرّةً مدفوق

''جس شخص کے آنسو ہمیشہ اس حالت میں جاری رہیں کہ وہ چادر میں اپنا سر چھپائے ہو تو وہ لامحالہ ایک روز مر جائے گا''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹی ایسا نہیں ہے بلکہ:

وجاءت سکرة الموت بالحق ذالك ما کنت منه تحید

(ترجمہ اوپر گزر گیا)

پرانی چادروں میں کفن کی وصیت:

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی جان' جان آفرین کو دے رہے تھے تو ان کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہائے والد۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا حاتم نے کہا: **اذا حشرجت یوما وضاق بها الصدر.** (جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے) تو انہوں نے کہا: بیٹی اللہ کا قول زیادہ سچا ہے: **وجاء ت سکرة الموت بالحق. ذالك ما کنت منه تحید.** میں مروں تو میرے پورے کپڑے دھونا اور انہیں کو میرا کفن بنانا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: والد! اللہ نے دیا اور احسان کیا' ہم آپ کو نئے کپڑے کا کفن دیں گے۔ فرمایا زندہ مردے سے زیادہ محتاج ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ڈھانکتا ہے' کفن تو صرف پیپ' خون اور کہنگی کا ہو جاتا ہے۔

المزنی کی روایت:

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علیل ہوئے اور ان کی بیماری شدید ہو گئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سرہانے بیٹھ کر (یہ شعر) کہا:

کل ذی ابل مورثها وکل ذی سَلَب مسلوب

''ہر اونٹ والے کے اونٹوں کا کوئی وارث ہوگا اور ہر غنیمت والے سے چھین لیا جائے گا (یعنی موت کے بعد)''

فرمایا: بیٹی! جیسا تم نے کہا ایسا نہیں ہے' البتہ ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وجاء ت سکرة الموت بالحق. ذالك ما کنت منه تحید. (موت کی سختی آ ہی گئی' حالانکہ اسی سے تو بیزار تھا)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے تو میں نے یہ شعر بطور مثال پڑھا:

وابیض یستسقی لغمام بوجهه ربیع الیتامیٰ عصمة للارامل

''وہ ایسے گورے آدمی ہیں جن کے چہرے سے ابر بھی سیرابی حاصل کرتا ہے' وہ یتیموں کی بہار اور بیواؤں کی پناہ ہیں''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ سمیہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھا:

من لا یزال دمعه مقنعا فانه لابد مرة مدفوق

(ترجمہ اوپر گزر گیا) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: وجاء ت سکرة الموت بالحق. ذالك ما کنت منه تحید. (ترجمہ اوپر گزر چکا)۔

ثابت سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس شعر کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے:

لاتزال تنعی حبیباً حتیٰ تکونه وقدیر جوالفتی الوجا یموت دونه

''تو اپنے دوست کی خبر مرگ سنایا کرتا تھا حتیٰ کہ تو بھی وہی ہوگیا' بندہ ایسی چیزوں کی آرزو کرتا ہے کہ وہ اس کے ادھر ہی مر جاتا ہے''۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا: کیا ہم طبیب کو نہ بلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے' اور کہا ہے کہ میں وہی کرتا ہوں جو چاہتا ہوں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے پسند تھا کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے کھا جاتے۔

وفات سے ایک سال قبل آپ کو زہر دیا جانا:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حارث بن کلدہ اس بھنے ہوئے گوشت میں سے کھا رہے تھے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا۔ حارث نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اٹھا لیجئے' واللہ اس میں سال بھر میں ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ میں اور آپ ایک ہی دن مریں گے' انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ دونوں برابر بیمار رہے اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خمس کی وصیت کرنا ربع کی وصیت سے زیادہ پسند ہے اور مجھے ربع کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے' جس نے ثلث کی وصیت کی اس نے (وارث کے لیے) کچھ نہیں چھوڑا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین بنانے سے قبل اکابر صحابہ سے مشاورت:

عبداللہ البہی (اور تین طرق) سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرض میں شدت ہوئی تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا حال بتاؤ۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ سے وہ بات پوچھتے ہیں جو یقیناً مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگرچہ میں زیادہ جانتا ہوں مگر تم بھی بیان کرو۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ ان کے حق میں میری جو رائے ہے وہ اس سے افضل ہیں۔

انہوں نے عثمان بن عفان کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا حال بتاؤ۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہم سب سے زیادہ ان سے آگاہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ! اس پر بھی جو تمہیں معلوم ہو وہ بیان کرو۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میرا علم ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ان کے مثل ہم میں کوئی نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا تم پر رحمت کرے۔ واللہ اگر تم ان کا حال ترک کر دیتے تو میں تمہیں بغیر بیان کیے جانے نہ دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں مہاجرین اور انصار سے مشاورت

انہوں نے ان دونوں کے ہمراہ سعید بن زید ابوالاعور اور اسید بن الحضیر سے اور ان کے سوا دوسرے مہاجرین وانصار سے بھی مشورہ کیا۔ اسید نے کہا' اے اللہ مجھے حق کہ توفیق دے' آپ کے بعد میں انہیں سب سے بہتر جانتا ہوں' جو رضائے الٰہی سے راضی ہیں اور ناراضی سے ناراض' ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور اس امر پر کوئی ایسا والی نہیں جو ان سے زیادہ قوی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کی شکایت کا جواب:

بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن وعثمان رضی اللہ عنہما کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور ان سے خلوت کرنا سنا تو وہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان میں سے کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار سے کیا کہیں گے' جب وہ آپ سے عمر رضی اللہ عنہ کو ہم پر خلیفہ بنانے کا پوچھے گا' حالانکہ آپ ان کی سختی دیکھتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بٹھا دو' پھر ان لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ تمہاری امارت سے جس نے ظلم سے توشہ حاصل کیا وہ برباد گیا' اگر اللہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کہوں گا کہ اے اللہ تیرے خاص بندوں میں جو سب سے بہتر تھا میں نے اسے خلیفہ بنایا' اے شخص میں نے جو تم سے کہا یہ ان لوگوں کو بھی پہنچا دینا' جو تمہارے پیچھے ہیں۔

خلافت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر لکھوانا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ لیٹ گئے' انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ مضمون ہے جس کی ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ نے اپنی دنیا کے آخر زمانے میں' اس سے نکلتے وقت اور آخرت کے ابتدائی زمانے میں' اس میں داخل ہوتے وقت (اور آخرت وہ جگہ ہے) جہاں کافر بھی ایمان لاتا ہے' منکر بھی یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے' وصیت کی کہ میں نے اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا۔ لہٰذا ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ میں نے اللہ' اس کے رسولؐ' اس کے دین' اپنے نفس اور تم لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ عمر رضی اللہ عنہ اگر عدل کریں تو ان کے ساتھ میرا یہی گمان ہے اور ان کے

بارے میں میرا یہی علم ہے۔ اگر وہ عدل کو بدل دیں تو ہر شخص کو اس کے حاصل کیے ہوئے گناہ کی سزا ملے گی' میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا۔ میں غیب کی بات نہیں جانتا' ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس مقام پر پلٹتے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

انہوں نے اس کے لکھنے کا حکم دیا اور مہر لگائی۔

تحریر لکھواتے وقت بے ہوشی:

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فرمان کا عنوان لکھوا دیا۔ جس میں عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر رہ گیا۔ قبل اس کے کہ وہ کسی کو نامزد کریں' بے ہوش ہو گئے' عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا کہ میں نے تم پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا' جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم نے جو کچھ لکھا وہ میرے سامنے پڑھو' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر پڑھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہیں اندیشہ ہو گا کہ اگر اس غش میں میرا دم نکل گیا تو لوگ اختلاف کریں گے' اللہ تمہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے' واللہ تمہیں اس لکھنے کے اہل تھے۔

نامزدگی کا فرمان:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہ مہر کیا ہوا فرمان لے کے نکلے' ہمراہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اسید بن سعید القرظی بھی تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم اس شخص سے بیعت کرتے ہو جو اس فرمان میں ہے؟ سب نے کہا ''جی ہاں'' ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو جان لیا ہے جس کا ذکر اس فرمان میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں وصیت:

ابن سعد نے کہا کہ میں ایسے شخص سے بھی آگاہ ہوں جو یہ کہتا ہے کہ (ان میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم اس شخص کو جانتے ہیں کہ) وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سب نے اس کا اقرار کیا۔ ان سے راضی ہو گئے اور بیعت کر لی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا جو مناسب سمجھا وہ وصیت کی (جس کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ دونوں) پھر وہ ان کے پاس سے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے پھیلائے اور کہا: ''اے اللہ میری نیت میں اس (فرمان) سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے میں نے فتنے کا اندیشہ کیا' اس لیے ان لوگوں کے معاملے میں وہ عمل کیا جس کو تو خوب جانتا ہے' ان کے لیے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔ میں نے ان پر ان کے سب سے بہتر کو' سب سے قوی تر کو اور سب سے زیادہ راہِ راست پر چلانے کے خواہش مند کو والی بنایا' میرے پاس تیرا جو حکم آیا وہ آیا (یعنی موت کا حکم) بس تو ہی ان لوگوں میں میرا خلیفہ ہے' کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور ان کی پیشانیاں تیرے قبضے میں ہیں (کہ تو جدھر چاہے پھیر دے) اے اللہ ان کے لیے ان کے والی کی اصلاح کر' اسے اپنے خلفائے راشدین میں سے بنا' جو تیرے نبی رحمت کی ہدایت کی اور ان کے بعد صالحین کی ہدایت کی پیروی کرے اور اس کے لیے اس کی رعیت کی بھی اصلاح کر۔

یوم وصال اور کفن کے معاملے میں موافقت نبوی کا شوق:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عارضے میں شدت ہوئی تو انہوں نے پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ عرض کی دوشنبہ۔ پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی کہ آپ کی وفات دوشنبے کو ہوئی۔ فرمایا پھر تو میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے۔

ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس میں گیرو (سرخ مٹی کے رنگ) کا اثر تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب میں مروں تو اسی چادر کو دھوڈالنا اور اس کے ساتھ دو نئی چادریں شامل کر لینا۔ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا۔ ہم لوگوں نے کہا: کیا ہم سب کو نیا ہی نہ کر لیں؟ فرمایا نہیں وہ تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے' زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر وہ شب سہ شنبہ کو (اپنے ارشاد کے مطابق) انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی' دوشنبے کو' انہوں نے کہا: "ماشاء اللہ میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے"۔ پوچھا: تم نے آپ کو کس چیز کا کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین سفید سوتی یمنی چادروں کا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔ فرمایا: میری یہ چادریں دیکھو جس میں گیرو یا زعفران کا اثر ہے اسے دھوڈالنا اور اس کے ساتھ دو چادریں اور شامل کر لینا۔ میں نے کہا کہ وہ تو پرانی ہیں۔ فرمایا: زندہ نئے کا زیادہ مستحق ہے' یہ تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اور تدفین:

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے لیے) ایک یمنی حلّہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں کفن دیا' پھر وہ حلّہ نکال لیا اور آپ کو تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبداللہ نے وہ حلّہ لے لیا کہ وہی کپڑا میرا کفن ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو مس کیا تھا مگر بعد میں رائے بدل دی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن نہ دیا جائے جسے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیئے جانے سے روک دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سہ شنبہ کو ہوئی اور رات ہی کو دفن کیے گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی رات ہی کو ہوا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں رات ہی کو دفن کیا۔

ایام علالت میں حضرت عمر کو نماز پڑھنے کا حکم:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین طریقوں سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ یوم دوشنبہ کو غسل کیا۔ جو ٹھنڈا دن تھا' پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز کو بھی نہ نکل سکے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کرتے کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ شدت مرض کی حالت میں روزانہ لوگ عیادت کو آتے۔

وقت وفات:

اس زمانے میں وہ اپنے اس مکان میں اترے ہوئے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کے روبرو دیا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو آپ کی تیمارداری کے لیے آپ کے ساتھ کر دیا تھا۔ شب سہ شنبہ کی ابتدائی گھڑیوں میں ۲۲/ جمادی

الآخر ۱۳ھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

مدت خلافت:

ان کی خلافت دو سال چھ مہینے اور دس دن رہی۔ ابو معشر نے کہا کہ دو سال اور چار دن کم چار ماہ رہی۔ وفات کے وقت وہ تریسٹھ سال کے تھے اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پائی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ہوئی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر:

جریر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات کے وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ ابو اسحاق سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پوری کر لی‘ جب ان کی وفات ہوئی تو تریسٹھ سال کے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن والے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سہیل بن بیضا تھے۔

زوجہ سے غسل دلانے کی وصیت:

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء غسل دیں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء غسل دیں۔ حسن سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں اسماء غسل دیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ اسماء نے غسل دیا۔

ابی بکر بن حفص سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسماء بنت عمیس کو وصیت کی کہ جب میں مروں تو تمہیں غسل دو‘ اور انہیں قسم دی کہ افطار کر لینا تب غسل دینا کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوگا (ورنہ نہلانے میں ضعف محسوس ہوگا) انہوں نے دن کے آخر میں ان کی قسم کا ذکر کیا‘ پانی منگا کر پی لیا اور کہا واللہ آج میں ان کے بعد قسم شکنی (حنث) نہ کروں گی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی اسماء غسل دیں‘ اگر وہ عاجز ہوں تو ان کے فرزند محمد ان کی اعانت کریں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ (راوی کا) وہم ہے اور محمد بن سعد نے کہا کہ یہ خطا ہے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں‘ اور اگر وہ (تنہا) نہ دے سکیں تو عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مدد لیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہی ثابت ہے‘ ان کے بیٹے محمد ان کی کس طرح مدد کر سکتے تھے‘ وہ تو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے زمانے میں ذو الحلیفہ میں پیدا ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کو تین سال یا اسی کے قریب ہوئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ کی وفات ہوئی تو غسل دیا' پھر جو مہاجرین موجود تھے ان سے دریافت کیا کہ میں روزہ دار ہوں اور آج کا دن سخت سردی کا ہے' کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں۔

عطا سے مروی ہے کہ اسماء نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سردی والی صبح میں غسل دیا۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا ان پر غسل واجب ہے انہوں نے کہا: ''نہیں'' عمر رضی اللہ عنہ بھی سن رہے تھے مگر انکار نہیں کیا۔

غسال میت پر غسل واجب ہے' مگر حضرت اسماء کو سردی کا عذر تھا اس لیے انہیں ترک غسل کی اجازت دے دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکفین:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں ایک سفید تھی اور ایک چادر گیرو میں رنگی ہوئی (سرخ) تھی۔ انہوں نے کہا کہ زندہ لباس کا میت سے زیادہ محتاج ہے' وہ تو صرف اس آلائش کے لیے ہے جو میت کی ناک اور منہ سے نکلتی ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک گیرو میں رنگی ہوئی تھی۔

پرانی چادر کفن میں شامل کرنے کا حکم:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب علیل تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ انہوں نے کہا تین سوتی چادروں میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس چادر کے متعلق جو ان کے جسم پر تھی' کہا کہ اس کو لے لینا' گیرو یا زعفران جو لگ گیا ہے اسے دھوڈالنا اور مجھے اسی میں دو اور چادروں کے ساتھ کفن دے دینا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یہ کیا ہے کہ آپ پرانی چادر کفن میں شامل کراتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے اور وہ تو صرف پیپ خون کے لیے ہے۔

کفن میں چادروں کی تعداد:

عطا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو دُھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا۔

شعبہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے دریافت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا' انہوں نے کہا کہ تین چادروں میں۔ میں نے کہا کہ تم سے کس نے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن علی سے سنا۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ شریک نے کہا کہ ان میں گرہ لگادی گئی تھی۔

سعید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو انہی جمع کیے ہوئے کپڑوں میں سے دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی پرانی چادروں کو دھو کے انہی میں کفن دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ رات کو دفن کیے گئے۔

سیف بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے میری انہی دونوں چادروں میں کفن دینا جن میں نماز پڑھتا تھا' انہیں دھوڈالنا کیونکہ یہ دونوں پیپ' خون اور مٹی کے لیے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا یہی کپڑا دھوڈالنا اور اسی میں کفن دے دینا کیوں کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یمن کی دوسوتی دُھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے۔ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک دُھلی ہوئی تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کو انہی دو چادروں میں کفن دیا جائے جو جسم پر ہیں اور جنہیں وہ پہنا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے انہی میں کفن دینا کیونکہ زندہ مردے سے زیادہ نئے کا محتاج ہے۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں ایک دُھلی ہوئی تھی۔

مسجد نبوی میں نماز جنازہ:

صالح بن ابی حسان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی۔ انہوں نے کہا: قبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور منبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان پوچھا کس نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا' عمر رضی اللہ عنہ نے' پھر پوچھا: انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں' فرمایا: چار۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں پر مسجد کے اندر منبر کے روبرو نماز پڑھی گئی۔ ابن نمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین ان کے پاس سے گزرے' انہوں نے سعید سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کہاں نماز پڑھی گئی؟ فرمایا: قبر و منبر کے درمیان۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی:

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چار تکبیریں کہیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

محمد بن فلاں بن سعد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں جب ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

رات کے وقت تدفین:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات رات کو ہوئی' ہم نے انہیں صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ دریافت کیا گیا کہ کیا میت رات کو دفن ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات ہی کو دفن کیے گئے۔

ابن السباق سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا' پھر وہ مسجد میں گئے۔ اور تین رکعت نماز وتر پڑھی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔ یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دفن کیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین میں موجود تھا' ان کی قبر میں عمر بن الخطاب' عثمان بن عفان' طلحہ بن عبیداللہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے۔ میں نے بھی اترنے کا ارادہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کافی ہے (تمہاری ضرورت نہیں)۔

نوحہ کرنے کی ممانعت:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پر نوحہ قائم کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ آئے اور ان عورتوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے سے منع کیا۔ عورتوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔ انہوں نے ہشام بن الولید سے کہا کہ میرے پاس ابی قحافہ کی بیٹی (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن) کو لے آؤ' انہوں نے ان کو درے سے چند ضربیں لگائیں۔ نوحہ کرنے والیوں نے یہ سنا تو سب متفرق ہو گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ یہ چاہتی ہو کہ تمہارے رونے کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عذاب کیا جائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مغرب وعشاء کے درمیان ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' صبح ہوئی تو مہاجرین وانصار کی عورتیں جمع ہوئیں اور لوگوں نے نوحہ قائم کیا' حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل وکفن دیا جا رہا تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نوحہ کرنے

والیوں کو حکم دیا تو وہ منتشر کر دی گئیں' واللہ وہ عورتیں اگر اسی بات پر تھیں تو متفرق کر دی گئیں اور وہ جمع ہوئی تھیں۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار:

عمر بن عبداللہ بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ اور قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے' ان کی وفات پر قبر کھودی گئی۔ سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور لحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے ملا دی گئی' وہ وہیں دفن کیے گئے۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کولہوں کے پاس۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

روضۂ نبوی کا اندرونی منظر:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ان سے کہا کہ اے ماں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کی قبریں میرے لیے کھول دیجیے' انہوں نے میرے لیے تینوں قبریں کھول دیں جو نہ بلند تھیں نہ زمین سے پیوست' سرخ کنکریلی زمین کی کنکریاں ان پر پڑی تھیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا کہ وہ آگے تھی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ کے سر کے پاس تھی اور عمر کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے پاس تھا۔ عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قاسم نے ان حضرات کی قبور کا حلیہ بیان کیا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کھڑا دیکھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کر رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا خراج تحسین:

ابو عقیل نے ایک شخص سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں ہدایت کے امام' راستہ پانے والے' راستہ بتانے والے اصلاح کرنے والے' کامیابی حاصل کرنے والے تھے جو دنیا سے اس طرح گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔

ابو قحافہ کا استفسار:

ابن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے مکے میں ایک خوفناک آواز سنی تو کہا گیا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کی وفات ہو گئی' انہوں نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت ہے' ان کے بعد امارت کو کس نے قائم کیا؟ لوگوں نے کہا' عمر رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ان کے صاحب (ساتھی دوست) ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ورثاء:

شعیب بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ ان کے سدس (چھٹے حصے) کے وارث ہوئے' ان کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور محمد و عائشہ و اسماء و ام کلثوم اولاد

ابی بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی دونوں بیویاں اسماء بنت عمیس اور حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی جو بنی الحارث ابن الخزرج میں سے تھیں وارث ہوئیں، یہی حبیبہ ام کلثوم کی ماں تھیں، جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت پیٹ میں تھیں۔

اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ نے کہا کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ ابوقحافہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی میراث کے بارے میں گفتگو کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو واپس کرتا ہوں۔

چھ ماہ بعد ابوقحافہ کی وفات:

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ابوقحافہ بھی چھ مہینے اور کچھ دن سے زیادہ زندہ نہ رہے۔ محرم ۱۴ھ میں مکے میں جب وہ ستانوے سال کے تھے، انتقال ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش:

حبان الصائغ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مہر (انگوٹھی) کا نقش "نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ" تھا۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے قرآن جمع نہیں کیا تھا۔ بسطام بن مسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرے بعد تم دونوں پر کوئی امیر نہ بنے گا۔

حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت عمر کی بیعت:

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ ہم تم سے بیعت کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوت، باوجود آپ کے افضل ہونے کے آپ ہی کے لیے ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کر لی۔

خضاب لگانے میں ابوجعفر کا سیدنا صدیق اکبر کی پیروی کرنا:

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں ابوجعفر سے اس حالت میں ملا کہ میری داڑھی سفید تھی، انہوں نے کہا، تمہیں خضاب سے کون مانع ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس شہر میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا، وسمے سے رنگ لو، میں تو اسی سے رنگتا تھا، یہاں تک کہ میرا منہ متحرک ہو گیا (یعنی رعشہ پڑ گیا) انہوں نے کہا کہ تمہارے علماء میں سے احمق لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ داڑھیوں کا خضاب حرام ہے، حالانکہ ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ یا قاسم بن محمد سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خضاب کو دریافت کیا (زہیر نے کہا کہ محمد و قاسم کے نام میں شک نہیں ہے کسی اور سے ہے کہ اسے یاد نہیں رہا) تو انہوں نے کہا کہ وہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے، صدیق رضی اللہ عنہ نے خضاب لگایا۔ میں نے کہا کہ صدیق نے؟ انہوں نے کہا کہ اسی قبلے یا کعبے کے رب کی قسم کہ وہ صدیق تھے (جنہوں نے سرخ خضاب لگایا)۔

جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ خلافت:

وہب بن جریر نے کہا کہ میرے والد نے حسن سے سنا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو وہ خطبے کے لیے کھڑے

ہوئے واللہ ان کا سا خطبہ اب تک کسی نے نہیں سنایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر کھڑے ہوئے کہا:

امابعد! مجھے اس امارت کا والی بنا دیا گیا' حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ واللہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی مجھے کافی ہوجائے (یعنی اس امارت کو لے لے) سوائے اس کے کہ اگر تم لوگ مجھے مجبور کرو گے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرح عمل کروں تو میں اسے قائم نہیں کرسکتا۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے بندے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی سے نوازا۔ انہیں اس کے ذریعے سے معصوم کردیا تھا۔ آگاہ ہو کہ میں تو صرف ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں' لہٰذا میری رعایت کرو' جب مجھے دیکھو کہ راہِ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو' اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہوگیا تو سیدھا کردو۔ آگاہ ہو کہ میرے لیے بھی شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو' میں تمہارے بالوں میں اور تمہاری کھالوں میں کوئی اثر نہیں کرسکتا۔

خلافت کے متعلق انصار کی رائے:

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو انصار کے خطباء (مقررین) کھڑے ہوئے ان میں سے ایک شخص کہنے لگا' اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ ﷺ تم میں سے جب کسی کو عامل بناتے تو اس کے ساتھ ہم میں سے بھی ایک آدمی کو شامل کردیتے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ اس امر (خلافت) کے دو آدمی والی ہوں ایک تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انصار کو سمجھانا:

ابوسعید نے کہا کہ خطبائے انصار یکے بعد دیگرے اسی پر تقریر کرتے رہے۔ پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے' امام بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا' ہم لوگ اس کے انصار (مددگار) ہوں گے جیسا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے انصار تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے گروہ انصار خدا تمہیں جزا دے جو نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور تمہارے قابل (بات کہنے والے) کو ثابت قدم رکھے۔ واللہ اگر تم اس کے سوا کرتے تو ہم تم سے ہرگز صلح نہ کرتے۔

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ کا بیت المال:

محمد بن ہلال کے والد سے اور (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیت المال السخ میں مشہور تھا۔ جس کا کوئی محافظ نہ تھا' ان سے کہا گیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ بیت المال پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کی حفاظت کرے۔ انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس پر قفل ہے۔

راوی نے کہا کہ اس میں جو کچھ ہوتا وہ دے دیا کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینے میں منتقل ہوئے تو اس کو بھی انہوں نے منتقل کیا۔ انہوں نے اپنا بیت المال بھی اسی میں کیا جس میں (رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں) تھا۔

ان کے پاس معدن قبیلہ سے اور معاون جہنیہ سے بہت سا مال آیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معدن بنی سلیم بھی فتح ہوگیا' وہاں سے بھی صدقے کا مال ان کے پاس لایا گیا۔ یہ سب بیت المال میں رکھا جاتا۔

مال کی تقسیم میں مساوات:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے لوگوں پر نام بنام تقسیم کرتے۔ ہر سو انسانوں کو اتنا اتنا پہنچتا' لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام' مرد اور عورت' خورد اور کلاں میں برابری کرتے۔ وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے۔ اللہ کی راہ میں (لوگوں کو جہاد کے لیے) سوار کرتے۔

بیواؤں میں چادروں کی تقسیم:

ایک سال انہوں نے وہ چادریں خریدیں جو بادیہ سے لائی گئی تھیں۔ جاڑے میں وہ سب مدینے کی بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیں۔

بیت المال میں صرف ایک درہم:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے امینوں کو بلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں لے گئے' ہمراہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی تھے ان لوگوں نے بیت المال کو کھولا تو اس میں کوئی درہم پایا نہ دینار' مال رکھنے کی ایک تھیلی تھی' کھولی گئی تو اس میں ایک درہم نکلا۔ ان لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی۔

مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک وزان (تولنے والا) تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جو مال ہوتا اسے وہ تولتا۔ اس وزان سے دریافت کیا گیا کہ وہ مال کس مقدار کو پہنچا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا دو لاکھ (درہم) کو۔

بنی عدی بن کعب بن لؤی

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب' کنیت ابوحفص تھی' اُن کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ابن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ازواج واولاد اور خاندان:

عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبداللہ وعبدالرحمٰن اور حفصہ تھے۔ ان کی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں۔

زید اکبر جن کا کوئی پس ماندہ نہیں اور رقیہ' ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

زید اصغر وعبیداللہ جو جنگ صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقتول ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک بن المسیب بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول ابن کعب بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔ اسلام نے عمر رضی اللہ عنہ وام کلثوم بنت جرول کے درمیان تفریق کر دی تھی (کیونکہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام نہیں لائیں اس لیے دونوں کا نکاح جاتا رہا)۔

عاصم ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح تھیں۔ ابی الاقلح کا نام قیس بن عصمۃ بن مالک بن امہ بن ضبیعہ بن زید تھا جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

عبدالرحمٰن اوسط جو ابوالمجبر تھے' ان کی والدہ لہیہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن اصغر' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ' ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

زینب جو عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں' ان کی ماں فکیہہ تھیں جو ام ولد تھیں۔

عیاض بن عمر رضی اللہ عنہ ان کی والدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام بدل دیا' ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا' آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ جمیلہ۔

جبل عمر رضی اللہ عنہ:

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن ابی مرہ مکی سے جو امور مکہ کے عالم تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مکے میں وہ مکان دریافت کیا جس میں وہ جاہلیت میں رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ کی جڑ میں رہتے تھے جس کا نام آج جبل عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ جاہلیت میں اس کا نام جبل عاقر تھا۔ اس کے بعد وہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہو گیا اور اسی جگہ بنی عدی بن کعب کے مکانات تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ضجنان کے پاس سے گزرے تو کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ اس وقت دیکھا ہے جب میں خطاب کی بکریاں چراتا تھا ان کا یہ حال تھا کہ واللہ میں نے ایسا بدخو درشت کلام نہیں جانا۔ میں نے امت محمد ﷺ کی امارت میں صبح کی۔ انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا۔

لا شیئی فیما تریٰ الا بشاشة　　　یبقی الا له ویودی المال والولد

''تو جو کچھ دیکھتا ہے اس میں سوائے دل بہلانے کے (یعنی بشاشت کے) کچھ نہیں ہے اللہ باقی رہے گا اور مال و اولاد فنا ہو جائے گی''۔

پھر انہوں نے اپنے اونٹ سے کہا حوب (یعنی اسے چلنے کے لیے کہا)۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ سفر مکہ سے واپسی میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب شعاب ضجنان میں تھے تو لوگ ٹھہر گئے۔ وہ بہت گھنے درختوں کی جگہ تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو وہاں اس وقت دیکھا ہے کہ خطاب کے اونٹ چراتا تھا۔ وہ بدخو اور درشت کلام تھے' کبھی میں اونٹوں پر لکڑیاں ڈھوتا تھا اور کبھی ان کو مارتا تھا' آج میں نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگ میرے دور دراز مقامات میں سفر کرتے ہیں کہ مجھ پر کوئی حاکم نہیں پھر انہوں نے اس شعر سے تمثیل دی۔

لا شیئی فیما تریٰ الا بشاشة　　　یبقی الا له ویودی المال والولد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دُعائے مصطفیٰ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ ان دو میں سے کسی ایک سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اسلام کو عزت دے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا ابی جہل بن ہشام سے۔ ان دونوں میں اس کے نزدیک محبوب تر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا ابوجہل بن ہشام کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے اللہ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس سے اپنے دین کو قوت دے۔ اس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے

اپنے دین کو قوت دی۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے دین کو عزت دے۔

قتل پیغمبر کا ارادہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے۔ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا تو اس نے کہا کہ اے عمر! کہاں کا قصد ہے انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے بنی ہاشم و بنی زہرہ میں تمہیں کیسے امن ملے گا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تمہیں سوائے اس کے نہیں سمجھتا کہ تم پھر گئے اور اپنا وہ دین چھوڑ دیا جس پر تم تھے۔ اس شخص نے کہا: اے عمرؓ! میں تمہیں ایک تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے وہ دین ترک کر دیا جس پر تم ہو۔

عمر بہن کے گھر میں:

عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو ملامت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور ان دونوں کے پاس آئے۔ ان کے پاس مہاجرین میں سے ایک شخص تھے جن کا نام خباب تھا۔ خباب نے عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو کوٹھری میں چھپ گئے' عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گنگناہٹ کیا تھی جو میں نے تمہارے پاس سنی۔ اس وقت وہ لوگ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا کہ سوائے ایک بات کے جو ہم لوگ آپس میں بیان کر رہے تھے اور کچھ نہ تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں دین (شرک) سے برگشتہ ہو گئے۔ ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمرؓ! تم نے کبھی غور کیا کہ اگر حق تمہارے دین میں نہ ہو۔

بہن اور بہنوئی پر تشدد:

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور سختی سے روند ڈالا۔ بہن آئیں اور انہوں نے ان کو شوہر سے علیحدہ کیا۔ عمرؓ نے ان کو ہاتھ سے ایسا دھکیلا کہ چہرے سے خون نکل آیا۔ انہوں نے غضب ناک ہو کے کہا اے عمر! اگر حق تمہارے دین میں نہ ہو تو میں گواہی دیتی ہوں کہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ابن خطاب کے دل پر قرآن کا اثر:

جب عمر رضی اللہ عنہ مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے پاس ہے مجھے دو کہ میں اسے پڑھوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کتاب پڑھنے لگے تو ان کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھوتا اُٹھو غسل یا وضو کرو۔ عمرؓ نے اٹھ کے وضو کیا اور سورۂ طٰہٰ سے:

﴿ اننی انا اللّٰه لا اله الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰة لذکریٰ ﴾

''میں ہی اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں' میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر''۔

پڑھا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں:

یہ سن کر خباب کوٹھری سے نکل آئے اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ تمہیں خوشخبری ہو' میں اُمید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب پنجشنبہ کی دُعا تمہارے ہی لیے قبول ہوئی: اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن ھشام. (اے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام سے عزت دے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں تھا' عمر رضی اللہ عنہ اس مکان میں آئے۔ دروازے پر حمزہ وطلحہ رضی اللہ عنہما اور چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب حمزہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو یہ قوم (مسلمین) عمر رضی اللہ عنہ سے ڈری۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اچھا یہ عمرؓ ہیں۔ اگر اللہ کو عمرؓ کے ساتھ خیر منظور ہوگی تو وہ اسلام لائیں گے' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور اگر وہ اس کے سوا کوئی اور ارادہ کریں گے تو ہمیں ان کا قتل کر دینا آسان ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر اس حالت میں تھے کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی پھر باہر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اچھی طرح ان کی چادر اور تلوار کی پیٹی کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے عمر! تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لیے رسوائی اور عذاب نازل نہ کرے جیسا کہ اس نے ولید بن مغیرہ کے لیے نازل کیا' اے اللہ یہ عمر بن الخطابؓ ہیں' اے اللہ دین کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عزت دے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں وہ اسلام لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلیے۔

قبول اسلام میں چالیسواں نمبر:

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل نہ ہوئے اور چالیس یا چالیس سے کچھ اوپر مردوں اور عورتوں کے بعد جو ان کے قبل اسلام لا چکے تھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو کہا تھا کہ اے اللہ دونوں آدمیوں عمر بن الخطاب یا عمرو بن الہشام میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو جبریل نازل ہوئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے آسمان والے بھی خوش ہوئے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد عمر اسلام لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے ہی سے اسلام مکے میں ظاہر ہوا۔

صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اور علانیہ اس کی دعوت دی جانے لگی۔ ہم لوگ حلقہ کر کے بیت اللہ کے گرد بیٹھے۔ ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا' جس نے ہم پر سختی کی اس سے ہم نے بدلہ لے لیا اور وہ بعض باتیں جنہیں وہ لاتا تھا ہم نے اس کا جواب دیا۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سن ولادت:

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میری ولادت

دوسرے فجارِ اعظم سے چار سال قبل ہوئی (فجار وہ دن کہلاتا ہے جس میں قریش اور قیس بن غیلان میں جنگ ہوئی تھی) اور وہ نبوت کے چھٹے سال ذی الحجہ میں بعمر چھبیس سال اسلام لائے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو میں چھ سال کا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہم لوگ برابر غالب رہے۔

نماز کے لئے بیت اللہ در کھلانا:

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہ تھی' جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی' یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں نماز کے لیے چھوڑ دیا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح تھی' ان کی ہجرت مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی' ہم نے اپنی وہ حالت دیکھی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے تک ہم لوگ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہوں نے لوگوں سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔

دربار نبوت سے فاروق کا لقب:

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اہل کتاب ہی سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کہا۔ مسلمانوں نے یہ لقب انہیں (اہل کتاب) کے قول سے اختیار کیا تھا ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ بھی ذکر کیا۔ نہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا' سوائے اس کے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے مناقبِ صالحہ میں ذکر کیا جاتا اور ان کی مدح وثنا کی جاتی تھی۔ راوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عمرؓ بن الخطاب سے اپنے دین کی تائید کر۔

ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کے قلب وزبان پر کیا ہے اور وہ فاروق ہیں کہ اللہ نے ان کے ذریعے سے حق وباطل میں فرق کر دیا۔

ابی عمر بن ذکوان سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق کس نے رکھا تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ہجرت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی تو مسلمان گروہ در گروہ ہو کر نکلنے لگے۔ مرد ایک دوسرے کو ساتھ لے لیتے اور روانہ ہو جاتے عمر وعبداللہ (راویوں) نے کہا کہ ہم نے نافع (راوی) سے پوچھا کہ (وہ لوگ) پیادہ تھے یا سوار' انہوں نے کہا دونوں (یعنی پیادہ بھی سوار بھی) اہل استطاعت سوار تھے' جو باری باری بیٹھتے اور جنہیں

سواری نہ ملی وہ پیادہ جا رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر پر:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل نے اضاءۃ بنی غفار کی جھاڑیوں میں ملنے کا وعدہ کیا۔ ہم لوگ پوشیدہ نکلتے تھے‘ ہم نے کہا کہ اگر کوئی شخص وعدے کے مقام سے بچھڑ جائے تو دوسرے جو اضاءۃ بنی غفار کے پاس صبح کریں چلے جائیں۔ میں اور عیاش بن ابی ربیعہ روانہ ہو گئے‘ ہشام بن العاص روک لیے گئے اور ان لوگوں کے فتنے میں پڑ گئے جب ہم العقیق میں پہنچے تو وہاں سے العصبہ کی طرف پلٹ کے قبا میں آئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اُترے۔

عیاش بن ابی ربیعہ:

عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس ان کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل اور حارث فرزندان ہشام بن مغیرہ آئے۔ ان کی ماں اسماء بنت مخربہ بنی تمیم میں سے تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب تک مکے ہی میں تھے‘ آپ روانہ نہیں ہوئے تھے۔

ابوجہل اور حارث بہت تیز چل کے قبا میں ہمارے ساتھ پہنچے‘ عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے نذر مانی ہے کہ ’’جب تک تمہیں دیکھ نہ لیں گی کہیں سائے میں نہ بیٹھیں گی نہ سر میں تیل لگائیں گی‘‘۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ’’واللہ یہ لوگ تمہیں یہاں سے واپس نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر رہے ہیں‘ لہٰذا اپنے دین کے لیے خوف کرو‘‘۔

عیاش نے کہا کہ مکے میں میرا مال ہے شاید میں اسے لے سکوں تو اس سے ہمارے لیے قوت ہو جائے گی اور میں اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر دوں گا وہ ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے‘ ضجنان میں پہنچ کے یہ اپنی سواری سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ وہ دونوں بھی اتر پڑے۔ رسی سے باندھ کے دونوں ان کو مکے میں لائے اور کہا کہ اے اہل مکہ اپنے بے وقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو‘ اہل مکہ نے انہیں قید کر دیا۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین عقد مواخاۃ:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب اور عتبان بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

کہا جاتا ہے کہ عمر اور معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہما کے درمیان بھی عقد مواخاۃ ہوا تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ زمین پر تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات وسرایا میں شرکت:

لوگوں نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے' متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے' جن میں بعض کے وہ امیر بھی تھے۔

ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ شعبان ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تین آدمیوں کے ہمراہ تربہ میں قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بطور سریہ روانہ کیا۔

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل خیبر کے میدان میں اترے تو آپ نے جھنڈا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عمرے کی اجازت اور حضور علیہ السلام کی نصیحت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: اے برادر من! ہمیں بھی دعائے صالح میں شریک کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی' آپؐ نے اجازت دی' پھر فرمایا: اے برادرم ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ سلیمان نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے آپؐ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر اس کے عوض مجھے ساری دنیا بھی ملے تو مسرت نہ ہو۔ سلیمان نے کہا کہ شعبہ اس کے بعد مدینے میں عاصم سے ملے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی ہمیں دعا میں شریک کر لینا' ابوالولید نے کہا کہ اسی طرح کی میری کتاب میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

ولید بن ابی ہشام سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں' آپؐ نے انہیں اجازت دی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ آپؐ سے اجازت لے کے پھرے تو آپؐ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے بھائی کسی قدر ہمیں بھی اپنی دعا میں شامل کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی فراست صدیقی کی دلیل:

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صاحب فراست تین آدمی ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں (جو انہیں خلافت کے لیے نامزد کر گئے) موسیٰ علیہ السلام کی بیوی جس وقت انہوں نے (اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے) کہا کہ ان کو ملازم رکھ لیجئے' اور یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا کی بحالت غلامی ہی انہوں نے آثار سعادت پہچان لیے)۔

خلافت کے لئے نامزدگی:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میرے والد کی علالت میں شدت ہوئی تو ان کے پاس فلاں فلاں شخص آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! کل جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اس کا کیا جواب دیں گے کہ آپ نے ہم پر ابن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے

انہوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دو جب بیٹھ گئے تو فرمایا کیا تم لوگ مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو ان سب سے بہتر تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' ان کے پاس علی اور طلحہ رضی اللہ عنہما آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا۔ انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو۔ دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو' اس لیے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ کو جانتا ہوں۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے اہل میں سب سے زیادہ بہتر تھا۔

محمد بن حمزہ بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ بروز سہ شنبہ سر شام ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز سہ شنبے کی صبح کو خلافت قبول کی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خطبۂ خلافت:

حسن سے مروی ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی' پھر کہا کہ اما بعد' میں تمہارے شامل حال کر دیا گیا' اور تم میرے شامل حال کر دیئے گئے۔ میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم میں خلیفہ ہو گیا' جو شخص ہمارے سامنے ہوگا ہم خود ہی اس کا کام کریں گے (یعنی اس کے معاملات و مقدمات کی ساعت خود ہی کریں گے) اور جب ہم سے دور ہوگا تو ہم اہل قوت و امانت کو والی بنائیں گے جو اچھائی کرے گا ہم اس کے ساتھ زیادہ اچھائی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم اسے سزا دیں گے اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔

جامع بن شداد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کے سب سے پہلے جو کلام کیا تھا وہ یہ تھا کہ اے اللہ میں سخت ہوں لہٰذا مجھے نرم کر دے۔ میں کمزور ہوں مجھے توانا کر دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے۔

جامع بن شداد نے اپنے کسی قرابت دار سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ تین کلمات ہیں کہ جب میں انہیں کہوں تو تم لوگ ان پر آمین کہو' اے اللہ میں ضعیف ہوں لہٰذا مجھے قوی کر دے' اے اللہ میں سخت ہوں لہٰذا مجھے نرم کر دے' اور اے اللہ میں بخیل ہوں لہٰذا مجھے سخی کر دے۔

تدفین صدیقی کے بعد خطبۂ فاروقی:

حمید بن ہلال نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات میں موجود تھے خبر دی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ان کی قبر کی مٹی سے اپنا ہاتھ جھاڑا' پھر اپنی جگہ پر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے شامل کیا۔ اس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا' واللہ تمہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا تو اس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہوگا' اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اس میں امانت و کفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا' اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور ضرور ان کے ساتھ احسان کروں گا' اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور انہیں سزا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ واللہ انہوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے

(یعنی جو کہا وہی کیا)۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص کو معلوم ہونا چاہیے جو میرے بعد اس امر خلافت کا والی ہوگا کہ قریب وبعید کے لوگ اس کی خواہش کریں گے۔ میں اپنی طرف سے (اپنے لیے) لوگوں سے لڑوں گا' اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لیے مجھ سے زیادہ قوی کے ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں تو مجھے اس کا والی بننے سے اپنی گردن کا مار دیا جانا زیادہ پسند ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بیت المال سے حصہ:

احنف سے (اور دوسرے طرق سے بھی) مروی ہے کہ ہم لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جاریہ (لونڈی) گزری' لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین کی سریہ (باندی وحرم) ہے تو اس (باندی) نے کہا کہ امیر المومنین کی کوئی سریہ نہیں ہے اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہے' کیونکہ وہ اللہ کا مال ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ پھر اللہ کے مال میں کون سا مال ان کے لیے حلال ہے۔ اس جاریہ کے پہنچنے کی دیر تھی کہ ہمارے پاس قاصد آیا اور ہمیں بلایا' ہم ان کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کیا کہا تھا' ہم نے کہا کہ ہم نے کوئی بری بات نہیں کہی' ایک جاریہ گزری تو ہم نے کہا یہ امیر المومنین کی سریہ ہے۔ وہ کہتے کہ وہ امیر المومنین کی سریہ نہیں ہے اور نہ وہ امیر المومنین کے لیے حلال ہے وہ اللہ کا مال ہے ہم نے کہا کہ پھر ان کے لیے اللہ کے مال میں سے کیا حلال ہے؟ انہوں نے (عمرؓ نے) فرمایا کہ میں جو چیز حلال سمجھتا ہوں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے لیے (سال میں) دو جوڑے حلال ہیں (ایک جوڑا) ایک چادر اور ایک تہبند کا ہوتا ہے' ایک جوڑا جاڑے میں اور ایک جوڑا گرمی میں' اور وہ سواری جس پر میں حج وعمرہ کروں۔ میری اور میرے عیال کی خوراک جیسی قریش کے آدمی کی ہوتی ہے' جو نہ تو ان کے امیروں کی ہو اور نہ ان کے فقیروں کی' پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جو سب کو پہنچے گا وہ مجھے بھی پہنچے گا۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال میں اپنے آپ کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے کہ اگر میں غنی ہوں تو (اس مال سے) بچوں اور اگر فقیر ہوں تو (اس میں سے) اصول کے موافق کھاؤں (قرآن مجید میں مربی یتیم کا یہی حکم ہے) وکیع نے اپنی حدیث میں (اتنا اور) کہا کہ پھر اگر مال دار ہو جاؤں تو ادا کر دوں۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے۔ اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچوں اور اگر فقیر ہوں تو اصول کے مطابق اُس میں سے کھاؤں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم قرار دیا ہے' جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ اصول کے موافق کھا لے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مال میں سے میرے لیے صرف اتنا ہی حلال ہے جتنا میں اپنے ذاتی مال سے کھاتا تھا۔

بیت المال سے قرض:

عمران سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جب ضرورت ہوتی تو وہ محافظ بیت المال کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے اکثر تنگی ہوتی' محافظ بیت المال ان کے پاس آ کر تقاضا کرتا اور ان کے ساتھ ہو لیتا تو وہ اس سے حیلہ کرتے (کہ فلاں وقت دوں گا) اور اکثر ان کی تنخواہ نکلتی تو وہ اسے ادا کر دیتے تھے۔

بیت المال سے شہد لینے میں آپ کا تقویٰ:

براء بن مبرور کے کسی فرزند سے مروی ہے کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ نکل کے منبر کے پاس آئے' وہ کچھ بیمار تھے' ان سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک عُکّہ (وزن شہد) ہے' انہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اس کی اجازت دو (تو خیر) ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے انہیں اس کی اجازت دی۔

عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے نفقہ:

عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس یرفا کو بھیجا میں ان کے پاس آیا تو وہ فجر یا ظہر کے لیے اپنی جانماز پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس مال کو اس کا والی بننے کے قبل بھی بغیر حق کے حلال نہیں سمجھتا تھا اور جب سے اس کا والی ہوا ہوں بالکل اسے اپنے اوپر حرام بھی نہیں سمجھتا ہوں' میری امانت عود کر آئی۔ میں نے تمہیں اللہ کے مال میں سے ایک مہینے تک نفقہ دیا ہے' اور میں تمہیں زیادہ دینے والا نہیں ہوں لیکن میں تمہاری مدد اپنے الغابہ کے (باغ کے) پھل سے کروں گا' اسے کاٹ لو اور بیچ ڈالو' تم اپنی قوم کے تاجروں میں سے کسی کے پاس کھڑے ہو جاؤ' جب وہ کوئی چیز بغرض تجارت خریدے تو تم بھی اس کے شریک ہو جاؤ' اور نفع اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔

اپنے خاندان کے نفقہ میں احتیاط:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دبلی لڑکی کو دیکھا کہ کودتی جا رہی ہے۔ پوچھا یہ لڑکی کس کی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آپ کی لڑکیوں میں سے ایک کی ہے' پوچھا یہ میری کون سی لڑکی ہے؟ عبداللہ نے کہا کہ میری بیٹی! فرمایا: اس کا یہ حال کیوں کر ہوا۔ عرض کی آپ کے عمل سے کہ آپ اسے نفقہ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ' میں تمہارے بچوں کی وجہ سے یہ امید نہ دلاؤں گا کہ میں تمہارے بچوں پر وسعت کر دوں گا۔

لباس و خوراک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع:

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے کہا (بروایت یزید) یا امیر المومنین (اور بروایت ابواسامہ) اے والد' اللہ نے آپ کو خوب رزق دیا اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا مال بہت کر دیا' اگر آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں (تو بہتر ہو) فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ تمہیں سے کراتا ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسی مشقت کی زندگی گزارتے تھے' وہ برابر انہیں یاد دلاتے رہے' یہاں تک کہ وہ رو دیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا ہے کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور ضرور ان دونوں (حضرات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی مشقت کی زندگی

میں شرکت کروں گا کہ شاید میں ان دونوں کے ساتھ ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی (جو آخرت میں ہے) شریک ہو جاؤں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی درخواست کا جواب:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کو لازم کر لیا اللہ وسعت لایا تو مسلمان حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سوائے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کے سب چیز سے انکار کر دیا حالانکہ اللہ نے رزق میں کشادگی دے دی ہے۔ انہیں چاہیے کہ اسی مال غنیمت میں سے جو چاہیں اپنے لیے کشادگی کر لیں۔ انہیں جماعت مسلمین کی طرف سے پوری اجازت ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کی خواہش سے متفق ہو گئیں۔ جب لوگ واپس ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ان باتوں سے آگاہ کیا جو قوم نے کہی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے حفصہؓ اے دختر عمر رضی اللہ عنہ! تم نے اپنی قوم کی تو خیر خواہی کی مگر اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کی' میرے خاندان والوں کا صرف میری جان و مال میں حق ہے لیکن میرے دین و امانت میں کسی کا حق نہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ تو راحت کریں' انہوں نے کہا اے باپ! یا اے امیر المومنین! آپ کی قوم نے مجھ سے گفتگو کی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں نرمی کر دیں (یعنی راحت اٹھائیں) انہوں نے جواب دیا کہ تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور اپنے باپ کی بے وفائی۔

بیت المال سے تجارتی قرض لینے سے انکار:

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے حالانکہ وہ خلیفہ تھے (بروایت یحییٰ) انہوں نے شام کے لیے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور کسی کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (اور بروایت فضل) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے پاس (بروایت یحییٰ و فضل) چار ہزار درہم قرض مانگنے کو بھیجا' انہوں نے قاصد سے کہا کہ ان سے کہو کہ وہ بیت المال سے لے لیں' پھر اسے ادا کر دیں قاصد ان کے پاس آیا اور ان کے جواب کی خبر دی تو انہیں ناگوار ہوا' پھر ان سے عمر رضی اللہ عنہ ملے اور کہا کہ تم کہتے ہو بیت المال سے لے لیں' اگر میں اس (مال) کے آنے سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ اسے امیر المومنین نے لیا ہے' وہ رقم انہی کو چھوڑ دو' اور قیامت میں مجھ سے اس کا مواخذہ ہو' نہیں (میں اس سے باز آیا) میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے جیسے حریص اور لالچی سے لوں کہ اگر میں مر جاؤں تو وہ اس مال کو (بروایت یحییٰ) میری میراث سے (بروایت فضل) میرے مال سے لے لے۔

سفر حج میں حضرت عمر کی سادگی:

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ہم نے اپنے اس حج میں کتنا خرچ کیا تو میں نے کہا پندرہ دینار۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے شیخ سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مکے روانہ ہوئے' انہوں نے واپسی تک کوئی خیمہ نصب نہیں کیا' واپس آ گئے' چمڑے کے فرش سے سایہ کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں حج میں مدینے سے مکے تک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ پھر ہم واپس آ گئے' انہوں نے کوئی خیمہ نصب نہیں کیا اور نہ ان کے لیے کوئی عمارت تھی جس کا وہ سایہ کر لیتے ہوں' صرف چمڑے کا فرش یا

چادرہ درخت پر ڈال دیا جاتا تھا اور وہ اس کے سائے میں آرام فرماتے۔

خوراک میں سادگی:

حسنؒ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ روزانہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے کہ ان کے لیے تین روٹیاں ہوتی تھیں۔ کبھی تو ہم نے بطور سالن کے روغن زیتون پایا، کبھی گھی پایا، کبھی دودھ، کبھی خشک کیا ہوا گوشت جو باریک کر کے ابال لیا جاتا تھا۔ کبھی تازہ گوشت اور یہ کم ہوتا تھا۔

انہوں نے ایک روز ہم سے فرمایا کہ اے قوم! میں اپنے کھانے کے متعلق تم لوگوں کی ناگواری و ناپسندیدگی محسوس کرتا ہوں، اگر میں چاہوں تو تم سب سے اچھا کھانے والا، تم سب سے اچھی زندگی بسر کرنے والا ہو جاؤں، میں بھی سینے اور کوہان کے سالن سے اور باریک روٹیوں کے مزے سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے جل وثناء کا ارشاد سنا، جس نے ایک قوم کو ان کے کسی کام پر جو ان لوگوں نے کیا عار دلائی ہے، اس نے فرمایا:

﴿ اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا و استمتعتم بها ﴾

''(تم لوگ اپنی پاکیزہ چیزیں) اپنی حیات دنیا میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے، اس لیے حیاتِ آخر میں تمہارا حصہ باقی نہیں رہا''۔

حکام کی طرف سے وظیفہ کا مطالبہ:

ابوموسیٰ نے ہم سے گفتگو کی کہ تم لوگ امیر المومنین سے کہو کہ بیت المال سے ہمارے لیے وظیفہ مقرر فرما دیں، ہم لوگ برابر ان سے کہتے رہے، انہوں نے فرمایا کہ اے گروہ حکام! کیا تم لوگ اس چیز پر راضی نہیں ہو جس پر میں راضی ہوں، ان لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! مدینہ ایسی زمین ہے جہاں کی زندگی سخت (اور تکلیف کی) ہے۔ ہم لوگ آپ کے کھانے کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ سیر شکم کر سکے اور اسے کھایا جائے، ہم لوگ ایسی زمین میں ہیں جو سرسبز و شاداب ہے ہمارا امیر رات کا کھانا کھلاتا ہے اور اس کا کھانا کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

وظیفہ کی منظوری:

عمر رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکا لیا (اور غور کرنے لگے) پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ ''ہاں میں نے تمہارے لیے بیت المال سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب (ایک پیمانہ) مقرر کیا۔ صبح کے کھانے کا وقت ہو تو ایک بکری ایک جریب کے ساتھ کام میں لاؤ۔ اور تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ۔ پھر پانی منگا کے پیو اور وہ پانی اپنے داہنی طرف والے کو پلاؤ جو اس کے ساتھ متصل ہو پھر اپنے کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ شام کے کھانے کا وقت ہو تو بقیہ بکری جریب کے ساتھ تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ، پانی منگا کے پیو، دیکھو خبردار، لوگوں کا ان کے گھروں میں پیٹ بھرو، ان کے عیال کو کھلاؤ، کیونکہ لوگوں کو تمہارا دو مٹھی اناج دے دینا نہ اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے اور نہ ان کے بھوکے کو سیر کرتا ہے، واللہ اس پر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ جس اراضی سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب لی جائیں گی تو یہ تیزی سے اس کو بربادی کی طرف لے جائیں گی۔

راحت کی زندگی بسر نہ کرنے کی وجہ:

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ حفص بن ابی العاص' عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں موجود ہوتے تھے مگر کھاتے نہ تھے۔ ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں ہمارے کھانے سے کیا چیز مانع ہے' انہوں نے کہا کہ آپ کا کھانا خراب اور سخت ہے اور میرے لیے عمدہ کھانا تیار ہے میں اس میں سے لوں گا فرمایا: کیا تم مجھے اس سے عاجز سمجھتے ہو کہ میں بکری کے متعلق حکم دوں کہ اس کے بال دور کر دیئے جائیں (یعنی صاف کر کے پکا دی جائے) آٹے کے متعلق حکم دوں کہ وہ کپڑے میں چھان ڈالا جائے اور اس کی باریک روٹی پکائی جائے' میں ایک صاع (ساڑھے تین کلو) کشمش کا حکم دوں کہ ڈول میں رکھ کے اس پر پانی ڈالیں کہ صبح کے وقت اس کی یہ رنگت نظر آئے جیسے ہرن کا خون۔ حفص بن ابی العاص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ آرام کی زندگی بسر کرنا جانتے ہیں۔ فرمایا: بے شک' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اپنے حسنات کا سلسلہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہاری راحت کی زندگی میں ضرور شرکت کرتا۔

ربیع بن زیاد حارثی سے مروی ہے کہ وہ قاصد بن کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں ان کی ہیئت وطریقہ عجیب معلوم ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ سے سخت وخراب کھانے کی جو انہوں نے کھایا تھا شکایت کی اور عرض کی: یا امیر المومنین آپ عمدہ کھانے' عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

امیر المومنین اور رعایا کی مثال:

عمر رضی اللہ عنہ نے کاغذ (مثل) اٹھایا جو ان کے پاس تھا اور اس کو اپنے سر پر مارا اور کہا دیکھو' واللہ میں تمہیں یہ نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے اللہ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا ہو' تم نے اس بات سے صرف میرا تقرب حاصل کرنا چاہا ہے' خدا تمہارا بھلا کرے' میں نہیں سمجھتا کہ تم میں کوئی خیر ہے' کیا تم جانتے ہو کہ میری اور ان (رعایا) کی کیا مثال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی اور ان کی کیا مثال ہے (بیان فرمایئے) فرمایا: اس کی مثال ایک جماعت کی سی ہے جس نے سفر کیا اور اپنے اخراجات اپنی ہی قوم کے کسی شخص کے سپرد کر دیئے اور اس سے کہہ دیا کہ ہم پر خرچ کرنا' کیا اس کے لیے یہ حلال ہے کہ وہ اس مال میں سے اپنے لیے کر لے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! نہیں۔ فرمایا کہ میری اور ان (رعایا) کی ایسی ہی مثال ہے۔ میں نے تمہارے عمال کو اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے منہ پر ماریں یا تمہاری آبرو اور تمہارا مال لے لیں' میں نے انہیں اس لیے تم پر عامل بنایا ہے کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں' اگر کسی شخص پر اس کا عامل کسی طرح کا بھی ظلم کرے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اس ظلم کی میرے پاس شکایت کرے کہ میں اس کا بدلہ اس سے لوں۔

رعایا سے حسن سلوک کا حکم نامہ:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ نے غور فرمالیا کہ اگر کوئی امیر اپنی رعیت کے کسی شخص کو تعلیم کے طور پر مارے تو آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اس سے قصاص نہ لوں میں نے رسول

اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ مسلمانوں کو مار کر ذلیل نہ کرنا اور نہ انھیں محروم کر کے نافرمان بنانا' انہیں محتاج بنا کے فتنے میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں جھاڑیوں میں اتار کر ضائع کرنا۔

امیر المومنینؓ کا خطاب دیا جانا:

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہا گیا مسلمانوںؓ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد جو شخص آئے گا اسے خلیفۂ رسول ﷺ کہا جائے گا تو یہ طویل ہو جائے گا۔ تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کر لو جس سے اپنے خلیفہ کو پکارو' اور جس سے بعد کے خلفاء بھی پکارے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب نے کہا کہ ہم مومن ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر ہیں۔ لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین پکارے گئے' وہ پہلے شخص ہیں جن کا یہ نام رکھا گیا۔

اوّلیات فاروقی رضی اللہ عنہ:

وہ پہلے شخص ہیں کہ ربیع الاوّل ۱۶ ھ میں تاریخ مقرر کی' انہوں نے نبی ﷺ کی مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کو آغاز سنہ ہجری قرار دیا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کیا' وہ پہلے شخص ہیں کہ رمضان کی تراویح کا طریقہ ڈالا۔ لوگوں کو اس پر جمع کیا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے۔ یہ واقعہ رمضان ۱۴ ھ کا ہے۔ انہوں نے مدینے میں دو قاری مقرر کیے' ایک جو مردوں کو نماز تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو پڑھائے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ شراب پینے پر اسی کوڑے مارے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور ان کی نیکی میں شک کرنے والوں پر سختی کی۔ انہی نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو ایک شراب کی دکان تھی۔ انہوں نے ربیعہ بن امیہ بن خلف (منافق) کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا' وہ شراب والا تھا ملک روم میں جا کر مرتد ہو گیا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ لوگوں کی نگرانی و حفاظت کے لیے مدینے میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا اور درہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی۔ ان کے بعد کہا جاتا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا درہ تم لوگوں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ بہت سی فتوحات حاصل کیں جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں کہ ان میں خراج اور مال غنیمت تھا۔ انہوں نے پورے عراق کو' اس کی بستیوں اور پہاڑوں کو' آذربائیجان' شہر بصرہ اور اس کی زمین' الاہواز' فارس اور اجنادین کے سوا پورا شام فتح کیا۔ اجنادین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہو گیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے الجزیرہ کی بستیاں' موصل مصر اور اسکندریہ فتح کیا۔ وہ اس وقت شہید کر دیے گئے کہ ان کا لشکر رے پر تھا اور اس کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ السواد اور ارض الجبل کی پیمائش کی' جو شہر انہوں نے فتح کیے ان کی زمینوں پر خراج اور اہل ذمہ پر (یعنی وہ غیر مسلم جو ان کی رعایا تھے) جزیہ (ان کی جان و مال کی حفاظت و ذمہ داری کا محصول) مقرر کیا۔ دولت مندوں پر سالانہ بارہ روپے یا اڑتالیس درہم' متوسط پر سالانہ چھ روپے یا چوبیس درہم' اور غریب پر سالانہ تین روپے یا بارہ درہم مقرر کیے' اور فرمایا ایک

درہم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی گراں نہیں گزرے گا۔ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں السواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ دس لاکھ وافی تک پہنچ گئی۔ ایک وافی ایک درہم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا (ایک دانگ ۶/۱ درہم کے)۔

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفے اور بصرے اور الجزیرے اور شام اور مصر اور موصل کو شہر بنایا' وہاں عربوں کو آباد کیا۔ انہوں نے کوفے اور بصرے میں قبائل کے لیے علیحدہ علیحدہ خطے مقرر کیے۔

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شہروں میں قاضی (حاکم فوجداری و دیوانی) مقرر کیے دفتر مرتب کیا (یعنی رجسٹر بنایا) اس میں لوگوں کے نام بہ ترتیب قبائل درج کیے' ان کے لیے مال غنیمت میں سے حصے مقرر کئے۔ لوگوں کو حصے تقسیم کیے۔ اہل بدر کا حصہ مقرر کیا۔ انہیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی۔ مسلمانوں کے حصے ان کی قدر اور اسلام میں تقدم کے لحاظ سے مقرر کیے۔

عامل کی تقرری میں احتیاطی تدابیر:

وہ پہلے شخص ہیں کہ مصر سے غلہ کشتیوں میں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینہ منورہ منگایا۔ عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے کسی عامل کو کسی شہر پر مقرر کر کے بھیجتے تھے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیتے تھے۔ انہوں نے ایک سو سے زائد لوگوں کا مال جب انہیں معزول کیا تو تقسیم کرالیا (یعنی جو فہرست ابتدائی سے بڑھا وہ لے لیا اگرچہ وہ تنخواہ ہی سے بڑھا' کیونکہ عامل کے لیے نفقہ ہے اور جو اس سے بڑھے وہ اسے واپس کرنا چاہیے) جن کا مال تقسیم کرالیا ان میں سے سعد بن ابی وقاص اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

عامل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی شخص کو بناتے تھے' جیسے عمرو بن العاص' معاویہ بن ابی سفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم' جو ان سے افضل تھے انہیں چھوڑ دیتے تھے' جیسے عثمان و علی و طلحہ و زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور ان کے مساوی لوگ' اس لیے کہ ان لوگوں میں عامل بننے کی صلاحیت تھی اور عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی اور ہیبت اثر انداز تھی۔ ان سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحاب کو والی نہیں بناتے۔ فرمایا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں انہیں عمل میں آلودہ کروں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے (بروایت بعض) دارالرقیق (غلام خانہ) اور (بروایت بعض) دارالدقیق (توشہ خانہ) بنایا تھا۔ اس میں انہوں نے آٹا' ستو' کھجور' کشمش اور حاجت کی چیزیں رکھیں جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مکے اور مدینے کے درمیانی راستوں پر بھی وہ اشیا مہیا کیں جو بے توشہ مسافر کو مفید ہوں اور اسے ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچا دیں۔

مسجد نبوی کی توسیع:

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد منہدم کی اور اس میں اضافہ کیا' اضافے میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا مکان بھی لے لیا اور اسے وسیع کر کے بنا دیا' یہ اس وقت کیا جب مدینے میں لوگ زیادہ ہو گئے۔ انہی نے یہود کو حجاز سے نکال دیا اور جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلاوطن کر دیا۔ نجران کے نصاریٰ کو نکال کر نواح کوفہ میں آباد کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا الجابیہ میں قیام:

عمر رضی اللہ عنہ صفر ۱۶ھ میں الجابیہ گئے' وہاں بیس شب قیام کیا۔ نماز میں قصر کرتے رہے (اس لیے کہ نیت پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی تھی مگر اتفاق سے روانگی میں تاخیر ہو گئی اس لیے نماز میں قصر کرنا پڑا۔ ورنہ اگر پہلے ہی سے بیس دن یا پندرہ دن کے قیام کی

نیت ہوتی تو قصر نہ کرتے) فتح بیت المقدس میں بھی موجود تھے انہوں نے الجابیہ میں غنائم تقسیم کیں۔

ملک شام اور عمواس کا طاعون:

جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں ملک شام کے ارادے سے روانہ ہوئے' سرغ تک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا شام میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا ہے وہاں سے واپس ہوئے' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا۔ ''کیا آپ تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں' تقدیر الٰہی کی طرف''۔ انہیں کی خلافت میں ۱۸ھ میں عمواس کا طاعون ہوا۔ اسی سال تباہی کی ابتداء ہوئی' جس میں لوگوں کو قحط وخشک سالی اور بھوک کی تکلیف انیس مہینے تک رہی۔

امارت حج کی ذمہ داری:

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۳ھ میں لوگوں کو حج کرانے پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس کے بعد اپنی خلافت کے پورے زمانے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو حج کراتے رہے' انہوں نے پے در پے دس سال تک لوگوں کو حج کرایا۔ ۲۳ھ میں جو آخری حج لوگوں کو کرایا اس میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تین عمرے کیے' ایک عمرہ رجب ۱۷ھ میں' ایک رجب ۲۱ھ میں اور ایک رجب ۲۲ھ میں' انہیں نے مقام ابراہیم کو اپنے مقام پر ہٹا دیا جو اس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینے اور بصرے اور کوفے اور بحرین اور مصر اور شام اور الجزیرے کو شہر بنا دیا۔

مسجد نبوی میں کنکریوں کا فرش:

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شئے آسان ہے جس سے میں قوم کی اصلاح کر سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ ان کے ایک امیر کو دوسرے امیر کی جگہ بدل دوں۔

عبداللہ بن ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جس نے (گرد و غبار سے بچانے کے لیے) کنکریاں ڈالیں وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ سے جھاڑتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کنکریوں کا حکم دیا تو وہ العقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچھائی گئیں۔

حضرت خالد بن الولید اور مثنیٰ رضی اللہ عنہما کو معزول کرنے کی وجہ:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خالد بن الولید اور مثنیٰ بن شیبان رضی اللہ عنہما کو ضرور ضرور معزول کر دوں گا تاکہ ان دونوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کی مدد کرتا تھا اور محض ان دونوں کی مدد نہیں کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک قوم پر گزرے جو باہم (بطور مشق) تیر اندازی کر رہے تھے ان میں سے ایک نے (کسی سے) کہا کہ تم نے برا کیا (یعنی غلط چلایا) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات کی برائی تیر اندازی کی برائی سے زیادہ بری ہے۔

دریائی سفر کے لئے مشورہ:

نافع سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ مجھ سے مسلمانوں کے دریائی سفر (نہ کرانے) کو کبھی نہیں پوچھے گا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے دریائی سفر کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ لکڑی پر کیڑا ہے اگر لکڑی ٹوٹ جائے تو کیڑا ہلاک ہو جائے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دریا میں بھیجنے کو پسند نہ کیا (بروایت سعید بن ابی ہلال) عمر رضی اللہ عنہ دریائی سفر سے رُک گئے۔

فتنہ میں ڈالنے والے سے نصیحت آمیز سلوک:

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ اس وقت جب کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت گشت کر رہے تھے اتفاق سے ایک عورت یہ شعر کہہ رہی تھی:

هل من سبيل الى خمرٍ فاشربها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

''کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اسے پی سکوں یا نصر بن حجاج سے ملنے کی بھی کوئی راہ ہے''۔

صبح ہوئی تو انہوں نے نصر بن حجاج کو دریافت کیا اتفاق سے وہ بنی سلیم میں سے تھا انہوں نے اسے بلا بھیجا وہ سب سے زیادہ خوب صورت بال والا تھا اور اس کا چہرہ سب سے زیادہ گورا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بال کتروانے کا حکم دیا اس نے کتروا دیئے تو اس کی پیشانی نکل آئی اور حسن اور بڑھ گیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس زمین پر تم میرے ساتھ نہ رہنے پاؤ گے جہاں میں ہوں انہوں نے اس کے لیے ان چیزوں کے مہیا کرنے کا حکم دیا جو سفر کے لیے مناسب تھیں اور اسے بصرے روانہ کر دیا۔

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ ایک رات عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے اتفاقاً وہ چند عورتوں کے پاس سے گزرے جو باتیں کر رہی تھیں وہ کہہ رہی تھیں کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ گورا کون ہے ایک عورت نے کہا کہ ابو ذئب صبح ہوئی تو انہوں نے اس کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی سلیم میں سے ہے جب اسے عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ سب سے زیادہ خوبصورت نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ واللہ تو عورتوں کا بھیڑیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو اس زمین پر میرے ساتھ رہنے نہ پائے جس پر میں ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ لامحالہ مجھے روانہ کرنے والے ہی ہیں تو وہیں بھیج دیجئے جہاں آپ نے میرے چچا نصر بن حجاج السلمی کو بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے مناسب سامان کا حکم دیا اور اسے بھی بصرے روانہ کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ بَرید عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس کا ترکش بکھر گیا اور اس میں سے ایک کاغذ نکلا۔ انہوں نے اسے لے کر پڑھا تو اشعار ذیل تھے:

الا ابلغ اباحفص رسولا افدى لك من اخى ثقة زادى

''کوئی قاصد ہوتا کہ ابو حفص کو یہ خبر پہنچا دیتا اے میرے قابل اعتماد بھائی تیرے لیے میرا سامان فدا ہے۔

قلائصا هداك الله انا ۲ شغلنا عنكم زمن الحصار

اللہ تمہیں راہِ راست دکھائے۔ ہماری سواریوں نے محاصرے کے وقت ہمیں تمہاری جانب متوجہ نہ ہونے دیا۔

فما قُلُصٌ و جدن معقلات ۳ فقا سلع مختلف البحار

مقام سلع کے پیچھے جہاں یکے بعد دیگرے دریاؤں کی گزرگاہ ہے وہیں سواریاں بندھی تھیں جو نہ ملیں۔

قلايص من بني سعد بن بكر ۴ واسلوا وجهينة او غفار

یہ سواریاں قبیلہ سعد بن بکر کی تھیں' قبیلہ اسلم کی تھیں' جہینہ کی تھیں' غفار کی تھیں۔

يعقّلهُنّ جَعْدَةُ مِنْ سُلَيْم ۵ معبدا يبتغي سَقَطَ العَذار

قبیلہ سلیم کا آدمی ''جعدہ'' نے ان کو باندھ رکھا ہے' بار بار آتا ہے اور بے حیائی کا طالب ہوتا ہے''۔

انہوں نے فرمایا قبیلہ سلیم کے جعدہ کو میرے پاس بلاؤ۔ لوگ اسے لائے' رسی میں باندھ کر سو تازیانے اس کو مارے گئے۔ ان عورتوں کے پاس جانے سے اسے روک دیا جن کے شوہر موجود نہ ہوں۔

نماز کا ذوق وشوق:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وسط شب میں نماز پسند کرتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو نماز میں نسیان پیش آجاتا تھا' کسی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے تھے کہ وہ انہیں بتادے' جب وہ شخص انہیں اشارہ کرتا تھا کہ سجدہ کریں یا کھڑے ہو جائیں تو کرتے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھ سے تیری تکلیف کو پوچھا نہ جائے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس سال جس سال انہیں خنجر مارا گیا فرمایا' اے لوگو! میں تم سے کلام کرتا ہوں' جو شخص یاد رکھے وہ اسے اس مقام پر بیان کرے جہاں اس کی سواری اسے پہنچائے اور جو یاد نہ رکھے تو میں خدا کے لیے اس پر تنگی کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر اس چیز کا بہتان نہ لگائے جو میں نے نہیں کہا۔

احادیث لکھنے کے لیے استخارہ:

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھنے کا ارادہ فرمایا' ایک مہینے تک اللہ سے استخارہ کیا۔ پھر اس حالت میں صبح کی کہ انہیں یقینی بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا' انہوں نے کہا کہ مجھے ایک جماعت یاد آئی جس نے (احادیث کی) کتاب لکھی تھی' وہ اسی پر متوجہ ہو گئے اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا۔

راشد بن سعد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس مال لایا گیا تو وہ اسے لوگوں میں تقسیم کرنے لگے' ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص دھکیلتے ہوئے آگے آئے اور ان کے پاس پہنچ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درے سے مارا اور کہا کہ تم اس طرح آگئے کہ زمین کے سلطان الٰہی سے نہیں ڈرتے تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتادوں کہ سلطان الٰہی بھی تم سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب:

عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک حجام جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بال کاٹتا تھا ہیبت ناک آدمی تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے کھنکھار دیا تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس درم دلائے' وہ حجام سعید ابن الہیلم تھا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں مروی ہے کہ میرے بعد جو اس امر کا والی ہوگا اسے جاننا چاہیے کہ قریب وبعید اس امر کی خواہش کرے گا' بخدا (اگر میرے زمانے میں کوئی خلافت کی خواہش کرے) تو میں اپنی طرف سے اس سے ضرور جنگ کروں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج گرامی:

محمد بن زید سے مروی ہے کہ علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم سب مل کے جمع ہوئے' ان میں سب سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ سے بے باک (بے تکلف) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے' سب نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ امیر المومنین سے لوگوں کے لیے گفتگو کرتے (تو بہتر ہوتا) کیونکہ انسان طالب حاجت بن کر آتا ہے' اسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روکتی ہے اور وہ بغیر اپنی حاجت بیان کیے واپس چلا جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن ان کے پاس گئے اور کہا اے امیر المومنین! لوگوں پر نرمی کیجئے کیونکہ آنے والا آتا ہے' اسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روک دیتی ہے اور وہ واپس چلا جاتا ہے' آپ سے گفتگو نہیں کرتا۔ فرمایا' اے عبدالرحمٰن میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں' سچ بتاؤ' کیا علی اور طلحہ وزبیر وسعد رضی اللہ عنہم نے تمہیں اس بات کا مشورہ دیا؟ انہوں نے کہا جی ہاں' فرمایا اے عبدالرحمٰنؓ' واللہ میں لوگوں کے لیے نرم ہو گیا تھا مگر نرمی میں بھی اللہ سے ڈرا' پھر میں نے ان پر سختی کی' یہاں تک کہ سختی میں بھی اللہ سے ڈرا' پھر رہائی کی کون سی صورت ہے۔ عبدالرحمٰن اپنی چادر کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ آپ کے بعد لوگوں کے لیے افسوس ہے' آپ کے بعد لوگوں کے لیے افسوس ہے۔

حضرت عثمان اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں مال کی تقسیم:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے۔ کوئی اپنی حاجت پیش کرتا تو اس پر غور کرتے' انہوں نے کچھ نمازیں پڑھیں جن کے بعد نہیں بیٹھے' میں دروازے پر آیا اور پکارا' اے یرفا' یرفا آیا تو میں نے پوچھا' کیا امیر المومنین کو کوئی بیماری ہے۔ اس نے کہا نہیں ہم اسی گفتگو میں تھے کہ عثمان آ گئے' یرفا اندر چلا گیا' پھر وہ ہمارے پاس آیا اور کہا کہ اے ابن عفان کھڑے ہو اور اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہو۔ ہم دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' ان کے آگے مال کا ڈھیر لگا ہوا تھا' ہر ڈھیر پر گوشت کا ایک دست تھا' فرمایا کہ میں نے غور کیا تو مدینے میں تم دونوں سے زیادہ خاندان والا کسی کو نہیں دیکھا' تم دونوں اس مال کو لوگوں میں تقسیم کر دو' اگر کچھ بڑھے تو اسے واپس کر دینا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے تو ہاتھ جھاڑ دیئے (یعنی انکار کر دیا) میں اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور کہا اگر (تقسیم کرنے میں یہ مال بجائے بڑھنے کے) کم ہو جائے تو آپ ہمیں واپس کر دیں گے۔ فرمایا پہاڑ کا پتھر (واپس کر دیں گے) کیا یہ مال اس وقت اللہ کے پاس نہ تھا' جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب محدود مقدار میں کھاتے تھے۔ میں نے کہا کیوں نہیں تھا' اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوتی تو

ضرور آپ کے عمل کے خلاف کرتے۔ پوچھا' آنحضرت ﷺ کیا کرتے۔ میں نے کہا' اس وقت آپ خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

فکر آخرت کا ایک نمونہ:

میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگے یہاں تک کہ ہچکیوں سے ان کی پسلیاں ہلنے لگیں' اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ سب کو کافی ہو کہ میں بری ہو جاؤں' کہ نہ میرے ذمے کچھ رہے اور نہ میرے لیے کچھ بچے۔

اتباع نبوی کا ذوق:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مال میں سے ایک اونٹ ملا' (بروایت یحییٰ غنیمت میں سے اونٹ ملا) عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کیا' ازواج نبی ﷺ کو بھیجا' جو بچا اسے تیار کرایا' بعض مسلمانوں کی دعوت کی۔ جن میں اس روز عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عباسؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ روزانہ ہمارے لیے ایسا ہی کریں تو ہم لوگ آپ کے پاس کھائیں اور باتیں کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا دوبارہ نہ کروں گا۔ میرے دونوں صاحب یعنی نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک عمل کر کے اور ایک راستہ چل کے گزر گئے۔ اگر میں ان کے عمل کے خلاف کروں گا تو راہ راست سے بھٹک جاؤں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آ کے منبر پر بیٹھے۔ لوگ اٹھ اٹھ کے ان کے پاس آئے' اہل عالیہ (یعنی بیرون مدینہ کے دیہات کے لوگوں) نے سنا تو وہ بھی آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تعلیم دی' اور کوئی صورت ایسی نہ رہی جو بتا نہ دی ہو' عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور فرمایا' میں نے جن باتوں سے منع کیا ہے تم لوگوں نے بھی سن لیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میری منع کی ہوئی باتیں کرے گا تو اسے دو چند عذاب کروں گا' یا جیسا کہا ہو۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا چاہتے تو پہلے اپنے عزیزوں کے پاس جاتے اور کہتے کہ میں کسی کو (تم میں سے) ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ اس چیز میں مبتلا ہو جس سے میں نے منع کیا ہے' سوائے اس کے کہ میں اسے دو چند سزا دوں گا۔

فیصلہ کرتے وقت خوف خدا کا غلبہ:

عروہ سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دو فریق آتے تو وہ اپنے زانو کے بل جھک جاتے اور کہتے اے اللہ ان دونوں پر میری مدد کر' کیونکہ ان میں سے ہر شخص مجھے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ مجھ میں جاہلیت کی کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ میں یہ پروا نہیں کرتا کہ میں نے کن لوگوں سے نکاح کر لیا اور کن لوگوں سے نکاح کر دیا۔

حکم بن ابی العاص الثقفی سے مروی ہے کہ میں عمر بن الخطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اور اہل نجران کے درمیان کوئی قرابت ہے؟ اس نے کہا نہیں؟ واللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کی گفتگو سے مسلمانوں کا ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے اور اہل نجران کے درمیان قرابت ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ

امیر المومنین اس کے اور اہل نجران کے درمیان فلاں فلاں کے قبل قرابت تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں خود نشانوں پر چل لوں گا۔

زیاد بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ روزہ دار اور سب سے زیادہ مسواک کرنے والا دیکھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے خلافت کے ساتھ طاقت ہوتی تو میں ضرور اذان کہا کرتا۔

یحییٰ بن ابی جعدہ سے مروی ہے، عمر بن الخطاب نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ پر چلنا نہ ہوتا یا اپنی پیشانی اللہ کے لیے زمین پر رکھنا نہ ہوتی، یا اس جماعت کی ہمنشینی نہ ہوتی جو عمدہ کلام منتخب کر لیتے ہیں، جس طرح عمدہ پھل چن لیا جاتا ہے تو اللہ سے مل جانا پسند کرتا (یعنی موت کو ترجیح دیتا)۔

عمر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ شفا بنت عبداللہ نے چند نوجوانوں کو روانگی کا قصد کرتے اور آہستہ باتیں کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم حجاج ہیں۔ انہوں نے کہا واللہ عمر رضی اللہ عنہ جب بات کرتے تو اتنے زور سے کہ دوسرے بخوبی سن لیتے، جب چلتے تو جلد جلد اور مارتے تو بدن دکھا دیتے تھے، اور وہی سچے حاجی تھے۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگے رہتے تھے کہ ان سے تقویٰ سیکھیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دو فریق میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہیں تو میں پروا نہیں کرتا کہ ان میں سے حق کس کے لیے ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے معاملات میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

بال صاف کرنے کے لئے استرے کا استعمال:

علاء بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حجام کو بلایا اس نے استرے سے ان کے بدن کے بال مونڈے، لوگوں نے ان کی طرف نظر اٹھائی تو فرمایا: اے لوگو! یہ سنت نہیں ہے، لیکن چونہ نرم و نازک چیزوں میں سے ہے اس لیے میں نے اسے ناپسند کیا۔ قتادہ سے مروی ہے کہ خلفاء یعنی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بال صاف کرنے کے لئے چونہ استعمال نہیں کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبل خلافت میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہنی جانب تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بائیں جانب، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہو جاؤ تو ان دونوں کی سیرت اختیار کرنا۔

سالم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں معلوم نہ ہوتا تھا کہ نیکی ہے، تاوقتیکہ وہ دونوں کوئی بات یا کوئی کام نہ کرتے۔ راوی نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں (بناؤ سنگار میں)

عورتوں کے مشابہ نہ تھے اور نہ وہ سست و کاہل تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند میں نیکی نہیں معلوم ہوتی تھی تاوقتیکہ وہ لوگ بات نہ کرتے یا کوئی کام نہ کرتے۔

معن نے کہا کہ عمر بن الخطاب مکے کے کسی راستے پر چل رہے تھے اور قطن بن ذہب کے چچا سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ الروحا کے قریب (بروایت معن وعبداللہ بن مسلمہ) انہوں نے پہاڑ سے چرواہے کی آواز سنی اس کی طرف پلٹ گئے قریب پہنچ کے زور سے پکارا کہ او بکریاں چرانے والے۔ اس چرواہے نے انہیں جواب دیا تو فرمایا کہ اے ان کے چرانے والے میں ایسے مقام سے گزرا ہوں جو تیرے مقام سے زیادہ سرسبز ہے۔ ہر چرواہے (راعی) سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے روز) باز پرس کی جائے گی پھر وہ اونٹوں کے آنے کے راستے پر پلٹ گئے۔

ابن الحوتکیہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کچھ دریافت کیا گیا تو فرمایا: اگر میں حدیث میں گھٹانے بڑھانے کو ناپسند نہ کرتا تو تم سے بیان کر دیتا۔

بیٹے کو نصیحت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز میں عمر بن الخطاب کے ہمراہ نکلا یہاں تک کہ وہ ایک احاطے میں داخل ہو گئے میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہیں خوشی کی بات ہے واللہ اے فرزند خطاب تجھے ضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا ورنہ اللہ تجھ پر عذاب کرے گا۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت تک برابر درست رہیں گے جب تک ان کے پیشوا اور ہادی درست رہیں گے۔

امام اور رعایا کا باہمی تعلق:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے جب امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد اسلم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے اسلم مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا حال بتاؤ۔ اسلم نے کہا کہ میں نے انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے بعض حالات بتائے تو عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اتنا زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ جائے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابوعثمان النہدی کو کہتے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جو اگر میرے نیزے کو گویا کرنا چاہے تو وہ گویا ہو جائے کہ اگر عمر بن الخطاب میزان (ترازو) ہوتے تو ان میں بال بھر کا بھی فرق نہ ہوتا۔

محاسبۂ نفس:

ابوعمیر حارث بن عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کیا۔ اللہ کی حمد وثنا

کی اور کہا کہ اے لوگو! میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میرے لیے پھل نہ تھے کہ لوگ کھاتے سوائے اس کے کہ بنی مخزوم میں میری چند خالہ تھیں جنہیں میں میٹھا پانی پلاتا تھا۔ تو وہ میرے لیے چند مٹھیاں کشمش کی جمع کر لیتی تھیں' پھر وہ منبر سے اتر آئے۔ پوچھا گیا یا امیر المومنین اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا تو چاہا کہ اس سے کچھ کم کر دوں۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیوب میرے سامنے بیان کر دے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرمزان نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ مبارک بادشاہ ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے کا ایک کان پکڑتے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا (دوسرا) کان پکڑتے اور اُچک کر اس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عاملینِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھلی کچہری میں:

عطا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے عاملوں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا کرتے' لوگ جمع ہوتے تو فرماتے' اے لوگو! میں نے اپنے عاملوں کو تم پر مقرر کر کے اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں۔ میں نے صرف اس لیے انہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمہاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں' جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور شکایت پیش کرے' ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوا وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنین مجھے آپ کے فلاں عامل نے سو تازیانے مارے ہیں۔ آپ نے عامل سے فرمایا کہ تم نے کس بارے میں اسے مارا؟ (اے فریادی شخص) اٹھ اور اس سے بدلہ لے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر (شکایت کا سلسلہ) بہت ہو جائے گا اور یہ فعل سنت ہو جائے گا' جسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے۔ فرمایا کیا میں قصاص نہ لوں' حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے قصاص لیتے دیکھا ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ اچھا ہمیں مہلت دیجئے کہ ہم اسے راضی کر لیں۔ فرمایا' اچھا تمہیں مہلت ہے اسے راضی کر لو۔ اس عامل کی طرف سے دو سو دینار فدیہ دیئے گئے۔ ہر تازیانے کے عوض دو دینار۔

آدابِ مسجد کا لحاظ و اہتمام:

ابی سعید مولائے ابی اُسیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد مسجد میں گشت کرتے تھے' جس کسی کو دیکھتے نکال دیتے سوائے اس شخص کے جو کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہوا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں ابی بن کعب بھی تھے۔ پوچھا' یہ کون لوگ ہیں؟ ابی نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت ہے۔ پوچھا کہ نماز کے بعد تمہیں کس چیز نے چھوڑا' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے' جو شخص ان کے زیادہ قریب تھا اس سے فرمایا کہ شروع کرو' انہوں نے دعا کی چنانچہ انہوں نے ان میں سے ایک ایک آدمی کو جو دعا کر رہے تھے پڑھوایا یہاں تک کہ میری باری آئی' میں ان کے پہلو ہی میں تھا۔ فرمایا' پڑھو' میری آواز بند ہو گئی' اور خوف سے لرزنے لگا۔ انہوں

نے بھی محسوس کیا' اور فرمایا: اگر تم کہتے کہ اے اللہ ہماری مغفرت کر' اے اللہ ہم پر رحمت کر (تو بہتر ہوتا) راوی نے کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کیا' اس جماعت میں ان سے زیادہ آنسو بہانے والا' ان سے زیادہ رونے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب واپس جاؤ' سب لوگ منتشر ہو گئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پالتی مار کے بیٹھتے' چت لیٹتے اور اپنا ایک پاؤں اٹھا کے دوسرے پر رکھ لیتے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کی مسجد میں طویل نشست ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا پہلو نکالے (یعنی لیٹ رہے) کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ نشست اسے بیزار نہ کر دے۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ قرآن جمع ہونے سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔

مردم شماری کا ریکارڈ:

جبیر بن الحویرث بن نقید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اسے ہر سال تقسیم کر دیا کیجئے اور اس میں سے کچھ نہ رکھیے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مال کثیر لوگوں کو گنجائش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) اگر ان کا شمار نہ کیا گیا' تاوقتیکہ آپ لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہچانیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں) مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ ولید بن ہشام ابن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین میں شام سے آیا ہوں' میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر بنائے آپ بھی دفتر مرتب کیجئے اور لشکر بنایئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا قول اختیار کیا۔ عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر ابن مطعم کو بلایا' جو قریش کے نسب جاننے والوں میں تھے ان سے فرمایا کہ لوگوں کے نام ان کے مرتبے کے مطابق لکھو۔ انہوں نے لکھا تو بنی ہاشم سے شروع کیا۔ ان کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو لکھا' پھر عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو بہ ترتیب خلافت لکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مجھے اس طرح پسند ہے' مگر پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے شروع کرو' جو سب سے قریب ہو وہ (اس تحریر میں بھی) سب سے قریب ہو' عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس مقام پر رکھو جہاں ان کو اللہ نے رکھا ہے۔

فرق مراتب کا لحاظ:

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھا جب ان کے سامنے ناموں کی فہرست پیش کی گئی۔ اس میں اس طرح درج تھا کہ بنو ہاشم کے بعد بنو تیم اور بنو تیم کے بعد بنو عدی' میں نے انہیں فرماتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے مقام پر رکھو (یعنی اسے بڑھاؤ نہیں) شروع ان سے کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوں۔ بنو عدی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے' بہتر ہوتا کہ آپ اپنے کو اس مقام پر رکھتے جہاں اس جماعت نے رکھا تھا۔ فرمایا: خوب' خوب' اے بنی عدی تم نے میرے نام سے بلندی چاہی کہ میں حسنات سے تمہارے باعث محروم ہو جاؤں' نہیں' اور تا بمرگ نہیں' چاہے دفتر تم پر بند ہی کیوں نہ ہو جائے' یعنی اگرچہ تم لوگ سب سے آخر میں لکھے جاؤ۔ میرے دونوں

صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ عنہ) ایک طریقے پر چلے اگر میں ان کی مخالفت کروں گا تو میرے ساتھ بھی مخالفت کی جائے گی۔ واللہ ہم نے دنیا میں جو فضیلت پائی اور آخرت میں اپنے اعمال کی بدولت ہم جو کچھ اللہ کے ثواب کی اُمید رکھتے ہیں وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہے۔ آپ ہمارے اشرف ہیں آپ کی قوم سارے عرب سے اشرف ہے جو آپ سے زیادہ قریب ہے وہی شرف میں بھی زیادہ نزدیک ہے۔ عرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت شرافت حاصل ہوئی۔ اگرچہ ہم میں سے بعض کا نسب آپ کے اجداد سے مل جاتا ہے۔ ہمارے اور آپ کے نسب ملنے میں کوئی حائل نہیں ہے ہم آدم تک آپ سے (نسب میں) جدا نہیں ہوتے سوائے چند باپ دادا کے تاہم واللہ اگر عجمی بارگاہ ایزدی میں اعمال نیک لائیں اور ہم بغیر عمل کے آئیں تو وہ لوگ قیامت میں ہم سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوں گے لہٰذا کوئی شخص قرابت کو نہ دیکھے اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے اس کے لیے عمل کرے کیونکہ جس کے عمل نے اس کے ساتھ کمی کی اسے اس کا نسب پورا نہیں کر سکے گا۔

بنو ہاشم کو مقدم رکھنے کا حکم:

زہری (اور طرق متعددہ) سے مروی ہے کہ جب محرم ۲۰ھ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرنے پر اتفاق کر لیا تو بلحاظ مرتبہ بنی ہاشم سے شروع کیا پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھے اگر کوئی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں مساوی ہوتی تو وہ سابقین کو (جنہوں نے نیکیوں میں سبقت کی ہے ان کو) مقدم کرتے اس طرح انصار تک پہنچے تو فرمایا کہ سعد بن معاذ اشہلی رضی اللہ عنہ کی قوم سے شروع کرو پھر جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے قریب تر ہو۔

تقسیم حصص کا طریقہ:

عمر رضی اللہ عنہ نے اہل دیوان کا حصہ مقرر کیا۔ انہوں نے اہل سوابق و شواہد کو (جو لوگ نیکیوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جہاد میں حاضر ہوئے تھے) حصہ دینے میں ترجیح و فضیلت دی حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوات اختیار کی تھی جب اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا ان کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے۔

اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کا مقام:

عمر رضی اللہ عنہ نے جو مہاجرین وانصار بدر میں موجود تھے ان سے شروع کیا اور ان میں سے ہر شخص کے لیے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا جس میں ان کے حلیف اور ان کے موالی سب برابر رکھے گئے۔ ان لوگوں کو جن کا اسلام مثل اہل بدر کے اسلام کے تھا جو مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور احد میں حاضر ہوئے تھے ان میں سے ہر ایک کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر کیا۔ اہل بدر کے لڑکوں کے لیے دو دو ہزار درہم مقرر کیا۔ سوائے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے ان کو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھا اور ان میں سے ہر ایک کے پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔ عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بھی بوجہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔

امہات المومنین کو اصحاب بدر رضی اللہ عنہم پر فوقیت:

ابن سعد نے کہا کہ بعضوں نے روایت کی کہ عباس رضی اللہ عنہ کے لیے سات ہزار درہم مقرر کیے باقی سب راویوں نے کہا کہ انہوں نے سوائے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی۔ ان میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم مقرر کیے جن میں جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حیی بھی تھیں۔ یہ متفق علیہ ہے' اور جنہوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی ان میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔

فتح مکہ میں اسلام لانے والوں میں سے ہر شخص کے لیے دو ہزار مقرر کیے' اولاد مہاجرین وانصار کے نومولود بچوں کے لیے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر کیا۔ عمر بن ابی سلمہ کے لیے چار ہزار درہم مقرر کیے تو محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا کہ آپ عمر رضی اللہ عنہ کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں جب کہ ہمارے آباء نے بھی ہجرت کی اور شہید ہوئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی وجہ سے ترجیح دیتا ہوں' جو شخص روٹھے وہ ام سلمہ کے مثل ماں لائے تو میں اسے مناؤں گا۔

فرزند عمر رضی اللہ عنہ پر اسامہ بن زید کی فوقیت:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے بھی چار ہزار درہم مقرر کیے تو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ آپ نے میرے لیے تو تین ہزار مقرر کیے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے چار ہزار' حالانکہ میں ان مقامات میں حاضر ہوا جہاں اسامہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر نہیں ہوئے' فرمایا: میں نے انہیں اس لیے زیادہ دیا ہے کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور ان کے والد بھی تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔

اس کے بعد انہوں نے لوگوں کے قرأت قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر کیے' پھر بقیہ لوگوں کے لیے ایک باب کیا' جو مسلمان ان کے پاس مدینے میں آئے انہیں بھی انہی میں شامل کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس ہزار دینار مقرر کیے گئے۔ انہی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر کیا۔

اہل یمن' شام وعراق کے لیے وظائف:

اہل یمن کے لیے بھی عطا مقرر فرمائی' شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار' نو سو' پانچ سو اور تین سو تک عطا کیا۔ انہوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا' اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہوگا تو میں ہر شخص کے لیے چار ہزار درہم ضرور مقرر کردوں گا' ایک ہزار اس کے سفر کے لیے' ایک ہزار اس کے ہتھیاروں کے لیے' ایک ہزار اس کے گھر والوں کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے یا خچر کے لیے۔

ہجرت کرنے والی عورتوں کا وظیفہ:

انہوں نے نساء مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی حصہ مقرر کیا۔ صفیہ بنت عبدالمطلب کے لیے چھ ہزار درہم اسماء بنت عمیس کے لیے ایک ہزار درہم' ام کلثوم بنت عقبہ کے لیے ایک ہزار درہم اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے ایک ہزار درہم مقرر کیے اور یہ بھی روایت ہے کہ نساء مہاجرات میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اہل

عوالی (بیرون مدینے کے دیہات کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی۔ انہوں نے ان کی خوراک جاری کر دی' عثمان رضی اللہ عنہ ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔

نوزائیدہ بچوں کا وظیفہ:

عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہونے والے بچے کے سو درہم مقرر کرتے' جب وہ بڑا ہوتا تو اسے دو سو تک پہنچاتے' اور جب بالغ ہوتا تو اور زیادہ کر دیتے تھے' اگر ان کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اس کے لیے بھی سو درہم اور مناسب تنخواہ مقرر فرماتے' جسے اس کا سر پرست و محافظ لے لیتا۔ پھر اسے ایک سال سے دوسرے سال منتقل کرتے اور انہیں نیکی کی وصیت کرتے' ان کی رضاع (شیر خواری) ونفقہ بیت المال سے مقرر فرماتے۔

حزام بن ہشام الکعبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ خزاعہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قدید میں آتے تھے۔ قدید میں ہر عورت ان کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ان سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود ان کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں' پھر وہ جاتے تھے اور عسفان میں ٹھہرتے تھے۔ وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے' یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقدامات کی پذیرائی:

جہم بن ابی جہم سے مروی ہے کہ خالد بن عرفطہ العذری عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' آپ نے لوگوں کا حال دریافت فرمایا' عرض کی' یا امیر المومنین میں نے اپنے پیچھے والوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ وہ ان لوگوں کی عمروں میں سے کچھ آپ کی عمر میں بڑھا دے۔ جس کسی نے قادسیہ کو روندا (یعنی وہاں جہاد کیا) اس کی عطا (تنخواہ) دو ہزار یا پندرہ سو ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے سو درہم اور ہر مہینہ دو جریب (پیمانہ) دیئے جاتے ہیں' خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ہمارا کوئی لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اسے پانچ سو یا چھ سو والوں کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے۔ پھر جب یہ نکلا کہ ان میں سے کسی گھر والے کے لیے ایسا بچہ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور ان میں وہ بھی ہے جو کھانا نہیں کھاتا تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اسے جہاں مناسب ہے اور جہاں نامناسب خرچ کرے۔

حق دار تک حق کو پہنچانے کی فکر:

فرمایا: فاللّٰہ المستعان (اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے) جو انہیں دے دیا گیا وہ انہیں کا حق ہے اور میں انہیں اس کے ادا کرنے کے لیے مستعد ہوں۔ جن میں وہ بھی ہے جو اسے لے لیتا ہے اس پر میری مدح نہ کرو' کیونکہ جو تم کو دیا گیا ہے وہ اگر خطاب کا مال ہوتا (تو میں مدح کا مستحق ہوتا' کیونکہ وہ میرے باپ کا مال ہوتا اور اب تو اللہ کا مال ہے اور تم لوگ بھی اس کے حق دار ہو) لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس میں کچھ زیادہ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ میں اسے ان سے روکوں' اگر ان چھوٹے عربوں میں سے کسی کی عطا نکلے تو وہ اس سے بکری خریدے اور اسے اپنے دیہات میں کر دے' جب دوسری عطا نکلے تو اس سے بھی جانور خرید لے اور

اسے بھی اسی میں کر دے۔ (تو بہتر ہو) کیونکہ خدا تمہارا بھلا کرے۔ اے خالد بن عرفطہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تم پر ایسے والی ہوں گے کہ ان کے زمانے میں عطا مال شمار نہ ہوگی اگر ان میں سے کوئی باقی رہا یا ان کی اولاد میں سے کوئی رہا تو ان کے لیے ایک ایسی شئے ہوگی جس کا وہ اعتقاد کریں گے اور اس پر بھروسہ کریں گے میری نصیحت تمہارے لیے کہ تم میرے پاس بیٹھے ہو ان لوگوں کی نصیحت کی طرح ہے جو اسلامی سرحدوں میں دور دراز مقامات پر ہیں۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے ان کی حکومت کا طوق میری گردن میں ڈالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی رعیت کی خیانت کرے گا مرے گا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تمام مال غنیمت تقسیم کرنے کا حکم:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطائیں اور تنخواہیں دے دو۔ انہوں نے لکھا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے اور بہت کچھ بچ گیا ہے۔ انہیں عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی نہ عمر رضی اللہ عنہ کی ہے نہ آل عمر رضی اللہ عنہ کی اسے بھی انہی میں تقسیم کر دو۔

مال غنیمت میں ہر مسلمان کا حصہ:

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ کہتے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو کہ وہ اسے دے دیا گیا یا اسے روک دیا گیا ان میں سوائے غلام مملوک کے کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی سے زیادہ حق دار ہو (یعنی غلام مملوک سے سب لوگ زیادہ حق دار ہیں) اور میں بھی اس معاملے میں ایسا ہی ہوں جیسے ان میں کا کوئی ایک شخص لیکن ہم لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے مطابق اپنے مراتب واقسام پر ہیں۔ ایک شخص اور اس کی اسلام میں مصیبت ایک شخص اور اس کی اسلام میں قدامت ایک شخص اور اس کی اسلام میں بے نیازی اور ایک شخص اور اس کی اسلام میں محتاجی (یعنی یہ مسلمانوں کی مختلف اقسام ہیں) اگر میں زندہ رہا تو کوہ صفا کے چرواہے کے پاس اسی مال میں سے اس کا حصہ ضرور ضرور آئے گا حالانکہ وہ اپنے مقام پر ہوگا۔

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ روئے زمین پر ہر ایسا مسلمان جس کی گردن کا کوئی مالک نہ ہو (یعنی وہ غلام نہ ہو) اس کا اس غنیمت میں حق ہے وہ دیا جائے یا اس سے روکا جائے اگر میں زندہ رہا تو یمن کے چرواہے کے پاس اس کا حق آجائے گا قبل اس کے کہ اس کی تلاش میں اس کا چہرہ سرخ ہو۔

مال غنیمت کی کثرت پر حیرت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بحرین سے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان سے ایسے وقت ملا کہ وہ (دن کی) آخری نماز عشاء میں تھے میں نے سلام کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا اور فرمایا کہ تم کیا لائے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم۔ ارشاد ہوا کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہتے ہو عرض کی کہ ایک لاکھ ایک لاکھ ایک لاکھ ایک لاکھ ایک لاکھ اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر دیا فرمایا کہ

تم نیند میں ہو‘ اپنے گھر والوں کے پاس جا کے سو رہو‘ صبح ہو تو میرے پاس آنا۔

میں صبح کے وقت ان کے پاس گیا تو فرمایا تم کیا لائے؟ عرض کی‘ پانچ لاکھ درہم۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا وہ حلال ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں‘ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا (یعنی انہیں حلال ہی جانتا ہوں) انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے‘ اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے شمار کر دوں‘ اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے پیمانے میں ناپ دوں۔ ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین‘ میں نے ان عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں کہ اسی پر لوگوں کو دیتے ہیں‘ پھر انہوں نے بھی دیوان مرتب کیا اور مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لیے چار چار ہزار اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دریا دلی:

برزہ بنت رافع سے مروی ہے کہ جب عطا نکلی تو عمر رضی اللہ عنہ نے (ام المومنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو وہ حصہ بھیجا جو ان کا تھا‘ جب وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے۔ میری دوسری بہنیں اس کی تقسیم پر مجھ سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا حصہ ہے تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور اس سے ایک چادر کی آڑ میں چھپ گئیں اور کہا کہ انہیں ڈال دو اور ان پر کپڑا ڈھانک دو‘ مجھ سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اندر ڈالو اور اس میں سے ایک مٹھی لے لو۔ اسے فلاں اور فلاں کی اولاد کے پاس لے جاؤ‘ جو ان کے قرابت دار اور یتیم تھے‘ ان کو انہوں نے تقسیم کیا‘ کپڑے کے نیچے کچھ بچ گیا تو برزہ بنت رافع نے کہا کہ یا امیر المومنین‘ اللہ آپ کی مغفرت کرے‘ واللہ اس میں ہمارا بھی تو حق ہے‘ فرمایا کہ اچھا جو چادر کے نیچے ہے وہ تم لوگوں کے لیے ہے‘ برزہ نے کہا کہ ہم نے کپڑا کھولا تو پچاسی درہم پائے‘ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ اس سال کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی عطا نہ ملے‘ ایسا ہی ہوا کہ ان کی وفات ہوگئی۔

پیدائش کے فوراً بعد بچوں کے وظائف کا تقرر:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چند ہم سفر تجار آئے اور عید گاہ میں اترے‘ عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کی رات بھر چوری سے حفاظت کریں دونوں رات بھر حفاظت کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے لیے فرض کی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور بچے کے ساتھ بھلائی کر (یہ کہہ کے) پھر اپنے مقام پر پلٹ آئے‘ دوبارہ اس کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں کے پاس گئے اور اس سے اسی طرح کہا اور اپنے مقام پر آ گئے‘ جب آخر شب ہوئی تو پھر اس کے رونے کی آواز سنی‘ اس کی ماں کے پاس آئے اور کہا تیرا بھلا ہو‘ میں تجھے بہت بری ماں سمجھتا ہوں‘ کیا بات ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھتا ہوں کہ رات سے اسے قرار نہیں۔ اس نے کہا‘ اے بندۂ خدا (وہ عورت آپ کو پہچانتی نہ تھی) تم مجھے رات سے پریشان کر رہے ہو‘ میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے‘ فرمایا‘ کیوں (دودھ چھڑانا چاہتی ہو) اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ صرف دودھ چھوڑنے والے بچوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں پوچھا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اتنے مہینے‘ فرمایا‘ خدا تیرا بھلا کرے‘ اس کے ساتھ جلدی نہ کر‘ انہوں نے فجر

کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ شدت گریہ سے لوگ ان کی قراءت کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ جب سلام پھیرا تو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خرابی ہے اس نے مسلمانوں کے کتنے بچے قتل کر دیئے۔ پھر انہوں نے منادی کو حکم دیا تو اس نے ندا دی کہ دیکھو خبردار اپنے بچوں کے ساتھ دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے سب طرف فرمان بھیجے کہ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عطا کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس سے شروع کریں' لوگوں نے کہا کہ خود اپنے سے شروع کیجئے' مگر انہوں نے اپنی قوم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب سے شروع کیا۔

وظائف میں سالانہ اضافہ:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ واللہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو آخری آدمی کو پہلے آدمی سے ملا دوں گا (یعنی سب سے کم عطا والے کو سب سے زیادہ عطا والے کے برابر عطا دی جائے گی) اور میں سب کو مثل ایک آدمی کے کر دوں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو انہوں نے یہ کہتے سنا کہ ''اگر میں سال بھر تک زندہ رہا تو میں سب سے کم مرتبے والے کو سب سے اعلیٰ مرتبے والے سے ملا دوں گا'' ۔ (یعنی عطا میں)۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں مال کے بہت ہونے تک زندہ رہا تو مسلمانوں کا وظیفہ تین ہزار کر دوں گا' ایک ہزار اس کی سواری کے جانور اور اسلحہ کے لیے ایک ہزار اس کے خرچ کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھر والوں کے خرچ کے لیے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اس امر (خلافت) میں اپنا حصہ معلوم ہو جاتا تو سرداتِ حمیرہ میں ایک چرواہے کے پاس اُس کا حصہ اس طرح آ جاتا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آنے پاتا۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے اہل مکہ میں دس دس درہم تقسیم کیے' انہوں نے ایک شخص کو دیا تو کہا گیا یا امیر المومنین یہ تو غلام ہے' فرمایا: اسے واپس کرو' پھر فرمایا' اسے جانے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں لوگوں کے لیے مال صاع (پیمانہ) سے ناپوں گا۔

رعایا کی خوشحالی کی فکر اور تقسیم مال:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کیا کرتے تھے ایک آدمی کو شام تک ایک اونٹ پر سوار کرتے اور دو دو آدمیوں کو عراق تک ایک اونٹ پر سوار کیا کرتے۔ پھر ان کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا اور کہا مجھے اور سحیم (سیاہ) کو سواری دے دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سحیم مشک ہے اس نے کہا جی ہاں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہمارے چھوٹے حصے تک ہمارے پاس بھیج دیا کرتے تھے' حتیٰ

کہ جانور اور چوپائے بھی۔

عبداللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو زیادہ دوں گا جتنا زیادہ مال ہوگا' میں اسے ان کے لیے شمار کروں گا اور اگر اس نے مجھے تھکا دیا تو اسے ان کے لیے پیمانے سے ناپ دوں گا' پھر اگر اس نے بھی تھکا دیا تو لپ بھر کر بغیر حساب کے دوں گا۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام خط:

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ: امابعد! میں سال کا وہ دن جانتا ہوں کہ بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے گا کہ عطا کیا جائے اللہ کو علم ہے کہ میں نے ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دیا۔ حسن نے کہا کہ انہوں نے اس کا صاف لے لیا اور میلا چھوڑ دیا' یہاں تک کہ اللہ نے انہیں ان کے دونوں صاحبوں سے ملا دیا۔

کثرت مال پر تشویش:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا' میں آیا تو ان کے سامنے چمڑے کے فرش پر سونا پھیلا ہوا تھا' فرمایا کہ آؤ اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دو' اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ اس نے اسے اپنے نبی علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیوں علیحدہ رکھا اور مجھے دیا' معلوم نہیں خیر کی وجہ سے یا شر کی وجہ سے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں جھک کے اسے تقسیم کرنے لگا اور ہٹانے لگا کہ رونے کی آواز آئی' دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اس مال کو اپنے نبی علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے ساتھ شر کا ارادہ کرنے سے نہیں روکا اور عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ خیر کے ارادے سے نہیں دیا۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک داماد اُن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ وہ اُنھیں بیت المال سے کچھ دیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں جھڑک دیا اور کہا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ سے خائن پادشاہ بن کے ملوں۔ جب یہ وقت گزر گیا تو انھوں نے اُن کے اپنے ذاتی مال میں سے دس ہزار درہم دے دیئے۔

سالم ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کے لیے عطا مقرر فرمائی کسی شخص کو بھی بغیر اس کا حصہ لگائے نہیں چھوڑا' چند ایسے لوگ باقی رہ گئے کہ جن کے نہ قبائل تھے نہ موالی' ان کے لیے بھی ڈھائی سو سے تین سو تک عطا مقرر کی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اہل بدر کے لیے جو قریش اور عرب اور موالی میں سے تھے پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور انصار اور ان کے موالی کے لیے چار چار ہزار۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام امہات المومنین پر ترجیح:

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عطائیں مقرر کیں' اہل بدر مہاجرین و انصار کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عطائیں مقرر فرمائیں' ان میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو ترجیح دی۔ جن کے لیے انہوں نے بارہ

ہزار اور بقیہ کے لیے دس دس ہزار مقرر کیے۔ سوائے جویریہ اور صفیہ کے کہ ان کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے اسماء بنت عمیس اور اسماء بنت ابی بکر اور ام عبدوالدۂ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے لیے ایک ہزار مقرر کیے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو عطائے مسلمین کو تین ہزار کروں گا۔

اسود بن قیس نے ان لوگوں کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کی عطا دو ہزار کر دوں گا۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! جس قدر مال زیادہ ہوگا میں لوگوں کو زیادہ دوں گا' ان کے لیے شمار کیا کروں گا۔ پھر اگر اس کی کثرت نے مجھے تھکا دیا تو میں انہیں لپ بھر بھر کر بغیر حساب دوں گا کہ وہ ان کا مال ہوگا جسے وہ لیں گے۔

ماہانہ غلہ کی تقسیم اور آپ کی کمال فراست:

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے غلے کا جریب (پیمانہ) تیار کرنے کا حکم دیا۔ آٹا گوندھا گیا' اس کی روٹی پکی اور ثرید بنائی گئی' پھر انہوں نے تیس آدمیوں کی دعوت کی' عشاء کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا کہ آدمی کو ہر مہینے دو جریب غلہ کافی ہے۔ انہوں نے لوگوں کو ماہوار دو جریب خوراک میں دیئے' عورت' مرد' غلام سب کو دو دو جریب ماہوار۔

اموال کی دیکھ بھال اور احساس ذمہ داری:

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور مجھے اس کی شکایت پہنچ گئی مگر میں نے اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں کسی کو اس حالت میں عامل بنا کے گناہ کروں گا جب کہ میں اس سے زیادہ قوی پاؤں۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کے مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ مجھ سے اس کی باز پرس کرے گا۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے نقیع کو محفوظ کر رکھا تھا' ربذہ اور شرف صدقے کے اونٹوں کے لیے مخصوص تھا' آپ سالانہ تیس ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں سواری کے لیے دیتے تھے۔

یزید بن شریک الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو سالانہ تیس ہزار اونٹوں اور تین سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے پایا۔ اور گھوڑے نقیع میں چرتے تھے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر ''حبیس فی سبیل اللہ'' (یعنی اللہ کی راہ میں روکا گیا ہے) لکھا ہوا تھا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ہر سال دیکھا کہ وہ ان اونٹوں کا سامان' جھولیں اور کجاوے درست کرتے تھے جن پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے' اور جب کسی کو اونٹ پر سوار کراتے تو اس کے ساتھ اس کا سامان بھی کر

دیتے تھے۔

مسافر خانوں کی تعمیر:

کثیر بن عبداللہ مزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب سے مکے اور مدینے کے درمیانی راستے والوں نے عمارت بنانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دی اور فرمایا مسافر پانی اور سائے کا زیادہ مستحق ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ شادی شدہ کے بجائے غیر شادی شدہ کو جہاد کے لیے بھیجتے تھے اور قاعدے کے بدلے (یعنی جو مجبوری سے بیٹھ گیا ہو) سوار کو جہاد کے لیے ترجیح دیتے تھے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مجاہدین کی باری مقرر کرتے اور بچوں اور عورتوں کے سرحدوں پر لے جانے کو منع کرتے۔

خلافت اور بادشاہت میں فرق:

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا' میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ عرض کی: اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس کم و بیش حاصل کر کے خلاف حق خرچ کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں ہیں' عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ' اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ امر عظیم ہے۔ کسی نے کہا کہ یا امیر المومنین دونوں میں (یعنی بادشاہ اور خلیفہ میں) فرق ہے' فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا کہ خلیفہ تو بغیر حق کے کچھ نہیں لیتا' اور خلاف حق اسے خرچ نہیں کرتا' آپ تو بحمد للہ ایسے ہی ہیں' بادشاہ زبردستی وصول کرتا ہے' وہ اس سے لیتا ہے اور اس کو دیتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

عاملین کا احتساب:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمال کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے اموال کی فہرست لکھ بھیجی' ان میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مال نصف نصف تقسیم کر دیئے' نصف انہوں نے لے لیا اور نصف ان لوگوں کو دے دیا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اس کا مال لکھ لیتے تھے۔

بیت المال سے وظیفہ لینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ:

ایوب بن ابی امامہ بن سہل حنیف نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک زمانے تک اس طرح رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے' یہاں تک کہ فقر کی نوبت آ گئی' انہوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا کے ان سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس امر خلافت میں مشغول کیا ہے' مگر وہ میرے لیے کافی نہیں ہے۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھائیے۔ یہی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بھی کہا۔ آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس معاملے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا' صبح اور شام کا کھانا (کھائیے) عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو اختیار کیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ واللہ میں کبوتر کے طوق گردن کی طرح تم لوگوں کے گلے میں بھی اس کا طوق ڈالوں گا بتاؤ کہ بیت المال سے میرے لیے کیا مناسب ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبح اور شام کا کھانا' فرمایا تم نے سچ کہا۔

بیت المال میں امیر المومنین کا حق:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی خوراک اور گرمی میں ایک حلّہ (چادر و تہہ بند) پہننے کو لیتے تھے' اکثر تہہ بند پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگاتے تھے مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے' تاوقتیکہ اس کا وقت نہ آئے کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو' مگر میں دیکھتا تھا کہ ان کا لباس سال گزشتہ سے کم درجے کا ہوتا جاتا تھا۔ اس معاملے میں ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو کی تو فرمایا کہ میں تو مسلمانوں ہی کے مال سے کپڑا پہنتا ہوں اور یہ مجھے پہنچا دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کفایت شعاری:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے عیال کے خرچ کے لیے دو درم روزانہ لیتے تھے' اور انہوں نے اپنے ایک حج میں ایک سو اسی درم خرچ کیے۔

ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سو اسی درم خرچ کیے اور فرمایا کہ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حج میں سولہ دینار خرچ کیے اور فرمایا' اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ ایک دینار کو بارہ درہم میں بدل دینے پر یہ روایت بھی مثل پہلی ہی روایت کے ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو انہوں نے اور ان کے اہل و عیال نے بیت المال سے خرچ لیا۔ انہوں نے پیشہ و تجارت اپنے ذاتی مال سے کی۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہدیہ کی واپسی:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے زوجۂ عمر رضی اللہ عنہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کو ایک فرش بطور ہدیہ بھیجا' جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک گز اور ایک بالشت کا ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو اسے دیکھا۔ پوچھا کہ تمہارے لیے کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لے کے ان کے سر پر مارا جس سے ان کا سر ہل گیا' پھر فرمایا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ اور انہیں پیادہ چلا کے تھکا دو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اس طرح لائے گئے کہ تھک گئے تھے اور کہہ رہے تھے' یا امیر المومنین مجھ پر عجلت نہ کیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز برانگیختہ کرتی ہے کہ تم میری ازواج کو ہدیہ دو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس فرش سے ان کے سر پر مارا' اور فرمایا' اسے لے لو ہمیں اس کی حاجت نہیں۔

تحائف کی وصولی میں احتیاطی تدابیر:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اسلم! دروازہ بند کر دو اور کسی کو بھی اندر نہ آنے دو' پھر ایک روز انہوں نے میرے جسم پر ایک نئی چادر دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمہارے لیے کہاں سے آئی؟ عرض کی' یہ مجھے عبیداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے اوڑھائی ہے' فرمایا کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لے لو' مگر کسی اور سے ہرگز کچھ نہ لو۔ پھر زبیر رضی اللہ عنہ آئے' میں دروازے ہی پر تھا' انہوں نے مجھ سے اندر جانے کو کہا' میں نے کہا کہ امیر المومنین تھوڑی دیر کے لیے مشغول ہیں' انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا کے میرے کان کے پیچھے گدی پر ایک ایسی چپت ماری کہ میں چیخ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ عرض کی مجھے زبیر رضی اللہ عنہ نے مارا' اور سارا واقعہ بیان کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے زبیرؓ نے؟ واللہ دیکھوں گا' حکم دیا کہ انہیں اندر لاؤ' میں نے انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچایا۔ عمرؓ نے پوچھا تم نے اس لڑکے کو کیوں مارا؟ زبیرؓ نے کہا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ کے پاس جانے سے یہ روکتا ہے۔ پوچھا کیا تمہیں اس نے کبھی میرے دروازے سے واپس کیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں' فرمایا: اگر اس نے تم سے کہا کہ تھوڑی دیر صبر کیجئے کیونکہ امیر المومنین مشغول ہیں تو تم نے اس کا عذر کیوں نہ مانا' واللہ درندہ ہی درندوں کے لیے خون نکالتا ہے اور اسے کھالیتا ہے۔

اللہ کا نام سن کر غصہ کافور:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال نے عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا وہ سوتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے اسلم' تم عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتے ہو۔ میں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے ہیں' سوائے اس کے کہ جب غضب میں ہوتے ہیں تو امر عظیم ہوتے ہیں۔ بلال نے کہا کہ اگر میں اس وقت ان کے پاس ہوتا تو ان کے سامنے قرآن اتنا پڑھتا کہ ان کا غضب چلا جاتا۔

عبد اللہ بن عون بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مجھے ایک روز عمرؓ نے ڈانٹا اور درے سے مارا' عرض کی کہ میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں' عمرؓ نے درہ ڈال دیا اور کہا کہ تم نے بہت بڑے کو یاد دلا دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ غضب میں ہوں اور ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے یا خوف دلایا جائے یا کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دے تو وہ ارادے سے باز نہ آجائیں۔

قحط کا سال:

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۱۸ھ میں لوگ حج سے واپس ہوئے تو سخت تکلیف پہنچی' شہر خشک ہو گئے' مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک کے مارے مرنے لگے' یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف کرتے تھے' صحرائی اور شہری چوہوں کے سوراخ کھودتے تھے اور جو کچھ ان میں ہوتا اسے نکال لیتے۔

عوف بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال کا نام عام الرمادہ (راکھ کا سال) رکھا گیا۔ اس لیے کہ ساری (زمین خشکی کی وجہ سے) سیاہ ہو کر راکھ کے مشابہ ہو گئی تھی اور یہ کیفیت نو مہینے رہی۔

حضرت عمرو بن العاص کو امداد بھیجنے کے لئے خط:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ میں عمرو بن العاص کو لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' بندۂ خدا عمر امیر المومنین کی جانب سے العاصی بن العاصی (گنہگار فرزند گنہگار) کو سلام علیک' اما بعد' کیا تم مجھے اور میرے پاس والوں کو مرتا

دیکھنا چاہتے ہو جب کہ تم اور تمہارے پاس والے عیش میں ہیں؟ ہائے فریاد رس' تین مرتبہ۔

حضرت عمرو بن العاص کا جواب اور امداد کی ترسیل:

عمرو بن العاص نے انہیں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کو عمرو بن العاص کی طرف سے سلام علیک میں آپ کے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد' آپ کے پاس فریاد آئی ٹھہریے ٹھہریے میں ضرور ضرور آپ کے پاس قافلہ بھیجوں گا' جس کا ایک سرا آپ کے پاس ہوگا اور دوسرا میرے پاس۔ جب پہلا غلہ آیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی کہ تم قافلے کو روک کر اہل بادیہ کی طرف پھیر دو اور ان لوگوں میں تقسیم کر دو' واللہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شے تمہیں حاصل نہ ہوئی ہوگی' مگر زبیرؓ نے انکار کیا اور انکار کا سبب بھی بیان کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ انکار نہ کریں گے اور ان سے گفتگو کی تو انہوں نے منظور کیا اور روانہ ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں جو غلہ ملے اسے اہل بادیہ کی طرف پھیر دو' اس کے بورے سے ان کے لحاف بنا دو جسے وہ لوگ اوڑھیں' اونٹوں کو ذبح کر دینا کہ وہ لوگ گوشت کھائیں اور چربی اٹھا لے جائیں۔ تم انتظار نہ کرنا۔ اگر وہ کہیں کہ ہم لوگ ان چیزوں میں بارش کا انتظار کریں گے' آٹا پکائیں اور جمع کریں' شاید اس وقت تک اللہ ان کے لیے کشادگی کا حکم لائے' عمر رضی اللہ عنہ کھانا تیار کراتے' ان کا منادی ندا دیتا تھا کہ جو شخص آ کے کھانا چاہے وہ ایسا کرے اور جو اتنا لینا چاہے جو اس کو اور اس کے گھر والوں کو کافی ہو تو وہ آئے اور لے جائے۔

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ ہمارے پاس اونٹوں پر غلہ بھیجو اور دریا سے بھی بھیجو۔ عمروؓ نے اونٹوں پر بھیجا۔ میں شام کے راستوں کے سروں پر اونٹوں سے ملا جن کو امیر المومنین کے قاصدوں نے داہنے اور بائیں پھیر دیا کہ اونٹوں کو ذبح کریں' آٹا کھلائیں اور قبا پہنائیں۔ ایک شخص کو الجار بھیج کر وہ غلہ منگوایا جس کو عمرو نے مصر سے براہ دریا بھیجا تھا' اور اہل تہامہ کو بھجوا دیا کہ وہ انہیں دیا جائے۔

قحط کے خاتمہ کے لئے شام و عراق سے غلہ منگوانا:

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے قاصدوں کو مکے اور مدینے کے درمیان دیکھا کہ وہ الجار کا غلہ تقسیم کر رہے تھے' یزید بن ابی سفیان نے بھی شام سے غلہ بھیجا (ابن سعد نے کہا کہ یہ غلط ہے' کیوں کہ یزید بن ابی سفیان اس زمانے میں مر چکے تھے اور عمرؓ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ وہ غلہ بھیجیں) عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بھیجا کہ اسے شام کے راستوں پر لے لیں اور اس کے ساتھ وہی کریں جو عمرؓ کے قاصد کرتے ہیں' لوگوں کو آٹا دے دیں' اونٹ ان کے لیے ذبح کر دیں اور انہیں عبا پہنائیں۔ سعد بن ابی وقاص نے عراق سے اسی طرح غلہ بھیجا' انہوں نے اس کی جانب بھی ایک شخص کو بھیجا کہ اسے عراق کے راستوں پر لے لے۔ وہ لوگ اونٹ ذبح کرنے لگے' آٹا تقسیم کرنے لگے اور عبا پہنانے لگے یہاں تک کہ اللہ نے قحط کو مسلمانوں سے اٹھا لیا۔

عبداللہ بن عون المالکی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ نے عمرو بن العاص کو ایک خط میں غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔ عمرو نے خشکی وتری سے روانہ کیا۔ انہوں نے معاویہ کو لکھا کہ جس وقت تمہیں یہ خط ملے فوراً ہمارے پاس اتنا غلہ بھیجو جو سب کو کافی ہو کیونکہ وہ ہلاک ہو گئے سوائے اس کے کہ اللہ ان پر رحم کر دے۔ پھر سعد کو کہلا بھیجا کہ وہ بھی غلہ بھیجیں' انہوں نے بھی ان کے پاس بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ثرید کھلاتے تھے۔ یہ روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ زیتون کا سالن ہوتا' جو فوراً دیگوں میں پکایا جاتا تھا' وہ اونٹ ذبح کرتے تھے اور ثرید پر کر دیتے تھے' عمر رضی اللہ عنہ بھی ساری قوم کے ساتھ کھاتے تھے جس طرح وہ لوگ کھاتے تھے۔

قحط کے دنوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خوراک:

عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی' کہ عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' قحط کا زمانہ ہوا تو شام کو ان کے پاس روٹی لائی گئی جس میں زیتون ملا دیا گیا تھا۔ انہی دنوں میں سے کسی دن لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھلائے' عمرؓ کے لیے عمدہ حصہ رکھا لیا' وہ ان کے پاس لایا گیا تو اتفاق سے کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے۔ پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے' خادم نے کہا' یا امیر المومنینؓ یہ ان اونٹوں کا ہے جو ہم نے آج ذبح کیے ہیں' فرمایا' خوب' خوب' میں بہت برا والی ہوں' اگر ان کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور ردی لوگوں کو کھلاؤں' یہ پیالہ اٹھاؤ اور ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور کھانا لاؤ' پھر روٹی اور زیتون لایا گیا' وہ اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے اور اس روٹی کو زیتون لگانے لگے اور فرمایا: اے یرفا' تم پر افسوس ہے' یہ پیالہ ثمغ میں میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ میں نے انہیں تین دن سے کچھ نہیں دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بے آب و دانہ ہیں' اسے ان کے سامنے رکھو۔

زمانہ قحط میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رعایا کی فکر:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قحط کے زمانے میں ایک نیا کام کیا جسے وہ کرتے نہ تھے' لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کے اپنے گھر میں داخل ہوتے اور آخر شب تک برابر نماز پڑھتے رہتے' پھر نکلتے اور پہاڑی راستوں پر گھومتے' ایک رات کو پچھلی شب میں ان کو یہ کہتے سن رہا تھا کہ اے اللہ امت محمد یہ کی ہلاکت میرے ہاتھوں پر نہ کر۔

سائب بن یزید کہتے تھے کہ زمانہ قحط سالی میں عمر بن الخطاب ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اس نے لید کی تو جو نکلے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ مسلمان بھوکے مرتے ہیں اور یہ گھوڑا جو کھاتا ہے' واللہ میں اس گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا تاوقتیکہ لوگ زندہ نہ ہوں (یعنی قحط رفع نہ ہو)۔

قوم کو گھی نہ ملے تو امیر کیوں کھائے؟

محمد بن یحییٰ بن حبان سے (دو طرق سے) مروی ہے کہ قحط کے سال عمر بن الخطاب کے پاس گھی کی چپڑی ہوئی روٹی لائی گئی انہوں نے ایک بدوی (دیہاتی) کو بلایا تو وہ ان کے ساتھ کھانے لگا۔ بدوی نوالے کے ساتھ پیالے کے کنارے سے گھی لینے لگا' اس سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم تو ایسے ہو جیسے کسی کو گھی میسر نہ ہو۔ اس نے کہا بے شک' میں نے اتنے اتنے دن سے آج تک گھی نہ کھایا نہ زیتون' اور نہ کسی کو یہ کھاتے دیکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ نہ گھی چکھیں گے نہ گوشت تاوقتیکہ لوگ پہلے کی طرح سرسبز نہ ہو جائیں۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر ابن الخطاب نے تاوقتیکہ لوگ سرسبز نہ ہو گئے نہ گھی کھایا نہ گھی کی کوئی چیز۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں قراقر ہوا' انہوں نے قحط سالی میں گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور زیتون کھاتے تھے' اپنی انگلیوں سے پیٹ بجا کر کہا کہ تو قراقر پیدا کر' ہمارے پاس تیرے لیے سوائے اس کے کچھ نہیں ہے تاوقتیکہ قحط رفع نہ ہو۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے پیٹ' تجھے زیتون کا خوگر رہنا پڑے گا جب تک گھی اوقیہ کے حساب سے بکتا رہے گا۔ (ایک اوقیہ: ۳ ۱/۴ تولے)

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی' گھی بھی گراں ہو گیا' حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ اسے کھاتے تھے' جب گھی کم ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اسے نہ کھاؤں گا' تاوقتیکہ سب لوگ اسے نہ کھا سکیں' وہ زیتون کھاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اے اسلم! آگ کے ذریعے سے اس کی گرانی توڑ دو' میں زیتون ان کے لیے پکا دیتا' اسے وہ کھاتے' پیٹ میں قراقر ہوتا تو فرماتے کہ تو قراقر پیدا کر' مگر واللہ گھی نہ پائے گا تاوقتیکہ لوگ نہ کھائیں۔

رعایا کی تکلیف کا احساس اور گوشت سے اجتناب:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ (قحط کے سال) میں عمر بن الخطابؓ نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا تاوقتیکہ لوگ نہ کھائیں' عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک بکری کا بچہ تھا' وہ ذبح کر کے بھوننے کے لیے تنور میں رکھ دیا گیا' اس کی خوشبو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو فرمایا کہ میرا یہ گمان نہیں ہے کہ گھر والوں میں سے کسی نے اس کی جرأت کی ہے' وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تھے' اسلم سے فرمایا کہ جاؤ دیکھو' انہوں نے اسے تنور میں پایا' عبیداللہ نے کہا کہ مجھے چھپاؤ خدا تمہیں چھپائے (یعنی تم میری خطا کو چھپاؤ خدا تمہاری خطائیں چھپائے) اسلم نے کہا کہ جس وقت انہوں نے مجھے بھیجا انہیں معلوم تھا کہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا' اسلم نے اسے نکال لیا اور لے کے ان کے پاس آئے' ان کے آگے رکھ کے یہ عذر کیا کہ انہیں معلوم ہو جائے گا' عبیداللہ نے کہا کہ وہ میں نے اپنے بیٹے کے لیے خریدا تھا' پھر گوشت کو میرا دل چاہا۔

خود کھانا پکا کر قوم کو کھلانا:

نافع مولائے زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اللہ ابن حنتمہ پر رحمت کرے' میں نے عام الرمادہ میں انہیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ پشت پر دو تھیلے اور ہاتھ میں زیتون کا کپا وہ اور اسلم باری باری اٹھاتے تھے' جب مجھے دیکھا تو پوچھا' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں سے آتے ہو' میں نے کہا کہ نزدیک سے' میں بھی باری باری سے اسے اٹھانے لگا' یہاں تک کہ ہم صرار تک پہنچ گئے' وہاں قبیلہ محارب کی ایک جماعت تھی جو تقریباً بیس گھر کے لوگ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں کیا چیز لائی؟ ان لوگوں نے کہا کہ مصیبت' پھر ہمارے لیے مردار کی بھنی ہوئی کھال نکالی جو وہ لوگ کھاتے تھے اور پسی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں جن پر بغیر سیر ہوئے اکتفا کرتے تھے' میں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتار ڈالی اور تہ بند باندھ کے ان لوگوں کے لیے کھانا پکاتے رہے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے' اسلم کو مدینے بھیجا' وہ اونٹ لائے' ان لوگوں کو سوار کرا کے الجبانہ میں اتارا اور کپڑے دیئے' عمر رضی اللہ عنہ ان

لوگوں کے اور دوسروں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے تا آنکہ اللہ نے قحط رفع کر دیا۔حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے قحط کے سال عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچے جو آٹا گوندھ رہی تھی' فرمایا کہ اس طرح نہیں' جس طرح تو گوندھتی ہے' خود بیلن لے لیا اور کہا کہ اس طرح' پھر اسے دکھایا۔

ہشام بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ تم عورتوں میں سے ہرگز (حریرے کے لیے) کوئی آٹا نہ ڈالے تاوقتیکہ پانی گرم نہ ہو جائے' پھر اسے تھوڑا تھوڑا ڈالے اور ڈوئی سے چلائے' یہ طریقہ اسے زیادہ بڑھانے والا (پھلانے والا) ہے اور ایسا ہے کہ گٹھلیاں نہ پڑیں۔

قحط کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کی رنگت میں تبدیلی:

عیاض بن سنیفہ سے مروی ہے کہ میں نے قحط کے سال عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ہو گئے تھے' حالانکہ پہلے گورے تھے' ہم لوگ پوچھتے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا جو گھی اور دودھ کھاتا تھا' لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی تو اس نے یہ چیزیں اس وقت تک اپنے پر حرام کر لیں' جب تک کہ لوگ سرسبز نہ ہو جائیں' اس نے زیتون کھایا تو اس کا رنگ بدل گیا' اور بھوکا رہا تو اور زیادہ تغیر ہو گیا۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو عمر مسلمانوں کی فکر میں مر جائیں گے۔

صفیہ بنت ابی عبید سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ کی کسی حرم نے بیان کیا کہ زمانہ قحط میں عمر رضی اللہ عنہ فکر کی وجہ سے کسی بیوی کے قریب نہ گئے' یہاں تک کہ لوگ خوش حال ہو گئے۔

یزید بن فراس الدیلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطابؓ ہر روز دستر خوان پر بیس اونٹ ذبح کرتے جو عمرو بن العاص نے مصر سے بھیجے تھے۔

عمال کی طرف سے امدادی سامان:

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو خشکی و دریا سے غلہ بھیجنے کو لکھا تو انہوں نے بیس کشتیاں روانہ کیں جن میں آٹا اور گھی لدا تھا اور خشکی سے ایک ہزار اونٹ بھیجے جو آٹے سے لدے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا تھا' انہوں نے تین ہزار عبائیں بھی بھیجیں' عمرو بن العاص نے پانچ ہزار چادریں بھیجی تھیں' والی کوفہ نے دو ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا لدا ہوا تھا۔

زمانۂ قحط کے متفرق واقعات:

عیسیٰ بن معمر سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی لڑکے کے ہاتھ میں خربزہ دیکھا تو فرمایا خوب' خوب' اے فرزند امیر المومنین تم میوہ کھاتے ہو حالانکہ امت محمدؐ مارے بھوک کے دبلی ہو گئی ہے' وہ بچہ نکل کے بھاگا اور رونے لگا' اس کو پوچھنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خاموش کیا۔لوگوں نے کہا کہ اس کو اس نے ایک مٹھی بھر کھجور کی گٹھلی کے عوض خریدا ہے۔

محمد بن الحجازی نے جہنیہ کی ایک بڑھیا سے‘ جس نے اپنے بچپن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا تھا‘ روایت کی کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ زمانہ قحط میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ کھلا رہے ہیں جو ہمیں کھلانے کو ملا‘ اگر ہمیں یہ طریقہ عاجز کردے گا تو ہم ہر اس گھر والے کے ساتھ جس کا خاندان موجود ہے ان لوگوں کو کردیں گے جن کے خاندان موجود نہیں (یعنی وہ بیرونی لوگ ہیں) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش برسادے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے لوگوں کے لیے اتنا مال نہ ملا جو کافی ہو‘ تو میں ہر گھر میں بقدر ان کی تعداد کے لوگ داخل کردوں گا تاکہ وہ باہم آدھا آدھا پیٹ کھانا تقسیم کرلیں‘ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش اور سرسبزی لائے‘ کیونکہ لوگ آدھے پیٹ کھانے سے ہرگز ہلاک نہ ہوں گا۔

ام بکر بنت مسور بن مخرمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عام الرمادہ میں جب اللہ نے قحط رفع کردیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اگر اللہ اس کو رفع نہ کرتا تو میں ہرگز گھر والوں کے ساتھ ان کے مثل (یعنی اسی تعداد میں لوگوں کو شامل) کردیتا۔

اردگرد کے تمام لوگوں کے لیے شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھانے کا انتظام:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں عرب ہر طرف سے کھنچ کر مدینے آ گئے تھے‘ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کا انتظام کریں اور انھیں کھانا اور سالن دیں‘ اصحاب اہتمام میں یزید بن اخت النمر‘ مسور بن مخرمہ‘ عبدالرحمٰن بن قاری اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے شام ہوتی تو یہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو کر جس حالت میں لوگ ہوتے اس کی خبر دیتے‘ ان میں سے ہر شخص مدینے کے ایک ایک کنارے پر تھا۔

اعراب راس الثنیہ سے راتج تک‘ بنی حارثہ سے بنی عبدالاشہل تک اور بقیع سے بنی قریظہ تک‘ اندر تھے‘ ان کا ایک گروہ بنی سلمہ کے نواح میں بھی تھا جو مدینے کو گھیرے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس رات کا کھانا کھا چکے تھے کہ جنہوں نے ہمارے پاس رات کا کھانا کھایا ان کا شمار کرو‘ لوگوں نے آئندہ شب شمار کیا تو سات ہزار پایا‘ فرمایا کہ ان کی عورتوں اور متعلقین کا بھی شمار کرو جو نہیں آتے اور مریضوں اور بچوں کا بھی‘ انہوں نے شمار کیا تو چالیس ہزار پایا۔ ہم چند شب ٹھہرے‘ لوگ زیادہ ہوگئے‘ آپ نے پھر شمار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے شمار کیا تو ان لوگوں کو جنہوں نے ان کے پاس شام کا کھانا کھایا دس ہزار پایا اور دوسروں کو پچاس ہزار پایا۔

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارش نازل کرنے تک برابر رہے‘ جب بارش ہوگئی تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے نو وارد میں سے ہر قوم پر لوگ مقرر کیے جو ان کو ان کی بستی کی طرف روانہ کریں اور زاد راہ کے لیے سواری اور غلہ دیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بذات خود ان لوگوں کو روانہ کرتے تھے‘ ان لوگوں میں موت بھی واقع ہوگئی تھی‘ میں سمجھتا ہوں کہ دو ثلث مر گئے اور ایک ثلث باقی رہے۔

مریضوں کے لئے پرہیزی کھانا:

عمر رضی اللہ عنہ کی دیگوں کے پاس عمال پچھلی ہی شب میں آ جاتے تھے‘ جو دور دراز مقامات کے عامل تھے‘ صبح ہوتی تو مریضوں

کو کھلاتے اور حریرہ تیار کرتے' زیتون کے متعلق حکم تھا کہ بڑی بڑی دیگوں میں آگ پر کھولا جائے تا کہ اس کی گرمی اور حرارت نکل جائے' پھر روٹی توڑی جاتی اور زیتون کے ساتھ لگا کے کھائی جاتی' عربوں کو زیتون سے بخار آنے لگا۔

قحط کے ایام میں آپ کی گھریلو زندگی:

عمرؓ نے زمانہ قحط میں اپنے لڑکوں یا بیویوں میں سے کسی کے گھر کچھ نہیں چکھا' صرف رات کو لوگوں کے ساتھ کھا لیتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے لوگوں کو سرسبز کر دیا' جس طرح وہ پہلے سرسبز تھے۔

مالک بن الحدثان سے' جو بنی نصر میں سے تھے مروی ہے کہ جب قحط کا سال ہوا تو میری قوم کے سو گھر کے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور الجبانہ میں اترے' عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو کھانا کھلاتے جو ان کے پاس آتے اور جو ان کے پاس نہ آتے۔ ان کے گھر آٹا اور کھجور اور گیہوں بھیج دیتے' ماہ بماہ میری قوم کو بھی اتنا بھیج دیتے تھے جو انہیں کافی ہوتا تھا۔

مریضوں کی تیمارداری اور ان کے مرنے والوں کے کفن کا انتظام بھی فرماتے تھے' میں نے دیکھا کہ جب ان لوگوں نے اناج کھایا تو موت واقع ہونے لگی' عمر رضی اللہ عنہ خود آتے اور نماز جنازہ پڑھتے میں نے دیکھا ہے کہ انہوں نے دس دس پر ایک دم سے نماز پڑھی۔

جب وہ سرسبز ہو گئے تو ان سے فرمایا کہ اس گاؤں (الجبانہ) سے تم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں روانہ ہو جاؤ۔ ان کے کمزوروں کو آپ سوار کراتے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچ گئے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے منہ سے رال بہہ رہی تھی عرض کی آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں بھنی ہوئی ٹڈیاں چاہتا ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے الربذہ کی ٹڈیوں کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ میرے پاس اس کی ایک یا دو ٹوکریاں ہوتیں کہ ہم اسے کھاتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ میں چاہتا تھا کہ ہمارے پاس ایک یا دو ٹوکری ٹڈیاں ہوتیں کہ ہم انہیں لیتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ ان کے لیے ایک صاع (پیمانہ) کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں' وہ انہیں کھاتے تھے اور ان میں کی خراب اور ردی بھی کھا لیتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک صاع کھجور جس میں ردی و خراب بھی تھیں کھائی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی ایک ایک روایت ہے۔

عاصم بن عبیداللہ بن عاصم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے جوتے میں ہاتھ پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ آل عمر رضی اللہ عنہ کے رومال ان کے جوتے ہیں۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے رات کا کھانا بہت مرتبہ عمر بن الخطاب کے پاس کھایا' وہ گوشت روٹی کھا کر اپنا ہاتھ اپنے قدم سے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عمر و آل عمر رضی اللہ عنہ کا رومال ہے۔

مرغوب غذا:

انسؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کھانوں میں سب سے زیادہ مرغوب اناج تھا اور پانی میں سب سے زیادہ مرغوب نبیذ' یعنی کھجور کا آبشورہ تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتول ہونے تک سوائے گھی یا چربی یا جوش دیئے ہوئے زیتون کے اور کسی چیز کا تیل استعمال نہیں کیا۔

احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا گیا جس میں گھی بھی تھا۔ انہوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک سالن ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی ان کے آگے رکھی اور شوربے میں زیتون ٹپکا دیا' فرمایا کہ میں ایک برتن میں دو سالن نہ کھاؤں گا' یہاں تک کہ اللہ سے ملوں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس گئے' پیاس لگی تھی' اس سے پانی مانگا تو وہ شہد لے آیا' پوچھا' یہ کیا ہے' اس نے کہا شہد ہے فرمایا: واللہ! یہ ان چیزوں میں نہیں ہوگا جن کا مجھ سے قیامت میں حساب لیا جائے گا۔

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ واللہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کا آٹا کبھی بغیر ان کی نافرمانی کیے ہوئے نہیں چھانا (یعنی انہوں نے چھاننے کو منع کر دیا تھا مگر یہ چھانتے تھے)۔

سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے زمانہ قحط میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آدھی رات کو نماز پڑھتے دیکھا' وہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہمیں قحط سے ہلاک نہ کر اور ہم سے مصیبت کو دور کر دے' اس کلمے کو وہ دہراتے تھے۔

یسار بن نمیر سے (دوسرے طریق سے) مروی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کے بغیر کبھی ان کا آٹا نہیں چھانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس پر سولہ پیوند:

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بدن پر زمانہ قحط سالی میں ایک تہبند دیکھی جس میں سولہ پیوند تھے۔ اور ان کی چادر چھ بالشت کی تھی' وہ کہتے تھے کہ اے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت میرے قدموں پر نہ کر۔

استغفار کے ذریعے اللہ سے مدد طلب کرنا:

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب مغرب کی نماز پڑھتے تو ندا دیتے کہ اے لوگو اپنے رب سے استغفار کرو' اس کی طرف رجوع کرو' اس کا فضل مانگو اور اس سے باران رحمت طلب کرو' جو باعث عذاب نہ ہو' وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کو کھول دیا۔

عبداللہ بن یزید سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو زمانہ قحط سالی میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ وہ کہتے تھے اے لوگو! اللہ سے دُعا کرو کہ وہ قحط کو دور کرے' اور اپنے کندھے پر درہ رکھ کر گھومتے تھے۔

صلوٰۃ الاستسقاء کی امامت:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے نکلے' منبر پر کھڑے ہو کے یہ آیات پڑھیں ﴿استغفروا ربکم انه کان غفارا﴾ اللہ سے مغفرت مانگو' وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔ اور کہتے تھے: ﴿استغفروا ربکم ثم توبوا الیه﴾ اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو' اس کے بعد منبر سے اتر آئے تو کہا گیا یا امیر المومنین! آپ کو نماز استسقاء سے کس نے روکا؟ فرمایا: میں نے آسمان کے بارش والے ان ذرائع کو اختیار کیا جن سے بارش نازل ہوتی ہے۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ہمیں عیدگاہ کی طرف نماز استسقاء کے لیے لے گئے' ان کی دعا کا اکثر حصہ استغفار تھا' یہاں تک کہ میں نے کہا کہ وہ اس پر زیادہ نہ کریں گے' پھر انہوں نے نماز پڑھی' دعا مانگی اور کہا اے اللہ ہمیں سیراب کر۔

عبداللہ بن نیار اسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اتفاق کر لیا کہ نماز استسقاء پڑھیں اور لوگوں کو (نماز کے لیے) لے جائیں تو انہوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ فلاں فلاں دن نکلیں' اپنے رب کے آگے زاری کریں اور اس سے درخواست کریں کہ وہ اس قحط کو لوگوں سے اٹھالے' اس روز وہ اس طرح نکلے کہ جسم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر تھی' عیدگاہ پہنچ کے لوگوں کو خطبہ سنایا اور گریہ وزاری کی' لوگ بھی گریہ وزاری کرنے لگے۔ ان کی دعا کا اکثر حصہ صرف استغفار تھا' جب واپسی کے قریب ہوئے تو اپنے ہاتھ اٹھا کے پھیلائے اور دعا میں تضرع وزاری کرنے لگے' عمر رضی اللہ عنہ اتنی دیر تک روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ میں خطبے سے پہلے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں پانچ اور سات تکبیریں کہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ:

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوالفضل ستاروں کے (طلوع ہونے کو) کتنے روز باقی رہ گئے (بروایت العوا) انہوں نے کہا کتنے دن رہ گئے' عرض کی آٹھ دن' فرمایا قریب ہے کہ اللہ خیر کرے گا اور عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان شاء اللہ صبح کو آنا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے جب دعا میں خوب زاری کی تو عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! ہم تیرے آگے تیرے نبیؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں کہ ہم سے قحط کو دور کر دے اور ہمیں بارش سے سیراب کر دے' لوگ ہٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے سیراب کر دیئے گئے اور آسمان چند روز تک ان پر برساتا رہا' جب انھیں بارش دے دی گئی اور وہ لوگ کسی قدر سرسبز ہو گئے تو انہوں نے عرب کو مدینے سے روانہ کر دیا اور کہا کہ اپنی بستیوں میں چلے جاؤ۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ قحط میں ایک روز صبح کو میں نے عمر بن الخطاب کو عاجزی و گریہ وزاری کرتے دیکھا' جسم پر

ایک چادر تھی جو گھٹنوں تک نہیں پہنچتی تھی آپ استغفار میں اپنی آواز بلند کر رہے تھے‘ آنکھیں رخساروں پر آنسو بہا رہی تھیں‘ داہنی جانب عباس بن عبدالمطلب تھے‘ اس روز اس طرح دعا کی کہ رو بہ قبلہ تھے اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کے بلند آواز سے اپنے رب کو پکارا اور دعا کی‘ ان کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا کی۔ پھر آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ اے اللہ ہم لوگ تیرے رسولؐ کے چچا کو تیرے سامنے شفیع بناتے ہیں۔ عباس رضی اللہ عنہ بھی بڑی دیر تک برابر ان کے پہلو میں کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

یحیٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کیا اور کہا کہ اے اللہ! ہم تیرے سامنے تیرے رسولؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں۔

عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب:

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو‘ اپنے معاملات میں بھی اور ان امور میں بھی جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں‘ کیونکہ میں تمہارے ساتھ مبتلا کر دیا گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا کر دیئے گئے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ ناراضی مجھ پر تمہارے بدلے ہے‘ یا تم پر میرے بدلے ہے‘ یا مجھے اور تمہیں دونوں کو شامل ہے۔ آؤ‘ کہ ہم اللہ سے دعا کریں‘ وہ ہمارے قلوب کی اصلاح کرے‘ ہم پر رحمت کرے اور ہم سے قحط کو رفع کرے‘ راوی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس روز اس حالت میں دیکھے گئے کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور لوگوں نے بھی دعا کی وہ بھی روئے اور لوگ بھی بڑی دیر تک روئے‘ پھر وہ منبر سے اتر آئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: اے لوگو! مجھے خوف ہے کہ ناراضی ہم سب کو شامل ہو‘ لہٰذا اپنے رب کو مناؤ اور ہاتھ پھیلاؤ اور اس کی طرف رجوع کرو اور نیکی کرو۔

دعائے فاروقی سے بارانِ رحمت کا نزول:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں ذرا سا بھی ابر نظر نہ آتا تھا‘ جب عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھائی تو ہم لوگ کچھ دن منتظر رہے‘ پھر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھنے لگے‘ عمرؓ جب اندر جاتے اور باہر آتے تو زور سے تکبیر کہتے‘ لوگ بھی تکبیر کہتے‘ یہاں تک کہ ہمیں کالی گھٹائیں نظر آئیں جو سمندر سے اٹھیں‘ شام کا رخ اختیار کیا‘ پھر اللہ کے حکم سے بارش ہوگئی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرب کو وہ دن معلوم تھا‘ جس دن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھی‘ ان میں سے کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے تو وہ نماز استسقاء کے لیے اس طرح چلے کہ گویا دُبلے گدھ ہیں جو اپنے آشیانوں سے نکل رہے ہیں‘ یہ لوگ اللہ سے گریہ وزاری کر رہے تھے۔

نواحی قبائل کی واپسی:

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں جب بارش ہوگئی تو میں نے عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اعراب کو روانہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نکلو' نکلو' اپنے شہروں کو جاؤ۔

قحط کی وجہ سے صدقہ وزکوٰۃ میں رعایت:

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ نے صدقہ موخر کر دیا' سعاۃ (صدقہ وصول کرنے والوں) کو نہیں بھیجا' جب آئندہ سال ہوا اور اللہ نے اس خشک سالی کو رفع کر دیا تو ان کو حکم دیا کہ روانہ ہوں' انہوں نے دو سال کی زکوٰۃ کے اونٹ بکریاں لیں' پھر انہیں حکم دیا کہ ایک سال تقسیم کر دیں اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئیں۔

حوشب بن بشر الفزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ قحط نے ہمارا مال کم کر دیا' جس کے پاس عدد کثیر تھا اس کے پاس اتنا باقی رہ گیا کہ وہ ذکر کے قابل نہ تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال صدقہ وصول کرنے والوں کو نہیں بھیجا۔ جنہوں نے دو سال کی زکوٰۃ وصول کی' ایک سال کی زکوٰۃ تقسیم کر دی اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئے' بنی فزارہ سے صرف ساٹھ حصے ملے' تیس تقسیم کر دیئے گئے اور تیس ان کے پاس لائے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ صدقہ وصول کرنے والوں کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ لوگوں کے پاس وہیں جائیں جہاں وہ ہوں۔

کردم سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ وصول کرنے والے کو بھیجا اور فرمایا کہ قحط نے جس کی ایک بکری اور ایک چرواہا باقی رکھا ہے اسے دینا' اور جس کے پاس دو بکریاں اور دو چرواہے بچے ہوں اس کو نہ دینا۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن شریک الفزاری کو کہتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مویشی چراتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ صدقہ وصول کرنے کے لیے تمہارے پاس کون بھیجا جاتا تھا تو انہوں نے کہا کہ مسلمہ بن مخلد وہ ہمارے امیروں سے صدقہ لیتے تھے اور ہمارے فقیروں کو دے دیتے تھے۔

ریاکاری کی مذمت:

زر بن جیش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو مدینے کے ایک راستے پر دیکھا' وہ گندم گوں لانبے اور ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے والے آدمی تھے' چندیا پر بال نہ تھے' قطری چادر کو ہار کی طرح گلے میں ڈالے رہتے تھے' برہنہ پا لوگوں کو دیکھتے ہوئے چلتے تھے کہ معلوم ہوتا گھوڑے پر سوار ہیں وہ کہتے تھے کہ اے اللہ کے بندو! ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو' اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی شخص خرگوش کو لاٹھی سے مارے یا اس پر پتھر مارے اور اس کے کھانے کو کہے' یہ ضروری ہے کہ تمہارے لیے دھار' نیزہ یا تیر اسے ذبح کر دے۔

عاصم سے دریافت کیا گیا کہ (ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو) کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ سچے مہاجرین بنو اور مہاجرین کے مشابہ نہ بنو کہ جیسے تم ان میں سے ہو۔

چہرے کے رنگ میں تغیر کی وجہ:

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیث مشہور نہیں ہے' کہ عمر رضی اللہ عنہ گندم گوں تھے البتہ عام الرمادہ میں جب انہوں نے زیتون کھایا تو ان کا رنگ بدل گیا۔

عیاض بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عام الرمادہ میں عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے تھے حالانکہ وہ سفید رنگ کے گورے تھے' کہا جاتا ہے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا' گھی اور دودھ کھاتا تھا' لوگوں پر قحط آیا تو اس نے دونوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا' اس نے زیتون کھایا جس سے اس کا رنگ بدل گیا اور بھوکا رہا تو اور زیادہ ہوگیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سراپا:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بڑے گورے آدمی تھے' جن پر سرخی غالب تھی' لانبے تھے' چندیا پر بال نہ تھے۔ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عمر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کرتے سنا کہ وہ گورے آدمی تھے' جن پر سرخی غالب تھی' لانبے قد کے تھے' چندیا پر بال نہ تھے' سفید بال والے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ہم میں سیاہی صرف ہمارے ماموں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ زینب بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کی طرف سے آئی' ماموں سب سے زیادہ اپنی طرف کھینچنے والا ہے اور میرے پاس نکاح ہمارے ماموں کی طرف سے آیا' یہ دونوں خصلتیں میرے والد رحمۃ اللہ علیہ میں نہ تھیں' میرے والد گورے تھے۔ عورتوں سے نکاح شہوت کی وجہ سے نہیں کرتے تھے' محض اولاد کی طلب کے لیے کرتے تھے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بغیر اس کے کسی قوم کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان لوگوں سے اونچے تھے۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ درازی قد میں سب پر فوقیت رکھتے تھے۔ ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے تھے۔

ابوہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوالتیاح کو حسن کی مجلس میں بیان کرتے سنا کہ وہ ایک چرواہے سے ملے اور اس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص جو اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے والا ہے اسلام لے آیا یعنی عمر رضی اللہ عنہ' اس نے کہا کہ وہ شخص جو بازار عکاظ میں کشتی لڑا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں' اس نے کہا کہ دیکھو خبردار' یا تو وہ ان لوگوں کی خیر میں وسعت کردے گا' یا ان کے شر میں وسعت کردے گا۔

مسلمہ بن قحیف یا بشر بن قحیف سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ موٹے آدمی تھے۔

ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایسے جسیم (خوبصورت جسم کے) تھے کہ بنی سدوس کے معلوم ہوتے تھے۔

ہلال بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے چلنے میں تیز چلتے تھے' اور وہ گندم گوں آدمی تھے جو بنی سدوس کے لوگوں میں معلوم ہوتے تھے' ان کے دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی تھی (یعنی چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے)۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی چندیا کے بال جاتے رہے' پھر ان کے بالوں کا جانا بہت بڑھ گیا۔

جلال فاروقی رضی اللہ عنہ:

اسلم سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ غضب ناک ہوتے تھے تو اپنی مونچھ پکڑ کے اپنے منہ کی طرف

پھیر لیتے تھے اور اس میں پھونکتے تھے۔

عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص (دیہاتی) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین ہمارے شہر وہ ہیں جن پر زمانہ جاہلیت میں ہم نے جنگ کی اور زمانہ اسلام میں ہم اسلام لائے' اس کے بعد ہم پر غصہ کیا جاتا ہے' عمر رضی اللہ عنہ پھونکنے لگے اور اپنی مونچھ بٹنے لگے۔

کتب سابقہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نشانی:

عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے' کپڑا ان کی ران سے ہٹ گیا تو نجران کے نصاریٰ نے ان کی ران میں ایک سیاہ تل (یا لسن) دیکھا' ان لوگوں نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکالے گا۔

ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص گھوڑے پر سوار سامنے آیا جو اسے ایڑ مارتا ہوا چل رہا تھا' قریب تھا کہ ہمیں کچل دے' ہم اس سے ڈر کے کھڑے ہو گئے' دیکھا تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے' ہم نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ کے بعد کون ہے' فرمایا تمہیں نئی بات کیا معلوم ہوئی' مجھے طبیعت میں فرحت معلوم ہوئی تو میں نے گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہوا۔

مہندی کا خضاب:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مہندی کا خضاب کیا۔ انس بن مالک سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مہندی سے بالوں کو مضبوط کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

خالد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مہندی سے اپنی داڑھی کو زرد کرتے تھے اور اپنے سر کو قوت دیتے تھے۔

تاجدار عدل کے لباس اور پوشاک کی حالت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ اپنے (کرتے میں) شانوں میں تین پیوند لگائے ہوئے تھے' جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہبند تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے' حالانکہ وہ اس زمانے میں والی تھے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان تین پیوند تھے۔ انس سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان ان کے کرتے میں چار پیوند دیکھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' وہ ایسا کرتا پہنتے تھے' جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے' پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿فاکھۃً وابّاً﴾ اور فرمایا: اَلْاَبُّ کیا چیز ہے' فرمایا کہ یہ محض تکلف کو کہتے ہیں۔ پھر تم پر کیا غفلت ہے کہ

نہیں جانتے کہ اَلْاَبّ کیا چیز ہے۔

ابی عثمان سے مروی ہے کہ مجھے ایسے شخص نے خبر دی جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو جمرے کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک قطری تہبند تھی' جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

ابی محصن الطائی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے جسم پر' جب وہ نماز پڑھ رہے تھے ایک تہبند دیکھی گئی' جس میں پیوند تھے' ان میں سے بعض چمڑے کے تھے' حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی تہبند دیکھی جس میں انہوں نے چمڑے کا پیوند لگایا تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا کرتہ دیکھا جس میں شانے کے قریب کئی پیوند تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک تہبند تھی جس میں بارہ پیوند تھے اور ان میں سے ایک سرخ چمڑے کا تھا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رمی جمار کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہبند تھی جس میں ان کے بیٹھنے کے مقام پر پیوند لگا ہوا تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی تہبند میں بارہ پیوند تھے' جن میں بعض چمڑے کے تھے' حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس دن عمر بن الخطاب پر حملہ کیا گیا میں نے ان کے بدن پر زرد تہبند دیکھی۔

ابی الاشہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک کرتہ دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا کرتہ نیا ہے یا پہنا ہوا ہے' انہوں نے کہا کہ نہیں' بلکہ پہنا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نیا پہنو' اچھی زندگی بسر کرو اور شہادت کی وفات پاؤ' اللہ تمہیں دنیا و آخرت کی آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

ابی الاشہب نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک کپڑا دیکھا تو پوچھا کہ تمہارا یہ کپڑا نیا ہے یا دُھلا ہوا' انہوں نے عرض کی ''یا رسول اللہ'' دھلا ہوا ہے۔ فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ نیا پہنو' اچھی طرح زندگی بسر کرو' شہادت کی وفات پاؤ' اور اللہ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے موٹا کپڑا پہن کر ہماری امامت کی۔

'عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے خنجر مارا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر زرد چادر تھی۔ جسے انہوں نے اپنے زخم پر ڈھانک لیا تھا اور کہتے تھے ﴿کان امر اللہ قدراً مقدوراً﴾ اللہ کا حکم اندازہ کیا ہوا ہے۔

عبدالعزیز بن ابی جمیلہ انصاری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کی نماز میں آنے میں دیر کی' جب نکلے اور منبر پر چڑھے تو لوگوں سے معذرت کی' فرمایا کہ صرف مجھے میرے اس کرتے نے روکا' میرے پاس سوائے اس کے دوسرا کرتہ نہ تھا جو سیا جا رہا تھا ان کا سنبلانی کرتہ تھا جس کی آستین پہنچے سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

بدیل بن میسرہ سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے لیے نکلے' بدن پر ایک سنبلانی کرتہ تھا' لوگوں سے تاخیر کی معذرت کرنے لگے کہ مجھے میرے اس کرتے نے روکا' وہ اپنی آستین کو کھینچنے لگے' وہ اسے جب چھوڑتے تھے تو ان کی انگلیوں کے کناروں کی طرف پلٹ جاتی تھی۔

یناف بن سلمان سے' جو فلاں دیہات کے کاشت کار تھے' مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے' اپنا کرتہ میرے پاس ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے اشنان (گھاس) سے دھوڈالو' میں نے دو قطری کپڑوں کا قصد کیا اور ان دونوں سے کرتے بنا کے ان کے پاس لایا' میں نے کہا کہ یہ پہنیے کیونکہ یہ زیادہ خوبصورت اور زیادہ نرم ہے' پوچھا کہ یہ تمہارے مال کا ہے۔ میں نے کہا میرے مال کا ہے' فرمایا اس میں کوئی اور ذمہ داری بھی شامل ہے (یعنی سلائی وغیرہ کی) میں نے کہا نہیں' سوائے اس کی سلائی کے' فرمایا کہ جاؤ میرے پاس میرا قمیص لاؤ پھر اسے انہوں نے پہن لیا جو اشنان (گھاس) سے زیادہ سبز تھا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ دادا سے روایت کی' میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر جب وہ خلیفہ تھے ایک تہبند دیکھی جس میں چار جگہ پیوند لگا ہوا تھا کہ ایک دوسرے سے بڑا تھا' مجھے اس کے سوا ان کی کوئی اور رتہ بند معلوم نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر تہبند دیکھی جس میں چودہ پیوند تھے بعض چمڑے کے تھے' ان کے بدن پر نہ کوئی کرتہ تھا اور نہ کسی چادر کا عمامہ بندھا ہوا تھا ان کے پاس درہ تھا' مدینے کے بازار میں گھوم رہے تھے۔ حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ناف پر تہبند باندھتے تھے۔

عامر بن عبیدہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے انسؓ سے خز (اون اور ریشم سے ملے ہوئے کپڑے) کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اللہ اسے پیدا ہی نہ کرتا' سوائے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسا نہیں جس نے اسے نہ پہنا ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ عمرو بن میمون نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ جو دعا مانگا کرتے تھے اس میں کہتے تھے کہ:

"اللّٰھم توفنی مع الابرار ولا تخلفنی فی الاشرار وقنی عذاب النّار والحقنی بالاخیار"۔

''اے اللہ مجھے نیکیوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے بروں میں نہ چھوڑ اور مجھے عذاب دوزخ سے بچا اور مجھے نیکوں میں ملا''۔

شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت کی تمنا:

حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا' اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا کر' اور اپنے نبی کے شہر میں وفات عطا کر' عرض کی یہ کہاں سے ہوگا (کہ شہادت بھی ہو اور نبی کا شہر بھی ہو' بھلا کس کی مجال ہے کہ وہ نبی کے شہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے) فرمایا: اللہ اپنا حکم جہاں چاہے لا سکتا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت

اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین امتیازی خصوصیات:

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عوف بن مالک نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک ہی جگہ جمع کیے گئے ہیں' ان میں سے ایک شخص اور لوگوں سے تین گز بلند ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کہا کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ' پوچھا کہ وہ کس سبب سے ان لوگوں سے بلند ہیں' اس نے کہا کہ ان میں تین خصلتیں ہیں' کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے' وہ شہید بنائے ہوئے شہید ہیں اور خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔

خلافت فاروقیؓ کے متعلق عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا خواب:

عوف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا انہیں خوشخبری دی اور عوف سے کہا کہ اپنا خواب بیان کرو' جب انہوں نے کہا کہ وہ خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک کر خاموش کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ والی ہو کر ملک شام گئے' جس وقت خطبہ سنا رہے تھے ان کی نگاہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ پر پڑی' انہیں بلا کے اپنے پاس منبر پر چڑھا لیا اور فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو۔ انہوں نے اسے بیان کیا' فرمایا: یہ امر کہ میں اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا' تو میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں کر دے' لیکن خلیفہ بنایا ہوا خلیفہ تو میں خلیفہ بنایا گیا ہوں' میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نے جو چیز میرے سپرد کی ہے اس پر میری مدد کرے' اور شہید بنایا ہوا شہید' تو مجھے کہاں سے شہادت مل سکتی ہے' میں جزیرۃ العرب میں ہوں' جہاد نہیں کرتا اور لوگ میرے اردگرد ہیں' مجھے افسوس ہے' مجھے افسوس ہے' اگر اللہ چاہے تو اسے لے آئے گا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشگوئی:

سعد الجاری مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ام کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب کو جوان کی بیوی تھیں بلایا' انہیں روتا ہوا پایا تو پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین یہ یہودی یعنی کعب احبار جو کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ماشاء اللہ' واللہ مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے' پھر انہوں نے کعب کے پاس کسی کو بھیج کر بلایا' جب کعب ان کے پاس آئے تو کہا یا امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ کیجئے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' تاوقتیکہ آپ جنت میں داخل نہ ہوں ذی الحجہ ختم نہ ہوگا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے کہ ایک مرتبہ جنت میں اور ایک مرتبہ دوزخ میں' انہوں نے کہا' یا امیر المومنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر (کھڑے ہو کر) لوگوں کو اس میں گرنے سے روکتے ہیں' جب آپ مر جائیں گے تو وہ لوگ قیامت تک برابر زبردستی اس میں داخل ہوتے رہیں گے۔

شہادت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا خواب:

ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ میں نے بہت سے راستے اختیار کیے' سب مٹ گئے' ایک راستہ

رہ گیا جس پر میں چل کے ایک پہاڑ تک پہنچا' اتفاق سے رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ آؤ' میں نے کہا: "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" واللہ امیر المومنین مرجائیں گے۔ راوی نے کہا کہ آپ یہ عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کیوں نہیں دیتے؟ جواب دیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ خود انہی کو لکھوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی شہادت کے متعلق اشارہ:

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وقوف عرفات کیا تھا۔ میرا اونٹ ان کے اونٹ کے پہلو میں تھا اور میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے لگ رہا تھا' ہم لوگ منتظر تھے کہ آفتاب غروب ہو تو لوٹیں۔ انہوں نے لوگوں کی تکبیر اور دعا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اسے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا اے حذیفہ! تمہاری رائے میں یہ طریقہ لوگوں کے لیے کب تک باقی رہے گا' عرض کی کہ فتنے پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے' جب وہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھول دیا جائے گا' تو وہ نکلے گا' عمر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ وہ کون سا دروازہ ہے اور اس کا ٹوٹنا یا کھولنا کیا ہے' عرض کی کہ ایک شخص مرے گا یا قتل کیا جائے گا۔ فرمایا: اے حذیفہ! تمہاری رائے میں قوم میرے بعد کس کو امیر بنائے گی' عرض کی میری رائے میں لوگ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا سہارا لیں گے۔

جبالِ عرفہ کا واقعہ:

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ جبال عرفہ پر کھڑے تھے' ایک شخص کو چلاتے سنا' یا خلیفہ' یا خلیفہ' اسے ایک اور آدمی نے سنا' حالانکہ لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوا' خدا تیرا حلق بند کرے۔ میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور چلا کہ کہا کہ اس کو گالی نہ دو' میں کل عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقبہ پر کھڑا ہوا تھا جس کی وہ رمی کر رہے تھے کہ یکا یک ایک نامعلوم کنکری آئی جو عمر رضی اللہ عنہ کے سر میں لگی' اور اس نے ان کا سر پھوڑ دیا' میں نے کسی شخص کو پہاڑ پر سے کہتے سنا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں عمر رضی اللہ عنہ کبھی کھڑے نہ ہوں گے۔ جبیر بن مطعم نے کہا کہ اتفاق سے وہ شخص وہی تھا جو کل ہم لوگوں میں چلایا تھا اور وہ مجھ پر بہت سخت گزرا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حج:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آخری حج میں جو عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کو کرایا ہم لوگ عرفے سے پلٹے' میں المحصب (منیٰ و مکے کے درمیانی مقام) سے گزری تو ایک شخص کو اپنی سواری پر کہتے سنا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہاں تھے۔ میں نے دوسرے آدمی کو جواب دیتے سنا کہ امیر المومنین یہاں تھے' پھر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور گانے کی آواز بلند کر کے کہا:

علیك سلام من امام و بارکت ۱ ید اللّٰه فی ذاك الادیم الممزق

"اے امام تم پر سلام ہو اور اللہ کا ہاتھ اس پھیلی ہوئی کشادہ زمین میں برکت کرے۔

فمن یسع اویرکب جناحی نعامة ۲ لیدرك ماقدمت بالامس یسبق

پھر جو دوڑے گا یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہوگا' تم نے جو کچھ کل بھیجا اسے آگے جاتا ہوا پائے گا۔

قضیت اموراً ثم غادرت بعدها ۳ بوائق فی اکمها مها لم تُفَتَّق

تم نے تمام امور پورے کر دیئے' اس کے بعد تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ وہ کلیاں ہیں جو اس طرح اپنے غلاف میں ہیں کہ چٹکی نہیں ہیں''۔

اس سوار نے وہاں سے جنبش بھی نہ کی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے' ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ جنوں میں سے تھا' عمر رضی اللہ عنہ اس حج سے آئے اور انہیں خنجر مارا گیا اور وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے اسی حدیث کے مثل روایت کی ہے اور انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس نے عرفات میں کہا کہ اے خلیفہ خدا تمہیں موت دے' اس سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اس موقف میں کبھی کھڑے نہ ہوں گے اور جس شخص نے جمرے پر کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ واللہ میں سوائے اس کے نہیں دیکھتا کہ امیر المومنین عنقریب قتل کیے جائیں گے وہ شخص قبیلہ لہب کا تھا جو الازد کے بطن سے ہے اور وہ گھوم رہا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ اشعار کہنے والا کون ہے؟ جزى الله خيراً من امام باركت الخ (عليك سلام من امام و باركت) تو لوگوں نے کہا کہ مرزرضرار' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس کے بعد مرزد سے ملی تو انہوں نے خدا کی قسم کھائی کہ وہ اس سال کے موسم حج میں موجود نہ تھے۔

آثار رخصت' دعا' خطبہ:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے الابطح میں اونٹ بٹھایا سنگریزے جمع کر کے ان کا ایک چبوترہ بنایا اور اس پر اپنی چادر کا کنارہ ڈال دیا اور اس پر چت لیٹ گئے' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ اے اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا' قوت کم ہو گئی' رعیت پھیل گئی لہٰذا تو مجھے بغیر اس کے کہ میں کچھ ضائع کروں یا کچھ گھٹا دوں اپنے پاس اٹھا لے۔ جب مدینے پہنچے تو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! تمہارے لیے فرائض فرض کر دیئے گئے اور سنن مسنون کر دی گئیں' تم لوگ کھلے ہوئے راستے پر چھوڑ دیئے گئے' پھر داہنا ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا سوائے اس کے کہ تم لوگوں کو داہنے اور بائیں گمراہ کر دو' اس سے بچنا' آیت رجم کو ترک کر کے ہلاک نہ ہونا کہ کوئی کہنے والا کہے کہ کتاب اللہ میں ہم پر دو حدیں' (سزائیں) نہیں مقرر کی گئیں' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے رجم فرمایا اور ہم نے بھی رجم کیا (یعنی زانی کو سنگسار کیا) واللہ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں نئی بات بڑھا دی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا' کیونکہ ہم نے اس (قرآن) میں پڑھا ہے کہ ﴿الشيخ و الشيخة اذا زينا فارجموا هما﴾ (بڈھا اور بوڑھیا جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) سعید نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہوا تھا کہ انہیں خنجر مار دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شوق ملاقات الٰہی:

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ میرا سن بڑھ گیا' ہڈیاں پتلی ہو گئیں' مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ ہے' بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانہ ملامت بنے مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اے اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا ہے' ہڈی پتلی ہو گئی' مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ

ہے' بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانہ ملامت بنے مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں شہادت کا اشارہ:

سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا' انہوں نے اللہ کی وہ حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا' اما بعد' اے لوگو! میں نے ایسا خواب دیکھا ہے جو بغیر اجل کی نزدیکی کے مجھے نہیں دکھایا گیا' میں نے دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے دو چونچیں ماریں' اسماء بنت عمیس سے بیان کیا تو کہنے لگیں کہ مجھے عجمیوں میں سے کوئی شخص قتل کرے گا۔

محمد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ جیسے ایک مرغ نے مجھے دو چونچیں ماریں تو میں نے کہا کہ اللہ میرے پاس شہادت کو ہکالائے گا اور مجھے اعجم یا عجمی قتل کرے گا۔

نصیحت آمیز خطبہ:

معدان بن ابی طلحہ الیعمری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا' جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا' پھر فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے چونچ ماری اور یہ مجھے بغیر میری موت کی نزدیکی کے نہیں دکھایا گیا ہے' پھر چند قومیں مجھ سے فرمائش کرتی ہیں کہ اپنا خلیفہ بنا دو' اللہ ایسا نہیں ہے کہ اپنا دین اور اپنی خلافت ضائع کر دے' قسم ہے اس ذات کی جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا' اگر کسی امر (یعنی موت) نے میرے ساتھ عجلت کی تو خلافت ان چھ آدمیوں کے درمیان (انھیں کے) مشورے سے ہو گی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض وہ قومیں میرے بعد اس امر (خلافت) میں طعن کریں گی جن کو میں نے اپنے اسی ہاتھ سے اسلام پر مارا ہے' وہ اگر (طعن) کریں تو اللہ کے دشمن' کفار اور گمراہ ہیں۔

میں نے کوئی ایسی شے نہیں چھوڑی جو میرے نزدیک کلالہ (کے حکم) سے زیادہ اہم ہو' (کلالہ وہ شخص جس کے نہ کوئی اولاد ہو' نہ والدین ہوں) میں نے اتنا کسی شئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع نہیں کیا جتنا کلالہ کے بارے میں آپ سے رجوع کیا ہے' جب سے میں آپ کی صحبت میں ہوں میرے لیے آپؐ نے کسی چیز میں اتنی دشواری نہیں فرمائی جتنی کلالہ کے بارے میں' یہاں تک کہ انہوں نے اپنی انگلی اپنے پیٹ میں چبھوئی' پھر فرمایا کہ اے عمر! تجھے وہ آیت کافی ہے جو آخر سورۂ نسا میں ہے یعنی: ﴿یستفتونك قل اللّٰه یفتیکم فی الکلاله﴾ الآیہ۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں ایک فیصلہ کر دوں گا جس سے وہ لوگ بھی جو قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بھی جو قرآن نہیں پڑھ سکتے فیصلہ کر سکیں گے۔

پھر فرمایا اے اللہ! میں تمام شہروں کے حکام پر تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو ان کا دین اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں' ان پر عدل کریں ان کی غنیمت ان میں تقسیم کریں اور ان کے کام میں جو مشکل ہوا سے میرے پاس پیش کریں' اے لوگو! تم ان دونوں درختوں میں سے کھاتے ہو جن کو میں برا سمجھتا ہوں۔ پیاز اور لہسن۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے ان دونوں چیزوں کی بو محسوس ہوتی تو آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا' اگر کوئی شخص ان چیزوں کو کھائے تو ضروری ہے کہ پکا کر (بو کو) مردہ کر دے۔

کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت:

ابی حمزہ نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے ایک شخص سے جن کا نام جویریہ بن قدامہ تھا۔ سنا کہ میں نے اس سال حج کیا جس سال عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' وہ مدینے آئے' لوگوں کو خطبہ سنایا کہ میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا جس نے مجھے چونچ ماری' وہ اس جمعے کے سوا دوسرے جمعے تک زندہ نہ رہے کہ خنجر مار دیا گیا۔

فرمایا عیادت کے لیے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اہل مدینہ' اہل شام' پھر اہل عراق آئے' جب کوئی قوم داخل ہوتی تھی تو روتے تھے اور ان کی مدح کرتے تھے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو داخل ہوئے' اتفاق سے وہ اپنے زخم پر پٹی باندھے ہوئے تھے' ہم نے ان سے وصیت کی درخواست کی اور ہمارے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی۔

فرمایا کہ میں تمہیں کتاب اللہ (پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ تم لوگ جب تک اس کی پیروی کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

مہاجرین وانصار کے اکرام کی وصیت:

میں تمہیں مہاجرین کی قدردانی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ آدمی تو بہت بھی ہوں گے اور تھوڑے بھی ہوں گے (مگر مہاجرین جو ہیں وہی رہیں گے اور یہ بھی روز بروز اٹھتے جائیں گے)۔

میں تمہیں انصار کی قدردانی کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ یہ اسلام کی وہ گھاٹی ہیں جس کی طرف اسلام نے پناہ لی۔

نواحی قبائل کے متعلق وصیت:

میں تمہیں اعراب کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی تمہاری اصل و مادہ ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ راوی نے ہم سے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو اس میں اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ تمہاری اصل و مادہ ہیں اور وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دشمن کے دشمن ہیں۔

اہل ذمہ کے حق میں وصیت:

میں تمہیں اہل ذمہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں (اہل ذمہ: غیر مسلم رعایا) کیونکہ وہ لوگ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے اہل وعیال کا رزق ہیں۔ بس اب میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

محاصل کے متعلق وصیت:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں آیا تو اتفاق سے عمر' حذیفہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ تم دونوں کو اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ (یعنی محصول) لاد دیا جس کی اسے طاقت نہیں' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی زمین پر دو چند کر دوں' حذیفہ نے کہا کہ میں نے زمین پر اتنا لادا ہے جس کی اسے طاقت ہے اور اس میں کوئی بڑی زیادت نہیں' فرمانے لگے کہ جو (زمین) تم دونوں کے پاس ہے' اسے دیکھو' اگر تم نے زمین پر اتنا (محصول) لاد دیا ہو جس کی اسے طاقت نہ ہو' پھر فرمایا' واللہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں ضرور ضرور اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ

میرے بعد کبھی کسی کی محتاج نہ ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

راوی نے کہا کہ چار ہی دن گزرے تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا' وہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دو صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ برابر ہو جاؤ' لوگ برابر ہو گئے تو آگے بڑھے اور تکبیر کہی' جب تکبیر کہی تو انہیں خنجر مارا گیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا کہ مجھے کتے نے قتل کر دیا یا کتے نے کھا لیا' مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا فرمایا' وہ کافر (قاتل) جس کے ہاتھ میں چھری تھی دونوں طرف اڑا جو داہنے بائیں کسی آدمی کے پاس سے بغیر اسے زخمی کیے نہیں گزرتا تھا' اس نے تیرہ مسلمانوں کو زخمی کیا جن میں سے نو مر گئے' جب ایک مسلمان نے یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے عمامے کے نیچے کی لمبی ٹوپی اس پر ڈال دی کہ اسے گرفتار کر لیں' جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو جائے گا تو اپنے بھی چھری گھونپ لی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز فجر پڑھائی:

عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میرے اور ان کے درمیان سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہ تھا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا' اس روز لوگوں نے نماز فجر مختصر ادا کی' مسجد کے اطراف لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ کیا واقعہ ہے' البتہ جب انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہ سنی تو سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے' لوگ واپس ہوئے تو سب سے پہلے جو صاحب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے (ابن عباس رضی اللہ عنہما سے) فرمایا کہ دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے' تھوڑی دیر تک گھومتے رہے' پھر ان کے پاس آئے اور کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے جو بڑھئی تھا' آپ کو قتل کیا ہے' فرمایا کہ خدا اسے غارت کرے' اسے کوئی شکایت نہ تھی' سوائے اس کے کہ میں نے اس کے متعلق ایک اچھی بات کا حکم دیا تھا۔

قاتل کے متعلق استفسار اور اظہار تشکر:

پھر فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اور تمہارے والد چاہا کرتے تھے کہ مدینہ میں کفار کی کثرت ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ اگر چاہیں تو ہم کریں' فرمایا کہ آیا اس کے بعد کہ تم لوگ اپنی گفتگو کر چکے' اپنی نماز پڑھ چکے' اپنا حج کر چکے' لوگوں نے عرض کی کہ آپ پر کوئی تنگی نہیں ہے' انہوں نے نبیذ (زلال تمر) منگا کے پی' وہ ان کے زخم سے نکل گئی' پھر انہوں نے دودھ منگا کے پیا' تو وہ بھی زخم سے نکل گیا۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ موت ہے تو فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ پر کتنا قرض ہے' انہوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم نکلے' فرمایا اے عبداللہ' اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کا مال اس کے لیے کافی ہو تو ان کے مال سے ادا کر دینا' اور اگر ان کا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا' اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا' اور ان کے علاوہ کسی اور سے نہ کہنا۔

روضۂ انور میں تدفین کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست:

پھر فرمایا' اے عبداللہ' ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام عرض کرتا ہے (عمر رضی اللہ عنہ ہی کہنا) امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج ان کا امیر نہیں ہوں (بعد سلام کہنا کہ وہ) کہتا ہے کہ آپ اسے اجازت دیتی

ہیں کہ وہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے تو انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں سلام کیا اور کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ میں اس قبر کی جگہ کو اپنے لیے چاہتی تھی لیکن آج میں انہیں اپنے اوپر ضرور ترجیح دوں گی۔

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تدفین کی اجازت:

جب (ابن عمر رضی اللہ عنہما) آئے تو عمر رضی اللہ عنہ کو خبر کی گئی کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' فرمایا مجھے اٹھا کے بٹھاؤ' انہیں ایک آدمی نے اپنے سینے سے لگا کے بٹھا دیا' فرمایا کہ تمہارے پاس کیا (جواب) ہے۔ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے اجازت دے دی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس خواب گاہ سے زیادہ اہم میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ اے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے تابوت پر اٹھانا' دروازے پر کھڑا کرنا اور کہنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چاہتا ہے' اگر عائشہ رضی اللہ عنہا اجازت دیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب انہیں اٹھا لیا گیا تو یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں پر سوائے آج کے کوئی مصیبت ہی نہیں آئی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے اجازت دی وہ اس مقام پر دفن کیے گئے جہاں اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا اکرام کیا۔

خلیفہ کی نامزدگی کا اختیار:

موت کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنا خلیفہ بنا دیجئے' فرمایا کہ میں ان چھ آدمیوں سے زیادہ کسی کو اس امر کا اہل نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے' ان میں سے جو خلیفہ بنا لیا جائے وہی میرے بعد خلیفہ ہے انہوں نے علی' عثمان' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن اور سعد رضی اللہ عنہم کا نام لیا' اگر سعد رضی اللہ عنہ کو (خلافت) ملے تو خیر' ورنہ ان لوگوں میں سے جو خلیفہ بنایا جائے تو سعد رضی اللہ عنہ سے مدد لی جائے کیونکہ میں نے انہیں (عراق کی گورنری سے) کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔ انہوں نے عبداللہ کو ان کے ساتھ کر دیا کہ وہ لوگ ان سے مشورہ کریں' مگر ان کے لیے خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

حضرت زبیر وطلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم کی حق خلافت سے دستبرداری:

لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم لوگ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو' زبیرؓ نے علیؓ کے سپرد کر دیا۔ طلحہؓ نے عثمانؓ کے اور سعدؓ نے عبدالرحمٰنؓ کے تفویض کیا' جب معاملہ ان تینوں کے سپرد کر دیا گیا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میرے حق میں اپنے دعوے سے بری ہوتا ہے' اللہ نے مجھ پر لازم کیا ہے کہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حق خلافت سے دستبرداری:

شیخین یعنی علی وعثمان رضی اللہ عنہما نے سکوت کیا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں اس صورت میں اس کو میرے سپرد کرتے ہو کہ میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں' واللہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں گا' سب نے کہا ہاں' انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں گفتگو کی کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور قدامت حاصل ہے واللہ تم پر لازم ہے کہ

اگر تم خلیفہ بنائے جاؤ تو عدل کرو' اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جائیں تو (ان کی بات) سنو اور اطاعت کرو۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ عبدالرحمٰنؓ نے عثمانؓ سے بھی تنہائی میں گفتگو کی اور اسی طرح ان سے بھی کہا عثمانؓ نے بھی کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اے عثمانؓ اپنا ہاتھ پھیلاؤ' انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو علی رضی اللہ عنہ نے اور سب لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اپنے جانشین کے لئے جامع وصیت:

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ سے تقوے کی اور مہاجرین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کی حفاظت کرے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے۔

اسے دوسرے شہر والوں کے ساتھ بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ وہ اسلام کے مددگار دشمن کو غیظ دلانے والے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں' ان سے کوئی اچھی چیز بغیر ان کی مرضی کے نہ لی جائے۔

میں ان انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے دارالاسلام اور ایمان کو پناہ دی کہ ان کے محسن کو قبول کیا جائے اور ان کے برے سے درگزر کیا جائے۔

میں اسے اعراب کے متعلق بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ وہی لوگ عرب کی اصل اور اسلام کا مادہ ہیں اور یہ کہ ان کے کنارے کے مالوں میں سے لیا جائے جو ان کے فقراء کو دے دیا جائے۔

میں اسے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری پوری کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے عہد پورے کرے۔ ان کی طاقت سے زائد تکلیف نہ دی جائے اور جو ان کے پیچھے ہوں ان سے قتال کرے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا میں موجود تھا' وہ صفیں برابر کر رہے تھے کہ ابولولوہ آیا' اس نے انہیں زخمی کیا اور ان کے ساتھ اور بھی بارہ آدمیوں کو زخمی کیا' میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے کہہ رہے تھے کہ کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کیا ہے' لوگ ٹوٹ پڑے' ایک اور شخص اس کے پیچھے سے آیا اور اسے گرفتار کر لیا' ان میں سے سات یا چھ آدمی مر گئے۔

عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا گیا' طبیب آیا اور پوچھا کہ آپ کو کون سا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبیذ (زلال تمر) نبیذ منگائی گئی' انہوں نے پی تو ایک زخم سے نکل گئی' لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ تو صرف خون کی پیپ ہے' پھر دودھ منگایا گیا' اس میں سے پیا تو وہ بھی نکلا۔ طبیب نے کہا کہ آپ کو جو وصیت کرنا ہو کیجئے' کیونکہ واللہ میں تو آپ کو اس حالت میں بھی نہیں دیکھتا کہ آپ شام کر سکیں۔

کعب بن احبار کی یاد دہانی:

ان کے پاس کعب آئے اور کہا کہ میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ بغیر شہید ہوئے نہیں مریں گے' اور آپ کہتے تھے کہ کہاں سے شہید ہوں گا' میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں (جو ہر طرح دشمن سے محفوظ ہے) پھر ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے بندو' نماز پڑھ لو' آفتاب طلوع ہونے کو ہے لوگ واپس ہوئے' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کیا' انہوں نے قرآن کی سب سے چھوٹی دونوں

سورتیں والعصر اور اِنا اعطیناک الکوثر پڑھیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عبداللہ میرے پاس وہ کاغذ لاؤ جس میں کل کے واقعے کا صحیح حال لکھ دوں اگر اللہ چاہے کہ اس امر کو پورا کرے تو ضرور اسے پورا کرے گا۔ عبداللہ نے کہا کہ یا امیر المومنین خلافت کے معاملے میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں فرمایا نہیں' اور کاغذ ان کے ہاتھ سے لے کے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا' پھر انہوں نے چھ آدمیوں کو بلایا' عثمان' علی' سعد ابن ابی وقاص' عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم:

سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا' اے عثمان رضی اللہ عنہ' اگر تمہارے ساتھی تمہارے سن کا لحاظ کریں (اور تمہیں خلیفہ بنائیں) تو تم اللہ سے ڈرنا اور لوگوں کی گردن پر بنی ابی معیط کو نہ سوار کر دینا' علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں بھی وصیت کی' پھر صہیب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

قاتل کی گرفتاری:

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس روز عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے' میں موجود تھا' مجھے صف اوّل میں ہونے سے سوائے ان کی ہیبت کے اور کوئی امر مانع نہ تھا' وہ ہیبت ناک آدمی تھے' میں اس صف میں ہوتا تھا جو صف اوّل کے متصل ہوتی تھی' عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک تکبیر نہ کہتے تھے جب تک کہ صف اوّل کہ صف اوّل کی طرف اپنا منہ نہ کر لیں اگر کسی کو صف سے آگے بڑھا ہوا یا پیچھے ہٹا ہوا دیکھتے تھے تو اسے درے سے مارتے تھے' یہی بات تھی جس نے مجھے اس سے روکا' عمر رضی اللہ عنہ سامنے آئے' مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے انہیں روکا' پھر بغیر دور ہوئے ان کے کان میں کچھ کہا اور تین مرتبہ خنجر مارے' میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اس طرح اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے تھے کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ لوگ امنڈ پڑے' اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا' پھر پیچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا اور دبوچ لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اٹھا لیے گئے۔

طبیب کی طلبی:

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے' یہاں تک کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ اے اللہ کے بندو نماز تو پڑھ لو' سورج نکل آیا ہے' لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو زبردستی آگے کیا' انہوں نے ہمیں قرآن کی سب سے مختصر دو سورتوں یعنی ''اذا جاء نصر اللہ والفتح'' اور ''انا اعطیناک الکوثر'' سے نماز پڑھائی' عمر رضی اللہ عنہ اٹھا لیے گئے' لوگ ان کے پاس گئے' فرمایا: اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تم جاؤ اور لوگوں کو ندا دو کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں' کیا یہ واقعہ تم لوگوں کے مشورے سے ہوا؟ لوگوں نے کہا معاذ اللہ' نہ ہمیں علم ہے' نہ ہمیں اطلاع ہے۔ فرمایا کہ میرے لیے طبیب بلاؤ' طبیب بلایا گیا' اس نے پوچھا کہ آپ کو کون سا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبیذ' نبیذ پلائی گئی تو وہ زخم سے نکل گئی' لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ ہے' انہیں دودھ پلاؤ' دودھ پلایا گیا تو وہ بھی نکل گیا۔ طبیب نے کہا کہ مجھے تو آپ شام کرتے نظر نہیں آتے۔ جو کرنا ہو کر لیجئے۔

کلالہ سے متعلق وضاحت:

فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے کاغذ دو (کہ میں لکھ دوں) اگر اللہ چاہے گا کہ جو کچھ اس کاغذ میں لکھا ہے جاری کرے تو اسے جاری کر دے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (جب انہیں تحریر منظور نہ ہوئی تو) کہا کہ اس کے مٹانے میں میں آپ کے لیے کافی ہوں' فرمایا نہیں' واللہ اسے میرے سوا کوئی نہیں مٹائے گا' عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا' اس میں دادا کا حصہ تھا (یعنی دادا کو کیا میراث ملنا چاہیے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے گفتگو:

پھر فرمایا کہ علی' عثمان' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم کو میرے پاس بلاؤ' ان لوگوں میں سے سوائے علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے اور کسی سے بات نہیں کی فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ شاید یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت اور دامادی کو اور جو کچھ اللہ نے تمہیں علم وفقہ عطا کیا ہے اس کا لحاظ کریں اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا' پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ شاید یہ قوم تمہاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی اور تمہارے سن وشرف کا لحاظ کریں' اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کرنا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو امام بنانا:

پھر فرمایا کہ صہیب رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' وہ بلائے گئے تو تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھانا' اس جماعت کو ایک حجرے میں خلوت میں بات کرنا چاہیے جب یہ لوگ کسی پر اتفاق کر لیں تو ان کے مخالف کی گردن مار دینا' لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے سب چلے گئے تو فرمایا: کہ اگر یہ لوگ اجلح کو (یعنی جن کی پیشانی میں بال گرے ہوئے ہیں) بھی اس کا والی بنالیں تو وہ انہیں راستے پر چلائے گا۔

خلیفہ نامزد کرنے میں احتیاط:

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی' یا امیر المومنین! انہیں نامزد کرنے سے آپ کو کون سا امر مانع ہے' فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زندگی میں بھی اس پر لدوں اور مرنے کے بعد بھی۔ کعب آئے اور انہوں نے کہا کہ (حق آپ کے رب کی طرف سے ہے' لہٰذا شک کرنے والوں میں نہ ہوں) میں نے آپ کو خبر دی تھی کہ آپ شہید ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے شہادت کہاں سے ہوگی' میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں۔

خلافت کا معاملہ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد:

سماک سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنا دوں تو بھی سنت ہے اور اگر خلیفہ نہ بناؤں تو بھی سنت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے (مجھے) خلیفہ بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے عدول نہ کریں گے' یہی ہوا جس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کو عثمان بن عفان' علی بن ابی طالب' زبیر' طلحہ' عبدالرحمٰن بن

عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے سپرد کر دیا تو انصار سے فرمایا کہ تم ان لوگوں کو تین دن ایک کوٹھری میں داخل کر دؤ اگر یہ لوگ درست ہو جائیں تو خیر ورنہ پھر ان کی گردن مار دو۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ معاملہ (خلافت) اہل بدر میں رہے گا' جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا' پھر اہل احد میں ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا' اور فلاں فلاں میں' یہ معاملہ غلام آزاد کردہ کی اولاد کے لیے نہیں ہے اور نہ فتح مکہ کے مسلمین کے لیے کچھ ہے۔

کلالہ کے مسئلہ پر سکوت:

ابو رافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سہارا لگائے ہوئے تھے' ان کے پاس ابن عمر اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم بھی تھے' فرمایا کہ میں نے کلالہ (یعنی وہ میت جس کے ورثاء میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنایا' عرب کے قیدیوں میں سے جو میری وفات پائے وہ اللہ کے مال سے آزاد ہے' سعید بن زید بن عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے کسی شخص پر اشارہ کر دیتے تو لوگ آپ کو امین سمجھتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بعض ساتھیوں میں بڑی حرص دیکھی ہے' میں اس معاملے کو ان چھ آدمیوں کے سپرد کرنے والا ہوں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے' پھر فرمایا کہ اگر مجھے ان دو آدمیوں میں سے ایک پالے تو میں یہ معاملہ اس کے سپرد کر دوں' ضرور مجھے اس پر بھروسا ہے' ایک سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

اپنے فرزند کو خلیفہ بنانے سے گریز:

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو میں خلیفہ بناتا وہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہوتے ایک شخص نے کہا: یا امیر المومنین آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیوں گریز کرتے ہیں' فرمایا: خدا تجھے غارت کرے' واللہ میں اس سے خدا کی مرضی کو نہ چاہوں گا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طرح طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔

نامزدگی کے متعلق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن الخطابؓ سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنا دیتے (تو مناسب ہوتا) فرمایا کس کو' پھر فرمایا کہ تم کوشش کرتے ہو' مگر تم ان کے تربیت کرنے والے نہیں جو کوشش کرتے ہو' کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی زمین کے نگران کو بلا بھیجتے ہو تو تم چاہتے ہو کہ لوٹنے تک وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے۔ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں' فرمایا کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی بکری کے چرواہے کو بلا بھیجتے ہو تو یہ چاہتے ہو کہ وہ واپسی تک کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

خلیفہ نامزد کرنے کا اختیار:

حماد نے کہا کہ میں نے ایوب کو ایک شخص سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (بنا سکتا ہوں کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا ہے (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے) اور اگر میں ترک کر دوں تو (تو میں ترک کر سکتا ہوں کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے ترک کیا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) جب انہوں نے یہ بات پیش کی تو مجھے یقین ہو گیا

کہ وہ خلیفہ بنانے والے نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں وصیت نہیں فرماتے' ہم پر کسی کو امیر نہیں بناتے؟ فرمایا: میں جس کسی کو اختیار کروں گا میرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔

جبیر بن محمد بن مطعم سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر مسلمانوں کے والی تم ہونا تو اولاد عبدالمطلب کو لوگوں کی گردن پر ہرگز نہ سوار کر دینا' اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کر دینا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے کچھ ہی پہلے ان لوگوں کی جماعت ان کے پاس آئی' عبدالرحمٰن بن عوف' عثمان' علی' زبیر' اور سعد رضی اللہ عنہم آپ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں نے لوگوں کے معاملے میں غور کیا' تمہارے خلاف ان میں کوئی جذبہ نہیں پایا' البتہ خود تم میں اختلاف ہو سکتا ہے' اگر ناگواری ہوگی تو وہ تمہیں میں ہوگی' معاملہ صرف ان چھ کے سپرد ہے۔ عبدالرحمٰن' عثمان' علی' زبیر' طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم' اس وقت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے اموال (کے انتظام) میں السراۃ گئے ہوئے تھے۔

خلیفہ بننے کی صورت میں نصیحت:

آپ نے عبدالرحمٰن' عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے خطاب کر کے فرمایا کہ تمہاری قوم صرف تمہیں میں سے کسی کو امیر بنائے گی۔ اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے تفویض ہوا تو اپنے قرابت داروں کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو تم اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا' اور اے علی رضی اللہ عنہ! اگر لوگوں کے معاملے میں تم والی بنائے جاؤ تو بنی ہاشم کو ان لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔

خلافت کے لئے مشاورت:

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اٹھو اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ کھڑے ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ عثمانؓ نے ایک یا دو مرتبہ مجھے بلایا کہ مشورے میں داخل کریں' واللہ اس علم کی وجہ سے کہ ان کے معاملے میں وہی ہوگا جس کو میرے والد نے فرما دیا ہے' میں نہیں چاہتا تھا کہ شریک ہوں' واللہ میں نے انہیں کبھی کسی معاملے میں ہونٹ ہلاتے نہیں دیکھا کہ وہ امر حق نہ ہو۔

جب عثمانؓ نے بلانے میں کثرت کر دی تو میں نے کہا کہ تم لوگوں کو عقل نہیں ہے کہ امیر بنا رہے ہو' حالانکہ امیر المومنین زندہ ہیں' واللہ جیسے میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو مرقد سے جگا دیا۔ فرمایا کہ تم لوگ مہلت دو' اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو تین شب تک تمہیں صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ پھر اپنے معاملے پر تم لوگ اتفاق کر لو' تو پھر تم میں سے بغیر تمہارے مشورے کے جو امیر بنے اس کی گردن مار دینا۔

ابن شہاب نے سالم سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ سے پوچھا' کیا عمرؓ نے علیؓ سے پہلے عبدالرحمٰنؓ سے شروع کیا' انہوں

نے کہا کہ ہاں' واللہ۔

ابن معشر سے مروی ہے کہ ہمارے مشائخ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس معاملے میں اصلاح نہیں ہو سکتی' بغیر اس شدت کے جس میں جبر نہ ہو اور بغیر اس نرمی کے جس میں سستی نہ ہو۔

غیر مسلموں کے مدینہ داخلے پر پابندی:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ قیدیوں میں جو بالغ ہو جائے اسے مدینہ آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مغیرہ بن شعبہؓ نے جو کوفے کے عامل تھے انہیں ایک خط لکھ کر اپنے پاس کے ایک کاریگر غلام کا ذکر کیا اور مدینے میں داخل کرنے کی اجازت یہ کہہ کے چاہی کہ وہ لوگوں کے فائدے کے بہت سے کام جانتا ہے' وہ لوہار ہے' بڑھئی ہے' نقاش ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

ابولؤلؤ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت:

مغیرہ نے اس پر سو درہم ماہوار (خراج) مقرر کر دیا۔ غلام عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خراج کی شدت کی شکایت کرنے آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اچھی طرح کیا کیا کام جانتا ہے' اس نے وہ سب کام بیان کیے جو اچھی طرح جانتا تھا' فرمایا کہ تیرے کام کی نوعیت کے لحاظ سے تو تیرا خراج زیادہ نہیں ہے' وہ ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا واپس ہوا۔

قتل کی دھمکی:

عمر رضی اللہ عنہ نے چند راتیں گزاریں اس کے بعد پھر وہ غلام ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس کو بلایا اور فرمایا' کیا مجھ سے یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بنا دوں جو ہوا سے چلے' غلام ناراض اور ترش رو ہو کے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جماعت تھی' اس نے کہا کہ میں آپ کے لیے ضرور ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بیان کیا کریں گے' غلام نے پشت پھیری تو عمر رضی اللہ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو ان کے ہمراہ تھی اور فرمایا کہ غلام نے ابھی مجھے قتل کی دھمکی دی۔

نماز فجر میں قاتلانہ حملہ:

چند راتیں گزریں' ابولؤلؤ نے ایک خنجر اپنے ساتھ لے لیا جس کے دو سرے تھے اور دھار بیچ میں تھی' صبح کی تاریکی میں مسجد کے کسی گوشے میں چھپ کے بیٹھ گیا' اور برابر وہیں رہا یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جگانے نکلے' عمر رضی اللہ عنہ ایسا کیا کرتے تھے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے تو اس نے حملہ کیا اور تین خنجر مارے' ان میں سے ایک زیر ناف لگا' جس نے پیٹ کی اندرونی کھال کو کاٹ دیا اور اسی نے انہیں قتل کر دیا' پھر وہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑا' اور عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ گیارہ آدمیوں کو زخمی کیا۔ پھر اپنا خنجر اپنے ہی گھونپ لیا۔

زخمی حالت میں نماز کی ادائیگی:

جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کے خون جاری ہو گیا اور لوگ پے در پے ان کے پاس آ گئے تو فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے

کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' عمر رضی اللہ عنہ پر سیلان خون کا غلبہ ہو گیا' جس سے غشی طاری ہو گئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کے ان کے مکان پر پہنچایا' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔ میں برابر عمر رضی اللہ عنہ ہی کے پاس رہا اور وہ بھی برابر غش میں رہے' یہاں تک کہ صبح کی روشنی پھیل گئی جب روشنی ہو گئی تو انہیں افاقہ ہوا' ہمارے چہروں پر نظر کی اور فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی' میں نے کہا جی ہاں' پھر فرمایا کہ اس کا اسلام نہیں جس نے نماز ترک کر دی' وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا' نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جاؤ اور دریافت کرو کہ مجھے کس نے قتل کیا۔

قاتل کے متعلق تفتیش:

میں نکلا' مکان کا دروازہ کھولا تو لوگ جمع تھے جو عمر رضی اللہ عنہ کے حال سے ناواقف تھے' میں نے دریافت کیا کہ امیر المومنین کو کس نے قتل کیا' تو لوگوں نے کہا کہ انہیں اللہ کے دشمن ابولولو' مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام نے خنجر مارا ہے۔

میں اندر گیا تو عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر نظر جمائے ہوئے خبر دریافت کرنے لگے' جس کے لیے مجھے بھیجا تھا۔ عرض کی مجھے امیر المومنین نے اس لیے بھیجا تھا کہ قاتل کو دریافت کروں' میں نے لوگوں سے گفتگو کی تو ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے دشمن ابولولو' مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام نے خنجر مارا' اس نے آپ کے ساتھ ایک جماعت کو بھی خنجر مارا' پھر خودکشی کر لی۔

فرمایا' سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو اللہ کے سامنے اس سجدے کی بنا پر مجھ سے حجت کرے جو کبھی اس نے کیا ہو' عرب ایسے نہیں جو مجھے قتل کرتے۔

علاج معالجہ کی کوشش:

سالم نے کہا کہ پھر میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس طبیب بلا بھیجو میرے اس زخم کو دیکھے' لوگوں نے عرب کے طبیب کو بلا بھیجا' اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی' نبیذ جس وقت زیر ناف کے زخم سے نکلی تو خون کے مشابہ ہو گئی۔

میں نے انصار میں سے ایک دوسرے طبیب کو بلایا' پھر بنی معاویہ میں سے (ایک طبیب کو) بلایا' اس نے انہیں دودھ پلایا تو وہ بھی زخم سے اس طرح نکلا کہ سفیدی جھلک رہی تھی۔ طبیب نے کہا کہ یا امیر المومنین! وصیت کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنی معاویہ کے بھائی نے مجھ سے سچ کہا' اگر تم مجھ سے اس کے سوا کہتے تو میں تمہاری تکذیب کرتا۔

میت پر رونے کی ممانعت:

جس وقت قوم نے سنا تو لوگ رونے لگے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر نہ روؤ' جو روئے وہ چلا جائے' کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اولاد وغیرہ کی میت پر اپنے پاس کسی رونے والے کو نہیں ٹھہرنے دیتے تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا' زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعزہ کی میت پر غم کا اظہار (رویا) کرتی تھیں' ان سے عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث بیان کی گئی تو فرمایا کہ اللہ عمرو ابن عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے واللہ ان دونوں نے غلط نہیں کہا' لیکن عمر رضی اللہ عنہ بھول گئے' واقعہ صرف یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ کرنے والوں پر گزرے جو اپنی میت پر رو رہے تھے' تو فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں' حالانکہ ان کے ساتھی (یعنی میت) پر عذاب کیا جا رہا ہے' وہ شخص (میت) گنہگار تھا۔

ابولؤلؤ کی دھمکی آمیز گفتگو:

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ کا غلام آیا تو انہوں نے ایک سو بیس درہم ماہوار یا چار درہم روزانہ مقرر کیے' وہ خبیث تھا' جب چھوٹے قیدیوں کو دیکھتا تو ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور رو کے کہتا کہ عرب نے میرا جگر کھالیا۔

جب عمر رضی اللہ عنہ مکے سے آئے تو ابولؤلؤہ ان کے ارادے سے نکلا' اس نے انہیں اس حالت میں پایا کہ صبح کے وقت بازار کی طرف جا رہے تھے' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' اس نے کہا: یا امیر المومنین! میرے آقا مغیرہ نے مجھے جزیے کی اتنی تکلیف دی ہے جس کی مجھے طاقت نہیں' فرمایا انہوں نے تجھے کیا تکلیف دی ہے' اس نے کہا چار درم روزانہ' فرمایا کہ تو کیا بناتا ہے اس نے کہا کہ چکیاں' اور اپنے باقی کاموں سے خاموش رہا' پھر پوچھا کہ تو چکی کتنے میں بناتا ہے اس نے بتایا' فرمایا: کہ اور کتنے میں تو اسے بیچتا ہے' اس نے انہیں بتایا' تو فرمایا کہ انہوں نے تجھے کم تکلیف دی۔ جا اپنے مولیٰ کو وہی دیا کر جو انہوں نے تجھ سے مانگا۔

جب وہ پلٹا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ہمارے لیے ایک چکی نہیں بنا دیتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں' میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا کہ بہت سے شہر والے اس کی باتیں کریں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے کلام سے پریشان ہو گئے' علی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے' ان سے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس نے کیا سوچا؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین! اس نے آپ کو دھمکی دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے ہمیں اللہ کافی ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ اپنے کلام سے اس کی مراد غور ہے۔ (یعنی خوب غور سے چکی بنائے گا)۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ابولؤلؤ نہاوند کے قیدیوں میں سے تھا۔

ابولؤلؤ کی خودکشی:

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے خنجر مار دیا گیا تو ابولؤلؤ بھاگا' عمر رضی اللہ عنہ پکارنے لگے "کتا' کتا" اس نے ایک جماعت کو زخمی کر دیا' قریش کی ایک جماعت نے اسے گرفتار کرلیا' جس میں عبداللہ بن عوف الزہری' ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور بنی سہم کے ایک شخص تھے' عبداللہ بن عوف نے اس پر اپنی چادر ڈال دی' جب وہ پکڑ لیا گیا تو اپنے بھی خنجر گھونپ لیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسی نے اپنے آپ کو خنجر سے زخمی کیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کرلیا۔ عبداللہ بن عوف الزہری نے اس کا سر کاٹ لیا۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے ابولؤلؤ نے خنجر مارا اور میں اسے صرف کتا ہی سمجھتا رہا' یہاں تک کہ اس نے مجھے تیسری مرتبہ خنجر مارا۔

قاتل کون؟

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے خنجر مارا گیا تو بدر کے مہاجرین وانصار ان کے پاس جمع ہو گئے' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیا تم لوگوں کے مشورہ وایماء سے یہ ہوا ہے جس سے مجھے تکلیف پہنچی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکلے اور لوگوں سے دریافت کیا تو قوم نے کہا کہ واللہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری عمروں سے آپ کی عمر میں اضافہ کر دے۔

مصلّٰی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خون عمر رضی اللہ عنہ سے رنگین ہو گیا:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ جسم پر زرد تہبند تھی' ان کی ہیبت سے میں صف اوّل چھوڑ دیتا تھا' اس روز میں صف ثانی میں تھا' وہ آئے اور فرمایا کہ اللہ کے بندو نماز پڑھو' صف سیدھی کر لو' پھر انہوں نے تکبیر کہی' اتنے میں دو یا تین خنجر مارے گئے' ان کے بدن پر زرد تہبند تھی جس کو انہوں نے سینے تک اٹھا کے پھر چھوڑ دیا اور کہتے جاتے تھے "وکان امر اللّٰہ قدراً مقدورا" (اور اللہ کا حکم اندازہ مقرر ہے)' (ابولؤلؤ) لوگوں پر ٹوٹ پڑا' اس نے قتل کیا اور دس سے زائد آدمیوں کو زخمی کیا' لوگ اس کی طرف ٹوٹ پڑے اس نے خنجر کو مضبوط پکڑ لیا اور خودکشی کر لی۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے "وکان امر اللّٰہ قدراً مقدورا" لوگوں نے قاتل کی جستجو کی' جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جس کی دو دھاریں تھیں' جو شخص قریب گیا اسے وہ خنجر مارنے لگا' اس نے تیرہ آدمی زخمی کیے جن میں چار بچے اور نو مر گئے' یا نو بچ گئے اور چار مر گئے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس سال عمر کو مصیبت پہنچائی گئی' انہوں نے فجر کی نماز میں "لا اقسم بھذ البلد" اور "والتین والزیتون" کی سورتیں پڑھیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے: "وکان امر اللّٰہ قدراً مقدورا".

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ امرائے لشکر کو لکھا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کفار کو گھسیٹ کر نہ لاؤ' اسی کے مطابق عمل ہوتا تھا' جب انہیں ابولؤلؤ نے خنجر مارا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام۔ فرمایا کیا میں نے تم لوگوں سے کہا نہیں تھا کہ ہمارے پاس کسی کافر کو گھسیٹ کر نہ لانا' مگر تم لوگ مجھ پر غالب آ گئے۔

قاتلانہ حملہ میں مسلمان زخمیوں کی تعداد:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا' میں موجود تھا' اور جس نے انہیں خنجر مارا اس نے تیرہ یا انیس آدمیوں کو خنجر سے زخمی کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہماری امامت کی' انہوں نے فجر میں قرآن کی سب سے چھوٹی سورتیں والعصر اور اذا جاء نصر اللّٰہ پڑھیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا' اس نے مع عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ آدمیوں کو اسی خنجر سے زخمی کیا' ان میں سے مع عمر رضی اللہ عنہ کے چھ مر گئے اور چھ اچھے ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخم کی حالت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو وہ اٹھا لیے گئے' ان پر غشی طاری ہو گئی' ہوش آیا تو ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھ سے سہارا لگا لیا ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا میں اپنی یہ بیچ کی انگلی رکھتا مگر سوراخ بند نہ ہوتا' انہوں نے وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی' پہلی رکعت میں ''والعصر'' اور دوسری میں ''قل یاایھا الکافرون'' پڑھی۔

آلۂ قتل:

نافع سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہ چھری دیکھی جس سے عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے' انہوں نے کہا کہ کل میں نے یہ ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھی تھی' میں نے پوچھا کہ تم دونوں اس چھری سے کیا کرو گے' تو انہوں نے کہا کہ اس سے ہم گوشت کاٹیں گے کیونکہ ہم لوگ گوشت کو چھوتے نہیں' عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا تم نے وہ چھری ان دونوں کے پاس دیکھی تھی' انہوں نے کہا کہ ہاں' عبیداللہ نے اپنی تلوار لی' ان دونوں کے پاس آئے اور قتل کر دیا۔ عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا وہ ان کے پاس آئے فرمایا کہ تمہیں ان دونوں آدمیوں کے قتل پر کس نے برانگیختہ کیا' وہ تو ہماری پناہ (ذمے) میں تھے۔ عبیداللہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر پچھاڑ دیا' لوگ اٹھ کر ان کے پاس آئے اور انہیں ان سے چھڑایا۔ جس وقت عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے تلوار لٹکائی' مگر عبدالرحمٰن نے قسم دلائی' تو انہوں نے وہ رکھ دی۔

اسلم سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کس نے مجھے مصیبت پہنچائی لوگوں نے کہا کہ ابولولو نے' اس کا نام فیروز ہے' اور مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو کافروں میں سے کسی کو ہمارے پاس گھسیٹ لانے سے منع کیا تھا مگر تم نے میری نافرمانی کی۔

زخمی حالت میں بھی نماز کا اہتمام:

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور عرض کی نماز (پڑھ لیجئے) فرمایا' اچھا' اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کو ضائع کر دیا انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جب زخمی کیا گیا تو ان پر بے ہوشی طاری ہونے لگی' کہا گیا کہ نماز جیسی چیز سے تم لوگ ہرگز انہیں پریشان نہ کرو گے (یعنی ان سے نماز پڑھنے کو کہو گے تو وہ ہرگز پریشان نہ ہوں گے) بشرطیکہ ان میں جان ہو' کہا گیا نماز یا امیر المومنین! نماز پڑھ لی گئی ہے' وہ ہوشیار ہو گئے' فرمایا کہ نماز' اے اللہ تب تو لے لے' جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ ان کا زخم خون بہا رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے' نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی' کہا گیا یا امیر المومنین نماز' انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ نماز' جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں

کوئی حصہ نہیں۔ انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم خون بہا رہا تھا' طبیب کو بلایا گیا۔ اس نے انہیں نبیذ پلائی تو وہ خون کے ہم شکل ہو کر نکل گئی' پھر اس نے انہیں دودھ پلایا تو وہ سفید نکلا' تب اس نے کہا' یا امیر المومنین' اپنی وصیت کر دیجئے۔ انہوں نے اصحاب شوریٰ کو طلب کیا' اس کا یہی سبب تھا۔

صحابہ کی زبان سے اوصاف فاروقی رضی اللہ عنہ کا بیان:

سماک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں ان کے پاس گیا اور تعریف کرنے لگا' فرمایا تم کس چیز پر میری تعریف کرتے ہو' خلافت پر' یا غیر خلافت پر۔ میں نے کہا کہ سب پر' فرمایا کہ کاش مجھے اس سے بچا کے نکال دیا جاتا کہ نہ تو ثواب ملتا نہ عذاب۔

سماک الحنفی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے ذریعے سے شہروں کو بنایا اور آپ کے ذریعے سے بہت سی فتوح دیں' آپ کے ذریعے سے فلاں کام کیا اور فلاں کام کیا۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں ان سے اس طرح نجات پا جاتا کہ نہ ثواب ہوتا نہ عذاب۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ تم لوگ امارت میں مجھ پر رشک کرتے تھے' واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی طرح بھی نجات پا جاؤں' نہ کچھ مجھ پر ہو نہ میرے لیے ہو۔

سلیمان بن یسار نے ولید بن عبدالملک سے یہ روایت بیان کی تو مالک نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا' سلیمان نے کہا' یا مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی کیے گئے تو اس کی شب کو وہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے' صبح ہوئی تو لوگوں نے انہیں گھبرا دیا اور کہا کہ نماز' وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ ہاں' اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے جس نے نماز ترک کر دی' پھر انہوں نے نماز پڑھی' حالانکہ زخم خون بہا رہے تھے۔

حضرت ام کلثوم کی گریہ وزاری:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ شور سنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا' ہم ان کے پاس اس مکان میں گئے جس میں وہ تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ آواز کیا ہے۔ کسی عورت نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو طبیب نے نبیذ پلائی تو وہ نکل گئی اور دودھ پلایا تو وہ بھی نکل گیا۔ اس طبیب نے کہا کہ مجھے آپ شام کرتے نہیں دکھائی دیتے۔ لہٰذا آپ جو کرنا چاہیں کر لیجئے' ام کلثوم نے کہا ہائے عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ بھی رونے لگیں اور سارا گھر رونے سے گونج اٹھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ اگر میرے لیے تمام روئے زمین کی چیزیں ہوتیں تو آخرت کے متعلق جو اطلاع دی گئی ہے اس کے خوف سے میں اسے فدیے میں دے دیتا۔

بارگاہ فاروقی رضی اللہ عنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خراج تحسین:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ اس ہول کو سوائے اس مقدار کے نہ دیکھیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے وان منکم الاوار دھا جہاں تک ہم جانتے ہیں آپ امیر المومنین اور سید المومنین ہیں' کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں اور برابر سے تقسیم کرتے ہیں۔ انہیں میرا قول پسند آیا تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے' فرمایا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا تم اس کی میرے لیے گواہی دو گے؟ میں رکا تو انہوں نے میرے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے لیے اس کی گواہی دینا' میں نے کہا جی ہاں' میں گواہی دوں گا۔

طبّی معائنہ:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو لوگ ان کے پاس آنے لگے' ایک شخص سے فرمایا' میرا زخم دیکھو' اس نے ہاتھ اندر ڈال کے دیکھا' فرمایا تم نے کیا محسوس کیا' اس نے کہا کہ میں اسے اس حالت میں پاتا ہوں کہ آپ کی صرف وہی رگ باقی رہ گئی ہے جس سے آپ قضائے حاجت کرتے ہیں' فرمایا کہ تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ اچھے ہو' پھر اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ کی جلد کو آگ کبھی مس نہ کرے گی' انہوں نے اس کی طرف دیکھا' ہم لوگ ان کی خوبیاں بیان کر کے رونے لگے یا ان کے لیے ہمارے دل بھر آئے (اس شخص سے) فرمایا کہ اے فلاں اس کے متعلق تمہارا علم بہت کم ہے' اگر میرے لیے زمین کی تمام چیزیں ہوتیں تو میں خبر دادہ امور کے ہول سے ان کو فدیے میں دے دیتا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سانحے کی صبح ہوئی تو میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ان کو اٹھایا' ہم نے ان کو گھر میں پہنچا دیا' کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھے کس نے مصیبت پہنچائی۔ میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ابولؤلؤ نے' فرمایا یہ تمہارے ساتھیوں کا عمل ہے' میں چاہتا تھا کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیدیوں میں سے کوئی کا فرداخل نہ ہو' مگر تم لوگ اتنا مجھ پر غالب آ گئے کہ میری عقل مغلوب ہوگئی' میری طرف سے دو باتیں یاد رکھو کہ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ میں نے کلالہ (وہ میت جس کے ورثے میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا' محمد کے علاوہ دوسروں نے یہ روایت کی کہ انہوں نے فرمایا' میں نے دادا اور بھائی کی میراث کا کچھ فیصلہ نہیں کیا۔

تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں ان کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین آپ کو صرف اس شخص نے مصیبت پہنچائی جس کا نام ابولؤلؤ ہے۔ فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں کہ میں نے غلام میں ایک غلام اور باندی کے لڑکے میں دو غلام کیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تین باتوں کی وصیت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے میں بیان کیا کہ جس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں ان لوگوں میں پہلا شخص تھا جو ان کے پاس آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے تین باتیں یاد رکھو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے نہ پائیں گے' میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا' میں نے لوگوں پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا' اور میرا ہر غلام آزاد ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ خلیفہ بنا دیجیے' فرمایا اس میں سے میں جو بھی کروں تو اس کو انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگر میں لوگوں کے امر کو ان کے لیے چھوڑ

دوں تو اسے نبی ﷺ نے بھی چھوڑا ہے' اور اگر میں خلیفہ بنا دوں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو جنت کی خوش خبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی اور طویل صحبت اٹھائی آپ امر مسلمین کے والی ہوئے تو اسے قوی کر دیا اور امانت کو ادا کر دیا' فرمایا تمہارا مجھے جنت کی خوشخبری دینا' تو قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اگر میرے لیے دنیا و مافیہا ہو تو قبل اس کے کہ مجھے خبر کا علم ہو جو میرے سامنے ہے اس کے ہول سے یہ سب فدیے میں دے دوں' تمہارا مسلمانوں کی حکومت کے بارے میں کہنا تو واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ کفاف (برابر سرابر) ہو کہ نہ کچھ میرے لیے ہو نہ کچھ میرے اوپر ہو لیکن تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بارے میں بیان کیا' تو یہ تو ہے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں انیس میں سے نواں شخص تھا چنانچہ ہم نے انہیں اندر پہنچایا تو ہم سے اشتداد درد کی شکایت کی۔

کعب سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جب ہم اس کا ذکر کرتے تو عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے اور جب عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو اس کا ذکر کرتے' اس کے پہلو میں ایک نبی تھے جن پر وحی کی جاتی تھی' اللہ نے ان نبی ﷺ پر وحی کی کہ وہ اس سے کہہ دیں کہ تمہیں جو عہد کرنا ہو کر لو اور مجھے اپنی وصیت لکھ کر دے دو' کیونکہ تم تین دن تک مر جاؤ گے' ان نبیؑ نے اسے اس کی خبر دی' جب تیسرا دن ہوا تو وہ بادشاہ تخت اور دیوار کے درمیان پڑ گیا۔ اللہ کی طرف گڑگڑایا اور کہا کہ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں حکم کرنے میں عدل کرتا تھا اور جب امور مختلف ہوتے تو میں تیری محبت کی پیروی کرتا تھا اور میں چناں تھا اور چنیں تھا تو میری عمر میں اتنا اضافہ کر دے کہ میرے بچے بڑے ہو جائیں اور رعیت بڑھ جائے اللہ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ اس بادشاہ نے یہ اور یہ کہا اور اس نے سچ کہا' میں نے اس کی عمر میں پندرہ سال کا اضافہ کر دیا۔ اس زمانے میں اس کے لڑکے بھی بڑے ہو جائیں گے اور رعیت بھی بڑھ جائے گی۔

عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو کعب نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے پروردگار سے دعا کریں تو انہیں ضرور باقی رکھے گا' عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ اے اللہ تو مجھے عاجز ہونے اور نشانہ ملامت بننے سے پہلے اٹھا لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبان محاسن فاروقی کا بیان:

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو لوگوں نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ کوئی شربت پیتے تو (اچھا ہوتا) فرمایا مجھے نبیذ پلاؤ وہ انہیں سب شربتوں سے زیادہ مرغوب تھی' نبیذ ان کے زخم سے خون کے ساتھ مل کر نکلی تو لوگوں کو اچھی طرح نہ معلوم ہوا کہ یہ وہی شربت ہے جو انہوں نے پیا ہے' لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دودھ پیتے (تو خوب ہوتا) دودھ لایا گیا' جب انہوں نے پیا تو وہ بھی زخم سے نکلا' سفیدی دیکھی تو رونے لگے اور اپنے گرد بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بھی رلایا' پھر فرمایا کہ یہ وقت وفات ہے' اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع سے (قیامت کے وہ دہشت ناک حالات جن کی قرآن وحدیث میں اطلاع دی گئی ہے) اسے فدیے میں دے دیتا۔ لوگوں نے پوچھا کہ بس آپ کو اسی چیز نے رُلایا۔ فرمایا بے شک مجھے اس کے سوا اور کسی چیز نے نہیں رلایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' یا امیر المومنین! واللہ آپ کا سلام تھا تو نصرت تھی'

امامت تھی تو فتح تھی' واللہ آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے' کوئی دو فریق آپس میں جھگڑا کرتے ہیں تو دونوں آپ کے فیصلے پر (بہ رضا و رغبت) اپنا جھگڑا ختم کر دیتے ہیں' فرمایا کہ مجھے بٹھا دو' جب بیٹھ گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اپنی گفتگو کا میرے سامنے اعادہ کرو' انہوں نے اعادہ کیا تو فرمایا' کیا تم قیامت میں جب اللہ سے ملو گے تو اس کے آگے میرے لیے اس کی شہادت دو گے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جی ہاں' عمر رضی اللہ عنہ اس سے خوش ہوئے' اور انہوں نے اس کو پسند کیا۔

آخرت بہتر بنانے کی فکر:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو لوگ ان کی تعریف کرنے اور انہیں رخصت کرنے آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ امارت کی وجہ سے میری پاکی وصفائی بیان کرتے ہو' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے اس حالت میں اٹھالیا کہ وہ مجھ سے راضی تھے' پھر میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی' میں نے ان کی بھی اطاعت وفرماں برداری کی' ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی اس حالت میں ہوئی کہ میں مطیع وفرماں بردار تھا' مجھے کبھی اپنے اوپر کسی امر کا خوف نہیں ہوا' سوائے تمہاری اس امارت کے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو لوگ ان کے پاس آنے لگے' فرمایا: کہ اگر میرے لیے روئے زمین کی تمام اشیا ہوتیں تو میں انہیں ہول مطلع (قیامت) سے فدیے میں دے دیتا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد دودھ مانگا' پیا تو زخم سے نکلا' فرمایا اللہ اکبر' ان کے ہم نشین اس پر ان کی تعریف کرنے لگے تو فرمایا کہ وہ شخص جسے اس کی عمر نے دھوکا دیا وہ ضرور دھوکے میں ہے۔ واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس سے اسی طرح نکل جاؤں جس طرح میں اس میں داخل ہوا تھا' واللہ اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع (قیامت) سے اسے فدیے میں دے دیتا۔

آلہ قتل کی شناخت:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو میں ابو لؤلؤ کے پاس سے گزرا اس کے ہمراہ جفینہ اور ہرمزان بھی تھے' تینوں سرگوشی کر رہے تھے' جب میں دفعتہً ان کے پاس پہنچ گیا تو وہ بھاگے' ان کے درمیان سے ایک خنجر گر پڑا جس کے دو سرے تھے اور اس کی دھار بیچ میں تھی تم لوگ دیکھو کہ جس سے عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے وہ کون سا خنجر ہے' انہوں نے وہی خنجر پایا۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جس کی صفت بیان کی تھی۔

ہرمزان کے قتل کا واقعہ:

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے سنی تو وہ گئے اور ان کی تلوار بھی پاس تھی' انہوں نے ہرمزان کو پکارا' جب وہ نکل کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چل کہ ہم اپنے ایک گھوڑے کو دیکھیں' وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے' جب وہ ان کے آگے سے گزرا تو انہوں نے اسے تلوار ماردی۔ عبیداللہ نے کہا جب اس نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو کہا:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه''۔

جفینہ اور دختر ابولؤلؤ کا قتل:

عبیداللہ نے کہا کہ میں نے جفینہ کو بلایا جو الحیرہ کے نصاریٰ میں سے سعد بن ابی وقاص کا رضاعی بھائی تھا' وہ اسے اس رضاعت کی وجہ سے مدینے میں لائے جوان کے اور اس کے درمیان تھی اور مدینے میں لکھنے کی تعلیم دیتا تھا' جب میں نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان صلیب کا اشارہ کیا' عبیداللہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ابولؤلؤ کی چھوٹی لڑکی کو بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی' قتل کر دیا۔

عبیداللہ بن عمر اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے مابین تنازعہ:

عبیداللہ نے یہ ارادہ کیا کہ اس روز مدینے میں کسی قیدی کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑیں گے' مہاجرین اوّلین ان کے پاس جمع ہو گئے' انہوں نے منع کیا اور دھمکایا تو انہوں نے کہا واللہ میں ان کو اور دوسروں کو ضرور قتل کر دوں گا' انہوں نے بعض مہاجرین پر بھی تعریض کی' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ برابر ان کے ساتھ رہے اور انہیں تلوار دے دی' جب انہوں نے تلوار دے دی تو ان کے پاس سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے' ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کا سر پکڑا اور باہم لڑنے لگے یہاں تک کہ ان کے درمیان پڑ کے انہیں روکا گیا۔

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں جھگڑا:

قبل اس کے کہ ان راتوں میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی جائے' عثمان آئے' انہوں نے عبیداللہ پر حملہ کیا اور دونوں باہم دست و گریبان ہوئے۔ جس روز عبیداللہ نے جفینہ اور ہرمزان اور ابولؤلؤ کی لڑکی کو قتل کیا لوگوں پر زمین تاریک ہوگئی' ان کے اور عثمانؓ کے درمیان بیچ بچاؤ کیا گیا۔

جب عثمانؓ خلیفہ بنا دیئے گئے تو انہوں نے مہاجرین و انصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں وہ رخنہ پیدا کیا' جو پیدا کیا' مہاجرین نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل پر والی بنا دیا' لوگوں کی اکثریت عبیداللہ کے ساتھ تھی جو جفینہ و ہرمزان کے لیے کہتے تھے کہ خدا ان دونوں کو دور کر دے۔ شاید تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کے بیٹے کو کر دو۔

اس معاملے میں شور و غل اور اختلاف بہت ہو گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ یا امیر المومنین یہ واقعہ تو آپ کی خلافت کے آغاز سے پہلے ہوا لہٰذا آپ ان سے درگزر کیجئے۔ عمروؓ کی تقریر سے لوگ منتشر ہو گئے' عثمانؓ بھی باز آ گئے اور دونوں آدمیوں اور لڑکی کا خون بہا دے دیا گیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر رحمت کرے' وہ ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے عبیداللہ کو ان لوگوں کی قرأت پر بہادر بنایا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ اس روز عثمان رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہاتھا پائی کرنے لگے'

میں نے عبیداللہ کی پیشانی کے بال عثمانؓ کے ہاتھ میں دیکھے اس روز زمین لوگوں پر تاریک ہوگئی تھی۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس روز عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ عثمانؓ سے ہاتھا پائی کر رہے تھے‘ عثمان رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے‘ تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جو نماز پڑھتا تھا اور چھوٹی بچی کو اور ایک دوسرے شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے (ضمان وامان) میں تھا‘ تیرا چھوڑ دینا حق نہیں ہے‘ پھر تعجب ہے کہ جس وقت وہ والی ہوئے انہوں نے اسے کیونکر چھوڑ دیا‘ لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاصؓ نے اس میں دخل دیا انہوں نے اس کو ان کی رائے پر چھوڑ دیا۔

فرزند عمر رضی اللہ عنہ کی جذباتی کیفیت:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اس روز عبیداللہ ایک جنگلی درندے کی شکل میں تھے‘ وہ عجمیوں کو تلوار سے روکنے لگے‘ یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیئے گئے‘ میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوں گے تو انہیں قتل کر دیں گے اس لیے کہ جو کچھ انہوں نے ان کے ساتھ کیا میں نے دیکھا تھا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں وہ اور سعدؓ سب سے زیادہ ان پر سخت تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی‘ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے آل عمر رضی اللہ عنہ کے اکابر کو وصیت کی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے چہارم (ترکہ میں سے چوتھائی حصہ) کی وصیت کی۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وقف نامہ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین (حصے میں) ملی تھی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے‘ آپ سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی کہ کبھی کوئی مال نہ ملا جو اس سے زیادہ نفیس ہوتا‘ آپ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں‘ فرمایا اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اسے تصدق کر دو (یعنی زمین وقف کر دو اور اس کی پیداوار خیرات کر دو) عمر رضی اللہ عنہ نے اسے تصدق کر دیا۔ کہا کہ اس کی اصل نہ بیچی جائے گی‘ نہ ہبہ کی جائے گی اور نہ میراث میں دی جائے گی۔ انہوں نے اس کو فقراء اور قرابت داروں اور غلاموں کی اور قرضداروں کی آزادی اور جہاد اور مسافر اور مہمان کے لیے اس طرح وقف کیا کہ جو اس کا متولی ہو حد شرعی کے اندر رہ کر اس میں سے کھالے تو کوئی گناہ نہیں اور اس میں سے غیر متمول دوست کو بھی کھلائے۔

بروایت ابن سیرین بجائے غیر متمول کے ''غیر متاثل مالاً'' ہے یعنی جس کے پاس مال جمع نہ ہو۔

ابن عوف نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے (یہ وقف نامہ) کسی چمڑے کے ٹکڑے یا سرخ رقعے میں پڑھا کہ ''غیر متاثل مالاً''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلے وقف کیا گیا وہ ثمغ (نام زمین) ہے جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا

وقف تھا۔

بیت المال سے لئے گئے قرض کی واپسی:

عثمان بن عروہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے اسی ہزار درہم قرض لیے تھے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا کہ اس قرض میں عمر رضی اللہ عنہ کے اموال بیچ ڈالو' پورا ہو جائے تو خیر ورنہ بنی عدی سے مانگو' اس کے بعد بھی تکمیل نہ ہو تو قریش سے مانگو اور ان کے آگے نہ بڑھو۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بیت المال سے کیوں نہیں قرض لے لیتے کہ اسے ادا کر دیں' فرمایا معاذ اللہ' تم اور تمہارے ساتھی میرے بعد کہو کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دیا' تم تو مجھے اس سے تسلی دے دو' مگر اس کا خمیازہ میرے پیچھے ہو اور میں ایسے امر میں پڑ جاؤں کہ بغیر اس سے رہائی کے نجات نہ ملے۔ پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اس کے ذمہ دار ہو جاؤ' وہ ذمہ دار ہو گئے' عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک دفن نہیں کیے گئے جب تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے متعلق اہل شوریٰ اور متعدد انصار کو اپنے اوپر گواہ نہ بنا لیا' تدفین کو ایک جمعہ بھی نہ گزرا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس مال لے آئے اور انہوں نے ادائے مال کی سبکدوشی پر گواہوں کو حاضر کیا۔

تجہیز و تکفین کے متعلق ہدایات:

یحییٰ بن ابی راشد النصری سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو تو مجھے جھکا کے اپنے دونوں گھٹنے میری پشت میں لگا دینا اپنا داہنا ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ٹھوڑی پر رکھنا' روح قبض کر لی جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا کفن اوسط درجے کا دینا' اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہو گی تو وہ مجھے اس سے اچھا (لباس) بدل دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوں گا تو وہ مجھ سے چھین لے گا' اور چھیننے میں تیزی کرے گا۔ قبر بھی معمولی ہو' اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اس میں بقدر میری نظر پھیلنے کی وسعت کر دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوا تو وہ اسے مجھ پر اتنا تنگ کر دے گا کہ میری پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں گی' میرے ساتھ ہرگز کسی عورت کو نہ لے جانا' نہ میری ایسی تعریف بیان کرنا جو مجھ میں نہیں ہے کیونکہ اللہ مجھے زیادہ جانتا ہے' مجھے لے چلنے میں جلدی کرنا' اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو تم مجھے اس چیز کی طرف بھیجتے ہو جو میرے لیے زیادہ بہتر ہے' اور اگر اس کے سوا ہو تو تم اپنی گردن سے اس شر کو ڈال دو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایمان افروز وصیت:

لیث نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص سے روایت کی کہ موت کے وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبیداللہ کو وصیت کی کہ پیارے بیٹے! ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا عرض کی ارشاد ہو وہ کیا ہیں۔ فرمایا گرما کی شدت میں روزہ رکھنا' تلوار سے دشمنوں کا قتل کرنا' مصیبت پر صبر کرنا' سردی کے دن اچھی طرح وضو کرنا' ابر کے دن نماز میں تعجیل کرنا اور شراب خوری کو ترک کرنا۔

امارت کے غلاموں کی آزادی کا حکم:

ابی رافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعید ابن زید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم لوگ جان لو کہ میں نے خلیفہ نہیں بنایا اور عرب کے وہ قیدی جو اللہ کے مال میں ہیں ان میں سے جو میرے بعد زندہ رہے وہ

آزاد ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت یہ وصیت کی کہ امارت کے غلاموں میں سے جو نماز پڑھتا ہے وہ آزاد کر دیا جائے' اور اگر میرے بعد والی یہ چاہے کہ تم لوگ اس کی دو سال تک خدمت کرو تو یہ اس کا حق ہے۔

عمال کو ایک سال تک برقرار رکھنے کی وصیت:

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کے عمال ایک سال تک برقرار رکھے جائیں' عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک سال برقرار رکھا۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی صفائی:

عامر بن سعد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم لوگ سعد کو والی بناؤ تو یہی مقصود ہے ورنہ والی انہیں اپنا مشیر بنالے' میں نے انہیں ناراضی کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور تقویٰ:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کہ ان کا سر ان کے آغوش میں تھا' فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو' عرض کی' آپ کو اس سے کیا کہ وہ زمین پر ہو یا میری آغوش میں' فرمایا: زمین پر رکھ دو پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا' کاش میں یہ تنکا ہوتا' کاش میں نہ پیدا کیا جاتا' کاش میری ماں مجھے نہ جنتی' کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا' کاش میں نسیاً منسیا ہوتا (یعنی بالکل مٹ جاتا)۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری کلمات:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات کا وقت تم سب کے آخر میں ہے' میں اس حالت میں ان کے پاس گیا کہ سر ان کے فرزند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی آغوش میں تھا۔ ان سے فرمایا کہ میرا رخسار زمین پر رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ میری ران اور زمین تو بالکل یکساں ہیں' فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو' دوسری یا تیسری مرتبہ (یہ بھی فرمایا کہ) تمہاری ماں نہ رہے' پھر اپنے دونوں پاؤں ملائے میں نے انہیں کہتے سنا کہ میری اور میری ماں کی خرابی ہے' اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی' یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔

عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری کلمہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں تک کہ قضا کر گئے یہ تھا کہ ''اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے''۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش میں ہرگز کچھ نہ ہوتا' کاش میں نسیاً منسیا ہوتا انہوں نے تنکے یا لکڑی کے مثل کوئی چیز اپنی چادر میں سے لی اور فرمایا کہ کاش میں اس کے مثل ہوتا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا تو فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو۔ اگر میری مغفرت نہ ہوئی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو کعب روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دروازے پر آئے کہ واللہ اگر امیر المومنین اللہ پر قسم کھالیں کہ وہ انہیں مہلت دے دے تو ضرور انہیں مہلت دے دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور کہا یا امیر المومنین یہ کعب ہیں جو یہ کہتے ہیں' فرمایا تب تو واللہ میں اس سے نہیں مانگوں گا' پھر فرمایا: اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گفتگو:

مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ان کے پاس حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر اور امیر المومنین کہہ کے پکارا تو آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ عبداللہ مجھے بٹھادو' میں جو سنتا ہوں اس پر مجھے صبر نہیں ہے' عبداللہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگالیا۔ آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں اپنے اس حق کی وجہ سے جو تم پر ہے تمہیں آج کے بعد رو رو کے میری خوبیاں بیان کرنے سے منع کرتا ہوں تمہاری آنکھ پر مجھے قابو نہیں ہے' جس میت کی وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو اس میں نہیں ہیں تو ملائکہ اسے لکھ لیتے ہیں۔

گریہ وزاری کی مذمت وممانعت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب خنجر مارا گیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا قدرے بلند آواز سے روئیں۔ فرمایا اے حفصہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔ صہیب بھی بلند آواز سے روئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو انہیں اٹھا کر اندر لے گئے۔ صہیب نے کہا ہائے برادر! فرمایا تم پر افسوس ہے' اے صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جس وقت خنجر مارا گیا تو ان کے پاس شربت لایا گیا جو (پیتے ہی) زخم سے نکل آیا۔ صہیب نے کہا' ہائے عمر رضی اللہ عنہ! ہائے برادر! آپ کے بعد ہمارا کون ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو' برادرم تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو صہیب بلند آواز سے روتے ہوئے سامنے آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا (مجھ پر روتے ہو) انہوں نے کہا' ہاں' فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہ (کفار) وہ ہیں جن کے مردوں پر ان کے زندوں کو رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔ ابن

عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیزوں اور گھر والوں کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تین دن تک انہی کپڑوں میں نماز پڑھی جن میں وہ زخمی کیے گئے تھے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرۂ نبوی میں تدفین:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ اجازت دیجئے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں' انہوں نے کہا' واللہ! ہاں راوی نے کہا کہ (عمرؓ کے بعد) جب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص ان سے پوچھتا تھا تو وہ کہتی تھیں نہیں' واللہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانوں گی۔

مالک بن انسؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی انہوں نے ان کے لیے اپنی کوٹھری میں دفن ہونے کی اجازت دے دی' وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو ان سے پھر اجازت لے لینا' اگر وہ اجازت دے دیں (تو خیر) ورنہ انہیں چھوڑ دینا (یعنی اصرار نہ کرنا) کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں انہوں نے میرے غلبے کی وجہ سے اجازت نہ دے دی ہو۔ ان کا انتقال ہوگیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کو اجازت دی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے لڑکے ام المومنینؓ کے پاس جاؤ' کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اجازت ہو تو اپنے دونوں بھائیوں کے پاس دفن کیا جائے' پھر میرے پاس آؤ اور خبر دو کہ ام المومنینؓ نے کیا فرمایا' ام المومنین نے کہلا بھیجا ہاں میں نے آپ کو اجازت دے دی' عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھیج کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں اپنے لیے قبر کھدوائی' ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا پیارے بیٹے' میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر ان سے اجازت مانگی تھی کہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں' انہوں نے اجازت دے دی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے غلبے کی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو' اس لیے جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا' کفن دینا اور لے جا کے عائشہؓ کے دروازے پر کھڑا کرنا' کہنا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو اجازت چاہتے ہیں' اگر وہ اجازت دیں تو مجھے میرے صاحبوں کے ساتھ دفن کرنا' ورنہ بقیع میں دفن کر دینا' جب میرے والد کا انتقال ہوگیا تو ہم نے انہیں اٹھایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر ٹھہرایا' اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ اندر آؤ۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر اس امر کی اجازت چاہی کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کیا جائے تو انہوں نے اجازت دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوٹھری تنگ ہے' لاٹھی لاؤ' وہ لائی گئی تو انہوں نے اس کے طول کا اندازہ کیا اور فرمایا اس مقدار کے مطابق قبر کھودو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تدفین عمر رضی اللہ عنہ کے بعد معمول:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں (حجرۂ مبارک میں) ہمیشہ اپنا دوپٹہ اتار دیتی تھی اور گھر میں شب خوابی کے معمولی کپڑوں میں رہتی تھی' جب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس میں دفن کیے گئے میں برابر اپنے کپڑوں میں (بے پردگی سے) پرہیز کرتی رہی' پھر میرے اور قبور کے درمیان دیوار بنا دی گئی' بعد کو میں معمولی کپڑوں میں رہنے لگی۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکروعمر رضی اللہ عنہما کی قبر کی شکل بیان کی۔ یہ قبریں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کوٹھری میں ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے ایک گھنٹے قبل ابوطلحہ انصاری کو بلا بھیجا اور فرمایا: ابوطلحہ! تم اپنی قوم کے پچاس انصار کے ہمراہ اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہو جاؤ‘ میں خیال کرتا ہوں وہ اپنے میں سے کسی ایک کے گھر میں جمع ہوں گے‘ تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس دروازے پر کھڑا ہو جانا اور کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا‘ تم انہیں بھی نہ چھوڑنا تا آنکہ تیسرا دن گزر جائے اور وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں‘ اے اللہ تو ہی ان پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے پھر وہ اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ان لوگوں نے اپنا معاملہ ابن عوف کے سپرد کر دیا کہ وہ انہی میں سے کسی کو منتخب کر لیں‘ تو ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے ابن عوف کے دروازے پر رہنے لگے‘ یہاں تک کہ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چارشنبے کو زخمی کیے گئے اور پنجشنبے کو ان کی وفات ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت:

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ۲۶/ذی الحجہ ۲۳ھ یوم چارشنبہ کو خنجر مارا گیا اور یکم محرم ۲۴ھ کی صبح کو یک شنبے کے دن دفن کیے گئے‘ ان کی خلافت دس سال پانچ مہینے اور اکیس روز رہی۔ ہجرت سے عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک بائیس سال نو مہینے اور تیرہ دن کا زمانہ گزرا۔ ۳/محرم یوم دوشنبہ کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ میں نے یہ روایت عثمان ابن محمد اخنسی سے بیان کی تو انہوں نے کہا سوائے اس کے میں نہیں سمجھتا کہ تم سے غفلت ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۶/ذی الحجہ کو ہوئی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے ۲۹/ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی۔ انہوں نے اپنی خلافت محرم ۲۴ھ سے شروع کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر کے متعلق مختلف اقوال:

حریر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ تریسٹھ سال کے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک مدینے میں مشہور نہیں ہے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ ساٹھ سال کے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال سے زیادہ ثابت ہے‘ حالانکہ اس کے سوا بھی روایت کی گئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ پچاس سال سے زائد کے تھے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ پچپن سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے ثابت بن عبداللہ سے بھی اسی کے مثل روایت معلوم ہوئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اور ان پر نماز پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو غسل وکفن دیا گیا اور حنوط (عطر میت) لگایا گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو غسل وکفن دیا گیا' حنوط لگایا گیا اور نماز پڑھی گئی' حالانکہ وہ شہید تھے۔ عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں مشک سے غسل نہ دیں یا مشک ان کے قریب نہ کریں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو پانی اور بیری سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا' وکیع نے کہا کہ دو چادریں سحولی (سوتی) تھیں اور محمد بن عبداللہ الاسدی نے کہا کہ دو چادریں صحاری تھیں اور ایک کرتہ تھا جس کو وہ پہنتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کرتے اور ایک حلے (چادر و تہبند) میں کفن دیا گیا۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے حنوط (عطر میت) میں مشک نہ ہو۔ فضیل بن عمرو سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے نہ کوئی عورت ہو اور نہ مشک کا حنوط لگایا جائے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی:

ابن عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو رکھ دیا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو علی وعثمان رضی اللہ عنہما دونوں اس طرح آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے اولاد عبد مناف تم دونوں قریب آ ہی گئے' دونوں نے اسے سن لیا۔ ان میں سے ہر ایک نے صہیب سے کہا کہ اے ابو یحییٰ اٹھو اور ان پر نماز پڑھو۔ صہیب نے ان پر نماز پڑھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے غور کیا' صہیب رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے انہیں فرض نمازیں پڑھاتے تھے لوگوں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو آگے کیا۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ اگر میں اٹھا لیا جاؤں تو تین دن تک صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں' تم لوگ اپنے معاملے پر اتفاق کر لو اور اپنے میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو جنازہ رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے۔ علی وعثمان رضی اللہ عنہما آئے کہ دونوں میں سے کوئی ان پر نماز پڑھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ صرف امارت کی حرص ہے' تم دونوں کو معلوم ہے کہ یہ تمہارے سپرد نہیں ہے اور اس کے متعلق تمہارے سوا کسی اور کو حکم دیا گیا ہے' صہیب رضی اللہ عنہ آگے بڑھو اور نماز پڑھو' صہیب آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (دوسرے طریق سے) مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر کس نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا صہیب رضی اللہ عنہ نے پوچھا انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں؟ انہوں نے کہا چار۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ صہیبؓ نے عمرؓ پر چار تکبیریں کہیں۔ صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید ابن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما گزرے' انہوں نے کہا کہ عمرؓ پر کہاں نماز پڑھی گئی' جواب دیا کہ قبر ومنبر کے درمیان۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

جابر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اترے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں دفن کیا گیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور عمر رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کولہوں کے پاس۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب دیوار ان حضرات سے گر گئی تو اس کی تعمیر شروع کی گئی' ایک قدم ظاہر ہوا' جس سے لوگ گھبرا گئے' گمان ہوا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے' کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اسے جانتا' یہاں تک کہ عروہ نے کہا کہ واللہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے' یہ عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جس روز عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ام ایمن نے کہا کہ آج اسلام کمزور ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی:

طارق بن شہاب نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کسی اور کے یقین کے مثل تھی۔ عبدالرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ جس روز عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اسلام پشت پھیرنے لگا' جیسے کوئی آدمی زمین بے آب ودانہ میں ہو' اس کے پاس کوئی آنے والا آئے اور کہے کہ آج اسلام سے نہایت تیز بھاگنے کی احتیاط اختیار کر۔

سالم مرادی سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ لینے کے بعد عبداللہ بن سلام آئے اور کہا واللہ اگر تم لوگ ان پر نماز پڑھنے میں بڑھ گئے تو ان پر ثنا (مدح) کرنے میں تم لوگ مجھ سے آگے نہ بڑھو گے' تخت کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ کیسے اچھے اسلام کے بھائی ہیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہما تم حق میں سخی تھے' اور باطل میں بخیل' خوشی کے وقت خوش ہوتے' غضب کے وقت غضب ناک' تم پاک نظر تھے' عالی ظرف تھے' نہ مدح کرنے والے تھے نہ غیبت کرنے والے۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

شانِ عمر رضی اللہ عنہ بزبان علی رضی اللہ عنہ:

جابر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کے لیے اچھی بات

کہی' پھر فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے اللہ سے اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ ملنا اس سے زیادہ پسند ہو جتنا تمہارے درمیان چادر سے ڈھکے ہوئے انسان کے نامۂ اعمال کے ساتھ (یعنی ان کا نامۂ اعمال اتنا اچھا ہے کہ میں ان کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے نامۂ اعمال کو اتنا پسند نہیں کرتا)۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو فرمایا' آپ پر اللہ رحمت بھیجے' کوئی شخص مجھے تمہارے درمیان اس ڈھکے ہوئے آدمی سے زیادہ پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب غسل وکفن دے دیا گیا اور تابوت میں رکھ دیا گیا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر ثنا کی اور کہا' واللہ مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے انسان سے زیادہ روئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ روئے زمین پر مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' اور فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ میں اس کے مثل نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔ ابی جعفر نے علی رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس' جن کی وفات ہو چکی تھی آئے' وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' فرمایا اللہ آپ پر رحمت کرے' واللہ زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے آپ کے نامۂ اعمال سے زیادہ اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا پسند ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو غسل وکفن دے دیا گیا اور انہیں تابوت پر رکھ دیا گیا تو ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: واللہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' ان پر چادر ڈھانک دی گئی تھی' علی رضی اللہ عنہ اندر آئے' انہوں نے ان کے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا: اے ابو حفص اللہ آپ پر رحمت کرے' مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' مجھے سوائے اس چادر سے ڈھکے ہوئے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس کے مثل نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جہضم سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے' مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ جو کچھ اس کے اعمال نامے میں ہے میں اس کے

ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد (علی رضی اللہ عنہ) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' پھر انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین:

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور اس سے نکلتے نہ تھے' پھر جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو قلعے میں دراڑ پڑ گئی' لوگ اسلام سے نکل رہے ہیں۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن کی ایک آیت کی قرأت پوچھنے آیا انہوں نے مجھے اس کی قرأت اس اس طرح بتائی' میں نے ان کی قرأت کے خلاف کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس اس طرح قرأت بتائی تھی' وہ رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کے آنسو سنگریزوں کے درمیان دیکھے' پھر فرمایا کہ اسی طرح پڑھ جس طرح تمہیں عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی قرأت بتائی' واللہ یہ السیلحسین کے راستے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے اسلام اس میں داخل ہوتا تھا اور اس سے نکلتا نہ تھا' جب عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو قلعے میں درز پڑ گئی' اب اسلام اس سے نکلتا ہے اور داخل نہیں ہوتا۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ سنائی میں نے کوئی دن ایسا نہ دیکھا کہ کوئی ان سے زیادہ رونے والا اور غمگین ہو' پھر فرمایا کہ واللہ اگر میں جان لیتا کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی کتے سے محبت کرتے تھے تو میں بھی اس سے ضرور محبت کرتا' واللہ میں ایک خاردار درخت کو بھی اسی حالت میں سمجھتا ہوں کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے فراق کو محسوس کیا۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رونے لگے' کہا گیا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' انہوں نے کہا کہ حق اور اہل حق دور نہ ہوں' آج امر اسلام سست ہے۔

عبدالملک بن زید نے سعید بن زید سے روایت کی کہ سعید بن زید روئے تو کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ اے ابوالاعور تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' انہوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی موت نے اسلام میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک جڑ نہیں سکتا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا خراج عقیدت:

عیسیٰ بن ابی عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہے تھے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر جائیں گے تو اسلام کمزور ہو جائے گا' مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لیے وہ سب ہو جس پر آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہے اور یہ کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہوں' کسی کہنے والے نے کہا کہ کیوں' انہوں نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اگر تم لوگ باقی رہے تو

عنقریب دیکھو گے' عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کوئی والی ہوگا اور وہ لوگوں سے وہی لے گا جو عمر رضی اللہ عنہ لیا کرتے تھے تو لوگ اس میں بھی اس کی اطاعت نہ کریں گے اور اسے برداشت نہ کریں گے اور اگر وہ والی ان سے کمزور ہوگا تو اسے قتل کر دیں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے گرامی:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کون سے گھر والے ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا فراق محسوس نہ کیا ہو (اگر ایسے کوئی ہوں) تو وہ برے گھر والے ہیں۔

عمرو بن مرہ سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ تم سے بلا کو میلوںؒ سوائے ان کی موت کے کسی نے دور نہیں روکا جو ایک شخص کی گردن میں ہے جس پر اللہ نے لکھ دیا کہ وہ مر جائے یعنی عمر رضی اللہ عنہ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اعتراف عظمت:

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آج مسلمانوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا۔ ذہدم نے کہا کہ ان کے بعد لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے' اس جماعت نے حق ترک کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کے اور حق کے درمیان سخت راہ حائل ہے' اگر وہ لوگ اپنے دین کو لوٹانا بھی چاہیں تو لوٹا نہ سکیں گے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مثل آنے والے آدمی کے تھا جو نزدیکی سے بڑھتا جاتا تھا' عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو وہ مثل جانے والے شخص کے ہو گیا' کہ جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا ہے وہ گھٹتا جاتا ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام کی مثال آنے والے آدمی کی تھی جو برابر آنے میں مشغول ہو' جب وہ قتل کر دیئے گئے تو اس نے پشت پھیر لی اور وہ برابر پشت پھیرنے میں مشغول ہے۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج لوگوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا' بخدا یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ گئی' اس کے ادھر سخت راستہ حائل ہو گیا کہ نہ وہ راہ مستقیم دیکھتے ہیں اور نہ اس کا راستہ پاتے ہیں۔ عبداللہ ابن ابی ہذیل نے کہا کہ اس کے بعد وہ لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے۔

حمید الطّویل سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوطلحہ نے کہا کہ اہل عرب کا کوئی گھر خواہ وہ شہر میں ہو یا دیہات میں ایسا نہیں جس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے نقص نہ داخل ہو گیا ہو۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اثر:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب شوریٰ جمع ہوئے جب ابوطلحہ نے ان کو اور ان کے عمل کو دیکھا تو کہا کہ واللہ تم لوگوں کا اس (خلافت) میں باہم مدافعت کرنا میرے لیے زیادہ خوف ناک تھا بہ نسبت اس کے کہ تم لوگ اس میں باہم رشک کرو' واللہ مسلمانوں کا کوئی گھر والا نہیں جس کے دین اور دنیا میں عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے نقص نہ آ گیا ہو' یزید نے کہا کہ یہ بات میرے علم میں بھی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک شب کو (اس سے) سنا جسے میں انسان نہیں سمجھتی جس نے عمر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ

سنائی' وہ کہتا تھا:

جزی اللّٰہ خیراً من امیر و بارکت ۱ ید اللّٰہ فی ذاك الادیم الممزق

''خدا امیر کو جزائے خیر دے اور برکت کرے' اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں۔

فمن یمش اویرکب جناحی نعامۃٍ ۲ لیدرك ماقدمت بالا مس یسبق

جو شخص اس لیے چلے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو' کہ تم نے جو کچھ کل بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا اور تمہاری چیز اس کے آگے ہی رہے گی۔

قضیت اموراً ثم غادرت بعدھا ۳ بوائق فی اکما مھالم تفتق

تم نے تمام امور پورے کر دیئے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے ان پردوں میں ہیں جو اب تک چٹکی نہیں ہیں''۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ جن نے عمر رضی اللہ عنہ پر نوحہ کہا:

علیك سلام من امیر بارکت ۱ ید اللّٰہ فی ذاك الادیم الممزق

''اے امیر تم پر سلام ہو اور برکت کرے' اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں۔

قضیلت اموراً ثم غادرت بعدھا ۲ بوائق فی اکمامھا لم تفتق

تم نے تمام امور پورے کیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے پردوں میں ہیں اور چٹکی نہیں ہیں''۔

بروایت ایوب بجائے بوائق کے بوائج ہے جس کے معنی حوادث و مصائب ہیں:

فمن یسع اویرکب جناحی نعامۃٍ ۳ لیدرك ماقدمت بالا مس یسبق

''جو شخص اس لیے دوڑے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو' کہ کل جو تم نے آگے بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا۔

ابعد قتیل بالمدینۃ اظلمت ۴ لہ الارض تھتزا العصاہ باسوق

کیا مقتول مدینہ کے بعد بھی جس کے لیے روئے زمین تاریک ہے' درخت اپنے تنوں پر جھومتے رہیں گے''۔

عاصم الاسدی نے کہا:

فما کنت اخشی ان تکون وفاتہ ۵ بکفی سبنتی ازرق العین مطرق

''مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ ان کی وفات' نیلی آنکھ والے شب رو چیتے کے ہاتھوں سے ہوگی''۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان پر رویا گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے دلی دوست تھے' جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی

گئی تو وہ اللہ سے دعا کرنے لگے کہ وہ انہیں عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھائے' انہوں نے ان کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ میں فارغ ہوگیا' قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جاتا اگر میں اس سے اس کی رحیمی و کریمی کی حالت میں نہ ملا ہوتا۔

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے خلیل (حبیب صادق) تھے' جب ان کی وفات ہوئی تو میں ایک سال تک اللہ سے دعا کرتا رہا کہ ان کو مجھے خواب میں دکھا دے' میں نے انہیں ختم سال پر اس حالت میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین' آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہوگیا' قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جائے اگر میں اپنے رب سے رؤف و رحیم ہونے کی حالت میں نہ ملتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھا دے' میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ قریب تھا کہ میرا تخت گر پڑے' اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھا دے' خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ کیوں کر ملے' فرمایا میں رؤف و رحیم سے ملا اور اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو میرا تخت گر پڑتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھائے' میں نے انہیں ایک سال کے بعد اس حالت میں' بعالم خواب دیکھا کہ وہ اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میں دوڑ یا دوڑ کے مثل سے نکل گیا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھائے' میں نے انہیں دس سال کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے کیا کیا۔ فرمایا کہ اب تو میں فارغ ہوگیا اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو ہلاک ہو جاتا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں حج سے واپسی میں السقیا میں سویا' جب بیدار ہوا تو بیان کیا کہ واللہ میں نے ابھی عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جو آگے جا رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ام کلثوم بنت عقبہ کے ایک ٹھوکر ماری جو میری ایک جانب سو رہی تھیں انہیں بیدار کر دیا' پھر وہ پلٹ کر چلے گئے' لوگ ان کی تلاش میں گئے' میں نے اپنے کپڑے مانگے ان کو پہنا اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ انہیں ڈھونڈا' میں پہلا شخص تھا جس نے انہیں پایا۔ واللہ میں نے اس وقت تک انہیں نہ پایا جب تک کہ تھک نہ گیا' عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپ نے لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے' واللہ کوئی شخص آپ کو پا نہیں سکتا تاوقتیکہ تھک نہ جائے' واللہ میں نے بھی آپ کو نہیں پایا تاوقتیکہ تھک نہ گیا۔ فرمایا میں تو نہیں سمجھتا کہ میں نے تیزی کی ہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں عبدالرحمٰن کی جان ہے کہ بے شک یہ ان کا عمل تھا۔

عبد شمس بن مناف بن قصی کی اولاد

داماد رسولؐ خلیفہ ثالث مظلوم مدینہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

نام عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھا' ان کی والدہ اروئی بنت کریز بن ربیعہ ابن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں' اروئی کی والدہ ام حکم تھیں جن کا نام البیضا بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھا۔

زمانہ جاہلیت میں عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمرو تھی' جب اسلام کا ظہور ہوا تو رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبد اللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت رکھ لی' مسلمانوں نے انہیں ابو عبد اللہ کی کنیت سے پکارا۔ عبد اللہ چھ سال کے ہوئے تو مرغ نے ان کی آنکھوں میں چونچ ماردی جس سے وہ بیمار ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۴ھ میں انتقال کر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور ان کی قبر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اترے۔

ازواج واولاد:

عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سوائے عبد اللہ بن رقیہ کے' عبد اللہ اصغر تھے' جو لاولد فوت ہو گئے' ان کی والدہ فاختہ بنت غزوان ابن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبد عوف ابن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان تھیں۔

پانچ بچے عمرو' خالد' ابان' عمر و مریم تھے' ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ ابن لوی بن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس قبیلہ ازد میں سے تھیں۔ ولید بن عثمانؓ، سعید اور ام سعید کی والدہ بنت الولید ابن عبد شمس بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

عبد الملک بن عثمان لاولد مر گئے' ان کی والدہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔ عائشہ بنت عثمانؓ، ام ابان' ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

مریم بنت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص ابن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب میں سے تھیں۔ ام البنین بنت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ولد تھیں' یہ وہی تھیں جو عبد اللہ ابن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔

شرف صحابیت:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کے نشان قدم پر نکلے' دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' آپؐ نے دونوں پر اسلام پیش کیا' انہیں قرآن پڑھ کر سنایا' حقوق اسلام سے آگاہ کیا اور اللہ کی جانب

سے بزرگی کا وعدہ کیا تو دونوں ایمان لے آئے اور تصدیق کی۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں' ہم لوگ معان اور الزرقا کے درمیان قریب قریب سور ہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو جلدی ہوا کی طرح چلو' کیونکہ احمدؐ مکے میں آ گئے' یہاں آئے تو ہم نے آپ کو سنا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قدیم تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

قبول اسلام کی پاداش میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جبر وتشدد:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہیں ان کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے گرفتار کر لیا۔ انہیں رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے نئے دین کی طرف پھرتے ہو' واللہ میں تمہیں کبھی نہ کھولوں گا' تاوقتیکہ تم اس دین کو ترک نہ کر دو' جس پر ہو' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں اسے کبھی ترک نہ کروں گا اور نہ اس سے ہٹوں گا' جب الحکم نے اپنے دین میں ان کی سختی دیکھی تو انہیں چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ:

لوگوں نے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے' جنہوں نے مکے سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ کی' ان دونوں میں ان کے ہمراہ ان کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں لوط علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی۔

محمد بن جعفر بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ بنی النجار میں اوس بن ثابت برادر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانات عطا کیے تو اس دن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کا خط کھینچ دیا' کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو اس روز عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سامنے تھی وہ وہی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں جاتے تھے تو اس سے نکلا کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ مابین عقد مواخاۃ:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور اوس ابن ثابت ابی شداد بن اوس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' اور کہا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ابی عبادہ سعد بن عثمان الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار:

عبداللہ بن مکنف بن حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا جو مریضہ تھیں۔ رقیہ رضی اللہ عنہا اسی روز انتقال کر گئیں جس روز زید ابن

حارثہ مدینے میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ اور ثواب بدر میں لگایا' وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح:

سوائے ابن ابی سبرہ کے کسی اور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح کر دیا' وہ بھی ان کے پاس انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا شرف:

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع میں مدینے پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' نیز رسول اللہ ﷺ نے غزوہ غطفان میں جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا انہیں مدینے پر خلیفہ بنایا تھا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرے تو اسے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ پورا کرے اور اچھی طرح بیان کرے' البتہ وہ ایسے شخص تھے جو حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پوشاک اور سادگی:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان کے جسم پر دو زرد چادریں تھیں اور ان کے دو کاکل تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد مولائے اسود بن سفیان سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جب وہ چاہ زوراء بنا رہے تھے ایک سفید خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان کی داڑھی بٹی ہوئی تھی۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک چوکور چادر تھی جو مہندی میں رنگی ہوئی تھی۔

طبیین کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے جسم پر منبر پر ایک قوی کرتہ دیکھا۔ احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جسم پر زرد چادر دیکھی۔

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جسم پر دو گیرو کی رنگی ہوئی چادریں دیکھیں۔ سلیم ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک یمنی چادر دیکھی جس کی قیمت سو درہم تھی۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اپنی عورتوں پر اس لباس میں وسعت کرتے تھے جس سے حفاظت کی جاتی تھی اور جس سے زینت حاصل کی جاتی تھی۔ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک سوت ریشم ملی ہوئی نقشین چادر دیکھی جس کی قیمت دو سو درہم تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میری زوجہ نائلہ کی ہے جو میں نے انہیں اوڑھائی تھی' پھر میں اسے

اوڑھ کر ان کو اس سے خوش کرتا ہوں۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن عبداللہ بن عنبسہ اور عروہ بن خالد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے اور عبدالرحمن بن ابی الزناد سے عثمان رضی اللہ عنہ کا حلیہ دریافت کیا تو میں نے ان کے درمیان اختلاف نہیں دیکھا' انہوں نے کہا کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ نہ پست قد تھے' نہ بلند و بالا خوب صورت نرم کھال والے' بڑی اور گھنی داڑھی والے' گندم گوں دست میں بڑی کری والے دونوں شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے والے' سر میں زیادہ بال والے تھے جو اپنی داڑھی کو بٹتے تھے۔ واقد بن ابی یاسر سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دانت سونے سے باندھا کرتے تھے۔

عبیداللہ بن دارہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور مرض کے پیشاب جاری ہو گیا تھا' انہوں نے اس کا علاج کیا' اس کے بعد وہ پھر جاری ہو گیا تو ہر نماز کے لیے وہ وضو کیا کرتے تھے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ مہر کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ عمر بن سعید سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اسے منگاتے تھے جو کپڑے میں لپٹا ہوتا تھا اور اسے سونگھتے تھے' ان سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر اسے کوئی شئے (تکلیف) پہنچے تو یہ ہو کہ میرے قلب میں اس کے لیے کوئی شئے یعنی محبت پڑ چکی ہو۔

اسحاق بن یحییٰ نے اپنے چچا موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو جمعے کے دن اس طرح نکلتے دیکھا کہ ان کے جسم پر دو زرد چادریں ہوتیں' وہ منبر پر بیٹھتے' مؤذن اذان دیتا' وہ لوگوں سے باتیں کر کے ان سے بازار کے نرخ' آنے والے مہمان اور مریضوں کو دریافت کرتے' جب مؤذن خاموش ہو جاتا تو وہ اپنی ٹیڑھی موٹھ کے عصاء پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے' وہ اسی حالت میں خطبہ پڑھتے کہ عصاء ان کے ہاتھ میں ہوتا' پھر وہ بیٹھ جاتے اور لوگوں سے باتیں شروع کرتے' ان سے پہلی مرتبہ کی طرح سوالات کرتے' پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور منبر سے اتر آتے اور مؤذن اقامت کہتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے باتیں کر کے ان سے پوچھتے اور ان سے نرخ اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ خشک کرتے تھے۔ بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بارش میں نہایا کرتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب غسل کرتے تھے تو میں ان کے کپڑے ان کے پاس لاتی تھی' وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میری طرف مت دیکھو' کیونکہ تمہارے لیے میری طرف دیکھنا حلال نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ میں ان کی بیوی کی باندی تھی۔ بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ سفید داڑھی والے تھے۔

عبداللہ الرومی سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ رات کے وضو کے پانی کا خود انتظام کرتے تھے' ان سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپ کو کفایت کریں' انہوں نے کہا "نہیں' رات ان کے لیے بھی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں"۔

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ حیا دار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

محمد سے مروی ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ مناسک (مسائل حج) کا علم رکھنے والے عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: "هل يستوى هوو من يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم" (کیا وہ شخص (جو ظلم کرتا ہے) اور وہ شخص جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے برابر ہے؟ وہ (جو عادل ہے) راہِ راست پر ہے) میں مروی ہے کہ اس عادل سے مراد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں مسجد میں سوتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ عبیداللہ بن زرارہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جاہلیت اور اسلام میں تاجر آدمی تھے' وہ اپنا مال شرکت (مضاربت) پر دے دیا کرتے تھے۔

علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنا مال انہیں نصف نفع کی شرکت پر دے دیتے تھے۔

مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفۃ المسلمین کے لیے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزد کردہ کمیٹی کی رکنیت:

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے' جب وہ تندرست تھے' یہ درخواست کی جاتی کہ وہ خلیفہ بنا دیں' وہ انکار کرتے' ایک روز وہ منبر پر چڑھے اور چند باتیں کہیں کہ اگر میں مر جاؤں تو تمہاری حکومت ان چھ آدمیوں کے سپرد ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ ان سے راضی تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے نظیر (ومثل) زبیر بن العوام' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما اور ان کے نظیر (ومثل) عثمان بن عفان' طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما اور ان کے نظیر (ومثل) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ۔ البتہ میں فیصلہ کرنے میں اللہ سے خوف رکھنے اور تقسیم وعطا میں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب شوریٰ (مشیروں) سے کہا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو اگر دو اور دو ہوں شوریٰ میں رجوع کرو' اور اگر چار اور دو ہوں تو صنف اکثر کو اختیار کرو۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی صنف کو اختیار کرو اور ان کی بات سنو اور مانو۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی کیے گئے تو انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ تم لوگوں کو صہیب

نماز پڑھائیں اور اپنے معاملے میں مشورہ کرو اور حکومت ان چھ کے سپرد ہے' جو شخص تمہارے حکم میں تردد کرے یعنی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن ماردو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپنی وفات سے ذرا دیر پہلے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تم اپنی قوم انصار کے ان پچاس آدمیوں میں ہو جاؤ جو اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہیں' تم انہیں اتنا نہ چھوڑنا کہ تیسرا دن گزر جائے (یعنی تین دن کے اندر تم ان کے ساتھ ضرور شریک ہو جانا) یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں' اے اللہ ان پر تو میرا خلیفہ ہے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق:

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت پہنچے' وہ برابر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہے' جب انہوں نے اپنی حکومت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی کہ وہ ان میں سے کسی کا انتخاب کریں تو ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پابندی سے رہے' یہاں تک کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی وہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہیں' پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

عمرو بن عمیرۃ بن ہنی مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے لوگوں میں سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی' پھر پے در پے لوگ آئے اور انہوں نے بیعت کی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی' تو وہ نکل کے لوگوں کے پاس آئے اور خطبہ سنایا' پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا: لوگو! سواری کا پہلا موقع سخت ہوتا ہے آج کے بعد اور دن ہوں گے' اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سامنے خطبہ اپنی صورت پر آئے گا' ہم خطیب تو نہیں ہیں مگر اللہ ہمیں تعلیم دے گا۔

عبداللہ بن سنان الاسدی سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے سب سے برتر صاحب نصیب سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اسے خلیفہ بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے اس سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ میں اس مسجد میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا' انہوں نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا جس میں یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس شخص کو امیر بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے' اور ہم نے خطا نہیں کی۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آٹھ دن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینے سے

کوفے گئے' انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا' امابعد! امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی' ہم نے اس دن سے زیادہ رونے کی آوازیں کسی دن نہیں سنیں' ہم اصحاب محمدؐ نے اتفاق کرلیا۔ ہم نے اپنے سب سے بہتر اور ذی رتبہ شخص سے کوتاہی نہیں کی' ہم لوگوں نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی' تم بھی ان سے بیعت کرو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ۲۹ رذی الحجہ ۲۳ھ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی' وہ محرم ۲۴ھ کو اپنی خلافت کے لیے متوجہ ہوئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی سال (۲۴ھ) حج پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ ۲۴ھ میں انہوں نے لوگوں کو حج کرایا' پھر اپنے پورے زمانہ خلافت میں عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پے در پے حج کرایا' سوائے اس سال کے کہ جس میں ان کا محاصرہ کیا گیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لوگوں کے حج پر روانہ کیا اور وہ ۳۵ھ تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سال کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے اور جو ۳۵ھ تھا' انہوں نے ان کو حج پر عامل بنایا' وہ گئے اور انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو بارہ سال بحیثیت خلیفہ زندہ رہے۔ چھ سال اس طرح کام کرتے رہے کہ لوگوں نے ان کی کوئی بات ناپسند نہ کی' وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے زیادہ قریش کے محبوب تھے' اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ ان پر بہت سخت تھے' جب عثمان رضی اللہ عنہ ان کے والی ہوئے تو انہوں نے ان کے لیے نرمی کی' اور انہیں صلہ وانعام دیا۔

پھر انہوں نے ان کے امور میں تبدیلی کی اور آخری چھ سال میں اپنے قرابت داروں اور گھر والوں کو عامل بنایا۔ مروان کے لیے مصر کا خمس تحریر کردیا۔ اپنے قرابت داروں کو مال دے دیا۔ اور اس صلے کے بارے میں انہوں نے تاویل یہ کی کہ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے۔

انہوں نے اموال لے لیے' بیت المال سے قرض لے لیا اور کہا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تھا جو ان کے لیے تھیں' میں نے انہیں لے لیا اور اپنے قرابت داروں میں تقسیم کردیا' لوگوں نے اس پر آپ کے ساتھ بدگمانی کی۔

ام بکر بنت المسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: لوگو! ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس مال میں اپنی اور اپنے قرابت داروں کی حاجت کا اندازہ کرتے تھے' میں اس میں اپنے صلہ رحم کا اندازہ کرتا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اہل مصر جب عثمان رضی اللہ عنہ کے ارادے سے آئے اور ذی خشب میں اترے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ' انہیں میرے پاس سے واپس کردو' ان کی پسندیدہ بات کا وعدہ کرلو' آگاہ کردو کہ مجھے ان کے مطالبات منظور ہیں اور جن امور کی بابت انہیں اعتراض ہے میں فلاں سے واپس لینے والا ہوں۔

محمد بن مسلمہ سوار ہو کے ان لوگوں کے پاس ذی خشب کو گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے ہمراہ انصار میں سے پچاس سوار

روانہ کیے جن میں میں بھی تھا۔ مصریوں کے سرگروہ چار تھے۔ عبدالرحمٰن ابن عدیس البلوی سودان بن حمران المرادی ابن البیاع اور عمرو ابن الحمق الخزاعی عمرو کا نام اس قدر غالب تھا کہ لشکر اسی سے منسوب ہوگیا۔

محمد بن مسلمہ ان لوگوں کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین یہ بات کہتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں انہیں ان کے قول کی خبر دی اور برابر انہیں کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

جب وہ لوگ البویب میں تھے تو وہاں ایک اونٹ دیکھا جس پر صدقے کی علامت تھی انہوں نے اسے پکڑ لیا اس پر عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا اس کا سامان لے لیا تفتیش کی تو اس سامان میں سے ایک سیسے کا بانس ملا جو مشکیزے کے اندر پانی میں تھا۔ اس میں عبداللہ بن سعد کے نام ایک فرمان تھا کہ جن لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابتداء کی ان میں سے فلاں کے ساتھ یہ کرو اور فلاں کے ساتھ یہ کرو۔ وہ قوم دوبارہ واپس آ گئی اور ذی خشب میں اتری عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور انہیں میرے پاس سے واپس کرو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں نہ کروں گا وہ لوگ آئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا کہ انہوں نے کوئی فرمان لکھا یا اس قاصد کو روانہ کیا اور کہا کہ یہ بغیر میرے علم کے کیا گیا ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ ذی خشب کے لشکر میں جو بھیجا گیا تھا میں بھی تھا لوگوں نے ہم سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو اور جن لوگوں سے پوچھو ان سب کے آخر میں علی رضی اللہ عنہ ہوں (یعنی علی رضی اللہ عنہ سے سب کے بعد پوچھو) کہ آیا ہم لوگ مدینے میں محاصرے کے لیے آئیں؟ ہم نے اصحاب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ سوائے علی رضی اللہ عنہ کے سب کے پاس جاؤ۔ جنہوں نے کہا کہ میں تم کو حکم نہیں دیتا پھر اگر تم نے انکار کیا تو انڈے ہیں جو بچے نکالیں گے (یعنی کامیابی یقینی ہے)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مستعفی ہونے کا مطلب:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے اس حالت میں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب وہ مکان میں محصور تھے کہ مغیرہ بن الاخنس کے مشورے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے عرض کی انہوں نے آپ کو کس بات کا مشورہ دیا فرمایا: یہ قوم میری معزولی چاہتی ہے اگر میں مستعفی ہو گیا تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے اور اگر میں مستعفی نہ ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے۔

عرض کی: کیا آپ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر آپ مستعفی ہو جائیں گے تو ہمیشہ کے لیے دنیا میں چھوڑ دیے جائیں گے فرمایا: نہیں عبداللہ نے پوچھا تو کیا وہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک ہیں انہوں نے کہا نہیں پھر پوچھا آپ نے یہ بھی غور کیا کہ اگر آپ مستعفی نہ ہوں گے تو وہ لوگ آپ کے قتل سے زیادہ کچھ کر سکیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

عرض کی پھر تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں یہ سنت رائج کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر سے ناراض ہو تو وہ اس کو معزول کر دے آپ اس کرتے کو نہ اتاریے جو آپ کو اللہ نے پہنایا۔

ام یوسف بن مالک نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ لوگ اس حالت میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے کہ وہ محصور تھے

اور کہتے کہ لباس خلافت اتار دیجئے' وہ کہتے کہ میں اس کرتے کو نہ اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنایا' البتہ اس چیز سے باز رہوں گا جسے تم لوگ ناپسند کرتے ہو۔

خلافت سے دستبردار ہونے کی وجہ:

عبدالرحمٰن بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تمہیں ایک روز ایک کرتہ پہنائے گا' اگر منافقین تم سے اسے اتروانا چاہیں تو تم اسے کسی ظالم کے لیے نہ اتارنا۔

ابوسہلہ' مولائے عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ بعض اصحاب میرے پاس ہوتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا دوں' آپ خاموش ہو گئے' میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے' عرض کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کو بلا دوں' آپ خاموش رہے' جس سے میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے' عرض کی کیا علی رضی اللہ عنہ کو بلا دوں' پھر آپ نے سکوت فرمایا' میں سمجھ گئی تو آپ انہیں نہیں چاہتے۔ عرض کی' ابن عفان کو بلا دوں فرمایا ہاں۔

جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ۔ عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے کچھ فرما رہے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

قیس نے کہا مجھے ابوسہلہ نے خبر دی کہ جب یوم الدار (یعنی مکان کے اندر عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کا دن) ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے' میں اسی پر صابر ہوں۔ ابوسہلہ نے کہا کہ پھر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یہی دن تھا (جس کا ان سے عہد لیا گیا تھا)۔

ابی امامہ بن سہل سے مروی ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب وہ مکان میں محصور تھے' ہم لوگ ایسے مقام میں داخل ہوتے تھے کہ وہاں سے ان لوگوں کا کلام' جو محل میں تھے بخوبی سنائی دیتا تھا ایک روز کسی ضرورت سے عثمان رضی اللہ عنہ وہاں داخل ہوئے' باہر آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا' فرمایا یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔

ہم نے کہا' امیر المومنین' ان کے مقابلے میں اللہ آپ کو کافی ہے۔ فرمایا' وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں' وہ شخص جو ایمان کے بعد کفر کرے' یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو بغیر جان کے عوض قتل کرے' واللہ نہ میں نے کبھی جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں' جب سے مجھے اللہ نے ہدایت دی میں نے یہ آرزو بھی نہیں کی کہ میرے لیے میرے دین کا بدل ہے' نہ میں نے کسی کو قتل کیا' پھر کس معاملے میں یہ لوگ مجھے قتل کرتے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں سے خطاب:

مجاہدؒ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے آئے جنہوں نے ان کا محاصرہ کیا تھا اور فرمایا اے قوم! مجھے قتل نہ کرو' کیونکہ میں والی ہوں' بھائی ہوں اور مسلمان ہوں' واللہ میں نے اپنے امکان بھر سوائے اصلاح کے کچھ نہ چاہا' خواہ مجھ سے خطا ہوئی یا صواب' تم لوگ اگر مجھے قتل کرو گے تو نہ تم کبھی متفق ہو کے نماز پڑھو گے نہ کبھی متفق ہو کے جہاد کرو گے' اور نہ تمہارا مال غنیمت

تمہارے درمیان تقسیم ہوگا۔

جب ان لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ' کیا تم لوگوں نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت جس بات کی دعا کی تھی (یہی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ) وہ دعا اس طرح نہیں کی تھی کہ تم سب ایک حال میں متفق تھے۔ تم میں سے کوئی جدا نہ تھا' تم سب امیر المومنین کے دین اور حق والے تھے؟ پھر کیا تم اب یہ کہتے ہو کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول نہیں کی' یا یہ کہ دین اللہ کے نزدیک ذلیل ہو گیا' یا یہ کہ اس خلافت کو میں نے تلوار اور غلبے سے لے لیا اور اسے میں نے مسلمانوں کے مشورے سے نہیں لیا' یا یہ کہ اللہ شروع میں میری حالت کو نہ سمجھا جواب سمجھ گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باغیوں کے لئے بددعا:

سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ ان کے عدد کا شمار کر لے۔ ان سب کو متفرق کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔

اللہ نے ان میں سے جن کو اس فتنے میں قتل کیا' کیا یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا' جس نے تین دن تک ان لوگوں کی مداہنت و نفاق کی وجہ سے مدینے میں اس طرح بداعمالی کی کہ جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقد مواخاۃ:

ابن لبیبہ سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب محصور ہو گئے تو وہ تہ خانے کی ایک کوٹھری سے ان لوگوں کے سامنے آئے اور پوچھا کیا تم میں طلحہ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ فرمایا: طلحہ' میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' تو آپ نے خود اپنے اور میرے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ طلحہ نے کہا کہ "یا اللہ ہاں"۔ پھر طلحہ سے اس بارے میں اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے مجھے قسم دی' اور یہ ایک ایسا امر تھا جس کو میں نے دیکھا تھا' تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی کوشش:

ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب مکان میں محصور تھے تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا' انہوں نے ان کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو منافقین لپٹ گئے اور انہیں روکا۔ علی رضی اللہ عنہ نے سیاہ عمامہ جو سر پر تھا اس کے پیچ کھول ڈالے اور کہا کہ اس سے' یا کہا کہ اے اللہ میں ان کے قتل سے خوش نہیں ہوں' اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔

ابو فزارالعبسی سے مروی ہے کہ عثمان نے جب وہ مکان میں محصور تھے' علی رضی اللہ عنہ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ۔ علی رضی اللہ عنہ چلنے کے لیے کھڑے ہوئے کہ گھر کے کچھ لوگ بھی ہمراہ ہو لیے اور روک کے عرض کی کہ سامنے کے انبوہ کو نہیں دیکھتے' عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنا ممکن کیسے ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا جس کو سر سے اتار کے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ انہیں اس واقعے کی خبر دے دو جو تم نے دیکھا مسجد سے نکل کے علی رضی اللہ عنہ مدینے کے بازار میں احجار الزیت تک پہنچے تھے کہ ان کے پاس قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر آ گئی' انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں ان کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے

انہیں قتل کیا ہو یا ان کے قتل میں مددی ہو۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مکان میں محاصرہ کرلیا گیا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ دریافت کرواور دیکھو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان میں سے بعض کو کہتے سنا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہو گیا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو کہا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں' سوائے اس شخص کے جو اپنے ایمان کے بعد کفر کرے' یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے' یا کسی کا ناحق قتل کرے اور اس کے بدلے قتل کیا جائے۔ راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا یا کسی اور نے کہا کہ یا اس کا خون حلال ہے جو زمین میں فساد کی سعی کرے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا ارادہ کیا تو وہ ان کے سامنے آئے' اور کہا کہ تم لوگ مجھے کس بات پر قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی شخص کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کہ جو شخص اپنے اسلام کے بعد کفر کرے' تو وہ قتل کیا جائے گا' اور جو شخص احصان (شادی) کے بعد زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور جو شخص کسی آدمی کو ناحق عمداً قتل کرے تو وہ قتل کیا جائے گا۔

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے عثمان رضی اللہ عنہ سے جو منبر پر تھے' کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ آپ نے اس امت کے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے۔ لہٰذا آپ بھی توبہ کیجئے اور وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ قبلے کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں' اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے' اور وہی ہم نے آپ کے ساتھ کیا' لہٰذا آپ توبہ کیجئے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اگر تم کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو ان میں ڈال دو۔

مدینۃ الرسول میں خونریزی سے گریز:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ زید بن ثابت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لیے آپ کی مدد کریں۔ مگر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خوں ریزی نہیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ شخص ہے جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین! نیکی یا تیغ زنی فرمایا: اے ابو ہریرہؓ! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کر دو' انہوں نے کہا نہیں فرمایا: واللہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا گیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خوں ریزی نہیں کی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ان سے جنگ کیجئے' کیونکہ اللہ نے آپ کے لیے ان کا خون حلال کر دیا۔ انہوں نے کہا نہیں' واللہ میں ان سے کبھی جنگ نہ کروں گا' پھر لوگ ان کے پاس گھس آئے' حالانکہ وہ روزے سے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فرماں برداری کرے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: یا امیر المومنین! آپ کے ساتھ مکان میں ایسی جماعت ہے جس کی اللہ کی مدد سے تائید کی گئی ہے اور جو ان لوگوں سے کم ہے۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان سے جنگ کروں۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی آدمی نے' یا فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ کسی نے جو میرے بارے میں کسی کا خون بہایا ہو' یا فرمایا میرے بارے میں خون بہایا ہو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ اس روز مکان میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے' اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور ان لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے' ان لوگوں میں سے جو مکان میں تھے ابن عمر' حسن بن علی' اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

باغیوں کو تنبیہ و ترہیب:

ابولیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب کہ وہ محصور تھے' وہ ایک کھڑکی سے سر نکال کے کہہ رہے تھے کہ لوگو مجھے قتل نہ کرو اور مجھ سے معافی چاہو' واللہ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو نہ کبھی سب مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب مل کے دشمن سے جہاد کرو گے' ضرور ضرور آپس میں اختلاف کرو گے اور اس طرح ہو جاؤ گے' انہوں نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کے خوں ریزی کرو گے۔

پھر فرمایا: اے میری قوم! میرا اختلاف تمہیں ارتکاب جرم پر آمادہ نہ کرے' ایسا نہ ہو کہ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آئی اور قوم لوط کا زمانہ بھی کچھ تم سے دور نہیں ہے (یعنی تم ان سب کا اپنے فرماں روا اور ہادی کی نافرمانی کا نتیجہ اور عذاب دیکھ چکے ہو) انہوں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے' انہوں نے کہا: بس بس اتمام حجت کے لیے یہ بہت کافی ہے۔

ابی جعفر القاری' مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا چھ سو تھے ان کے رئیس عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی' کنانہ بن بشر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے' کوفے کے دو سو باغی مالک اشتر النخعی کے ماتحت تھے' اور جو بصرے سے آئے وہ سو آدمی تھے' ان کا سردار حکیم بن جبلۃ العبدی تھا' شر میں وہ سب دست واحد تھے کمینہ لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے' ان کے عہد و پیمان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہیں کی تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فتنہ خونریزی کو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ ان کے قتل تک نہ پہنچے گا۔ پھر انہوں نے ان کے معاملے میں جو کچھ کیا اس پر نادم ہوئے' میری جان کی قسم! اگر

صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھتے یا ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر باغیوں کے منہ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلت کے ساتھ واپس ہو جاتے۔

ابی عون مولائے مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ مصری اس وقت تک آپ کے خون اور قتل سے رکے رہے جب تک کہ کوفیوں' بصریوں اور شامیوں کی مدد عراق سے نہ آ گئی' پھر جب وہ لوگ آئے اور ان کو معلوم ہوا کہ عراق سے ابن عامر اور مصر سے عبداللہ بن سعد کے پاس سے لشکر روانہ ہو گئے' تو یہ دلیر ہو گئے' انہوں نے کہا کہ امداد آنے سے پہلے ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عجلت کریں گے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو محصور تھے' آئے' واپس ہوئے تو عبدالرحمن بن عدیس' مالک اشتر اور حکیم بن جبلہ کو دیکھا تو ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کہنے لگے واللہ وہ امر جس کے یہ لوگ رؤسا ہوں بے شک بدترین امر ہے۔

داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مظلومانہ شہادت:

حسن سے مروی ہے کہ مجھے وثاب نے خبر دی جو ان لوگوں میں تھے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ قدیم پایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی تھے' میں نے ان کے حلق پر نیزے کے زخم کے دو نشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو یوم الدار کو عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں لگے تھے' انہوں نے بیان کیا مجھے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجا کہ اشتر کو بلا لاؤ' میں اس کو لے آیا۔ ابن عون نے کہا: میں خیال کرتا ہوں' انہوں نے یہ کہا کہ میں نے ایک فرش امیر المومنین کے لیے بچھا دیا اور ایک اس کے لیے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں' اس نے کہا تین باتیں' جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لیے چارہ نہیں' فرمایا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ ان کے حق میں حکومت سے دست بردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے تم جسے چاہو امیر بناؤ' یا آپ اپنی جان سے ان لوگوں کو قصاص لینے دیں' اگر آپ کو ان دونوں سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں۔ اس نے کہا نہیں' ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں' آپ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں' میں اس کرتے کو اتارنے والا نہیں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے' واللہ اگر مجھے آگے کر کے گردن ماردی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے' بہ نسبت اس کے کہ امت محمد کو بعض پر بعض کو چھوڑ دوں' محدثین نے کہا کہ یہ کلام عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ ہے۔

''یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں تو واللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جو میرے سامنے تھے' سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا' رہی یہ بات کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے تو واللہ اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ باہم محبت نہ کرو گے' نہ کبھی مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے''۔

اشتر چلا گیا' ہم ٹھہر گئے کہ شاید لوگ مان جائیں' اتنے میں ایک آدمی آیا جو مثل بھیڑیئے کے تھا وہ دروازے سے جھانک

کے پلٹ گیا' پھر محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا' وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا' آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اسے کھینچا جس سے داڑھیں گرنے کی آواز سنی گئی۔

محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے کام نہ آیا' ابن عامر آپ کے کام نہ آیا' آپ کے مخطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے' فرمایا' اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے' اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اس قوم کے ایک شخص سے مدد طلب کرنا دیکھا جو اس کی مدد کر رہا تھا وہ ایک برچھی لے کر آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ اس نے آپ کے سر میں ماردی' راوی نے کہا کہ جو وہیں ٹوٹ گیا وہیں رک گیا' راوی نے کہا کہ پھر واللہ ان لوگوں نے آپ پر ایک دوسرے کی مدد کی' یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا۔

قرآن شہادت عثمان کا گواہ:

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکر' عمرو بن حزم کے مکان کی دیوار پر چڑھ کے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' اس کے ہمراہ کنانہ بن بشر بن عتاب' سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق بھی تھا' انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا جو قرآن میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔

محمد بن ابی بکر ان سب کے آگے بڑھا' عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا' او بوڑھے احمق خدا تجھے رسوا کرے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' میں بوڑھا احمق (نعثل) نہیں ہوں' میں اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں محمد نے کہا کہ فلاں فلاں اور معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے کام نہ آئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے' تیرے باپ تو ایسے نہ تھے کہ اس چیز کو پکڑیں جو تو نے پکڑی۔ محمد نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ داڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیرے مقابلے میں اللہ سے نصرت چاہتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔

اس نے برچھی جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کی پیشانی میں ماردی' کنانہ بن بشر بن عتاب نے وہ برچھیاں اٹھائیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے کان کی جڑ میں گھونپ دیں جو جاتے جاتے آپ کے حلق کے اندر پہنچ گئیں' پھر وہ تلوار لے کے آپ کے اوپر چڑھ گیا اور قتل کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون کو کہتے سنا کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک لوہے کی سلاخ ماری جس سے وہ کروٹ کے بل گر پڑے۔ پھر سودان بن حمران المرادی نے تلوار مار کے قتل کر دیا۔ لیکن عمرو بن الحمق کود کے عثمان رضی اللہ عنہ پر آیا' سینے پر بیٹھ گیا' حالانکہ آپ میں تھوڑی جان باقی تھی' اس نے آپ کے نو زخم لگائے اور کہا کہ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کے لیے لگائے ہیں اور چھ اس غصے کی وجہ سے جو میرے قلب میں ان پر ہے۔

آخری کلمات:

زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا: بسم اللہ' میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ خون ان کی داڑھی پر بہہ کر ٹپک رہا تھا' قرآن سامنے تھا' انہوں نے اپنے بائیں پہلو پر تکیہ لگا لیا

"سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ" کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے' خون قرآن پر بہہ رہا تھا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رُک گیا۔ فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم. (بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کر دے گا۔ اور وہی سننے اور جاننے والا ہے) انہوں نے قرآن بند کر دیا۔ سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب ماری' ان لوگوں نے انہیں مارا' حالانکہ واللہ میرے باپ ان پر فدا ہوں' وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے' صلہ رحمی کرتے تھے' مظلوم کو کھانا کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے۔

زہریؒ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کے وقت قتل کیے گئے' آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' سودان نے اس غلام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بدمعاش لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس گئے' ان میں سے کسی نے چلا کے کہا کہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہے اور ان کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے ان کا سامان بھی لوٹ لیا' نائلہ کھڑی ہو گئیں' انہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم چور' اے اللہ کے دشمنو! تم نے جو عثمان رضی اللہ عنہ کا خون کیا یہ بہت بڑا گناہ ہے' دیکھو واللہ تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا' حالانکہ وہ بڑے روزہ دار' بڑے نمازی تھے' ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔ سب لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکل گئے' ان کا دروازہ ان تین آدمیوں پر بند کر دیا گیا جو قتل ہوئے تھے' یعنی عثمان رضی اللہ عنہ ان کا حبشی غلام اور کنانہ بن بشر۔

نافع سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جس روز قتل کیے گئے' اس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا' انہوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز قتل کر دیئے گئے۔

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس روز سوئے جس روز وہ قتل کیے گئے اور وہ جمعے کا دن تھا' جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے آرزوئیں کیں (خیالی پلاؤ پکایا) تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا' ہم نے کہا' اللہ آپ کو نیکی دے' آپ بیان کیجئے' ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں۔ فرمایا: میں نے عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' ارشاد ہوا کہ تم جمعے کو ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ سے' جو راوی کے خیال میں بنت الغرافصہ تھیں' مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کسی قدر سو گئے' بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی۔ میں نے کہا: امیر المومنین ہرگز نہیں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو (خواب میں) دیکھا' ان حضرات نے فرمایا کہ تم آج شب کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا' یا ان حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

ایک رکعت میں پورا قرآن:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ شب بیداری کرتے اور ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مکے میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو گیا' چاہتا تھا کہ اس شب (عبادت میں) کوئی مجھ سے بڑھنے نہ پائے' ایک شخص نے میرے پہلو پر ہاتھ رکھا میں نے التفات نہیں کیا' اس نے پھر ہاتھ رکھا' میں نے

دیکھا کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں‘ میں کنارے ہٹ گیا‘ وہ آگے بڑھے‘ ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا اور چلے گئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا حالانکہ وہ ساری رات بیدار رہ کے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

ابی اسحاق نے ایک شخص سے‘ جس کا انہوں نے نام لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے‘ کعبے کی پشت پر کھڑا دیکھا‘ وہ نماز پڑھ رہا تھا‘ اس کا غلام اس کے پیچھے تھا‘ جب وہ شخص رکتا تو غلام اسے بتا دیتا تھا میں نے کہا کہ یہ کون ہے‘ تو لوگوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی‘ وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے انہوں نے کتاب اللہ کو ایک رکعت میں جو تنہا تھی جمع کر دیا۔ اس کا نام تبیرا (کٹی ہوئی نماز) رکھا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا اور ان کے پاس گھس آئے کہ انہیں قتل کریں تو ان کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ انہیں قتل کرو‘ خواہ چھوڑ دو وہ تو ایک رکعت میں ساری رات گزار دیتے‘ جس میں وہ پورا قرآن جمع کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد باغیوں کی لوٹ مار:

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے اس روز ان کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے‘ وہ لوٹ لیے گئے اور چلے گئے‘ انہوں نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور براديس‘ خیبر اور وادی القریٰ میں دو لاکھ دینار کی قیمت کے صدقات چھوڑے جنہیں وہ تصدق کیا کرتے تھے۔

تجہیز و تکفین و تدفین:

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ ان کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا‘ وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔ محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو (الواقدی) سے بیان کی تو انہوں نے معرفت ظاہر کی۔

عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یکم محرم (۲۴ھ) کو بیعت خلافت کی گئی ۱۸/ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۶ھ کو عصر کے بعد قتل کر دیئے گئے (خدا ان پر رحمت کرے) اس روز روزے سے تھے‘ شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان البقیع کے حش کوکب (پھولوں کے باغ) میں جو آج بنی امیہ کا قبرستان ہے‘ دفن کیے گئے۔ ان کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی جب وہ قتل کیے گئے تو بیاسی سال کے تھے۔ ابو معشر کہتے تھے کہ جب قتل کیے گئے تو پچھتر سال کے تھے۔

مظلوم مدینہ کی نماز جنازہ:

کب اور کہاں دفن ہوئے‘ کس نے کس چیز پر اٹھایا‘ نماز جنازہ کس نے پڑھی‘ کون قبر میں اترا‘ جنازے کے ساتھ کون تھا؟

عبداللہ بن بناء الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو قبیلہ اسلم کے مکانوں کے راستے بازار کی طرف دیکھ کے حکم دیا کہ سامنے عمارت بنا کے ان کے گھر تاریک کردو اللہ ان قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی قبریں تاریک کرے۔

نیار بن مکرم نے کہا کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا گھر تاریک ہو گیا' میں ان چار اشخاص میں سے ہوں جنہوں نے امیر المومنین کا جنازہ اٹھایا' دفن کیا اور ان پر نماز پڑھی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا' اور کہا کہ تعمیر منقطع کردو۔ ان کے گھر کے آگے عمارت نہ بناؤ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے تنہائی میں بلا کے کہا کہ کب تم نے انہیں اٹھایا' کب دفن کیا اور کس نے ان پر نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ ہم نے انہیں شب شنبہ کو مغرب وعشاء کے درمیان اٹھایا۔ میں تھا اور جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ تھے' حکیم بن حزام اور ابوجہم بن حذیفہ العدوی تھے' جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' انہوں نے ان پر نماز پڑھی (ہم نے اقتداء کی) معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی۔ حقیقت میں یہی لوگ تھے جو قبر میں اترے تھے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ نائلہ بنت الفرافصہ اسی شب میں نکلیں' آگے اور پیچھے سے اپنا گریبان چاک کیے ہوئے تھیں' ہمراہ ایک چراغ تھا اور چلا رہی تھیں کہ "ہائے امیر المومنین" جبیر بن مطعم نے کہا کہ چراغ گل کردو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں' کیونکہ میں نے ان باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے' اس پر انہوں نے چراغ گل کر دیا۔

وہ لوگ جنازہ لے کے بقیع پہنچے' جبیر بن مطعم نے نماز پڑھی' ان کے پیچھے حکیم بن حزام' ابوجہم بن حذیفہ' نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمان کی دو بیویاں نائلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عیینہ تھیں۔

قبر میں نیار بن مکرم' ابوجہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اترے' حکیم ابن حزام' ام البنین اور نائلہ لوگوں کو قبر کا راستہ بتا رہی تھیں' انہوں نے لحد بنائی اور ان کو داخل کر دیا' زیارت کے بعد سب متفرق ہو گئے۔

عبداللہ البہی سے مروی ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر سولہ آدمیوں کے ہمراہ نماز پڑھی جو مع جبیر کے سترہ تھے۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ پہلی حدیث کہ ان پر چار آدمیوں نے نماز پڑھی' زیادہ ثابت ہے۔ ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں ان کے اٹھانے والوں میں سے ایک تھا' ہم نے انہیں ایک دروازے پر اٹھایا' جلدی لے چلنے کی وجہ سے ان کا سر دروازے سے ٹکراتا۔ ہمیں باغیوں کا بڑا خوف لگا تھا' یہاں تک کہ ہم نے انہیں قبر میں جو حش کوکب میں تھی چھپا دیا۔

عبدالرحمن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اٹھایا' جبیر بن مطعم' حکیم بن حزام' نیار بن مکرم الاسلمی اور ایک جوان عرب تھے' میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے' تو انہوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اور عثمانی لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور ہیں اور اسی وجہ سے میں ان کی رعایت کرتا ہوں۔ ابوعثمان سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایام تشریق (۹ ر ذی الحجہ تا ۱۳ ر ذی الحجہ) کے وسط میں قتل کیے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ریمارکس:

سعید بن زید بن عمرؓ بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ عمر اور ان کی بہن اسلام پر میرے بیڑیاں ڈالتے تھے‘ تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفان کے ساتھ کیا اگر اس پر کوہ احد ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔

عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد میں کبھی کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا‘ کہا گیا: اے ابو معبد کیا تم ان کے قتل میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاتے تو ان پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط علیہ السلام پر برسائے گئے۔

زہدالجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”اس طرح (انہوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا‘ یعنی دسوں انگلیاں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کیے جائیں گے ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پر نہ کر سکے گا۔

ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمامہ بن عدی کو‘ جو صنعا میں امیر تھے اور شرف مصاحبت حاصل تھا اس سانحے کی خبر پہنچی تو وہ روئے اور بہت روئے‘ پھر کہا کہ یہ اس وقت ہوا کہ جب خلافت نبوت امت محمدؐ سے چھین لی گئی اور جبری سلطنت ہوگئی کہ جس نے کسی چیز پر قابو پایا وہی اس کو کھا گیا۔

ثمامہ بن عدی سے (ایک دوسرے سلسلے سے بھی) بالکل اسی کے مثل ومساوی مروی ہے۔ وہ قریش میں سے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو ابوحمید الساعدی نے‘ جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لیے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا‘ جب اس کا ذکر کیا جاتا تھا‘ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رو دیتے تھے‘ گویا میں ان کو ہائے ہائے کہتے سن رہا ہوں جب ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں زید بن علیؒ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ پر روتے تھے۔ اسحاق بن سوید نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار کہتے سنا۔

وکان اصحاب النبی عشیةً بدونٌ تنحرٌ عند باب المسجد

”گویا اصحاب نبی عشاء کے وقت قربانی کے اونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں۔

ابکی ابا عمر ونحسن بلائه امسی رهیناً فی البقیع الغرقد

میں ابوعمرؓ پر ان کے حسن امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الغرقد میں مقیم تھا''۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دن عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

ابوصالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے اس روز میں نے عبداللہ بن سلام کو یہ کہتے سنا کہ واللہ تم لوگ ایک پچھنے بھر خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اس کی وجہ سے اللہ سے تمہیں اور زیادہ دوری ہو جائے گی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمان رضی اللہ عنہ کا حال کس طور پر پاتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارک نصرت پر انہیں امیر پاتے ہیں۔ ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکم بنائے جائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا' لیکن میں مغلوب ہو گیا' اس کو وہ تین مرتبہ کہتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے احجار الزیت کے پاس علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے کہتے سنا کہ اے اللہ میں امر عثمان رضی اللہ عنہ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔

خالد الربعی سے مروی ہے کہ اللہ کی کتاب مبارک میں ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اُٹھا کے کہتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا' پھر ان کے قریب آ کے انہیں اس طرح ذبح کرنے لگے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے یہ اس کے پہلے کیوں نہ ہوا۔ مسروق نے ان سے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے' آپ نے لوگوں کو لکھ کے ان کی طرف خروج کرنے کا حکم دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ''نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس پر مومنین ایمان لائے اور جس کے ساتھ کافرین نے کفر کیا کہ میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک لوگوں کو سفید کاغذ میں ایک سیاہ نقطہ بھی نہیں لکھا''۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان سے لکھا گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے انہیں برتن کی طرح مانجا پھر ان کو قتل کر دیا' یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو کہتے سنا کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس شخص کو برتن کی طرح مانجا' پھر اسے قتل کر دیا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ یعنی قاتلین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سزا کے لیے گرفتار کیے گئے تو فاسق ابن ابی بکر کو بھی گرفتار کیا گیا۔ ابوالاشہب نے کہا کہ حسن اسے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ فاسق کہتے تھے انہوں نے کہا کہ وہ گرفتار کیا گیا اور گدھے کی کھال میں بھر کے جلا دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ اے اللہ اگر قتل عثمان رضی اللہ عنہ خیر ہے تو میرے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں' اور اگر ان کا قتل شر ہے تو میں اس سے بری ہوں' واللہ اگر قتل عثمان رضی اللہ عنہ خیر ہوگا تو لوگ ضرور ضرور اس سے دودھ دوہیں گے' اور اگر شر ہوگا تو ضرور ضرور اس سے خون چوسیں گے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اس کی امت سے ستر ہزار آدمی ان کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں' اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اس کے بدلے پینتیس ہزار قتل کیے جاتے ہیں۔

مطرف سے مروی ہے کہ وہ عمار بن یاسر کے پاس گئے' ان سے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے' اللہ نے ہدایت کی ہم لوگ اعراب (دیہاتی' دہقان) تھے ہجرت کی' ہم میں سے مقیم قیام کر کے قرآن سیکھتا اور غازی جہاد کرتا' جب غازی آتا تو وہ قیام کر کے قرآن سیکھتا اور مقیم جہاد کرتا ہم دیکھتے تھے کہ تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو جب تم ہمیں کسی کام کا حکم دیتے تو ہم اتباع کرتے تھے اور جب تم ہمیں کسی چیز سے منع کرتے تھے تو ہم اس سے باز رہتے تھے۔ ہمارے پاس امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق تمہارا خط آیا' تم نے یہ لکھا کہ ہم نے ابن عفان سے بیعت کر لی' اپنے اور تمہارے لیے انہیں پسند کر لیا۔ ہم نے بھی تمہاری بیعت کی وجہ سے ان سے بیعت کر لی' پھر تم نے انہیں کیوں قتل کر دیا۔ ایوب نے کہا کہ ہمیں اس بات کا کوئی جواب نہ ملا۔

کنانہ مولائے صفیہ سے مروی ہے کہ میں نے مکان میں قاتل عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایک کالا مصری تھا اس کا نام جبلہ تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے' یا راوی نے کہا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا کہ بوڑھے احمق کا قاتل میں ہوں۔ مسیّب بن دارم سے مروی ہے کہ جس شخص نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ دشمن کے قتال میں سترہ مرتبہ اس طرح کھڑا ہوا کہ اس کے آس پاس کے لوگ شہید ہو جاتے اور اسے ذرا سی تکلیف نہ پہنچتی' یہاں تک کہ وہ اپنے بستر پر مرا۔

دامادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ چہارم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب' عبد المطلب کا نام شیبہ بن ہاشم' ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف' عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی اور ان کا نام زید تھا' علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الحسن تھی' ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ازواج واولاد:

اولاد میں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے' بیٹیاں زینب کبریٰ' ام کلثوم کبریٰ تھیں' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

ایک بیٹے محمد اکبر بن علی تھے جو ابن الحنفیہ تھے' ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

ایک بیٹے عبداللہ بن علیؓ تھے جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا۔ ایک بیٹے ابوبکر بن علیؓ تھے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے' ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی' ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمٰی بن جندل ابن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباس اکبر بن علی' عثمان' جعفر اکبر اور عبداللہ تھے' جو حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتل کر دیئے گئے' ان کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغر بن علی تھے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ دو بیٹے یحییٰ و عون فرزندان علیؓ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسما بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

عمر اکبر بن علی' رقیہ بنت علی' ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں' وہ قیدی تھیں جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اس وقت ملیں جب انہوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے محمد اوسط بن علی رضی اللہ عنہ تھے' ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں' امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسن بنت علیؓ اور رملہ کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں۔

دوسری بیٹیاں ام ہانی بنت علی رضی اللہ عنہ' میمونہ' زینب صغریٰ' رملہ صغریٰ' ام کلثوم صغریٰ' فاطمہ' امامہ' خدیجہ' ام الکرام' ام سلمہ' ام جعفر' جمانہ اور نفیسہ تھیں' وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

علی رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام بتایا گیا' وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں' ان کی والدہ محیاہ بنت امرئ القیس بن عدی بن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلہ کلب سے تھیں۔ بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو ان سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں ''وہ وہ'' اس سے ان کی مراد کلب (کتا) تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں' ان کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی' حسن و حسین رضی اللہ عنہما (فرزندان فاطمہؓ) محمد بن الحنفیہ' عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علی رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔

قبول اسلام ونماز میں اوّلیت:

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ عفان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں حالانکہ وہ دس سال کے تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔ حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔

حبۃ العرنی سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نماز پڑھی (یزید نے کہا کہ) یا اسلام لایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا' ابوبکر و علی و زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم' ہم کسی صحیح روایت میں علی رضی اللہ عنہ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے کہیں نہیں پاتے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کے مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپؐ کے بعد مکے میں مقیم رہوں تاکہ لوگوں کی ان امانتوں کو ادا کروں جو آپؐ کے پاس تھیں' اسی لیے آپ امین کہلاتے تھے۔ میں تین دن رہا' تینوں دن میں ظاہر رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا' پھر میں نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کی پیروی کرنے لگا' یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم تھے۔ میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تھی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نصف ربیع الاوّل کو اس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا ہی میں تھے' اس وقت تک آپ گئے نہ تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپؐ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا) مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی' آپ نے ان کے درمیان حق و غم خواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا: تم میرے بھائی ہو' تم میرے وارث ہو' میں تمہارا وارث ہوں۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سفید اون بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یوم بدر میں اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر نیابت مصطفیٰ کا شرف:

''تم اس پر راضی نہیں کہ مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا' البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یوم اُحد میں جب لوگ بھاگ گئے تو علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے' انہوں نے آپؐ سے موت پر بیعت کی' انہیں رسول اللہ ﷺ نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا' فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا' آپؐ نے انہیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا' آپؐ نے انہیں یمن بھیجا' رسول اللہ ﷺ سے کسی غزوے میں جو آپؐ نے کیا جدا نہ ہوئے' سوائے غزوہ تبوک کے کہ آپ انہیں اپنی ازواج میں چھوڑ گئے تھے۔

ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کا قصد کیا تو علی رضی اللہ عنہ کو اپنی ازواج میں چھوڑا' بعض لوگوں نے کہا کہ انہیں آپؐ کے ہمراہ روانہ ہونے میں صرف یہ امر مانع رہا کہ انہوں نے آپ کی ہمراہی کو پسند نہ کیا' علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا' آپ نے فرمایا کہ ''تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہوا''۔

عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینے آئے تو سعد بن مالک سے ملے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک روانہ ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے۔ انہوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں' تو آپ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہوا۔ البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میں آپ سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں' حالانکہ میں آپ سے دریافت کرنے میں ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو جب تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو مجھ سے اس کو دریافت کرو' اور مجھ سے خوف نہ کرو' میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد جب آپ نے انہیں غزوۂ تبوک میں مدینے میں چھوڑ دیا تھا بیان کیجیے۔

سعد بن مالکؓ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی' آپ مجھے پیچھے رہنے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جس میں ہارون و موسیٰ علیہما السلام سے تھے' علی رضی اللہ عنہ اس قدر تیزی سے پیچھے

لوٹے کہ گویا میں ان کے قدموں سے اڑنے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں۔ حماد نے کہا ہے کہ پھر علی رضی اللہ عنہ بہت تیز واپس آئے۔

براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوۂ جیش عسرۃ کا جو تبوک ہے' وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو' آپؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کس ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو ان سے ناپسند آئی' علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس گئے' آپ نے ان سے فرمایا: اے علی! تمہیں کیا چیز لائی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لیے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارون' موسیٰ سے' سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں' یا رسول اللہ' فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار کون تھا انہوں نے کہا کہ تم سست عقل والے ہو' پھر مجھ سے معبد الجہنی نے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چلنے کی حالت میں اسے ابن میسر العبسی اٹھاتے تھے' جب جنگ ہوتی تھی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لے لیتے تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

شعبیؒ سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ چوڑی داڑھی والے تھے جو ان کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی' سر میں چندیہ پر بال نہ تھے' ان کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو' میں کھڑا ہو کر ان کی طرف گیا تو انہیں داڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا' وہ بڑی داڑھی والے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو سفید داڑھی اور سفید سر والے تھے۔ ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان کی چندیہ پر بال نہ تھے' وہ سفید داڑھی والے تھے' مجھے میرے والد نے اٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کو راستے سے ہنکا دیتے' ہم لوگ بچے تھے' وہ سفید سر اور سفید داڑھی والے تھے۔

ابواسحٰق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی' میں نے دیکھا کہ وہ سفید داڑھی والے تھے' سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو سفید سر اور سفید داڑھی والا دیکھا۔ عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ چوڑی داڑھی والا نہیں دیکھا جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سوادہ بن حنظلہ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی زرد تھی۔ محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ

ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ نے مہندی کا خضاب لگایا پھر اسے ترک کر دیا۔

ابورجاء نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان کی چندیہ پر بال نہ تھے' حالانکہ سر میں بہت بال تھے' یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہوں نے بکری کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا شکم بڑا تھا' شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا' ہاتھ کی مچھلی بھی موٹی تھی اور کلائی پتلی' پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی اور اس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے تھے' اس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے جو تمہارے دیہات میں بنا جاتا ہے۔

رزام بن سعد الضبی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زائد تھے' چوڑے شانے والے' لمبی داڑھی والے تھے' اگر تم چاہو تو جب ان کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں' اور جب تم انہیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ کیا تھا' انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی' بھاری اور بڑی آنکھوں والے' بڑے پیٹ والے تھے' چندیا پر بال نہ تھے' قریب قریب پست قد تھے۔

ابوسعید تاجر پارچہ دبیر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مختلف زمانوں میں بازار آتے تھے' تو انہیں سلام کیا جاتا تھا' جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہا کہ (بوزا شکنب امذ) ان الفاظ کے معنی بیان کیے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں' تو انہوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے کے حصے میں کھانا۔ عامر سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی کا گالا' ابوالحجاج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سرمے کا اثر دیکھا۔

لباس کے معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادگی:

ابوالرضی القیسی سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سناتے تھے' وہ ایک عمامہ تہ بند و چادر اوڑھے لپیٹتے تھے' چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے ان کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کی تہبند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو ری کا کرتہ پہنے دیکھا' جب وہ اس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی' جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (بروایت یعلی) ان کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو انہیں موٹے کپڑوں کا بے دھلا کرتہ پہنے دیکھا۔ ابوالعلاء مولائے

اسلمیین سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو ناف سے اوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو پیوند لگی ہوئی تہبند باندھے دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا' انہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے' ان کے جسم پر دوقطری کپڑے تھے' ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اسی تہبند کے قریب تھی ان کے ہمراہ درہ (چرمی ہنٹر) تھا' جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو' گوشت میں نہ پھونکو۔ علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے جسم پر دوقطری چادریں دیکھیں۔

حمید بن عبداللہ الاصم سے مروی ہے کہ میں نے فروخ مولائے بنی الاشتر سے سنا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا' انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں' ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو' اس نے کہا نہیں' پھر اس سے انہوں نے ایک زابی کرتہ خرید کر پہنا' کرتے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے چھٹ کر ان کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی' انہوں نے اس سے کہا کہ سی دو' جب اس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کپڑا پہنایا۔

ایوب بن دینار ابوسلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جارہے تھے' جسم پر ایک تہبند تھی جو نصف ساق تک تھی ایک چادر پشت پر تھی' میں نے ان کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ درہ تھا' جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی' موٹے کپڑے کا کرتہ اور موٹے کپڑے کی تہبند تھی نصف ساق تک تہبند تھی اور کرتہ۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں درہ لے کر بازار میں گشت کر رہے تھے ان کے لیے ایک سنبلانی کرتہ لایا گیا' جسے انہوں نے پہن لیا' اس کی آستین ان کے ہاتھوں سے باہر نکل گئیں' حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہوگئیں' پھر انہوں نے اپنا درہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے چار درہم میں ایک سنبلانی کرتہ خریدا۔ درزی آیا' کرتے کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو ان کی انگلیوں سے آگے تھا۔

ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا' معلوم نہیں اس کا کون سا سرا زیادہ لمبا تھا' وہ جو ان کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے' سیاہ پٹی سے ان کی مراد عمامہ تھی۔

جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے

اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی العنبس عمرو بن مردان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمان شہید ہوئے' میں نے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں ظلۃ النساء میں بیٹھے دیکھا' اس روز جس دن عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے انہیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ باب صغیر سے نکلے' جب آفتاب بلند ہو گیا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں ان کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتہ تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا' اس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہاری تہبند دراز ہو تو اس کا پٹکا بنالو اور جب وہ تنگ ہو تو اسے تہبند بنالو۔ ابی حیان سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی باریک تھی۔

یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بائیں ہاتھ میں مہر پہنی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش:

ابواسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا' وہ ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش ''اللہ الملک'' تھا۔

ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت:

لوگوں نے بیان کیا کہ جب ۱۸رذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے اور قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی صبح کو مدینے میں علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہ اور زبیر' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید بن عمرو بن نفیل' عمار بن یاسر' اسامہ بن زید' سہل بن حنیف' ابوایوب انصاری' محمد بن مسلمہ' زید بن ثابت' خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم اور ان تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے' دونوں مکے روانہ ہو گئے اور وہیں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں' پھر وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے مکے سے بصرے روانہ ہوئے' یہ واقعہ علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے' مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ ان کے پاس آ جائیں اور مدینے پر ابوالحسن المازنی کو والی بنا دیا۔ وہ ذاقاء میں اترے' عمار بن یاسر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر ان سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی' وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرے لے گئے۔

جنگ جمل اور صفین:

انہوں نے طلحہ' زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا اور ان لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے ان کے ہمراہ تھے' یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں مقابلہ کیا اور ان پر فتح مند ہوئے' اس روز طلحہ وز بیر رضی اللہ عنہما وغیرہما قتل کر دیئے گئے' مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی' علی رضی اللہ عنہ بصرے میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔

علی رضی اللہ عنہ' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور جو شام میں ان کے ہمراہ تھے ان کے ارادے سے نکلے' معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ ان لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے ان کے ساتھ تھے روانہ ہوئے' صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین ان لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چند روز تک قتال کرتے رہے' عمار بن یاسر' خزیمہ بن ثابت اور ابوعمرہ المازنی رضی اللہ عنہم جو علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے قتل کر دیئے گئے۔

اہل شام قرآن اٹھا کر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تدبیر کی وجہ سے دعوت دینے لگے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ انہی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی' انہوں نے دو حکم باہمی فیصلے کے لیے مقرر کیے' علی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اذرح میں پہنچیں اور اس امت کے معاملے میں غور کریں' لوگ متفرق ہو گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ اہل شام کی الفت کے ساتھ لوٹے اور علی رضی اللہ عنہ اختلاف اور کینے کے ساتھ کوفے واپس آئے۔

علی رضی اللہ عنہ پر ان کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خروج کیا' انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں اور حرورا میں لشکر جمع کیا' اسی وجہ سے وہ ''الحروریہ'' کہلائے' علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کو بھیجا' انہوں نے ان لوگوں سے بحث و حجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا' مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے' انہوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ بن خباب بن الارت کو قتل کر دیا۔ علی رضی اللہ عنہ ان کی جانب روانہ ہوئے' ان کو انہوں نے نہروان میں قتل کر دیا' ان میں سے ذوالثدیہ کو بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کوفے واپس ہوئے' اس روز سے ان کی شہادت تک لوگوں کو ان پر خوارج کا خوف رہا۔

لوگ شعبان ۳۸ھ میں اذرح میں جمع ہوئے۔ وہاں سعد بن ابی وقاص' ابن عمر اور دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو آگے کیا۔ انہوں نے گفتگو کی اور علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی' انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھا اور ان سے بیعت کر لی' لوگ اسی قرارداد پر متفرق ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور آپ کا اس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ:

لتخضبن هذه من هذه.

''اس سر سے یہ داڑھی ضرور خون میں رنگین ہوگی''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

عبداللہ بن جعفر، حسین بن علی اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم کا ابن ملجم کو قتل کرنا

ابن ملجم کی بیعت لینے سے انکار:

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا' اس کو انہوں نے دو مرتبہ رد کیا' وہ ان کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس امت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ داڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔ پھر انہوں نے یہ دو شعر بیان کیے:

(اشدد) حیا زیمك للموت فان الموت آتیك

موت کے لیے اپنے سینے کو مضبوط کر لے' یعنی صبر کر۔ کیونکہ موت تیرے پاس آنے والی ہے۔

ولا تجزع من القتل اذا حلّ بوا دیك

اور قتل سے پریشان نہ ہو۔ جب وہ تیری وادی میں اُترے''۔

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ ابونعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اتنا اور اضافہ کیا کہ ''واللہ یہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے وصیت ہے''۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے المرادی سے یہ شعر کہا:

ارید حباءہٗ ویرید قتلی عذیرك من خلیلك من مراد

''میں اس کو عطا کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے' تیری ضیافت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی''۔

شہادت سے قبل قتل کی سازش سے آگاہی:

ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے' اس نے کہا کہ دربان مقرر کیجئے کیونکہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اس کی ان چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں' جب شئے مقدر آتی ہے تو وہ اس شئے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں' اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے بد بخت ترین شخص کو آنے سے کوئی نہیں روکے گا' وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ! میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں' اس لیے مجھے ان سے راحت دے اور انہیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبع سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ (آپ نے سر سے داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ضرور ضرور یہ داڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی' پھر بد بخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہمیں اس کی خبر دیجئے تو ہم اس کے خاندان کو ہلاک کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کر دو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجئے تو انہوں نے کہا' نہیں' میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس چیز کی طرف تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اس کے پاس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں کہوں گا' اے اللہ میں نے تجھی کو ان لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو انہیں درست کر دے اور چاہے تو انہیں تباہ کر دے۔

نبل بنت بدر نے اپنے شوہر سے روایت کی کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ضرور ضرور یہ داڑھی اس سر سے رنگی جائے گی۔

امت کا بد بخت ترین شخص:

عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ اگلوں اور پچھلوں میں بد بخت ترین کون ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا اگلوں کا سب سے زیادہ بد بخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا' اور پچھلوں کا بد بخت ترین وہ ہو گا جو تمہارے نیزہ مارے گا' اور آپ نے اس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

ام جعفر سریہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی' یکا یک انہوں نے اپنا سر اٹھایا' پھر اپنی داڑھی پکڑ کر اسے ناک تک بلند کیا اور کہا کہ ''تیرے لیے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی''۔ پھر جمعے کے دن ان پر حملہ کیا گیا۔

حضرت حسنین کریمین اور حضرت ابن حنیفہ رضی اللہ عنہم کو ابن ملجم کی نیت پر شک:

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن ملجم آیا۔ میں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما حمام میں بیٹھے ہوئے تھے' جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) اس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے' میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو' کیونکہ میری جان کی قسم! وہ تمہارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے جو اس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اسے گرفتار کر کے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اس دن سے زیادہ پہچاننے والا نہیں ہوں' جس دن یہ ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (یعنی میں نے اسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے' اس لیے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو' اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اسے میرے قصاص میں قتل کر دو' اور حد سے آگے نہ بڑھو' کیونکہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

قثم مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس ابن ملجم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ نہ مارنا۔

تین خارجیوں کا خفیہ اجلاس:

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے' عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں سے تھا' اس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے' انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے' علی بن ابی طالب' معاویہ بن ابی سفیان' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اور بندگانِ خدا کو ان سے راحت دیں گے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے تیار ہوں' البرک نے کہا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کارِ خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا' یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا یا اس کے لیے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم شب ہفتدہم رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا' جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

قطام بنت شجنہ کی طرف سے قتل علی رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے آیا۔ وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا' مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا' وہ انہیں دیکھنے جاتا تھا'

اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ اس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد ابن ذہل بن تیم الرباب تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اسے پیام نکاح دیا' اس نے کہا کہ میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کرلے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی۔ میں وہی تجھے دوں گا' اس عورت نے کہا کہ تین ہزار درہم اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قتل۔

ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور کوئی چیز نہیں لائی اور جو تو نے مانگا میں تجھے دوں گا۔ وہ شبیب بن بجرۃ الاشجعی سے ملا اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی۔ اس نے اس کی یہ بات مان لی۔

دو ملعون شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گھات میں:

عبدالرحمٰن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اس نے علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر اشعث بن قیس الکندی سے اس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا۔ جب طلوع فجر کے قریب ہوا تو اس سے اشعث نے کہا' صبح نے تجھے ظاہر کردیا' بس کھڑا ہو۔ عبدالرحمٰن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علی رضی اللہ عنہ نکلتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات:

حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں صبح سویرے ان کے (علی رضی اللہ عنہ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا' فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا۔ پھر میری آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا' حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) میرے سامنے آئے' عرض کی: یارسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا۔ فرمایا: اللہ سے ان کے لیے بددعا کرو۔ میں نے کہا اے اللہ مجھے ان کے بدلے وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور ان کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ اور بزدلانہ حملہ:

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے' انہوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے) میں نے ان کا (علی رضی اللہ عنہ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح ان کے آگے تھے اور میں پیچھے' جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز نماز' اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے' جب نکلتے تو ہمراہ ان کا درہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انہیں روکا' کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا' کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی' اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علی رضی اللہ عنہ حکم اللہ ہی کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے۔ میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر مارا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر ان کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شبیب کی تلوار' وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم:

میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹنے نہ پائے' لوگ ہر طرف سے ان دونوں پر ٹوٹ پڑے مگر شبیب بچ کر نکل گیا' عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا اور اسے علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

ابن ملجم کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہدایت:

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو' اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا اور اگر میں مر گیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں رب العالمین کے پاس اس سے جھگڑ لوں گا۔

حضرت ام کلثوم کی ابن ملجم کو سرزنش:

ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا۔ اس نے کہا میں نے صرف تمہارے باپ کو قتل کیا۔ انہوں نے کہا واللہ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین پر کوئی اندیشہ نہیں اس نے کہا تو پھر تم کیوں روتی ہو' پھر کہنے لگا: واللہ میں نے اپنی تلوار کو ایک مہینے تک زہر آلود کیا ہے' اگر وہ مجھ سے بے وفائی کرے تو اللہ اسے بعید و دور کر دے۔

اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن الاشعث کو اسی صبح کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اے فرزند عزیز دیکھ کہ امیر المومنین نے کیوں کر صبح کی' وہ گیا اور اس نے انہیں دیکھا واپس آیا اور کہا کہ میں نے ان کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ ان کے سر میں گھس گئی ہیں۔ اشعث نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم' مجروح کی دونوں آنکھیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت:

علی رضی اللہ عنہ جمعے کے دن اور ہفتے کی شب کو زندہ رہے' شب یک شنبہ ۱۹ر رمضان کو ان کی وفات ہو گئی' حسن' حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کرتہ نہ تھا۔

شیر خدا رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

شعبیؒ سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' انہوں نے ان پر چار تکبیریں کہیں علی رضی اللہ عنہ کوفے میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی' لوگوں نے ان سے بیعت کر لی' علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر:

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جس روز علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی وہ تریسٹھ برس کے تھے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ ہیضے کے سال میں جب ۸۱ھ شروع ہو گیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا' میں نے کہا کہ ان کا سن جس روز وہ قتل کیے گئے کتنا تھا' انہوں نے کہا کہ تریسٹھ برس۔ محمد بن عمر (الواقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ طلق الاعمیٰ (نابینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما' علی رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو! کل ایک ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا کہ نہ اوّلین اس سے آگے بڑھے نہ آخرین اسے پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور اسے جھنڈا دیتے تھے' وہ اس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تاوقتیکہ اللہ اسے فتح نہیں دیتا تھا' جبرئیل اس کے داہنی طرف رہتے تھے' اور میکائیل اس کی بائیں طرف۔ اس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا' سوائے سات سو درہم کے جو اس کی عطا سے بچ گئے' جن سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ جب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے' منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگو! رات وہ شخص اٹھا لیا گیا جس سے نہ اوّلین آگے بڑھے اور نہ آخرین اسے پائیں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں بھیجتے تھے' اس کی داہنی طرف سے جبرئیل اسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیل' وہ اس وقت تک نہیں پلٹتا تھا' جب تک اللہ اسے فتح نہ دے دیتا' اس نے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہ چھوڑا' جس سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا' وہ اس شب کو اٹھا لیا گیا جس میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی سترھویں شب۔

شیعانِ علی رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ دشمنانِ علی رضی اللہ عنہ (فرمان سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ):

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ دابۃ الارض تھے اور وہ قیامت کے قبل پھر بھیجے جائیں گے تو انہوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں' یہ لوگ ان کے شیعہ نہیں ہیں' یہ لوگ ان کے دشمن ہیں۔ اگر ہمیں دوبارہ بھیجے جانے کا علم ہوتا تو نہ ہم ان کی میراث تقسیم کرتے اور نہ ان کی بیویوں کا نکاح کرتے۔

ابن سعد نے کہا کہ اسی طرح عمرو بن الاصم سے بھی روایت ہے۔ عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے' ان سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے' وہ ہنسے اور کہا کہ سبحان اللہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم ان کی عورتوں کا نکاح کرتے' اور نہ باہم ان کی میراث تقسیم کرتے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کا عبرت ناک انجام:

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم قید خانے میں رہا' جب علی رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے' اور دفن کر دیے گئے تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن ملجم کو بلا بھیجا' اسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں' لوگ جمع ہو گئے اور اس کے پاس مٹی کا تیل' بوریے اور آگ لائے' ان لوگوں نے کہا کہ ہم اسے جلائیں گے تو عبداللہ بن جعفر' حسین بن علی اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیں۔

عبداللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا۔ اس کی آنکھوں میں گرم سلائی

پھیری مگر اس نے فریاد نہ کی اور کہنے لگا کہ تم اپنے چچا کی آنکھوں میں ایسی تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سرمہ لگاتے ہو' پھر اس نے سورۃ:

﴿ اقراء باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق ﴾

آخر تک پڑھی' اس کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

عبداللہ نے حکم دیا تو اس کی زبان کھینچی گئی تا کہ اسے کاٹیں' اس نے فریاد کی۔ کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں' اے اللہ کے دشمن! مگر تو نے فریاد نہ کی' جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی۔ اس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لیے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دنیا میں اس حالت میں ہچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں۔

انہوں نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کر کے آگ میں جلا دیا۔ اس زمانے میں عباس بن علی اتنے چھوٹے تھے کہ ان کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا۔

ابن ملجم کا حلیہ:

عبدالرحمٰن بن ملجم گندم گوں خوش رو تھا' دانتوں میں کھڑکیاں تھیں' اس کے بال کان کی لوؤں تک تھے' پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خراج تحسین:

لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر سفیان ابن امیہ بن ابی سفیان بن امیہ بن عبدشمس حجاز لے گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا۔

فالقت عصاها واستقرت بها النوی ، کما قرعینا بالایاب المسافر

''اس نے عصائے سفر رکھ دیا' جدائی کے دن ختم ہو گئے' وہی مسرت حاصل ہوئی جیسے مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے''۔

اصحاب رسول ﷺ بالخصوص مہاجرین وانصار اور ان کے دیگر متبعین

اہل علم، وفقہ وروایت

مختصر سوانحی خاکہ مع نام ونسب وصفات وکمالات

محمد بن سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں: میں نے یہ حالات حسب ذیل راویوں کی سند سے لیے ہیں: عروہ، عکرمہ، عاصم بن عمرو بن قتادہ، یزید بن رومان، موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابیہ، عبدالجید بن عبس عن ابیہ، محمد بن جبیر ابن مطعم، سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیس، ان کے علاوہ ایسے راویوں سے بھی میں نے روایت کی ہے جو علمائے مدینہ سے ملے تھے۔

علیٰ ہذا ابو معشر نجیح المدنی، محمد بن اسحاق (بہ دو سلسلہ) موسیٰ ابن عقبہ، زکریا بن زید بن سعد الاشہلی، زکریا بن یحییٰ بن ابی الزوائد السبعی، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن محمد بن عمار بن یاسر، ابراہیم بن نوح بن محمد الظفری، علاوہ بریں ان راویوں سے بھی روایت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور نقیبوں کی تعداد و نام، نیز ان لوگوں کی تعداد و نام سے بھی باخبر تھے جنہیں شرف صحبت نبویؐ حاصل ہوا تھا۔ وکذالك ابونعیم فضل بن دکین، معن بن عیسیٰ الاشجعی القزاز۔

ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی عن ابیہ وغیرہم من اہل العلم۔

ان سب صاحبوں نے مجھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق، نیز طبقہ تابعین کے علماء وفقہاء ورواۃ محدثین کے متعلق جو کچھ بھی بتایا ان سب کو میں نے یک جا کر لیا۔ جہاں تک ان کے نام مجھے معلوم ہوئے حسب موقع ومحل بیان کر دیئے۔

تذکرہ طبقہ اولیٰ

اسلام میں سبقت کرنے والے اور شرکاء غزوۂ بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین:

یہ تمام حضرات ان مہاجرین اوّلین میں سے تھے جنہیں اپنے مقامات سے جدا ہونا پڑا، ہجرت کرنی پڑی، جلاوطن ہونا پڑا، مال ومنال چھن گیا اور دولت سے جدا کر دیئے گئے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے انصار بھی تھے جو دارالاسلام ودارالامان (مدینہ مبارکہ) میں مقیم تھے۔ مزید برآں، ان سب کے حلفا وموالی۔

اور وہ جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔

غزوۂ بدر میں مہاجرین میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے جو بنی ہاشم ابن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی

بن غالب بن فہر میں سے تھے۔ فہر تک قریش کا اجتماع ہے' ابن مالک بن النضر ابن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان جو بنی اسماعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے۔

سید الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ:

الطیب المبارک سید المسلمین وامام المتقین' رسول رب العالمین' ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی' آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ابن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ہے۔

ازواج واولاد کی تفصیل:

رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں قاسم رضی اللہ عنہ تھے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے' ایک فرزند عبداللہ تھے' وہی طیب و طاہر تھے' ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ہوئے' اور چار صاحبزادیاں زینب' ام کلثوم رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں' ان سب صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' وہ سب سے پہلی بیوی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا۔

آپ کے ایک فرزند ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ تھے' ان کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کو بطور (ہدیہ) مقوقس شاہ اسکندریہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ولد اکبر قاسم تھے' ان کے بعد زینب پھر عبداللہ' ام کلثوم' فاطمہ' اور رقیہ۔ قاسم کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے مکے میں سب سے پہلے میت آپ کی تھی' بعد کو عبداللہ کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا کہ ان کی نسل منقطع ہو گئی' یہ ابتر (بے نام ونشان) ہو گئے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اِنَّ شَانِئَكَ هوالابتر﴾ (اے نبی ﷺ آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے)۔

ذی الحجہ ۸ھ میں آپ کے فرزند ابراہیم مدینہ منورہ میں ماریہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے اور صرف اٹھارہ مہینے کے تھے کہ وفات پا گئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے درد کی ابتدا ۲۸ رصفر چار شنبے کو میمونہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کے مکان پر ہوئی' آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبے ۱۱ھ کو ہوئی۔ سہ شنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد مدفون ہوئے۔ ہجرت کے بعد مدینے میں آپ کا دس سال قیام رہا' اس سے قبل بعثت سے ہجرت تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا' آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے' عام الفیل میں یعنی جس سال ابرہہ بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لایا تھا' اسی سال ولادت ہوئی' تریسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

خطاب اسد اللہ واسد رسولہ تھا' آنحضرت ﷺ کے چچا تھے۔ سلسلہ نسب یہ تھا: حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمارہ تھی۔

ان کے لڑکوں میں سے ایک یعلیٰ تھے' جن کی وجہ سے حمزہ کی کنیت ابویعلیٰ تھی۔ ایک فرزند عامر تھے جو لاولد مر گئے' ان دونوں' یعلیٰ و عامر کی والدہ دختر الملة بن مالک بن عبادہ بن حجر بن فائد بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں' جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

ایک فرزند عمارۃ بن حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جن کے نام سے ان کی کنیت ابو عمارہ تھی' عمارہ کی والدہ خولہ بنت قیس بن فہد انصاریہ تھیں' جو ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی اولاد میں سے تھیں۔

امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کی صاحبزادی تھیں' ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس' اسماء بنت عمیس الخثعمیہ کی بہن تھیں۔

یہ امامہ وہی ہیں جن کی پرورش کے بارے میں علی اور جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے جھگڑا کیا تھا۔ ان میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس لیے کہ ان کی خالہ اسماء بنت عمیس ان کے پاس تھیں (یعنی ان کی زوجہ تھیں)۔

امامہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن ابی سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی سے کر دیا اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا تم کو تمہارا حق مل گیا' قبل اس کے کہ امامہ کو اپنے پاس رکھیں وفات پا گئے۔

عمارہ' فضل' زبیر' عقیل اور محمد' یعلیٰ بن حمزہ کے لڑکے تھے جو لاولد مر گئے' حمزہ بن عبدالمطلب کے بیٹے باقی رہے اور نہ پوتے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل' عدی بن الحمراء اور ابن الاسداد نے برا کہا' آپ کو گالیاں دیں اور ایذا پہنچائی' حمزہ بن عبدالمطلب کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو کر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور انہوں نے ابوجہل کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا حمزہ اسلام لائے' ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو قوت ہوگئی۔ یہ واقعہ نبوت کے چھٹے سال ۶ نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' محمد بن صالح اور عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

عبداللہ بن محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما میں عقد مواخاۃ کر دیا' غزوہ اُحد میں جب شریک ہوئے تو زید کو وصیت کی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو سب سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہی کے لیے جھنڈا باندھا اور تیس سواروں کے ہمراہ سریے پر روانہ کیا' وہ لوگ اس قافلہ قریش کو روکنے کے لیے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جو شام سے آ کر مکے کی طرف واپس جا رہا تھا اس میں تین سو سواروں کے ہمراہ ابوجہل بن ہشام بھی تھا' حمزہ رضی اللہ عنہ واپس ہوئے اور ان لوگوں کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی خبر متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلے جھنڈا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا' حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ بدر میں حمزہ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوہ بنی قینقاع میں رسول اللہ کا لواء حمزہ نے اٹھایا اور اس روز رایات نہ تھے' ہجرت کے بعد بتیسویں مہینے جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ اس روز انسٹھ سال کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سال بڑے تھے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت:

وہ ایسے آدمی تھے جو نہ بلند و بالا تھے نہ پست قد۔ انہیں وحشی بن حرب نے شہید کیا' ان کا پیٹ چاک کر کے جگر لے لیا اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس لایا' اس نے اسے چبا کے پھینک دیا پھر وہ آئی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو مثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹ لیے) اور ان سے دو کڑے' دو بازو بند اور دو پازیب بنائیں۔ وہ ان چیزوں کو اور ان کے جگر کو مکے میں لائی۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا' جو اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو دونوں قدم کھل جاتے' اور پاؤں ڈھانکتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چہرہ ڈھانک دو۔ آپ نے ان کے پاؤں پر حرمل' جو ایک گھاس ہے' رکھ دی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں ابوبکر' عمر' علی اور زبیر رضی اللہ عنہم اترے' رسول اللہ ﷺ ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں اس لیے کہ وہ اس روز حالت جنابت میں تھے۔

اس روز حمزہ رضی اللہ عنہ شہداء میں سب سے پہلے شخص تھے جن پر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں' پھر اور شہداء ان کے پاس جمع کیے گئے۔ جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا' پھر ان پر اور اس شہید پر نماز پڑھی جاتی تھی' اس طرح ان پر ستر مرتبہ پڑھی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالاشہل میں اپنے مقتولین پر رونے کی آواز سنی تو فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سنا تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس آئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر روانہ کر دیا۔ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں' رسول اللہ ﷺ نے سنا تو ان عورتوں کے لیے دعا فرمائی اور انہیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد سے آج تک انصار میں سے کوئی عورت اپنی میت پر نہیں روئی تاوقتیکہ پہلے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر نہ رولی ہو۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ احد میں نہر جاری کریں جو انہی کے نام سے منسوب ہوئی تو نہر نکالنے والوں نے انہیں لکھا کہ ہم اسے شہداء کی قبور پر سے نکال سکتے ہیں اور کہیں سے نہیں نکال سکتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ان کی قبریں کھود ڈالو۔ راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ شہداء دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے لوگوں کی گردنوں پر اٹھائے جا رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ سو رہے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں پھاوڑہ لگ گیا تو اس سے خون نکل آیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے چچا کی بیٹی' دختر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کیوں نہ نکاح کر لیجئے' کیونکہ وہ قریش بھر میں بہت خوبصورت یا بہت حسین جوان ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی ہیں اور اللہ نے جو نسب سے حرام کیا وہی رضاع سے بھی حرام کیا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا ہوا کہ میں قریش کی عورتوں میں آپ کا میلان دیکھتا ہوں اور ہمیں آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ "ہاں حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی"۔ فرمایا "وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں اور رضاع سے وہی حرام ہے جو نسب سے حرام ہے۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ انہیں جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دکھائیں' فرمایا: تمہیں طاقت نہیں ہے کہ انہیں دیکھو انہوں نے کہا کیوں نہیں' فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو' پھر جبریل کعبے میں اس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اپنے کپڑے رکھ دیتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اپنی نظر اٹھاؤ اور دیکھو' انہوں نے دیکھا تو ان کے دونوں قدم مثل زمرد کے سبز تھے' وہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے حمزہ رضی اللہ عنہ کو بلا دو' وہ ان سب سے زیادہ مشرکین کے قرابت دار تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ احد کے روز حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہوں یہ کہتے اور کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے' وہ اسی حالت میں تھے کہ یکایک پھسل کر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے' انہیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابو اسامہ نے کہا کہ اس نے انہیں نیزہ کھینچ کے مارا اور قتل کر دیا' اسحٰق بن یوسف نے کہا کہ پھر حبشی (وحشی) نے انہیں نیزہ یا برچھا مارا اور ان کا پیٹ چاک کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد کے دن لشکروں کے ہمراہ آئی اس نے نذر مانی تھی کہ اگر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر قادر ہو گی تو ان کا جگر کھائے گی' جب یہ صورت ہوئی کہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر مصیبت آ گئی تو مشرکین نے مقتولین کو مثلہ کر دیا۔ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کا ایک ٹکڑا لائے ہند اسے لے کے چباتی رہی کہ کھا جائے مگر جب نگلنے پر قادر نہ ہوئی تو تھوک دیا' یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے' محمد نے کہا کہ ہند مسکینہ پر یہ سختیاں تھیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم اُحد میں ابوسفیان نے کہا کہ مقتولین کو مثلہ کیا گیا ہے جو بغیر میرے مشورے کے ہوا' نہ میں نے حکم دیا نہ منع کیا' نہ میں نے پسند کیا نہ ناپسند۔ مجھے برا معلوم ہوا اور اس سے کچھ خوشی نہ ہوئی۔

راوی نے کہا کہ لوگوں نے دیکھا تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک تھا' ان کا جگر ہند نے لے کے کھانا چاہا مگر اس پر وہ قادر نہ

ہوئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اس میں سے کچھ کھایا لوگوں نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا کہ خدا کو منظور نہیں کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی جزو آگ میں داخل کرے۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمایا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ کس نے دیکھی' ایک شخص نے کہا اللہ آپ کو غالب کرے' میں نے ان کا مقتل دیکھا ہے آپ نے فرمایا چلو اور ہمیں دکھاؤ۔ وہ شخص روانہ ہوا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہو گیا' اس نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ پیٹ چاک ہے اور انہیں مثلہ کر دیا گیا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ انہیں تو مثلہ کر دیا گیا' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا۔ آپ مقتولین کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں ان سب پر گواہ ہوں' انہیں مع ان کے خونوں کے کفن دے دو۔ کوئی مجروح ایسا نہیں ہے جسے راہ خدا میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے روز اس حالت میں نہ آئے کہ اس کا خون بہتا ہو' رنگ اس کا خون کا ہو اور خوشبو اس کی مشک کی' انہیں آگے کرو جو زیادہ قرآن جانتے تھے' پھر انہیں لحد میں رکھ دو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے روز حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس اس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں وہ شہید ہوئے تھے' آپ نے ایسا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کا دل دکھانے والا ہوتا' دیکھا کہ انہیں مثلہ کر دیا گیا تھا۔ فرمایا ''تم پر اللہ کی رحمت ہو' تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا' خیرات دینے والا' کوئی اور ہو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے بعد لوگوں کو رنج ہوگا تو میں یہ پسند کرتا کہ تمہیں بغیر کفن و دفن کے چھوڑ دوں کہ اللہ مختلف جانوں سے تمہارا حشر کرے بے شک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے ان میں سے ستر آدمیوں کا ضرور ضرور مثلہ کروں''۔

جبریل علیہ السلام اس وقت کہ نبی ﷺ کھڑے تھے سورۂ نحل کی آخری آیتیں لے کے اترے **''وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به''** سے آخر آیات تک (اگر بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے نہایت بہتر ہے) نبی ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا' اس سے باز آ گئے جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا' اور صبر کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یوم احد میں حمزہ رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو ان کی بہن صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں تلاش کرنے آئیں' انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ کیا ہوئے' وہ علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے ملیں' علی رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں سے بیان کر دو' زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں' تم اپنی پھوپھی سے بیان کر دو۔ صفیہ نے پوچھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا' لیکن دونوں نے حقیقت حال چھپائی اور ظاہر کیا کہ وہ نہیں جانتے' نبی ﷺ آئے اور فرمایا کہ مجھے صفیہ کی عقل پر اندیشہ ہے' اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ کے دعا کی تو صفیہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور روئیں۔

آپ آئے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے جن کو مثلہ کر دیا گیا تھا' فرمایا: اگر عورتوں کی بے صبری نہ ہوتی تو میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا' تاکہ وہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے۔

مقتولین کے متعلق حکم دیا اور ان پر نماز پڑھنے لگے' آپ نو شہیدوں کو اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو یک جا رکھتے ان پر سات مرتبہ تکبیر کہتے' پھر وہ اٹھا لیے جاتے' دوسرے نو کو لایا جاتا' آپ ان پر تکبیر کہتے' یہاں تک کہ آپ سب سے فارغ ہو گئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ پر گزرے جن کی ناک کاٹ دی گئی تھی اور انہیں مثلہ کر دیا گیا تھا' فرمایا: اگر صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے دل میں رنج نہ کرتیں تو میں انہیں چھوڑ دیتا کہ چوپائے خوراک کھا لیتے اور وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے۔

انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا' جب ان کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب وہ پاؤں پر کھینچ دی جاتی تھی تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ کپڑے کم تھے اور مقتولین زیادہ' ایک اور دو اور تین آدمیوں کو ایک چادر میں کفن دیا جاتا' آپ تین اور دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پوچھتے کہ ان میں سے کون قرآن زیادہ جانتا ہے' جو قرآن زیادہ جانتا اس کو لحد میں مقدم کرتے۔ عروہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

خباب نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا' ان کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں باہر ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا' ان کا سر ڈھانک دیا گیا اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔

ابی اسید الساعدی سے مروی ہے کہ میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا جب لوگ چادر کھینچتے تھے تو ان کے دونوں قدم کھل جاتے تھے اور قدموں پر کھینچتے تھے تو ان کا چہرہ کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے ان کے چہرے پر کر دو اور پاؤں پر اس درخت کے پتے کر دو' رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھایا تو اصحاب رو رہے تھے۔ فرمایا: تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' کہا گیا کہ یارسول اللہ ہم آج آپ کے چچا کے لیے ایک کپڑا بھی ایسا نہیں پاتے جو انہیں کافی ہو جائے' فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کشت زاروں کی طرف نکلیں گے' ان میں وہ کھانا کپڑا سواری (یا آپ نے فرمایا سواریاں) پائیں گے' اپنے اعزہ کو لکھیں گے کہ ہمارے پاس آ جاؤ' کیونکہ تم ایسی زمین میں ہو جو بے گیاہ ہے' حالانکہ مدینہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے' اگر وہ جانتے ہوتے' جو اس کی سختی وشدت پر صبر کرے گا' میں قیامت کے روز ان کا شفیع یا شہید ہوں گا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب اس طرح آئیں کہ ان کے ہمراہ دو چادریں تھیں کہ ان دونوں میں اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کفن دے دیں' رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن العوام سے' جن کی وہ ماں تھیں اور وہ ان کے بیٹے تھے' فرمایا کہ اس عورت کو سنبھالو' وہ ان کے سامنے گئے کہ انہیں واپس کر دیں' صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اسی طرح میں جاؤں گی' نہ تمہارے لیے زمین ہو نہ تمہارے لیے ماں ہو' وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں' اتفاق سے ان کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش تھی' حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان دونوں میں سے جو چادر بڑی تھی اس میں کفن دیا گیا اور انصاری کو دوسری چادر میں۔

اشعث سے مروی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آیا شہداء کو غسل دیا جائے گا تو انہوں نے کہا: ہاں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے ملائکہ کو حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیتے ہوئے دیکھا۔ [1]

---

[1] اس جواب میں خطا ہے۔ اس لیے کہ اوّل تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا غسل ان کے بحالت جنابت ہونے کی وجہ سے تھا۔ دوسرے وہ بھی کسی انسان نے انہیں غسل نہیں دیا۔ ملائکہ نے دیا۔ اس لیے کسی شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ جیسا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہداء کو غسل نہیں دیا گیا' اگرچہ ملائکہ غسل دیں' کیونکہ وہ ہماری شریعت کے مکلف نہیں۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شہدائے احد پر دس دس پر اس طرح نماز پڑھی کہ ہر دس کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ پر نماز پڑھی' آپ نے ان پر نو مرتبہ تکبیر کہی' پھر دوسری جماعت کو لایا گیا آپ نے ان پر سات مرتبہ تکبیر کہی' پھر دوسری جماعت کو لایا گیا تو آپ نے ان پر پانچ مرتبہ تکبیر کہی' یہاں تک کہ آپ ان سے فارغ ہو گئے سوائے اس کے آپ نے تکبیر طاق مرتبہ کہی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو رکھا' ان پر نماز پڑھی انصار کے ایک آدمی کو لایا گیا' انہیں ان کے پہلو میں رکھا گیا' آپ نے ان پر نماز پڑھی' پھر وہ انصاری اٹھا لیے گئے اور حمزہ رضی اللہ عنہ رہنے دیئے گئے یہاں تک کہ اس روز آپ نے ان پر ستر نمازیں پڑھیں۔

شعبیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' ایک شخص کو لایا گیا اور اسے رکھا گیا' آپ نے ان دونوں پر ملا کے نماز پڑھی' اس شخص کو اٹھایا گیا اور دوسرے کو لایا گیا' آپ برابر یہی کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے اس روز حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر نمازیں پڑھیں۔ ابوالضحیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ جل شانہ کے اس قول:

﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتًا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾

''اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہرگز مردہ نہ سمجھ' وہ زندہ ہیں جنہیں ان کے پروردگار کے پاس رزق دیا جاتا ہے''۔

میں نے کہا کہ یہ آیت شہدائے اُحد کے بارے میں نازل ہوئی' اور یہ آیت: ﴿ويتخذ منكم شهداء﴾ (تاکہ اللہ تم میں سے شہید بنائے) بھی انہیں کے بارے میں نازل ہوئی' اس روز ستر مسلمان شہید ہوئے' چار مہاجرین میں سے' حمزہ بن عبدالمطلب' مصعب بن عمیر جو بنی عبدالدار کے بھائی تھے' شماس بن عثمان المخزومی اور عبداللہ بن جحش الاسدی رضی اللہ عنہم بقیہ انصار میں سے تھے۔

قیس بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو قسم کھاتے سنا کہ یہ آیات: ﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم فالذين كفروا﴾ (یعنی یہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا' جن لوگوں نے کفر کیا تو ان کے لیے آگ کے کپڑے بیونتے جائیں گے) سے ﴿ان الله يفعل مايريد﴾ (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) تک بدر کے دن ان چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں: حمزہؓ بن عبدالمطلب' علیؓ بن ابی طالب' عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احد سے لوٹے تو آپ نے بنی عبدالاشہل کی عورتوں کو اپنے شہداء پر روتے سنا' فرمایا: تمہارے لیے حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ ان کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں' انصار کی عورتیں آپ کے پاس جمع ہوئیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں' رسول اللہ ﷺ سو گئے تھے' بیدار ہوئے تو وہ رو رہی تھیں' فرمایا: ان کا بھلا ہو وہ اب تک یہیں ہیں' انہیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب احد سے فارغ ہوئے تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں پر گزرے' انہیں ان

لوگوں پر روتے سنا جو اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سنا تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس گئے اور انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جائیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا رونا سنا تو فرمایا: یہ کون ہیں۔ کہا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں' آپ ان کے پاس نکل کر آئے اور فرمایا: واپس جاؤ' آج کے بعد رونا جائز نہیں ہے۔

زہیر بن محمد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر برکت کرے' تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر' اور عبدالعزیز ابن محمد کی روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) اللہ تم پر رحمت کرے' تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس ہوئے تو اس حالت میں گزرے کہ بنی عبدالاشہل کی عورتیں اپنے مقتولین پر رو رہی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی رونے والیاں نہیں' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو روانہ کر دیا اور انہیں مسجد کے دروازے پر اس حالت میں لائے کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم لوگ بھی ان کے ساتھ رونے لگے' رسول اللہ ﷺ سو گئے حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے' آپ بیدار ہوئے اور آخری نماز عشاء پڑھ کے سو گئے' حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے' پھر آپ بیدار ہوئے' آواز سنی تو فرمایا: میں انہیں اس وقت تک یہیں دیکھتا ہوں ان سے کہو کہ واپس جائیں آپ نے ان کے لیے ان کے شوہر اور ان کی اولاد کے لیے دعا کی۔ صبح ہوئی تو آپ نے رونے سے اس شدت سے منع کر دیا جس شدت سے آپ اور کسی شئے (ناجائز) سے منع کرتے تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُحد سے آئے تو بنی عبدالاشہل پر اس حالت میں گزرے کہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین پر ان کی خوبیاں بیان کر کے رو رہی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی رونے والیاں نہیں؟ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم اپنا گریہ و بیان محاسن حمزہ رضی اللہ عنہ سے بدل دو' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر سنتے رہے' آپ کا قیام طویل ہوا' پھر آپ واپس ہوئے' صبح کو منبر پر کھڑے ہو کے اس طرح نوحے سے قطعاً منع کر دیا جس طرح بڑی شدت سے ناجائز شئے سے منع کرتے تھے فرمایا: ہر محاسن بیان کر کے رونے والی جھوٹی ہے سوائے حمزہ رضی اللہ عنہ کے محاسن بیان کر کے رونے والی کے۔

محارب بن دثار سے مروی ہے کہ جب حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو لوگ اپنے مقتولین پر رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں' انصار نے سنا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا' وہ ان پر روئیں' ایک عورت اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے بلند آواز سے روتی ہوئی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس عورت سے) فرمایا کہ تم نے شیطان کا کام کیا' جس وقت وہ زمین کی طرف پھینکا گیا تھا تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کے بلند آواز سے رو رہا تھا' وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ایک دوسرے کو قتل کرے' جو (غم سے) کپڑے پھاڑے اور جو زبان سے ایذا پہنچائے۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آ کے اس کی مرمت اور اصلاح کرتی تھیں۔ [1]

---

[1] "حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے"۔

سیدنا زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ:

زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس ابن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود' عبدود کے والد نے ان کا نام بضمہ رکھا تھا' ابن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات ابن رقیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران ابن الحاف بن قضاعہ' قضاعہ کا نام عمرو ہے' ان کا نام قضاعہ اس لیے رکھا گیا کہ اس لفظ کے معنی دوری کے ہیں' وہ اپنی قوم سے دور ہو گئے تھے۔ ابن مالک بن عمرو بن مرہ بن مالک بن حمیر ابن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان' قحطان کی طرف الیمن کا اجتماع ہے۔

زید بن حارثہ کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر بن افلت ابن سلسلہ ہیں جو قبیلہ طے کے بنی معن میں سے ہیں۔

سعدیٰ والدہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی اس طرح زیارت کی کہ زید رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بنی القین بن حبر کے ایک لشکر نے ڈاکہ ڈالا' وہ بنی معن کے گھروں پر گزرے' جو والدۂ زید کی قوم تھی' انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا' اس زمانے میں وہ کم سن بلوغ تھے اور خدمت کے قابل ہو گئے تھے۔

وہ لوگ انہیں بازار عکاظ میں لائے اور بیع کے لیے پیش کیا۔ انہیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے اپنی پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے لیے چار سو درہم میں خرید لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے لیا۔ ان کے والد حارثہ بن شراحیل نے' جب وہ ان سے جدا ہو گئے تو اشعار ذیل کہے:

بکیت علی زید ولم ادرما فعل احیّ فیرجی ام اتی دونہ الاجل

''میں زید پر رویا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوا۔ آیا زندہ ہے جس کی امید کی جائے یا اسے موت آ گئی۔

فواللّٰہ مادری وان کنت سائلا اغالك سهل الارض ام غالك الجبل

مگر واللہ مجھے معلوم نہیں' اگرچہ میں تلاش میں ہوں۔ کہ آیا تجھے سطح زمین کھا گئی یا پہاڑ کھا گیا۔

فیالیت شعری هل لك الدهر رجعة فحسبی من الدنیار جوعك لی بجل

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آیا کسی وقت تو واپس بھی ملے گا۔ میں یہ جان لیتا تو دنیا بھر کے بدلے تیری واپسی کو کافی سمجھتا۔

تذکرنیه الشمس عند طلوع ها وتعرض ذکراه اذا قارب الطّفل

آفتاب اپنے طلوع کے وقت مجھے زید کی یاد دلاتا ہے اور اس کی یاد سامنے آ جاتی ہے جب تاریکی شب قریب ہوتی ہے۔

وان هبّت الارواح هیّجن ذکره فیاطول ماحزنی علیه ویا وجل

ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو برانگیختہ کرتی ہیں' پھر ہائے میرا طول غم و شرمندگی۔

ساعمل نصّ العیس فی الارض جاهدًا ولااسام التطواف اوتسام الابل

میں روئے زمین پر ہر جگہ اونٹ پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں کوشش کروں گا۔ میں تلاش سے نہ تھکوں گا جب تک اونٹ نہ تھک۔

جائے۔

حیاتی اوتاتی علی منیتی وکل امرئ فانٍ وان عزه الامل

میری زندگی رہے یا مجھے موت آ جائے۔ ہر شخص فانی ہے اگرچہ اسے امید دھوکا دے۔

واوصی به قیسًا وعمرًا کلیهما واوصی یزید اثم من بعدهم جبل

اس کے متعلق میں قیس اور عمرو دونوں کو وصیت کرتا ہوں اور یزید کو بھی وصیت کرتا ہوں اور ان کے بعد جبل کو''۔

جبل سے ان کی مراد جبل بن حارثہ ہے جو زید سے بڑا تھا' اور یزید سے مراد زید کا اخیافی بھائی ہے جو یزید بن کعب بن شراحیل تھا۔ قبیلہ کلب کے کچھ لوگوں نے حج کیا' انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا زید رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچانا اور لوگوں نے زید رضی اللہ عنہ کو پہچانا' زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار پہنچا دو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے مجھ پر فریاد کی ہے' اور کہا کہ:

الکنی الی قومی وان کنت نائیًا بانی قطین البیت عند المشاعر

''میری قوم کو خبر پہنچا دو' اگرچہ میں دور ہوں' کہ میں بیت اللہ میں مشعر حرام کے پاس مقیم ہوں۔

نکفوا من الوجد الذی قد شجاکم ولا تعملوا فی الارض نص الاباعر

اس غم سے باز آ ؤ جس نے تمہیں غمگین کر دیا ہے اور آخری اونٹوں کو زمین میں کام میں نہ لاؤ۔

فانی بحمد اللّٰه فی خیر اسراة کرام معد کابرا بعد کابرا

کیونکہ میں بحمد اللہ شریف خاندان میں ہوں' ایسا شریف خاندان جو نسلاً بعد نسلاً بزرگ رہتا چلا آیا ہے''۔

کلبی لوگ چلے گئے' انہوں نے ان کے والد کو آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میرا بیٹا موجود ہے۔ انہوں نے ان سے ان کا حال' ان کا مقام اور وہ کس کے پاس ہیں سب بیان کیا تو حارثہ و کعب فرزندان شراحیل ان کا فدیہ لے کے روانہ ہوئے' دونوں مکے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں' وہ آپ کے پاس گئے اور کہا:

''اے فرزند عبداللہ و عبدالمطلب' اے فرزند ہاشم! اور اے اپنی قوم کے سردار کے فرزند! تم لوگ اہل حرم ہو' اس کے ہمسایہ ہو' اس کے بیت کے پاس ہو' غمگین کو غم سے چھڑاتے ہو اور اسیر کو کھلاتے ہو ہم تمہارے پاس اپنے بیٹے کے معاملے میں آئے ہیں جو تمہارے پاس ہے' لہٰذا ہم پر احسان کرو' اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کرو' ہم فدیے میں آپ کی قدر کریں گے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا اس کے سوا کسی اور صورت پر بھی راضی ہو۔ انہوں نے کہا: وہ کیا' آپ نے فرمایا زید کو بلاؤ' انہیں اختیار دے دو' اگر وہ تمہیں اختیار کر لیں تو وہ بغیر فدیے کے تمہارے لیے ہیں' اور اگر وہ مجھے اختیار کریں تو واللہ میں ایسا نہیں ہوں کہ جو مجھے اختیار کرے میں اس کے لیے کسی اور کو اختیار کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں نصف سے زاید دے دیا اور احسان کیا۔

آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا' کیا تم انہیں پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا: یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں وہ شخص ہوں کہ تم نے جان لیا اور اپنے لیے میری صحبت کو دیکھ لیا' پھر مجھے

اختیار کر دیا ان دونوں کو اختیار کرو زید نے کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ آپ پر کسی اور کو اختیار کروں' آپ بجائے میرے ماں باپ کے ہیں۔

ان دونوں نے کہا اے زید رضی اللہ عنہ تم پر افسوس ہے کہ تم غلامی کو آزادی پر اور اپنے باپ اور چچا اور گھر والوں پر ترجیح دیتے ہو' انہوں نے کہا' ہاں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات دیکھی ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ ان پر کبھی کسی کو اختیار کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وفاداری دیکھی تو انہیں حجر اسود کے پاس لے گئے اور فرمایا: اے حاضرین گواہ رہو کہ زید رضی اللہ عنہ میرے بیٹے ہیں' میں ان کا وارث ہوں' وہ میرے وارث ہیں' باپ اور چچا نے یہ واقعہ دیکھا تو ان کے دل خوش ہو گئے اور دونوں واپس گئے' پھر انہیں زید بن محمدؐ پکارا جانے لگا' یہاں تک کہ اللہ اسلام کو لایا۔

یہ سب ہم سے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے اور انہوں نے جمیل بن مرثد الطائی وغیرہما سے روایت کی' انہوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ اپنے والد سے' انہوں نے ابی صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی اسناد میں کلام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش ابن رئاب الاسدیہ سے ان کا نکاح کر دیا' زینب کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں' زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ منافقین نے اعتراض کیا اور طعنہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے کی بیویوں کو حرام کہتے ہیں' حالانکہ خود انہوں نے اپنے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے' اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین ﴾

آخر آیت تک ''محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں''۔

اور ﴿ ادعوھم لاٰبائھم ﴾ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔

اس روز سے وہ بجائے زیدؓ بن محمدؐ کے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پکارے جانے لگے' اور تمام متبنیٰ اپنے باپ کے نام سے پکارے جانے لگے' مقداد بن عمرو کی طرف منسوب ہو گئے جو ان کے والد تھے' حالانکہ اس کے قبل مقداد بن الاسود کہا جاتا تھا اور الاسود بن عبد یغوث زہری نے انہیں متبنیٰ بنایا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ہم انہیں زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ ادعوھم لاٰبائھم ﴾ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔ زید بن حارثہ الکلبی مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا: ﴿ ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللّٰه ﴾ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ مناسب ہے)۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ﴾ (محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں) کے متعلق مروی ہے کہ یہ زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ثابت سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زیدؓ بن

محمد ﷺ کہا جاتا تھا۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے زید تم میرے مولیٰ ہو اور مجھ سے ہو میری طرف ہو اور ساری قوم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔

محمد بن الحسن بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دس سال کا فرق تھا' رسول اللہ ﷺ ان سے بڑے تھے' زید پست قد اور نہایت تیز گندم گوں تھے' ناک چپٹی تھی اور ان کی کنیت ابو اسامہ تھی۔ زہری وغیرہم سے پانچ سلسلوں سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' محمد بن صالح نے کہا: عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان ہے کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

عاصم بن عمرو (وغیرہ سے چار سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے درمیان اور زید بن حارثہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

شرقی بن قطامی وغیرہ سے مروی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط' جن کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس تھیں' اور اروی بنت کریز کی ماں ام حکیم تھیں' جن کا نام البیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں آئیں۔

ام کلثوم کو زبیر بن العوام' زید بن حارثہ' عبدالرحمٰن بن عوف اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے پیام نکاح دیا تو انہوں نے اپنے اخیافی بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا' انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سے پوچھو' وہ آپ کے پاس آئیں۔ آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کا مشورہ دیا۔ انہوں نے زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا اور ان کے یہاں ان سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ زید تو بچپن ہی میں مر گئے اور رقیہ عثمان رضی اللہ عنہ کی پرورش میں مر گئیں۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور درّہ بنت ابی لہب سے نکاح کر لیا' انہیں بھی طلاق دے دی اور ہند بنت العوام ہمشیرہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ باندی اور اپنی کھلائی ام ایمن سے کر دیا اور انہیں جنت کی بشارت دی' ام ایمنؓ کے یہاں ان سے اسامہ پیدا ہوئے اور ان کے نام سے ابو اسامہ ان کی کنیت ہو گئی۔

زید رضی اللہ عنہ بدر اور احد میں حاضر ہوئے' انہیں رسول اللہ ﷺ نے جب آپ المریسیع تشریف لے گئے مدینے پر خلیفہ بنایا' وہ خندق' حدیبیہ اور خیبر میں حاضر ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سات سریوں کے امیر ہو کر روانہ ہوئے۔ پہلا سریہ القردہ کا تھا' انہوں نے

قافلے کو روکا اور اسے پالیا' ابوسفیان بن حرب اور سرداران قوم بچ گئے' اس روز فرات بن حیان العجلی گرفتار ہو گیا' وہ قافلے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے اسے پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نو جہاد کیے' جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا۔

وائل بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے البہی سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اس کے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو کسی لشکر کے ساتھ نہیں بھیجا کہ انہیں ان لوگوں پر امیر نہ بنایا ہو' اگر وہ آپ کے بعد رہ گئے تو آپ نے انہیں خلیفہ بنایا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ سب سے پہلا سریہ جس میں زید رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے سریۃ القردہ ہے' پھر الجموم کی جانب سریہ ہے' اس کے بعد العیص کی جانب' پھر ان کا سریۃ الطرف کی جانب ہے۔ پھر حسمیٰ کی جانب اس کے بعد ام قرفہ کی جانب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں انہیں لوگوں میں امیر بنایا اور دوسرے امیروں پر مقدم کیا' مسلمانوں اور مشرکوں کا اس طرح مقابلہ ہوا کہ امرا پیادہ لڑ رہے تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور قتال کیا' لوگوں نے بھی ان کے ساتھ قتال کیا۔ مسلمان اپنی صفوں ہی میں تھے' زید رضی اللہ عنہ نیزہ مارے جانے سے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور فرمایا کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرو' وہ اس جنت میں داخل ہو گئے جس کی وہ سعی کرتے تھے۔ غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔ جس روز زید رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے بچپن سال کے تھے۔

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن حارثہ اور جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کا حال بیان کیا آپ نے زید رضی اللہ عنہ سے ابتداء کی اور فرمایا: اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ جعفر اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہما کی مغفرت کر۔

ابوقتادہ انصاری سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوار تھے' مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کے لشکر کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم پر امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں اگر زید رضی اللہ عنہ پر مصیبت آ جائے تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' اگر جعفر رضی اللہ عنہ پر مصیبت آ جائے تو عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا یا رسول اللہ مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ آپ مجھ پر زید رضی اللہ عنہ کو عامل بنائیں گے' آپ نے فرمایا انہیں رہنے دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان میں کون بہتر ہے۔

خالد بن شمیر سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پر مصیبت (ہلاکت) آ گئی تو وہ رونے کے لیے تیار ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یا رسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ اپنے حبیب کی طرف حبیب کا شوق ہے۔

حضرت ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ:

ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ' حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے' ان کا نام کناز بن الحصین بن یربوع بن ظریف بن خرشہ

بن عبید بن سعد بن قیس ابن غیلان بن مضر تھا' وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دوست تھے اور بڑے لمبے قد کے آدمی تھے' سر میں بال بہت تھے اور (بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومرثد اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ اوران کے بیٹے مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابومرثد رضی اللہ عنہ بدر' احد اور خندق میں اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ھ میں بوڑھے ہو کے چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ:

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور اوس بن الصامت کے درمیان' جو عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے' عقد مواخاۃ کیا تھا۔

سعد بن مالک الغنوی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ بدر کے روز اس گھوڑے پر حاضر ہوئے جس کا نام السبل تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ احد میں بھی حاضر ہوئے اور الرجیع کی جنگ میں شہادت پائی۔ وہ اس سریے میں امیر تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کی طرف ہجرت فرمانے کے چھتیسویں مہینے ہوا۔

حضرت انسہ رضی اللہ عنہ (حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام):

عمران بن مناخ مولائے بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ جب انسہ رضی اللہ عنہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ عام بن عمرو نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انسہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن شہید ہوئے۔ محمد بن عمرو (الواقدی) نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں' میں نے اہل علم کو یہ ثابت کرتے دیکھا کہ وہ بدر میں شہید نہیں ہوئے' وہ احد میں بھی حاضر ہوئے اور اس کے بعد بہت زمانے تک زندہ رہے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ انسہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال ہوا' وہ سرداروں کی اولاد میں سے اور خالص عربی نہ تھے' ان کی کنیت ابومسرح تھی۔

زہریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ظہر اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے تھے اور یہی سنت ہے' اسی پر آپ کے مولیٰ انسہ رضی اللہ عنہ بھی قائم تھے۔

حضرت ابوکبشہ سلیم رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں' ان کا نام سلیم ہے' جو علاقہ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔ عمران بن مناخ سے

مروی ہے کہ جب ابو کبشہ مولائے رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو کبشہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر واحد اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے ہی دن ان کی وفات ہوئی جو ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ سہ شنبہ تھا۔

صالح شقران بن عدی:

رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے' پہلے یہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو پسند آئے تو آپ نے ان کو خرید لیا' وہ حبشی تھے' نام صالح بن عدی تھا بحالت غلامی بدر میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں قیدیوں پر عامل بنایا' ان کے لیے حصہ نہیں لگایا' مگر انہیں ہر شخص نے جس کا کوئی قیدی تھا اجرت دی' اس طرح انہیں اس سے زیادہ مل گیا جتنا جماعت کے کسی آدمی کو حصے میں ملتا تھا۔ بدر میں اور بھی تین غلام بحالت غلامی حاضر ہوئے تھے' ایک غلام عبدالرحمٰن بن عوف کا' ایک غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا اور ایک غلام سعد بن معاذ کا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو اجرت دی اور ان کے لیے حصہ نہیں لگایا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولیٰ شقران کو ان تمام اشیاء پر جو اہل مریسیع کے یہاں از قسم اسباب خانہ داری واسلحہ ومویشی پائے گئے اور تمام بچوں اور عورتوں پر جو اس علاقے میں تھے عامل بنایا' آپ نے اپنی وفات کے وقت ان کے لیے وصیت فرمائی' وہ ان لوگوں میں موجود تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ہمراہ آپ کے غسل میں حاضر تھے' جو شقران کے علاوہ آٹھ تھے۔

عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

سیدنا عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی تھیں' ابن الحویرث بن حبیب بن مالک بن الحارث بن حطیط بن جشم بن قصی جو ثقیف تھے عبیدہ کی اولاد میں معاویہ' عون' منقذ' الحارث محمد' ابراہیم' ریطہ' خدیجہ' سخیلہ' صفیہ مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھے' عبیدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے دس سال بڑے تھے' ان کی کنیت ابوالحارث بھی تھی' وہ متوسط اندام گندم گوں اور خوب صورت تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبیدہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیدہؓ' طفیلؓ' حصین فرزندان حارث بن عبدالمطلب اور مسطح بن اثاثہ بن المطلب مکے سے ہجرت کے لیے روانہ ہوئے' انہوں نے بطن ناجح میں ملنے کا وعدہ کیا' مسطح رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے اس لیے کہ انہیں سانپ نے کاٹ کھایا' صبح ہوئی تو ان کے پاس خبر آئی' یہ لوگ ان کے پاس گئے' ان کو الحصاص میں پایا' پھر انہیں لے کر مدینے آئے

اور عبدالرحمٰن ابن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور طفیلؓ اور ان کے دونوں بھائیوں کو وہ مقام بطور جاگیر دے دیا جو اس روز مدینے میں ان لوگوں کے وعظ و تبلیغ کا مقام تھا اور بقیع زبیر اور بنی مازن کے درمیان تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور بلال رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور عمیر بن الحمام انصاری سے بھی ان کا عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں بدر میں قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے آنے کے بعد سب سے پہلے جو جھنڈا باندھا وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔ ان کے بعد عبیدہ بن الحارث ابن المطلب کا جھنڈا باندھا اور انہیں ساٹھ ستر شتر سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ لوگ ابوسفیان بن حرب بن امیہ سے جو دو سو آدمیوں کے ہمراہ تھا' بطن رابغ کے چاہ احیا پر ملے' اس روز ان لوگوں کے درمیان سوائے دور سے تیراندازی کے اور کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے تلواریں نہیں نکالیں اور نہ ایک دوسرے کے قریب آئے' اس روز جس نے سب سے پہلا تیر پھینکا وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔

یونس بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن عبیدہ بن الحارث کو شیبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے الصفراء میں دفن کر دیا۔ مجھے میرے والد نے عبیدہ بن الحارث کی قبر دکھائی تھی جو عین الجدول سے نیچے ذات اجذال کے تنگ راستے پر ہے' اور یہ الصفراء کا حصہ ہے۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ جس روز شہید ہوئے تریسٹھ سال کے تھے۔

سیدنا طفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ:

نام طفیل رضی اللہ عنہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھا' ان کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی ثقفیہ تھیں' وہی عبیدہ بن الحارث کی بھی والدہ تھیں' طفیل کی اولاد میں عامر بن الطفیل تھے' رسول اللہ ﷺ نے طفیل بن الحارث اور منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ ابن الجلاح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' یہ محمد بن عمر کی روایت ہے لیکن محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ نے طفیل بن الحارث اور سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ طفیل بدر و احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ستر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

سیدنا حصین بن الحارث رضی اللہ عنہ:

حصین بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی اور ان کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی الثقفیہ تھیں' وہی عبیدہؓ اور طفیلؓ فرزندان حارث کی والدہ تھیں' حصین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبداللہ شاعر تھے' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عدی بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حصین بن الحارث رضی اللہ عنہ اور رافع بن عنجدہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن عمر کی روایت ہے لیکن محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ نے حصین اور عبداللہ ابن جبیر برادر خوات بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ حصینؓ بدر و احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ۳۲ھ میں طفیل بن

الحارث کے ایک ماہ بعد ان کی وفات ہوئی۔

سیدنا مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ:

نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی' کنیت ابو عباد تھی' ان کی والدہ ام مسطح بنت ابی رہم بن عبد المطلب ابن عبد مناف بن قصی تھیں' وہ بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسطح بن اثاثہ اور زید بن المزین کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مسطح بدر و احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے' ان کو اور ابن الیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں پچاس وسق غلہ دیا' ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی جب کہ وہ چھپن سال کے تھے۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن مناف بن قصی' ان کا نام ہشیم تھا' والدہ ام صفوان تھیں' جن کا نام فاطمہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث الکنانی تھا۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں محمد تھا جس کی ماں سہلہ بنت سہیل ابن عمرو بنی عامر بن لوی میں سے تھیں یہ وہی شخص تھا جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں کھڑا ہوا' ان کی مخالفت پر اہل مصر کو برانگیختہ کیا' جس سے وہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہو گئے۔[1]

ایک بیٹا عاصم بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ تھا' اس کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن حرب بن امیہ تھیں۔ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سب اولاد ختم ہو گئی۔ ان میں سے کوئی نہ رہا اور ان کے والد عتبہ بن ربیعہ کی بھی سب اولاد ختم ہو گئی سوائے مغیرہ بن عمران بن عاصم بن الولید بن عتبہ بن ربیعہ کے کہ وہ شام میں تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہو کے اس میں دعا کرنے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں تھے' ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں جن کے یہاں وہیں ملک حبشہ میں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوا۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب ابوحذیفہ بن عتبہ اور سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں عباد بن بشر کے یہاں اترے اور دونوں یمامہ میں قتل ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد ابن بشر اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عبد الرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے' انہوں نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو جنگ کی دعوت دی تو

---

[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

ان کی بہن ہند بنت عتبہ نے اشعار ذیل کہے۔

الاحول الاثعل المشوم طائرہ ابوحذیفة شر الناس فی الدین

بھینگا جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں جس کا مقدر منحوس ہے۔ وہ ابو حذیفہ جو دین میں سب لوگوں سے بدتر ہے۔

اما شکرت ابا ربّاك من صغرٍ حتی شببت شبابا غیر محجوف

تو نے اپنے باپ کا شکر نہ کیا جس نے تجھے بچپن سے پالا' یہاں تک کہ تو ایسا جوان ہو گیا جس میں کمر کی کجی نہیں ہے''۔

راوی نے کہا' ابوحذیفہ لمبے اور خوب صورت آدمی تھے' دانت تلے اوپر تھے جس کو اثعل کہتے ہیں اور بھینگے بھی تھے' احد اور خندق میں اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۱۲ھ جنگ یمامہ میں جب کہ وہ ترپن یا چون سال کے تھے قتل کیے گئے۔ یہ سانحہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ (سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام):

ابن عتبہ بن ربیعہ' موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ سالم ابن معقل اصطخر کے تھے جو شبیتہ بنت یعار انصاریہ کے مولیٰ تھے' معقل کے بعد بنی عباد بن زید بن مالک بن عوف بن عمر بن عوف میں سے کوئی تھے جو اوس میں انیس بن قتادہ کی قوم سے تھے۔ سالم کو شبیتہ بنت یعار نے آزاد کیا' اس لیے بنی عبید کے انصار میں ان کا ذکر ہوتا ہے' ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی موالات کی وجہ سے وہ مہاجرین میں بھی شمار ہوتے ہیں (موالاۃ: یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر ایمان لائے یا ایمان لانے کے بعد اس سے اپنا تعلق وابستہ کر لے اور اسے اپنا وارث بنا لے)۔

ابی سفیان سے مروی ہے کہ سالمؓ شبیتہ بنت یعار انصاریہ کے غلام تھے' ابوحذیفہ کے ماتحت تھے' انہیں انصاریہ نے آزاد کر دیا' انہوں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کو موالاۃ کر کے ولی بنا لیا' ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں متبنیٰ کر لیا' جس سے سالم بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا جانے لگا۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو نے کہا کہ آیت ﴿ادعوهم لآبائهم﴾ (متبنیٰ لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) کے نازل ہونے پر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سالم تو ہمارے پاس بیٹے کے طور پر تھے (اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے باپ کے نام سے انہیں نہ پکاریں' بلکہ اپنے ہی نام سے پکاریں) فرمایا: انہیں پانچ مرتبہ اپنا دودھ پلا دو تو وہ تمہارے پاس بغیر پردے کے آ سکیں گے' میں نے انہیں دودھ پلایا حالانکہ وہ بڑے تھے۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ان کا نکاح کر دیا' جب وہ جنگ یمامہ میں قتل ہو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث ان کی مولاۃ (انصاریہ) کے پاس بھیجی' ان انصاریہ نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بھجوائی' جب بھی انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے انہیں اللہ کے لیے آزاد کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں داخل کر دیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سالم رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلام تھے' انہوں نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں' ثلث مال کی غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرنے کی اور ثلث مال کی اپنے آزاد کرنے والوں کے لیے وصیت کی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کو ایک انصاریہ نے اللہ کے لیے آزاد کیا اور کہا کہ تم جسے چاہو اپنا مولیٰ بنالو انہوں نے ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا مولیٰ بنایا' وہ ان کی بیوی کے پاس بغیر پردے کے جاتے تھے۔ بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس امر کو (بطور ناگواری) ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا انہیں دودھ پلا دو' انہوں نے کہا کہ وہ تو داڑھی والے ہیں' فرمایا مجھے معلوم ہے کہ وہ داڑھی والے ہیں۔ جنگِ یمامہ میں وہ شہید ہو گئے تو ان کی میراث انصاریہ کو دے دی گئی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ میرے ہمراہ رہتے ہیں انہوں نے بھی وہ چیز پالی جو مرد پاتے ہیں (یعنی بلوغ) فرمایا: انہیں دودھ پلا دو' جب تم انہیں دودھ پلا دو گی تو وہ تم پر حرام ہو جائیں گے جیسا کہ ذی محرم (باپ بھائی بیٹا) حرام ہوتا ہے۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ تمام ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کیا کہ کوئی شخص اس رضاع (دودھ پلانے کی) وجہ سے ان کے پاس جائے' سب نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خاص طور پر صرف سالم کے لیے رخصت تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس کو میں نے (یعنی مسئلہ مذکورہ کو) ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا۔ مالک بن الحارث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسب معلوم تھا اور سالم مولائے ابی حذیفہ کا نسب معلوم نہ تھا' کہا جاتا تھا کہ صالحین میں سے سالم۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ مکے سے مہاجرین کی امامت کرتے ہوئے مدینے آئے' اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔

ابن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے آنے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے' ان میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہوتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہاجرین اوّلین جب مکے سے مدینے آئے تو عصبہ میں اترے جو قبا کے کنارے ہے' سالم رضی اللہ عنہ مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی امامت کی کیونکہ وہ ان سے زیادہ قرآن جانتے تھے' عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان میں عمر بن الخطاب ابوسلمہ بن عبدالاسد بھی تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم رضی اللہ عنہ مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور معاذ بن ماعص الانصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے مروی ہے کہ یوم الیمامہ میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی' تو سالم رضی اللہ عنہ مولائے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نہیں کیا کرتے تھے' انہوں نے اپنے لیے قبر کھودی اور اس میں

کھڑے ہو گئے اس روز مہاجرین کا جھنڈا ان کے ساتھ تھا' انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ یوم یمامہ ۱۲ھ میں شہید ہو گئے' یہ واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

محمد بن عمرو اور یونس بن محمد الظفری کے علاوہ کوئی اور اسی حدیث میں کہتے تھے کہ پھر سالم کا سر ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے پاس پایا گیا' یا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا سر سالم کے پاؤں کے پاس۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ یوم یمامہ میں قتل کر دیئے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث فروخت کی' دو سو درہم ملے وہ انہوں نے ان کی رضاعی ماں کو دے دیئے اور کہا اسے تم کھاؤ۔

حلفائے بنی عبد شمس

بنی غنم جو کہ حرب بن امیہ اور ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' ان کی کنیت ابو محمد تھی' والدہ امیمہ بنت مطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں جانے سے پہلے عبداللہ' عبیداللہ اور ابواحمد فرزندان جحش اسلام لائے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ اور عبیداللہ فرزندان جحش نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی' عبیداللہ کے ہمراہ ان کی زوجہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بھی تھیں' عبیداللہ ملک حبشہ میں نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور عبداللہ مکے واپس آ گئے۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بنو غنم ابن دودان مسلمان تھے ان کے تمام مرد اور عورتیں مدینے کی طرف ہجرت میں شریک تھیں' وہ سب نکلے اور اپنے مکانات بند کر کے چھوڑ دیئے عبداللہ بن جحش' ان کے بھائی ابواحمد بن جحش جن کا نام عبد تھا' عکاشہ بن محصن' ابوسنان بن محصن' سنان بن ابی سنان' شجاع بن وہب' اربد بن حمیرہ' معبد بن نباتہ' سعید بن رقیش' یزید بن رقیش' محرز ابن نضلہ' قیس بن جابر' عمرو بن محصن مالک' مالک بن عمرو' صفوان بن عمرو' ثقاف بن عمرو' ربیعہ بن اکثم اور زبیر بن عبید روانہ ہوئے۔ یہ سب کے سب مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عبداللہ بن عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان لوگوں میں سے تھے جو ہجرت میں مدینے کی طرف روانہ ہوئے' عورتیں اور مرد سب شریک تھے' انہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے' بنی غنم بن دودان بن الکبیر اور بنی مظعون کے گھروں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو مہاجر ہو کے روانہ ہو گیا ہو۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ ہجرت کے سترھویں مہینے رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو سریے کے طور پر نخلہ بھیجا' ان کے ہمراہ مہاجرین کی بھی ایک جماعت روانہ ہوئی جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ نے ان لوگوں پر انہیں امیر بنا دیا' انہیں ایک فرمان لکھ دیا اور فرمایا کہ جب تم دو دن تک چل لینا تو کھول کے اسے دیکھنا' پھر میرے اس حکم پر عمل کرنا جو میں نے تم کو اس

فرمان میں دیا ہے۔

نجیح ابو معشر المدنی سے مروی ہے کہ اسی سریے میں عبداللہ بن جحش کا نام امیر المومنین ہو گیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے یوم احد سے ایک دن قبل عبداللہ بن جحش کو کہتے سنا: اے اللہ جب یہ کفار مقابلہ کریں تو میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب وہ لوگ مجھے قتل کر کے میرا پیٹ چاک کر ڈالیں' ناک' کان کاٹ لیں' پھر جب تو مجھ سے فرمائے کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہوں اے اللہ تیری راہ میں جب ان لوگوں نے مقابلہ کیا تو انہوں نے ان کے ساتھ یہی کیا' اس شخص نے جس نے ان سے سنا تھا کہا کہ ان کی دعا قبول کر لی گئی اور انہیں اللہ نے وہ دے دیا جو انہوں نے دنیا میں اپنے جسم کے بارے میں مانگا' میں امید کرتا ہوں کہ میں جو مانگوں گا وہ مجھے آخرت میں دیا جائے گا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آپ شیخین کے پاس اترے' وہیں صبح کی' ام سلمہ ایک بھنا ہوا دست لائیں جسے آپ نے نوش فرمایا' نبیذ لائیں جسے آپ نے پیا' پھر اسے جماعت میں سے ایک شخص نے لے لیا اور اس نے اس میں سے پیا' پھر اسے عبداللہ بن جحش نے لے لیا' وہ اسے سب پی گئے۔ ان سے ایک آدمی نے کہا کہ کچھ پانی مجھے بھی دو' تمہیں معلوم ہے کہ کل صبح کو کہاں جاؤ گے' انہوں نے کہا ہاں مجھے اللہ سے اس حالت میں ملنا کہ سیراب ہوں' اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس سے پیاسا ملوں اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں' مجھے مثلہ کیا جائے پھر تو فرمائے کہ کس امر میں تیرے ساتھ ایسا کیا گیا تو میں کہوں کہ تیرے بارے میں اور تیرے رسول ﷺ کے بارے میں۔

عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن جحش احد کے دن شہید ہوئے' انہیں ابوالحکم بن اخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا' عبداللہ بن جحش اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جو ان کے ماموں تھے ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے عبداللہ جس دن قتل ہوئے چالیس سال سے کچھ زیادہ تھے۔ وہ نہ بلند و بالا تھے نہ پست قد' بہت بال والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ترکے کے ولی بنے' آپ نے ان کے بیٹے کے لیے خیبر میں مال خرید دیا۔

حضرت یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ ان کی کنیت ابو خالد تھی' بدر احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' یوم الیمامہ ۱۲ھ میں شہید ہو گئے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن دودان بن اسد ابن خزیمہ' کنیت ابو محصن تھی' بدر' احد' خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے بطور سریہ چالیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا' مگر یہ لوگ اس طرح واپس آئے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

ام قیس بنت محصن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عکاشہ چوالیس سال کے تھے' ایک سال بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بمقام بزاخہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ عکاشہ حسین لوگوں میں سے تھے۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ لوگوں کی واپسی کے وقت۔ ان کے روکنے کے لیے روانہ ہوئے' وہ جب وقت کی اذان سنتے تو رُک جاتے اور اذان نہ سنتے تو لوٹتے (حملہ کرتے)۔

خالد رضی اللہ عنہ جب طلیحہ اور اس کے ساتھیوں سے قریب ہوئے تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرام کو مخبر بنا کے اپنے آگے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں' دونوں سوار تھے' عکاشہ کے گھوڑے کا نام الرزام تھا اور ثابت کے گھوڑے کا نام المحبر تھا۔

طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد سے سامنا ہوا' یہ اپنے لشکر سے مسلمانوں کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے نکلے تھے' طلیحہ نے عکاشہ کو تنہا گرفتار کر لیا اور سلمہ نے ثابت کو' ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا۔ طلیحہ نے سلمہ کو پکار کے کہا کہ اس آدمی پر میری مدد کر' کیونکہ یہ میرا قاتل ہے' سلمہ نے عکاشہ پر حملہ کیا اور دونوں نے ان کو قتل کر دیا۔

دونوں لشکر گاہ کو گئے اور اس واقعے کی خبر دی' عیینہ بن حصن جو طلیحہ کے ہمراہ تھا خوش ہوا' طلیحہ نے اسے اپنے لشکر پر چھوڑ دیا تھا' اس نے کہا کہ یہ فتح ہے۔

خالد بن الولید مسلمانوں کے ہمراہ آئے' وہ ثابت بن اقرم کے قتل سے بہت عبرت پذیر ہوئے انہیں جانور روند رہے تھے۔

مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا' کچھ ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے عکاشہ کی لاش کو روندا' پھر تو وہ قوم سواریوں پر گراں ہو گئی' جیسا کہ ان کے حال بیان کرنے والے نے بیان کیا' یہاں تک کہ سواریاں قدم اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم لوگ دو سو سوار مقدمۃ الجیش تھے' زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے۔ ثابت ابن اقرم اور عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ آگے تھے' جب ہم ان دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں افسوس ہوا' خالد رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے' ہم ان دونوں کے پاس رک گئے' یہاں تک کہ خالد رضی اللہ عنہ کسی قدر نظر آئے' ان کے حکم سے ہم نے دونوں کے لیے قبر کھودی اور دونوں کو مع خون اور کپڑوں کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ رضی اللہ عنہ پر عجیب و غریب زخم پائے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ کے قتل میں جو روایت کی گئی اس میں ہمارے نزدیک یہ زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوسنان بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ابن خزیمہ' بدر و احد و خندق میں حاضر ہوئے' وفات جب ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی وہ ابوسنان الاسدی رضی اللہ عنہ تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے۔ ابوسنان رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب ۵ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور اسی دن وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ وفات کے وقت وہ چالیس سال کے تھے اور عکاشہ سے دو سال بڑے تھے' لیکن جنہوں نے ۶ھ میں یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی وہ سنان بن ابی سنان بن محصن تھے۔ وہ اپنے والد کے ہمراہ بدر میں حاضر ہوئے۔ احد' خندق اور تمام غزوات میں موجود تھے۔

حضرت سنان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ:

ابن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ ان کی اور ان کے والد کی عمر میں بیس سال کا فرق تھا۔ بدر' احد' خندق وحدیبیہ میں شریک ہوئے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی ۳۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ۔ عمرو بن عثمان الجحشی سے مروی ہے کہ شجاع بن وہب کی کنیت ابووہب تھی۔ وہ لاغر بلند بالا اور کوزپشت (کبڑے) تھے' دوسری دفعہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور اوس بن خولی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ہوازن کے اس مجمع کی طرف روانہ فرمایا جو بنی عامر کی زمین السی علاقہ رکیہ میں تھا' انہیں ان لوگوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صبح کو ایسے وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے' ان کو بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شجاع بن وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قاصد بھی تھے جو حارث بن ابی شمر غسانی کے نام تھا' وہ لوگ غوطہ دمشق میں تھے' وہ خود اسلام نہیں لایا' اس کا دربان مری اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شجاع کے ذریعے سے سلام کہلا بھیجا' اور یہ کہ وہ آپ کے دین پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس نے سچ کہا۔ شجاع بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' یوم الیمامہ ۱۲ھ میں جب کہ وہ کچھ اوپر چالیس سال کے تھے شہید ہوئے۔

حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب تھے جو بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

حضرت ابویزید ربیعہ بن اکثم رضی اللہ عنہ:

ابن سخبرہ بن عمرو بن کبیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' اسی طرح محمد بن اسحٰق نے ان کا نسب بیان کیا۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ربیعہ بن اکثم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابویزید تھی' وہ پست قد' موٹے اور بڑے پیٹ والے تھے' بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے' احد وخندق وحدیبیہ میں بھی حاضر ہوئے۔ ۷ھ میں جب وہ سینتیس سال کے تھے خیبر میں شہید ہوئے۔ حارث یہودی نے کھجور کی شاخ سے ان کو قتل کیا۔

حضرت ابونھلہ محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن خزیمہ۔ کنیت ابونھلہ تھی' گورے اور خوب صورت تھے' لقب فہیرہ تھا' بنو عبدالاشہل اس بات کے مدعی تھے کہ محرز ان کے حلیف ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کو یہی کہتے سنا کہ یوم السرح میں سوائے محرز بن نضلہ کے بنی عبدالاشہل کے مکان سے کوئی نہ نکلا۔ وہ محمد بن مسلمہ کے اس گھوڑے پر سوار تھے' جس کا نام ذوالِلمہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے محرز بن نضلہ اور عمارہ بن حزم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ بدر و احد و خندق میں شریک تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ محرز بن نضلہ نے کہا کہ میں نے خواب میں آسمان دنیا کو دیکھا کہ میرے لیے کھول دیا گیا ہے' یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہو گیا اور ساتویں آسمان تک پہنچ گیا پھر میں نے سدرۃ المنتہیٰ تک صعود کیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری منزل ہے۔

میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جو سب سے زیادہ فن تعبیر کے ماہر تھے' انہوں نے کہا کہ یہ تمہیں شہادت کی بشارت ہے' وہ اس کے ایک دن بعد قتل کر دیئے گئے' رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ یوم السرح میں غزوہ الغابہ میں روانہ ہوئے' یہی غزوہ ذی قرد ہے جو ۶ھ میں ہوا' انہیں مسعدہ بن حکمہ نے قتل کیا۔

عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ محرز بن نضلہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتیس یا بتیس سال کے تھے اور جب مقتول ہوئے تو سینتیس یا اڑتیس سال کے یا اسی کے قریب تھے۔

سیدنا اربد بن حمیرہ رضی اللہ عنہ:

کنیت ابومخشی تھی۔ بنی اسد بن خزیمہ ہی میں سے تھے' محمد بن اسحٰق نے اسی طرح کہا اور اس میں شک نہیں کیا۔ محمد بن عمرو نے اسی کو عبداللہ بن جعفر زہری سے روایت کیا ہے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ اربد' سوید بن مخشی جو قبیلہ طے میں سے تھے اور بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔ ابی معشر سے مروی ہے کہ اربد ابومخشی ہیں اور ان کا نام سوید بن عدی ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سے مروی ہے کہ وہ دو شخص ہیں' اربد بن حمیرہ جو بدر میں حاضر ہوئے' اس میں کوئی شک نہیں' اور سوید بن مخشی وہ ہیں جو احد میں حاضر ہوئے اور بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

حلفائے بنی عبد شمس جو بنی سلیم ابن منصور میں سے تھے:

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ بنی کبیر بن غنم بن دودان کے حلیف تھے اور وہ بنی حجر میں سے تھے جو آل بنی سلیم میں تھے اور چند بھائی تھے۔

حضرت مالک بن عمرو رضی اللہ عنہ:

بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ۱۲ھ میں یمامہ میں شہید ہوئے' سب نے ان کا ذکر کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حضرت مدلاج بن عمرو رضی اللہ عنہ:

بدر و احد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے' محمد بن اسحاق اور ابومعشر اور محمد بن عمرو نے ان کا ذکر کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ۵۰ھ میں خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ثقف بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن سمیط جو مالک و مدلاج رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے' محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ ثقف بن عمرو تھے' ابو معشر نے کہا کہ وہ ثقاف بن عمرو تھے' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ یہ خود ان کا وہم ہے یا اس کا وہم ہے جس نے ان سے روایت کی ہے۔

ثقف بدر' احد' خندق' حدیبیہ و خیبر میں حاضر ہوئے' خیبر میں ۷ھ میں شہید ہوئے' اسیر یہودی نے قتل کیا۔

سولہ اشخاص

حلفائے بنی نوفل بن عبد مناف ابن قصی

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ:

ابن جابر بن وہب بن نسیب بن زید بن مالک بن حارث ابن عوف بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر' ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ ان کی کنیت ابو غزوان بتاتے' وہ بلند بالا' خوب صورت اور قدیم مسلمان تھے۔ دوسری مرتبہ کی ہجرت حبشہ میں شریک تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تیر اندازوں میں تھے جن کا ذکر کیا گیا۔

جبیر بن عبداللہ اور ابراہیم بن عبداللہ سے' جو عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے' مروی ہے کہ عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے جب مدینے آئے تو چالیس سال کے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ ابن غزوان اور خباب مولائے عتبہ نے جب مدینے کی جانب ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن غزوان اور ابی دجانہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

جبیر بن عبد و ابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو بصرے پر عامل بنایا' انہیں نے اس کو شہر بنایا اور اس کی حد بندی کی' پہلے وہ محض ایک قبیلہ تھا' انہوں نے بانس کی مسجد بنائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عتبہ' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے' انہوں نے ان کو بصرہ عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی بنا پر روانہ کیا جو ان کے نام تھا اور جس میں انہیں ایسا کرنے کا حکم تھا' ان کی ولایت بصرے پر چھ مہینے رہی' پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینے میں آ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرے پر والی بنا کے واپس کر دیا۔ ۱۷ھ میں ستاون سال کی عمر پا کر بصرے میں انتقال کر گئے۔ یہ زمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تھا' انہیں پیٹ کی بیماری ہوئی' جس سے وہ معدن بنی سلیم میں مر گئے۔ ان کے غلام سرید ان کا سامان و ترکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔

حضرت خباب ابن غزوان رضی اللہ عنہ مولائے عتبہ رضی اللہ عنہ:

ابن غزوان جن کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور تمیم مولائے خراش بن صمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بدر' احد' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے ۱۹ھ میں بعمر پچاس سال وفات پائی۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینے میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی

حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ فرافصہ الحنفی سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

زبیر رضی اللہ عنہ کے گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ' عروہ' منذر' عاصم اور مہاجر' موخر الذکر دونوں لاولد مر گئے۔ خدیجہ الکبریٰ' ام حسن اور عائشہ ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

خالد' عمرو' حبیبہ' سودہ اور ہند ان کی والدہ ام خالد تھیں جو امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھیں۔

مصعب' حمزہ اور رملہ' ان کی والدہ الرباب بنت انیف ابن عبید بن ماد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں۔

عبیدہ' جعفر' ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد ابن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک بن ضبیعہ ابن قیس بن ثعلبہ تھیں۔

زینب' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں۔

خدیجہ صغریٰ' ان کی والدہ حلال بنت قیس بن نوفل ابن جابر بن شجنہ بن اسامہ بن مالک بن نصر بن قعین تھیں کہ بنی اسد میں سے تھیں۔

ہاشم بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ بن عبیداللہ التیمی اپنے لڑکوں کا نام انبیاء کے نام پر رکھتے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں' میں اپنے لڑکوں کا نام شہداء کے نام پر رکھتا ہوں' شاید اللہ انہیں شہید کرے' عبداللہ' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نام پر' منذر' منذر ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے نام پر' عروہ' عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام پر' حمزہ' حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے نام پر' جعفر' جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام پر مصعب' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے نام پر' عبیدہ' عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے نام پر' خالد رضی اللہ عنہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے نام پر اور عمرو' عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا۔ عمرو بن سعید جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ جب بچے تھے مکے میں ایک شخص سے لڑے' اس کا ہاتھ توڑ دیا اور ضرب شدید پہنچائی' اس آدمی کو لاد کے صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچایا گیا' انہوں نے پوچھا' اس کا کیا حال ہے' لوگوں نے کہا زبیر رضی اللہ عنہ نے

اس سے جنگ کی تو صفیہ رضی اللہ عنہا نے (اشعار ذیل) کہے:

کیف رایت زبراً أأقطا حسبته، ام تمراً ام مشمعلاً صقراً

''اے شخص تو نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے انہیں پنیر سمجھا تھا یا کھجور۔ یا پر پھیلانے والا شکرہ''۔

عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ زبیر رضی اللہ عنہ کو بہت مارا کرتی تھیں' حالانکہ وہ یتیم تھے' ان سے کہا گیا کہ تم نے انہیں قتل کر دیا' ان کا دل نکال لیا' اس بچے کو تم نے ہلاک کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں صرف اس لیے مارتی ہوں کہ وہ جنگ میں داخل ہوں اور کامیاب لشکر کے سردار ہوں۔

راوی نے کہا کہ ایک روز انہوں نے کسی لڑکے کا ہاتھ توڑ ڈالا۔ اس لڑکے کو صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا گیا اور ان سے کہا گیا تو انہوں نے (شعر) کہا۔

''اے لڑکے تو نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھا تھا' کیا تو نے انہیں پنیر یا کھجور سمجھا تھا' یا پر پھیلانے والا شکرہ''۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چار یا پانچ دن کے بعد اسلام قبول کیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو سولہ سال کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غزوے سے وہ غیر حاضر نہ تھے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ ابن الجلاح کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عروہ سے (تین سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بشیر بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ ایک زرد عمامے کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے' وہ بیان کیا کرتے تھے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے وہ زرد گھوڑوں پر سوار تھے اور زرد عمامے باندھے تھے' اس روز زبیر رضی اللہ عنہ بھی زرد عمامہ باندھے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر زرد عمامہ تھا جس کو وہ لپیٹے ہوئے تھے۔ اس روز ملائکہ کے سروں پر بھی زرد عمامے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر زرد رومال تھا۔ جسے وہ لپیٹے ہوئے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ زبیر رضی اللہ عنہ کی شکل میں نازل ہوئے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو (خاص طور پر) ریشمی لباس کی اجازت دی گئی۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے ریشمی لباس کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ کی اور انس بن مالک کی روایت سے ہمیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صرف) زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی کرتے کی اجازت دی۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے میں مکانوں کی حد بندی کی تو زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک کھجور کا باغ جاگیر میں دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کے درخت تھے۔ یہ زمین بنی النضیر کے اموال میں سے تھی' نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو الجرف بطور جاگیر دیا۔ انس بن عیاض رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ الجرف کی زمین مردہ (اوسر' ناقابل زراعت) تھی' عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو پورا العقیق عطا کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بدر واحد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ احد میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے' انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی۔ غزوۂ فتح مکہ میں مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' واللہ تمہارے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ و رسول کی دعوت کو قبول کیا (اور بحالت زخم جہاد کے لیے تیار ہو گئے)۔

ابی کبشہ انماری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم لشکر میسرہ پر تھے اور مقداد بن الاسود میمنہ پر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور لوگ مطمئن ہو گئے تو زبیر و مقداد رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑوں پر آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کے چہروں سے اپنی چادر کے ساتھ غبار پونچھنے لگے اور فرمایا کہ میں نے گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور سوار کے لیے ایک حصہ' جو انہیں کم کرے اللہ اسے کم کرے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کا اعزاز:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کے لیے حواری ہیں۔ میرے حواری میری پھوپھی کے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں' میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے علی رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی دربان نے عرض کی: یہ ابن جرموز

قاتل زبیر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑا اجازت مانگتا ہے‘ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن صفیہ (زبیر رضی اللہ عنہ) کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

سلام بن ابی مطیع نے (جوانہی راویوں میں سے تھے) کہا کہ عاصم نے زر سے روایت کی کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا‘ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے اور سب راویوں نے اپنی اسناد میں بیان کیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احزاب (غزوۂ خندق) میں فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے‘ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں‘ آپ نے پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے‘ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں لوگوں کو دعوت دی کہ کوئی ہے جو آپ کے پاس بنی قریظہ کی خبر لائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے دعوت قبول کی‘ آپ نے پھر انہیں دعوت دی‘ تو پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کی۔ آپ نے تیسری مرتبہ دعوت دی تو پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کی۔ آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری (مخلص دوست) زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا ہوں‘ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بشرطیکہ تم آل زبیر رضی اللہ عنہ سے ہو ورنہ نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک لڑکا گزرا‘ دریافت کیا کہ وہ کون ہے تو اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بشرطیکہ تم اولاد زبیر رضی اللہ عنہ سے ہو ورنہ نہیں۔ دریافت کیا گیا کہ سوائے زبیر رضی اللہ عنہ کے کوئی اور بھی تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری کہا جاتا تھا‘ تو انہوں نے کہا کہ میرے علم میں کوئی نہیں ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے یوم احزاب میں اپنے والد سے کہا کہ اے پیارے باپ میں نے آپ کو یوم احزاب میں دیکھا کہ آپ اپنے سنہرے گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے کہا اے پیارے بیٹے‘ ہاں تم نے مجھے دیکھا تھا‘ میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے لیے اپنے والدین کو (دعا میں) جمع کر کے فرمانے لگے کہ ”فداك ابی وامی“ تم پر (اے زبیرؓ) میرے ماں باپ فدا ہوں۔

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے حدیث کی روایت کرتے سنا کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا بات ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے نہیں سنتا‘ جیسا کہ فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ میں تو جب سے اسلام لایا آپ سے جدا نہیں ہوا‘ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کر لے۔ وہب ابن جریر نے اپنی حدیث میں زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ واللہ

انہوں نے "متعمدًا" (دیدہ ودانستہ کا لفظ) نہیں کہا' حالانکہ تم لوگ "متعمدا" بھی کہتے ہو۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ مصر بھیجے گئے' کہا گیا کہ وہاں طاعون ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو طعن (نیزہ زنی) اور طاعون (موت) کے لیے آئے ہی ہیں' راوی نے کہا کہ پھر ان لوگوں نے سیڑھیاں لگائیں اور چڑھ گئے۔ ہشام ابن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنا نام دیوان (دفتر خلافت) سے مٹا دیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ درہم انعام دیا۔ وہ اپنے ماموں کے پاس بنی کاہل میں اترے' اور پوچھا کونسا مال عمدہ ہے ان لوگوں نے کہا کہ اصبہان کا مال' انہوں نے کہا کہ مجھے اصبہان کے مال میں سے دو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ میں تغیر نہیں ہوتا تھا' یعنی بڑھاپے کا۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بچپن میں زبیر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے بال پکڑتا' اور ان کی پشت پر لٹکا دیتا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نہ لمبے تھے نہ پست قد جو کمی کی طرف مائل ہوں' نہ وہ گوشت میں پر تھے' داڑھی چھدری' گندم گوں اور لمبے بال والے تھے۔

زبیر رضی اللہ عنہ کی وصیت

ادائے قرض اور ان کا اثاثہ:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان اپنی غریب بیٹیوں پر وقف کیا تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں وصیت کی۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب زبیر رضی اللہ عنہ یوم جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا' میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوگیا' انہوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے آج یا تو ظالم قتل کیا جائے گا یا مظلوم ایسا نظر آتا ہے کہ آج میں بحالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے۔ کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ مال بچ جائے گا؟

پھر کہا کہ مال بیچ ڈالنا' قرض ادا کر دینا اور ثلث میں وصی بننا' قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اس میں سے ایک ثلث تمہارے بچوں کے لیے ہے۔

ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے لڑکے خبیب وعباد عمر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے برابر تھے اس زمانے میں عبداللہ کی نو بیٹیاں تھیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر وہ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے کہ اگر اس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مولیٰ سے مدد لے لینا۔

میں مولیٰ سے ان کی مراد کو نہیں سمجھا (کیونکہ مولیٰ تو عام طور پر آزاد کردہ غلام کو کہتے تھے) پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے' انہوں نے کہا ''اللہ'' پھر جب کبھی میں ان کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ان کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا تھا۔

زبیر رضی اللہ عنہ اس حالت میں مقتول ہوئے کہ انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم سوائے چند زمینوں کے جن میں الغابہ بھی تھا' گیارہ مکان جو مدینے میں تھے' دو مکان جو بصرے میں تھے' ایک مکان جو کوفے میں تھا اور ایک مکان جو مصر میں تھا۔

مقروض وہ اس طرح ہوئے کہ لوگ ان کے پاس مال لاتے کہ امانۃً رکھیں' مگر زبیر رضی اللہ عنہ کہتے کہ ''نہیں (امانت کے طور پر نہیں رکھوں گا) بلکہ وہ قرض ہے' کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے''۔

وہ کبھی امیر نہ بنے' خواہ مال وصول کرنے کے یا خراج کے یا کسی اور مالی خدمت کے' البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ جہاد میں ہوتے تھے۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان کے قرض کا حساب کیا تو بائیس لاکھ درہم پایا۔ حکیم بن حزام' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملے اور کہا: اے میرے بھتیجے' میرے بھائی پر کتنا قرض ہے انہوں نے چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حکیم نے کہا کہ واللہ میں تمہارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ وہ اس کے لیے کافی ہو۔

عبداللہ نے ان سے کہا: دیکھوں تو تم کیا کہتے ہو' اگر وہ قرض بائیس لاکھ ہو' انہوں نے کہا کہ میں تو تمہیں اس کا متحمل نہیں دیکھتا' اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز جاؤ تو مجھ سے مدد لینا۔

زبیر رضی اللہ عنہ نے الغابہ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے سولہ لاکھ میں فروخت کیا' پھر کھڑے ہو کے کہا کہ جس کا زبیر رضی اللہ عنہ کے ذمے کچھ ہو وہ ہمارے پاس الغابہ پہنچ جائے (الغابہ کے کچھ قطعات ہنوز بچ رہے تھے)۔

عبداللہ بن جعفر آئے' جن کے زبیر رضی اللہ عنہ پر چار لاکھ تھے' انہوں نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں معاف کر دوں' اور اگر چاہو تو اسے ان قرضوں کے ساتھ رکھو جنہیں تم مؤخر کر رہے ہو' بشرطیکہ تم کچھ مؤخر کرو۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ''نہیں'' انہوں نے کہا کہ پھر مجھے ایک ٹکڑا زمین کا دے دو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے لیے یہاں سے یہاں تک ہے۔ انہوں نے اس میں سے بقدر ادائے قرض کے فروخت کر دیا' اور انہیں دے دیا (۲۲ لاکھ میں سے ۱۸ لاکھ تو ادا ہو گئے) اس قرض میں سے ساڑھے چار حصے چار چار لاکھ کے باقی رہ گئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما' معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' وہاں عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ' منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تھے۔ معاویہؓ نے پوچھا کہ الغابہ کی کتنی قیمت لگائی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ معاویہؓ نے پوچھا کتنے حصے باقی رہے۔ انہوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔

منذر بن الزبیرؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کتنے بچے؟ عبداللہ نے کہا

ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لے لیا۔ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ جب زبیر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا کر چکے تو اولاد زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم میں ہماری میراث تقسیم کرو۔ انہوں نے کہا کہ ''نہیں'' واللہ میں تم میں تقسیم نہ کروں گا تاوقتیکہ چار سال تک زمانہ حج میں منادی نہ کرلوں کہ ''خبردار جس کا زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے' ہم اسے ادا کریں گے''۔

چار سال تک زمانہ حج میں منادی کرتے رہے' جب چار سال گزر گئے تو میراث ان کے درمیان تقسیم کر دی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں' انہوں نے بیوی کے آٹھویں حصے کو چار پر تقسیم کر دیا' ہر بیوی کو گیارہ گیارہ لاکھ پہنچے' ان کا پورا مال تین کروڑ باون لاکھ تھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی میراث میں چار کروڑ تقسیم کیے گئے۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے متروکے کی قیمت پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔

عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں اور اسکندریہ میں کچھ زمینیں تھیں' کوفے میں کچھ زمینیں تھیں اور بصرے میں مکانات تھے' ان کی کچھ مدینے کی جائیداد کی آمدنی تھی جو ان کے پاس آتی تھی۔

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہیں' تم اپنی تلوار سے علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے قتال کرتے ہو۔ زبیر رضی اللہ عنہ لوٹ پڑے' انہیں ابن جرموز ملا' اس نے قتل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما' علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ قاتل ابن صفیہ (زبیر رضی اللہ عنہ) کہاں ہوگا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا دوزخ میں۔

ابی خالد ابوالبی سے مروی ہے کہ احنف نے بنی تمیم کو دعوت دی' مگر انہوں نے قبول نہ کی' اس نے بنی سعد کو دعوت دی' انہوں نے بھی رد کر دی' وہ ایک گروہ کے ساتھ ایک کنارے ہٹ گیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالنعال تھا گزرے۔ احنف نے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔

دو شخصوں نے جو اس کے ہمراہ تھے ان کا تعاقب کیا' ایک نے ان پر حملہ کر کے نیزہ مارا' دوسرے نے انہیں قتل کر دیا۔ سر بابِ خلافت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور کہا کہ قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کو (آنے کی) اجازت دو' علی رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی بشارت دے دو۔ اس نے سر کو ڈال دیا اور چلا گیا۔

جون بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم جمل میں (جنگ علی و عائشہ رضی اللہ عنہما جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جمل یعنی اونٹ پر لڑنے آئی تھیں) میں زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' لوگ انہیں امیر المومنین کہہ کے سلام کر رہے تھے' ایک سوار جا رہا تھا' قریب آیا

اور کہا اے امیر السلام علیک' اس نے انہیں کسی بات کی خبر دی' دوسرا آیا' اس نے بھی ایسا ہی کیا' ایک اور آیا اس نے بھی ایسا ہی کیا۔

جنگ میں جب زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ دیکھ لیا جو مقدر میں تھا (یعنی قتل) تو اس شخص (اوّل یا ثانی) نے کہا ہائے ان کی ناک کا کٹنا' یا ہائے ان کی پیٹھ کا ٹوٹنا' فضیل (راوی حدیث) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ ان دونوں میں سے کس نے کہے' وہ ڈر کے مارے کانپنے لگا اور ہتھیار توڑنے لگا۔

جون نے کہا کہ میری ماں مجھ پر روئے' کیا یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ میں نے مرنے کا ارادہ کیا تھا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں جو کچھ دیکھتا ہوں (یعنی قتل زبیر رضی اللہ عنہ) وہ ضرور کسی ایسے سبب سے ہے جسے زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا دیکھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار بہادر تھے۔

لوگ جب اِدھر اُدھر مشغول ہو گئے تو وہ شخص واپس ہوا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ جون واپس ہو کے اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور احنف سے ملے۔

احنف کے پاس دو سوار آئے' اترے اور جھک کے اس کے کان میں باتیں کرنے لگے' احنف نے اپنا سر اٹھا کے کہا' اے عمرو ابن جرموز' اے فلاں' وہ دونوں اس کے پاس آئے اور جھک گئے اس نے دونوں سے تھوڑی دیر کان میں باتیں کیں اور واپس ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو وادی السباع میں پایا اور قتل کر دیا۔

قرۃ بن الحارث بن الجون کہتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' سوائے احنف کے زبیر رضی اللہ عنہ کا اور کوئی ساتھی نہ تھا (یعنی یہی قاتل تھا)

خالد بن سمیر نے ایک حدیث میں جو انہوں نے روایت کی' زبیر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے' انہیں برادران بنی تمیم نے وادی السباع میں پالیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں جو ۱۰ ر جمادی الآخر ۳۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی۔

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ لڑائی کے بعد اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالخمار تھا' سوار ہو کے نکلے' ان کا ارادہ مدینے کی واپسی کا تھا' انہیں سفوان میں بنی تمیم کا ایک آدمی ملا جس کا نام النعیر بن زمام للمجاشعی تھا اس نے کہا کہ اے حواری رسول اللہ ادھر آیئے' آپ میری ذمہ داری میں ہیں' کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچنے پائے گا' وہ اس کے ساتھ ہو گئے' بنی تمیم کا ایک دوسرا شخص احنف بن قیس کے پاس آیا اور کہا کہ وادی السباع میں اس کے اور اس کے درمیان زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ احنف نے بہ آواز بلند کہا کہ میں کیا کروں' اگر زبیر رضی اللہ عنہ نے دو دھوکا دینے والے مسلمانوں میں سے ایک سے دوسرے کو قتل کرا کے اپنے گھر والوں سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوں تو تم لوگ مجھے کیا کہتے ہو۔

عمیر بن جرموز التمیمی اور فضالۃ بن حابس التمیمی اور نفیع یا نفیل ابن حابس التمیمی نے سنا تو ان کی تلاش میں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے اور انہیں پا گئے۔ عمیر بن جرموز نے حملہ کر دیا اس نے انہیں نیزہ مار کے خفیف سا زخم لگایا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر حملہ کر دیا۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ قتل کرنے والے ہیں تو اس نے پکارا' اے فضالہ! اے نفیع! پھر اس نے کہا اے

زبیر رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو' تو وہ اس سے باز آئے اور روانہ ہوگئے۔ اس قوم نے مل کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ عمیر بن جرموز نے انہیں ایک ایسا نیزہ مارا جس نے انہیں کھڑا کر دیا' وہ گر پڑے' ان لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کی تلوار لے لی۔

ابن جرموز نے ان کا سر لے لیا' سر اور ان کی تلوار کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا' علی رضی اللہ عنہ نے تلوار لے لی اور کہا: یہ وہ تلوار ہے کہ واللہ بارہا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے بے چینی دور ہوئی' لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔

زبیر رضی اللہ عنہ وادی السباع میں دفن کیے گئے' علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی بیٹھ کر ان پر رونے لگے۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' ان کے متعلق اہل مدینہ کہا کرتے کہ جو شخص شہادت چاہے وہ عاتکہ بنت زید سے نکاح کرے' عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس تھیں تو وہ قتل ہو کے ان سے جدا ہو گئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے ان سے جدا ہو گئے' زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے ان سے جدا ہو گئے۔ عاتکہ نے کہا (اشعار):

غدر ابن جرموز بغارس بهمة   يوم اللقاء وكان غير معدد

''ابن جرموز نے اس بہادر سوار کے ساتھ دغا کی۔ جنگ کے دن' حالانکہ وہ بھاگنے والا نہ تھا۔

ياعمر ولو نبهة لوجدته   لا طائشا رعش الجنان ولا اليد

اے عمرو! اگر تو انہیں آگاہ کر دیتا تو انہیں اس حالت میں پاتا کہ وہ ایسے نادان نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ کانپتا ہے۔

شلت يمينك ان قتلت لمسلما   عليك عقوبة المتعمد

تیرا ہاتھ شل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ تجھ پر قتل عمد کے مرتکب کا عذاب واجب ہو گیا۔

ثكلتك امك هل ظفرت بمثله   فيمن مضى فيما تروح وتغتدي

تیری ماں تجھے روئے تو کبھی ان کے ایسے شخص پر کامیاب ہوا ہے' ان لوگوں میں جو اس زمانے میں گزر گئے جس میں تو شام اور صبح کرتا ہے۔

كم غمرة قد خاضها لم يثنه   عما طرادك ياابن فقع القردد

وہ کتنی ہی سختیوں میں اس طرح گھس گئے کہ انہیں ان سے باز نہ رکھا۔ تیری نیزہ زنی نے اے سفید چہرے والے''۔

جریر بن الخطفی نے (اشعار ذیل) کہے:

ان الرزية من تمضمن قبره   وادى السباع لكل جنب مصرع

''مصیبت عظیمہ ہے اس کو جس نے وادی السباع میں ان (زبیر رضی اللہ عنہ) کی قبر بنوائی جہاں ہر طرف سے ان کے لیے مقتل تھا۔

لما اتى خبر الزبير تواضعت   سورة المدينة والجبال الخشع

جب زبیر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ آئی تو۔ مدینے کی دیواریں اور پہاڑ خوف کے مارے جھک گئے۔

وبكي الزبير بناة في ماتم   ماذا يرد بكاء من لا يمع

اور زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ان کے ماتم (غم) میں روئیں۔ جو سنتا نہیں وہ رونے کا کیا جواب دے گا''۔

عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد یوم الجمل میں شہید ہوئے' جب کہ وہ چونسٹھ برس کے تھے۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے مصعب بن ثابت بن عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے تو انیس سال کے تھے اور قتل کیے گئے تو چونسٹھ سال کے تھے۔

جریر بن عازم سے مروی ہے کہ میں نے حسن رضی اللہ عنہ سے زبیر رضی اللہ عنہ کا ذکر سنا کہ زبیر رضی اللہ عنہ پر تعجب جو انہوں نے بنی مجاشع کے اعرابی کی پناہ لی کہ مجھے پناہ دے' مجھے پناہ دے' یہاں تک کہ وہ قتل کردیے گئے واللہ شجاعت میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا' دیکھو میں تو محفوظ و مضبوط ذمہ داری میں تھا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے آ کے علی رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی تو انہوں نے اس سے دوری چاہی اس نے کہا کیا زبیر رضی اللہ عنہ مصیبت والوں میں سے نہ تھے (جن پر قیامت میں مصیبت آئے گی) علی رضی اللہ عنہ نے کہا' تیرے منہ میں خاک' میں تو یہ اُمید کرتا ہوں کہ (قیامت میں) طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ نے فرمایا:

﴿ ونزعنا مافی صدورھم من غلٍ اخواناً علی سررٍ متقابلین ﴾

''اور ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی ہو کے بیٹھیں گے''۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخواناً علی سررٍ متقابلین ﴾

حلفائے بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابومحمد تھی جو لخم میں سے تھے' راشدہ بن ازب ابن جزیلہ بن لخم کے بیٹے تھے' وہ مالک بن عدی بن الحارث ابن مرۃ بن اود بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب ابن یعرب بن قحطان تھے' اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

راشدہ کا نام خالفہ تھا' ان کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا بنی خالفہ (خالفہ بمعنی مخالفت کرنے والے) فرمایا تم لوگ بنی راشدہ ہو (راشدہ بمعنی ہدایت پانے والے)

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ اور ان کے مولیٰ سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب ابن ابی بلتعہ اور رُخیلہ بن خالد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حاطب رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمان کے ساتھ مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ حاطب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تیراندازوں میں سے تھے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے ۳۰ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں مدینے میں وفات پائی۔ ان پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

اولادِ حاطب میں سے ایک شیخ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حاطب رضی اللہ عنہ خوبصورت جسم اور چھدری داڑھی والے کوز پشت (کبڑے) تھے' وہ کوتاہی قد کی طرف اتنا مائل تھے جتنا موٹی انگلیوں والا ہوتا ہے۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے وفات کے دن چار ہزار دینار و درہم وغیرہ چھوڑے' وہ تاجر تھے جو غلہ وغیرہ فروخت کرتے۔ مدینے میں حاطب کا کچھ بقیہ تھا۔

سعد رضی اللہ عنہ (حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے آزاد کردہ غلام):

ابن ابی بلتعہ جو سعد بن خولی بن سبرہ بن دریم بن قیس بن مالک ابن عمیرہ بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف ابن غدرہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب' جو قضاعہ میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعد بن خولی بن فروہ بن القوسار تھے۔

خولی کو ایک شخص کہتا تھا کہ وہ بنی اسد میں سے تھے۔ اس نے کہا کہ ان کی بیوی بنی القوسار میں سے تھیں۔ (اشعار):

ان ابنة القوسار یا صاح دلنی علیها قضاعیٌّ یحب جما لیا

''القوسار کی بیٹی کو اے صاحب مجھے ایک قضاعی نے بتایا جو حساب جمالی (حساب ابجد جو اشعار میں رائج ہے) پسند کرتا تھا''۔

میں نے خولی بن فروہ کو ان کی خواہش کے مطابق بلند زمینیں اور تکبر کرنے والے بچے عطا کیے۔

لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ سعد بن خولی قبیلہ کلب سے تھے سوائے ابو معشر کے جو کہتے تھے کہ وہ مذحج میں سے تھے‘ ممکن ہے کہ انہیں ان کا نسب نہ یاد رہا ہو جیسا کہ اس کو دوسروں نے یاد رکھا۔

سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انہیں گرفتاری کی مصیبت آئی‘ وہ حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی کے پاس گرفتار اور غلام ہو کے پہنچے جو بنی اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی کے حلیف تھے‘ انہوں نے ان پر انعام کیا۔

سعد حاطب کے ساتھ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بتیسویں مہینے احد میں شہید ہوئے‘ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبداللہ بن سعد کو انصار میں شمار کیا۔ تین آدمی تھے‘ سعد کا کوئی پوتا نہ تھا۔

بنی عبدالدار بن قصی حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھے‘ کنیت ابو محمد تھی‘ والدہ خناس بنت مالک بن المضرب ابن وہب بن عمرو بن حجیر بن عبد معیص بن عامر بن لوی تھیں۔

مصعب کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام زینب تھا‘ ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر ابن غنم بن دوودان بن اسد بن خزیمہ تھیں‘ انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی ایمہ بن المغیرہ کے ساتھ نکاح کر دیا‘ ان سے ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام قریبہ تھا۔

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جوانی‘ خوبصورتی اور پیشانی کے بالوں میں مکے کے جوانوں میں یکتا تھے‘ ان کے والدین ان سے محبت کرتے‘ ان کی والدہ غنی اور بہت مال دار تھیں‘ انہیں اچھے سے اچھے اور باریک کپڑے پہناتی تھیں‘ وہ اہل مکہ میں سب سے زیادہ عطر لگانے والے تھے‘ حضرمی جوتے پہنتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر کر کے فرماتے کہ میں نے مکے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوب صورت بال والا‘ باریک کپڑے پہننے والا اور ناز و نعمت والا کسی کو نہیں دیکھا۔

جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دار ارقم ابن ابی الارقم میں انہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ آئے‘ اسلام لائے‘ آپ کی تصدیق کی اور روانہ ہو گئے‘ مگر اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اپنا اسلام چھپایا‘ وہ خفیہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد و رفت رکھتے۔

عثمان بن طلحہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا‘ ان کی والدہ اور قوم کو خبر کر دی‘ لوگوں نے انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا‘ وہ برابر قید رہے یہاں تک کہ پہلی ہجرت میں ملک حبشہ گئے‘ جب اور مسلمان واپس آئے تو ان کے ہمراہ وہ بھی آئے‘ وہ موٹے ہو گئے تھے‘ ان کی ماں ان کو ملامت کرنے سے باز رہیں۔

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز ہم عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے‘ وہ مسجد بنا رہے تھے‘ انہوں

نے کہا کہ ایک روز نبی ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ابن عمیر آئے' ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا' اس میں چمڑے کا پیوند لگا تھا' اس کی انہوں نے آستین بنالی تھی اور اس کی کھال کا پیوند لگا لیا تھا۔

اصحاب نبی ﷺ نے دیکھا تو رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لیے' ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہو گئے تھے کہ پیوند لگانے کے لیے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہ تھا)۔

انہوں نے سلام کیا' نبی ﷺ نے جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثناء کی اور فرمایا: الحمد للہ' دنیا کو چاہیے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے۔ میں نے انہیں (مصعب کو دیکھا ہے کہ مکے میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ ناز و نعم میں نہ تھا) انہیں اس سے خیر کی رغبت نے' جو اللہ و رسول کی محبت میں تھی' نکالا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب ابن عمیر جب سے اسلام لائے اس وقت سے احد میں شہید ہونے تک میرے دوست اور ساتھی رہے وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے' جماعت مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے' میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم اس سے اختلاف ہو۔

اوّلین معلم انصار ہونے کا شرف:

ابواسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو لوگ مدینے کی ہجرت میں ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے (اور بھی متعدد طریق سے) روایت کی کہ جب عقبہ اولیٰ والے بارہ آدمی واپس ہوئے اور اسلام انصار میں پھیل گیا تو انصار نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ایک عریضہ لکھا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو ہمیں دین کی تعلیم دے اور قرآن پڑھائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا' وہ آئے اور سعد بن زرارہ کے پاس اترے' مصعب رضی اللہ عنہ انصار کے پاس ان کے مکانوں اور قبائل میں آتے' اسلام کی دعوت دیتے' قرآن پڑھ کے سناتے' ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہونے لگے' اسلام ظاہر ہو گیا اور انصار کے تمام مکانوں اور عوالی (مدینے کے آس پاس کی بستیوں) میں پھیل گیا' بجز قبیلہ اوس کے مکانات کے جو خطمہ اور وائل اور واقف کے خاندان تھے' مصعب انہیں قرآن پڑھ کے سناتے اور تعلیم دیتے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اس امر کی اجازت چاہی کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں' آپ نے اجازت دی اور تحریر فرمایا کہ اس دن کو دیکھ لینا جس دن یہود اپنے سبت (ہفتہ) کی وجہ سے بلند آواز سے نماز پڑھتے ہیں۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ پڑھو۔

مصعب بن عمیر نے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جمعے کی نماز پڑھائی' وہ بارہ آدمی تھے اور اس روز (غذا میں) ان لوگوں

کے لیے صرف ایک بکری ذبح کی گئی تھی' وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں جمعے کی نماز پڑھائی۔

انصار کی ایک جماعت نے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے انہیں جمعہ پڑھایا' وہ ابوامامہ سعد بن زرارہ تھے' پھر مصعب بن عمیر مدینے سے ان ستر اوس وخزرج کے حجاج کے ہمراہ روانہ ہوئے جو عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تھے' وہ سعد بن زرارہ کے رفیق سفر بن گئے اور مکے پہنچے۔

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اپنے مکان کے قریب بھی نہ گئے' رسول اللہ ﷺ کو انصار اور اسلام کی جانب ان کی تیز رفتاری کی خبر دی' رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو اسلام سے بعید خیال فرماتے تھے' ان کے بیان کردہ حالات سے خوش ہوئے۔

مصعب رضی اللہ عنہ کی والدہ کو معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو کہلا بھیجا کہ او نافرمان تو اس شہر میں جس میں میں ہوں اس طرح آتا ہے کہ پہلے مجھ سے نہیں ملتا' انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی اور سے ملوں۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرلیا اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکے تو اپنی والدہ کے پاس گئے' اس نے کہا کہ تم اب تک اسی غیر دین پر ہو جس پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوں' جو اسلام ہے' جس کو اللہ نے اپنے لیے اور اپنے رسول کے لیے پسند کیا ہے۔

اس نے کہا کہ تم نے اس کا کیا شکر کیا جو میں نے ایک مرتبہ ملک حبشہ میں اور ایک مرتبہ یثرب میں تمہارا غم کیا' انہوں نے کہا کہ میں اپنے دین پر قائم ہوں' اگر تم لوگ مجھے فتنے میں ڈالو (جب بھی) اس نے ان کے قید کرنے کا ارادہ کیا' تو انہوں نے کہا کہ اگر تو مجھے قید کرے گی تو جو مجھے روکے گا مجھے اس کے قتل کرنے کی حرص ہوگی۔

ماں نے کہا کہ اپنے حال پر چلا جا اور رونے لگی۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا' پیاری ماں' میں تیرا خیر خواہ ہوں تجھ پر شفیق ہوں' تو شہادت دے کہ "لا الہ الا اللّٰہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ" اس نے کہا چمکتے ستاروں کی قسم' میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی' کہ میری رائے کو عیب لگایا جائے اور عقل کو ضعیف کہا جائے' میں تجھے اور تیرے دین کو چھوڑتی ہوں (جی میں جیسا آئے ویسا کرنا) البتہ میں اپنے دین پر قائم ہوں۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہمراہ مکے میں بقیہ ذی الحجہ اور محرم وصفر میں رہے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے قبل ربیع الاول کے چاند کے وقت رسول اللہ ﷺ کے آنے سے بارہ شب پہلے مدینے آ گئے۔

عطا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مدینے میں جمعہ پڑھایا اور وہ بنی عبدالدار کا ایک شخص تھا۔ راوی نے پوچھا کہ نبی ﷺ کے حکم سے؟ انہوں نے کہا ہاں' بالکل حکم سے' سفیان نے کہا کہ وہ مصعب بن عمیر تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور مصعب بن عمیر اور ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور کہا جاتا ہے کہ ذکوان بن عبد قیس کے درمیان بھی۔

مصعب رضی اللہ عنہ میدان بدر میں علمبردار رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

عمر بن حسین سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم احد میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا' مسلمان ڈگمگا گئے تو مصعب رضی اللہ عنہ اس کو لیے ہوئے ثابت قدم رہے' ابن قمیہ آیا جو سوار تھا' اس نے ان کے داہنے ہاتھ پر تلوار مار کے اسے کاٹ دیا۔ مصعب کہہ رہے تھے: ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ الآیہ (محمد اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے) انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسے مضبوط پکڑ لیا۔

اس نے بائیں ہاتھ پر تلوار مار کے اسے بھی کاٹ دیا تو انہوں نے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا اور اسے اپنے بازوؤں سے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا اور کہہ رہے تھے ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ الآیہ۔

اس نے تیسری مرتبہ ان پر نیزے سے حملہ کیا اور اسے ان کے جسم میں گھسیڑ دیا۔ نیزہ ٹوٹ گیا۔ مصعب رضی اللہ عنہ گر پڑے اور جھنڈا بھی گر گیا۔ بنی عبدالدار میں سے دو آدمی آگے بڑھے' سویبط بن سعد بن حرملہ اور ابوالروم بن عمیر۔ اس جھنڈے کو ابوالروم بن عمیر نے لے لیا۔ وہ برابر انہیں کے ہاتھ میں رہا' یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور اسے لے کے مدینے میں داخل ہوئے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ آیت ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ اس روز تک نازل نہیں ہوئی تھی' اس کے بعد نازل ہوئی۔

عبداللہ بن فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا مصعب بن عمیر کو دیا۔ مصعب رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو اسے ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں اس سے فرمانے لگے کہ اے مصعب رضی اللہ عنہ ادھر آؤ' فرشتہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں مصعب رضی اللہ عنہ نہیں ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ وہ فرشتہ ہے جس سے مدد کی گئی۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑے ہوئے جو منہ کے بل پڑے ہوئے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿من المومنین رجال صدقوا ما عاهدو الله علیه﴾ آخر تک (مومنین سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا) پڑھی۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن تم لوگ اللہ کے نزدیک شہداء ہو' آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو' ان کی زیارت کرو' ان کے پاس آؤ اور انہیں سلام کرو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو سلام کرنے والا انہیں سلام کرے گا' یہ ضرور اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

خباب بن الارت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے' اللہ پر ہمارا اجر واجب ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گزر گئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا'

انہیں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو یوم احد میں شہید ہوئے' ان کے لیے سوائے ایک چادر کے اور کوئی چیز نہ ملی جس میں انہیں کفن دیا جاتا۔

راوی نے کہا کہ جب ہم اسے سر پر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے جو حصہ سر کے متصل ہے اس پر کر دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) رکھ دو۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں وہ انہیں کاٹتا ہے۔

ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نرم کھال والے' خوب صورت بال کے' نہ لمبے نہ ٹھگنے تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے جب کہ چالیس سال یا کسی قدر زیادہ کے تھے' احد میں شہید ہوئے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے' ان کو کفن پہنا دیا گیا تھا' آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مکے میں دیکھا کہ وہاں بھی تم سے زیادہ باریک کپڑے والا اور خوب صورت بال والا نہ تھا' اب تم ایک چادر میں پراگندہ سر ہو' آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ دفن کیے جائیں۔ قبر میں ان کے بھائی ابوالروم بن عمیر اور عامر بن ربیعہ اور سویبط بن سعد بن حرملہ اترے۔

حضرت سویبط بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن حرملہ بن مالک' اور مالک شاعر تھے' ابن عمیلہ بن السباق' ابن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ ہنیدہ بنت خباب ابی سرحان ابن منقذ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح جو خزاعہ میں سے تھے۔ سویبط مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سویبط بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سویبط ابن سعد اور عائذ بن ماعص الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' سویبط رضی اللہ عنہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔

عبد بن قصی بن کلاب کی اولاد حضرت طلیب ابن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن کثیر بن عبد بن قصی' کنیت ابوعدی تھی۔ والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلیب بن عمیر دارالارقم میں اسلام لائے اور اپنی والدہ کے پاس گئے جو اروی بنت عبدالمطلب تھیں' ان سے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو گیا' اور اللہ کے لیے اسلام لے آیا۔

والدہ نے کہا کہ تم نے جس کی مدد کی اور قوت دی ان میں سب سے زیادہ مستحق تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں' واللہ اگر ہم وگ اس پر قادر ہوتے جس پر مرد قادر ہیں تو ضرور ان کی حفاظت کرتے اور ان سے مدافعت کرتے۔ میں نے کہا پیاری ماں تمہیں اسلام لانے اور ان کی پیروی کرنے سے کون مانع ہے' تمہارے بھائی حمزہ تو اسلام لائے؟

انہوں نے کہا دیکھو میرے بھائی کیا کرتے ہیں' میں بھی ان عورتوں میں سے ایک ہوں گی (جو اسلام قبول کریں) میں نے کہا کہ خدا کے لیے تم سے درخواست ہے کہ خدمت نبویؐ میں حاضر ہو' سلام کرو' آپ کی تصدیق کرو اور شہادت دو کہ ''لا الہ الا اللہ''

انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ۔

اس کے بعد وہ اپنی زبان سے نبی ﷺ کی مددگار ہوگئیں' اپنے بیٹے کو آپ کی مدد اور فرماں برداری پر برانگیختہ کرتی رہیں۔ لوگوں نے کہا کہ دوسری ہجرت حبشہ میں طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے اس کو موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق' ابو معشر اور محمد بن عمر سب نے بیان کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب طلیب ابن عمیر رضی اللہ عنہما نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے طلیب ابن عمیر اور منذر بن عمرو الساعدی رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

طلیب رضی اللہ عنہ بروایت محمد بن عمر' بدر میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے (محمد بن عمر نے) اس کو ثابت کیا ہے' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق اور ابو معشر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں حاضر ہوئے۔

عائشہ بنت قدامہ سے (اور متعدد طرق سے) مروی ہے کہ طلیب بن عمیر یوم اجنادین میں جو جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں ہوا بعمر پینتیس سال شہید ہوئے' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

اولاد زہرہ بن کلاب بن مرہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' جاہلیت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وہ اسلام لائے' ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا' کنیت ابو محمد تھی ان کی والدہ الشفا بنت عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

یعقوب بن عتبہ الاخنسی سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے' یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف' رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور وہاں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا نام عبدالکعبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو محمد تم نے حجر اسود کے بوسے دینے میں کیونکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سب کچھ کیا' بوسہ بھی دیا اور ترک بھی کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔ لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت میں۔

عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی۔ مسور بن مخرمہ نے کہا کہ جس وقت میں عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان لشکر کے ساتھ چل رہا تھا' اور عبدالرحمٰن ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے میرے آگے تھے' تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیاہ چادر والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف' عثمان رضی اللہ عنہما نے مجھے پکارا' اے مسور' میں نے کہا لبیک یا امیر المومنین' انہوں نے کہا کہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ پہلی اور دوسری ہجرت میں تمہارے ماموں عبدالرحمٰن سے بہتر ہیں تو وہ کاذب ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو بنی الحارث بن خزرج میں سعد ابن الربیع کے پاس اترے۔ سعد بن الربیع نے ان سے کہا کہ یہ میرا مال ہے' میں تم آپس میں اسے تقسیم کرلیں' میری دو بیویاں ہیں' ایک سے تمہارے لیے دست بردار ہوتا ہوں' انہوں نے کہا کہ اللہ تمہارے لیے برکت کرے' جب صبح ہو تو تم مجھے بازار بتا دینا' لوگوں نے انہیں بتا دیا' وہ نکلے اور اپنے ساتھ گھی اور پنیر لے کے واپس آئے جو انہیں نفع میں حاصل ہوا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیع انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عبدالرحمٰن سے سعد نے کہا کہ اے میرے بھائی' میں مال میں تمام اہل مدینہ سے زائد ہوں' تم میرا کچھ مال دیکھو اور لے لو' میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھ لو تا کہ میں اسے تمہارے لیے طلاق دے دوں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تمہارے مال اور گھر والوں میں برکت کرے' مجھے بازار کا راستہ بتا دو' انہوں نے خرید و فروخت کی جس میں نفع ہوا۔ وہ کچھ گھی اور پنیر لائے' وہ اتنے دن ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے ان کا ٹھہرنا چاہا۔

پھر وہ اس حالت میں آئے کہ ان کے کپڑوں پر زعفران کا اثر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا خبر ہے' انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا' اس کو مہر کیا دیا؟ انہوں نے کہا کہ کھجور کی ایک گٹھلی بھر سونا۔ فرمایا کہ ولیمہ کرو' خواہ ایک ہی بکری کا ہو' عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے خود کو اس حالت میں دیکھا کہ اگر کوئی پتھر اٹھاتا تو امید کرتا کہ مجھے اس کے نیچے سونا یا چاندی ملے گی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک عورت سے تیس ہزار درہم مہر پر نکاح کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانوں کے لیے بطور حد خط لگایا۔ آپ نے بنی زہرہ کے لیے مسجد کے پچھلے حصے میں ایک کنارے خط لگایا' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے مکان کے حصے میں حش تھا' حش چھوٹی چھوٹی کھجوروں کا وہ باغ ہے جو سینچا نہیں جاتا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے فلاں فلاں زمین بطور جاگیر عطا فرمائی' زبیر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں کے پاس گئے اور ان سے ان کا حصہ خرید لیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عوف نے یہ یہ کہا تو انہوں نے کہا کہ ان کی شہادت درست

ہے خواہ وہ ان کے موافق ہو یا خلاف۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شام میں ایک زمین عطا فرمائی جس کا نام السلیل تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی' آپ نے مجھے اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تحریر نہیں فرمایا' صرف یہ فرمایا تھا کہ جب ملک شام اللہ تعالیٰ ہمارے لیے فتح کردے گا تو وہ زمین تمہارے لیے ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد:

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سالم اکبر تھا جو قبل اسلام مر گیا۔ اس کی ماں ام کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں۔ ایک لڑکی ام قاسم بھی جاہلیت میں پیدا ہوئی۔ اس کی ماں بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبدشمس تھیں۔

محمد جس کے نام سے ان کی کنیت (ابومحمد) تھی' اور ابراہیم' حمید' اسماعیل' حمیدہ اور امۃ الرحمٰن ان سب کی ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس تھیں۔

معن' عمر' زید' امۃ الرحمٰن صغریٰ' ان سب کی ماں سہلہ بنت عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان قبیلہ قضاعہ کی شاخ بلی کے انصار میں سے تھیں۔

عروہؓ اکبر جو جنگ افریقہ میں شہید ہوئے۔ ان کی ماں بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن ابی ربیعہ بنی شیبان میں سے تھیں۔

سالم اصغر جو فتح افریقہ کے دن مقتول ہوئے' ان کی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں۔

ابوبکر' ان کی ماں ام حکیم بنت قارظ بن خالد بن عبید بن سوید تھیں۔ جو ان کے حلیف تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن جو افریقہ میں شہید ہوئے' جب وہ فتح ہوا ان کی ماں بنت ابی الحیس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھیں۔

ابوسلمہ جن کا نام عبداللہ الاصغر تھا' ان کی ماں تماضر بنت اصبغ ابن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں' وہ پہلی کلبیہ ہیں جن سے ایک قرشی نے نکاح کیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن ان کی ماں اسماء بنت سلامہ بن مخربہ ابن جندل بن نہشل بن دارم تھیں۔ مصعب و آمنہ و مریم ان کی ماں ام حریث بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

سہیل جن کی کنیت ابوالابیض تھی' ان کی ماں مجد بنت یزید ابن سلامہ ذی فایش الحمیریہ تھیں۔ عثمان' ان کی ماں غزال بنت کسریٰ ام ولد تھیں جو یوم مدائن میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قیدیوں میں سے تھیں۔

عروہ جو لاولد مر گئے' یحییٰ اور بلال جو مختلف ام ولد سے تھے اور سب لاولد مر گئے اور ام یحییٰ بنت عبدالرحمٰن ان کی ماں زینب بنت الصباح بن ثعلبہ بن عوف بن شبیب بن مازن تھیں یہ بھی بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔ جویریہ بنت عبدالرحمٰن' ان کی

ماں بادیہ بنت غیلان بن سلمہ ابن معتب الثقفی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بدر و اُحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم احد میں جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عمرو بن وہب سے مروی ہے کہ ہم مغیرہ بن شعبہ کے پاس تھے' دریافت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس امت کے کسی اور شخص کو بھی اپنا امام بنایا۔ انہوں نے کہا ہاں' انہوں نے میرے سامنے بطور تصدیق کے اس حدیث کا اضافہ کیا' جو اس کے قریب تھی۔

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے' جب فجر کا وقت ہوا تو آپ نے میرے اونٹ کی گردن پر مارا' میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے' میں آپ کے برابر ہو گیا' ہم چلے یہاں تک کہ قضائے حاجت کے لیے لوگوں سے دور ہو گئے' آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور پیدل چل کے نظر سے غائب ہو گئے۔

آپ بہت دیر ٹھہرے' پھر تشریف لائے اور فرمایا' مغیرہ رضی اللہ عنہ تمہیں بھی حاجت ہے۔ میں نے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں' فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اٹھ کر مشک کے پاس گیا' یا انہوں نے کہا تو شہ دان کے پاس گیا۔ جو کجاوے کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اسے آپ کے پاس لایا' ہاتھوں پر پانی ڈالا' آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور خوب اچھی طرح دھوئے' مجھے شک ہے کہ آپ نے انہیں مٹی سے ملایا نہیں' آپ نے منہ دھویا' دونوں ہاتھ آستین سے نکالنے لگے جسم پر ایک تنگ آستین کا شامی جبہ تھا' وہ تنگ ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ اس کے نیچے سے بالکل نکال لیے' پھر منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ منہ دھویا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا اسی طرح تھا' پھر آپ نے پیشانی' عمامے' اور موزوں پر مسح کیا' ہم سوار ہو گئے تو لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ نماز شروع ہو گئی تھی' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سب کے آگے تھے' وہ انہیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے' لوگ دوسری رکعت میں تھے' میں عبدالرحمٰن کو اطلاع کرنے چلا' آپ نے منع کیا۔ ہم دونوں نے وہ رکعت پڑھی جو پائی' اور وہ قضا کی جو ہم سے پہلے ہو گئی تھی۔

لسان نبوت سے مرد صالح کا خطاب:

ابن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ یہ غزوۂ تبوک میں ہوا مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لایا کرتے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو فرمایا کہ کسی نبی کی اس وقت تک ہرگز وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومۃ الجندل کی طرف بھیجا' یہ واقعہ شعبان ۶ھ کا ہے' آپ نے ان کا عمامہ اپنے ہاتھ سے کھول ڈالا اور دوسرا سیاہ عمامہ باندھا' آپ نے اس میں سے ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھی لٹکایا۔

وہ دومہ آئے' لوگوں کو دعوت اسلام دی' مگر انہوں نے تین مرتبہ انکار کیا' اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لائے جو نصرانی تھے اور

ان لوگوں کے رئیس تھے۔ عبدالرحمٰن نے کسی کو بھیج کر نبی ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ نے انہیں لکھا کہ تماضر بنت اصبغ سے وہ نکاح کر لیں۔ عبدالرحمٰن نے ان سے نکاح کر لیا اور ان سے زفاف کیا' انہیں لے آئے' وہی ام سلمہ ابن ابی عبدالرحمٰن تھیں۔

عذر کی بنا پر ریشمی لباس کی اجازت:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آبلوں کی بیماری کی وجہ سے ریشمی لباس پہنتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آبلوں کے مریض تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ریشمی کرتے کی اجازت چاہی' آپ نے انہیں اجازت دی' حسن رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان جنگ میں ریشمی لباس پہنتے تھے۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے حریر (ریشم) کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ اور انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے بتایا کہ نبی ﷺ نے ایک سفر میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے جو وہ اپنی جلد میں محسوس کرتے تھے حریر کے کرتے کی اجازت دی تھی۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے جوؤں کی کثرت کی شکایت کی اور عرض کی' یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ حریر کا کرتہ پہنوں' آپ نے ان کو اجازت دے دی' جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور عمر رضی اللہ عنہ قائم مقام ہوئے تو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے ابوسلمہ کو لائے جو حریر کا کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کرتے کے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کے نیچے تک پھاڑ ڈالا۔ عبدالرحمٰن نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اسے حلال کر دیا ہے' انہوں نے کہا کہ آپ نے تمہارے لیے صرف اس لیے حلال کیا تھا کہ تم نے آپ سے جوؤں کی شکایت کی تھی لیکن تمہارے سوا کسی اور کے لیے تو نہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی' آپ نے ان دونوں کو جہاد میں حریر کے کرتے کی اجازت دی۔ عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر میں نے ان دونوں کے جسموں پر حریر کے کرتے دیکھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حریر کے لباس کی اجازت دی گئی تھی۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایسی چادر یا جوڑا پہنتے جس کی قیمت پانچ یا چار سو درم کے مساوی ہوتی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سیاہ عمامہ باندھا اور فرمایا اس طرح عمامہ باندھا کرو۔

سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مکے آتے تو اپنی اس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس سے انہوں نے ہجرت کی تھی' یزید نے اپنی حدیث میں کہا کہ اس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس میں جاہلیت میں ٹھہرا کرتے تھے اور اس سے نکل جاتے تھے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

اے ابن عوف تم امیروں میں سے ہو اور جنت میں بغیر جھکے ہوئے ہرگز داخل نہ ہو سکو گے اس لیے اللہ کو قرض دو کہ وہ تمہارے لیے تمہارے قدموں کو چھوڑ دے۔ ابن عوف نے کہا' یا رسول اللہ میں کیا چیز اللہ کو قرض دوں' فرمایا تم نے شام کو جو کچھ چھوڑا اسی میں شروع کرو' عرض کی: یا رسول اللہ' اس تمام مال میں' آپ نے فرمایا ہاں' ابن عوف نکلے' انہوں نے اس کا قصد کر لیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ابن عوف کو حکم دیجئے کہ وہ مہمان کی ضیافت کریں' مسکین کو کھانا کھلائیں' سائل کو دیا کریں اور ان کے ساتھ شروع کریں جو ان کے عیال ہیں' جب وہ ایسا کریں گے تو یہ اس کے عیب کا پاک کرنے والا ہوگا۔

حبیب بن مرزوق سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک آیا' اس زمانے میں اہل مدینہ کو پریشانی تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دیکھو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ گویا میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پل صراط پر دیکھ رہا ہوں جو کبھی ڈگمگاتے ہیں اور کبھی سنبھل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بچ گئے' حالانکہ وہ بچتے نہیں معلوم ہوتے تھے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ سب اونٹ اور جو ان پر ہے صدقہ ہے' راوی نے کہا کہ ان اونٹوں پر جو کچھ تھا وہ ان سے بہت زیادہ قیمت کا تھا' اور اس روز پانچ سو اونٹ تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج سے فرماتے سنا کہ میرے بعد جو شخص تم لوگوں کا محافظ ہوگا وہ صادق اور نیکوکار ہوگا۔ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔

احمد بن محمد الارزقی نے اپنی حدیث میں کہا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے میرے گھر والوں نے جو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کیدمہ کا مال جو بنی النضیر سے ان کے حصے میں آیا تھا چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقسیم کر دیا۔

ام بکر بنت مسور سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہ زمین جو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملی تھی چالیس ہزار دینار میں فروخت کی' اس کو انہوں نے فقرائے بنی زہرہ اور حاجت مند لوگوں اور امہات المومنین میں تقسیم کیا۔ مسور نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس میں سے ان کا حصہ لایا تو انہوں نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے' میں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے صابرین کے' میرے بعد اور کوئی تم پر مہربان نہ ہوگا' اللہ تعالیٰ ابن عوف رضی اللہ عنہ کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میں بوڑھاپے کا تغیر نہیں ہوتا تھا۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' لمبے خوب صورت اور نرم کھال والے آدمی تھے' سینہ کسی قدر ابھرا ہوا تھا' گورے تھے رنگ سرخ تھا' ان کی داڑھی اور سر کا رنگ بدلتا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

مجلس شوریٰ کے لئے رکنیت اور امارت حج:

ام بکر بنت مسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کے رُکن ہوئے تو مجھے سب سے زیادہ ان کا رکن ہونا پسند تھا' اگر وہ چھوڑ دیتے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی رکنیت زیادہ پسند تھی' مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ملے' انہوں نے کہا کہ تمہارے ماموں کا اللہ کے ساتھ کیا گمان ہے (آیا وہ اس فعل سے راضی ہوگا یا ناراض) کہ اس امر کا کوئی اور والی بنایا جائے حالانکہ وہ اس سے بہتر ہوں' انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سوائے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو پسند نہیں کرتا۔

میں عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو پوچھا' تم سے یہ کس نے کہا۔ میں نے کہا میں آپ کو نہیں بتاؤں گا' انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھے نہ بتاؤ گے تو میں تم سے کبھی نہ بولوں گا میں نے کہا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ اگر چھری لی جائے اور میرے حلق پر رکھ کے دوسری جانب تک گھسیڑ دی جائے تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اصحاب شوریٰ سے کہا کہ اس حد تک تم لوگوں کا حرج تو نہیں کہ میں تمہارے لیے کسی کا انتخاب کر دوں اور خود اس سے (شوریٰ سے) آزاد ہو جاؤں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں' سب سے پہلے میں راضی ہوں' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ اہل آسمان میں بھی امین ہیں اور اہل زمین میں بھی امین ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۳ھ میں جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس سنہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کے بھیجا' انہوں نے لوگوں کو حج کرایا' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ حج بھی کیا جو ۲۳ھ میں ان کا آخری حج تھا۔

اسی سال عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کی اجازت دی' وہ شغدفوں میں سوار کی گئیں' ہمراہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہما کو کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے آگے چلتے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے پیچھے چلتے' وہ بھی کسی کو ان کے قریب نہ ہونے دیتے۔

ازواج مطہرات ہر منزل پر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اترتی تھیں' عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما انہیں گھاٹیوں میں اتارتے' لوگ انہیں گھاٹیوں کی طرف کرتے' عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما انہیں سب سے پہلی گھاٹی میں اتارتے اور کسی کو ان کے پاس سے گزرنے نہ دیتے۔ ۲۴ھ میں عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو اس سال انہوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج پر روانہ کیا اور انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے' افاقہ ہوا تو پوچھا کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا' لوگوں نے کہا' ہاں' انہوں نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے یا دو آدمی آئے جوان دونوں سے زیادہ نرم ورحیم تھے' انہوں نے کہا کہ تم دونوں اس شخص کو کہاں لے جانا چاہتے ہو' جواب دیا کہ ہم اس کو عزیز امین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں' ان دونوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو' کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لیے اس حالت میں سعادت لکھ دی گئی کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ام کلثوم سے' جو پہلی مرتبہ مہاجرات میں سے تھیں حق تعالیٰ کے ارشاد "استعینوا بالصبرو الصلوٰۃ" (تم لوگ صبر اور صلوٰۃ سے مدد حاصل کرو) کے بارے میں روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ لوگوں نے خیال کیا ان کی جان نکل گئی' ان کی بیوی ام کلثوم نکل کے مسجد گئیں' وہ اس چیز سے مدد چاہتی تھیں جن کا انہیں حکم دیا گیا یعنی نماز اور صبر سے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا سفرِ آخرت:

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ پچھتر برس کے تھے۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن مالک کو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جنازے کے پاس تھے اور کہہ رہے تھے "ہائے پہاڑ" یحییٰ بن حماد نے اپنی حدیث میں کہا اور تابوت ان کے شانے پر رکھا ہوا تھا۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے تابوت کے دونوں ستونوں کے درمیان دیکھا۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: اے ابن عوف جاؤ تم نے اس دنیا کا صاف حصہ پالیا اور اس کے گندے حصے سے آگے بڑھ گئے۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے ابن عوف رضی اللہ عنہ میں تم سے جدا ہوتا ہوں' تم نے اپنی شکم سیری سے جو ناقص تھا اسے دور کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وصیت اور ان کا ترکہ:

مخرمہ بن بکیر نے اسود کو کہتے سنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار کی وصیت کی۔

عثمان بن ثرید سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور تین ہزار بکریاں بقیع میں چھوڑیں' سو گھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے' الجرف میں بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے زراعت کرتے اور اسی سے گھر والوں کے لیے سال بھر کا غلہ مل جاتا۔

محمد سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کے متروکے میں سونا تھا جو کلہاڑیوں سے کاٹا گیا' یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے' وہ چار بیویاں چھوڑ گئے' ایک ایک بیوی کو اس کے آٹھویں حصے میں سے اسی اسی ہزار درہم دیئے گئے۔

صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تماضر بنت اصبغ (زوجہ عبدالرحمٰن) کو آٹھویں حصے کا چہارم پہنچا' وہ ایک لاکھ لے گئیں جو ایک چہارم تھا۔

کامل ابوالعلا سے مروی ہے کہ میں نے ابو صالح کو کہتے سنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے تین

بیویاں چھوڑیں، ہر بیوی کو ان کے متروکے میں سے اسی اسی ہزار پہنچے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ابی وقاص کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ تھا۔ ان کی کنیت ابواسحٰق تھی، والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں کون ہوں۔ فرمایا تم سعد مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہو، جو اس کے سوا کہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ اس حالت میں آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں، آدمی کا مربی اس کے ماموں کو ہونا چاہیے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اسحاق اکبر تھے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی، وہ لاولد مر گئے اور ام الحکم کبریٰ تھیں، ان دونوں کی ماں بنت شہاب بن عبداللہ بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

عمر، جن کو مختار نے قتل کر دیا، محمد بن سعد جو دیرالجماجم کے روز قتل ہوئے، حجاج نے ان کو قتل کیا، حفصہ، ام قاسم اور ام کلثوم، ان سب کی ماں ماویہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط ابن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں تھیں۔

عامر، اسحاق اصغر، اسماعیل اور ام عمران، ان سب کی ماں ام عامر بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن عبداللہ بن ابی جشم ابن کعب بن عمرو بہراء سے تھیں۔

ابراہیم، موسیٰ، ام الحکم صغریٰ، ام عمرو، ہند، ام زبیر اور ام موسیٰ، ان سب کی والدہ زید تھیں، ان کے بیٹے دعویٰ کرتے کہ وہ حارث ابن یعمیر بن شراحیل بن عبد عوف بن مالک بن خباب بن قیس بن ثعلبہ ابن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں، جو قید میں پائی گئیں۔ عبداللہ بن سعد، ان کی ماں سلمٰی بنی تغلب بن وائل میں سے تھیں۔

مصعب بن سعد، ان کی ماں خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ ابن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر ابن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

عبداللہ اصغر، بجیر جن کا نام عبدالرحمٰن تھا اور حمیدہ، ان کی ماں ام ہلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ثمامہ ابن مالک بن جدعا بن ذہل بن رومان بن حارثہ بن خارجہ بن سعد ابن مذحج تھیں۔

عمیر بن سعد اکبر جو اپنے باپ سے پہلے ہی مر گئے، اور حمنہ، ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت قارظ بنی کنانہ کی اس شاخ میں سے تھیں جو بنی زہرہ کے حلفا تھے۔

عمیر اصغر، عمرو، عمران، ام عمرو، ام ایوب اور ام اسحٰق، ان کی والدہ سلمٰی بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ، تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ میں سے تھیں۔

صالح بن سعد، شر کے لیے الحیرہ میں اترے، جو ان کے اور ان کے بھائی عمر بن سعد کے درمیان ہوا، وہیں ان کا بیٹا بھی

اترا' یہ لوگ رأس العین میں اترے تھے' صالح کی ماں طیبہ بنت عامر ابن عتبہ بن شراحیل بن عبداللہ بن صابر بن مالک بن الخزرج ابن تیم اللہ' النمر بن قاسط سے تھیں۔

عثمان و رملہ' ان دونوں کی ماں ام حجیر تھیں۔

عمرہ' نابینا تھیں' سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا' ان کی والدہ عرب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

سعد رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا سوائے اس شخص کے جو اسی روز اسلام لایا جس روز میں اسلام لایا' حالانکہ مجھ پر ایک روز گزر گیا ہے اور میں اسلام کا ثلث ہوں۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اسلام کا تیسرا تھا۔ سعد سے مروی ہے کہ میں ایسے روز اسلام لایا کہ اللہ نے نمازیں بھی فرض نہ کی تھیں۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا: میں جب مسلمان ہوا تو سترہ سال کا تھا۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سعد و عمیر رضی اللہ عنہما فرزندان ابی وقاص نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی منزل پر اترے جو انہوں نے بنی عمرو بن عوف میں بنائی تھی اور انہی کی دیوار تھی۔ عتبہ نے مکے میں ایک خون کیا تھا' وہ بھاگ کے بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ یہ بعثت سے پہلے ہوا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک ٹکڑا زمین کا تھا۔

موسیٰ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سعد بن ابراہیم و عبدالوحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اس سریے میں حمزہ بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنا کے بھیجا تھا۔

اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر انداز:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اسلام میں تیر پھینکا ہم ساٹھ سوار عبیدۃ بن الحارث کے ہمراہ بطور سریہ روانہ ہوئے تھے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سنا کہ واللہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا' ہم لوگ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا کرتے کہ ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا جسے کھاتے'

سوائے انگور کے پتوں کے اور ببول کے یہاں تک کہ ہمارا ایک شخص اس طرح سر اٹھا کے دوڑتا جس طرح بکری دوڑتی ہے' حالانکہ اس کے لیے تیر کمان بھی نہ تھی' بنو اسد مجھے دین سے پھیرنے لگے (اگر ایسا ہوتا تو) اس وقت میں ناکامیاب ہوتا اور میرا عمل برباد ہو جاتا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ سعد بن مالک ہیں۔ سعد بن مالک سے مروی ہے کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میں نے یوم بدر میں سعد کو جنگ کرتے دیکھا کہ پیادہ تھے مگر شہسواروں کی طرح لڑ رہے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک سریے میں خرار کی جانب بھیجا' وہ بیس سواروں کے ہمراہ قافلہ قریش کو روکنے کے لیے نکلے مگر انہیں کوئی نہ ملا۔

غزوۂ احد میں سعد رضی اللہ عنہ کا منفرد اعزاز:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے کسی کے لیے نہیں سنا کہ آپ نے اس پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا ہو۔ میں نے آپ کو یوم احد میں یہ کہتے سنا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ' تیر اندازی کرو' میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ذکر کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم احد میں ان کے لیے (فدا کرنے میں) اپنے والدین جمع کر دیے (یعنی "فَدَاکَ اَبِی وَاُمِّی" فرمایا)

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعد کو کہتے سنا کہ میرے والد واللہ وہ ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے یوم احد میں اپنے والدین جمع کیے۔

سعد بن ابی وقاص کی اولاد میں سے محمد بن بجاد سے مروی ہے کہ انہوں نے عائشہ بنت سعد سے سنا جو اپنے والد سعد سے ذکر کرتی تھیں کہ نبی ﷺ نے یوم احد میں ان سے فرمایا:

"فَدَاکَ اَبِی وَاُمِّی"۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: (اشعار)

الاهل اتی رسول الله انی حمیت صحابتی بصدور نبلی

"اے وہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے' میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔

اذود بها عدوهم زیاداً بکل حزونةٍ وبکل سهل

میں ان تیروں کے ذریعے سے ان کے دشمن کو دفع کرتا تھا۔ ہر سخت زمین سے اور ہر نرم زمین سے۔

فما یعتد رامٍ من محمد بسهم مع رسول الله قبلی

مجھ سے پہلے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا تیر انداز نہیں شمار ہوتا تھا''۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن مالک کے لیے فرمایا کہ اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول کر۔

سعد سے مروی ہے کہ میں بدر میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میرے چہرے میں سوائے ایک بال کے نہ تھا جسے میں پیش کرتا' بعد کو اللہ نے مجھے بہت سی داڑھیاں دیں یعنی اولاد کثیر۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ ثابت قدم رہے' خندق و حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے' اس روز (یعنی فتح مکہ کے دن) مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا ان کے پاس تھا' تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' وہ ان اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے۔

محمد بن عجلان نے ایک جماعت سے جن کا انہوں نے نام بیان کیا روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے بال رنگتے تھے۔

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد پست قد' ٹھگنے' موٹے' بڑے سر والے تھے' انگلیاں موٹی تھیں' بال بہت تھے اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو سوت ریشم ملا ہوا (خز) کپڑا پہنے دیکھا۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مستقہ میں سعد رضی اللہ عنہ نے ہماری امامت کی۔

حکیم بن الدیلمی سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ محمد بن ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ لہسن کھانا چاہتے تو جنگل چلے جاتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ سعد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں یہ نہیں خیال کرتا کہ میری اس خصلت کے ساتھ مجھ سے زیادہ کوئی مستحق خلافت ہو' میں نے جہاد کیا ہے جب کہ میں جہاد کو پہچانتا تھا اور میں اپنی جان نہ کھپاؤں گا' اگر کوئی شخص مجھ سے بہتر ہوگا' میں (اب) قتال نہ کروں گا تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ لا دو جس کی دو آنکھیں ہوں اور ایک زبان ہو اور دو ہونٹ ہوں پھر وہ کہے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے (مطلب یہ ہے کہ مومن و کافر ایک ہی شکل کے ہوتے' کسے مومن سمجھیں اور کسے کافر سمجھیں)۔

یحییٰ بن الحصین سے مروی ہے کہ میں نے ایک قبیلے والوں سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو جہاد سے کیا چیز مانع ہے' انہوں نے کہا کہ تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ دو جو مومن اور کافر کو پہچانتی ہو۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں مدینے سے مکے تک سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ واپسی تک انہیں

نبی ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہ سنا۔

سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ لوگ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان سے کچھ دریافت کیا' وہ خاموش ہوگئے' پھر کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تم سے ایک کہوں گا تو تم اس پر سو بڑھا لو گے۔

سعد رضی اللہ عنہ کی وصیت:

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ قریب مرگ ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال کثیر ہے اور سوائے میری بیٹی کے کوئی وارث نہیں' کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کردوں۔ فرمایا: نہیں' میں نے کہا اچھا آدھا۔ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا اچھا تہائی فرمایا ہاں تہائی۔ اور تہائی بھی بہت ہے' اگر تم اپنی اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دست چھوڑ جاؤ۔ کہ وہ لوگوں سے سوال کریں' تم ہرگز کوئی نفقہ نہیں ادا کرتے کہ تمہیں اس پر اجر نہ ملتا ہو' حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو' شاید کہ تم پیچھے چھوڑ جاؤ اور اس سے ایک جماعت کو نفع ہو اور دوسری جماعت کو ضرر۔ اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو جاری رکھ' انہیں ان کے پس پشت نہ لوٹا۔ لیکن غریب سعد بن خولہ اگر مکے میں مر گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کا غم کریں گے۔

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے' میں مکے میں تھا' آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ میں اس زمین میں مروں جہاں سے ہجرت کی۔ فرمایا: اللہ ابن عفراء پر رحم کرے' عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کل مال کی وصیت کردوں' فرمایا نہیں' عرض کی آدھا؟ فرمایا: نہیں' میں نے کہا تہائی کی۔ فرمایا ہاں تہائی کی' تہائی بھی بہت ہے' تم اگر اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں مفلس چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے دست نگر ہوں۔ جب کبھی تم اپنے گھر والوں پر کوئی نفقہ خرچ کرتے ہو تو وہ صدقہ ہے' یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو' قریب ہے کہ اللہ تمہیں اٹھائے' پھر ایک قوم کو تم سے نفع پہنچے اور دوسروں کو ضرر راوی نے کہا کہ اس وقت سوائے ایک بیٹی کے ان کے اور کوئی نہ تھا۔

سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس' جب وہ مکے میں بیمار تھے' عیادت کو تشریف لائے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس زمین میں نہ مر جاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے' جیسے کہ سعد بن خولہ مر گئے' آپ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے شفا دے' آپ نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے' اے اللہ سعد رضی اللہ عنہ کو شفا دے' اے اللہ سعد کو شفا دے۔

انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت مال ہے اور سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں' تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں۔ فرمایا نہیں۔ عرض کی' دو تہائی کی وصیت کردوں' فرمایا ہاں تہائی کی' اور تہائی بھی بہت ہے' تمہارا مال جو تم پر خرچ ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' جو خرچ تمہارے کنبے پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' جو خرچ تمہاری بیوی پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' تمہارا اپنے عزیزوں کو عیش میں یا فرمایا خیر میں چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں اس حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے سوال کریں۔

محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب وہ مکے میں وصیت کرنا چاہتے تھے تو نبی ﷺ کے پاس آئے' انہوں نے

کہا کہ میرے سوائے ایک بیٹی کے کوئی نہیں' کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں' عرض کی' نصف کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں انہوں نے کہا کیا تہائی کی وصیت کر دوں' فرمایا ہاں تہائی کی' اور تہائی بھی بہت ہے۔

عمرو بن القاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ تشریف لائے' حنین روانہ ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ کو مریض چھوڑ گئے' الجوانہ سے عمرے کے لیے آئے تو ان کے پاس گئے' وہ درد میں مبتلا تھے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس مال ہے اور میرا سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں' تو کیا میں اپنے مال کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا کیا اس کے آدھے کی وصیت کر دوں فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا ایک تہائی کی وصیت کر دوں' فرمایا ہاں اور یہ بھی بہت ہے یا زیادہ ہے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس مکان میں مروں گا جہاں سے ہجرت کی تھی' فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تمہیں بیماری سے اٹھائے گا' ایک قوم کو تمہارے ذریعے سے ضرر پہنچائے گا۔ (یعنی کفار کو) اور دوسروں کو تم سے نفع پہنچائے گا' اے عمرو اگر میرے بعد سعد مر جائیں تو انہیں یہاں مدینے کے راستے کی طرف دفن کرنا' اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔

عبدالرحمٰن الاعرج سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خدمت کے لیے ایک شخص کو چھوڑ دیا اور فرمایا اگر سعد رضی اللہ عنہ مکے میں مر جائیں تو انہیں اس میں دفن نہ کرنا۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا کیا آپ کسی شخص کا اس زمین میں مرنا ناپسند فرماتے ہیں جہاں سے اس نے ہجرت کی ہے' آپ نے فرمایا ہاں۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ عیادت کو تشریف لائے' آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا' میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی' فرمایا' تم مریض قلب ہو' لہذا حارث بن کلاہ برادر ثقیف کے پاس آؤ' وہ ایسے آدمی ہیں جو طبابت کرتے ہیں' ان سے کہو کہ مدینے کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں مع گٹھلی کے پیس ڈالیں اور وہ تمہیں پلائیں۔

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ میرے والد کا سر جب وہ قضا کر رہے تھے میری آغوش میں تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے' انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' میں نے کہا کہ آپ کی وفات' اس لیے کہ میں آپ کا بدل نہیں دیکھتا' انہوں نے کہا کہ میرے اوپر نہ روؤ' کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا۔ میں اہل جنت میں سے ہوں' اللہ مومنین کو ان حسنات کی جزا دیتا ہے جو انہوں نے اللہ کے لیے کیے' کفار کے عذاب میں ان کے حسنات کی وجہ سے تخفیف کر دیتا ہے' جب حسنات ختم ہو جاتے ہیں تو پورا عذاب ہونے لگتا ہے' ہر عمل کرنے والے کو اس شخص سے اپنے عمل کا اجر مانگنا چاہیے' جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سفر آخرت:

مالک بن انس نے ایک سے زائد لوگوں کو کہتے سنا کہ سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا عقیق میں انتقال ہوا' وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد بن عبداللہ بن برادر ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کیا میت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا

مکروہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

یونس بن یزید سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ میت کا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو لے جانا مکروہ ہے انہوں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

ازواج مطہرات کی طرف سے سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لانے کی خواہش:

عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں گزاریں' لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اسے ان کے حجروں کے پاس روکا گیا' ازواج رضی اللہ عنہن نے ان پر نماز پڑھی' پھر اسے اس باب الجنائز سے نکالا گیا جو المقاعد کی جانب تھا۔

ازواج کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا' عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اس تیزی سے اس بات کی طرف کس نے چلایا کہ وہ اس پر اعتراض کر بیٹھے جس کا انہیں علم نہیں' انہوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ مسجد میں جنازہ گزارا گیا' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن البیضاء پر صحن مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنازۂ سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق حکم دیا ان کے پاس مسجد میں گزارا جائے' بعد کو معلوم ہوا کہ اس بارے میں اعتراض کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی جانب اس تیزی سے کس نے چلایا' واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن البیضاء پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

صالح بن سعید نے' جو اسود کے مولیٰ تھے' روایت کی کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر نماز کہاں پڑھی گئی تو کہا کہ ان کا جنازہ مسجد میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جنہوں نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم جنازے کے پاس نہیں آسکتے کہ ان پر نماز پڑھیں' جنازہ لوگ اندر لے گئے' اسے ان کے سروں پر کھڑا کردیا' اور ازواج نے ان پر نماز پڑھی۔

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد کا اپنے محل واقع عقیق میں انتقال ہوا۔ جو مدینے سے دس میل تھا' انہیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے مدینے لایا گیا' مروان الحکم نے جو اس زمانے میں والی مدینہ تھے' ان پر نماز پڑھی' یہ ۵۵ھ میں ہوا اور جس روز وہ مرے تو ستر برس سے زائد کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کے وقت وفات کے بارے میں جو کچھ ہم سے روایت کیا گیا ہے یہ سب سے زیادہ ثابت ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے محمد بن عمر کے علاوہ ان لوگوں سے سنا جو حامل علم ہیں' انہوں نے ان سے روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے نقد مال کی زکوٰۃ میں مروان بن الحکم کے پاس پانچ ہزار درہم بھیجے اور وفات کے دن دو لاکھ پچاس ہزار درہم چھوڑ گئے۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق سے معزول کیا تو ان کے مال کو تقسیم کر لیا۔

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ' ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر ابن ابی وقاص اور عمرو بن معاذ برادر سعد بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جانب روانہ ہونے کے لیے ہم لوگوں کا معائنہ فرمائیں۔ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چھپتے دیکھا تو پوچھا' اے برادر تمہیں کیا ہوا ہے' انہوں نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں گے تو بچہ سمجھ کر واپس کر دیں گے' میں روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے' تو آپ نے انہیں بچوں میں شمار کیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ' عمیر رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ ان کی صغرسنی کی وجہ سے میں تلوار کا پرتلہ ان کے باندھا کرتا تھا' بدر میں قتل کر دیئے گئے' اس وقت وہ سولہ برس کے تھے' انہیں عمرو بن عبدود نے شہید کیا۔

قبائل عرب میں سے حلفائے بنی زہرہ

ابن کلاب

ابن ام عبد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کامل ابن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ مدرکہ کا نام عمرو بن الیاس ابن مضر تھا' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' مسعود میں غافل نے عبد بن الحارث بن زہرہ سے جاہلیت میں معاہدہ حلف کیا (جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک فریق کی جس کسی سے حق یا ناحق جنگ ہوگی تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا اور اس پر حلف وقسم کھالی جاتی تھی)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ ام عبد بنت عبدود بن سواء بن قریم ابن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں' ان کی ماں ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں قریب بلوغ کے تھا تو عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے جو مشرکین سے بھاگے تھے۔ (یعنی سفر ہجرت میں تھے) دونوں نے فرمایا کہ اے لڑکے تمہارے پاس کچھ دودھ ہے جو تم ہمیں پلا دو' میں نے کہا کہ میں امانت دار ہوں' تم لوگوں کو پلانے والا نہیں ہوں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کوئی ایسی پٹھ (بکری کا بچہ) ہے جو ابھی گابھن نہ ہوئی ہو' میں نے کہا کہ ہاں۔ میں اسے آپ کے پاس لایا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ٹانگ اپنی ران میں دبائی اور اس کا تھن چھوا اور دعا کی' پھر تھن چھوڑ دیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس ایک پتھر لائے' جس کے بیچ میں گڑھا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دوہا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیا اور ان کے بعد میں نے پیا' آپ نے تھن سے فرمایا کہ سکڑ جا' اور وہ سکڑ گیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ بات مجھے بھی سکھا دیجئے' تو آپ نے فرمایا کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو' میں نے آپ کے دہن مبارک سے اس طرح ستر سورتیں حاصل کی ہیں کہ ان میں کوئی میرا شریک نہیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سب سے پہلے جس شخص نے مکے میں قرآن کو ظاہر کیا وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت ابومعشر ومحمد بن عمر) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں' محمد بن اسحٰق نے پہلی ہجرت میں ان کا ذکر نہیں کیا' انہوں نے ملک حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ میں کسی چیز میں فرش کرنے کے لیے دو دینار لیے۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے لوگوں کو مکانات کی زمین عطا فرمائی' بنی زہرہ کے ایک قبیلے نے' جو بنو عبد زہرہ کہلاتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابن ام عبداللہ ہمارے پاس سے دور ہٹ جاؤ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیوں' کیا اس وقت بھی اللہ مجھے مبعوث کرے گا (جب کہ میں تمہارے) اس تکبر و ظلم پر خاموش رہوں) اللہ اس قوم کو برکت نہیں دیتا جو اپنے کمزور کو اس کا حق نہ دے۔ یحییٰ بن جعدہ سے بھی حدیث مذکور کے مثل مروی ہے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکانات کی حد معین فرمائی' آپ نے مسجد کے پیچھے ایک کنارے بنی زہرہ کے لیے حد معین کی' عبداللہ بن مسعود اور عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے لیے بھی مسجد کے پاس جگہ مقرر فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے' عفراء کے دونوں بیٹیوں نے ابوجہل کو زخمی کر دیا تو انہوں نے اس کی گردن ماردی' احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿الذین استجابوا للّٰہ والرسول﴾ (جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی دعوت کو قبول کیا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ہم اٹھارہ آدمی تھے (جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے راز دار' آپ کا بستر رکھنے اور بچھانے والے' آپ کی مسواک اور نعلین مبارک رکھنے والے اور وضو کا پانی رکھنے والے تھے' یہ سفر میں ہوتا تھا۔

ابی الملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پردہ کرتے تھے اور جب آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے' آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کے جاتے تھے۔

ابی الدرداء سے مروی ہے کہ کیا تم میں صاحب السواد (یعنی رسول اللہ ﷺ کے راز دار) نہیں ہیں اور صاحب السواد ابن مسعود ہیں۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے) راز دار اور بستر اور نعلین رکھنے والے تھے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے) راز دار اور بستر اور نعلین رکھنے والے تھے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہناتے اور آپ کے آگے عصا لے

کے چلتے' جب آپ مجلس میں آتے تو وہ آپ کی نعلین اتارتے' اور اپنی باہوں (بغل میں) دبا لیتے' آپ کو عصا دے دیتے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ آپ کو نعلین پہنا دیتے' عصا لے کے آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حجرے میں داخل ہو جاتے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تاوقتیکہ میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے کہ میرے حجرے کا پردہ اٹھاؤ اور میرا راز سنو۔

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور میں سوائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے آپ کا اہل کسی کو نہیں دیکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو) امیر بناتا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کے طریقے' ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی جاتی تھی' اور علقمہ رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ طریقے اور حسن سیرت اور میانہ روی میں سب سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے' آپ کے نکلنے کے وقت سے آپ کے واپس ہونے تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کے مکان میں کیا کرتے تھے۔

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو کہتے سنا کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں وہ آدمی بتاؤ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہوتا کہ ہم اس سے سیکھیں انہوں نے کہا کہ میں طریقے اور میانہ روی اور حسن سیرت میں سوائے ام عبد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب کسی کو نہیں جانتا' یہاں تک کہ ''انہیں مکان کی دیوار چھپا لے (یعنی ان کا انتقال ہو جائے) اور محفوظ (متقی) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ ابن ام عبد باعتبار وسیلے کے ان سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب مجلس (دار) میں آتے تو انس کی باتیں کرتے اور بلند آواز سے کلام کرتے تاکہ لوگ مانوس ہو جائیں۔

ثویر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب سے میں اسلام لایا چاشت کو نہیں سویا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ دوشنبے کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کم (نفل) روزہ رکھتے کسی فقیہ (عالم) کو نہیں دیکھا' ان سے کہا گیا کہ آپ اوروں کے برابر نفل روزہ کیوں نہیں رکھتے تو انہوں نے کہا کہ میں نے روزے سے نماز کو پسند کیا ہے' جب میں بکثرت روزہ رکھوں گا تو نماز سے کمزور ہو جاؤں گا۔

ام موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک درخت پر

چڑھیں اور اس کی کوئی چیز آپ کے پاس لائیں' اصحاب نے ان کی پنڈلیوں کی باریکی دیکھی تو ہنسے' نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا ہنستے ہو' قیامت کے دن عبداللہ کا قدم میزان احد سے زیادہ وزنی ہوگا۔

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک درخت پر چڑھے' لوگ ان کی پنڈلیوں کی باریکی پر ہنسنے لگے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ ان پر ہنستے ہو حالانکہ میزان میں ان دونوں کا وزن جبل احد سے زیادہ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے درخت اراک (پیلو جس کی مسواک کرتے ہیں) میں سے کچھ چنا یا توڑا کرتا تھا' قوم میری پنڈلی کی باریکی پر ہنسی تو نبی ﷺ نے فرمایا تم لوگ کس بات پر ہنستے ہو عرض کی ان کی پنڈلی کی باریکی پر۔ فرمایا وہ میزان میں احد سے زیادہ وزنی ہے۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں قوم کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور خوشی سے ان کا چہرہ کھل گیا' اور فرمایا: یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا' یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا' یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا' وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حبہ بن جوین سے مروی ہے کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوئی بات بیان کی تو قوم نے ان کی ثنا وتعریف کی' اور کہا اے امیر المومنین ہم نے کوئی آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش اخلاق ان سے زیادہ نرم تعلیم والا' ان سے زیادہ اچھا ہم نشین اور ان سے زیادہ سخت متقی کسی کو نہیں دیکھا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ بات تمہارے صدق دل سے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں' اے اللہ میں بھی ان کے حق میں یہی کہتا ہوں یا اس سے زیادہ جوان لوگوں نے کہا۔

حبہ سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ کوفے میں آئے تو ان کے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی ایک جماعت آئی' علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے ان کو پوچھا' یہاں تک کہ ان لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ ان کا امتحان لیتے ہیں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی ان کے حق میں وہی کہتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ کہتا ہوں جو اوروں نے کہا' انہوں نے قرآن پڑھا اس کے حلال کو حلال کیا اور اس کے حرام کو حرام کیا' وہ دین کے فقیہ اور سنت کے عالم ہیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ایک سال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس میری آمد ورفت ہوئی۔ میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا اور نہ ان کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سوائے اس کے کہ ایک روز انہوں نے ایک حدیث بیان کی' جب ان کی زبان پر آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو ان پر درد کی بے چینی غالب ہوگئی یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ پسینہ ان کے چہرے سے ٹپک رہا ہے' پھر انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ اس سے زیادہ یا اس کے قریب یا اس سے کم۔

علقمہ بن قیس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر شب پنجشنبہ کو نماز کے لیے رات بھر کھڑے رہتے' میں نے انہیں کسی رات یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سوائے ایک مرتبہ کے' راوی نے کہا کہ میں نے ان کی طرف دیکھا تو وہ عصا پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ پھر عصا کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک روز کوئی حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' وہ اوران کے کپڑے کانپنے لگے' پھر انہوں نے کہا کہ اسی کے مثل یا اسی کے قریب۔

عبداللہ بن مرداس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنج شنبے کو ہمیں خطبہ سناتے' کچھ کلمات کہتے اور خاموش ہو جاتے' جس وقت وہ خاموش ہو جاتے ہم لوگ یہ چاہتے کہ وہ ہمیں اور زیادہ سنائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہجرت گاہ حمص تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفے بھجوایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے' لہٰذا ان سے تم لوگ علم حاصل کرو۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چھ ہزار درہم تھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ وہ کم گوشت والے (دبلے) آدمی تھے۔

نفیع مولائے عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اچھا سفید کپڑا پہننے والے اور سب سے اچھی خوشبو لگانے والے تھے۔

طلحہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رات کو خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دبلے' پست قد اور نہایت گندم گوں آدمی تھے' وہ متغیر نہیں ہوتے تھے (یعنی ان کے سر اور داڑھی کے بال اپنا رنگ نہیں بدلتے تھے)۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہبیرہ بن بریم نے کہا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایسے بال تھے جن کو وہ اپنے کانوں پر اٹھاتے' ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ شہد سے بنائے گئے ہیں۔ وکیع نے کہا یعنی وہ ایک ایک بال کو (علیحدہ علیحدہ) نہیں چھوڑتے تھے۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بال ان کی گردن تک پہنچتے تھے' میں نے انہیں دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے تو انہیں اپنے کانوں کے پیچھے کر لیتے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مہر لوہے کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو پریشان ہو گئے' ہم نے کہا کہ آپ کو کبھی کسی بیماری میں اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس بیماری میں پریشان ہو گئے' انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے پکڑ لیا ہے اور غفلت کے قریب کر دیا ہے۔

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے موت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں آج اسے آسان کرنے والا نہیں ہوں۔

بجیلہ کے ایک شخص جریر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو اٹھایا نہ جاؤں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وصیت کی اور اس وصیت میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت:

اگر انہیں اس مرض میں حادثہ موت پیش آ جائے تو ان کی وصیت کا مرجع اللہ کی طرف زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی طرف اور

ان کے فرزند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے' یہ دونوں (یعنی زبیر و ابن زبیر رضی اللہ عنہما) جو پسند کریں اور جو فیصلہ کریں اور ان کے لیے جائز و مباح ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کی اجازت کے نہیں ہوگا' اس سے زینب کی طرف سے روکا نہ جائے گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' انہوں نے ان کو اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی (جو حسب ذیل ہے)۔

''یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے' اگر انہیں بیماری میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی وصیت کا مرجع زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہوں گے' یہ دونوں بالکل مختار و مجاز ہوں گے کہ اس کے متعلق جو انتظام کریں اور جو فیصلہ کریں ان پر اس بارے میں کسی قسم کی تنگی نہ ہوگی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کے علم کے نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ان امور سے ان کی بیوی زینب بنت عبداللہ الثقفیہ کی وجہ سے باز رہا جائے گا۔ وصیت میں ان کے غلام کے بارے میں یہ تھا کہ جب فلاں شخص پانچ سو درہم ادا کر دے تو وہ آزاد ہے''۔

خیثم بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی کہ انہیں دو سو درہم کے حلے میں کفن دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے عثمان بن مظعون کی قبر کے پاس دفن کرنا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ۳۲ھ میں وفات ہوئی۔ اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ ستر برس سے زائد کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی' اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی' عبداللہ کی موت سے قبل ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کی' ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔

ثعلبہ بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں ان کے دفن کی صبح کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قبر پر گزرا تو میں نے اسے اس حالت میں پایا کہ اس پر پانی چھڑکا ہوا تھا۔

ابی الاحوص سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں ابو موسیٰ اور ابو مسعود کے پاس حاضر ہوا' ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل چھوڑا ہے' تو انہوں نے کہا کہ اگر تم یہ کہو کہ ان کا مثل جب ہم چھپا دیئے جائیں گے تو آئے گا اور جب ہم غائب ہوں گے تو وہ حاضر ہوگا (تو یہ شاید ہو سکے ورنہ اب تو نہیں ہے)۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نوے ہزار درہم چھوڑے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد زبیر بن العوام عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مجھے دیجئے کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اعزہ بیت المال سے اس کے زیادہ مستحق ہیں' انہوں نے ان کو پندرہ ہزار درہم دیئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی' عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں دو سال سے وظیفے سے محروم کر دیا تھا' ان کے پاس زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عیال بیت المال سے زیادہ اس کے محتاج ہیں' تو انہوں نے ان کو وظیفے کے بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم دیئے۔

سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد ابن دہیر بن لوی بن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ابی اہون بن قائش ابن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ' کنیت ابو معبد تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اسود بن عبد یغوث الزہری سے معاہدہ حلف کیا' انہوں نے ان کو متبنیٰ بنایا اور انہیں مقداد ابن الاسود کہا جاتا تھا' جب قرآن نازل ہوا کہ "ادعوھم لآبائھم" (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) تو مقداد بن عمرو کہا جانے لگا۔ محمد بن اسحٰق اور محمد بن عمر کی روایت میں مقداد دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے' موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب مقداد بن عمرو نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن عمرو اور جبار بن صخر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حدیلہ میں مقداد رضی اللہ عنہ کو زمین دی' اس حصے کی جانب انہیں ابی بن کعب نے بلایا تھا۔

مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام سبحہ تھا۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں سوائے مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہم میں کوئی سوار نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص کو اس کے گھوڑے نے دوڑایا وہ مقداد بن الاسود ہیں۔ سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جسے اس کے گھوڑے نے راہ خدا میں دوڑایا وہ مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ہیں۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ کے مشہد میں موجود تھا' البتہ مجھے ان کا ساتھی ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ جس سے ہٹایا گیا' وہ مشرکین بدر پر بددعا کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ آپؐ سے وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی کہ ﴿فاذھب انت ربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون﴾ (آپ کا رب اور آپ جایئے اور آپ دونوں قتال کیجئے ہم لوگ یہیں بیٹھیں گے۔) ہم لوگ آپ کے داہنے اور بائیں' آگے اور پیچھے جنگ کریں گے۔ میں نے

نبی ﷺ کو دیکھا کہ اس بات سے آپ کا چہرہ روشن ہو گیا اور اسؓ نے آپ کو مسرور کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مقداد بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ جو تیرانداز تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے قریش کے کسی شخص کو پیام نکاح دیا تو انہوں نے انکار کیا' نبی ﷺ نے کہا کہ میں ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے تمہارا نکاح کر دوں گا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے اور انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ ہم نے مقداد کا وہ غلہ جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیبر کی پیداوار سے پندرہ وسق جو (سالانہ) دیا تھا' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔

ابی راشد الحمرانی سے مروی ہے کہ میں مسجد سے نکلا تو مقداد ابن الاسود رضی اللہ عنہ کو صرافوں کے ایک صندوق میں بیٹھے دیکھا جو صندوق سے بھی بڑے نظر آ رہے تھے' میں نے ان سے کہا کہ اللہ نے آپ کا عذر (سفر جہاد کے لیے) ظاہر کر دیا' انہوں نے کہا کہ ہم پر سورۃ البحوث (سورۂ توبہ) نے لازم ٹھہرایا ہے کہ ﴿انفروا خفافًا وثقالاً﴾ (تم لوگ جہاد کو جاؤ' ہلکے ہو یا بھاری ہو)۔

کریمہ بنت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے اپنے والد کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں لانبے' فراخ شکم' سر میں بہت بال تھے' داڑھی کو زرد رنگتے' جو خوب صورت تھی' نہ بڑی نہ چھوٹی بڑی بڑی آنکھیں' پیوستہ ابرو' ناک کا بانسہ بھرا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔

ابی فائد سے مروی ہے کہ مقداد بن الاسود نے روغن بید انجیر پی لیا جس سے مر گئے۔ کریمہ بنت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ کی مدینے سے تین میل پر الجرف میں وفات ہوئی' لوگوں کی گردنوں پر لائے گئے' مدینے میں بقیع میں مدفون ہوئے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی' یہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ وفات کے دن وہ ستر برس کے یا اسی کے قریب تھے۔ حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' مقداد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی ثنا کرنے لگے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا:

لا الفینك بعد الموت تندبنی وفی حیاتی مازودتنی زادی

''میں تم کو اس حالت میں پاؤں گا کہ مرنے پر میرے محاسن بیان کرو گے حالانکہ تم نے جیتے جی مجھے توشہ تک نہ دیا''۔

حضرت خباب بن الارتؓ رضی اللہ عنہ:

ابن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب جو بنی سعد بن زید مناۃ ابن تمیم میں سے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھے خباب کے نسب کے متعلق موسیٰ ابن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے ابی الاسود محمد ابن عبدالرحمن سے جو عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے یتیم تھے یہی خبر دی۔ اور ایسا ہی خباب کے بیٹے بھی کہتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ان پر گرفتاری آئی' وہ مکے میں فروخت کیے گئے تو انہیں ام انمار الخزاعیہ نے خریدا جو سباع کی ماں تھیں' اور سباع عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ کے حلیف تھے۔

کہا جاتا ہے کہ ام خباب اور ام سباع بن عبدالعزیٰ الخزاعی ایک ہی تھیں' وہ مکے میں (عورتوں کا) ختنہ کرتی تھیں' یہ وہی

تھیں کہ یوم احد میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس وقت ظاہر کیا جس وقت انہوں نے سباع بن عبدالعزیٰ سے جس کی ماں ام انمار تھی کہا کہ ''او شرمگاہوں کی کاٹنے والی کے لڑکے ادھر میرے پاس آ'' خباب بن الارت آل سباع میں شامل ہو گئے اور انہوں نے اس سبب سے بنی زہرہ کے حلف کا دعویٰ کیا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ خباب کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

خباب سے مروی ہے کہ میں لوہار تھا' اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا' میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں ہرگز ادا نہ کروں گا تاوقتیکہ تم محمدؐ کے ساتھ کفر نہ کرو' میں نے اس سے کہا کہ میں ہرگز ان کے ساتھ کفر نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مرے اور پھر زندہ کیا جائے' اس نے کہا کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو اپنے مال واولاد کے پاس آؤں گا' اس وقت تیرا قرض ادا کردوں گا' اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بآیاتنا وقال لاوتین مالًا وولدا فردا﴾ تک (آیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد دی جائے گی)۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے جنہیں مکے میں عذاب دیا جاتا تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اجازت ہے' کیوں کہ سوائے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں' خباب انہیں وہ نشان دکھانے لگے جو مشرکین کے عذاب دینے سے پڑ گئے تھے۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' انہوں نے ان کو اپنی نشست گاہ پر بٹھایا اور کہا روئے زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق نہیں' سوائے ایک شخص کے' خباب رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین وہ کون ہے' تو فرمایا ''بلال'' خباب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یا امیر المومنین وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہیں' کیونکہ بلال کے لیے مشرکین میں ایسا آدمی تھا' جس کے ذریعے سے اللہ ان کی حفاظت کرتا' میرے لیے کوئی نہ تھا جو میری حفاظت کرتا' ایک روز میں نے خود کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور آگ سلگائی' اس میں انہوں نے مجھے ڈال دیا' ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا' میں زمین سے یا کہا کہ زمین کی ٹھنڈک سے سوائے اپنی پیٹھ کے نہ بچ سکا۔ پھر انہوں نے اپنی پیٹھ کھولی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے روایت کی کہ مقداد ابن عمرو اور خباب بن الارت رضی اللہ عنہما نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' دونوں برابر انہی کے مکان میں رہے یہاں تک کہ بنی قریظہ کو فتح کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خباب بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ خباب رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لیے آیا' جو سات جگہ سے جل گئے تھے' میں نے انہیں کہتے سنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ کسی کو مناسب نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے تو میں اس کی تمنا کرتا' ان کا کفن لایا گیا جو کتانی کپڑے کا تھا تو وہ رونے لگے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا جو ان کے پاؤں پر کھینچی جاتی تو قدموں سے سکڑ جاتی' یہاں تک کہ ان پر اذخر (گھاس) ڈالی گئی' میں نے اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ نہ ایک دینار کا مالک تھا نہ ایک درہم کا' اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں چالیس ہزار درہم ہیں' میں اس سے ڈرتا ہوں کہ ہماری نیکیاں ہمیں اسی زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ہم خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لیے آئے' ان کا پیٹ سات جگہ سے جل گیا تھا' انہوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے کو منع نہ کر دیا ہوتا تو میں ضرور کرتا۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت نے خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کی' ان لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ خوش ہو جاؤ کہ کل تم (اللہ کے یہاں) اپنے بھائیوں کے پاس ہو گے' وہ رونے لگے اور کہا کہ میرا حال ایسا ہی ہے' مجھے موت سے پریشانی نہیں' البتہ تم نے قوموں کا جو ذکر کیا' اور ان کو میرا بھائی کہا' تو وہ لوگ اپنے ثواب جیسے تھے لے گئے' مجھے اندیشہ ہے' ان کے اعمال کا ثواب' جو تم بیان کرتے ہو' ان لوگوں کے بعد وہی نہ ہو جو ہمیں دے دیا گیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے والد کا انتقال کب ہوا تو انہوں نے کہا کہ ۳۷ھ میں۔ اس روز تہتر برس کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی سے کہتے سنا کہ خباب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جن کی قبر علی رضی اللہ عنہ نے کوفے میں بنائی اور انہوں نے اپنی واپسی میں صفین میں ان پر نماز پڑھی۔

ابن الخباب سے مروی ہے کہ لوگ اپنی میتوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرتے' جب خباب کے مرض میں شدت ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے فرزند جب میں مروں تو مجھے اس اونچی زمین (ظہر) پر دفن کرنا' کیونکہ جب تم مجھے اس اونچی زمین پر دفن کرو گے تو کہا جائے گا کہ اونچی زمین پر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص دفن کیا گیا ہے' لوگ اپنی میتوں کو بھی دفن کریں گے جب خباب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو وہ اونچی زمین پر دفن کیے گئے' کوفے کی اونچی زمین کے سب سے پہلے مدفون خباب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمیر ذوالیدین یا ذوالشمالین رضی اللہ عنہ:

نام عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ بن عمرو بن غبشان بن سلیم بن افصی ابن حارثہ بن عمرو بن عامر' خزاعہ میں سے تھے' کنیت ابو محمد تھی' وہ اپنے کام دونوں ہاتھوں سے کرتے اس لیے ذوالیدین (دو ہاتھ والے) کہلائے عبد عمرو بن نضلہ مکے آئے' ان کے اور عبد

بن حارث بن زہرہ کے درمیان عقد مواخاۃ ہوا' عبد نے اپنی بیٹی نعم بنت عبد بن حارث سے ان کا نکاح کر دیا' ان سے ان کے یہاں عمیر ذوالشمالین اور ریطہ فرزندان عبد عمرو پیدا ہوئے' ربط کا لقب مسخنہ تھا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیرؓ ابن عبد عمرو الخزاعی اور یزید بن حارث بن فسحم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے' عمیر ذوالشمالین کو ابو اسامہ الجسمی نے قتل کیا' عمیر ذوالشمالین بدر میں اپنے قتل کے دن تیس سال سے زائد تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھ سے یہ خزاعہ کی ایک بڑھیا نے بیان کیا۔

حضرت مسعود بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ القارۃ کے تھے' بنی عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے' ان کی کنیت ابو عمیر تھے۔

ابو معشر اور محمد بن عمر نے مسعود بن الربیع رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کہا اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے مسعود بن ربیعہ کہا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ مسعود بن الربیع القاری' رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے' رسول اللہ ﷺ نے مسعود بن ربیع القاری' اور عبید ابن التیہان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' بعض راویان علم نے بیان کیا کہ مسعود بن الربیع کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام عمرو بن ربیع تھا' انہوں نے بھی نبی ﷺ کی صحبت پائی اور وہ بھی بدر میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ان کے بدر میں حاضر ہونے کا ثبوت نہیں دیکھا اور نہ علمائے سیرت نے ان کا ذکر کیا۔

مسعود بن ربیع بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' ۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ جب ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

آٹھ آدمی ہوئے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' کنیت ابو محمد تھی۔ والدہ صعبہ بنت عبد اللہ بن عمار الحضرمی تھیں' صعبہ کی والدہ عاتکہ بنت وہب بن عبد بن قصی بن کلاب تھیں اور وہب بن عبد تمام قریش کے بعد صاحب الرفادہ تھے (صاحب الرفادہ وہ لوگ جو حجاج سے ان کے ضروری انتظامات کے لیے رقم وصول کرتے)۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے محمد تھے' وہی سجاد بھی تھے' انہیں کے نام سے ان کی کنیت ابو محمد ہوئی۔ اپنے والد کے ہمراہ جنگ جمل میں قتل ہوئے' دوسرے فرزند عمران بن طلحہ تھے' ان دونوں کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ تھیں۔ حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ ابن عدس بن زید بنی تمیم میں سے تھیں قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے تیار الفرات (موج دریائے فرات) کہا جاتا تھا۔

یعقوب بن طلحہ جنگ حرہ میں مقتول ہوئے بڑے سخی تھے اور اسماعیل واسحٰق ان کی ماں ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔

زکریا یوسف اور عائشہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

عیسیٰ اور یحییٰ ان کی والدہ سعدی بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

ام اسحٰق بنت طلحہ جن سے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں طلحہ (بن الحسنؓ) پیدا ہوئے حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے نکاح کر لیا ان سے ان کے یہاں فاطمہ پیدا ہوئیں ام اسحٰق کی والدہ الجرباء تھیں جو ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک ابن جدعاطے میں سے تھیں۔

صعبہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہ ان کی والدہ ام ولد تھیں مریم بنت طلحہ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ صالح بن طلحہ رضی اللہ عنہ جو لاولد مر گئے ان کی ماں الفرعہ بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بصریٰ کے بازار میں موجود تھا ایک راہب اپنے صومعے میں کہہ رہا تھا کہ اہل موسم (بازار والوں) سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم (مکہ) میں سے بھی ہے؟ میں نے کہا ہاں میں ہوں اس نے پوچھا کیا احمد ظاہر ہوئے؟ میں نے کہا کون احمد اس نے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے اور وہ آخری نبی ہوں گے ان کے نکلنے (اور ظاہر ہونے) کی جگہ حرم (مکہ) ہے ان کی ہجرت گاہ کھجور کے باغ اور پتھریلی اور شوریا پانی سے بلند زمین کی طرف ہوگی دیکھو خبردار تم انہیں چھوڑ نہ دینا۔

اس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور مکے آ گیا دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے لوگوں نے کہا ہاں محمدؐ بن عبداللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

میں روانہ ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم نے ان صاحب کی پیروی کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تم بھی آپ کے پاس چلو داخل اسلام ہو اور آپ کا اتباع کرو کیوں کہ آپ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ [1]

طلحہ رضی اللہ عنہ نے راہب کی گفتگو بیان کی ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو لے کے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے طلحہ مسلمان ہوئے اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے۔

ابوبکر اور طلحہ بن عبید اللہ اسلام لائے تو ان دونوں کو نوفل ابن خویلد بن العدویہ نے پکڑ لیا اور ایک ہی رسی میں باندھ دیا بنو تیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا نوفل بن خویلد کو اسد قریش کہا جاتا تھا۔ اسی لیے ابوبکر وطلحہ رضی اللہ عنہما قرینین (ساتھی) کہلائے۔

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ میں الخزار سے کوچ کیا تو صبح کو آپ سے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ملے' جو شام سے قافلے کے ہمراہ آئے تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شامی کپڑے پہنائے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ اہل مدینہ بہت دیر سے منتظر ہیں' رسول اللہ ﷺ نے چلنے میں تیزی اختیار فرمائی' طلحہ رضی اللہ عنہ مکے چلے گئے' ضرورت سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ وہی شخص ہیں جو ان لوگوں کو مدینے لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اسعد بن زرارہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بسر بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور ابی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مقرر کی۔

حارثہ الانصار اور دوسرے لوگوں سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قافلہ قریش کی ملک شام سے روانگی کے انتظار میں تھے تو آپ نے اپنی روانگی سے دس روز پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ دونوں الحورا تک پہنچے اور وہیں مقیم رہے' یہاں تک کہ قافلہ ان کے پاس سے گزرا۔

رسول اللہ ﷺ کو طلحہ وسعید رضی اللہ عنہما کے واپس آنے سے پہلے خبر معلوم ہوگئی' اصحاب کو بلایا اور قافلے کے ارادے سے روانہ ہو گئے' قافلہ ساحل کے کنارے سے روانہ ہوا اور بہت تیز روانہ ہوا' وہ لوگ اپنی تلاش سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے۔

طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں' ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا' وہ اسی روز مدینے آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے جماعت قریش سے بدر میں مقابلہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے طلحہ وسعید رضی اللہ عنہما مدینے سے روانہ ہوئے۔ آپ کو انہوں نے تربان میں پایا جو الحجہ کے راستے پر ملل اور السیالہ کے درمیان ہے' آپ بدر سے واپس آ رہے تھے' طلحہ وسعید رضی اللہ عنہما اس جنگ میں موجود نہ تھے' مگر رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کے حصے اور ثواب مقرر فرمائے' اس لیے یہ بھی انہی کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے۔

میدان احد میں طلحہ کی جانثاری:

طلحہ رضی اللہ عنہ احد میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئے' وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے' اور آپ سے موت پر بیعت کی۔

مالک بن زہیر نے رسول اللہ ﷺ کو تیر مارا تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا' تیر ان کی چھنگلیا میں لگ گیا جس سے وہ بے کار ہو گئی' جس وقت انہیں تیر لگا تو انہوں نے کہا کہ ''حس'' (یچ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر

وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انہیں دنیا ہی میں دیکھتے۔

اس روز طلحہ رضی اللہ عنہ کے سر میں ایک مشرک نے دو نیزے مارے' ایک مرتبہ جب کہ وہ اس کے روبرو تھے' دوسری دفعہ جب کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے تھے' اس سے تمام خون نکل گیا' ضرار بن الخطاب الفہری کہتا تھا کہ واللہ اس روز میں نے انہیں مارا تھا۔

طلحہ رضی اللہ عنہ خندق میں اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ عامر الشعبی سے مروی ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک اور آگے کے دانتوں میں چوٹ آئی' طلحہ بن عبید اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے بچایا تو ان کی انگلی میں چوٹ لگی جو بے کار ہوگئی۔

قیس سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی دو انگلیوں کو دیکھا کہ بے کار ہو گئی تھیں' انہوں نے یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بچایا تھا۔

عائشہ وام اسحاق دختران طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے والد کے یوم احد میں چوبیس زخم لگے' جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا۔ اور پاؤں کی رگ نسا کٹ گئی تھی' انگلی شل (بے کار) ہوگئی تھی' اور باقی زخم جسم میں تھے۔ ان پر غشی کا غلبہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے' آپ کا چہرہ بھی زخمی تھا' آپ پر بھی غشی کا غلبہ تھا' طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو اٹھا کر پس پشت اس طرح واپس لا رہے تھے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اس سے لڑتے یہاں تک کہ آپ کو گھاٹی کے سہارے سے لگا دیا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص تھا جو یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم لوگ اپنے ساتھی کو سنبھالو' آپ کی مراد طلحہ رضی اللہ عنہ سے تھی جن کے بکثرت خون بہہ گیا تھا' مگر میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا' پھر ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس روز (غزوۂ اُحد میں) طلحہ پچھتر یا سینتیس زخموں کے ساتھ واپس آئے' جن میں ایک تو ان کی پیشانی میں چوکور تھا' ان کی رگ نسا کٹ گئی تھی' اور وہ انگلی شل (بے کار) ہوگئی تھی جو انگوٹھے کے پاس ہے۔

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کرلیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب باہر میدان میں تھے' میرے اور ان لوگوں کے درمیان پردہ حائل تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جو زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں' میں نے کہا' ضرور' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت میں کامیابی حاصل کر لی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جس نے اپنے حوائج میں کامیابی حاصل کر لی تو وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

حصین نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قتال کیا' وہ اس روز زخمی ہو گئے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا اشعار ''یاعشرہ'' ہے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نو آدمیوں کو سریے کے طور پر بھیجا انہیں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے دس کیا' اور فرمایا کہ تمہارا اشعار ''عشرہ'' ہے۔

محمد نے کہا کہ میں نے کسی سے سنا جو طلحہ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کرتا تھا کہ وہ گندم گوں بسیار مو تھے' بال تھے مگر نہ بہت آراستہ نہ بالکل پراگندہ اور کھلے ہوئے' ناک باریک اور خوب صورت تھی' بہت تیز تیز چلتے تھے' بالوں پر ضعیفی کا اثر نہیں پڑا تھا (یعنی سفید نہیں ہوئے تھے) انہوں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ زرد رنگ کے کپڑے پہنتے تھے۔

اسلم مولائے عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کے جسم پر دو چادریں دیکھیں جو گیرو میں رنگی ہوئی تھیں حالانکہ وہ احرام میں تھے' پوچھا: اے طلحہ! ان دونوں چادروں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا' امیر المومنین' میں نے تو انہیں مٹی میں رنگا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے گروہ تم لوگ آئمہ (پیشوا) ہو' لوگ تمہاری اقتداء کریں گے' اگر کوئی جاہل تمہارے جسم پر یہ دونوں چادریں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ رنگین کپڑے پہنتے تھے' حالانکہ وہ احرام میں تھے۔

صفیہ بنت ابی عبید یا اسلم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر گیرو سے رنگے ہوئی دو چادریں تھیں' حالانکہ وہ محرم (احرام میں) تھے' انہوں نے کہا اے طلحہ رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے' تو انہوں نے کہا' امیر المومنین' وہ تو صرف مٹی ہی ہے (جس میں میں نے رنگا ہے) انہوں نے کہا کہ اے قوم تم لوگ آئمہ ہو' تمہاری اقتداء کی جائے گی' اگر کوئی جاہل تمہیں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں حالانکہ وہ احرام میں ہوتے ہیں اور محرم کا سب سے اچھا لباس سفید ہے' اس لیے لوگوں کو شبہے میں نہ ڈالو۔

اسرائیل نے کہا کہ میں نے عمران بن موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ طلحہ بن عبیداللہ جنگ جمل میں مقتول ہوئے اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔

عمران بن موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جسے انہوں نے اتار ڈالا اور اس کے بجائے پوت کا چھلہ پہن لیا' جنگ جمل میں اسی حالت میں کہ وہ چھلہ ان کی انگلی میں تھا ان پر مصیبت آ گئی (کہ مقتول ہو گئے)۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی آمدنی ایک ہزار درہم (یومیہ) تھی۔

سعدیٰ بنت عوف المریہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور پوچھا: مجھے کیا ہوا کہ تم کو اس حالت میں دیکھتی ہوں کہ تم کو تمہارے گھر والوں سے کچھ رنج پہنچا ہے' معلوم ہو تو ہم لوگ رنج دور کریں' انہوں نے کہا ہاں' تم مرد کی بیوی ہو (کہ سمجھ گئیں) میرے پاس مال ہے جس نے مجھے غم وفکر میں ڈال دیا ہے' انہوں نے کہا کہ اسے تقسیم کر دو' انہوں نے اپنی لڑکی کو بلایا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ' وہ لے کے اسے تقسیم کرنے لگے' میں نے سعدیٰ سے پوچھا کہ وہ مال کتنا تھا' تو انہوں نے کہا چار لاکھ درہم۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سات لاکھ درہم کو فروخت کی' قیمت اپنے پاس اٹھا کے لے گئے' جب اس کو لائے تو انہوں نے کہا انسان اس طرح ہو کہ یہ مال رات کو اس کے پاس اور اس کے گھر میں رہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اللہ کے امر عزیز میں سے رات کو کیا اس کے پاس آئے گا' انہوں نے اس طرح رات گزاری کہ ان کے قاصد اس مال کو لے کے مستحقین کو دینے کے لیے مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے' پچھلی شب تک ان کے پاس اس میں سے ایک درہم بھی نہ تھا۔

قبیصہ بن جابر سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ' بے مانگے' مال کثیر کا دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو' جن کا قریش کے بردبار لوگوں میں شمار تھا' کہتے سنا کہ کم سے کم عیب' انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے۔

قیس سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انسان پر کم از کم عیب گوئی اس وقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ ابو محمد طلحہ کو عراق سے ہر روز ایک ہزار وافی درہم اور دو دانگ کی آمدنی ہوتی تھی۔ [1]

محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہ بن عبید اللہ کو عراق سے چار اور پانچ لاکھ کے درمیان آمدنی ہوتی تھی' اور علاقہ سراۃ سے کم وبیش دس لاکھ دینار کی آمدنی تھی' ان کی جائیدادوں کی بھی آمدنیاں تھیں' بنی تیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انہوں نے اس کی اور اس کے عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو' ان کی بیواؤں کا نکاح نہ کرایا ہو' ان کے تنگ دستوں کو خادم نہ دیا ہو اور ان کے مقروضوں کا قرض نہ ادا کیا ہو' ہر سال جب ان کی آمدنی آتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو دس ہزار درہم بھیجتے' انہوں نے صبیحۃ التیمی کی طرف سے تیس ہزار درہم ادا کیے تھے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا' ابو محمد (طلحہ رضی اللہ عنہ) نے کتنا مال چھوڑا' میں نے کہا بائیس لاکھ درم اور دو لاکھ دینار' حالانکہ ان کے مال میں چوری بھی کی گئی' انہیں ہر سال عراق سے ایک لاکھ کی آمدنی تھی جو علاقہ' سراۃ وغیرہا کی آمدنی کے علاوہ تھی' وہ اپنی نہر یا نالی کے کھیت سے مدینے کے گھروں میں ایک سال کا غلہ بھر دیتے' بیس آب کش اونٹوں سے

[1] وافی: چاندی کا ایک بہت چھوٹا سکہ۔

زراعت کرتے تھے سب سے پہلے جس نے نہر یا نالی کی زمین میں گیہوں بویا' وہی تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے سخی اور شریف اور نیک بن کے زندگی بسر کی' اور فقیر ہو کے مقتول ہوئے۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے جو مال اور جائیداد چھوڑی اس کی قیمت اور جو نقد چھوڑا اس کا مجموعہ تین کروڑ درہم تھا' انہوں نے بائیس لاکھ درہم نقد اور دو لاکھ دینار نقد چھوڑے باقی سب مال و جائیداد تھی۔

سعدیٰ بنت عوف المریہ والدہ یحییٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جس وقت قتل ہوئے تو ان کے خازن کے ہاتھ میں بائیس لاکھ درہم تھے' ان کی جائیداد کی قیمت تین کروڑ درہم لگائی گئی۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ طلحہ ابن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سو بہار چھوڑ گئے کہ ہر بہار میں تین قنطار سونا تھا (ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے) میں نے سنا کہ بہار بیل کی کھال ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں سفر و حضر میں طلحہ ابن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا' مگر مجھے عام طور پر روپے اور کپڑے اور کھانے پر طلحہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخی کوئی نہیں بتایا گیا۔

حکیم بن جابر الاحمسی سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے یوم جمل میں کہا کہ ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں مداہنت و نفاق کیا' آج ہم اس کے تدارک میں اس سے زیادہ قریب کوئی شئے نہیں پاتے کہ ان کے بارے میں ہم اپنا خون خرچ کر دیں' اے اللہ! آج تو مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔

عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے' جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے تھے' تیر مارا' تیر ان کی پنڈلی میں لگا' اس نے کہا کہ واللہ میں تیرے بعد اب کبھی قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کو تلاش نہ کروں گا' طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مولا سے کہا کہ میرے لیے کوئی مکان تلاش کر دو' اس نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں' انہوں نے کہا کہ واللہ یہ وہ تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے' اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ مجھ سے لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔ پھر انہوں نے ایک پتھر پر سر رکھ لیا اور انتقال کر گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ لشکر میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان بھی تھا' اس نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی زرہ میں ایک سوراخ دیکھا اور انہیں ایک تیر مار کے قتل کر دیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا گیا تو ان کا گھوڑا دور تک چلا گیا' انہوں نے اسے ایڑ ماری۔ بنی تمیم میں انتقال کر گئے' کسی نے کہا کہ یہ اس بوڑھے کی جائے موت ہے جو ضائع کر دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگ گھومنے لگے تو مروان نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر سے روکا وہ ان کے لگ گیا اور انہیں قتل کر دیا۔

شیخ کلب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اگر امیر المومنین مروان نے مجھے نہ بتا دیا ہوتا کہ انہیں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو میں طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی کو بھی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بدلے قتل کیے بغیر نہ چھوڑتا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر مارا تو رگ میں سے خون بہنے لگا' جب اسے ہاتھ سے روک دیتے تو رک جاتا اور جب چھوڑ دیتے تو بہنے لگتا' انہوں نے کہا واللہ' اب تک ہمارے پاس ان لوگوں کے تیر نہیں آئے' پھر انہوں نے کہا زخم کو چھوڑ دو' کیونکہ یہ وہی تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے' انتقال کے بعد لوگوں نے انہیں الکلا کے ساحل پر دفن کر دیا۔ ان کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس پانی سے چین کیوں نہیں دیتے' میں غرق ہو گیا ہوں' تین مرتبہ (خواب میں) وہ یہ کہہ رہے تھے' لوگوں نے کھود کے قبر سے انہیں نکالا تو وہ اس قدر سبز تھے جیسے (سلق) ساگ ہوتا ہے' انہوں نے ان کا پانی نچوڑ کے نکالا تو ان کی داڑھی اور چہرے کا جو حصہ زمین کے متصل تھا اسے زمین کھا گئی تھی۔ پھر انہوں نے ابوبکرہ کے مکانات میں سے ایک مکان خریدا اور اس میں انہیں دفن کیا۔

محمد بن زید المہاجر سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ یوم جمل میں قتل کر دیئے گئے' ۱۰/ جمادی الآخرہ ۳۶ھ پنجشنبے کا دن تھا جس روز قتل کیے گئے چونسٹھ سال کے تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ باسٹھ سال کی عمر میں قتل کیے گئے۔

ابی حبیبہ مولائے طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اصحاب جمل سے فارغ ہو چکے تو عمران بن طلحہ ان کے پاس گئے' انہوں نے ان کو مرحبا کہا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اور تم کو ان لوگوں میں سے کرے گا جن کے متعلق فرمایا: ﴿اخوانًا علی سرر متقابلین﴾ (بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے)۔

راوی نے کہا کہ فرش کے کونے پر دو شخص بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے کہ کل تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو اور جنت میں بھائی بھائی بن کے آمنے سامنے تختوں پر بھی ہو جاؤ گے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ اٹھ کر دور سے دور کی زمین پر دفع ہو' اس وقت اور کون ہوگا اگر میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ نہ ہوں گے۔

انہوں نے عمران سے کہا کہ میں تمہارے والد کے امہات اولاد میں سے جو باقی ہیں ان سے کیوں کر ہلاک ہو جاؤں' دیکھو' ہم نے ان سالوں میں تم لوگوں کی زمینوں پر اس لیے قبضہ نہیں کیا کہ ہم انہیں لینا چاہتے ہیں' ہم نے صرف اس خوف سے انہیں لیا ہے کہ لوگ لوٹ لیں گے' اے فلاں ان کے ہمراہ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور انہیں حکم دو کہ وہ ان کی زمین اور ان سالوں کی آمدنی ان کے سپرد کر دیں' اے برادر زادے' جب تمہیں حاجت ہو تو ہمارے پاس آنا۔

ابوحبیبہ سے مروی ہے کہ عمران بن طلحہ' علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے برادر زادے یہاں آؤ' انہیں انہوں نے اپنے فرش پر بٹھا لیا اور کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کو اللہ نے کہا کہ ﴿ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخوانًا علی سرر متقابلین﴾ (ہم ان کے دلوں سے کدورت نکال لیں گے جس سے وہ بھائی بھائی ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے)۔ ابن الکوا نے ان سے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے' وہ اپنا درہ لے کے اس کے پاس گئے اور اسے مارا اور کہا کہ تیری ماں نہ رہے' تو اور تیرے ساتھی اس کا انکار کرتے ہیں۔

ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن طلحہ رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا تو

علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا۔ ابن طلحہؓ نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ مجھے مرحبا کہتے ہیں حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کر دیا اور میرا مال لے لیا' انہوں نے کہا تمہارا مال تو بیت المال میں کنارے رکھا ہوا ہے' صبح کو اپنے مال کے پاس جانا اور اسے لے لینا' لیکن تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہارے والد کو قتل کر دیا' تو میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ﴿ونزعنا ما في صدورهم من غلٍ اخوانًا على سرر متقابلين﴾ فرمایا ہے ہمدان کے ایک شخص نے جو کانا تھا کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے تو علی رضی اللہ عنہ اس قدر زور سے چلائے کہ اس سے محل گونج گیا اور کہا کہ جب ہم لوگ یہ نہ ہوں گے (یعنی مصداق آیت) تو پھر کون ہوگا۔

ابوحمید علی بن عبداللہ الطاعتی سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ کوفے میں آئے تو انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے میرے برادر زادے تم دونوں اپنے مال کی طرف جاؤ اور اس پر قبضہ کر لو میں نے اس پر صرف اس لیے قبضہ کیا تھا کہ لوگ اسے اچک نہ لیں' مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ﴿ونزعنا ما في صدورهم من غلٍ اخوانًا على سرر متقابلين﴾ حارث الاعور الہمدانی نے کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے' علی رضی اللہ عنہ نے اس کی چادروں کو پکڑا اور دو مرتبہ کہا کہ تیری ماں نہ رہے' پھر کون (اس آیت کا مصداق ہوگا)۔

محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم جمل میں ایک شخص آیا اور کہا کہ قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت دو کہ وہ اندر آئے' میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اس (قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ) کو دوزخ کی خبر سنا دو۔

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ (رومی):

ابن مالک بن عبد بن عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن خزیمہ ابن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن النمر بن قاسط بن ہنب ابن اقصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار' ان کی والدہ سلمی بنت تعید بن مہیض بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو ابن تمیم تھیں' ان کے والد سنان بن مالک یا چچا کسریٰ کی جانب سے الابلہ کے عامل تھے' ان لوگوں کے مکانات موصل میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اس گاؤں میں رہتے تھے جو ساحل فرات پر جزیرے اور موصل کے متصل ہے' اس علاقے پر رومیوں نے ڈاکہ ڈالا اور انہوں نے صہیب کو قید کر لیا جو چھوٹے سے بچے تھے' ان کے چچا نے کہا کہ یہ نمری بچہ ہے' جو زبردستی گیا حالانکہ میرے گھر والے الثنی میں ہیں۔ الثنی اس گاؤں کا نام ہے جس میں ان کے اعزہ تھے۔

صہیب رضی اللہ عنہ کی روم میں پرورش ہوئی' جب ذرا بولنے لگے تو انہیں ان لوگوں سے کلب نے خرید لیا۔ اور مکے لائے' یہاں عبداللہ ابن جدعان التیمی نے خرید لیا اور آزاد کر دیا' وہ عبداللہ بن جدعان کے مرنے تک ان کے ساتھ مکے ہی میں رہے' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے' اس لیے کہ اللہ نے ان (صہیب رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بزرگی و کرامت کا ارادہ کیا اور ان پر توفیق اسلام کا احسان کیا۔

لیکن صہیب رضی اللہ عنہ کے بیوی بچے یہ کہتے ہیں کہ جب وہ عاقل بالغ ہوئے تو روم سے بھاگ کے مکے آئے اور عبداللہ بن جدعان سے مخالفت کر لی۔ اور ان کے مرنے تک انہی کے ساتھ مقیم رہے۔

صہیب خوب سرخ آدمی تھے نہ بہت لمبے نہ ٹھگنے بلکہ مائل بہ پستی تھے' سر میں بال بہت تھے اور مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ صہیب عرب میں سے النمر ابن قاسط کے خاندان سے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صہیب رضی اللہ عنہ روم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں (سابق الروم ہیں)۔

حمزہ بن صہیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابو یحییٰ تھی' وہ کہتے کہ میں عرب میں سے ہوں اور کھانا بہت کھلاتے تھے' ان سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے صہیب رضی اللہ عنہ تمہیں کیا ہوا کہ تم نے اپنی کنیت ابو یحییٰ (یحییٰ کا باپ) رکھ لی' حالانکہ تمہارا کوئی لڑکا نہیں' اور تم کہتے ہو کہ تم عرب میں سے ہو' حالانکہ تم روم کے ہو' تم بہت کھانا کھلاتے ہو جو مال کا اسراف ہے' صہیب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحییٰ رکھی (میں نے خود نہیں رکھی) رہا میرے نسب اور عرب ہونے کے دعوے پر اعتراض' تو میں النمر ابن قاسط کی اولاد سے ہوں جو موصل کے باشندے تھے لیکن میں قید کر لیا گیا' میری قوم اور اعزہ کے سمجھنے اور نسب معلوم کرنے کے بعد رومیوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت میں مجھے گرفتار کر لیا' کھانے اور اس میں اسراف کے بارے میں جو آپ فرماتے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔ یہ سبب ہے جو مجھے کھانا کھلانے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے دار الارقم کے دروازے پر ملا' رسول اللہ ﷺ اندر تھے' میں نے صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو' تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو' میں نے (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں' صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں' پھر ہم دونوں آپ کے پاس گئے' آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا' ہم دونوں اسلام لے آئے' دن بھر اسی حالت پر رہے' جب شام ہوئی تو ہم نکلے اور ہم اپنے کو چھپاتے تھے' عمار وصہیب رضی اللہ عنہما کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صہیب بن سنان ان بے بس مومنین میں سے تھے جن پر اللہ کے بارے میں مکے میں عذاب کیا جاتا تھا۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو ان سے اہل مکہ نے کہا کہ تو ہمارے پاس ذلیل' بدمعاش بن کے آیا تھا' ہمارے یہاں تیرا مال بڑھ گیا اور تو جس حالت کو پہنچا اس حالت کو پہنچا' پھر تو اپنے آپ کو اور اپنے مال کو لیے جاتا ہے؟ واللہ یہ نہ ہونے پائے گا' انہوں نے کہا کہ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں اپنا مال چھوڑ دوں تو تم لوگ میرا راستہ خالی کر دو گے؟ انہوں نے کہا' ہاں' صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال ان لوگوں کے لیے چھوڑ دیا' نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: صہیب رضی اللہ عنہ کو نفع ہوا' صہیب رضی اللہ عنہ کو نفع ہوا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ مہاجر ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے' قریش کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا تو وہ اپنی سواری سے اتر پڑے' ترکش میں جو کچھ تھا نکال لیا اور کہا کہ اے گروہ قریش' تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے اچھا تیر انداز ہوں' بخدا تم لوگ مجھ تک اس وقت تک نہ پہنچ سکو گے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر مار نہ لوں اور جب میرے ہاتھ

میں تھوڑے سے رہ جائیں گے تو میں اپنی تلوار سے تمہیں ماروں گا' لہٰذا تم لوگ جو چاہو کرو' اگر چاہو تو میں تمہیں اپنا مال بتا دوں اور تم میرا راستہ خالی کر دو' قریش راضی ہو گئے' صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا مال بتا دیا' جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا' بیع نے ابو یحییٰ کو نفع دیا' بیع نے نفع دیا راوی نے کہا کہ اسی بارے میں یہ آیت ﴿ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد﴾ (اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت مہربان ہے) نازل فرمائی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ ہجرت میں سب سے آخر علی اور صہیب بن سنان رضی اللہ عنہما مدینے آئے' یہ واقعہ وسط ربیع الاوّل کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں تھے اور ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ صہیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جب آپ قبا میں تھے' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمرکاب تھے' پاس کھجوریں رکھی تھیں جو کلثوم بن الہدم لائے تھے کہ چوہوں کو ان پر دسترس ممکن نہ تھی' راستے میں صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھنے آ گئی' سخت بھوک لگی تو کھجوریں کھانے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صہیب کو نہیں دیکھتے کہ یہ کھجوریں کھا رہے ہیں' حالانکہ ان کی آنکھ دکھتی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھجور کھاتے ہو' تمہاری تو آنکھ دکھتی ہے' صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو اسے اپنی تندرست آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے' صہیب رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ساتھ لیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا' قریش نے مجھے پکڑ کر قید کر دیا' میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عوض خریدا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیع نے نفع دیا' اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله﴾ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے صرف ایک مد (تقریباً آدھ سیر) آٹے کا توشہ لیا جس کو ابوا میں گوندھا (اور پکایا) یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب صہیب رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر شادی شدہ اصحاب بھی سعد ابن خیثمہ کے پاس اترے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب بن سنان اور حارث بن الصمہ کے درمیان مواخاۃ کا رشتہ باندھا' انہوں نے کہا کہ صہیب رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ آؤ تو ہم تم سے غزوات بیان کریں' لیکن اگر تم چاہو کہ میں کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ ممکن نہیں (یعنی میں کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا)۔

عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ کو وصیت کرتے وقت فرمایا کہ صہیب کو تمہارے لیے نماز پڑھانا چاہیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ صہیب رضی اللہ عنہ انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے حکم

سے فرض نمازیں پڑھاتے ہیں' اس لیے صہیب رضی اللہ عنہ ہی کو آگے کیا' انہی نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

ابو حذیفہ نے جو اولاد صہیب رضی اللہ عنہ میں سے تھے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ صہیب رضی اللہ عنہ کی وفات مدینے میں شوال ۳۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر برس کے تھے' وہ بقیع میں مدفون ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے' ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ' طفیل بن حارث کے جو عائشہ رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی اور ام رومان کے بیٹے تھے' غلام تھے' عامر اسلام لائے تو' انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خرید کے آزاد کر دیا' وہ اس اجرت پر ان کی بکریاں چراتے تھے کہ دودھ اور بچہ ان کے ذمے ہوگا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ ان کمزور مسلمانوں میں سے تھے جن پر مکے میں اس لیے عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عامر بن فہیرہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ اور حارث بن اوس بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عامر بن فہیرہ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ ۴ھ میں غزوۂ بیر معونہ میں شہید ہوئے' قتل کے دن وہ چالیس سال کے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ اس گروہ میں سے تھے جو یوم بیر معونہ میں مقتول ہوئے۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا کہ جس روز وہ قتل کیے گئے تو دفن کے وقت ان کا جسد نہیں ملا' لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انہیں دفن کر دیا۔

محمد بن عمر نے ان لوگوں سے روایت کی جن کا نام اس کتاب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے' کہ جبار بن سلمہ الکلبی نے اس روز عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا جو ان کے پار ہوگیا۔ عامر نے کہا کہ واللہ میں کامیاب ہوا' عامر کو بلندی پر لے گئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہوگئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثے کو چھپا لیا۔ جبار نے عامر بن فہیرہ کا یہ حال دیکھا تو وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے' ان کا جثہ نہیں پایا گیا' لوگ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انہیں پوشیدہ کر دیا۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' کنیت ابوعبداللہ تھی' السراۃ کے غیر خالص عربوں میں سے تھے ان کی ماں کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح میں سے کسی کی مملوکہ تھیں۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال سابق الحبشہ ہیں (یعنی حبشیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں)۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مومنین کے کمزور لوگوں میں سے تھے' جب وہ اسلام لائے تو ان پر عذاب کیا جاتا کہ اپنے دین سے پھر جائیں' مگر انہوں نے ان لوگوں کے سامنے ایک کلمہ بھی ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے' جو انہیں عذاب دیتا تھا وہ امیہ بن خلف تھا۔

عمیر بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ بلال رضی اللہ عنہ کے عذاب میں شدت کرتے تو وہ احد احد کہتے' لوگ ان سے کہتے کہ اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ میری زبان اسے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتی۔

محمد سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے مالکوں نے پکڑ لیا' انہیں پچھاڑا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات وعزیٰ ہے' مگر وہ "احد' احد" ہی کہتے تھے' ان کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کب تک تم لوگ اس شخص پر عذاب کرو گے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں سات اوقیہ (تقریباً ۲۳ تولے سونے کے عوض) خرید لیا اور انہیں آزاد کر دیا انہوں نے یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے قرض دیا۔ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ میں نے آزاد کر دیا۔

قیس سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو پانچ اوقیہ میں خریدا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیت:

﴿ مالنا لانرٰی رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذنا ھم سخریا ام زاغت عنھم الابصار ﴾

"ہمیں کیا ہوا کہ ہم ان لوگوں کو (یہاں) نہیں دیکھتے جنہیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے' ہم نے انہیں مسخر بنایا یا نگاہوں نے ان سے کجی کی"۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابوجہل کہتا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کہاں ہے' فلاں کہاں ہے' جن کو ہم دنیا میں بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے ہم انہیں دوزخ میں نہیں دیکھتے' کیا وہ کسی ایسے مکان میں ہیں کہ ہم اس میں نہیں دیکھ سکتے' یا وہ دوزخ ہی میں ہیں کہ ہم ان کا مکان نہیں دیکھ سکتے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' بلال' خباب' صہیب' عمار اور سمیہ والدہ عمار رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت آپ کے چچا نے کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حفاظت ان کی قوم نے کی۔ دوسرے لوگ پکڑ لیے گئے' انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کے دھوپ میں تپایا گیا' مشقت انتہا کو پہنچ گئی تو مشرکین کی خواہش کے

مطابق (کلمات زبان سے) ادا کر دیئے' ان میں سے ہر شخص اپنی قوم کے پاس سے چمڑے کے وہ فرش (نطع) لایا کہ اس پر بٹھا کے گردن ماری جاتی تھی' جن میں پانی تھا' اس میں ان لوگوں کو ڈال دیا اور اس کے کنارے پکڑ کے اٹھالیا' سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے (کہ وہ اس عذاب میں داخل نہیں کیے گئے تھے)۔

جب شام ہوئی تو ابوجہل آیا اور سمیہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دینے اور برا کہنے لگا' پھر انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا' وہ اسلام میں سب سے پہلی شہید تھیں' سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے کیوں کہ ان کے نزدیک اللہ کی راہ میں ان کی جان ارزاں تھی' یہاں تک کہ ان لوگوں نے آگ میں ڈالا' گردن میں رسی باندھ اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ انہیں مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان گھسیٹیں' اس حالت میں بھی بلال رضی اللہ عنہ احد احد کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب بلال رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ اور عبیدۃ بن الحارث ابن المطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ اور ابی رویحہ الخثعمی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' لیکن یہ ثابت نہیں' ابورویحہ بدر میں بھی حاضر نہیں ہوئے۔

محمد بن اسحٰق' بلال اور ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے' پھر الفرع کے کسی شخص سے (بلال رضی اللہ عنہ کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے) اور کہتے تھے کہ جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام میں دفتر مرتب کیے تو بلال رضی اللہ عنہ شام چلے گئے اور وہیں مجاہدین کے ساتھ مقیم ہو گئے' ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ تم اپنا دفتر کس کے پاس رکھو گے' انہوں نے کہا ابورویحہ کے پاس جن کو میں اس اخوت (برادری) کی وجہ سے کبھی نہ چھوڑوں گا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور ان کے درمیان مقرر کر دی ہے' انہوں نے ان کو ان کے ساتھ کر دیا اور حبشہ کا دفتر خثعم کے سپرد کیا' اس لیے کہ بلال رضی اللہ عنہ انہی میں تھے' وہ شام میں آج تک خثعم میں ہیں۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اذان کہی وہ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کرنا چاہتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے ''حی علی الصلاۃ' حی علی الفلاح' لصلاۃ یارسول اللہ (نماز کے لیے آئیے' فلاح و کامیابی کے لیے آئیے نماز تیار ہے یارسول اللہ)''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین موذن تھے' بلال رضی اللہ عنہ' ابومحذورہ اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما' جب بلال رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان کہتے' اور اگر ابومحذورہ بھی نہ ہوتے تو عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے۔

ابن ابی ملیکہ یا کسی اور سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کی چھت پر اذان کے

حکم دیا' انہوں نے اس کی چھت پر اذان کہی' حارث ابن ہشام اور صفوان بن امیہ بیٹھے ہوئے تھے' ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حبشی کو دیکھو' تو دوسرے نے کہا اگر خدا اسے پسند نہ کرے گا تو اس کو بدل دے گا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ زوال آفتاب کے بعد اذان کہا کرتے تھے اور اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے' یا انہوں نے یہ کہا کہ اکثر اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے' لیکن وہ اذان میں وقت سے باہر نہیں ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ جب اذان کے لیے چڑھتے تو یہ شعر کہتے:

ما لبلال تكلته امه و ابتلّ من نضح دم جبينه

"بلال رضی اللہ عنہ کو اس کی ماں روئے۔ خون بہنے سے اس کی پیشانی تر ہو جائے"۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے عصا کو لے کر چلا جاتا تھا' جس کو بلال رضی اللہ عنہ مؤذن اٹھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا وہ اسے آپ کے آگے گاڑ دیتے تھے (تاکہ نماز کے لیے سترہ ہو جائے) اور اس زمانے میں عیدگاہ میدان تھا۔

ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عید اور نماز استسقاء کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے بلال رضی اللہ عنہ عصا لے کے چلتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد بن عمار بن سعد مؤذن وغیرہم نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ نجاشی حبشی نے رسول اللہ ﷺ کو تین عصا بھیجے تھے' ایک تو نبی ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا' ایک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ایک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو' بلال رضی اللہ عنہ اسی عصا کو عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے آگے لے کے چلتے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا تھا' یہاں تک کہ وہ عیدگاہ میں آتے' اسے آپ کے آگے گاڑ دیتے اور آپ اسی کی طرف نماز پڑھتے' رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے لے کے چلتے تھے۔ پھر عیدین میں سعد القرظ' عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے آگے لے کے چلتے تھے اسے ان دونوں کے آگے گاڑ دیتے اور دونوں اسی کی طرف نماز پڑھتے تھے' یہ وہی عصا ہے جس کو آج والیان ملک کے آگے لے کے چلا جاتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو بلال رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ تم چاہتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میری موت تک خدا کے راستے میں باندھ دیا جائے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رضی اللہ عنہ' میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنی حرمت وحق یاد دلاتا ہوں' کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہوگیا' میری موت کا وقت ب آ گیا' بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک انہی کے ساتھ قیام کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو بلال رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بھی اسی طرح کہا جس طرح

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ویسا ہی جواب دیا جیسا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا' مگر بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری رائے میں میں اذان کس کے سپرد کروں' تو انہوں نے کہا سعد کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اذان کہی ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اذان ان کے سپرد کر دی اور ان کے بعد ان کی اولاد کے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے اس وقت اذان کہی کہ آنحضرت ﷺ دفن بھی نہ ہوئے تھے' جب انہوں نے "اشہد ان محمد الرسول اللہ" کہا تو مسجد میں لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

رسول اللہ ﷺ دفن کر دیئے گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اذان کہو' انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو اس کا راستہ یہی ہے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے تو مجھے اور اسے چھوڑ دیجیے جس کے لیے آپ نے مجھے آزاد کیا' تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں محض اللہ ہی کے لیے آزاد کیا ہے' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے اذان نہ کہوں گا' انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے سپرد ہے (خواہ کہو یا نہ کہو)۔ وہ مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کے لشکر روانہ ہوئے تو انہی کے ساتھ چلے گئے' اور وہاں (شام) پہنچ گئے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جمعے کے دن جب ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! انہوں نے کہا لبیک (حاضر) انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنے لیے' فرمایا اللہ کے لیے' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں' انہوں نے ان کو اجازت دی' وہ شام چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔

شعبی سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی نے یمن کے کسی گھر والے کے یہاں پیام نکاح دیا' اور کہا کہ میں اور میرے یہ بھائی دونوں حبشی غلام ہیں' ہم دونوں گمراہ تھے' اللہ نے ہمیں ہدایت کی' ہم دونوں غلام تھے' اللہ نے ہمیں آزاد کیا' اگر تم لوگ ہم دونوں سے نکاح کر دو گے تو الحمد للہ اور اگر تم لوگ ہم سے رکو گے تو اللہ اکبر۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی خود کو عرب کی طرف منسوب کرتے تھے' ان کا دعویٰ تھا کہ وہ انہی میں سے ہیں۔ انہوں نے عرب کی ایک عورت کو پیام نکاح دیا' تو ان لوگوں نے کہا کہ اگر بلال رضی اللہ عنہ موجود ہوں گے تو ہم تم سے نکاح کر دیں گے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ میں بلال بن رباح رضی اللہ عنہ ہوں' اور یہ میرے بھائی ہیں جو دین اور اخلاق میں بڑے آدمی ہیں' اگر تم ان سے نکاح کرنا چاہو تو کر دو اور اگر ترک کرنا چاہو تو ترک کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ جس کے تم بھائی ہو اس سے ہم نکاح کر دیں گے' ان لوگوں نے ان سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابوالبکیر کے لڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان لوگوں نے عرض کی کہ فلاں شخص سے ہماری بہن کا نکاح کر دیجیے' فرمایا کہ تم لوگ بلال رضی اللہ عنہ سے کہاں جاتے ہو' وہ لوگ دوسری مرتبہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے۔ فرمایا کہ تم لوگ بلال رضی اللہ عنہ سے کہاں جاتے ہو' وہ لوگ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کی

بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجئے' فرمایا کہ تم بلال رضی اللہ عنہ سے کہاں جاتے ہو' تم لوگ ایسے شخص سے کہاں جاتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے' پھر ان لوگوں نے ان سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبکیر کی لڑکی کا نکاح بلال رضی اللہ عنہ سے کیا۔ مقبری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبکیر کی لڑکی کا نکاح بلال رضی اللہ عنہ سے کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے بنی زہرہ کی عربی لڑکی سے نکاح کیا۔

ابن مراہن سے مروی ہے کہ لوگ بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور ان کی فضیلت اور اللہ نے انہیں خیر میں جو حصہ دیا تھا اسے بیان کرتے' وہ کہتے کہ میں تو ایک حبشی ہوں جو کل غلام تھا۔

قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے صرف اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اور اللہ کے لیے میرے عمل کو چھوڑ دیجئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۰ھ میں جب وہ ساٹھ سال سے زائد کے تھے دمشق میں ہوئی' باب الصغیر کے پاس کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے شعیب بن طلحہ کو جو اولاد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں سے تھے کہتے سنا کہ بلال رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اگر یہ اسی طرح ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو ۱۳ھ میں بعمر تریسٹھ سال وفات ہوئی۔ اس کے اور جو ہم سے بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کی گئی اس کے درمیان سات سال کا زمانہ ہوتا ہے (اس حساب سے بلال رضی اللہ عنہ کی عمر ستر سال کی ہوتی ہے) شعیب بن طلحہ بلال رضی اللہ عنہ کے وقت ولادت کو زیادہ جانتے ہیں جب تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ پیدا ہوئے تھے' واللہ اعلم۔

مکحول سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ وہ تیز رنگ کے سانولے' دبلے اور لانبے تھے' سینہ آگے کو ابھرا ہوا تھا' بال بہت تھے' رخساروں پر گوشت بہت کم تھا اور بکثرت ان کے بال کھچڑی تھے' ان میں تغیر نہ ہوتا (یعنی جوان معلوم ہوتے تھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ اس خاندان کے یہ پانچ آدمی تھے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی رضی اللہ عنہ

ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا' ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہشام بن عبدمناف بن قصی

تھیں' اولاد میں سلمہ وعمروزینب و درہ تھے' ان کی والدہ ام سلمہ تھیں' ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا' زینب ان کے یہاں ملک حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں پیدا ہوئیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد رسول اللہ ﷺ کے دارارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے' ان کے ہمراہ دونوں ہجرتوں میں ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بھی تھیں' اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے مدینے میں ہجرت کے لیے جو شخص آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ مکے سے مدینے کی ہجرت میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے' وہ ۱۰/ محرم کو آئے اور رسول اللہ ﷺ ۱۲/ ربیع الاوّل کو مدینے آئے' جو مہاجرین پہلے آئے اور بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ ان سے اور جو آخر میں آئے ان کے درمیان دو مہینے کا فاصلہ تھا۔

ابی میمونہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ ابوسلمہ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ قبا میں مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی سلمہ بن عبدالاسد اور سعد بن خیثمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے لیے زمین دی تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ اس زمانے میں بنی عبدالعزیز الزہریین کے مکان کے پاس عطا فرمائی' ان کے ساتھ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں' بعد کو ان لوگوں نے اسے فروخت کر ڈالا اور بنی کعب میں منتقل ہو گئے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بدر و احد میں حاضر ہوئے' جس نے انہیں احد میں زخمی کیا وہ ابواسامہ الجشمی تھا' اس نے ان کے بازو میں ایک برچھی ماری' ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے' بظاہر وہ اچھا بھی ہو گیا' زخم دھوکے کے طور پر مندمل ہو گیا تھا جسے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم میں انہیں بنی اسد کی جانب بطور سریہ قطن بھیج دیا' وہ دس دن باہر رہے' مدینے میں آئے تو ان کا زخم پھوٹ نکلا جس سے وہ بیمار ہو گئے' ۸/ جمادی الآخریٰ ۳ھ کو انتقال کر گئے' انہیں الیسیرہ کے پانی سے غسل کیا گیا جو العالیہ میں بنی امیہ ابن زید کا کنواں تھا' وہ جب قبا سے منتقل ہوئے تھے تو وہیں اترا کرتے تھے' انہیں کنویں کے دونوں کناروں کے درمیان غسل دیا گیا' اس کنویں کا نام جاہلیت میں العبیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے الیسیرہ رکھا' انہیں بنی امیہ بن زید کے ذریعے سے اٹھوا کر مدینے میں دفن کیا گیا' میری والدہ ام سلمہ نے عدت گزاری یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر گئے۔

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ جب ابوسلمہ بن عبدالاسد کی وفات قریب آئی تو نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے
آپ کے اور عورتوں کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا' وہ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت پر موت نازل ہوتی' اور جو کچھ
اس کے گھر والے کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتا ہے' روح جب آسمان پر چڑھائی جاتی ہے تو (میت کی) آنکھ اس کو دیکھتی ہے' جب ان
کا دم نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ان کی آنکھوں پر پھیلائے اور انہیں بند کر دیا۔

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

قبیصہ بن ذویب سے (ایک اور طریقہ سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر
دیں (جو کھلی رہ گئی تھیں)۔

قبیصہ بن ذویب سے (ایک تیسرے طریقہ سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی
آنکھیں بند کر دیں۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ بن عبدالاسد کی عیادت کے لیے ان کے پاس آئے' آپ کا آنا اور ان
کی روح کا جانا ساتھ ساتھ ہوا' اس وقت عورتوں نے کچھ کہا تو فرمایا: رُک جاؤ' اپنی جانوں کے لیے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کیا
کرو' کیونکہ ملائکہ میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں' یا فرمایا کہ اہل میت کے پاس وہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں' لہٰذا اپنے لیے سوائے
خیر کے اور کوئی دعا نہ کرو' پھر فرمایا' اے اللہ قبر ان کے لیے کشادہ کر دے' اس میں ان کے لیے روشنی کر دے' ان کے نور کو بڑھا دے
اور ان کے گناہ معاف کر دے' اے اللہ ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں (مہدیین) میں بلند کر' ان کے پسماندہ لوگوں میں تو ان کا قائم
مقام ہو جا اور ہمارے اور ان کے لیے یا رب العالمین مغفرت کر دے' پھر فرمایا کہ روح جب نکلتی ہے تو نظر اس کے پیچھے ہوتی ہے' کیا
تم نے ان کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھیں۔

سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ:

ابن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ امیمہ بنت حارث ابن حبالہ بن عمیر بن غبشان خزاعہ میں سے تھیں' ان کے
اموں نافع ابن عبدالحارث الخزاعی تھے جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں عامل مکہ تھے' ارقم کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور والد کا نام عبد
مناف تھا' اسد بن عبداللہ کی کنیت ابوجندب تھی۔

ارقم کی اولاد میں عبیداللہ ام ولد (باندی) سے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ یہ بھی ام ولد سے تھے' اور امیہ اور مریم' ان کی والدہ ہند
ت عبداللہ ابن حارث بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں' اور صفیہ' یہ بھی ام ولد سے تھیں' اولاد ارقم کا شمار بیس سے زائد تک پہنچتا ہے جو
ب کے سب عثمان بن الارقم کی اولاد میں سے تھے' ان میں سے بعض شام میں تھے جو چند سال سے وہاں رہنے لگے تھے۔

عبیداللہ بن الارقم کی اولاد میں سب ہلاک ہو گئے' کوئی باقی نہ رہا۔

عثمان بن الارقم سے مروی ہے کہ میں اسلام میں سات کا بیٹا ہوں' میرے والد اسلام لائے جو سات میں سے ساتویں تھے'
کا مکان مکے میں صفا پر تھا' یہ وہی مکان ہے کہ نبی ﷺ ابتدائے اسلام میں اس میں رہتے تھے' اسی میں آپ نے لوگوں کو اسلام کی

دعوت دی' اسی میں قوم کثیر اسلام لائی' اسی مکان میں آپ نے شب دوشنبہ کو فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس سے اسلام کو قوت دے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) سے' دوسرے روز صبح ہی کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے' دار ارقم میں اسلام لائے' پھر مسلمان وہاں سے نکلے' انہوں نے تکبیر کہی اور کھلم کھلا بیت اللہ کا طواف کیا۔ دار ارقم دارالاسلام پکارا جانے لگا اور ارقم نے اسے اپنی اولاد پر وقف کر دیا' میں نے ارقم کے مکان کا وقف نامہ پڑھا ہے جو یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو ارقم نے اپنے اس مکان کا فیصلہ کیا جو حدود صفا میں ہے وہ حرم میں ہونے کی وجہ سے محرم ہے' جو نہ فروخت کیا جائے گا نہ میراث بنے گا۔ گواہ شد ہشام بن العاص وفلاں شخص مولائے ہشام بن العاص۔

یہ مکان وقف قطعی رہا جس میں ان کے لڑکے رہتے تھے' اسے کرایہ پر دیتے تھے اور اس پر روپیہ وصول کرتے تھے' یہاں تک کہ ابوجعفر کا زمانہ آیا۔

یحییٰ بن عمران بن عثمان بن ارقم سے مروی ہے کہ مجھے آج وہ بات معلوم ہے جو ابوجعفر کے دل میں اس وقت آئی جب و[ہ] صفا ومروہ کے درمیان اپنے حج میں سعی کر رہا تھا' ہم لوگ مکان کی چھت پر ایک خیمے میں تھے' وہ ہمارے نیچے سے اس طرح گزرتا ت[ھا] کہ اگر ہم اس کے سر کی ٹوپی لینا چاہتے تو لے لیتے' وہ جس وقت سے بطن وادی (صفا ومروہ کے درمیان میدان) میں اترتا صفا[کی] طرف چڑھتے تک ہماری طرف دیکھتا رہتا۔

جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینے میں خروج (بغاوت کا قصد) کیا تو عبداللہ بن عثمان بن ارقم اس کے ماننے والو[ں] میں سے تھے' مگر اس کے ساتھ خروج نہیں کیا' ابوجعفر نے اسی سبب سے ان پر تہمت لگائی اور اپنے عامل مدینہ کو لکھ دیا کہ انہیں قید [کر] لے اور ان کے بیڑیاں ڈال دے۔ اس نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کو جس کا نام شہاب بن عبدرب تھا' بھیجا' اس کے ہمراہ ا[یک] خط میں عامل مدینہ کو دیکھا کہ یہ شخص اسے جو حکم دے اس پر عمل کرے۔

شہاب' عبداللہ بن عثمان کے پاس قید خانے میں گیا' وہ بہت بوڑھے اور اسی برس سے زائد کے تھے بیڑیوں اور قید [سے] تنگ آ گئے تھے' اس نے ان سے کہا کیا تمہیں ضرورت ہے کہ میں تمہیں اس مصیبت سے چھڑا دوں جس میں تم ہو' اور تم میرے [ہاتھ] دار ارقم کو فروخت کر ڈالو' کیونکہ امیر المومنین اسے چاہتے ہیں اگر تم ان کے ہاتھ اسے فروخت کر دو تو قریب ہے کہ میں ان [سے] تمہارے بارے میں گفتگو کروں اور وہ تمہیں معاف کر دیں۔

انہوں نے کہا' وہ تو وقف ہے' لیکن اس میں جو میرا حق ہے وہ ان کے لیے ہے' اس میں میرے ساتھ دوسرے شرکاء بھائی وغیرہ ہیں۔ اس نے کہا کہ تمہارے ذمے تو صرف تمہاری ذات کا معاملہ ہے' تم اپنا حق ہمیں دے دو اور بری ہو جاؤ' ا[س] کے حق پر گواہ بنا لیے اور اس پر اس نے سترہ ہزار دینار کے حساب سے بیع نامہ لکھ لیا' اس کے بعد ان کے بھائیوں کو تلا[ش کیا]' کثرت مال نے انہیں فتنے میں ڈال دیا' اور انہوں نے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وہ مکان ابوجعفر کا اور جس کو اس نے عطا کر دیا اس کا ہو گیا' مہدی نے اسے الخیزران والدہ موسیٰ وہارون کے لیے [دیا] اس نے اسے تعمیر کیا اور اسی کے نام سے مشہور ہوا' پھر وہ امیر المومنین جعفر بن موسیٰ کے لیے ہو گیا' پھر اس میں اصحاب ا[...]

والعدنی رہے‘ پھر موسیٰ بن جعفر کے لڑکے سے اس کا کل یا اکثر حصہ غسان بن عباد نے خرید لیا‘ ارقم کا مدینے کا مکان بنی زریق میں تھا جو نبی ﷺ کی عطیہ زمین پر تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی ارقم کے اور ابوطلحہ زید بن سہل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ارقم بن ابی الارقم بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عمران بن ہند نے اپنے والد سے روایت کی کہ ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ ان پر سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نماز پڑھیں‘ حالانکہ مروان بن الحکم مدینے پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا والی تھا اور سعد اپنے محل واقع عقیق میں تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے دیر کی تو مروان نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو ایک غائب شخص کے لیے روکا جا سکتا ہے؟ اس نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو عبیداللہ بن ارقم نے مروان کو منع کیا‘ ان کے ہمراہ بنومخزوم بھی کھڑے تھے‘ ان کے درمیان گفتگو بھی ہوئی‘ پھر سعد رضی اللہ عنہ آ گئے‘ انہوں نے ان پر نماز پڑھی‘ یہ واقع مدینے میں ۵۵ھ میں ہوا‘ ارقم وفات کے وقت اسی برس سے زائد کے تھے۔

شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن الشرید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم‘ شماس کا نام عثمان تھا‘ صرف ان کی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے ان کا نام شماس رکھ دیا گیا‘ جو ان کے نام پر غالب آ گیا‘ ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں‘ اور ان کی والدہ النضیریہ بنت ابی قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں‘ النصیریہ ہی ابی ملیکہ کی ماں ہیں‘ محمد بن اسحاق شماس کے نسب میں سوید ابن ہرمی کو زیادہ کرتے ہیں‘ لیکن ہشام بن الکلبی اور محمد بن عمر کہتے تھے کہ الشرید بن ہرمی اور وہ دونوں سوید کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

شماس کی اولاد میں عبداللہ تھے‘ ان کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن یربوع ابن عنکشہ بن عامر بن مخزوم تھیں‘ ام حبیب پہلی مہاجرات میں سے تھیں‘ شماس بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمران لوگوں میں سے تھے جو دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے‘ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب شماس بن عثمان نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ شماس بن عثمان بن شرید احد میں شہید ہونے تک برابر بنی عمرو بن عوف میں مبشر بن عبدالمنذر کے پاس مقیم رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے شماس بن عثمان اور حنظلہ بن ابی عامر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ شماس ابن عثمان بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ سوائے سپر کے میں نے شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی مثل نہیں پایا‘ یعنی وہ سپر جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کے بچانے کے لیے اس

روز یوم احد میں قتال کر رہے تھے (مطلب یہ ہے جس طرح سپر جنگ میں انسان کی حفاظت کرتی ہے' اسی طرح حضرت شماس رضی اللہ عنہ نے سپر بن کر آپ کی حفاظت کی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے اور بائیں جس طرف بھی نظر ڈالتے شماس ہی شماس کو دیکھتے' جو اپنی تلوار سے مدافعت کر رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا گیا' تو شماس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان سپر بن گئے' یہاں تک کہ شہید ہو گئے' ان میں کسی قدر جان باقی تھی کہ مدینے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا دیا گیا' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے چچازاد بھائی میرے سوا کسی اور کے پاس پہنچائے جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں ام سلمہ کے پاس پہنچا دو' وہ ان کے پاس پہنچا دیئے گئے اور انہی کے پاس ان کی وفات ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں احد واپس کیا جائے اور وہاں اسی لباس میں جس میں ان کی وفات ہوئی دفن کر دیا جائے' حالانکہ وہ ایک دن رات زندہ رہے' لیکن انہوں نے کوئی چیز نہیں چکھی' نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا' جس روز ان کی وفات ہوئی وہ چونتیس سال کے تھے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی مخزوم

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس' جو زید بن مالک بن اودابن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب ابن قحطان کے خاندان میں بنی مالک بن ادد کی اولاد قبیلہ مذحج کے رکن تھے۔

یاسر بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کو ڈھونڈنے یمن سے مکے آئے' حارث اور مالک تو یمن واپس گئے مگر یاسر مکے میں مقیم ہو گئے' انہوں نے ابوحذیفہ بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے مخالفت کر لی اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنی باندی سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خیاط کا نکاح کر دیا' ان سے عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

عمار رضی اللہ عنہ کو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے آزاد کر دیا' یاسر و عمار رضی اللہ عنہما برابر ان کی وفات تک ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ رہے' اللہ اسلام کو لے کر آیا تو یاسر اور سمیہ اور عمار رضی اللہ عنہم اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر مسلمان ہوئے' یاسر رضی اللہ عنہ کے ایک اور بیٹے تھے جو عمار اور عبداللہ سے بڑے تھے' ان کا نام حریث تھا' ان کو زمانہ جاہلیت میں بنوالدیل نے قتل کر دیا۔

یاسر رضی اللہ عنہ کے بعد ارزق' سمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہوئے جو حارث بن کلدہ الثقفی کے رومی غلام تھے' وہ ان لوگوں میں سے تھے جو یوم طائف میں اہل طائف کے غلاموں کے ہمراہ قلعے سے نکل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے' انہی میں ابوبکرہ بھی تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا' سمیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ارزق سے سلمہ ابن ارزق پیدا ہوئے' جو عمار رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے۔

سلمہ و عمرو عقبہ ولد الارزق نے یہ دعویٰ کیا کہ ارزق بن عمرو ابن حارث بن ابی شمر غسان میں سے تھے' وہ بنی امیہ کے حلیف

تھے اور مکے میں شریف ہو گئے' ارزق اور ان کی اولاد نے بنی امیہ میں شادیاں کیں اور ان لوگوں سے ان کی اولاد ہوئی' عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالیقظان تھی۔

ارزق کے لڑکے اپنے ابتدائی حال میں اس کے مدعی تھے کہ وہ بنی تغلب میں سے ہیں' پھر وہ بنی عکب میں سے ہوئے اور اس کی تصحیح یہ ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کی ان لوگوں میں شادی کر دی جو ارزق کی بیٹی تھی' اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس سے سعید بن العاص نے نکاح کیا' ان کے یہاں ان سے عبداللہ بن سعید پیدا ہوئے' اخطل نے اپنے ایک بڑے قصیدے میں عبداللہ بن سعید کی مدح کی ہے۔ اس میں اس نے کہا ہے:

وتجمع نَوفَلاً وبنی عِگبٍّ کلا الحیین افلح من اصابا

''اور تم نوفل و بنی عکب کے جامع ہو۔ یہ دونوں قبیلے ایسے ہیں کہ جس کے پاس پہنچ گئے وہ کامیاب ہو گیا''۔

انہیں خزاعہ نے بگاڑا اور یمن کی طرف منسوب کیا' انہیں اس سے فریب دیا اور کہا کہ تم لوگوں سے روم کا ذکر ڈھل نہیں سکتا' سوائے اس کے کہ تم یہ دعویٰ کرو کہ غسان میں سے ہو' وہ اب تک غسان کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں صہیب بن سنان سے دار ارقم کے دروازے پر ملا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تھے' میں نے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو تو انہوں نے مجھ سے یہی سوال دہرایا۔ میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمدؐ کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں' انہوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں' ہم دونوں آپ کے پاس گئے' آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا اور ہم نے قبول کیا' پھر ہم دونوں اس روز اسی حالت پر رہے' شام ہوئی تو نکلے اور ہم چھپتے تھے۔ عمار و صہیب رضی اللہ عنہما کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما مکے میں ان کمزور لوگوں میں سے تھے جن پر اس لیے عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

محمد بن عمر نے کہا کمزور (مستضعفین) وہ جماعت تھی جن کے مکے میں قبائل نہ تھے اور نہ ان کا کوئی محافظ تھا' نہ انہیں قوت تھی' قریش ان لوگوں پر دوپہر کی تیز گرمی میں عذاب کرتے تھے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما پر اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ یہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں' صہیب رضی اللہ عنہ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے تھے کہ کیا کہتے ہیں' ابوفکیہہؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں' بلال رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت پر بھی سخت عذاب کیا جاتا تھا' اس عذاب کی بدحواسی میں بعض لوگوں کی زبان سے نادانستہ کچھ کلمات مشرکین کی مرضی کے مطابق نکل جاتے تھے۔ انہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی: ﴿والذین ھاجروا فی اللّٰہ من بعد ما فتنوا﴾ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے وہ فتنے میں ڈالے گئے)۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو برہنہ تن صرف

پاجامہ پہنے دیکھا تھا' انہوں نے کہا کہ میں نے پیٹھ کو دیکھا تو اس میں بہت سے نیل اور برتیں تھیں' میں نے کہا یہ کیا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ اس کے نشان ہیں جو مجھے قریش کے کی دوپہر کی سخت دھوپ میں عذاب دیتے تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مشرکین عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو آگ میں جلاتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرتے اور فرماتے: "یا نار کونی برداً و سلاماً علی عمار" (اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر برد وسلام ہو جا جیسا کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہو گئی تھی) اے عمار رضی اللہ عنہ تمہیں سرکشوں کی جماعت قتل کرتی ہے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ٹہلتے ہوئے بطحا میں آئے' عمار اور ابی عمار اور ام عمار رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے تو ان پر عذاب کیا جا رہا تھا' یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ اسی طرح ہے' ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو' اے اللہ! آل یاسر رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر دے' اور تو نے کر دی۔

ابوالزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آل عمار رضی اللہ عنہ پر گزرے جن پر عذاب کیا جا رہا تھا' فرمایا' اے آل عمار رضی اللہ عنہ! مژدہ سن لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

یوسف مکی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمار و ابی عمار و ام عمار رضی اللہ عنہم پر گزرے' جن پر بطحا میں عذاب کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے آل عمار رضی اللہ عنہ خوش خبری سن لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ سے ملے جو رو رہے تھے' آپ ان کی آنکھیں پونچھتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تمہیں کفار نے پکڑ کے پانی میں ڈبو دیا تو تم نے یہ اور یہ کہا' اگر وہ لوگ دوبارہ کریں تو تم ان سے یہ کہنا۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ مشرکین نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو پکڑ لیا' انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے برا اور اپنے معبودان باطل کو اچھا نہ کہلا لیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے فرمایا' اے عمار رضی اللہ عنہ! تمہارے پیچھے کیا ہے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ شر ہے' واللہ میں اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا' جب تک کہ آپ کو برا اور ان کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا' فرمایا کہ تم اپنے قلب کو کیسا محسوس کرتے ہو' انہوں نے کہا وہ ایمان پر مطمئن ہے۔ فرمایا کہ اگر دوبارہ کہلائیں تو دوبارہ بھی کہہ دو۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان﴾ (مگر وہ شخص جس پر جبر و اکراہ کیا گیا اور اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے) تو مجبوراً الفاظ کفر زبان پر جاری کرنے سے وہ کافر نہیں ہوتا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ﴿ولکن من شرح بالکفر صدراً﴾ (لیکن جسے کفر کا شرح صدر ہو گیا یعنی اسے کفر کا یقین آ گیا تو وہ کافر ہو گیا) کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی سرح ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ آیت: ﴿الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان﴾ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جب اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وھم لایفتنون﴾ (وہ لوگ فتنے میں نہیں پڑتے) (باوجودیکہ ان پر عذاب

کیا جاتا ہے مگر صبر کرتے ہیں اور اپنے دین پر جمے رہتے ہیں)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ﴿امّن هو قانت آناء الليل﴾ (یا وہ شخص جو اوقات شب میں اللہ کے آگے کھڑا رہنے والا ہے) کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مسجد بنا کے اس میں نماز پڑھی وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔

سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کے نماز پڑھی وہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ملک حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ کی ہجرت میں گئے۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر ابن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' حذیفہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہ ہوئے مگر ان کا اسلام قدیم تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ان کے مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انس وجن سے قتال کیا' کہا گیا کہ یہ کیا ہے' تم نے انس سے تو قتال کیا' مگر جن سے کیونکر۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی منزل پر اترے' میں نے مشک اور ڈول لیا کہ پانی پیوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دیکھو' عنقریب ایک آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں پانی سے روکے گا' جب میں کنویں کے سرے پر تھا تو ایک کالا آدمی آیا' جیسے آزمودہ کار سپاہی ہوتا ہے' اس نے کہا واللہ آج تم اس سے ایک ڈول پانی بھی لینے نہ پاؤ گے میں نے اسے پکڑا اور اس نے مجھے پکڑا' میں نے اسے پچھاڑ دیا اور ایک پتھر لے کے اس کی ناک اور منہ توڑ دیا' مشکیزہ بھر کے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا' آپ نے فرمایا کہ کنویں پر تمہارے پاس کوئی آیا تھا' عرض کی کہ ایک حبشی غلام آیا تھا' فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا' میں نے آپ کو اطلاع دی' فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے' میں نے کہا نہیں' ارشاد ہوا کہ وہ شیطان ہے جو آکے تمہیں پانی سے روکتا تھا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل سے متعلق حضور علیہ السلام کی پیشگوئی:

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد بنائی تو ساری قوم اینٹ پتھر ڈھو رہی تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمار رضی اللہ عنہ بھی ڈھو رہے تھے۔ عمار رضی اللہ عنہ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

نحن المسلمون بنتني المساجدا

''ہم مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے ہیں''

رسول اللہ ﷺ بھی فرمانے لگے ''المساجدا'' اوراس کے قبل عمار رضی اللہ عنہ بیمار تھے بعض لوگوں نے کہا کہ آج عمار رضی اللہ عنہ ضرور مر جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو عمار کی اینٹ کو جھٹک دیا اور فرمایا ''ویحک'' اور ''ویلك'' نہیں فرمایا' تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہ رضی اللہ عنہا تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ عوف نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم خندق میں (خندق کھدوانے میں) لوگوں کا ساتھ دے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا سینہ غبار آلود ہو گیا۔ آپ فرمارہے تھے۔

اللّٰھم ان العیش عیش الآخرہ فاغفر للانصار و المھاجرہ

''اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے' بس تو مہاجرین وانصار کی مغفرت کر (تاکہ وہ عیش آخرت سے مستفید ہوں)''۔

عمار رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا' اے ابن سمیہؓ! تم پر افسوس ہے' تم کو باغی گروہ قاتل کرے گا۔ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھانے لگے' عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھانے لگے' میں آیا تو میرے ساتھیوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عمار رضی اللہ عنہ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ اے ابن سمیہؓ! تم پر افسوس ہے' تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوقتادہ نے کہ نبی ﷺ نے اس حالت میں عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ان کے سر سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے کہ تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہؓ! تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

عبداللہ بن حارث سے مروی ہے کہ میں صفین سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے وقت ان کے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا' عبداللہ بن عمرو (بن العاص) نے کہا کہ اے باپ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمار رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ افسوس ہے کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا' عمرو بن العاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ سنتے نہیں جو یہ کہہ رہا ہے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ہمیشہ ایسی کمزور باتیں لاتے ہو جن سے تم اپنے پیشاب میں ٹھوکر مارتے ہو' کیا ہم نے انہیں قتل کیا' انہیں انہی لوگوں نے قتل کیا جو انہیں لائے۔

حنظلہ بن خویلد العنزی سے مروی ہے کہ جس وقت ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' دو آدمی عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے آئے' ان میں سے ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی سے دل خوش کر لے' مگر میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمرو تم اپنے مجنون سے ہمیں بے نیاز نہیں کر دیتے' تمہارا ہمارے ساتھ کیا حال ہے' انہوں نے کہا میرے

والد نے رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تو آپ نے فرمایا زندگی بھر اپنے والد کی فرماں برداری کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو میں تمہارے ساتھ تھا مگر میں نے قتال نہیں کیا۔

ہنی مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابتداء میں میں علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہنے لگے کہ واللہ ہم عمار رضی اللہ عنہ کو کبھی قتل نہ کریں گے' اگر ہم انہیں قتل کریں گے تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں (یعنی باغی) جنگ صفین ہوئی تو میں مقتولین کو دیکھنے گیا' اتفاق سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی مقتول تھے' میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' جو اپنے تخت پر لیٹے تھے' اور کہا' اے ابوعبداللہ' انہوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو' میں نے کہا' چل کے دیکھو تو پھر میں تم سے بات کروں' وہ اٹھ کے میری طرف آئے' میں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حق میں تم نے کیا سنا ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں' واللہ مقتول ہیں' انہوں نے کہا یہ غلط ہے' میں نے کہا کہ میری آنکھ نے انہیں مقتول دیکھا ہے' انہوں نے کہا چل کے مجھے دکھاؤ' میں انہیں لے گیا اور ان کے پاس کھڑا کر دیا' تھوڑی دیر تک انہوں نے ان کو دیکھا' ان کا رنگ بدل گیا' پھر انہوں نے ایک اور پہلو اختیار کیا اور کہا کہ ان کو انہی لوگوں نے قتل کیا جو لے کے آئے (یعنی ان کالانا سبب قتل ہوا' اس لیے سب کو قتل کا گناہ ہوا)۔

ہذیل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے کہا گیا کہ عمار رضی اللہ عنہ پر دیوار گر پڑی جس سے وہ مر گئے۔ فرمایا عمار رضی اللہ عنہ نہیں مرے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے جنگ یمامہ میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ایک پتھر کی چٹان پر دیکھا کہ سر اٹھائے ہوئے چلا رہے تھے: اے گروہ مسلمین! کیا تم جنت سے بھاگتے ہو' میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہوں میری طرف آؤ (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا) کہ میں ان کے کان کو دیکھ رہا تھا جو کٹ گیا تھا اور وہ ادھر اُدھر جھول رہا تھا اور وہ نہایت سختی سے لڑ رہے تھے۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو پکارا: اے اجدع (کان کٹے) تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی' شعبہ نے کہا کہ اس کان پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مصیبت آ گئی تھی (یعنی جہاد میں کٹ گیا تھا)۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ اہل بصرہ نے غزوۂ ماہ کیا آل عطارد التیمی کا ایک شخص ان کا سردار تھا' اہل کوفہ نے اس کی امداد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں کی' اس شخص نے جو آل عطارد میں سے تھا' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے کن کٹے (اجدع) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اپنے غنائم میں شریک کریں' عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی' شعبہ نے کہا کہ اس کان پر نبی ﷺ کے ساتھ مصیبت آئی تھی' پھر اس معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ غنیمت صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو جنگ میں موجود ہوں۔

ابن سعد نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کان جنگ یمامہ میں زخمی ہوا۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھ کے سنایا گیا کہ ''امابعد! میں نے تم لوگوں کے

پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کے بھیجا ہے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت المال پر امین بنایا ہے' دونوں اصحاب محمدؐ اہل بدر کے شرکاء میں سے ہیں' لہٰذا تم لوگ ان کی بات سنو' ان کی اطاعت کرو اور ان کی اقتداء کرو' میں نے ابن ام عبد (ابن مسعود) سے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے (یعنی وہ ایسے با کمال شخص ہیں کہ میں نے انہیں اپنے استفادے کے بجائے تم لوگوں کے استفادے کے لیے بھیج دیا ہے) میں نے عثمان بن حنیف کو السواد پر (عامل بنا کے) بھیجا ہے' اور ان لوگوں کے بطور خوراک ایک بکری روزانہ مقرر کی ہے' میں اس کا نصف اور اس کا شکم عمار رضی اللہ عنہ کے لیے مقرر کرتا ہوں' باقی ان تینوں میں تقسیم ہوگا۔

عبداللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار اور ابن مسعود اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کو ایک بکری روزانہ بطور خوراک دی' جس کا نصف اور پیٹ عمار رضی اللہ عنہ کے لیے' ایک چہارم عبداللہ (بن مسعود) کے لیے اور ایک چہارم عثمان کے لیے مقرر فرمایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ ہر جمعے کو منبر پر یٰسین پڑھا کرتے تھے۔

ابن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک درہم کی گھاس (قت) خریدی' اس میں انہوں نے انگور کی شاخیں بڑھالیں تو ان پر اعتراض کیا گیا انہوں نے اس کو کھینچ لیا (یعنی ڈھیر میں سے نکال ڈالا) یہاں تک کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور اسے اپنی پشت پر لاد کے لے گئے' حالانکہ وہ امیر کوفہ تھے (جس کو حکم دیتے وہ پہنچا دیتا)۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں کوفے میں ایک شخص کے پاس گیا' اتفاق سے ایک اور شخص اس کے پاس بیٹھا تھا' اور ایک درزی سمور یا لومڑی کی کھال کی چادر سی رہا تھا' میں نے کہا کیا تم نے علی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس طرح بنایا اور اس طرح بنایا' اس شخص نے کہا کہ او نافرمان کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو امیر المومنین کے لیے (خالی علی رضی اللہ عنہ کہتا ہے) میرے ساتھی نے کہا کہ اے ابوالیقظان (عمار رضی اللہ عنہ) صبر کرو' وہ میرا مہمان ہے' پھر میں نے پہچانا کہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لومڑی کی کھال کی چادر قطع کر رہے تھے۔ عامر سے مروی ہے کہ عمار سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کیا اب ایسا ہے' لوگوں نے کہا نہیں' انہوں نے کہا کہ ایسا ہونے تک ہمیں چھوڑ دو' جب ایسا ہوگا تو ہم تمہارے لیے اس کی تکلیف اٹھائیں گے (اور غور کر کے مسئلہ کا جواب دیں گے)۔

حارث بن سوید سے مروی ہے کہ کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے عمار رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی' عمار رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کے کہا: اے اللہ اگر اس نے مجھ پر بہتان باندھا ہے تو اس کے لیے دنیا میں کشائش کر دے اور آخرت کے ثواب کو لپیٹ دے۔

عامر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا عزل تم کو ناگوار ہوا ہوگا' عرض کی' اگر آپ نے یہ کہا تو مجھے اس وقت بھی ناگوار ہوا تھا جب آپ نے مجھے عامل بنایا اور اس وقت بھی ناگوار ہوا جب آپ نے مجھے معزول کیا۔

ابونوفل بن ابی عقرب سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ سکوت کرنے والے اور سب سے کم کلام کرنے والے تھے' وہ کہا کرتے تھے کہ میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' اس کے بعد انہیں فتنہ

عظیم پیش آیا۔

عبداللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جنگ صفین میں دیکھا کہ بوڑھے اور گندم گوں تھے' ہاتھ میں نیزہ تھا' جو تھر تھراتا تھا' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نظر پڑے تو اپنے جھنڈے کی طرف دیکھ کے کہا: یہ وہ جھنڈا ہے جس کے ذریعے سے میں نے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جنگ کی' یہ چوتھی مرتبہ ہے' واللہ اگر وہ لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو میں یہ معلوم کروں گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ گمراہی پر ہیں۔

عبداللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا' بوڑھے گندم گوں اور لمبے تھے' ہاتھ میں نیزہ تھا' ہاتھ کانپ رہا تھا' کہہ رہے تھے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اگر لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ باطل پر ہیں ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ جھنڈا ہے جس کو لے کے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو مرتبہ جنگ کی اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے جنگ صفین میں کہا کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے' پیاسا ہی آب کثیر کے پاس آتا ہے' آج دوستوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا' واللہ اگر وہ لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر واللہ میں نے اس جھنڈے کو لے کے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کی ہے' یہ موقع پہلے سے زیادہ اچھا اور بہتر نہیں ہے۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے پاس دودھ کا شربت لاؤ' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا کا آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہوگا' دودھ لایا گیا' اسے انہوں نے پیا' پھر آگے بڑھے اور قتل کر دیئے گئے۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ اس روز عمار کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ ہنسے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ ہوگا' یہاں تک کہ (اسے پی کر) تم مر جاؤ گے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے اس وقت جب کہ وہ ساحل فرات پر صفین کی طرف جا رہے تھے کہا کہ اے اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ پر سے پھینک دوں اور لڑھک کے گر جاؤں تو میں کرتا' اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں بہت سی آگ روشن کر کے اس میں گر پڑوں تو میں کرتا' اے اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو پانی میں ڈال کے اس میں غرق کر دوں تو میں کرتا' میں اور کسی وجہ سے جنگ نہیں کرتا' سوائے اس کے کہ تیری رضا مندی چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس حالت میں تیری رضا مندی چاہتا ہوں تو مجھے ناکام نہ کرے گا۔

ربیعہ بن ناجذ سے مروی ہے کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اس وقت کہتے سنا' جب وہ صفین میں تھے' کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے' پیاسا پانی کے پاس آتا ہے اور پیاسے پانی کے پاس آتے ہی ہیں' آج دوستوں نے محمدؐ اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا' میں نے اس جھنڈے کو لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین مرتبہ جنگ کی ہے' یہ چوتھی دفعہ بھی پہلی کی طرح ہے۔

ابو مروان سلمہ نے کہا کہ میں صفین میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا' ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ یکا یک عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نکلے' آفتاب غروب ہونے کو تھا' وہ کہہ رہے تھے کہ رات کو اللہ کی طرف جانے والا کون ہے' پیاسا پانی کے پاس آتا ہے' جنت نیزوں کی دھاروں کے نیچے ہے' آج دوستوں نے ہمیں چھوڑ دیا' آج دوستوں نے محمدؐ اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا۔

لؤلوہ (ام حکم بنت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی آزاد کردہ لونڈی) سے مروی ہے کہ اس روز' جس روز کہ عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے' جھنڈا ہاشم ابن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ نے اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا' عصر کا وقت ہو گیا' عمار ہاشم کے پیچھے سے قریب ہو کر ان کو آگے بڑھا رہے تھے' آفتاب غروب کے لیے جھک گیا تھا۔ عمار رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا شربت تھا کہ آفتاب غروب ہو تو افطار کریں' جب آفتاب غروب ہو گیا اور انہوں نے دودھ کا شربت پی لیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا سے تمہارا آخری توشہ دودھ کا شربت ہوگا' پھر وہ آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے' اس وقت وہ چورانوے سال کے تھے۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت جنگ جمل میں موجود تھے' مگر تلوار میان سے نہ نکالتے' وہ صفین میں بھی موجود تھے' انہوں نے کہا کہ میں اس وقت تک ہرگز نہ شامل ہوں گا جب تک عمار رضی اللہ عنہ قتل نہ ہوں' میں دیکھوں گا کہ انہیں کون قتل کرتا ہے' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما قتل ہو گئے تو خزیمہ نے کہا کہ میرے لیے گمراہی ظاہر ہوگئی' آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا قاتل:

وہ شخص جس نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا ابو غادیہ مزنی تھا' اس نے انہیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے' اس روز وہ تخت رواں یا ہودے میں بیٹھ کے جنگ کر رہے تھے' ان کی عمر چورانوے سال تھی' جب وہ نیزے کے زخم سے گر پڑے تو ایک اور شخص ان پر ٹوٹ پڑا اور سر کاٹ لیا' دونوں جھگڑتے ہوئے آئے' ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انہیں قتل کیا ہے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ دونوں صرف دوزخ میں جھگڑ رہے ہیں (کہ دونوں میں سے کون دوزخی ہے)۔

ان کی زبان سے یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن لی' جب وہ دونوں واپس ہوئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لیے خرچ کیں' اور تم انہی سے کہتے ہو کہ تم لوگ دوزخ کے بارے میں جھگڑتے ہو (کون دوزخی ہے) عمرو نے کہا کہ بات تو واللہ یہی ہے' اسے تم بھی جانتے ہو' اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس قسم کے واقعات سے بیس سال پہلے ہی مر جاتا۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ اکانوے سال کی عمر میں قتل کیے گئے' ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر تھی' ان کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے' عقبہ بن عامر الجہنی عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی' یہ تینوں اس وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے' اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجر تک پہنچا دو تو مجھے معلوم ہوگا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو' سب نے مل کر ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمار کو قتل کیا' اور یہ وہ شخص ہے جس کو انہوں نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مارا تھا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شخص جس نے انہیں قتل کیا عمر بن الحارث الخولانی ہے۔

ربیعہ بن کلثوم بن جبر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں واسط القصب میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے پاس تھا' میں نے کہا اجازت دیجئے' یہ ابو غادیہ جہنی ہے' عبدالاعلیٰ نے کہا کہ اسے اندر لاؤ' وہ اس طرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے' وہ لانبا اور ایسا تھا کہ گویا اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے' جب بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا' کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی اس نے کہا ہاں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوم عقبہ (یعنی دسویں ذی الحجہ) کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو خبردار تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک (یعنی موت تک) تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے' دیکھو خبردار' کیا میں نے پہنچا دیا؟ ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں' فرمایا: اے اللہ گواہ رہ' پھر فرمایا کہ دیکھو خبردار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے۔ اس نے (اسی میں یہ مضمون) شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اپنے اندر رحمت خیال کرتے تھے' جس وقت ہم مسجد قبا میں بیٹھے تھے تو اتفاق سے عمار' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو کہہ رہے تھے کہ خبردار یہ نعثل ❶ یہودی' میں ادھر ادھر دیکھنے لگا' اگر مجھے ان کے خلاف مددگار مل جاتے تو انہیں ضرور کچل دیتا اور قتل کر دیتا' میں نے کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عمار پر قادر کر سکتا ہے جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے' جب وہ دونوں لشکروں کے درمیان تھے تو انہیں ایک شخص نے تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اتر گیا' میں نے اسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر پڑی۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام سے بھی سنا جو کچھ سنا' پھر بھی عمار کو قتل کر دیا' ابو غادیہ (یعنی قاتل مذکور نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا' اس نے اس میں پینے سے انکار کیا' پھر اس کے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اس نے پیا' ایک شخص نے جو امیر کے سرہانے نیزہ لیے کھڑا تھا کہا "اوی ید کفتا" شیشے میں پانی پینے سے تو تقویٰ کرتا ہے اور عمار رضی اللہ عنہ کے قتل سے تقویٰ نہیں کرتا۔

ابی غادیہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینے میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو عثمان کی غیبت کرتے اور انہیں برا کہتے سنا میں نے انہیں قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر اللہ مجھے تم پر قدرت دے گا تو ضرور تم کو قتل کر دوں گا' یوم صفین میں عمار رضی اللہ عنہ لوگوں پر حملہ کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے ان کی زرہ میں ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور پنڈلیوں کے درمیان دیکھا' ان پر حملہ کیا اور گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے' میں نے انہیں قتل کر دیا' پھر کہا گیا کہ تو نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا' میں عمرو بن

---

❶ نعثل ایک یہودی تھا جس کی تجارت مشہور تھی' داڑھی اور شباہت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دھوکا ہوتا تھا' آج کل کا یہودی نام "ناتھن" غالباً اسی کی تحریف ہے۔

العاص رضی اللہ عنہ کو خبر دے رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کا قاتل اور ان کا سامان جنگ چھیننے والا دوزخ میں ہوگا' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر یہ بات ہے تو تم ان سے جنگ کیوں کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ آپ نے تو صرف ان کا قاتل اور سالب فرمایا۔

محمد بن عمرو غیرہ سے مروی ہے کہ صفین میں خوب زور کی جنگ ہو رہی تھی اور قریب تھا کہ دونوں فریق فنا ہو جائیں' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ وہ دن ہے کہ عرب آپس میں فنا ہو جائیں گے' سوائے اس کے کہ تمہیں اس غلام یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے قتل کی خفت پالے گی' تین دن اور رات شدید جنگ رہی' لیلۃ الہریر (یعنی وہ رات جس میں کتے کی آواز سنائی دی) آخری تھی' تیسرا دن ہوا تو عمار رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے جن کے پاس اس روز جھنڈا تھا کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھے سوار کرادو' ہاشم نے کہا: اے عمار رضی اللہ عنہ! تم پر خدا کی رحمت ہو' تم ایسے آدمی ہو کہ جنگ تمہیں خفیف اور ہلکا سمجھتی ہے' میں تو جھنڈا اس امید پر لے کے چلوں گا کہ اس کے ذریعے سے اپنی مراد کو پہنچوں' میں اگرچہ عجلت کروں گا مگر موت سے بے خوف نہیں ہوں' وہ برابر ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے سوار کیا' پھر عمار اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہوئے' ذوالکلاع اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلے پر کھڑا ہوا' سب نے جنگ کی اور قتل ہو گئے' دونوں لشکر برباد گئے' عمار پر حوی السکسکی اور ابوالغادیہ المزنی نے حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا' ابوالغادیہ سے پوچھا گیا کہ تو نے انہیں کیسے قتل کیا؟ اس نے کہا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب ہوئے تو انہوں نے ندا دی کہ کوئی مبارز (جنگ کرنے والا) ہے' سکاسک میں سے ایک شخص نکل کر آیا دونوں نے اپنی اپنی تلوار چلائی' پھر عمار نے سکسکی کو قتل کر دیا' انہوں نے ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے' حمیر میں سے ایک شخص نکل کر گیا' دونوں نے اپنی اپنی تلواریں چلائیں' عمار رضی اللہ عنہ نے حمیری کو قتل کر دیا' حمیری نے ان کو زخمی کر دیا' انہوں نے پھر ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے میں ان کی طرف نکل کر آیا' ہم دونوں نے دو مرتبہ تلواریں چلائیں' ان کا ہاتھ کمزور ہو چکا تھا' میں نے ان پر خوب زور سے دوسرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے' پھر میں نے انہیں ایسی تلوار ماری کہ ٹھنڈے ہو گئے' لوگوں نے ندا دی کہ تو نے ابوالیقظان (عمار) کو قتل کر دیا' تجھے اللہ قتل کرے' میں نے کہا اپنا راستہ لے' واللہ میں پروا نہیں کرتا کہ تو کون ہے' واللہ میں اسے اس روز پہچانتا نہ تھا محمد بن المنتشر نے کہا کہ اے ابوالغادیہ قیامت کے دن تیرا مقابل ماز ندر یعنی موٹا آدمی ہوگا وہ ہنسا' ابوالغادیہ بہت بوڑھا اور موٹا تازہ اور سیاہ تھا' جس وقت عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمانوں میں سے جس شخص پر قتل ابن یاسر رضی اللہ عنہ گراں نہ ہو اور ان کی وجہ سے اس پر دردناک مصیبت آئے تو وہ بے راہ ہے' عمار پر اللہ کی رحمت ہو' جس دن وہ اسلام لائے' عمار رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو جس دن وہ مقتول ہوئے' اور عمار رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو' جس روز وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے' میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جب چار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تھا تو یہ چوتھے ہوتے تھے اور پانچ کے ذکر میں پانچویں ہوتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم اصحاب میں سے کسی ایک یا دو کو بھی اس میں شک نہ تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کے لیے بہت سے موقعوں پر جنت واجب ہوئی' عمار رضی اللہ عنہ کو جنت مبارک ہو' اور کہا گیا ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ ہیں اور حق عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے' عمار رضی اللہ عنہ جہاں کہیں گھومتے ہیں حق کے ساتھ گھومتے ہیں اور عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

یحییٰ بن عابس سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

ثنیٰ العبدی نے ان بوڑھوں سے روایت کی جو عمار کے پاس موجود تھے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے میرا خون نہ دھونا اور نہ مجھ پر مٹی ڈالنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ اور عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما پر نماز پڑھی' انہوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کیا اور ہاشم کو ان کے آگے' دونوں پر ایک ہی مرتبہ پانچ یا چھ یا سات تکبیریں کہیں' شک اشعث راوی کی جانب سے ہے۔

عاصم بن ضمرہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمار پر نماز پڑھی اور انہیں غسل نہیں دیا۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کی عقل قتل کے وقت تک درست تھی۔ بلال بن یحییٰ العبسی سے مروی ہے کہ جب حذیفہ کی وفات کا وقت آیا' جو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد صرف چالیس شب زندہ رہے' تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ! یہ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے' تمہاری کیا رائے ہے' انہوں نے کہا' تم نہیں مانتے تو نا چار بتاتا ہوں' مجھے اٹھا کے بٹھا دو' انہیں ایک آدمی کے سینے کے سہارے سے بٹھا دیا' پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ابوالیقظان فطرت پر ہیں' ابوالیقظان فطرت پر ہیں' وہ ہرگز اسے ترک نہ کریں گے' تاوقتیکہ انہیں موت آئے یا بڑھاپا انہیں بھلا دے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ جب عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو خزیمہ بن ثابت اپنے خیمے میں آئے اپنے ہتھیار ڈال دیئے' اس پر پانی چھڑکا' غسل کیا پھر قتل کیا' یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے اپنی وفات کے دن تک محبت کی ہو وہ ایسا نہ ہوگا کہ اللہ اسے دوزخ میں داخل کر دے' لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھتے تھے کہ آنحضرت تم سے محبت کرتے تھے اور تم کو عامل بناتے تھے' انہوں نے کہا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے تھے یا میری تالیف قلب فرماتے تھے لیکن ہم آپ کو ایک شخص سے محبت کرتے دیکھتے تھے' لوگوں نے کہا کہ وہ کون شخص ہے انہوں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما۔ لوگوں نے کہا کہ وہ تو صفین میں تمہارے ہی مقتول ہیں' انہوں نے کہا کہ بے شک واللہ ہم نے انہیں قتل کیا۔

حسن سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کو عامل بناتے تھے' انہوں نے کہا واللہ کرتے تھے' مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ محبت تھی یا تالیف قلب' جس سے مجھے مانوس فرماتے تھے' لیکن میں دو آدمیوں پر گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ آپ ان دونوں سے محبت فرماتے تھے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما' لوگوں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما جنگ صفین میں تمہارے مقتول تھے' انہوں نے کہا تم نے سچ کہا' واللہ ہم نے انہیں قتل کیا ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرو بن شرحبیل ابومیسرہ نے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فاضل ترین تلامذہ میں سے تھے' خواب میں دیکھا کہ جیسے میں جنت میں داخل کیا گیا' اتفاق سے چند خیمے نصب کیے ہوئے نظر آئے' میں نے کہا یہ کن کے لیے ہیں' لوگوں نے کہا کہ ذی الکلاع اور حوشب کے لیے' حالانکہ یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے جو معاویہ کی ہمراہی میں قتل کیے گئے تھے'

پوچھا عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے کہاں ہیں‘ لوگوں نے کہا کہ تمہارے آگے‘ میں نے کہا کہ ان میں سے بعض نے بعض کو قتل کیا ہے‘ کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ سے ملے‘ انہوں نے اسے واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا‘ میں نے کہا نہروان والے کیا ہوئے؟ کہا گیا کہ انہیں سختی ومصیبت سے دوچار ہونا پڑا (اہل نہروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ کے التوائے جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی تھی)۔

ابی الضحیٰ سے مروی ہے کہ ابو میسرہ نے خواب میں ایک سرسبز باغ دیکھا جس میں چند خیمے نصب تھے‘ ان میں عمار رضی اللہ عنہ تھے‘ چند خیمے نصب تھے جن میں ذوالکلاع تھے۔ ابو میسرہ نے پوچھا یہ کیسے ہوگیا‘ ان لوگوں نے تو باہم قتال کیا ہے‘ جواب ملا ان لوگوں نے پروردگار کو واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا۔

لؤلؤہ (ام حکم بنت عمار رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی) سے مروی ہے کہ لوگوں سے عمار رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں‘ لانبے‘ مضطرب آدمی تھے‘ نیلگوں (آنکھیں تھیں)‘ دونوں شانوں کے درمیان دوری تھی (یعنی سینہ چوڑا تھا) اور ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتل عمار رضی اللہ عنہ میں جس امر پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں صفر ۳۷ھ میں جب کہ وہ ترانوے سال کے تھے قتل کیے گئے اور وہیں صفین میں دفن کیے گئے۔

حضرت معتب بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن فضل بن عفیف یہ وہی تھے جنہیں عیہامہ بن کلیب ابن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن عامر پکارا جاتا تھا‘ خزاعہ میں سے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا نسب بیان کیا ہے‘ یہی شخص تھے جنہیں معتب بن الحمرا بھی کہا جاتا تھا‘ ان کی کنیت ابو عوف تھی‘ بنی مخزوم کے حلیف تھے اور بہ روایت محمد بن اسحق ومحمد بن عمر دوسری مرتبہ کی ہجرت میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے‘ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معتب ابن عوف رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر بن عبد المنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتب ابن الحمرا اور ثعلبہ بن حاطب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ معتب بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ کے ہمراہ حاضر ہوئے‘ ۵۷ھ میں جب وہ اٹھتر سال کے تھے ان کا انتقال ہوا۔ پانچ اصحاب ہوئے۔

سیدنا زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی‘ کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی‘ والدہ اسماء بنت وہب بن حبیب بن حارث بن عبس بن تعین بنی اسد میں سے تھیں۔ زید رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے اور ان سے پہلے اسلام لائے تھے۔

زید رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ ابن عبدالمنذر بن رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف تھیں' اسماء بنت زید' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر ابن صیفی تھیں' زید طویل آدمی تھے' طول خوب ظاہر تھا اور گندم گوں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور معن ابن عدی بن عجلان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' دونوں یمامہ میں شہید ہوئے' زید رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے' آپ سے انہوں نے حدیث بھی روایت کی۔

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھنا' جو تم کھاتے ہو اسی میں سے انہیں بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو اسی میں سے انہیں بھی پہناؤ' اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ ڈالو اور ان پر عذاب نہ کرو۔

حجاف بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے' مسلمانوں کو شکست ہوگئی تھی' حنیفہ کوچ پر غالب آ گئے' زید کہنے لگے کہ کوچ تو کوئی کوچ نہیں' اور لوگ تو کوئی لوگ نہیں' پھر اپنی بلند آواز سے چلانے لگے کہ اے اللہ میں تیرے آگے اپنے اصحاب کے فرار کی معذرت کرتا ہوں' اور مسیلمہ اور حکم بن الطفیل نے جو کام کیا ہے اس سے تیرے آگے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں' وہ جھنڈے کو مضبوط پکڑ کر دشمن کے سینے میں بڑھنے لگے' انہوں نے اپنی تلوار سے مارا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے' اور جھنڈا گر گیا۔ اسے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم نے لے لیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ اے سالم رضی اللہ عنہ ہمیں خوف ہے کہ تمہاری طرف سے کوئی ہمارے پاس نہ آ جائے' انہوں نے کہا کہ میں بدترین حافظ قرآن ہوں گا اگر میری جانب سے تمہارے پاس کوئی آ جائے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ابومریم الحنفی سے پوچھتے سنا کہ کیا تم نے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا' انہوں نے کہا کہ اللہ میرے ہاتھ سے ان کا اکرام کرے اور ان کے ہاتھ سے میری توہین نہ کرے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس روز مسلمانوں نے تم میں سے کتنے آدمیوں کو قتل کیا انہوں نے کہا کہ چودہ سو یا کچھ زائد' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ برے مقتولین تھے' ابومریم نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے باقی رکھا کہ میں نے اس دین کی طرف رجوع کیا جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور مسلمانوں کے لیے پسند کیا عمر رضی اللہ عنہ ان کی گفتگو سے مسرور ہوئے' ابومریم اس کے بعد بصرے کے قاضی تھے۔

عبدالعزیز بن یعقوب الماجشون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے متمم بن نویرہ سے فرمایا کہ تمہیں اپنے بھائی کا کس قدر سخت رنج ہے' عرض کی اسی غم میں میری یہ آنکھ چلی گئی ہے' اور انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا' پھر میں اپنی صحیح سالم آنکھ سے رویا' اور اس قدر زیادہ رویا کہ جانے والی آنکھ نے بھی اس کی مدد کی اور آنسو بہائے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو ایسا شدید رنج ہے کہ کوئی بھی اپنی میت پر اتنا غمگین نہ ہوگا۔ اللہ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں شعر کہنے پر قادر ہوتا

تو ضرور ان پر اسی طرح روتا جس طرح تم اپنے بھائی پر روئے۔

متمم نے کہا' یا امیر المومنین' اگر جنگ یمامہ میں میرے بھائی بھی اسی طرح مقتول ہوتے جس طرح آپ کے بھائی قتل کیے گئے تو میں ان پر کبھی نہ روتا' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور انہیں اپنے بھائی سے تسلی ہوئی' حالانکہ انہیں بھی ان پر بہت شدید رنج تھا' عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ صبا چلتی ہے اور میرے پاس زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خوشبو لاتی ہے' ابن جعفر نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون سے پوچھا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ شعر نہیں کہتے تھے' تو انہوں نے کہا کہ نہیں' اور نہ کوئی بیت۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ میں جنگ مسیلمہ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ یوم احد میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری زرہ نہ پہننا' مگر انہوں نے پہن لی' پھر اسے اتار دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا' تو انہوں نے کہا کہ میں بھی اپنے لئے وہی چاہتا ہوں جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما:

ابن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' کنیت ابوالاعور تھی' والدہ فاطمہ بنت بعجہ بن امیہ بن خویلد بن خالد بن المعمر بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں' ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل دین کی تلاش میں شام آئے' یہود و نصاریٰ سے علم دین دریافت کیا مگر انہیں ان لوگوں کا دین پسند نہ آتا تو ایک عیسائی نے کہا کہ تم دین ابراہیم تلاش کرتے ہو۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا دین ابراہیم کیا ہے' اس نے کہا' وہ موحد تھے' سوائے اللہ کے' جس کا کوئی شریک نہیں اور جو یکتا ہے' کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے' وہ اس سے عداوت کرتے تھے جو اللہ کے سوا کسی اور کی کچھ بھی پرستش کرتا تھا' بتوں پر جو ذبح کیا جاتا تھا اسے نہیں کھاتے تھے زید بن عمرو نے کہا کہ یہ وہی ہے جسے میں جانتا ہوں اور میں اسی دین پر ہوں' لیکن پتھر یا لکڑی کی عبادت جسے میں اپنے ہاتھ سے بناتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں' زید رضی اللہ عنہ مکے آئے اور وہ دین ابراہیم پر تھے۔

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین تلاش کرتے تھے' انہوں نے نصرانیت اور یہودیت اور بتوں اور پتھروں کی عبادت کو ناپسند کیا' اپنی قوم سے اختلاف ان معبودوں کا اور اس عبادت کا ترک کرنا ظاہر کر دیا جو ان کے باپ دادا کرتے تھے' وہ ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھاتے تھے' انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے عامر' میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی' میں نے ملت ابراہیم کا اور جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے بعد اسماعیل علیہ السلام کا اتباع کیا جو اسی قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے' میں اس نبی کا منتظر ہوں جو اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے مبعوث ہوگا' مجھے معلوم نہیں کہ انہیں پاؤں گا' ان پر ایمان لاؤں گا' ان کی تصدیق کروں گا اور گواہی دوں گا کہ وہ نبی ہیں (اے عامر) اگر تمہاری مدت دراز ہو اور تم انہیں دیکھو تو میری جانب سے انہیں سلام کہہ دینا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے تو میں اسلام لایا اور آپ کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی' ان کی جانب سے میں نے آپ کو سلام کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے جنت میں دامن کشاں دیکھا ہے۔

حجیر بن ابی اہاب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ صنم بوانہ کے پاس تھا اور وہ شام سے واپس آ کر آفتاب کا مراقبہ کر رہے تھے' جب آفتاب ڈھل گیا تو رو بہ قبلہ ہو گئے' دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' پھر کہنے لگے ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کا یہی قبلہ ہے' میں پتھر کی عبادت نہ کروں گا' سوائے بیت اللہ کے اور کسی کی طرف نماز نہ پڑھوں گا' یہاں تک کہ مر جاؤں' وہ حج کرتے' وقوف عرفہ کرتے اور تلبیہ کہتے تھے ''لبیك لا شريك و لا ندلك'' پھر عرفے سے پیدل واپس ہوتے اور کہتے لبیك متعبداً لك مرقوقا (تیرا عبادت گزار غلام حاضر ہے)۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ زید بن عمرو بن نفیل سے بلدح کے نشیبی حصے میں ملے ہیں' یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی سے پہلے کا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک خوان بھیجا جس میں گوشت تھا' انہوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں وہ نہیں کھاتا جو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو' اور نہ اس میں سے کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

محمد بن عبداللہ بن جحش سے مروی ہے کہ زید بن عمرو قریش کی مذمت ان کے ذبیحے پر کیا کرتے اور کہتے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا' اس نے آسمان سے پانی نازل کیا' اس نے اس سے زمین سے سبزہ اُگایا' پھر بھی لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں (ان کا یہ کہنا) اس فعل کے انکار اور اس کی گرانی کی وجہ سے تھا' میں اس میں سے نہیں کھاتا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو ابن نفیل کو اس طرح دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اپنی پشت کعبے سے لگائے کہہ رہے تھے' اے گروہ قریش' سوائے میرے آج تم میں سے کوئی دین ابراہیم علیہ السلام پر نہیں ہے' وہ زندہ در گور لڑکی کو بچا لیتے اور اس شخص سے جو اپنی لڑکی کے قتل کا ارادہ کرتا کہتے کہ ٹھہر جا' اسے قتل نہ کر' میں اس کے بار کا کفیل ہوں وہ اسے لے لیتے' جب وہ ٹوٹی پھوٹی بات کرنے لگتی تو اس کے باپ سے کہتے کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے واپس کر دوں اور اگر تو چاہے تو میں اس کے بارے میں تیری کفالت کروں۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو ابن نفیل کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت بن کر اٹھیں گے۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پانچ سال قبل کعبے کی تعمیر کر رہے تھے ان پر موت اس حالت میں نازل ہوئی کہ وہ کہہ رہے تھے میں دین ابراہیم پر ہوں۔ ان کے بیٹے سعید رضی اللہ عنہ بن زید الاعور اسلام لائے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' دونوں نے آپ سے زید بن عمرو کو دریافت کیا' فرمایا اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے' ان پر رحمت کرے' وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مرے' اس روز کے بعد سے مسلمانوں میں کوئی یاد کرنے والا ان کے لیے دعائے مغفرت کیے بغیر نہیں رہتا تھا' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ بھی (ان کے لیے) کہتے تھے کہ رحمہ اللہ وغفر لہ۔

زکریا بن یحییٰ السعیدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن عمرو مرے تو حراء کی جڑ میں دفن کیے گئے' سعید ابن زید کی

اولاد میں سے عبدالرحمٰن اکبر تھے جن کا کوئی پسماندہ نہیں تھا' ان کی والدہ رملہ تھیں جو ام جمیل بنت الخطاب بن نفیل تھیں' زید رضی اللہ عنہ جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا' عبداللہ اکبر' جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا اور عاتکہ' ان سب کی والدہ جلیسہ بنت سوید بن صامت تھیں۔

عبدالرحمٰن اصغر' جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا' عمر اصغر جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا' ام موسیٰ وام الحسن ان سب کی والدہ امامہ بنت الدجیج تھیں جو غسان میں سے تھیں۔

محمد و ابراہیم اصغر و عبداللہ اصغر و ام حبیب کبریٰ اور ام سعید کبریٰ' یہ (ام سعید) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئیں' اور ام زید' ان سب کی والدہ حزمہ بنت قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ ابن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔ عمر و اصغر و اسود' ان دونوں کی والدہ ام الاسود تھیں جو بنی تغلب کی خاتون تھیں۔

عمر و اکبر اور طلحہ' یہ (طلحہ) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئے' جن کا کوئی پسماندہ نہیں' اور ایک لڑکی زجلہ' ان سب کی والدہ ضخ بنت اصبغ بن شعیب بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصن بن کعب ابن علیم کلب میں سے تھیں۔ ابراہیم اکبر و حفصہ' ان دونوں کی والدہ بنت قربہ بنی تغلب میں سے تھیں۔

خالد' ام خالد جو اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔

ام نعمان' ان سب کی والدہ ام خالد تھیں جو ام ولد تھیں۔

ام زید صغریٰ' ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری تھیں' ام زید صغریٰ مختار بن ابی عبید کی بیوی تھیں' اور ان کی والدہ طے میں سے تھیں۔

عائشہ' زینب' ام عبدالحولا' ام صالح' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ سعید بن زید رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے ایمان لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب سعید بن زید رضی اللہ عنہما مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ کے پاس اترے۔

عبدالملک بن زید ولد سعید بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعید بن زید اور رافع ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قافلہ قریش کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپ نے اپنی روانگی سے دس شب پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا' دونوں روانہ ہوئے' یہاں تک کہ الحوراء پہنچے' وہ برابر وہیں مقیم رہے' قافلہ ان کے پاس سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ کو طلحہ و سعد رضی اللہ عنہما کے واپس آنے سے پہلے ہی خبر معلوم ہوگئی' آپ نے اصحاب کو بلایا اور قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے' مگر قافلہ ساحل کے راستے سے گیا اور بہت تیز نکل گیا' لوگ تلاش کرنے والوں سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے' طلحہ بن عبداللہ اور سعید بن زید مدینے کے ارادے سے

روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں' ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا۔ وہ مدینے اسی روز آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے بدر میں جماعت قریش سے مقابلہ کیا دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو بدر سے واپس آتے ہوئے تربان میں پایا جو المحجہ پر ملل اور السیالہ کے درمیان ہے' طلحہ وسعید رضی اللہ عنہما اس جنگ میں موجود نہ تھے' رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اجر وحصص غنیمت میں ان کا بھی حصہ لگایا' وہ دونوں انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے' سعید رضی اللہ عنہ احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے۔

سعید بن زید بن عمرو نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے حراء رکا رہ' تجھ پر سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے' راوی نے کہا' انہوں نے نو آدمیوں کا نام لیا' رسول اللہ' ابوبکر' عمر' علی' عثمان' طلحہ' زبیر' عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم کا' اور کہا کہ اگر میں دسویں کا نام لینا چاہتا تو ضرور کرتا یعنی خود۔

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قریش کے دس آدمی جنت میں ہوں گے' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' عبدالرحمن بن عوف' سعد بن ملک' سعید بن زید بن عمرو بن نفیل وابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جمعے کو دن بلند ہونے کے بعد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبر آئی تو ابن عمر العقیق میں ان کے پاس آئے اور انہوں نے جمعہ ترک کر دیا۔

ابی عبدالجبار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعد ابن مالک کو کہتے سنا کہ میرے والد سعد بن مالک نے سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو العقیق میں غسل دیا' لوگ انہیں اٹھا کر لے چلے جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے سامنے آئے تو اندر چلے گئے' ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے' وہ غسل خانے میں گئے' غسل کیا اور باہر آئے تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں نے سعید رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا بلکہ صرف گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو حنوط لگایا' انہیں اٹھا کے مسجد لے گئے اور نماز پڑھی مگر وضو نہیں کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے سعید بن زید بن نفیل کے حنوط لگایا' کہا گیا کہ ہم آپ کے پاس مشک لاتے ہیں' انہوں نے کہا اچھا' مشک سے بہتر کون سی خوشبو ہو سکتی ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما پر جمعے کے روز ماتم کیا گیا' میں نماز کی تیاری کر رہا تھا ان کے پاس چلا گیا اور نماز جمعہ ترک کر دی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما پر جمعے کے روز دن بلند ہونے کے بعد (موت کی وجہ سے) آہ وبکا کی گئی' میں العقیق میں ان کے پاس آیا اور جمعہ ترک کر دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا انتقال العقیق میں ہوا' وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

اسماعیل بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سعید بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس بلایا گیا جو انتقال کر رہے تھے' اس

وقت نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے' وہ ان کے پاس آئے اور جمعہ ترک کر دیا۔

عبدالملک بن زید ولد سعید بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما کی العقیق میں وفات ہوئی' انہیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے لایا گیا اور مدینے میں دفن کیا گیا' قبر میں سعد اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اترے' یہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ کا واقعہ ہے' جس روز وہ فوت ہوئے ستر سال سے زائد کے تھے' وہ بلند بالا' گندم گوں اور بہت بال والے تھے۔

حکیم بن محمد نے' جو مطلب بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے' اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کی مہر میں قرآن مجید کی ایک آیت دیکھی۔ محمد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے جس میں اہل علم واہل بلد کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما العقیق میں مرے اور مدینے میں دفن کیے گئے' سعد بن ابی وقاص' ابن عمر رضی اللہ عنہما اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوم' ان کے گھر والے اور ان کے لڑکے ان پر اس امر کے گواہ ہیں جس کو وہ جانتے ہیں اور روایت کرتے ہیں' اہل کوفہ نے یہ روایت کی کہ وہ ان کے پاس کوفے میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں فوت ہوئے' مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھی جو اس زمانے میں والی کوفہ تھے۔

عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ:

ابن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' والدہ آمنہ بنت عبداللہ بن عمیر ابن اہیب حذافہ بن جمح تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ جب عمرو وعبداللہ فرزندان سراقہ بن المعتمر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن سراقہ بدر میں موجود تھے' بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحٰق وابی معشر ومحمد بن عمران سب نے اس پر اتفاق کیا' صرف محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ بھی بدر میں موجود تھے اور یہ ان کے علاوہ کسی نے نہیں بیان کیا نہ ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے' عمرو ابن سراقہ احد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے' عثمان بن عفان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ ان کی اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عدی بن کعب اور ان کے موالی

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بن مالک:

ابن عامر بن ربیعہ بن حجیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ ابن رفیدہ بن عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی ابن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان' خطاب ابن نفیل کے حلیف تھے' خطاب سے جب عامر بن ربیعہ نے معاہدہ حلف کیا تو انہوں نے ان کو بیٹا بنا لیا اور انہیں اپنی طرف منسوب کیا' اسی لیے عامر بن الخطاب کہا جاتا تھا' یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا

"ادعوھم لابائھم" تو عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے نسب کی طرف رجوع کیا اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کا صحیح نسب وائل میں ہے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن ربیعہ کا اسلام قدیم تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہوئے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں' ہمراہ ان کے بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ العدویہ بھی تھیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سوائے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے مجھ سے پہلے مدینے کی ہجرت کے لیے کوئی نہیں آیا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لیلیٰ بنت ابن حثمہ یعنی ان کی بیوی سے پہلے کوئی سفر کرنے والی مدینے میں نہیں آئی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ربیعہ اور یزید بن المنذر بن سرخ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور وہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے' انہوں نے کہا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے (اور عامر رضی اللہ عنہ بدری تھے) کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رات کی نماز پڑھ رہے تھے' یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب لوگ عثمان رضی اللہ عنہ پر افترا کرنے میں مشغول تھے' انہوں نے رات کی نماز پڑھی اور سو گئے' خواب میں ان کے پاس کوئی آیا اور کہا کہ اٹھو اللہ سے دعا مانگو کہ وہ تمہیں اس فتنے سے بچائے جس سے اس نے اپنے بندگان صالح کو بچایا وہ اٹھے نماز پڑھی' اور بیمار پڑے' پھر انہیں جنازے ہی کی صورت میں نکالا گیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی موت قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چند روز بعد ہوئی' وہ اپنے گھر ہی میں رہے' لوگوں نے سوائے ان کے جنازے کے جو نکالا گیا اور کچھ نہ جانا۔

حضرت عاقل بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ' عاقل کا نام غافل تھا اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاقل رکھا۔ ابوالبکیر بن عبد یالیل نے جاہلیت میں نفیل بن عبدالعزیٰ جد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے معاہدہ حلف کیا تھا' وہ اور ان کے بیٹے بنی نفیل کے حلفا تھے' ابومعشر اور محمد بن عمر' ابن ابی البکیر کہتے تھے' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق اور ہشام بن محمد الکلبی' ابن البکیر کہتے تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عاقل و عامر و ایاس و خالد رضی اللہ عنہم فرزندان ابی البکیر بن عبد یالیل سب کے سب دار ارقم میں اسلام لائے' وہ ان لوگوں میں سب سے پہلے تھے جنہوں نے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عاقل و خالد و عامر و ایاس رضی اللہ عنہم فرزندان ابی البکیر ہجرت کے

لیے مکے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے' انہوں نے اپنے تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر لیا تھا' ان کے مکانوں میں کوئی باقی نہ رہا' دروازے بند کر دیئے گئے' سب لوگ رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی البکیر اور مبشر بن عبدالمنذر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے' کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی البکیر اور مجذر بن ذیاد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عاقل بن ابی البکیر جنگ بدر میں شہید ہوئے' اس وقت وہ چونتیس سال کے تھے' انہیں مالک ابن زہیر الجشمی برادر ابی اسامہ نے شہید کیا۔

حضرت خالد بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ابی البکیر اور زید ابن الدثنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ خالد بن ابی البکیر بدر و احد میں موجود تھے' صفر ۴ھ میں یوم الرجیع میں شہید ہوئے' جس روز وہ قتل ہوئے چونتیس سال کے تھے' انہی کی مدح میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

الالیتنی فیها شهدت ابن طارق وزیدا وما تغنی الامانی ومرثدا

''کاش میں اس میں ابن طارق اور زید اور مرثد کے پاس موجود ہوتا اور (مجھے آرزوئیں بے نیاز نہ کرتیں۔

فدافعت عن حبی خبیب وعاصم وکان شفاءً لو تدارکتُ خالدا

تو میں اپنے محبوب حبیب خبیب اور عاصم کی طرف سے مدافعت کرتا۔ اور اگر میں خالد کا انتظام کرتا تو وہ بھی شفا تھے''۔

حضرت ایاس بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

رسول اللہ ﷺ نے ایاس بن البکیر اور حارث بن خزمہ کے درمیان مواخاۃ کیا' ایاس بن ابی البکیر بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

حضرت عامر بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ابی البکیر اور ثابت ابن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عامر بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبد مناف بن عزیز بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم' وہ خطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے

سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ التمیمی رضی اللہ عنہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقد بن عبداللہ التمیمی اور بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

واقد بن عبداللہ' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کے ہمراہ سریہ نخلہ میں موجود تھے' اس روز عمرو بن الحضرمی مقتول ہوا تو یہود نے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا **عمرو عمرت الحرب** (عمرو کی جنگ نے خدمت کی) **والحضرمی حضرت الحرب** (اور حضرمی کے پاس جنگ آئی) **وواقد وقدت الحرب** (واقد کو جنگ نے روشن کیا)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے ان کلمات سے فال لی' مگر یہ سب اللہ کی جانب سے یہود پر ہوا' واقد بدر واحد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ابتداء خلافت میں وفات ہوئی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت خولیؓ بن ابی خولی رضی اللہ عنہ:

خولی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران تھا' ان کا نام حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد ابن عوف بن حریم جعفی بن سعد العشیرہ بن مالک بن ادو بن مذحج تھا' وہ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ والد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے' اس پر سب نے اتفاق کیا اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ خولی بن ابی خولی بدر میں موجود تھے' ابو معشر اور محمد بن عمر نے اپنے رجال اہل مدینہ وغیرہم سے روایت کی کہ بدر میں خولی کے ساتھ ان کے بیٹے بھی موجود تھے' ان دونوں نے ہمیں ان کا نام نہیں بتایا' لیکن محمد بن اسحٰق نے کہا کہ اس میں وہ اپنے بھائی مالک بن ابی خولی کے ساتھ موجود تھے اور دونوں جعفی میں سے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ بدر میں خولی ابن ابی خولی اور ان کے بھائی ہلال بن ابی خولی موجود تھے جو ان کے حلیف تھے ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب' کتاب النسب میں بیان کیا کہ بدر میں خولی ابن خولی موجود تھے' انہوں نے بھی انہیں اسی خاندان کی طرف منسوب کیا جس کی طرف ہم نے منسوب کیا انہوں نے کہا کہ ساتھ ان کے دونوں بھائی ہلال و عبداللہ فرزندان ابی خولی بھی تھے' خولی بن ابی خولی بدر واحد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی مالک بن ابی خولی جو ان کی روایت میں موجود تھے' وہ خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں مرے۔

حضرت مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام):

کہا جاتا ہے کہ وہ اہل یمن میں سے تھے' ان پر قید کی مصیبت آئی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے احسان کیا (کہ انہیں آزاد کر دیا) وہ مہاجرین اوّلین میں سے تھے' بدر میں دونوں کے درمیان شہید ہوئے' ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سب سے پہلے جو شہید ہوئے وہ مہجع مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ بدر میں مسلمانوں کے سب سے پہلے مقتول مہجع مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے جنہیں عامر الحضرمی نے قتل کیا۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی

حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ ضعیفہ بنت حذیم ابن سعید بن رئاب بن سہم تھیں' خنیس کی کنیت ابوحذافہ تھی۔ یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خنیس بن حذافہ رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا خنیس رضی اللہ عنہ دوسری ہجرت میں ملک حبشہ گئے' بروایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر الواقدی' موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے یہ بیان نہیں کیا۔

خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے شوہر تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب خنیس بن حذافہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ ابن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خنیس ابن حذافہ اور ابی عبس بن جبر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

خنیس رضی اللہ عنہ بدر میں موجود تھے' رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پچیسویں مہینے وفات ہوئی' رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور انہیں عثمان بن مظعون کی قبر کے کنارے دفن کیا' خنیس رضی اللہ عنہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ صرف ایک آدمی۔

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ ان کی کنیت ابوسائب تھی' والدہ سخیلہ بنت العنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں' عثمان کی اولاد میں عبدالرحمن اور سائب تھے' ان دونوں کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاقص السلمیہ تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون عبیداللہ ابن حارث بن مطلب' عبدالرحمن بن عوف' ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا' انہیں شرائع اسلام کی خبر دی' سب کے سب ایک ہی وقت اسلام لائے' یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں جانے اور دعوت دینے سے پہلے ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے کہ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمان بن مظعون نے جاہلیت میں شراب کو حرام کر لیا تھا اور کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جو میری عقل لے جائے' مجھ پر اسے ہنسائے جو مجھ سے ادنیٰ ہے اور مجھے اس امر پر برانگیختہ کرے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دوں جس سے میں نہیں چاہتا' یہ آیت سورہ مائدہ میں شراب کے بارے میں نازل ہوئی' کوئی شخص ان کے پاس سے گزرا اور کہا کہ شراب حرام کر دی گئی اور اس نے ان کے سامنے آیت تلاوت کی' انہوں نے کہا شراب کی خرابی ہو میری نظر اس میں صحیح تھی۔

عمارہ بن غراب الیحصبی سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے میری عورت دیکھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں؟'' انہوں نے کہا کہ میں اس سے شرماتا ہوں اور اسے ناپسند کرتا ہوں' فرمایا اللہ نے اسے تمہارے لیے لباس بنایا اور تمہیں اس کے لیے لباس بنایا' میری بیویاں میرا ستر دیکھتی ہیں اور میں ان کا دیکھتا ہوں' عرض کی یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہیں' فرمایا: ہاں' انہوں نے کہا تو پھر آپ کے بعد میں بھی کروں گا' جب وہ پلٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مظعون بڑے حیادار اور ستر چھپانے والے ہیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ خصی ہو کر زمین نوردی کرتے پھریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے لیے میرے اندر عمدہ نمونہ نہیں ہے' میں تو عورتوں کے پاس آتا ہوں' گوشت کھاتا ہوں' روزہ رکھتا ہوں' اور نہیں بھی رکھتا میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے' وہ میری امت میں نہیں ہے جو خصی کرے یا خصی بنے۔

سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ترک ازواج سے منع فرمایا' اور اگر انہیں اس امر میں اجازت دیتے تو وہ ضرور خصی ہو جاتے۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں' انہیں بری ہیئت میں دیکھ کے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے' قریش میں تم سے زیادہ تمہارے شوہر سے کوئی بے پروا نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے ان میں کچھ نہیں ہے ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں' دن اس طرح گزرتا ہے کہ روزہ دار ہوتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ازواج مطہرات نے یہ واقعہ بیان کیا' آپ ان سے ملے اور فرمایا' اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کیا تمہارے لیے مجھ میں نمونہ نہیں ہے' عرض کی' اے کہ میرے والدین قربان' کیا بات ہے' فرمایا تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو' انہوں نے کہا بے شک کرتا ہوں' فرمایا: نہ کرو' تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے' تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' لہذا نماز بھی پڑھو' سوؤ بھی' روزہ بھی رکھو' اس کے بعد ان کی بیوی پھر ازواج مطہرات کے پاس آئیں تو اس طرح عطر میں بسی ہوئی تھیں گویا دلہن' ان لوگوں نے کہا کہ رکو' انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی وہ چیز حاصل ہوئی جو لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ایک کوٹھڑی بنائی' اس میں بیٹھ کے عبادت کیا کرتے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم

ہوا تو ان کے پاس آئے اور اس کوٹھڑی کے دروازے کا جس میں وہ تھے ایک پٹ پکڑ کے دو یا تین مرتبہ فرمایا' اے عثمانؓ! مجھے اللہ نے رہبانیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا' اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دین بخشش کرنے والی حنیفیۃ (خاص توحید و دین ابراہیمی) ہے۔

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' میں ایسا آدمی ہوں کہ جہاد میں بے عورتوں کے رہنا مجھ پر شاق گزرتا ہے' آپ مجھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں خصی ہو جاؤں گا' فرمایا' نہیں' لیکن اے مظعون' تم روزہ اختیار کرو کیونکہ یہ مجفر (قاطع الشہوت) ہے۔

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ عثمان و قدامہ و عبداللہ فرزندان مظعون اور سائب بن عثمان بن مظعون اور معمر بن حارث رضی اللہ عنہم نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو یہ لوگ عبداللہ ابن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ لوگ حزام بن ودیعہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مظعون کے اہل و عیال ان لوگوں میں ہیں جن کے مرد اور عورتیں سب کے سب جمع ہو کر ہجرت کے لیے روانہ ہوئے' اور ان میں سے مکے میں کوئی نہ رہا' ان کے مکانات تک بند کر دیے گئے۔

ام علاء سے مروی ہے کہ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ مہاجرین مدینے میں اترے' انصار نے باہم حرص کی کہ انہیں اپنے مکانات میں ٹھہرائیں' انہوں نے ان پر قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصے میں آئے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز مدینے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائیوں کے مکانات کے لیے زمین عطا فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون اور ابی الہیثم بن التیہان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بدر میں موجود تھے' ہجرت کے تیسویں مہینے ان کی وفات ہوئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں بوسہ دیا کہ وہ مردہ تھے' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔

عبداللہ بن عثمان بن حارث بن حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز جنازہ میں) ان پر چار تکبیریں کہیں۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے لیے قبرستان کی تلاش میں تھے کہ وہ اس میں دفن کیے جائیں' آپ مدینے کے اطراف آئے' فرمایا کہ مجھے اس جگہ کا حکم دیا گیا' یعنی بقیع کا' اسے بقیع لخبجیہ کہا جاتا تھا' اس کی اکثر روئیدگی غرقد تھی' (اسی لیے بقیع الغرقد مشہور ہوا) اس میں بہت سے چشمے' ببول اور خاردار درخت تھے' مچھر اس قدر تھے کہ جب شام ہوتی تو مثل دھوئیں کے چھا جاتے' سب سے پہلے جو شخص وہاں دفن ہوئے وہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سرہانے ایک پتھر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری علامت ہے' ان کے بعد جب کوئی میت ہوتی تو کہا جاتا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم

کہاں دفن کریں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہمارے نشان (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کے پاس۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ میں نے عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر دیکھی ہے اور اس کے پاس کوئی بلند چیز ہے جو مثل علامت کے ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے جو بقیع میں دفن ہوا وہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ محمد بن الحنفیہ کے موجودہ مکان کے پاس کوڑے کی جگہ دفن کیے گئے۔

ابی نضر سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس حالت میں گئے کہ دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ام علاء نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی‘ بیان کیا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے‘ ہم نے ان کی تیمارداری کی‘ وفات ہوگئی تو ہم نے ان کو چادروں میں کر دیا (یعنی کفن دیا) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے‘ میں نے کہا‘ اے ابوالسائب (عثمان بن مظعون) میں شہادت دوں گی کہ اللہ نے تمہارا اکرام کیا ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کا اکرام کیا‘ عرض کی یا رسول اللہ میں نہیں جانتی‘ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں‘ آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون ہیں‘ فرمایا‘ انہیں تو موت آ گئی‘ واللہ مجھے ان کے لیے خیر کی امید ہے‘ میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مگر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا‘ عرض کی‘ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں‘ پھر اور کون ہوگا‘ واللہ اس کے بعد میں کبھی کسی کی پاکی نہ بیان کروں گی پھر کہا کہ اس امر نے مجھے غمگین کر دیا‘ میں سو گئی تو خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک بہتا ہوا چشمہ دکھایا گیا‘ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی‘ فرمایا یہ ان کا عمل ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی بیوی نے کہا اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مبارک ہو کہ تمہارے لیے جنت ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا اور فرمایا‘ تمہیں کس نے بتایا‘ عرض کی یا رسول اللہ‘ وہ آپ کے سوار اور آپ کے صحابی تھے‘ فرمایا‘ واللہ میں رسول اللہ ہوں مگر معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جیسے شخص کے لیے آپ کا یہ فرمانا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاق گزرا حالانکہ عثمان ان میں افضل تھے‘ جب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ نے (ان صاحبزادی سے) فرمایا کہ تم بھی ہمارے سلف خیر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مل جاؤ (بہ روایت یزید بن ہارون) عورتیں رونے لگیں تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا‘ اے عمر رضی اللہ عنہ جانے دو تم روؤ اور شیطان کی آواز سے بچو‘ پھر فرمایا کہ وہ رونا جو دل اور آنکھ سے ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے‘ جب ہاتھ اور زبان سے ہو تو شیطان کی طرف سے ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کو ان کے جنازے کے پیچھے کہتے سنا کہ اے ابوالسائب تمہیں جنت مبارک ہو‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا‘ تمہیں کس نے بتایا‘ عرض کی یا رسول اللہ

ابوالسائب (کو میں جنتی کہتی ہوں وہ آپ کے صحابی ہیں) فرمایا: واللہ ہم انہیں بجز خیر کے کچھ نہیں جانتے' پھر فرمایا' تمہیں یہ کہنا بھی کافی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' وہ شہید نہیں ہوئے جس سے میرے دل سے بالکل اتر گئے' میں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو' ہم سب سے زیادہ دنیا سے یک سو تھا' وہ اس حالت میں مرا کہ شہید نہیں ہوا میرے دل میں عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی خطرہ رہا' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے کہا (اے عمر رضی اللہ عنہ) تجھ پر افسوس ہے' ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں' شہید نہیں ہوتے' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے' ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ میرے دل میں اسی مقام پر آ گئے جہاں اس سے قبل تھے۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر میں عبداللہ بن مظعون اور قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ اور سائب بن عثمان ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے کھڑے تھے۔

مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ بقیع میں دفن کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے متعلق حکم دیا تو وہ ان کے سرہانے لگا دی گئی' فرمایا یہ ان کی قبر کی علامت ہے' اس کے پاس دفن کیا جائے گا یعنی جو ان کے بعد مرے گا۔

عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حلیے میں باہم ملتے جلتے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ بہت سیاہ رنگ کے تھے' نہ بہت لانبے نہ بہت پستہ قد' داڑھی لمبی چوڑی تھی ایسا ہی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کا حلیہ تھا' البتہ قدامہ دراز قد تھے' عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالسائب تھی۔

حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ سخیلہ بنت عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں' ان کی کنیت ابومحمد تھی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہ اور قدامہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ ملک حبشہ کو دوسری ہجرت کے موقع پر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مظعون اور سہیل بن عبیداللہ المعلیٰ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عبداللہ بن مظعون بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی کنیت ابوعمر تھی' والدہ غزیہ بنت حویرث بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں۔

قدامہ کی اولاد میں عمر و فاطمہ تھیں جن کی والدہ ہند بنت الولید ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عائشہ' ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سفیان بن حارث بن امیہ ابن فضل بن منقذ بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ خزاعہ میں سے تھیں۔ حفصہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

رملہ' ان کی والدہ صفیہ بنت الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ ابن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں' بہ روایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر' قدامہ رضی اللہ عنہ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے' قدامہ رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی' اس وقت وہ اڑسٹھ سال کے تھے' مگر بڑھاپے کا تغیر نہیں ہوا تھا (یعنی سفید بال)۔

حضرت سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما:

ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص السلمیہ تھیں' خولہ کی والدہ ضعیفہ بنت العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سب کی روایت میں بالاتفاق سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما اور حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' حارثہ رضی اللہ عنہ بدر میں شہید ہوئے' سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیرانداز بیان کیے گئے ہیں۔

بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر و ابی معشر' سائب ابن عثمان رضی اللہ عنہما بدر میں موجود تھے' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں موجود تھے۔ ہشام بن محمد ابن سائب الکلبی جو بدر میں موجود تھے کہتے تھے کہ وہ سائب ابن مظعون تھے جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ہشام کا وہم ہے' کیونکہ اصحاب سیرت و علمائے مغازی سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما کو ان لوگوں میں ثابت کرتے ہیں جو بدر میں موجود تھے' وہ احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے' جنگ یمامہ میں موجود تھے' اس روز انہیں ایک تیر لگ گیا۔

جنگ یمامہ بعہد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ھ میں ہوئی' سائب اسی تیر سے تیس سال سے زائد کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت معمر بن حارث بن معمر رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ معمر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمر بن حارث اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' معمر بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ ان کی وفات خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ کل پانچ اشخاص۔

بنی عامر بن لؤی

حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ:

ابن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوی' ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابوسبرہ کی اولاد میں محمد اور عبداللہ اور سعد تھے' ان کی والدہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں' ابوسبرہ رضی اللہ عنہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں تھے' دوسری ہجرت میں ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں' یہ محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر نے بیان کیا' موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اس کو بیان نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سبرہ بن ابی رہم اور سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن سعید ابن احیحہ بن الجلاح کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوسبرہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب سعادت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکے واپس آئے اور وہیں ٹھہر گئے' اسے مسلمانوں نے ناپسند کیا' ان کے لڑکے بھی اسے برا کہتے تھے اور انہیں الزام دیتے تھے کہ وہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد اسی کی طرف واپس ہو گئے اور ان میں ٹھہر گئے۔

ابوسبرہ رضی اللہ عنہ بن ابی رہم کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوی کنیت ابو محمد تھی والدہ بہنانہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن ثعلبہ بن مالک ابن کنانہ تھیں۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبیدہ کو ایک شخص سے عبداللہ بن مخرمہ کی اولاد کو دریافت کرتے سنا تو اس نے کہا کہ عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی' اولاد میں مساحق تھے۔ ان کی ماں زینب بنت سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں' جس سے عبداللہ نے سنا وہ ابونوفل بن مساحق تھے' ان کے پاس ماندہ بیٹے پوتے مدینے میں تھے۔

بہ روایت محمد بن عمر' عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں' محمد بن اسحٰق نے ہجرت ثانیہ میں ان کا ذکر کیا اور ہجرت اولیٰ میں نہیں کیا' موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے نہ ہجرت اولیٰ میں ان کا ذکر کیا نہ ثانیہ میں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو بن وذفہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو بنی بیاضہ میں

سے تھے عقد مواخاۃ کیا' عبداللہ بن مخرمہ بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے' احد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' یمامہ میں بھی حاضر ہوئے' وہ اسی روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ھ میں بہ عمر اکتالیس سال شہید ہوئے۔

حضرت حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ:

برادر سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی' والدہ اسماء بنت حارث بن نوفل تھیں جو اشجع سے تھیں۔

حاطب کی اولاد میں عمرو بن حاطب تھے' ان کی والدہ ریطہ بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حاطب بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

سب نے بیان کیا کہ (بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر) حاطب بن عمرو نے ملک حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں' موسیٰ بن عقبی وابومعشر نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہجرت اولیٰ میں سب سے پہلے جو شخص ملک حبشہ میں آئے وہ حاطب بن عمرو بن عبد شمس تھے' محمد بن عمرو نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب حاطب ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ حاطب بن عمرو بدر میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ ان کے بھائی سلیط بن عمرو بھی ان کے ساتھ بدر میں موجود تھے۔ اسے کسی اور نے بیان نہیں کیا اور یہ ثابت بھی نہیں' حاطب احد میں بھی موجود تھے۔

حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' کنیت ابوسہیل تھی' ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر' عبداللہ بن سہیل ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے اس کا ذکر نہیں کیا' وہ حبشہ سے مکے واپس آئے تو ان کے والد نے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر کر کے اپنے پاس رکھ لیا' اور انہیں ان کے دین میں فتنے میں ڈالا۔

عطا بن محمد بن عمرو بن عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سہیل مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ اپنے والد سہیل بن عمرو کے ساتھ اسی کے نفقے اور اسی کی سواری میں تھے' ان کے والد کو شک نہ تھا کہ وہ اس کے دین کی طرف واپس آ گئے' جب بدر میں مسلمان ومشرکین ملے اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو عبداللہ بن سہیل مسلمانوں کی

طرف پلٹ آئے اور جنگ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے' وہ بحالت اسلام بدر میں حاضر ہوئے' اس وقت ستائیس سال کے تھے۔ اس طریقے نے ان کے والد سہیل بن عمرو کو نہایت سخت غصہ دلایا۔ عبداللہ نے کہا کہ اللہ نے اس میں میرے اور اس کے لیے خیر کثیر کر دی۔ عبداللہ بن سہیل احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ وہ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور اسی میں وہ جنگ جوا ثنا میں ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئی' شہید ہو گئے' اس وقت اڑتیس سال کے تھے' ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا تو مکے میں سہیل بن عمرو ان کے پاس آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے عبداللہ کی تعزیت کی تو سہیل نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا' مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے پہلے کسی کی شفاعت نہ کریں گے۔

حضرت عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ:

سہیل بن عمرو کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے' کنیت ابو عمرو تھی' مکے کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور محمد بن عمر انہیں عمیر بن عوف کہتے تھے۔ محمد بن اسحاق عمرو بن عوف کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عمیر بن عوف بدر واحد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

سلیط بن عمرو نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات مدینے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اور ان پر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

حضرت وہب بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' عبداللہ بن سعد کے بھائی تھے' ان دونوں کی والد مہانہ بنت جابر اشعریین میں سے تھیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب وہب بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہب بن سعد اور سوید بن عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے' بہ روایت موسیٰ بن عقبہ وابی معشر و محمد بن عمر' وہب بن سعد بدر میں موجود تھے' محمد بن عمر نے اپنی کتاب میں اُن اُن لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے' وہب بن سعد احد اور خندق و حدیبیہ اور خیبر میں موجود تھے' جمادی اولیٰ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے' شہادت کے دن چالیس سال کے تھے۔

بنی عامر بن لؤی کے حلفائے اہل یمن

حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ:

یہ اہل یمن میں سے ان کے حلیف تھے' کنیت ابوسعید تھی' موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا' ابومعشر نے کہا کہ اہل یمن میں سے سعد بن خولہ کے حلیف تھے' محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ حلیف نہ تھے بلکہ ابورہم بن عبدالعزیٰ العامری کے مولیٰ تھے' بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر' ہجرت ثانیہ میں وہ مہاجرین حبشہ میں تھے' اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے تو پچیس سال کے تھے' احد وخندق حدیبیہ میں موجود تھے' وہ ان سبیعہ بنت حارث سلیمہ کے شوہر تھے جن کے یہاں ان کی وفات کے کچھ ہی دیر بعد ولادت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس سے چاہو نکاح کر لو' سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مکے گئے تھے' وہیں وفات پائی' جب فتح مکہ کا زمانہ ہوا تو سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے عمرے کے لیے تشریف لائے تو ان کی عیادت کے لیے بھی گئے' اور فرمایا: اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا کر' انہیں پس پشت واپس نہ کر' لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے افسوس کرتے تھے کہ وہ مکے میں مر گئے' یہ اس لیے کہ جس نے مکے سے ہجرت کی اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے کہ وہاں واپس آئے یا اس میں ارکان حج وعمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔

علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صرف تین راتیں ہیں جن میں مہاجر بعد ادائے ارکان حج مکے میں قیام کرے۔

بنی فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ

یہ لوگ بطون قریش کے آخر بطن ہیں

امین الامۃ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ:

نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ ابن حارث بن فہر تھا' ان کی والدہ امیمہ بنت غنم بن جابر بن عبدالعزیٰ ابن عامر بن عمیرہ تھیں' امیمہ کی والدہ دعد بنت ہلال بن اہیب ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یزید وعمیر تھے' ان دونوں کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص ابن عامر بن لؤی تھیں' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے لڑکے لاولد مر گئے' اس لیے ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے ابوعبیدہ بن الجراح‘ عثمان بن مظعون اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھیوں کو مشرف باسلام فرمایا۔

بہ روایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر‘ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ ابن الجراح اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بدر واحد میں حاضر ہوئے‘ جنگ اُحد میں جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر تیر مارا گیا اور آپ کے دونوں رخساروں میں خود کے دو حلقے گھس گئے تو میں آنحضرت ﷺ کی طرف دوڑتا ہوا آیا‘ ایک اور انسان مشرق کی طرف سے دوڑتا ہوا آیا‘ میں نے کہا: اے اللہ اسے خوشی بنا‘ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں پہنچے تو وہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے مجھ پر سبقت کی تھی‘ انہوں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اللہ کے لیے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ رسول اللہ ﷺ کے رخسارے سے اسے کھینچ لوں‘ میں نے انہیں چھوڑ دیا‘ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت سے خود کا ایک حلقہ پکڑ کے کھینچا تو پشت کے بل گر پڑے اور دانت ٹوٹ گیا‘ انہوں نے دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑا تو وہ دانت بھی ٹوٹ گیا‘ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں کھونڈے تھے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے‘ وہ آپ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصہ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا‘ ہم لوگ تین سو دس سے زائد تھے‘ آپ نے ہمیں کھجور کی ایک تھیلی توشے میں دی‘ انہوں نے ہمیں اس میں سے ایک ایک مٹھی دے دی‘ جب ہم نے ان سے مانگا تو ہمیں ایک ایک کھجور دی‘ جب ہم نے اسے بھی ختم کر دیا تو اس کا ختم ہونا محسوس کیا۔ ہم لوگ اپنی کمانوں سے پتے توڑتے اور اسے بغیر سیر ہوئے کھاتے اور پانی پیتے‘ اسی وجہ سے ہمارا نام جیش الخبط (لشکر برگ) رکھ دیا گیا‘ ہم نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ اتفاق سے ایک مردہ جانور ریت کے ٹیلے کی طرح نظر آیا جس کا نام عنبر تھا (سمندر کی بہت بڑی مچھلی‘ جس کی لمبائی تقریباً ساٹھ گز ہوتی ہے) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردار ہے نہ کھاؤ‘ پھر کہا کہ رسول اللہ کا لشکر‘ اللہ کی راہ میں‘ اور ہم مضطر بھی ہیں‘ ہم نے اسے بیس پچیس دن تک کھایا اور خشک کر کے ساتھ لے لیا‘ اس کی آنکھ کے حلقے میں ہم میں سے تیرہ آدمی بیٹھ گئے‘ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس کی ایک پسلی پر کھڑے ہو

گئے' لشکر کے اونٹوں میں سے خوب بڑے اور موٹے اونٹ پر کجاوہ کسا اور اسے اس کے نیچے سے گزارا' جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کس نے روکا' ہم نے کہا کہ ہم لوگ قریش کے قافلوں کو تلاش کرتے تھے' ہم نے جانور کا حال بیان کیا تو فرمایا' وہ تو صرف رزق تھا جو تم لوگوں کو اللہ نے دیا' کیا اس میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے کہا' جی ہاں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ کسی کو بھیجیں جو سنت اور اسلام کی تعلیم دے آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ہر امت کا امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل نجران میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے' اور عرض کی' ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیجئے' فرمایا: میں ضرور ضرور تمہارے پاس امین بھیجوں گا' جو سچا امین ہوگا' جو سچا امین ہوگا' جو سچا امین ہوگا۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا' اصحاب رسول اللہ ﷺ اس کے لیے منتظر رہے' پھر آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ' ہمارے ساتھ کسی امین کو کر دیجئے' فرمایا: میں عنقریب تمہارے ساتھ کسی امین کو بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا' اس کے لیے لوگ منتظر رہے' پھر آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کیسے اچھے آدمی ہیں قتادہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش یہ تھا "کان الخمس اللّٰہ" (خمس اللہ کا ہے)۔

ثابت سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے' جب وہ امیر شام تھے' کہا کہ اے لوگو! میں قریش کا ایک شخص ہوں' تم میں سے کوئی سرخ و سیاہ' تقوے میں مجھ سے زیادہ نہیں ہے' البتہ چاہتا ہوں کہ اس کی کینچلی (سلاخ) میں رہوں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ کسی نے کچھ آرزو کی' اور کسی نے کچھ آرزو کی' میری آرزو یہ ہے کہ ایک مکان ہوتا جو ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں سے بھرا ہوتا' سفیان نے کہا کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوتاہی نہیں کی' فرمایا یہی تو میری مراد ہے۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو پاتا تو انہیں خلیفہ بناتا' پھر میرا رب مجھ سے پوچھتا تو کہتا کہ میں نے تیرے نبی کو کہتے سنا کہ وہ اس امت کے امین ہیں۔

ثابت بن حجاج سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو پاتا تو انہیں خلیفہ بناتا اور ان کے خلیفہ بنانے میں کسی سے مشورہ نہ کرتا اگر ان کے متعلق مجھ سے بازپرس ہوتی تو کہتا کہ میں نے اللہ کے امین اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ کے امین کو خلیفہ بنایا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے یہ پسند تھا کہ مینڈھا ہوتا کہ گھر والے ذبح کر کے میرا گوشت کھا لیتے اور شوربا پی لیتے۔

معن بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ ہم نے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو چار

ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے اور قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں تقسیم کر دیا' انہوں نے اسی قدر معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور قاصد سے اسی طرح فرمایا۔ جس طرح فرمایا تھا' معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی تقسیم کر دیا سوائے ایک قلیل رقم کے کہ ان کی بیوی نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے' جب قاصد نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو فرمایا کہ سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے' جس نے اسلام میں ایسے آدمی شامل کیے جو یہ کرتے ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اگر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ہوتے تو جنگ میں ذوکون (بوڑھا) نہ ہوتا' یہ (کلام) ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے تنگ دل ہو کے (کہا) تھا میں بعض لوگوں کو کہتے سن رہا تھا' تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو' کرامت بھی ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے لیے بے قرار رہتی ہے' واللہ وہ روئے زمین کے سب سے بہتر شخص ہیں۔

عبداللہ بن رافع مولائے ام سلمہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جب مصیبت پہنچائی گئی تو انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' یہ واقعہ وبائے عمواس کے سال کا ہے۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے عارضہ موت میں آیا۔ جب وہ انتقال کر رہے تھے' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سرغ سے واپسی پر مغفرت کرے' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طاعون میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے' ڈوبنے والا شہید ہے' جلنے والا شہید ہے' جس پر دیوار گرے وہ شہید ہے' جو عورت حاملہ مر جائے وہ شہید ہے' اور پسلی کی بیماری والی (یعنی نمونیہ کی مریضہ) بھی شہید ہے۔

مالک بن یخامر سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیا کہ دبلے پتلے لمبے چھدری داڑھی والے' ابھرے سینے والے' وہ ذہانت کے کھونڈے تھے اور ان کے چہرے میں بھرا ہوا گوشت نہ تھا۔

ابوبکر بن عبداللہ ابن ابی سبرہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قوم کے چند آدمیوں سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتالیس سال کے تھے' ان کی وفات وبائے عمواس ۱۸ھ میں بہ عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوئی' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وفات کے دن اٹھاون سال کے تھے' وہ اپنی داڑھی اور سر کو مہندی اور نیلی سے (سرخ) رنگتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ:

بیضا ان کی والدہ ہیں' والد' وہب بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھے کنیت ابوموسیٰ تھی' ان کی والدہ بیضا تھیں وہ دعد بنت جحدم بن عمرو بن عائش ابن ظرب بن حارث بن فہر تھیں' بہ روایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر' سہیل رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب سہیل رضی اللہ عنہ و صفوان فرزندان بیضا نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سہیل رضی اللہ عنہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو چونتیس سال کے تھے' احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سفر تبوک میں ندا دی' آپ نے فرمایا: یا سہیل (اے سہیلؓ!) انہوں نے کہا' لبیک (حاضر ہوں) لوگوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو ٹھہر گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شہادت دی کہ "لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ" تو اللہ نے اسے دوزخ پر حرام کر دیا۔ سہیل رضی اللہ عنہ کی وفات ۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک سے واپس تشریف لانے کے بعد مدینے میں ہوئی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جنازے کو مسجد میں اپنے پاس سے گزارنے کا حکم دیا' وہ مسجد میں گزارا گیا' عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی طرف اتنا تیز کس نے چلایا' واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر والے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سہیل ابن بیضا رضی اللہ عنہ تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سہیل رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو وہ چالیس سال کے تھے۔

حضرت صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ:

بیضا ان کی والدہ تھیں' والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھے ان کی کنیت ابوعمرو تھی' ان کی والدہ بیضا تھیں' جو دعد بنت جحدم بن عمرو بن عایش بن ظرب بن حارث ابن فہر تھیں۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن بیضا اور رافع بن المعلیٰ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

جعفر بن عمرو سے مروی ہے کہ صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ کو طعیمہ بن عدی نے شہید کیا' محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ایک روایت ہے' اور ہم سے بیان کیا گیا کہ صفوان بن بیضا بدر میں شہید نہیں ہوئے۔ وہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' وفات رمضان ۳۸ ھ میں ہوئی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت معمر رضی اللہ عنہ بن ابی سرح:

ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر' کنیت ابو سعد تھی' ان کی والدہ زینب بنت ربیعہ بن وہب ابن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں' اسی طرح ابومعشر و محمد بن عمر نے کہا کہ وہ معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے' موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے کہا کہ وہ عمرو بن ابی سرح تھے۔

اولاد میں عبداللہ تھے جن کی والدہ امامہ بنت عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

عمیر' ان کی والدہ دختر عبداللہ بن الجراح ہمشیرہ ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ تھیں۔ معمر بن ابی سرح بہ روایت محمد بن اسحٰق

ومحمد بن عمر' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ معمر رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ ۳۰ھ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث ابن فہر' کنیت ابوسعد تھی' والدہ سلمیٰ بنت عامر بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔ بہ روایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں شریک رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عیاض بن زہیر بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں ۳۰ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔ کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت عمرو بن ابی عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن ضبہ بن فہر جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے' ان کی کنیت ابوشداد تھی' ابومعشر اور محمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان کیا جو ان دونوں کے نزدیک بدر میں موجود تھے' موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ عمرو بن حارث (بدر میں تھے) تو ہم نے اس پر محمول کیا کہ ابوعمرو کا نام حارث تھا' وہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بھی ان لوگوں میں تھے جو بدر میں حاضر ہوئے' محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے بنی محارب بن فہر کے نسب میں ہم نے جو لکھا تو اس میں بھی ہمیں ان کا ذکر نہیں ملا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عمرو بن ابی عمرو جب بدر میں حاضر ہوئے تو بتیس سال کے تھے' ۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

چھ آدمی ہوئے۔

قریش کے مہاجرین اولین اور ان کے حلفا وموالی جو بدر میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحاق کے شمار میں تراسی آدمی تھے' محمد بن عمر کے شمار میں پچاسی آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کر کے کل چھیاسی آدمی تھے۔

تمت بالخير

طبقاتِ ابنِ سعد

حصہ چہارم

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم

یہ کتاب قدیم ترین تاریخی ماخذ میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے' زمانہ مابعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور عہدِ اسلامی کی ابتدائی تاریخ پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں اس کتاب سے استفادہ نہ کیا گیا ہو۔ یہ کتاب ایک خزینہ ہے صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے احوال وانساب کا اور ایک گراں بہا مجموعہ ہے مستند اور معتبر معلومات کا۔

مُصنّف

محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ چہارم)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔کراچی

قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم

از: محمد اقبال سلیم گاھندری

الحمد للہ کہ ان سطور کے ساتھ ابوعبداللہ بن سعد الکاتب المتوفی ۲۳۰ ہجری کی عظیم الشان اور ضخیم کتاب الطبقات الکبریٰ کا چوتھا حصہ ''مہاجرین وانصار'' ہدیۂ ناظرین کیا جارہا ہے' اصلی عربی کتاب کا یہ حصہ ششم وہفتم ہے اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ یہ کتاب قدیم ترین مصادر میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے۔ زمانہ مابعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور عہد اسلامی کی ابتدائی تاریخ پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے جس میں اس کتاب سے استفادہ نہ کیا گیا ہو اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب سے استفادہ کیے بغیر اس موضوع پر کچھ لکھا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ کتاب ایک خزینہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کے احوال وانساب کا' اور ایک گراں بہا مجموعہ ہے مستند اور معتبر معلومات کا۔

طبقات کبریٰ کے اس حصہ میں ''مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم'' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ ساری کتاب اصول طبقات پر مرتب ہے اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مقامات کے ساتھ ساتھ طبقات زمانی کو ترتیب میں ملحوظ خاطر رکھا ہے اس لیے آپ کو اس میں سب سے پہلے انصار رضی اللہ عنہم کے طبقہ اولیٰ کا تذکرہ ملے گا۔ یہ کون تھے' یثرب کے کس کس قبیلہ اور بطن سے انکا تعلق تھا ان کی کیا خصوصیات تھیں' کب ایمان لائے اور پھر کیا کیا خدمات انجام دیں یہ ساری معلومات کافی تفصیلات کے ساتھ درج ہیں۔

انصار رضی اللہ عنہم ان پرخلوص بندوں اور بندیوں کا قرآنی لقب ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا دل وجان سے اقرار کیا اور اس کام کے لیے اپنے مال اور اپنی جانوں کی قربانی کر کے یہ ثابت کردیا کہ خلوص بےغرضی اور للّٰہیت کا معیار یہ ہوتا ہے۔ ذرا غور تو کیجیے اس وقت جبکہ عقل وخرد کا صرف ایک ہی فیصلہ تھا کہ ان کمزوروں اور اپنے گھر سے نکالے ہوئے مہاجروں اور پریشان حال مٹھی بھر انسانوں کی مدد کرنا' ساری دنیا سے اور عرب کے جنگجو قبائل سے دشمنی مول لینا کسی طرح دانائی نہیں ہے' اس وقت عقل سیاہ کار کی رہنمائی پر لات مار کر اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے خود کو اور اپنی اولاد کو کس حوصلہ اور خندہ پیشانی کے ساتھ مصائب میں پھنسادیا' کس طرح اپنے مالوں کی قربانی دی اور کس طرح جام شہادت نوش کیے' جس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے یہ ساری مصیبتیں خود جان بوجھ کر اپنے سر لے لیں اس وقت کون یہ کہہ سکتا تھا کہ اس عمل میں حضرات انصار رضی اللہ عنہم کے سامنے کسی روشن مستقبل کی ہلکی سی کرن بھی موجود نہ تھی لیکن عقل وخرد کی ساری کوتاہ اندیشیاں ان کے جذبہ ایمان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔

ان بزرگان امت میں سب سے پہلا نام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا آپ کو ملے گا۔ سعد بن عبید کا نام نظر آئے گا' عبداللہ بن رواحہ نظر آئیں گے۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ اور بہت سے ایسے بزرگوں کو آپ دیکھیں گے جنہوں نے انتہائی ضعف اور کمزوری کے زمانے میں اپنے خلوص' دین داری اور دین کے لیے فداکاری کے نہ مٹنے والے نقوش انسانی تاریخ کے صفحات

پر ثبت کر کے اُسے درخشاں بنا دیا۔

ان کے حالات پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور سوچیے کہ ہم ان ہی اسلاف کے اخلاف ہیں جو ذاتی منافع کے لیے ایمان ویقین کے زروجواہر کو مستقبل کی موہوم سربلندی واقتدار کے لیے سوداگرانہ انداز میں فروخت کر کے اللہ تعالیٰ سے ان سربلندیوں کے امیدوار ہیں جن کا مسلمانوں سے قرآن مجید میں وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ قدیم بزرگوں کے احوال ہی نہیں ہیں بلکہ وہ آئینے ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم اپنے چہروں کے داغ دھبوں کو دیکھ سکتے ہیں اور انہیں مٹا کر خالق کائنات کے دربار سے رضی اللہ عنہم کی سند دوام حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کو اس کتاب میں مہاجرین وانصار کے طبقہ ثانیہ کا ذکر ملے گا۔ اس میں ان نوجوانوں کا حال ملے گا جن کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیمیا اثر نے مس خام سے کندن بنا دیا تھا۔ اس میں حضرت جعفر طیار' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت خالد بن الولید' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم کے احوال وسوانح حیات آپ کو نظر آئیں گے' جوانی کا گرم خون اگر ایمان ویقین صلاح وتقویٰ اور نیکی وراست روی کی ایمانی وعملی حرارتوں سے بہرہ اندوز ہو تو کیا کیا کارنامے انجام دے سکتا ہے یہ دیکھنے اور سمجھنے کی باتیں ہیں' غور سے دیکھئے اٹھتی جوانیاں اور شباب کی توانائیاں حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ آپ کو اس کے بہ غور مطالعہ کے بعد ہو سکے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ علیہم انسان ہی تھے' ہم آپ جیسے گوشت پوست کے انسان' آدمی ہی تو تھے' ان میں اختلافات بھی ہوتے تھے' انسان ہی تو تھے ان سے بھول چوک اور غلطیاں بھی ہوتی تھیں' لیکن ایک ایمان تھا' ایک لگن تھی اور ایک جذبہ رضا جوئی تھا جس نے ان کو قرآن کریم کی زبان سے اور اللہ کے دربار سے ''رضی اللہ عنہم'' کی سند حاصل کر کے عطا کر دی تھی۔ ہمیشہ یاد رکھئے کہ امت اسلامیہ کے صلاح وفلاح کی صرف ایک ہی راہ ہے لن يصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها۔ اس امت کا آخر بھی اسی راہ سے صلاح وفلاح پا سکتا ہے جس راہ سے اس کا اول فائز المرام ہوا تھا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی نے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے لیے کیا تھا۔ اور اب کمیاب ہی نہیں نایاب تھا۔ نفیس اکیڈیمی کی طرف سے اسے اعلیٰ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ کام جس دھن اور صرف کثیر سے انجام دیا جا رہا ہے اس کا اندازہ آپ ہماری فہرست مطبوعات پر ایک نظر ڈال کر لگا سکتے ہیں ہم یہ اور اس طرح کی ضخیم کتابیں جن میں سے بعض ۱۴۔۱۴ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں صرف تجارت ہی نہیں بلکہ اس مقصد کے تحت شائع کر رہے ہیں کہ اہل تحقیق ونظر کے لیے وہ سہل الحصول ہو جائیں اور عام لوگ اسے پڑھ کر پوری طرح فائدہ اٹھائیں اور خداوند تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس نے جس طرح ہماری تجارت میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ ہمارے نیک مقاصد میں بھی ہمیں کامیابی عطا فرمائے وہ کامیابی وکامرانی ہی کیا جو اعلیٰ مقاصد کے بغیر ہو اور وہ علم ودانش ہی کیا جو دلوں کو گرم کر کے عمل صالح پر آدمی کو آمادہ نہ کر دے۔

والتوفيق من الله

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ چہارم)

حلفائے بنی عبید بن عدی اوران کے موالی

بنی سواد بن غنم کے موالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طبقہ انصارِ اولیٰ

انصار میں سے جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے وہ اوس وخزرج' حارثہ کی اولاد میں سے تھے' حارثہ ہی کو عنقاء کہتے تھے' ابن عمرو مزیقیاء بن عامر' عمرو کا خطاب ماء السماء تھا ابن حارثہ' حارثہ غطریف مشہور تھے۔ ابن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد' ان کا نام درہ بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا تھا عامرہ انہیں کو کہتے تھے۔ سبا اس لیے نام رکھا گیا کہ وہ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے قیدی گرفتار کیے۔ حسن کی وجہ سے انہیں عبد شمس پکارا جاتا تھا' ابن یشجب ابن یعرب جو الرعف بن یقطن کہ قحطان تھے اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

جو لوگ انہیں اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں' قحطان بن الہمیع بن تیمن بن نبت بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اسی طرح اپنے والد سے ان کا نسب بیان کرتے اور اپنے والد سے ذکر کرتے کہ اہل علم واہل نسب قحطان کو اسمٰعیل بن ابراہیم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

جو لوگ کسی اور کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں قحطان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام' اوس وخزرج کی والدہ قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھیں' سعد کی پرورش ایک حبشی غلام نے کی جس کا نام ہذیم تھا' وہ ان پر غالب آ گیا اور انہیں سعد بن ہذیم کہا جانے لگا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب الکلبی اور دوسرے اہل نسب قیلہ کا نسب اسی طرح بیان کرتے تھے بدر میں انصار میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا غنیمت وثواب میں حصہ مقرر کیا۔ یہ لوگ اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو میں سے تھے اور وہ النبت ابن مالک بن اوس تھے۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابوعمرو تھی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں جو خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے۔ کبشہ مبایعات (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والی عورتوں) میں سے تھیں۔

ازواج واولاد:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عمرو وعبداللہ تھے ان دونوں کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک' بن امرأ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں وہ بھی مبایعات میں سے تھیں' سعد نے ان سے اپنے بھائی اوس بن معاذ کے بعد نکاح کیا۔ وہ اسید بن حضیر بن سماک

کی پھوپی تھیں، عمر بن سعد بن معاذ کی اولاد میں نو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، جن میں سے عبداللہ بن عمرو یوم حرہ میں شہید ہوئے آج سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کا اسلام مصعب بن عمیر العبدری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عقبہ آخرہ کے ستر (۷۰) اصحاب سے پہلے مدینے آ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں قرآن پڑھایا۔ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اس روز بنی عبدالاشہل میں سے کوئی شخص اسلام لائے بغیر نہ رہا۔ بنی عبدالاشہل کا مکان انصار کا پہلا مکان ہے جہاں عورت اور مرد سب کے سب اسلام لے آئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے مصعب بن عمیر اور ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کو اپنے مکان میں منتقل کر لیا' دونوں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے' سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما دونوں خالہ زاد بھائی تھے' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بنی عبدالاشہل کے بت توڑتے رہے۔

عقدِ مواخاۃ:

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' بس اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ ان میں سے کیا تھا۔

اوصاف وکمالات:

عمر بن الحصین سے مروی ہے کہ بدر کے دن اوس کا جھنڈا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' جنگ احد میں شرف ہمرکابی حاصل تھا' جس وقت لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں بھی حاضر ہوئے۔

ابو متوکل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس کو وہ ہوگا تو دوزخ سے اس کا حصہ ہو جائے گا' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے رب سے مانگا' دعا قبول ہوئی اور بخار انہیں ہو گیا اور اس وقت تک ان سے جدا نہ ہوا تاوقتیکہ وہ دنیا سے جدا نہ ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں غزوہ خندق میں گھر سے نکل کے لوگوں کے نشان قدم پر چل رہی تھی کہ پیچھے سے آہٹ سنی پلٹ کے دیکھا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن اوس بھی ڈھال لیے ہوئے تھے میں زمین پر بیٹھ گئی اور سعد رجز پڑھتے اور کہتے ہوئے گزر گئے:

لَبِّثْ قليلا- يدرك الهيجا حَمَل ما احسن الموت اذا حان الأَجَلُ

''(اے سعد) تھوڑی دیر ٹھہر جا تو تو جنگ کو برپا پائے گا۔ کیسی اچھی موت ہے جب وقت آ جائے''۔

سعد رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک زرہ تھی جس سے ہاتھ سر اور پاؤں باہر تھے' مجھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کا اندیشہ تھا' سعد رضی اللہ عنہ بڑے اور لانبے آدمی تھے میں کھڑی ہوئی اور ایک باغ میں گھس گئی جس میں مسلمانوں کی ایک جماعت تھی جن میں عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص خود پہنے ہوئے تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کو کیا چیز لائی واللہ آپ بڑی بے خوف ہیں' بھاگنے اور مصیبت کے وقت آپ کو کیا چیز امن دے گی۔

وہ مجھے برابر ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ میں آرزو کررہی تھی کہ اسی وقت زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ اس شخص نے اپنے چہرہ سے خود ہٹایا' دیکھا تو طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر افسوس ہے' ملامت آج ضرورت سے زیادہ کردی سوائے اللہ کے اور کہاں بھاگنا یا بچنا ہے۔

مشرکین قریش میں سے ایک شخص جس کا نام ابن العرقہ تھا سعد رضی اللہ عنہ کو تیر مار رہا تھا۔ اس نے کہا اسے لو میں ابن العرقہ ہوں وہ ان کی ہاتھ کی رگ (اکحل) میں لگا' سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ تو بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کردے' بنی قریظہ جاہلیت میں ان کے موالی وحلفاء تھے۔

سعد رضی اللہ عنہ کا زخم بند ہوگیا' اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین پر آندھی بھیج دی جنگ میں مومنین کے لیے اللہ ہی کافی ہوگیا اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی قوت والا ہے' ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تہامہ چلا گیا' عیینہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نجد چلا گیا اور بنو قریظہ واپس ہوکر اپنے قلعوں میں محفوظ ہوگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے آپ نے خیمہ کا حکم دیا جو مسجد میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نصب کیا گیا۔ آپ کے پاس جبریئل علیہ السلام آئے جن کے چہرے پر غبار تھا اور کہا کہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے بنی قریظہ کا ارادہ فرمایئے اور ان سے جنگ کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہنی اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا۔ بنی غنم کے پاس تشریف لائے جو مسجد کے پڑوسی تھے اور پوچھا کہ تمہارے پاس سے کون گذرا' لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے دحیہ الکلبی گذرے ہیں دحیہ کی داڑھی اور ان کا چہرہ جبرئیل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے پاس آئے اور پچیس دن ان کا محاصرہ کیا جب محاصرہ شدید ہوگیا اور ان پر شدید مصیبت آگئی تو کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آؤ' انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان سے اشارہ کیا کہ ذبح (طے شدہ ہے' تم لوگ اس سے بچ نہیں سکتے لہٰذا قلعہ سے نہ اترو) ان لوگوں نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتریں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہی کے حکم پر اترو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا' سعد ایک گدھے پر جس پر کھجور کی چھال کا چار جامہ تھا سوار کیے گئے' انہیں ان کی قوم نے گھیر لیا لوگ کہنے لگے کہ ابوعمرو' بنی قریظہ تمہارے حلفاء وموالی ہیں مصیبت زدہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہیں تم جانتے ہو' لہٰذا ان کے ساتھ رعایت کرنا مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے تھے' جب ان لوگوں کے مکانات کے قریب ہوئے تو قوم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ میرے لیے وہ وقت آگیا ہے کہ میں اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں۔

ابن سعد نے کہا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ نظر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کر اپنے سردار کی طرف جاؤ اور انہیں اتار

لوگ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہمارا سردار اللہ ہے' فرمایا' انہیں اتارو فوراً تعمیل ہوئی اور لوگوں نے انہیں اتار لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے بارے میں حکم دو انہوں نے کہا کہ سپاہی قتل کر دیئے جائیں' عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ اگر تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کی کوئی جنگ باقی رکھی ہو تو مجھے بھی اس کے لیے باقی رکھ اور اگر تو نے آپ کے اور ان کے درمیان جنگ منقطع کر دی ہو تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے پھر ان کا زخم پھٹ گیا' حالانکہ وہ اچھا ہو گیا تھا اور سوائے خفیف نشان کے کچھ نظر نہیں آتا تھا' وہ اپنے خیمے کی طرف آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نصب کر دیا تھا۔

سعد رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے رونے سے امتیاز نہ کر سکی' حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی' وہ لوگ اسی طرح تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" (آپس میں رحم دل) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت تھی' فرمایا' آپ کی آنکھ کسی پر نہ روتی تھی۔ لیکن جب آپ کو رنج ہوتا تھا تو آپ صرف اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے جب آپ بیدار ہوئے تو ایک فرشتہ یا جبرئیل آئے اور کہا کہ آپ کی امت کا جو آدمی رات کو مر گیا اس کی موت سے اہل سماء خوش ہوئے (کہ ان میں ایک ایسا پاکیزہ شخص مل گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا جن کی شام بحالت بیماری ہوئی' سعد رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تو انتقال ہو گیا' ان کی قوم آئی اور انہیں اپنے مکان اٹھا لے گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور روانہ ہوئے ہمرکاب اور لوگ بھی تھے آپ نے لوگوں کو چلنے میں تھکا دیا یہاں تک کہ ان کے جوتوں کے تسمے پاؤں سے نکل جاتے تھے۔ اور چادریں شانوں سے گری پڑتی تھیں' ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو لوگوں کو تھکا دیا' فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ ہم سے پہلے ان کے پاس ملائکہ نہ آ جائیں جیسا کہ ہم سے پہلے وہ حنظلہ کے پاس آ گئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انہیں مقامات میں سے کہیں اس حالت میں دیکھے گئے کہ ان کے شانے پر زرہ تھی اور کہہ رہے تھے' لا بأس بالموت اذا حان الاجل جب وقت آ گیا تو موت کا خوف نہیں۔

بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اکحل (ہاتھ کی رگ) میں تیر مارا گیا' خون نہ بند ہوتا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے ان کی کلائی پکڑ لی خون ان کے بازو کی طرف چڑھ گیا' راوی نے کہا سعد کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے موت نہ دے تاوقتیکہ بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے بنی قریظہ کے لوگ ان کے حکم پر قلعہ سے اترے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سعد ان کے بارے میں حکم دو'

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ان کے بارے میں تمہیں فیصلہ کرو انہوں نے کہا کہ فیصلہ یہ ہے کہ ان کے سپاہی قتل کر دیئے جائیں اور ذریت قید کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو پہنچ گئے پھر دوبارہ خون جاری ہو گیا جو بند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ بن یزید انصاری سے مروی ہے کہ جب یوم قریظہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کو بلاؤ کہ وہ اپنے غلاموں کے بارے میں حکم دیں آپ کی مراد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے تھی' وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ حکم دو' انہوں نے کہا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا' فرمایا تمہیں حکم دو' انہوں نے حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو پہنچ گئے۔

ابی سعد الخدری سے مروی ہے کہ بنی قریظہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر آئے جب قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر یا اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اے سعد یہ لوگ تمہارے حکم پر اترے ہیں انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہوں کہ سپاہی قتل کیے جائیں اور ذریت قید کی جائے فرمایا تم نے بادشاہ (اللہ) کے فیصلے کے مطابق حکم دیا۔

عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اترے رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا وہ ایک گدھے پر سوار کرا کے لائے گئے' یوم خندق میں اس زخم کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ کی رگ اکحل میں لگا تھا وہ بالکل صاحب فراش تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے بارے میں اللہ نے آپ کو جو حکم دے دیا ہے آپ اسی کے مطابق کرنے والے ہیں' فرمایا: ہاں! لیکن تم ہی ان کے بارے میں مجھے مشورہ دو' انہوں نے کہا کہ اگر ان کا معاملہ میرے سپرد کیا جائے تو میں ان کے سپاہیوں کو قتل' ذریت کو قید اور اموال کو تقسیم کر دوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم نے مجھے ان کے بارے میں وہی مشورہ دیا جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یوم خندق میں سعد کو مصیبت پہنچائی گئی' قریش کے ایک شخص نے جس کا نام حبان بن العرقہ تھا ان کی رگ اکحل میں تیر مار دیا' رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ان کے لیے خیمہ نصب کر دیا کہ قریب سے ان کی عیادت کریں' آنحضرت ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آئے تو ہتھیار رکھ کے غسل کیا۔ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جو اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے' انہوں نے کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ہم نے ابھی نہیں رکھے ان لوگوں کی طرف تشریف لے چلئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہاں (روانہ ہوں) انہوں نے کہا' اس مقام پر اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا' رسول اللہ ﷺ ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اترے' آپ نے ان کا فیصلہ سعد بن

معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا' انہوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ سپاہی قتل کیے جائیں' بچے اور عورتیں قید کی جائیں اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ لوگ قتل کیے جائیں جو مرد ہیں اور ان کے مال تقسیم کر لیے جائیں اور ان کی عورتیں بچے قید کر لیے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے ان کے بارے میں اللہ کے اس حکم کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے سات آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

شہادت کا شوق:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا زخم خشک ہو کے اچھا ہو گیا تھا۔ مگر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس قوم سے تیری راہ میں جہاد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور انہیں (مکے سے) نکالا' اے اللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور قریش کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے' اگر قریش سے کوئی جنگ باقی ہو تو مجھے بھی ان کے لیے باقی رکھ کہ تیری راہ میں ان سے جہاد کروں' اور اگر تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے تو اس زخم کو پھاڑ دے اور میری موت اسی سے کر دے' زخم اسی شب پھٹ گیا' ان کے ہمراہ مسجد میں بنی غفار کے لوگ بھی خیمے میں تھے۔ خون نے انہیں خوفزدہ کیا جو ان کی طرف بہہ رہا تھا تو ان لوگوں نے کہا کہ اے خیمے والو! یہ خون کیسا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے' دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا' اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

حضور علیہ السلام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا لیا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف گئے' انہیں گلے سے لگا لیا۔ حالانکہ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ اور داڑھی پر بہہ رہا تھا۔ جس قدر زیادہ کوئی شخص آپ کو خون سے بچانا چاہتا تھا اسی قدر زیادہ آپ ان کے قریب ہوتے جاتے تھے' یہاں تک کہ وہ قضا کر گئے۔

اسمٰعیل بن ابی خالد نے ایک انصاری سے روایت کی کہ جب سعد نے بنی قریظہ کا فیصلہ کر دیا اور واپس آئے تو ان کا زخم پھٹ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس آئے' ان کا سر لے کے اپنی آغوش میں رکھ لیا اور انہیں سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ جب وہ ان کے چہرے پر کھینچ دی گئی تو ان کے پاؤں کھل گئے وہ گورے رنگ کے موٹے تازے آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ سعد رضی اللہ عنہ نے تیری راہ میں جہاد کیا' تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمہ تھا اسے ادا کر دیا' لہٰذا ان کی روح کو اسی خیر کے ساتھ قبول کر جس کے ساتھ تو نے کسی کی روح قبول کی ہے۔

آخری کلمات:

سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا السلام علیکم یا رسول اللہ' دیکھئے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا تو وہ ڈرے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے جب دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا

تو وہ اس سے ڈر گئے' فرمایا جس تعداد میں تم لوگ گھر میں ہو اتنے ہی میں اللہ سے ملائکہ مانگوں گا کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کی وفات میں حاضر ہوں' ان کی ماں رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

ویل لامك سعدا حزامةً وجدّا

''اے سعد تیری ماں کی خرابی ہے۔ بہ اعتبار حزم کے بھی اور بہ لحاظ سنجیدگی کے بھی''۔

ان سے کہا گیا کہ تم سعد رضی اللہ عنہ پر شعر کہتی ہو' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو کیونکہ ان کے سوا دوسرے شعراء جھوٹے ہیں۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ یوم خندق میں جب سعد رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل میں زخم لگ کر شدید ہو گیا۔ تو انہیں لوگوں نے ایک عورت کے پاس منتقل کیا جس کا نام رفیدہ تھا اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی' نبی علیہ السلام جب ان کے پاس سے گذرتے تو پوچھتے تم نے رات کس طرح گزاری' صبح کے وقت آپ تشریف لے جاتے تو پوچھتے کہ تم نے کس طرح صبح کی' وہ آپ کو حال بتاتے۔ جب وہ رات ہوئی جس میں ان کی قوم نے انہیں منتقل کیا' ان کی تکلیف میں شدت ہوگئی اور لوگ انہیں بنی عبدالاشہل کے مکانوں میں اٹھا لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پوچھا کرتے تھے' اسی طرح پوچھنے کے لیے آئے' لوگوں نے کہا کہ بنی عبدالاشہل انہیں لے گئے۔

تجہیز و تکفین میں فرشتوں کی شرکت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے ہم لوگ بھی ہم رکاب تھے' آپ نے اپنی رفتار اس قدر تیز کر دی کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور چادریں کندھوں سے گر پڑیں' اصحاب نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ آپ نے ہمیں چلنے میں تھکا دیا۔ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ ملائکہ ہم سے پہلے ان کے پاس پہنچ کر انہیں غسل نہ دے دیں۔ جیسا کہ انہوں نے حنظلہ کو غسل دے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں وہاں پہنچے کہ انہیں غسل دیا جا رہا تھا اور ان کی والدہ کہہ رہی تھیں:

ویل ام سعد سعدا حزامة وجدّا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی آ گئی' دوراندیشی کی بنا پر بھی اور سنجیدگی کی حیثیت سے بھی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔

آپ انہیں لے کے نکلے' قوم نے' یا ان میں سے کسی نے' جس کو اللہ نے چاہا' آپ سے کہا کہ' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کوئی میت ایسی نہیں اٹھائی جو سعد رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہلکی ہو' فرمایا تم پر ہلکا ہونے سے کون روک سکتا ہے' حالانکہ اتنے اتنے ملائکہ اترے ہیں (آپ نے تعداد کثیر کا نام لیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا) جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

سلمہ بن اسلم بن حریس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے اندر جانا چاہتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے' گھر میں سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا' وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' میں نے آپ کو چلتے ہوئے دیکھا' جب میں نے آپ کو دیکھا تو رک گیا۔ آپ نے بھی میری طرف اشارہ کیا

کہ ٹھہرو تو میں ٹھہر گیا اور پیچھے ہٹا' آپ تھوڑی دیر بیٹھے' پھر نکلے تو عرض کی' یا رسول اللہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا حالانکہ آپ چل رہے تھے' فرمایا میں اس وقت تک مجلس پر قادر نہ ہوا تاوقتیکہ ملائکہ میں سے ایک فرشتہ نے اپنا ایک بازو میرے لیے نہ اٹھالیا' پھر میں بیٹھ گیا' رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو' اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو' اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں پہنچے کہ ام سعد رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

ویل ام سعد سعدا جلادۃً وجدا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہے' بہادری اور جلادت کے لحاظ سے بھی اور سنجیدگی کے اعتبار سے بھی''۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بس کرو اے ام سعد' سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر نہ کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا بس کرو اے عمر کیونکہ سوائے ام سعد کے ہر رونے والی جھوٹی بتائی گئی ہے' وہ جو نیک بات کہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم احزاب میں سعد کو تیر مارا گیا۔ ان لوگوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ ڈالی رسول اللہ ﷺ نے اسے آگ سے داغ دیا جس سے ان کا ہاتھ پھول گیا آپ نے ان کا خون نکالا پھر دوبارہ اسے داغ دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے زخم کو داغ دیا۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' جو اپنی جان دے رہے تھے' فرمایا اے سردار قوم! اللہ تمہیں جزائے خیر دے' تم نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دیا' اللہ بھی تم سے اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ نکالا گیا تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے اور یا سعد کے تابوت کو کس نے ہلکا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے کہ آج سے پہلے کبھی انہوں نے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا اترے ہیں اور سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے یا تابوت پر حاضر ہیں۔

جس وقت انہیں غسل دیا جا رہا تھا رسول اللہ ﷺ موجود تھے' آپ نے اپنا گھٹنہ سمیٹ لیا اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا جس کے لیے جگہ نہ تھی میں نے اس کے لیے گنجائش کر دی ان کی والدہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

ویل ام سعد سعدا براعۃً ونجدا بعدا یا ویالہ ومجدا مقدماً سدّبہ مسدّا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہوئی۔ اعلیٰ کارگزاری میں بھی اور بہادری میں بھی۔ اس نے کیسے کیسے احسان کیے تھے اور کیسی بزرگ منشی ظاہر کی تھی۔ ان سب کے بعد یہ انجام کتنا افسوسناک ہے۔ وہ ایسا پیشوا و پیش رو تھا کہ اپنے آپ سے ہر ایک خلل کی بندش کر دی''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں۔ حسن سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ موٹے تازے اور بھاری بھرکم آدمی تھے۔ وفات ہوئی تو منافقین جو ان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے کہنے لگے کہ ہم نے آج کی طرح کسی آدمی کو اس قدر ہلکا نہیں دیکھا۔ جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے' یہ ان کے بنی قریظہ کے فیصلے کی وجہ سے ہے نبی ﷺ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا' قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ایسے ستر ہزار ملائکہ موجود تھے جو زمین پر کبھی نہیں اترے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی کو دبایا گیا' پھر انہیں چھوڑ دیا گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندہ صالح کے لیے فرمایا' جس کے لیے عرش ہل گیا' آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور ایسے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نازل نہیں ہوئے تھے کہ اسے دبایا گیا' پھر چھوڑ دیا گیا۔ یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو فرمایا کہ اگر تنگی قبر سے کسی کو نجات ملی تو ضرور سعد رضی اللہ عنہ کو بھی نجات ملتی حالانکہ انہیں پیشاب کے اثر کی وجہ سے (یعنی جو بے احتیاطی سے پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑ جاتی ہیں ان کی وجہ سے) اس طرح دبایا گیا کہ ان کی ادھر کی پسلیاں ادھر ہو گئیں۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا آپ جب سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑے تھے کہ انہیں دبایا جا رہا ہے' اگر عمل کی وجہ سے کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد رضی اللہ عنہ کو بھی ضرور ملتی۔

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی قبر پر چادر بچھائی یا چادر اس وقت بچھائی گئی کہ آپ موجود تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

بنی عبدالاشہل کے شیوخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو ان کی کوٹھری سے دو پایوں کے درمیان سے اٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکان (دار) سے نکالا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ دار تیس ہاتھ کا ہوتا ہے۔ (یعنی پندرہ گز کا)

ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے بقیع میں سعد رضی اللہ عنہ کے لیے قبر کھودی تھی۔ ہم جب مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مشک کی خوشبو آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی' وہ اسے لے گیا' پھر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ جس دن سعد رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو ایک شخص نے ان کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی' بعد کو اسے کھولا تو وہ مشک تھی۔

(تتمہ روایت ابوسعید الخدری) انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے ہم اس کے کھودنے سے فارغ ہو گئے تھے اور کچی اینٹیں اور پانی قبر کے پاس رکھ دیا تھا۔ ہم نے اروز دار عقیل کے پاس ان کے لیے قبر کھودی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی قبر کے پاس رکھ دیا اور ان پر نماز پڑھی' میں نے اتنے آدمی دیکھے جنہوں نے بقیع کو بھر دیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب لوگ سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے حارث بن اوس بن معاذ' اسید بن حضیر' ابونائلہ سلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قدموں کے پاس

کھڑے تھے۔ جب وہ اپنی قبر میں رکھ دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ نے تین بار تسبیح کہی تو مسلمانوں نے بھی تین مرتبہ تسبیح کہی بقیع گونج گیا رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور آپ کے اصحاب نے بھی تین مرتبہ تکبیر کہی یہاں تک کہ بقیع آپ کی تکبیروں سے گونج گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کو دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کے چہرے میں تغیر دیکھا اور آپ نے تین مرتبہ تسبیح کہی' فرمایا تمہارے ساتھی پر قبر تنگ ہوگئی اور انہیں دبایا گیا اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعد رضی اللہ عنہ کو ضرور ہوتی۔ پھر اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو حارث بن اوس بن معاذ' اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ بن وقش نے غسل دیا۔ وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ پہلا غسل پانی سے دیا گیا' دوسرا پانی اور بیری سے اور تیسرا پانی اور کافور سے' انہیں تین صحاری (سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جن میں انہیں لپیٹ دیا گیا۔ تابوت لایا گیا جو النبیط کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے انہیں تابوت میں رکھ دیا گیا۔ جس وقت انہیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ تابوت کے پایوں کے درمیان سے انہیں اٹھائے ہوئے تھے۔

مسور بن رفاعہ قرظی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ سعد کو لحد میں دیکھنے آئیں تو لوگوں نے انہیں واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو وہ آئیں اور قبل اس کے کہ سعد رضی اللہ عنہ پر اینٹ مٹی لگائی جائے انہیں لحد میں دیکھا تو کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو' رسول اللہ ﷺ نے قبر پر ان سے (والدۂ سعد رضی اللہ عنہ سے) تعزیت کی' مسلمان قبر کی مٹی ڈالنے لگے اور اسے برابر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کنارے ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ان کی قبر برابر کر دی گئی اور اس پر پانی چھڑک دیا گیا۔ آپ آئے اور کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا کی پھر واپس ہوئے۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کی بنیاد میں دفن کیا گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے صاحبین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) یا ان میں سے ایک کے بعد کسی کی جدائی مسلمانوں پر اتنی شاق نہ ہوئی جتنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی۔

حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گورے لانبے' اچھے خوبصورت بڑی آنکھ والے اور حسین داڑھی والے آدمی تھے انہیں غزوہ خندق ۵ھ میں تیر مارا گیا جس کے زخم سے انتقال کر گئے اس روز وہ ۳۷ سال کے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور وہ بقیع میں دفن کیے گئے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کی سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی خواہش میں عرش ہل گیا اور تخت کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں رسول اللہ ﷺ ان کی قبر پر جا کر رک گئے۔ جب واپس ہوئے تو پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے روکا' فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو قبر میں دبایا گیا۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں کھول دے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا ابی سعید

الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج یا عمرہ سے فارغ ہو کے آئے تو ذی الحلیفہ میں ہمارا استقبال کیا گیا۔ انصار کے لڑکے اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے وہ لوگ اسید بن حضیر سے ملے انہیں ان کی بیوی کی خبر مرگ سنائی اسید رضی اللہ عنہ نے منہ ڈھانک لیا اور رونے لگے، میں نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو۔ تمہیں پہلی اور قدیم صحبت حاصل ہے یہ کیا ہوا کہ ایک عورت پر روتے ہو انہوں نے اپنا سر کھول دیا اور کہا کہ میری جان کی قسم آپ نے سچ کہا حق یہی ہے کہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر نہ روؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جو کچھ فرمایا ہے وہ فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے عرش ہل گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چل رہے تھے۔

اسماء بنت یزید بن سکن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے فرمایا کہ کیا اس سے بھی تمہارا غم نہ جائے گا اور تمہارے آنسو نہ تھمیں گے کہ تمہارے بیٹے سب سے پہلے شخص ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ ہنسا اور عرش ہل گیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے ان کی ملاقات کی فرحت میں عرش رحمٰن ہل گیا' فرحاً بہ (فرحت میں) یہ حسن کی طرف سے تفسیر ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح کے لیے عرش ہل گیا۔

رمیثہؓ سے مروی ہے کہ جس روز سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے قریب سے سنا کہ اگر میں آپ کے ہاتھ کی مہر کو بوسہ دینا چاہتی تو دے سکتی تھی کہ ان کے لیے عرش رحمٰن ہل گیا۔

یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے عرش ہل گیا۔

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حریر (ریشم) کی ایک چادر لائی گئی اصحاب اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ نرم ہیں۔

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حریر کی ایک چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً دی گئی' ہم لوگ اسے چھوتے تھے اور تعجب کرتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس سے تمہیں تعجب ہے' عرض کی جی ہاں فرمایا جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہت اچھے اور بہت نرم ہیں۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ واقد رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے بڑے اور لانبے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو' میں نے کہا میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں' انہوں نے کہا بے شک تم سعد رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہو پھر روئے اور بہت روئے اور کہا اللہ سعد رضی اللہ عنہ پر رحم کرے سعد رضی اللہ عنہ بھی سب سے بڑے اور لانبے تھے'

رسول اللہ ﷺ نے دومہ (کے بادشاہ) اکیدر کی طرف لشکر بھیجا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دیباج (ریشم) کا جبہ بھیجا جو سونے (کے تار) سے بنا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا تو لوگ چھونے لگے اور اس کی طرف دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس جبہ سے تم لوگ تعجب کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے کبھی اس سے اچھا نہیں دیکھا۔ فرمایا واللہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جو تم دیکھتے ہو اس سے بہت اچھے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی

برادرِ سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل' ان کی کنیت ابوعثمان تھی' والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں' ابجر حذرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے' کبشہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بھی والدہ تھیں عمرو بن معاذ کے بعد کوئی اولاد نہ رہی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معاذ اور عمیر بن ابی وقاص کے برادر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ ہجرت کے تیسویں مہینے یوم غزوہ احد میں شہید ہوئے' ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا' عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ جس روز قتل کیے گئے بتیس سال کے تھے' عمیر بن وقاص رضی اللہ عنہ ان سے پہلے بدر میں شہید ہو چکے تھے۔

ان دونوں کے بھتیجے:

سیدنا حارث بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابوالاوس تھی' ان کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں جو اسید ابن حضیر بن سماک کی پھوپی تھیں اور مبایعات میں سے تھیں حارث بن اوس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث ابن اوس بن معاذ اور عامر بن فہیرہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ حارث بن اوس بدر میں حاضر اور ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن الاشرف (یہودی) کو قتل کیا' خود انہیں کے بعض ساتھی کعب پر شب کے وقت تلوار چلا رہے تھے کہ حارث کے پاؤں پر زخم لگا اور خون بہنے لگا اور وہی لوگ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھا لائے حارث غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے اور اسی روز شوال میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شہید ہو گئے' اپنی شہادت کے دن اٹھائیس سال کے تھے۔

سیدنا حارث بن انس رضی اللہ عنہ:

انس وہی ہیں جو ابوالحیر بن رافع امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھے ان کی والدہ ام شریک بنت خالد بن خنیس بن

لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ ابن خزرج بن ساعدہ خزرج میں سے تھیں‘ حارث بن انس رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہ تھی‘ غزوۂ بدر واحد میں شریک ہوئے‘ غزوہ احد میں ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

ابوالحیسر مکے آئے ہمراہ بنی عبدالاشہل کے پندرہ نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے ان لوگوں نے عمرے کا ارادہ ظاہر کیا عتبہ بن ربیعہ کے پاس اترے اس نے ان کا اکرام کیا ان لوگوں نے اس سے اور قریش سے درخواست کی کہ وہ ان سے خزرج کے قتال پر معاہدۂ حلف کریں‘ قریش نے کہا کہ تمہارا شہر ہم سے دور ہے‘ ہمارے داعی کو تمہاری آواز کہاں جواب دے گی اور تمہارے داعی کو ہماری آواز کہاں جواب دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث کے ورود کی اطلاع پر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا‘ کیا تمہیں اس سے بہتر چیز بتائی جائے جس کے لیے تم آئے ہو؟ انہوں نے کہا وہ کیا؟ فرمایا میں رسول اللہ ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے میں انہیں اس امر کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں‘ مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔

ایاس بن معاذ نے جو نوعمر لڑکے تھے کہا اے قوم‘ واللہ یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو‘ ابوالحیسر نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کے اپنے منہ پر ماریں اور کہا کہ ہمیں ان سے کس نے غافل کر دیا اس وقت (ہم اس مثل کے مصداق ہوں گے کہ) ایک وفد کسی قوم کے پاس جو شر لایا اسے ہم اپنی قوم کے پاس لے جائیں گے ہم اپنے دشمن کے خلاف قریش سے حلف طلب کرنے نکلے تھے پھر ہم باوجود خزرج کی عداوت کے قریش کی عداوت لے کے واپس ہوں گے۔

ابوالہیثم بن التیہان وغیرہ سے مروی ہے کہ ایاس جس وقت لوٹے مرنے تک باز نہ رہے ہم نے انہیں ان کی وفات تک کلمہ پڑھتے سنا‘ لوگ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اس کی وجہ سے وہ مسلمان مرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالحیسر اور ان کے ساتھی انصار میں سے سب سے پہلے لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی‘ آپ کی ان لوگوں سے ملاقات ذی المجاز میں ہوئی تھی۔

سیدنا ابوعبداللہ سعد بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل‘ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار خزرج میں سے تھیں اور مبایعات میں سے تھیں سعد بن زید کی اس زمانے میں اولاد تھی‘ وہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے‘ یہ محمد بن عمر کی روایت ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور ابومعشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن زید بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المشلل میں مناۃ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔ انہوں نے اس کو منہدم کر دیا یہ رمضان ۸ میں ہوا۔

سیدنا ابوعوف سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ:

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل‘ کنیت ابوعوف اور والدہ سلمیٰ بنت سلمہ بن سلامہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ

بن حارثہ اوس میں سے تھیں' یہی محمد بن مسلمہ کی پھوپھی تھیں۔

سلمہ بن سلامہ کی اولاد میں عوف تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ ان کی والدہ ام علی بنت خالد بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ ان جعادرہ میں سے تھیں جو اوس میں سے راتج میں سکونت رکھتے تھے اور بنی زعوراء بن جشم کے حلفاء تھے۔

سلمہ بن سلامہ عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے اور عقبہ آخرہ میں بھی ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے اس پر محمد بن عمر' محمد بن اسحاق ابو معشر و موسیٰ بن عقبہ کا اتفاق ہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ العامری عامر بن لوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا واللہ اعلم کہ اس میں سے کیا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سلمہ بن سلامہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے' ۴۵ میں بعمر ہفتاد (۷۰) سال وفات ہوئی مدینے میں مدفون ہوئے' ان کی اولاد سب مر چکی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

سیدنا ابو لبشر عباد بن بشر رضی اللہ عنہ:

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' محمد بن عمر کے مطابق ان کی کنیت ابو بشر تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق ابو الربیع تھی' ان کی والدہ' فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن خزرج بنی عبدالاشہل کی حلیف تھیں۔

عباد بن بشر کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی جس کے سوا ان کی کوئی اولاد نہ تھی وہ بھی مر گئی ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

عبادہ بن بشر' اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم سے پہلے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر اور ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر۔

عباد بن بشر بدر میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنی سلیم و مزینہ کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ ان کے پاس دس روز مقیم رہے واپس ہو کے بنی مصطلق سے جو ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بعد خزاعہ میں سے تھے' صدقہ وصول کرنے گئے' وہاں بھی دس روز مقیم رہے اور خوشی خوشی واپس ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت پر عامل مقرر فرمایا۔ تبوک آنے اور وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے پہرے کا عامل بنایا' وہاں آنحضرت ﷺ نے بیس دن قیام فرمایا تھا۔ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے' اس روز ان کے لیے آزمائش اور بے پروائی' ارتکاب قتال اور طلب شہادت تھی' اسی روز ۱۲ھ میں چہل و پنج سال شہید ہوئے۔

ربیع بن عبدالرحمٰن' ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے ابوسعید میں نے رات کو خواب دیکھا کہ آسمان میرے لیے کھول دیا گیا پھر ڈھانک دیا گیا ان شاء اللہ مجھے شہادت ہوگی' میں نے کہا واللہ تم نے بھلائی دیکھی۔

جنگ یمامہ میں دیکھا کہ وہ انصار کو پکار رہے تھے کہ تم لوگ تلواروں کے میان توڑ ڈالو اور لوگوں سے جدا ہو جاؤ اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو چھانٹ دو' ہم لوگوں کو چھانٹ دو' انہوں نے انصار سے چار سو آدمی چھانٹ دیئے جن میں کوئی اور شامل نہ تھا' آگے عباد بن بشر' ابو دجانہ اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے۔

یہ لوگ باب الحدیقہ تک پہنچے اور نہایت سخت جنگ کی' عباد بن بشر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے میں نے ان کے چہرے پر تلوار کے اس قدر نشان دیکھے کہ صرف جسم کی علامت سے پہچان سکا۔

حضرت سلمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' ان کی والدہ لیلیٰ بنت الیمان تھیں اور یمان ہی حسیل بن جابر تھے' وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کی بہن تھیں' یہ بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

سلمہ بن ثابت بدر میں شریک ہوئے' غزوۂ احد میں بھی تھے اور اسی میں شہید ہوئے ابوسفیان بن امیہ بن حرب نے شہید کیا۔ یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کا واقعہ ہے۔

غزوہ احد میں ان کے والد ثابت بن وقش اور چچا رفاعہ بن وقش بھی شہید ہوئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے سلمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کوئی اولاد نہ تھی وقش بن زغبہ کے سب لڑکے مر گئے ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت رافع بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن کرز بن سکن بن زعوراء بن عبدالاشہل' ان کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

رافع کی اولاد میں اسید تھے جو یوم حرہ میں قتل ہوئے اور عبدالرحمٰن تھے ان دونوں کی والدہ عقرب بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء ابن عبدالاشہل' سلمہ بن سلامہ بن وقش کی بہن تھیں رافع بن یزید اور زعوراء ابن عبدالاشہل کی تمام اولاد مر چکی تھی' ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رافع بن یزید بدر و احد میں شریک ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے محمد بن اسحاق' موسیٰ بن عقبہ' ابومعشر اور محمد بن عمران کا یہی نسب بیان کرتے تھے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

ابومعشر و محمد بن اسحاق' رافع بن زید کہتے تھے' عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ انصاری نے جو نسب انصار کے عالم تھے ان کی مخالفت کی تھی کہ بنی زعوراء میں کوئی سکن نہیں اور سکن صرف بنی امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل میں تھے' رافع ابن یزید بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل نام تھا۔

بنی عبدالاشہل بن جشم کے حلفاء

سیدنا محمد بن مسلمہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو وہی النبیت بن مالک تھے جو اوس میں سے تھے ان کی والدہ ام سہم تھیں جن کا نام خلیدہ بنت ابی عبید بن وہب بن نودان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج ابن ساعدہ بن کعب تھا' خزرج میں سے تھیں۔

محمد بن مسلمہ کی اولاد میں دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

عبدالرحمن' انہیں کے نام سے ان کی کنیت تھی ام عیسیٰ اور ام حارث' ان کی والدہ ام عمرو بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل سلمہ بن سلامہ کی بہن تھیں۔

عبداللہ اور ام احمد' ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن اوس ابن مالک بن سواد بن ظفر اور وہ کعب بن خزرج تھے جو اوس میں سے تھیں۔

سعد' جعفر وام زید ان کی والدہ قتیلہ بنت الحصین بن ضمضم بنی مرہ بن عوف میں سے تھیں جو قیس عیلان میں سے تھے۔

انس وعمرہ' ان کی والدہ الاطبا سے تھیں جو بطون کلب میں سے ایک بطن ہے۔

قیس اور زید اور محمد' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمود جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور حفصہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ محمد بن مسلمہ مدینے میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے اور یہ اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ کے اسلام کے بعد ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ اور ابو عبیدہ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن مسلمہ بدر واحد میں شریک ہوئے اس روز جب لوگ بھاگے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے' سوائے غزوۂ تبوک کے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک گئے تو آپ نے انہیں مدینے پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ محمد ان لوگوں میں بھی تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرطاء کی طرف جو بنی بکر بن کلاب میں سے تھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا' وہ سلامت رہے اور غنیمت لائے آپ نے انہیں دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ذی القصہ بھی بھیجا تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء کے لیے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ تک پہنچے تو آپ نے سواروں کے لشکر کو آگے کیا جو سو گھوڑے تھے' ان پر محمد بن مسلمہ کو عامل بنایا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کہا کرتے' اے لڑکو! رسول اللہ ﷺ کے مشاہد (مقامات تشریف آوری) اور مواطن (مقامات سکونت) کو مجھ سے پوچھو' میں کسی غزوے میں کبھی پیچھے نہیں رہا۔ سوائے تبوک کے کہ آپ نے

مجھے مدینے پر اپنا جانشین بنا دیا تھا' مجھ سے آپ کے سراپا کو پوچھو کیونکہ کوئی سریہ ایسا نہیں ہے جو مجھ سے پوشیدہ ہو'یا تو میں خود اس میں ہوتا یا جس وقت وہ روانہ ہوتا میں اسے جانتا تھا۔

عبایہ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے محمد بن مسلمہ کالے' لانبے اور بڑے موٹے آدمی تھے۔ بروایت محمد عمر' معتدل (یعنی نہ موٹے نہ دبلے) تھے چندیا پر بال نہ تھے۔

حضور علیہ السلام کا آپ کو تلوار دینا:

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو ایک تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ جب تک مشرکین سے قتال کیا جائے تم اس سے لڑنا۔ جب مسلمانوں کو دیکھنا کہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے ہیں تو کسی پتھر کے پاس یہ تلوار لے کے جانا اور اسے اتنا مارنا کہ تلوار ٹوٹ جائے پھر اپنے گھر بیٹھ رہنا یہاں تک کہ کوئی خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے (اور تمہیں مجبور کر کے نکالے) یا فیصلہ کرنے والی موت۔

صبیعہ بن حسین ثعلبی سے مروی ہے کہ ہم لوگ حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ کچھ کم نہ کرے گا' ہم نے کہا وہ کون ہے' انہوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ انصاری' جب حذیفہ کا انتقال ہو گیا اور فتنہ ہوا تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا جو روانہ ہوئے میں منزل پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک کنارے خیمہ نصب ہے جسے ہوا کے تھپیڑے لگ رہے ہیں پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے' لوگوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ کا' میں ان کے پاس آیا' وہ بوڑھے ہو گئے تھے' میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے میں آپ کو مسلمانوں کے سب سے بہتر لوگوں میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنا شہر اپنا مکان' اپنے عزیز اور اپنے پڑوسی چھوڑ دیئے' انہوں نے کہا کہ میں نے اسے شر کی کراہت سے چھوڑا' میرے دل میں یہ نہیں ہے کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں مل کے رہوں تاوقتیکہ شر وہاں سے دفع نہ ہو جہاں سے میں ہٹ گیا۔

محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مسلمہ' اس تلوار سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا یہاں تک کہ تم مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں قتال کرتے دیکھو' اس وقت تم اس تلوار کو پتھر پر اتنا پٹکنا کہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لینا یہاں تک کہ تمہارے پاس فیصلہ کرنے والی موت آ جائے یا خطا کار ہاتھ' جب عثمان قتل کر دیئے گئے اور مسلمانوں کا جو حال ہوا وہ میدان میں کسی پتھر کے پاس اس کے بغیر نہ نکلتے تھے کہ اس پتھر کو اپنی تلوار سے مارتے تھے اس طرح انہوں نے اسے توڑ ڈالا۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ نے بھی اسی قسم کی حدیث روایت کی اور کہا کہ محمد بن مسلمہ کو نبی ﷺ کا سوار کہا جاتا تھا۔ انہوں نے لکڑی کی ایک تلوار بنائی تھی اور اسے رندہ کر کے میان میں کر دیا تھا جو گھر میں لٹکی ہوئی تھی' انہوں نے کہا کہ میں نے اسے اس لیے لٹکایا ہے کہ اس سے ڈرنے والے کو ہیبت دلاؤں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کی وفات مدینے میں ۴۶ھ میں ہوئی' وہ اس زمانے میں ستر سال کے تھے ان پر مروان بن الحکم نے نماز پڑھی۔

سیدنا ابوسعد سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ:

ابن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ان کی کنیت ابوسعد اور والدہ سعاد بنت رافع بن ابی عمر بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار خزرج میں سے تھیں بنوحریس بن عدی کی قربت اوران کے مکان بنی عبدالاشہل میں تھے۔ وہ لوگ ابتدائے اسلام ہی میں وفات پا گئے ان میں سے کوئی نہ رہا۔ سلمہ بن اسلم بدر واحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے عراق میں بعہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے چودھویں سال جر ابی عبید الثقفی کی جنگ میں شہید ہوئے اس وقت ۶۳ سال کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عامر بن عمر بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس ان کی والدہ صعبہ بنت تیہان بن مالک ابوالہیثم بن تیہان کی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ رافع بن سہل کے بھائی تھے یہی دونوں حمراء الاسد روانہ ہوئے تھے زخمی تھے اور ایک دوسرے کو اٹھاتا تھا۔ کوئی سواری نہ تھی۔

عبداللہ بن سہل بدر واحد میں شریک تھے ان کے بھائی رافع بن سہل بھی ان کے ہمراہ احد میں تھے دونوں غزوہ خندق میں بھی شریک تھے عبداللہ اس غزوہ میں شہید ہوئے انہیں بنی عویف کے ایک شخص نے تیر مار کے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن سہل کے کوئی اولاد نہ تھی نیز عمرو بن جشم بن حارث ابن خزرج کی اولاد بھی بہت زمانے سے مرچکی تھی وہ لوگ اہل راتج تھے البتہ اہل راتج میں غسان کی بھی ایک قوم تھی جو علبہ بن جفنہ کی اولاد میں سے تھے آل ابی سعید ان کے حلیف تھے اس زمانے میں ان کی اولاد ہے جو مدینے کے کنارے الصفراء میں رہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رافع بن سہل کی اولاد سے ہیں ان کے چچا عبداللہ بن سہل ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

حضرت حارث بن خزمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج القواقلہ میں سے تھے اور بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے ان کا مکان بنی عبدالاشہل میں تھا۔ حارث کی کنیت ابوبشیر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن خزمہ اور ایاس بن ابی بکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارث بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے ہجرت کے چالیسویں سال مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اس وقت ۶۷ برس کے تھے ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی۔

حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ:

نام مالک بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے اس پر موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمر کا اتفاق ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے ان لوگوں سے اختلاف کیا اور بیان کیا کہ ابوالہیثم اوس میں سے ہیں۔ ابوالہیثم بن التیہان بن مالک بن عمرو بن زید ابن عمرو بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو اور وہ النبیت بن مالک ابن اوس تھے ان کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو تھیں اور وہ النبیت بن مالک

بن اوس تھے۔ ابوالہیثم کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے لید خارج ہوتی تو میں بنی عبدالاشہل کی وجہ سے اپنی زندگی و موت اسی کی طرف منسوب کرتا۔ وہ شخص جوان کا اور ان کی اکلوتی بیٹی امیمہ کا وارث ہوا وہ ضحاک بن خلیفہ الاشہلی تھا جو القعد میں بنی عبدالاشہل پر ان دونوں (ابوالہیثم و امیمہ) کے وارث ہوئے' ابوالہیثم اور ان کے بھائی عمرو بن جشم کے آخری بیٹے تھے' جو مر گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالہیثم زمانہ جاہلیت میں بھی بتوں کو ناپسند کرتے اور انہیں برا کہتے تھے' وہ اور اسعد بن زرارہ توحید کے قائل تھے دونوں ان انصار اولی میں سے تھے جو مکے میں اسلام لائے۔

اسعد بن زرارہ ان آٹھ انصار میں شمار کیے جاتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر مکے میں ایمان لائے' یہ لوگ اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے ابوالہیثم بھی ان چھ آدمیوں میں شمار کیے جاتے ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ انصار میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی قدمبوسی مکے میں حاصل کی' وہ بھی اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے پھر مدینے میں آئے اور وہاں اسلام کو پھیلایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا معاملہ ہمارے نزدیک سب اقوال سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار میں سے سب سے پہلے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکے میں قدمبوس ہوئے آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوئے' ابوالہیثم ستر انصار کے ہمراہ عقبہ میں بھی شریک تھے۔ وہ بارہ نقباء (اعلان کرنے والوں) میں سے ایک ہیں' اس پر سب کا اتفاق ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوالہیثم بن التیہان اور عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ابوالہیثم بدر و احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھجوروں کا اندازہ کنندہ بنا کے بھیجا تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا کہ عبداللہ بن رواحہ موتہ میں شہید ہو گئے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھجور کا اندازہ کرتے تھے' آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھیجنا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے اندازہ کرتا تھا اور جب واپس آتا تھا تو آپ میرے لیے دعاء فرماتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ابوالہیثم بن التیہان کی وفات ہوئی۔

شیوخ بنی عبدالاشہل سے مروی ہے کہ ابوالہیثم کی وفات ۲۰ھ میں مدینے میں ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جنہوں نے روایت کی کہ ابوالہیثم' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں حاضر ہوئے اور اسی روز مقتول ہوئے متقدمین اہل علم میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اسے جانتا ہو اور ثابت کرتا ہو۔ واللہ اعلم

ابوالہیثم کے بھائی۔

حضرت عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ:

ان کے نسب کا بھی وہی قصہ ہے جو ہم نے ابوالہیثم کے حال میں بیان کیا بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری عبید اور ابوالہیثم کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو تھیں۔ محمد بن اسحاق و محمد بن عمر بھی اسی طرح عبید بن التیہان کہتے تھے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ

وابومعشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ عتیک بن التیہان تھے عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ میں نے داؤد بن الحصین کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ وہ عتیک بن التیہان تھے۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عبید بن التیہان عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور مسعود بن الربیع القاریؓ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا۔ عبید بن التیہان بدر واحد میں شریک ہوئے یوم احد میں شہید ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا یہ ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں ہوا۔

عبید بن التیہان کی اولاد میں عبیداللہ تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور عباد تھے۔ ان دونوں کی والدہ صعبہ بنت رافع بن عدی بن زید بن امیہ علبہ بن جفتہ کی اولاد میں سے تھیں وہ لوگ ان لوگوں کے حلفاء تھے جو سب کے سب مر گئے عبید بن التیہان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی (پندرہ آدمی) کل پندرہ اصحاب (منجملہ بنی حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو (الخزرج) کہ النبیت بن مالک بن اوس تھے)۔

حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ ان کا نام عبدالرحمٰن تھا اور والدہ لیلیٰ بنت رافع بن عمرو بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔ ابوعبس کی اولاد میں محمد ومحمود تھے ان دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ محمد بن مسلمہ کی بہن تھیں اور مبایعات میں سے تھیں۔

عبیداللہ ان کی والدہ ام حارث بنت محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔

زید وحمیدہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ ابوعبس کی بہت سی بقیہ اولاد مدینے اور بغداد میں ہے۔

ابوعبس اسلام سے پہلے عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی ابوعبس اور ابو بردہ نیار جس وقت اسلام لائے تو دونوں بنی حارثہ کے بت توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبس بن جبر اور خنیس بن حذافہ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے اور حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ سے پہلے شوہر تھے عقد مواخاۃ کیا۔

ابوعبس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے وہ ان لوگوں میں بھی تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما انہیں لوگوں سے صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

ابی عبس حارثی سے جو اہل بدر میں سے تھے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے آئے وہ بے ہوشی کی حالت میں تھے جب افاقہ ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو انہوں نے کہا اچھی حالت میں ہم نے اپنی ہر حالت درست پائی سوائے زکوٰۃ کے اونٹوں کے جو ہمارے اور عمال کے درمیان ہلاک ہو گئے قریب ہے کہ ہم اس سے رہائی نہ پائیں۔

عبدالمجید بن ابی عبس سے مروی ہے کہ ابوعبس کی وفات ۳۴ میں بعہد خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہوئی اس وقت وہ ستر

سال کے تھے ان پر عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور بقیع میں مدفون ہوئے ان کی قبر میں ابو بردہ بن نیار اور قتادہ بن نعمان اور محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش اترے یہ سب کے سب بدر میں شریک تھے۔ ابو عبس حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

حضرت مسعود بن عبد سعد رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ مسعود بن سعد تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مسعود بن عبد ابن مسعود بن عامر تھے۔ ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی سب وفات پا چکے تھے مسعود بدر و احد میں شریک ہوئے۔

حلفائے بنی حارثہ

سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن وہمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابو بردہ کا نام ہانی تھا۔ ان کی پس ماندہ اولاد تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی براء بن عازب کے ماموں تھے بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔

محمد بن لبید سے مروی ہے کہ ہم نے جن بنی حارثہ کا ذکر کیا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے ان میں سے یہ تین آدمی ہیں ابو عبس مسعود ابو بردہ ہم نے جو نام و نسب ان کے بیان کیے اس کی بنا پر ثابت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو بردہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ فتح مکہ میں بنی حارثہ کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ احادیث بھی روایت کیں جنہیں آپ سے یاد کر لیا تھا۔

ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبہ کہتے تھے کہ ابو بردہ بن نیار کی وفات خلافت معاویہ میں ہوئی۔ کل تین اصحاب: (کعب بن الخزرج بن عمرو من جملہ بنی ظفر کہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے)۔

سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن عمرو ابن عبید بن مالک بن عمرو بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار جو خزرج میں سے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ کی کنیت ابو عمر تھی عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

قتادہ کی اولاد میں عبداللہ اور ام عمر وان دونوں کی والدہ ہند بنت اوس بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف قوافل حلفائے بنی عبدالاشہل میں سے تھیں۔

عمر و حفصہ ان دونوں کی والدہ خنساء بنت خنیس غسانی تھیں کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر تھیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ آج قتادہ کی کوئی پس ماندہ اولاد نہیں ہے۔ ان کی اولاد میں سب سے آخر میں جو لوگ رہ گئے تھے وہ عاصم و یعقوب فرزندان عمر بن قتادہ تھے عاصم بن عمر علمائے سیرت وغیرہا میں سے تھے' وہ سب وفات پا گئے' کوئی باقی نہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ بن نعمان ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے' موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر کی بھی یہی روایت ہے۔ لیکن محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

قتادہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں ان کی آنکھ میں تیر مارا گیا' جس سے آنکھ کا ڈھیلا بہہ کے رخسار پر آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس ایک عورت ہے جسے میں چاہتا ہوں' اگر وہ میری آنکھ دیکھ لے گی تو اندیشہ ہے کہ مجھ سے نفرت کرے گی' رسول اللہ ﷺ نے اس ڈھیلے کو اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا' آنکھ برابر ہو گئی اور بینائی لوٹ آئی۔ بڑھاپے میں بھی وہ آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ صحیح تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا یوم احد میں ان کے رخسارے پر گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے لوٹا دیا وہ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی اور تیز ہو گئی' وہ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے غزوۂ فتح میں بنی ظفر کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا' رسول اللہ ﷺ سے احادیث بھی روایت کیے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن النعمان نے ۲۳ھ میں انتقال کیا اس وقت ۶۵ سال کے تھے ان پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینے میں نماز پڑھی قبر میں ان کے اخیافی بھائی ابو سعید الخدری اور محمد بن مسلمہ اور حارث بن خزمہ اترے۔

حضرت عبید بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن سواد بن ظفر' کنیت ابو النعمان اور والدہ لمیس بنت قیس بن قریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن سلمہ خزرج میں سے تھیں' ان کی پسماندہ اولاد تھی جو سب کے سب وفات پا چکے عبید بدر میں شریک تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو بدر میں گرفتار کیا اور ایک رسی سے باندھ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے' نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پر ملک کریم نے تمہاری مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مقرن (رسی میں باندھنے والا) رکھا بنو سلمہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ابو الیسر کعب بن عمرو نے عباس کو گرفتار کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحٰق کہا کرتے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے بدر میں عبید کے ذکر پر اتفاق کیا۔ ابو معشر نے انہیں بیان نہیں کیا۔ ہمارے نزدیک یہ ان کا یا جس سے انہوں نے روایت کی اس کا وہم ہے اس لیے کہ عبید بن اوس کا معاملہ ان کے بدر میں ہونے کے متعلق اس قدر مشہور ہے کہ وہ مخفی نہیں۔

حضرت نصر بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبد رزاح بن ظفر' ان کی کنیت ابو حارث تھی اور والدہ سودہ بنت سواد بن الہیثم بن ظفر تھیں۔ ان کے والد حارث بن عبد رزاح کو بھی رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی ان کی اولاد وفات پا چکی اور جا چکی تھی۔

ابو معشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری اور ہشام بن محمد ابن سائب کلبی نے اسی طرح ان کا نام بتایا ان لوگوں نے ان کے نام و نسب میں کہ نصر بن حارث تھے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں روایت کی کہ وہ نمیر بن حارث تھے' یہ غلط ہے میرا گمان ہے کہ یہ غلطی محمد بن اسحاق کے رواۃ کی طرف سے ہے۔

حلفائے بنی ظفر

حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن مالک بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ' ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی' محمد بن عمر نے اسی طرح ان کا اور ان کے اخیافی بھائی معتب بن عبید کا نسب بیان کیا ہے جو ان کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان دونوں کا نام لیا جو بدر میں شریک ہوئے اور ان کا نسب نہیں بیان کیا اور کہا کہ وہ معتب ابن عبدہ تھے لیکن ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب النسب میں ان دونوں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔

عبداللہ بن طارق بدر و احد میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جو غزوۃ الرجیع میں روانہ ہوئے۔ بنی لحیان کے مشرکین نے گرفتار کر کے رسی سے باندھا کہ خبیب بن عدی کے ساتھ مکے لے جائیں جب وہ مرالظہر ان میں تھے تو انہوں نے کہا کہ واللہ میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گا کیونکہ میرے لیے میرے ان ساتھیوں میں نمونہ ہے جو اس روز قتل کر دیئے گئے' انہوں نے اپنا ہاتھ رسی سے نکال لیا اور تلوار لے لی' لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے یہ ان پر حملہ کرنے لگے اور وہ ان سے پھٹنے لگے۔ لوگوں نے انہیں پتھر مار کے شہید کر دیا۔ ان کی قبر مرالظہر ان میں ہے' یوم الرجیع ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا۔

ان کے اخیافی بھائی:

حضرت معتب بن عبید رضی اللہ عنہ:

ابن ایاس بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف ابن قضاعہ بن محمد عمر نے اسی طرح کہا' محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ معتب بن عبدہ تھے' عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ معتب بن عبید ابن سواد بن الہیثم بن ظفر تھے۔

ان کی والدہ بنی عذرہ کی شاخ بنی کاہل سے تھیں۔ ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن طارق بن عمرو البلوی بنی ظفر کے حلیف تھے۔ بنی ظفر میں ان کا نسب جسے معلوم نہ تھا اس نے انہیں کے بھائی عبداللہ بن طارق کی وجہ سے بلی سے منسوب کر دیا۔

معتب بن عبید کے کوئی اولاد نہ تھی' ان کے بھتیجے اسیر بن عروہ ابن سواد بن الہیثم بن ظفر ان کے وارث ہوئے معتب بن عبید بدر و احد میں شریک ہوئے یوم الرجیع میں مرالظہر ان میں شہید ہوئے۔

کل پانچ اصحاب: (بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس پھر بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے)۔

حضرت مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید' ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں ان

کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی' رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالمنذر اور عاقل بن ابی البکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عاقل بن ابی بکیر اور مجذر ابن زیاد کے درمیان آپ نے عقد مواخاۃ کیا۔ مبشر بدر میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہوئے ابوثور نے قتل کیا۔

سائب بن ابی لبابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالمنذر کا حصہ لگایا اور معن بن عدی ہمارے پاس ان کا حصہ لائے۔

ان کے بھائی:

حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ بن زید تھیں' ان کی ایک لڑکی تھی جس کا نام ملیکہ تھا ان سے عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی نے نکاح کیا' نسیبہ کی والدہ ظلیبہ بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ظلیبعہ بن زید تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر' رفاعہ بن عبدالمنذر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ بدر واحد میں حاضر ہوئے اور ہجرت کے بتیسویں مہینے ماہ شوال میں یوم احد میں شہید ہوئے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

اور ان دونوں کے بھائی:

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ' نام بشر تھا ان کی والدہ بھی نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ تھیں ابولبابہ کی اولاد میں سائب تھے ان کی والدہ زینب بنت خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن امیہ بن زید اور لبابہ (لڑکی) جن کے نام سے ان کی کنیت ابولبابہ تھیں اور جن سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولادت بھی ہوئی اور ان کی والدہ نسیبہ بنت فضالہ ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب بدر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے ابولبابہ کو مدینے پر عامل بنا کے روحاء سے واپس کیا ان کے لیے غنیمت وثواب میں حصہ مقرر کیا اور وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو بدر میں شریک تھے۔

عبداللہ بن مکنف سے جو حارثۃ الانصار میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا' ان کے لیے غنیمت وثواب کا حصہ لگایا وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک ہوئے تھے' ابولبابہ احد میں بھی حاضر ہوئے نیز رسول اللہ ﷺ جب غزوۃ السویق کے لیے روانہ ہوئے تو ان کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا' غزوۂ فتح میں بنی عمرو بن عوف کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا۔ وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے آنحضرت ﷺ سے احادیث بھی روایت کیں ابولبابہ کی وفات عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل سے پہلے ہوئی اور آج ان کی پسماندہ اولاد ہے۔

ابولبابہ نے یوم بنی قریظہ میں جس وقت ایک غلطی کا ارتکاب کیا (بنی قریظہ کو اس راز سے آگاہ کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو ذبح کریں گے) تو وہ مسجد نبی علیہ السلام میں بمقام اسطوانہ مخلقہ رسی سے بندھ گئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔

حضرت سعد بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید' یہ وہی تھے جنہیں سعد القاری کہا جاتا تھا' ان کی کنیت ابوزید تھی کوفے کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا' محمد بن اسحاق و ابومعشر اس طرح ان کا نسب بیان کرتے تھے کہ سعد بن عبید بن النعمان بن قیس۔

سعد بن عبید بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' ان کے بیٹے عمیر بن سعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے کسی حصے کے والی تھے' سعد بن عبید ہجرت کے سولہویں سال جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے اس وقت ۶۴ سال کے تھے اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبید سے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے اور جس روز ان پر موت کی مصیبت آئی وہ میدان جنگ سے بھاگے اور وہ قاری کہلاتے تھے ان کے سوا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی قاری نہیں کہلاتا تھا ان سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ملک شام میں تمہیں جہاد سے دلچسپی ہے وہاں مسلمانوں کی شدید خونریزی کی گئی اور دشمن ان پر دلیر ہو گئے شاید تم شکست کی بدنامی کا داغ دھوسکو انہوں نے کہا نہیں میں سوائے اس زمین کے اور کہیں نہیں جاؤں گا جہاں سے میں بھاگا تھا اور سوائے ان دشمنوں کے جنہوں نے میرے ساتھ وہ کیا جو کیا میں اور کسی سے نہیں لڑوں گا وہ قادسیہ آئے اور شہید ہوئے۔

سعد بن عبید سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کل ہم شہید ہوں گے لہٰذا تم لوگ نہ ہمارے بدن سے خون دھونا اور نہ سوائے ان کپڑوں کے جو ہمارے بدن پر ہیں کوئی اور کفن دینا۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور والدہ عمیرہ بنت سالم بن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

عویم کی اولاد میں عتبہ وسوید تھے' سوید یوم جنگ حرہ میں قتل ہوئے اور قرظہ ان کی والدہ امامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بن حدبہ بن عامر بن کعب بن مالک ابن غضب بن جشم بن خزرج تھیں' صرف محمد اسحاق نے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ کہا ہے لیکن ہم نے صلعجہ کو نسب میں نہیں پایا وہ بلی بن عمرو بن الحاف قضاعہ میں سے بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اسے سوائے محمد بن اسحاق کے اور کسی نے نہیں بیان کیا۔ عویم کی پسماندہ اولاد مدینے اور درب الحدث میں تھی۔

عویم ان آٹھ آدمیوں میں سے تھے جن کے متعلق روایت کی گئی کہ وہ ان انصار اولیٰ میں سے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکے میں قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے' بروایت محمد بن عمر' عویم ہر دو عقبہ میں شریک ہوئے اور بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر وہ ستر انصار کے ہمراہ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عویم بن ساعدہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق آپ نے عویم بن ساعدہ اور حاطب بن ابی بلتعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کے بندوں میں اور اہل جنت میں عویم بن ساعدہ کیسے اچھے بندے اور آدمی ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ:

﴿ فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين ﴾

''اس (مسجد قباء) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے عویم بن ساعدہ ہیں۔ موسیٰ نے کہا عویم سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنا اجابت کا مقام پانی سے دھویا جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا۔ واللہ اعلم

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دو مرد صالح جو اپنی قوم کے ایما سے سقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے ملے ان دونوں مرد صالح نے کہا اے سرگروہ مہاجرین کہاں کا قصد ہے' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ برادران انصار سے ملنا چاہتے ہیں ان دونوں نے کہا کہ تم پر یہ ضروری نہیں کہ انصار کے پاس نہ جاؤ' اپنا کام پورا کرو یعنی جاؤ۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مرد صالح جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين ﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے عویم بن ساعدہ نہایت خوب آدمی ہیں' ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے عویم بن ساعدہ کے علاوہ کسی اور کا بھی ذکر کیا تھا۔ عویم بن ساعدہ نے خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۶۵ یا ۶۶ کی تھی۔

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید' ان کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف تھیں۔ ثعلبہ کی اولاد میں عبیداللہ وعبداللہ وعمیر تھے ان کی والدہ بنی واقف میں سے تھیں۔

رفاعہ اور عبدالرحمٰن وعیاض وعمیرہ' ان کی والدہ لبابہ بنت عقبہ ابن بشیر غطفان میں سے تھیں' آج ثعلبہ بن حاطب کی مدینے اور بغداد میں اولاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن حمراء کے درمیان جو خزاعہ حلیف بنی مخزوم میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا' ثعلبہ بن حاطب بدر واحد میں شریک ہوئے۔

ان کے بھائی:

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید' ان کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ تھیں۔ حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ ام عبداللہ بنت اوس بن حارثہ بنی جحجبا سے تھیں آج ان کی باقی ماندہ اولاد ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر کی طرف روانہ ہوئے تو حارث بن حاطب کو الروحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف کسی کام سے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا تھا واپس کر دیا۔ غنیمت وثواب میں آپ نے ان کا حصہ بھی لگایا' وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد' خندق' حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے انہیں قلعے کے اوپر سے کسی نے تیر مارا جو دماغ میں لگا۔

سیدنا رافع بن عنجدہ رضی اللہ عنہ:

عنجدہ ان کی والدہ ہیں' والد عبدالحارث' بلی کے حلیف تھے' اور بلی قضاعہ میں سے تھے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ انہیں (بلی) میں سے ہیں' محمد ابن اسحاق بھی اسی طرح کہا کرتے تھے' صرف ابو معشر نے انہیں عامر بن عنجدہ کہا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن عنجدہ اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا رافع بدر واحد وخندق میں شریک تھے ان کے پسماندہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا عبید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ:

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو کہتا تھا کہ بلی قضاعہ میں سے تھے کہ عبید انہیں (بلی) میں سے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا بعض لوگ ان کو اور رافع بن عنجدہ کو بنی عمرو بن عوف کی طرف منسوب کرتے ہیں میں نے ان دونوں کی ولادت اور نسب کو بنی عمرو بن عوف کے انساب میں تلاش کیا مگر نہ ملا ان دونوں کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی عبید بدر واحد وخندق میں شریک تھے۔

کل نو اصحاب: (بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف)۔

سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس' یہ قیس وہی ہیں جو ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امہ ابن ضبیعہ تھے ان کی والدہ شموس بنت ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امۃ بن ضبیعہ تھیں۔ عاصم کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن حذیفہ بنی جحجبان بن کلفہ میں سے تھیں ان کی اولاد میں سے احوص بن عبداللہ ابن محمد بن عاصم شاعر ہوئے عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا عاصم رضی اللہ عنہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد میں مسلمان بھاگے تو وہ ثابت قدمی سے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی اصحاب رسول اللہ ﷺ کے نامزد تیر اندازوں میں سے تھے۔

احد میں مشرکین کے جھنڈے والوں میں سے حارث اور مسافع فرزندان طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ان کی والدہ سلافہ بنت سعد بن الشہید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ اس نے نذر مانی کہ عاصم کے کاسہ سر میں شراب پیے گی اور ان کا سر لانے والے کے لیے سو اونٹنیاں انعام رکھا۔

بنی لحیان' قبیلہ ہذیل کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ چند ایسے آدمی

روانہ کریں جو انہیں قرآن پڑھائیں اور شرائع اسلام سکھائیں آنحضرت ﷺ نے ان کے ہمراہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔

جب وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچے تو مشرکین نے کہا کہ تم لوگ اسیر (قیدی) بن جاؤ ہم تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں کے پہنچائیں اور تمہارے ذریعہ سے قیمت حاصل کریں' عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ کبھی کسی مشرک کے پڑوس میں نہ آؤں گا۔

وہ ان سے جنگ کرنے لگے اور رجز پڑھنے لگے انہوں نے اتنی تیراندازی کی کہ ان کے تیر ختم ہو گئے پھر نیزہ مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھی ٹوٹ گیا تلوار رہ گئی' تب انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں نے ابتدائے روز میں تیرے دین کی حمایت کی لہٰذا آخر روز میں تو میرے گوشت کی حفاظت کر مشرکین ان کے ساتھیوں میں سے جسے قتل کرتے تھے اس کی کھال اتار لیتے تھے' انہوں نے جنگ کی' مشرکین میں سے دو کو زخمی کیا اور ایک کو قتل کیا۔ اور کہنے لگے:

انا ابو سلیمان مثل رَاما ورثت مجدی معشرًا کرامًا

''میں ابوسلیمان ہوں' میرے ہی جیسے بہادر مہمات امور کا قصد کرتے ہیں۔ میں نے اپنی بزرگی و برتری ایسوں کے لیے وراثت میں چھوڑی ہے جو شریف و کریم ہیں''۔

اصیب مرثد و خالد قیامًا

''مرثد و خالد جیسوں کو تو میں کھڑے کھڑے سمجھ لوں گا !''۔

لوگوں نے اتنی نیزہ بازی کی کہ ان کو قتل کر دیا۔ سر کاٹنا چاہا تو اللہ نے ان کے پاس بھڑ (زنبور) بھیج دی جس نے حفاظت کی' شب کو اللہ تعالیٰ نے ایک نامعلوم سیلاب بھیج دیا جو انہیں بہالے گیا۔ وہ لوگ ان کے پاس نہ پہنچ سکے عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ نہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں چھوئے گا ان کا اور ان کے ساتھیوں کا قتل ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں یوم الرجیع میں ہوا۔

حضرت معتب بن قشیر رضی اللہ عنہ:

ابن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ بدر و احد میں حاضر ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے اسی طرح تذکرہ کیا ہے۔

حضرت ابو مُلَیل بن الازعر رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی والدہ ام عمرو بنت الاشرف ابن العطاف بن ضبیعہ تھیں کوئی اولاد باقی نہ رہی وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔

حضرت عمیر بن معبد رضی اللہ عنہ:

ابن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی کوئی اولاد نہ رہی صرف محمد بن اسحٰق ان کو عمرو بن معبد کہتے تھے۔ بدر و احد

اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے یوم حنین میں وہ ان سو صبر کرنے والوں میں سے ایک تھے جن کے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہو گیا تھا۔

کل چار آدمی: بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

حضرت انیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید محمد بن اسحاق و محمد بن عمر اسی طرح انیس کو کہتے تھے' موسیٰ بن عقبہ الیاس کہتے تھے' اور ابومعشر انس کہتے تھے خنساء بنت خذام الاسدیہ کے شوہر تھے بدر و احد میں حاضر ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے ابوالحکیم ابن الاخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا۔ انیس کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔ صرف ایک آدمی: بنی العجلان بن حارثہ کہ بلی قضاعہ میں سے تھے اور سب کے سب بنی زید بن مالک بن عوف کے حلفاء تھے۔

حضرت معن بن عدی الجد رضی اللہ عنہ:

ابن العجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن ودم ابن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے قبل اسلام عربی خط میں کتابت کرتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی رسول اللہ ﷺ نے معن بن عدی اور زید بن الخطاب بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا دونوں کے دونوں ۱۲ھ میں خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے آج معن کی باقی ماندہ اولاد ہے اور معن بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ معن بن عدی ان دو شخصوں میں سے تھے جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اس وقت ملے جب وہ ثقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ تم پر ضروری نہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ اپنا کام پورا کرو۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ جس وقت اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی تو لوگ آپ پر روئے اور کہا کہ واللہ ہم یہ چاہتے تھے کہ آپ سے پہلے مر جاتے اندیشہ ہے کہ ہم آپ کے بعد فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ معن نے کہا کہ واللہ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے پہلے مر جاتا تاوقتیکہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی تصدیق نہ کر لوں جیسا کہ آپ کی حیات میں کی معن مسیلمہ کذاب کی جنگ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان کے بھائی:

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ:

ابن الجد بن العجلان' محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ الانصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی ان کی باقی ماندہ اولاد تھی عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی بدر کا ارادہ کیا تو قباء اور اہل عالیہ پر کسی وجہ سے جو آپ کو ان لوگوں سے پہنچی عاصم بن عدی کو خلیفہ بنا دیا اور ان کے لیے غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا وہ انہیں

کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک تھے محمد اسحاق نے بھی اسی طرح کہا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عاصم بن عدی احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ان کے ہمراہ مالک بن الدخشم کو تبوک سے بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو قبا میں بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگا دی۔ عاصم (قد میں) مائل بہ پستی تھے مہندی کا خضاب لگاتے تھے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۴۵ ھ میں مدینے میں وفات پائی اس وقت ۱۱۵ سال کے تھے۔

حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن عدی بن الجد بن العجلان' ان کی کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے خالد بن الولید کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتدین کی طرف روانہ ہوئے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ لوگوں کے مقابلے پر روانہ ہوتے وقت کی اذان سنتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کرتے' جب وہ اس قوم کے قریب پہنچ گئے جو بزاخہ میں تھی تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو اپنے آگے مخبر بنا کے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں دونوں سوار تھے عکاشہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام الزرام تھا اور ثابت اپنے گھوڑے پر جس کا نام المحبر تھا۔ عکاشہ اور ثابت کا سامنا طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ فرزندان خویلد سے ہوا جو انہیں کی طرح اپنے پیچھے والوں کے مخبر تھے طلیحہ نے تنہا عکاشہ کو گھیر لیا اور سلمہ نے ثابت بن اقرم کو ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا' طلیحہ نے سلمہ کو آواز دی کہ اس آدمی پر میری مدد کر یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے سلمہ عکاشہ پر پلٹ پڑا اور دونوں نے مل کر ان کو بھی قتل کر دیا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیے آئے تو ان لوگوں کو سوائے مقتول ثابت بن اقرم کے اور کسی چیز سے خوف نہ ہوا جن کو سواریاں روند رہی تھیں یہ مسلمانوں پر گراں گزرا وہ زیادہ نہ چلنے پائے تھے کہ مقتول عکاشہ کو بھی روندا۔

ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم دوسو سوار مقدمہ تھے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے ثابت بن اقرم عکاشہ بن محصن ہمارے آگے تھے جب ہم لوگ ان دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں برا معلوم ہوا' خالد اور مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے ہم ان دونوں مقتولوں کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ آتے ہوئے نظر آئے ان کے حکم سے ہم نے ثابت اور عکاشہ کو مع ان کے کپڑوں اور خون کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ پر عجیب زخم پائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کے قتل کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں یہ سب سے زیادہ ثابت ہے ان کو طلیحہ الاسدی نے ۱۲ ھ میں بزاخہ میں قتل کیا۔

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن عدی بن الجد بن العجلان' ان کی باقی ماندہ اور اولاد نہ تھی بدر واحد میں شریک تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی بیان کیا۔

سیدنا عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن حارث بن عدی بن الجد بن العجلان' کنیت ابو حارث تھی ان کی باقی ماندہ اولاد ہے محمد بن اسحاق نے ا

طرح کہا ہے کہ ان کی اولاد میں سے ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن العجلانی المدنی تھے ان کے پاس چند احادیث لوگوں کے امور کے متعلق تھیں جن کو وہ روایت کرتے تھے ہشام بن محمد بن سائب الکلبی وغیرہ ان سے ملے ہیں اور ان سے روایت کی ہے۔ عبداللہ بن سلمہ بدر و احد میں شریک تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں وہ جنگ احد میں شہید ہوئے جس نے انہیں قتل کیا وہ عبداللہ بن الزبعری تھا۔

سیدنا ربعی بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان' ان کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا جو بدر میں شریک تھے' ربعی احد میں بھی موجود تھے۔ جملہ چھ آدمی: بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

سیدنا جبر بن عتیک رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ' ان کی والدہ جمیلہ بنت زید بن صفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن الاوس تھیں' جبر کی کنیت ابوعبداللہ تھی' اولاد میں عتیک و عبداللہ اور ام ثابت تھے ان کی والدہ ہصبہ بنت عمرو بن مالک بن سبیع قیس عیلان کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے کہا کہ آج سوائے جبر بن عتیک کی اولاد کے بنی معاویہ بن مالک میں سے کوئی باقی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر بن عتیک اور خباب بن الارت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا جبر بن عتیک بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' غزوہ فتح میں بنی معاویہ بن مالک کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ان کی عیادت کے لیے آئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جبر بن عتیک کی ۶۱ھ یزید بن معاویہ کی خلافت میں بعمر ۷۱ سال وفات ہوئی۔

ان کے چچا:

حضرت حارث بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ہیشہ بن حارث بن معاویہ' ان کی والدہ زینب بنت الصیفی بن عمرو ابن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث اوس میں سے تھیں' اسی طرح محمد بن عمر الواقدی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اپنی کتاب میں ان رجال سے بیان کیا جن کا انہوں نے اوّل کتاب میں نام لیا ہے کہ جبر بن عتیک اور ان کے چچا حارث بن قیس بدر میں شریک تھے لیکن موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے حارث بن قیس کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے کہا کہ وہ جبر بن عتیک بن حارث ابن قیس بن ہیشہ تھے اور محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ محمد بن اسحاق و ابو معشر نے یا جس سے ان دونوں نے روایت کی انہوں نے جبر بن عتیک کے نسب میں غلطی کی ان دونوں نے انہیں ان کے چچا حارث کی طرف منسوب کر دیا' ان کے ہمراہ ان کے چچا

بدر میں موجود تھے ان کا نسب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

حلفائے بنی معاویہ بن مالک۔

حضرت مالک بن نمیلہ رضی اللہ عنہ:

نمیلہ ان کی والدہ تھیں وہ مالک بن ثابت تھے کہ مزینہ میں سے تھے۔ بدر و احد میں شریک ہوئے' جنگ احد میں' جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوئی تھی شہید ہو گئے۔

حضرت نعمان بن عصر رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن وائلہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم ابن دوم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی محمد بن اسحاق وابومعشر وموسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عصر بالکسر ہے ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کہا کہ نعمان بن عصر بالفتح ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ لقیط بن عصر بالکسر تھے۔

نعمان بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے بزمانہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ھ میں وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہ اہل مسجد قباء تھے۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

ابن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش ابن عوف بن عمرو بن عوف' سہل کی کنیت ابوسعد تھی اور کہا جاتا ہے کہ ابوعبداللہ تھی ان کے دادا عمرو بن الحارث تھے جن کو بحزج کہا جاتا تھا۔ سہل کی والدہ کا نام ہند بنت رافع بن عمیس بن معاویہ بن امیہ بن زید بن قیس بن عامرہ بن مرہ بن مالک بن الاوس تھا جو جعادرہ میں سے تھیں' ان کے دونوں اخیافی بھائی عبداللہ ونعمان وفرزندان ابی حبیبہ بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ تھے۔

سہل بن حنیف کی اولاد میں ابوامامہ تھے جن کا نام اپنے نانا کے نام پر اسعد تھا اور عثمان تھے ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

اور سعد تھے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عتبہ بن ابی وقاص بن وہب ابن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں آج سہل بن حنیف کی بغداد و مدینے میں پس ماندہ اولاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن حنیف اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ سہل بدر واحد میں موجود تھے۔ احد میں جس وقت لوگ بھاگ گئے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی وہ اس روز تیروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (دشمنوں سے) مدافعت کر رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سہل کو تیر دو کیونکہ وہ سہل (نرم) ہیں۔ سہل خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اموال بنی نضیر میں سے سوائے سہل بن حنیف اور ابودجانہ سماک بن خرشہ کے کہ دونوں فقیر تھے انصار میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے لیے سہل بے غم کو بلاؤ یعنی سہل بن حنیف کو سہل بن حنیف صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

ابووائل سے مروی ہے کہ یوم صفین میں سہل بن حنیف نے کہا کہ اے لوگو تم اپنی رائے کو مشتبہ سمجھو' کیونکہ واللہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی ایسے امر کے لیے تلواریں اپنے کندھے پر نہیں رکھیں جس کی ہمیں طاقت نہ ہو سوائے سہل ترین امر کے جسے ہم جانتے تھے یہ دوسری بات تھی کہ آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہو۔

محمد بن ابی امامہ بن سہل نے اپنے والد سے روایت کی کہ سہل بن حنیف کی وفات ۳۸ھ میں کوفے میں ہوئی اور ان پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سہل بن حنیف پر نماز پڑھی انہوں نے چھ تکبیریں کہیں۔
حنش بن المعتمر سے مروی ہے کہ جب سہل بن حنیف کی وفات ہوئی تو انہیں الرحبہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا انہوں نے ان پر چھ تکبیریں کہیں' بعض جماعتوں نے اس کا انکار کیا تو کہا گیا کہ وہ بدری تھے جب وہ الجبانہ تک پہنچے تو ہمیں قرظہ بن کعب اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملے انہوں نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم ان کی نماز میں نہ تھے۔ فرمایا کہ تم لوگ (اب) ان پر نماز پڑھ لو۔ ان لوگوں نے ان پر نماز پڑھی ان کے امام قرظہ تھے۔ حنش الکنانی سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے الرحبہ میں سہل بن حنیف پر نماز جنازہ میں چھ تکبیریں کہیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے زمانہ سلطنت میں جنازے پر چار چار تکبیریں کہیں سوائے سہل بن حنیف کے کہ ان پر پانچ تکبیریں کہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ بدری ہیں۔

عمیر بن سعید سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں لوگوں نے کہا کہ یہ تکبیر کیسی ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سہل بن حنیف ہیں جو اہل بدر سے ہیں' اور اہل بدر کو غیر اہل بدر پر فضیلت ہے۔ میں نے چاہا کہ تمہیں ان کی فضیلت سے آگاہ کر دوں۔

ایک شخص: بنی جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف۔

سیدنا ابوعبیدہ منذر بن محمد رضی اللہ عنہ:

ابن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن حریش بن جحجبا' کنیت ابوعبیدہ اور والدہ ہذیل کے آل ابی قردہ میں سے تھیں' رسول اللہ ﷺ نے منذر بن محمد اور طفیل بن حارث بن مطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا منذر یوم بیر معونہ میں شہید ہوئے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی احیحہ کی دوسرے بیٹے سے باقی ماندہ اولاد تھی' منذر بدر واحد میں موجود تھے۔

بنی انیف بن جشم بن عائذ اللہ کہ بلی میں سے حلفائے بنی جحجبا بن کلفہ تھے۔

حضرت ابوعقیل عبدالرحمٰن الاراش رضی اللہ عنہ:

ان کا نام عبدالرحمٰن الاراشی الانیفی بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان ابن عامر بن الحارث بن نالک بن عامر بن انیف بن جشم بن عائذ اللہ ابن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن یراش تھا وہ اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھے' ابوعقیل کا نام عبدالعزیٰ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن عدوالاوثان (بتوں کا دشمن) رکھا۔

ہشام بن محمد السائب الکلبی اور محمد بن عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا۔ محمد بن اسحاق وابومعشر اسی طرح انہیں جشم تک منسوب کرتے تھے اور بقیہ آباؤ اجداد میں بلی تک اختلاف کرتے تھے۔

ابوعقیل بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ میں بزمانہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئی شہید ہوئے' ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

جعفر بن عبداللہ بن اسلم الہمدانی سے مروی ہے کہ جب جنگ یمامہ ہوئی اور لوگ جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے تو سب سے پہلے جو شخص زخمی ہوا وہ ابوعقیل الانیفی تھے ایک تیر شانوں اور دل کے درمیان لگا وہ مقتل سے ہٹ گئے تیر نکال دیا گیا زخم کی وجہ سے ان کا بایاں پہلو کمزور ہو گیا دن کی ابتدائی ساعت تھی کہ انہیں کجاوے تک پہنچا دیا گیا۔

جنگ کی شدت ہوگئی تو مسلمان بھاگ کے کجاووں میں پہنچ گئے ابوعقیل زخم کی وجہ سے کمزور تھے انہوں نے معن بن عدی کو سنا کہ وہ انصار کو آواز دے رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے دشمن پر حملہ کرو معن لمبے لمبے قدم اٹھا کر قوم کے پاس آرہے تھے یہ اس وقت ہوا جب انصار نے آواز دی کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو' ہمیں تنہا چھوڑ دو (یعنی دوسرے گروہوں سے ہمیں چھانٹ کر الگ کردو کہ ہم جنگ کریں) ایک ایک آدمی کو پہچان پہچان کر لوگوں نے چھانٹ دیا۔

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ابوعقیل اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے کھڑے ہوئے' میں نے کہا اے ابوعقیل تم کیا ارادہ کرتے ہو' تم میں جنگ کی طاقت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ منادی نے میرا نام لے کے پکارا ہے میں نے کہا کہ وہ صرف ''اے انصار'' کہتا ہے اس کی مراد مجروحین سے نہیں ہے ابوعقیل نے کہا کہ میں بھی انصار کا ایک شخص ہوں اور میں اسے جواب دوں گا۔ اگرچہ گھٹنوں ہی کے بل ہو۔

ابوعقیل نے کمر باندھ لی اور برہنہ تلوار داہنے ہاتھ میں لے لی پھر وہ ندا دینے لگے ''اے انصار جنگ حنین کی طرح دوبارہ حملہ کرو'' لوگ جمع ہو کر جرأت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس اپنے دشمن کے اس طرف آرہے تھے۔ یہاں تک کہ سب باغ میں دشمن کے پاس گھس پڑے' اور مل گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان تلوار چلنے لگی۔

میں نے ابوعقیل کو دیکھا کہ ان کا زخمی ہاتھ شانے سے کاٹ دیا گیا تھا اور وہ زمین پر پڑا تھا ان کے چودہ زخم تھے ہر زخم مہلک تھا اور انہوں نے اللہ کے دشمن مسیلمہ کو قتل کر دیا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ ابوعقیل کے پاس گیا نزع کا عالم تھا' عرض کی اے ابوعقیل تو انہوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے ''لبیک کہا'' اور پوچھا کہ کس کو شکست ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ خوش ہوں' آواز کو اور بلند کر کے کہا کہ اللہ کا دشمن قتل ہو گیا انہوں نے اللہ

کی حمد کے ساتھ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور انتقال کر گئے۔

آنے کے بعد میں نے ان کا تمام واقعہ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمیشہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے اور اسی کو طلب کرتے تھے اگر چہ میں انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب اور پرانے اسلام والوں میں نہیں جانتا تھا۔

کل دو آدمی: بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف۔

سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما:

ابن نعمان بن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھے ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے۔

احد میں تیر انداز دستے کی قیادت:

عبداللہ بدر و احد میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں تیر اندازوں پر جو پچاس تھے انہیں عامل بنایا وہ لوگ عینین پر جو قناۃ میں ایک پہاڑ ہے کھڑے ہو گئے اور آپ نے انہیں حکم دیا اس مورچے پر کھڑے رہنا اور ہماری پشت کی حفاظت کرنا۔ ہمیں فتح مند دیکھنا تب بھی ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا اور اگر ہمیں مقتول ہوتے دیکھنا تب بھی ہماری مدد نہ کرنا۔

جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جہاں چاہا انہیں تہ تیغ کرنا اور لشکر کو لوٹنا اور غنائم کو لینا شروع کر دیا۔ بعض تیر اندازوں نے کہا کہ تم لوگ یہاں بیکار کھڑے ہو اللہ نے دشمن کو شکست دے دی لہٰذا اپنے بھائیوں کے ساتھ تم بھی غنیمت حاصل کرو۔

دوسرے لوگوں نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہماری پشت کی حفاظت کرنا لہٰذا تم اپنی جگہ سے مت ہٹو ان لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہ تھی اللہ نے دشمن کو ذلیل کر دیا اور انہیں شکست دے دی۔

عبداللہ بن جبیر جو ان کے امیر تھے اور اس روز سفید کپڑوں کا علم لیے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی جس کا وہ اہل ہے پھر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا کہ کوئی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ ہو۔

لوگ نہ مانے اور چلے گئے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تیر اندازوں کی ایک قلیل جماعت رہ گئی جن کی تعداد دس تک تھی ان میں حارث بن انس ابن رافع رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کے خلاء اور وہاں کے لوگوں کی قلت کو دیکھا تو اس جانب لشکر کو پھیر دیا عکرمہ بن ابی جہل بھی اس کے ساتھ ہو گیا دونوں تیر اندازوں کے مقام تک گئے اور بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر دیا۔ اس قوم نے ان کو تیر مارے یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔

المناک شہادت:

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی تیر مارے ان کے تیر ختم ہو گئے، نیزہ بازی کی وہ بھی ٹوٹ گیا، پھر انہوں نے اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

جب وہ گر پڑے تو لوگوں نے انہیں برہنہ کر کے بہت بری طرح مثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹے) نیزے ان کے پیٹ میں گھسے تھے انہوں نے ناف سے کولوں تک اور وہاں سے پیڑو تک چاک چاک کر دیا تھا' ان کی آنتیں پیٹ سے نکل پڑیں تھیں۔

خوات بن جبیر نے کہا کہ جب مسلمان گھومتے ہوئے اس گذرگاہ پر آئے میں بھی اسی حالت میں ان پر گزرا' میں اس مقام پر ہنستا جہاں کوئی ہنستا' اس مقام پر اونگھتا جہاں کوئی اونگھتا اور اس مقام پر بخل کرتا جہاں کسی نے بخل کیا۔ کہا گیا کہ یہ کیا کیفیت ہے۔

میں نے انہیں اٹھایا' دونوں بازو میں نے پکڑے اور ابوحنہ نے دونوں پاؤں۔ اپنے عمامے سے ان کا زخم باندھ دیا جس وقت ہم انہیں اٹھائے ہوئے تھے مشرکین ایک کنارے تھے میرا عمامہ ان کے زخم سے کھل کر گر پڑا آنتیں باہر آ گئیں میرے ساتھی گھبرائے اور اس خیال سے کہ دشمن قریب ہے اپنے پیچھے دیکھنے لگے' میں ہنسا۔

ایک شیخ نیزہ لے کے بڑھا' اسے میرے حلق کے سامنے لا رہا تھا' مجھ پر نیند غالب آ گئی اور نیزہ ہٹ گیا۔ جب میں ان کی قبر تک پہنچا تو یہ حالت دیکھی کہ پہاڑ ہم پر سخت ہو گیا۔

میرے ساتھ کمان بھی تھی انہیں میدان میں اتارا اور کمان کے کنارے سے قبر کھودی کمان میں تانت (وتر) بندھی تھی میں نے کہا کہ میں تانت کو نہ توڑوں گا اسے کھول ڈالا اور اس کے کنارے سے قبر کھودی جب پورے طور پر کھود لی تو انہیں دفن کر دیا۔

اس سے فارغ ہو کر واپس ہوئے' مشرکین اب تک کنارے ہی تھے حالانکہ ہم نے مدافعت کی تھی مگر انہوں نے اپنی واپسی تک تیراندازی نہیں کی جس شخص نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن امیہ بن البرک یہی امری القیس بن ثعلبہ تھے' ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔

خوات کی اولاد میں صالح وحبیب تھے جو جنگ حرہ میں مقتول ہوئے دونوں کی والدہ بنی فسقیم کی شاخ بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

سالم اور ام سالم اور ام قاسم' ان کی والدہ عمیرہ بنت حنظلہ بن حبیب بن احمر بن اوس بن حارثہ بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ کہ بنی انیف میں سے تھیں حنظلہ بن حبیب بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

داؤد وعبداللہ' بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری و دیگر اہل علم ان کی کنیت انہیں (عبداللہ) کے نام سے ابوعبداللہ تھی۔ محمد بن عمر کہتے تھے خوات کی کنیت ابوصالح تھی۔ قیس بن ابی حذیفہ نے خوات بن جبیر سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات بن جبیر جاہلیت میں صاحب ذات النحیین تھے۔[1] اسلام لائے تو ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر جانے والوں میں شریک ہو گئے پھر جب وہ الروحاء پہنچے تو پتھر کی نوک لگ گئی جس سے وہ معذور ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے واپس کر دیا اور غنیمت وثواب میں حصہ لگایا وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

---

[1] ذات النحیین: دو مشک والی عورت جس سے ایک شخص کے فجور کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ اعزۂ خوات بن جبیر سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر کی ۴۰ھ میں جبکہ وہ ۷۴ سال کے تھے مدینے میں وفات ہوئی' ان کی باقی ماندہ اولاد تھی وہ مہندی اور نیل کا (سرخ) خضاب لگاتے تھے اور متوسط قد کے تھے۔

حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے' وہ خوات اور عبداللہ ابن جبیر کے چچا تھے اور ابوضیاح کے بھی چچا تھے' حارث کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں' ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر اور محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے۔

حضرت ابوضیاح نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن البرک تھا جو امرئ القیس بن ثعلبہ تھے ان کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عدی بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ابوضیاح کہا۔ ابومعشر جیسا کہ ان سے مروی ہے' ابوالضیاح کہتے تھے' لوگ ان سے تعجب کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اہل بدر میں ابوالضیاح نہیں ہیں' بدر واحد وخندق وحدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے' خیبر میں شہید ہوئے' اہل خیبر میں سے ایک شخص نے تلوار ماری جس نے ان کے کاسہ سر کو کاٹ دیا یہ ۷ھ میں ہوا ابوضیاح کی باقی اولاد نہ تھی۔

سیدنا نعمان بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن ابی حذیفہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے۔ محمد بن عمر وابومعشر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا۔ محمد بن اسحاق نے ابن ابی خزمہ کہا' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ابن ابی خذمہ کہا۔ ہم نے انصار کے نسب کی کتاب دیکھی مگر نعمان بن امیہ کے ایسے دو بیٹے نہ پائے جن کی کنیت ابوحذمہ یا خزمہ یا خذمہ ہو اور نہ کوئی لڑکا اس نام کا پایا۔

نعمان بن ابی خذمہ' بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر ومحمد بن اسحاق وابومعشر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں موجود تھے' وہ احد میں بھی تھے' ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوحنہ مالک ابن عمرو رضی اللہ عنہ:

نام مالک بن عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھا۔ محمد ابن عمر نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا شرکائے بدر میں ذکر کیا۔ محمد بن اسحاق وابومعشر نے بھی ان کا ذکر کیا اور ان دونوں نے ابوحبہ کہا دونوں نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بدر میں ایسا کوئی شخص شریک نہ تھا جس کی کنیت ابوحبہ ہو ابوحبہ بن غزیہ بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھے وہ یمامہ میں شہید ہوئے بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

ابوحبہ بن عبد عمرو المازنی وہ شخص ہیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھے وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ شخص جو بدر میں موجود تھے ابوحنہ بن ثابت بن النعمان بن امیہ البرک کی اولاد میں سے تھے' ابوضیاح کے بھائی تھے ان کی والدہ ام ابی ضیاح تھیں۔ احد میں شہید ہوئے ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی ہم نے کتاب نسب الانصار میں عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ کی اولاد میں انہیں نہیں پایا۔

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف' ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام سلمہ تھا' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری سالم بن عمیر بدر میں شریک تھے۔

ابومصعب اسماعیل بن مصعب بن اسماعیل بن زید بن ثابت نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابوعفک بنی عمرو بن عوف میں سے تھا اور بہت بوڑھا تھا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے وہ ایک سوبیس سال کو پہنچ چکا تھا وہ اپنے اشعار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر ابھارتا تھا اور اسلام میں داخل نہیں ہوا۔ سالم بن عمیر نے اس کے قتل کی نذر مانی اور موقع کی تلاش میں رہے موقع پاتے ہی اس کو قتل کر دیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا۔

ابن رقیش سے جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے مروی ہے کہ ابوعفک ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں قتل کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سالم بن عمیر احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے وہ ان رونے والوں میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تبوک جانا چاہتے تھے ان لوگوں نے عرض کی کہ ہمیں سواری دیجئے وہ لوگ فقیر تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کروں وہ لوگ واپس گئے آنکھوں سے اس غم میں آنسو جاری تھے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پایا وہ سات آدمی تھے ان میں سالم بن عمیر بھی تھے ہم نے ان سب کو ان کے مقامات میں ناموں کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ سالم بن عمیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے ان کی باقی ماندہ اولاد ہے۔

حضرت عاصم بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے احد میں بھی تھے' ان کی پسماندہ اولاد تھی۔

کل آٹھ اصحاب: بنی غنم بن اسلم بن امرئ القیس:

حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم کنیت ابوعبداللہ اور والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک اوس میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی ابوضیاح نعمان بن ثابت تھے۔

سعد کی اولاد میں عبداللہ تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ کے ہمرکاب حدیبیہ میں شریک ہوئے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر تھیں اور ابوعامر' عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو

بن عوف اوس میں سے تھے' ان کی بقیہ اولاد تھی ۲۰۰ھ میں ان کا آخری بھی مر گیا' کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بھی سعد بن خیثمہ کا یہی نسب بیان کرتے ہیں جو ہم نے بیان کیا' ہشام بن محمد السائب الکلبی بھی ان کا یہی نسب بیان کرتے تھے البتہ النحاط میں ان دونوں سے اختلاف کرتے تھے وہ الحناط بن کعب کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بنی غنم بن السلم کے شرکائے بدر کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں پر اضافہ نہیں کیا ان لوگوں کو ان کا نسب معلوم نہیں ہوا۔

ان سب کی روایت میں سعد بن خیثمہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن خیثمہ اور ابی سلمہ بن عبدالاسد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سب نے کہا کہ سعد بن خیثمہ انصار کے بارہ نقباء میں سے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قافلہ قریش کی طرف روانہ ہونے کے لیے بلایا تو لوگوں نے (روانہ ہونے میں) جلدی کی۔ خیثمہ بن حارث نے اپنے فرزند سعد سے کہا کہ ہم دونوں میں سے ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ مدینے میں مقیم رہے' لہٰذا روانگی کے لیے مجھے اختیار کرو اور تم اپنی عورتوں کے ساتھ مقیم رہو' سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں اس میں تمہیں ترجیح دیتا۔ میں اپنی اسی جہت میں شہادت کی امید کرتا ہوں دونوں نے قرعہ ڈالا تو سعد کا نام نکلا وہی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر روانہ ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے' عمرو بن عبدود نے قتل کیا' کہا جاتا ہے کہ طعیمہ بن عدی نے قتل کیا۔

حضرت منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

حضرت مالک بن قدامہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن اسحٰق و ابی معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری' بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

حضرت حارث بن عرفجہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط' بروایت موسیٰ ابن عقبہ و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے محمد بن اسحاق و ابو معشر نے ان کے نزدیک جو شرکائے بدر تھے ان میں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا' حارث احد میں بھی حاضر تھے ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

تمیم مولائے بنی غنم بن السلم:

سب کی روایت میں بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے ان کی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

یہ پانچ آدمی قبیلہ اوس میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں شریک ہوئے وہ لوگ جن کا آپ نے غنیمت وثواب میں حصہ لگایا' موسیٰ ابن عقبہ ومحمد بن عمر کے شمار میں ترسٹھ تھے' محمد بن اسحاق وابی معشر کے شمار میں اکسٹھ آدمی تھے اس لیے کہ محمد بن اسحاق وابوموسیٰ بن عقبہ (ابومعشر نے حارث ابن ہیشہ عم جبیر بن عتیک جو بنی معاویہ بن مالک میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا۔

خزرج اور بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے: یہ تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کا نام نجار (بڑھئی) صرف اس لیے رکھا گیا کہ انہوں نے بسولے سے ختنہ کیا تھا' ورنہ ان کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ تھا۔ ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ان کا نام نجار) اس لیے ہوا کہ انہوں نے ایک شخص کے منہ پر بسولہ مارا تھا۔

بنی نجار' بنی مالک بن نجار اور بنی غنم بن مالک بن نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے:

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

نام خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم تھا ان کی والدہ ام حسن بنت زید بن ثابت بن ضحاک بنی مالک بن نجار میں سے تھیں ان کی اولاد ختم ہوگئی ہمیں ان کے پسماندہ کا علم نہیں ہے۔

ابوایوب بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بروایت محمد بن اسحاق ومحمد ابن عمر رسول اللہ ﷺ نے ابوایوب ومصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب قبا سے مدینے کی طرف کوچ کیا تو آپ ابوایوب کے پاس اترے۔

ابوایوب بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' محمد بن سعد نے شعبہ سے روایت کی کہ میں نے الحکم سے پوچھا کہ ابوایوب علی رضی اللہ عنہ کی کسی جنگ میں موجود نہ تھے انہوں نے کہا کہ وہ ان کے ہمراہ حروراء میں موجود تھے۔

ابی ایوب الانصاری سے مروی ہے کہ وہ زمانہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں مجاہد بن کے نکلے۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ میں بیمار پڑا' مرض میں شدت ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو مجھے اٹھالینا اور جب تم لوگ دشمن کے مقابلے میں صف بستہ ہونا تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا' میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوایوب بدر میں شریک تھے' مسلمانوں کے جہاد میں اگر کسی ایک میں پیچھے رہ گئے تو دوسرے میں

ضرور شریک ہوئے سوائے ایک سال کے کہ لشکر پر ایک نوجوان سپہ سالار بنا دیا گیا تو وہ بیٹھ رہے اس سال کے بعد وہ افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا' مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا۔ مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ بیمار ہو گئے۔ لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھا' وہ ان کے پاس ان کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ ہاں میری حاجت ہے' جب میں مر جاؤں تو مجھے اونٹ پر سوار کرا کے جہاں تک گنجائش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا' جب گنجائش نہ پانا تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آ جانا' جب ان کی وفات ہوگئی تو اس نے انہیں سوار کیا اور جہاں تک گنجائش ملی دشمن کے ملک میں لے گیا اور دفن کر کے واپس آ گیا۔

ابوایوب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "انفروا خفافا وثقالا" (فوراً نکل پڑو چاہے ہلکے ہو یا بھاری' یعنی سامان کم ہو یا زیادہ۔ میں اپنے آپ کو تو سبکبار پاتا ہوں یا گراں بار)

اہل مکہ میں سے کسی شخص سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ جس وقت ابوایوب کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ لوگوں سے میرا اسلام کہنا لوگوں کو چاہیے کہ مجھے لے جائیں' اور جتنا دور کر سکیں کر دیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا تھا یزید نے لوگوں سے بیان کر دیا' لوگوں نے مانا' ان کے جنازے کو جس قدر لے جا سکتے تھے لے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۵۲ھ میں جس سال یزید بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت میں قسطنطنیہ کی جنگ کی اسی سال ابوایوب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ان پر یزید بن معاویہ نے نماز پڑھی' ان کی قبر روم میں قلعہ قسطنطنیہ کی بنیاد میں ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اہل روم ان کی قبر کی حفاظت اور مرمت کرتے جب قحط ہوتا تو اس کے توسل سے استسقا کرتے تھے۔

حضرت ثابت بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن خنساء بن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم ان کی ایک لڑکی دبیہ تھی اس کی والدہ ام بنت عمر بن معاویہ بن مرہ میں سے تھیں اس لڑکی سے یزید بن ثابت بن الضحاک برادر زید بن ثابت نے نکاح کیا جن کے بعد بنی مالک بن النجار میں سے کسی نے عقد کر لیا ان سے عمارہ پیدا ہوئے ثابت بن خالد کی نسل ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔ ثابت بدر و احد میں موجود تھے۔

حضرت عمارۃ بن حزم رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم جو عمرو بن حزم کے بھائی تھے ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت ابی انس بن سنان بن وہب ابن لوذان بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

عمارہ کی اولاد میں مالک تھے جو لاولد مر گئے ان کی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن عدی بن النجار میں سے تھیں' مالک کے اخیافی بھائی یزید و زید فرزندان ثابت بن الضحاک بن زید بنی مالک ابن النجار میں سے تھے۔

عمارہ بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر' عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ (جناب نبوی میں بمقام مکہ مکرمہ) حاضر ہوئے تھے۔

عمارہ بن حزم اور اسعد بن زرارہ و عوف بن عفراء جس وقت اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے اصنام توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن حزم و محرز بن نضلہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا عمارہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے غزوہ فتح میں بنی مالک بن النجار کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا۔ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مرتدین کی جانب بھی روانہ ہوئے تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں بزمانہ خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سراقہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم ان کی والدہ عمیرہ بنت نعمان بن زید بن لبید بن خداش بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔

سراقہ کی اولاد میں زید تھے جو قادسیہ میں جنگ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے سعدیٰ جوام حکیم تھیں ان دونوں کی والدہ ام زید بنت سکن بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن الخزرج تھیں نائلہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابومعشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سراقہ کے نسب میں اسی طرح عبدالعزیٰ بن غزیہ کہتے تھے۔ بروایت ابراہیم بن سعد محمد بن اسحاق سے عبدالعزیٰ بن عزرہ مروی ہے اور بروایت ہارون بن ابی عیسیٰ محمد بن اسحاق سے عبدالعزیٰ بن عزرہ مروی ہے دونوں روایتیں غلط ہیں عبدالعزی بن غزیہ ہی صحیح ہے۔

سراقہ بن کعب بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ان کی والدہ جعدہ بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم تھیں۔

حارثہ کی اولاد میں عبداللہ و عبدالرحمٰن تھے سودہ عمرہ اور ام ہشام مبایعات میں سے تھیں ان کی والدہ ام خالد بنت یعیش بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

ام کلثوم ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔

امۃ اللہ ان کی والدہ بنی جندع میں سے تھیں۔

ابو حارثہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی حارثہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

حارثہ نے کہا کہ میں نے زندگی بھر میں دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ایک تو یوم الصورین میں جس وقت رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ہمارے پاس سے گزرے انہوں نے ہمیں مسلح ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے موضع الجنائز کے دن جس وقت ہم لوگ حنین سے واپس آئے میں اس حالت میں گزرا کہ وہ نبی ﷺ سے باتیں کر رہے تھے میں نے سلام نہیں کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ اے محمد ﷺ یہ کون ہیں فرمایا حارثہ بن نعمان انہوں نے کہا کہ کیا یہ یوم حنین میں ان سو صابروں میں سے نہیں ہیں جن کے جنت میں رزق کا اللہ کفیل ہے اگر یہ سلام کرتے تو ہم انہیں ضرور جواب دیتے۔

محمد بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ بن النعمان کی نظر جاتی رہی تھی انہوں نے اپنی جانماز سے حجرے کے دروازے تک ایک ڈورا باندھ دیا تھا۔ پاس ایک ٹوکری رکھ لی تھی جس میں کھجوریں وغیرہ تھیں۔ جب کوئی مسکین سلام کرتا تو وہ ان کھجوروں سے لیتے' ڈورا پکڑ کر دروازے تک آتے اور مسکین کو دیتے' گھر والے کہتے کہ ہم آپ کے لیے کافی ہیں۔ جواب دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارثہ بن النعمان کے مکانات مدینے میں نبی ﷺ کے مکانات کے قریب تھے جب نبی ﷺ اپنے گھر والوں سے بات کرتے تو حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ ایک مکان کے بعد دوسرے مکان سے منتقل ہو جاتے' نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کا اپنے مکانات سے ہمارے لیے منتقل ہونا شرمندہ کرتا ہے' حارثہ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی' ان کی اولاد باقی ہے۔ ایک ابوالرجال تھے کہ نام محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حارثہ بن نعمان تھا' ابوالرجال کی والدہ عمرو بنت عبدالرحمٰن ابن سعد بن زرارہ بنی نجار میں سے تھیں۔

حضرت سلیم بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن قہد' قہد کا نام خالد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم تھا۔ ان کی والدہ ام سلیم بنت خالد بن طعمہ بن سحیم الاسود بنی مالک بن النجار میں سے تھیں' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر تھے وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی کوئی اولاد باقی نہ تھی ان کے بھائی قیس بن قیس بن قہد کی اولاد باقی تھی بعض لوگ سلیم کے بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے انہیں سلیم کی طرف منسوب کرتے تھے سلیم کی بھی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سہل بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم' سہل بن رافع کے بھائی تھے' یہی دونوں اس میدان کے مالک تھے جس میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر کی گئی دونوں اپنے آپ کو ابوامامہ اسعد بن زرارہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی سلول (منافق) نے کہا کہ محمدؐ نے مجھے سہل وسہیل یعنی انہیں دونوں کے میدان سے نکال دیا' سہل بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ سہل سہیل کی والدہ زغیبہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

سہیل بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے ان کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اولاد باقی نہ رہی' نیز عائذ بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد مر گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

سیدنا مسعود بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم' ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بنی مالک بن النجار میں سے تھیں اور مبایعات میں سے تھیں۔

مسعود بن اوس کی اولاد میں سعد وام عمر تھیں ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت اسلم بن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث اوس میں سے تھیں محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا۔

بروایت محمد بن اسحاق وابو معشر' مسعود بن اوس بن اصرم بن زید ہے ان دونوں نے زید کو اوس کا والد نہیں بیان کیا۔ جیسا کہ محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ نے کیا۔

مسعود بن اوس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے وفات خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی ان کی اولاد باقی نہ تھی۔

ان کے بھائی:

حضرت ابوخزیمہ بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم' ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود ابن قیس بن عمرو بن زید تھیں' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی اولاد باقی نہ بچی اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد بھی وفات پا گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت رافع بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم' محمد بن عمر نے سواد کو اسی طرح کہا ہے عبداللہ ابن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ اسود بن زید بن ثعلبہ بن غنم تھے۔

رافع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا رافع بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں' وہ عفراء کی طرف منسوب تھے۔ معاذ بن حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی والدہ حبیبہ بنت قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں' ظفر کا نام کعب بن الخزرج بن عمرو تھا اور وہ النبیت بن مالک بن اوس تھے۔

حارث' عوف' سلمیٰ' یہی سلمہ ام عبداللہ تھیں' اور رملہ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سبرہ بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

ابراہیم و عائشہ ان دونوں کی والدہ ام عبداللہ بنت نمیر بن عمرو بن علی جہینہ سے تھیں۔

سارہ' ان کی والدہ ام ثابت تھیں جو رملہ بنت الحارث بن ثعلبہ ابن الحارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ روایت کی جاتی ہے کہ معاذ بن الحارث اور رافع ابن مالک الزرقی وہ پہلے انصار ہیں جو مکے میں اسلام لائے ان آٹھ آدمیوں میں ان کا شمار ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے اور ان چھ آدمیوں میں یہ شامل ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار ہیں جو مکے میں رسول اللہ ﷺ سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے ان سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔

معاذ بن الحارث بالاتفاق سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن الحارث بن عفراء اور معمر بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی آج ان کی پسماندہ اولاد ہے۔

ان کے بھائی:

سیدنا معوذ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں' معوذ کی اولاد میں ربیع بنت معوذ تھیں ان دونوں کی والدہ ام یزید بنت قیس بن زعوراء ابن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر میں شریک تھے یہ وہی تھے کہ خود اور ان کے بھائی عوف بن الحارث نے ابوجہل کو مارا یہاں تک کہ ان دونوں نے اس کو ٹھہرا دیا۔ ابوجہل لعنہ اللہ نے اسی روز ان دونوں کی طرف پلٹ کر دونوں کو قتل کر دیا ابوجہل بھی چت گر پڑا' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے مار ڈالا معوذ بن الحارث کے بھی کوئی اولاد نہ بچی۔

ان دونوں کے بھائی:

حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سعد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

انہیں ان چھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے بروایت محمد بن عمر وہ دونوں عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے بروایت محمد بن اسحاق وہ عقبہ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ قدمبوس ہوئے۔

ابومعشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق وہ اور ان کے دونوں بھائی معوذ و معاذ رضی اللہ عنہما بدر میں شریک ہوئے' محمد بن اسحاق ان میں ایک اضافہ کرتے تھے' وہ انہیں چار بھائی بتاتے تھے جو بدر میں حاضر ہوئے وہ ان میں رفاعہ بن حارث بن رفاعہ کو بھی ملاتے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

عوف بن حارث بھی جنگ بدر میں شہید ہوئے ابوجہل بن ہشام نے بعد اس کے کہ اسے اور ان کے بھائی معوذ فرزندان حارث نے تلوار مار کے ٹھہرا دیا' قتل کر دیا' عوف کے باقی ماندہ اولاد ہے۔

محمد بن سیرین سے قتل ابوجہل کے بارے میں مروی ہے کہ فرزندانِ عفراء نے اسے قتل کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پورے طور پر مار ڈالا۔

سیدنا نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھیں وہ نعیمان تصغیر نعمان تھے۔

نعمان کی اولاد میں محمد و عامر و سبرہ و لبابہ و کبشہ و مریم و ام حبیب و امۃ اللہ تھیں کہ سب متفرق ام ولد سے تھیں' حکیمہ اور ان کی والدہ بنی سہم میں سے تھیں' صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ نعیمان عقبہ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے' بدر و احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ شراب خواری کے بارے میں نعیمان یا فرزند نعیمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے انہیں تازیانے مارے پھر لایا گیا آپ نے انہیں پھر تازیانے مارے پھر لایا گیا آپ نے انہیں پھر تازیانے مارے چار یا پانچ مرتبہ' ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کس قدر زیادہ شراب پیتا ہے اور اسے کس قدر زیادہ تازیانے مارے جاتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو وہ اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے ایوب بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نعمان کے لیے سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتے ہیں' محمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عمرو زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

سیدنا عامر بن مخلد رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن سواد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عمارہ بنت خنساء ابن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں' بدر و احد میں حاضر ہوئے' ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں جنگ احد میں شہید ہوئے ان کی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن خلدہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی اولاد میں عبدالرحمٰن و عمیرہ تھیں جن کی والدہ سعاد بنت قیس بن مخلد بن حارث بن سواد بن مالک ابن غنم تھیں' ام عون بنت عبداللہ' ان کی والدہ کو ہم نہیں جانتے۔

عبداللہ بن قیس بدر و احد میں شریک تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے' محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید نہیں ہوئے۔ وہ زندہ رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام مشاہد میں رہے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی ان کی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن سواد ابن مالک بن غنم' بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری بدر میں حاضر تھے' موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن اسحاق نے جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انہیں نوفل بن معاویہ الدیلی نے قتل کیا یہ واقعہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا' ان کی پس ماندہ اولاد ہے۔

ان کے فرزند:

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔

بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری' قیس بدر میں شریک تھے' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا' یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی پسماندہ اولاد نہیں ہے ان کے بھائی عبداللہ بن عمرو ابن قیس کی باقی ماندہ اولاد ہے' عبداللہ کی کنیت ابوابی تھی' ان کی باقی اولاد بیت المقدس ملک شام میں ہے۔

ثابت بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن عمرو ابو معشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں حاضر تھے' محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے' یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حلفائے بنی غنم بن مالک بن النجار:

حضرت عدی بن ابی الرغباء رضی اللہ عنہ:

ابوالرغباء کا نام سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل ابن سعد بن عدی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس تھا یہ جہینہ میں سے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبس بن عمرو الجہنی کے ساتھ ان کو مخبر بنا کے بھیجا کہ قافلے کی خبر دریافت کریں' یہ دونوں وارد بدر ہوئے انہیں معلوم ہوا کہ قافلہ گذر گیا اور ان سے بچ گیا تو واپس آ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

عدی بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی' ان کی اولاد باقی نہیں ہے۔

حضرت ودیعہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن جراء بن یربوع بن ملحیل بن عمرو بن غنم بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے بھی اسی طرح کہا' ابو معشر نے کہا کہ وہ رفاعہ بن عمرو بن جراء تھے جو بدر و احد میں شریک ہوئے۔

حضرت عصیمہ رضی اللہ عنہ:

اشجع کے حلیف تھے' محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو عبداللہ ابن محمد بن عمارۃ الانصاری نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ:

حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے مروی ہے کہ ابوالحمراء مولائے حارث بن رفاعہ بدر میں تھے۔ داؤد بن الحصین سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے' محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالحمراء احد میں بھی شریک تھے۔

کل تئیس آدمی:

بنی عمرو بن مالک بن النجار اور بنی معاویہ بن عمرو فرزندان حدیلہ' حدیلہ ان کی والدہ تھیں:

سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' کنیت ابوالمنذر اور والدہ صہیلہ بنت الاسود بن حرام بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھیں۔

ابی بن کعب کی اولاد میں طفیل و محمد تھے ان کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبدنہم قبیلہ دوس میں سے تھیں ام عمرو بنت ابی' ہمیں معلوم نہیں کہ ان کی والدہ کون تھیں۔

بہ اتفاق رواۃ ابی بن کعب عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے ابی اسلام کے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی کتابت جانتے تھے' حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ ابی کو قرآن سنائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب و طلحہ بن عبیداللہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا لیکن محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا ابی بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب متوسط قامت نہ پست قد نہ دراز قد تھے۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کا رنگ سفید تھا ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے کسی نے جس کا نام جابر یا جو یبر تھا کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی خلافت میں حاجت طلب کی' ان کے پہلو میں ایک شخص تھا جس کا سر اور کپڑے سفید تھے' اس نے کہا کہ دنیا میں ہماری کفایت اور آخرت تک کا ہمارا توشہ ہے اور اسی میں ہمارے وہ وہ اعمال ہیں جن کی ہمیں آخرت میں جزا دی جائے گی' عرض کی یا امیر المومنین یہ کون ہے' فرمایا کہ یہ سید المسلمین (مسلمانوں کے سردار) ابی بن کعب ہیں۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب کو دیکھا ہے ان کی داڑھی اور سر کا رنگ سفید تھا۔ عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا تو ایک سفید سر اور داڑھی والے شخص کے پاس بیٹھ گیا جو ابی بن کعب تھے۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو کیا عذر ہے جو مجھے عامل نہیں بناتے' فرمایا کہ میں تمہارے دین کا آلودہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلا کے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن سناؤں انہوں نے عرض کی کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے۔ ابی فرط مسرت سے رونے لگے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پھر آپ نے انہیں سورۂ لم یکن سنائی۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ قرآن آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے۔ تمیم الداری اسے سات رات میں ختم کرتے تھے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم قرآن کو آٹھ دن میں پڑھتے ہیں۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں تو قرآن آٹھ شب میں پڑھتا ہوں۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں کج خلقی تھی میں نے ان سے کہا کہ اے ابوالمنذر اپنی جانب سے میرے لیے نرمی کیجئے کیونکہ میں تو صرف آپ سے فائدہ حاصل کرتا ہوں۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اے' برادرزادے کیا ایسا ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں' فرمایا تو اس وقت ہم سے الگ رہو' جب تک ایسا ہو' جب ہوگا تو ہم تمہارے لیے اپنی رائے سے اجتہاد کریں گے۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے کہا۔ اے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ ہم تو دور سے آپ کے پاس بامید حدیث آتے ہیں کہ آپ ہمیں تعلیم دیں گے مگر آپ ہمارے معاملے کو ذلیل سمجھتے ہیں گویا ہم لوگ آپ کے نزدیک ذلیل ہیں فرمایا واللہ اگر میں اس جمعہ تک زندہ رہا تو اس دن میں ایک ایسی بات کہوں گا کہ میں پرواہ نہ کروں گا کہ تم لوگ اس پر مجھے زندہ رہنے دو یا قتل کر دو۔

جب روز جمعہ ہوا تو میں مدینہ منورہ آیا اہل مدینہ کو دیکھا کہ بعض گلیوں میں ایک دوسرے کے پاس دوڑتے پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ کسی نے پوچھا: کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو' میں نے کہا نہیں اس شخص نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا میں نے کہا کہ آج کے مثل میں نے اس شخص سے زیادہ چھپانے میں کسی کو نہیں دیکھا۔

عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں گرد و باد کے دن مدینے آیا تو بعض لوگ بعض کے پاس دوڑ رہے تھے' پوچھا یہ کیا ہوا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ بعض کے پاس دوڑتے ہیں' لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو۔ میں نے کہا نہیں لوگوں نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔

جندب بن عبداللہ البجلی سے مروی ہے کہ میں طلب علم میں مدینے آیا۔ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا۔ وہاں لوگوں کے حلقے تھے جو باتیں کر رہے تھے میں بھی حلقوں میں جانے لگا ایک حلقے میں آیا جس میں ایک دبلا پتلا آدمی تھا بدن پر دو چادریں تھیں' گویا سفر سے آیا ہے۔

میں نے اسے کہتے سنا کہ رب کعبہ کی قسم اصحاب العقدہ (صاحب جائداد واملاک) ہلاک ہو گئے مجھے ان پر افسوس نہیں' میرے خیال میں اس نے کئی مرتبہ یہی کہا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اس سے جو کچھ دریافت کیا گیا بیان کیا۔ پھر کھڑا ہوا اور چلا گیا' اس کے جانے کے بعد میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ سید المسلمین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

میں ان کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ اپنے مکان پر آئے' نہایت خستہ حالت میں ایک پرانے مکان میں رہتے تھے' مرد زاہد اور دنیا سے کنارا کش ان کے مشابہ تھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ مجھ سے دریافت کیا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا کہ اہل عراق میں سے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عراق بہت سوال کرنے والے ہیں۔

جب انہوں نے یہ کہا تو میں غضب ناک ہو گیا اور دو زانو بیٹھ کے اپنے ہاتھ اس طرح اٹھائے (انہوں نے منہ کے آگے ہاتھ اٹھا کے بتایا) پھر میں قبلہ رخ ہو گیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے آگے ان کی شکایت کرتے ہیں ہم لوگ اپنا خرچ کرتے ہیں اپنے بدن کو تھکاتے ہیں اور طلب علم کے لیے اپنی سواریوں کو سفر کراتے ہیں پھر جب ان لوگوں سے ملتے ہیں تو یہ ہم سے ترش روئی کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں۔

ابی روئے اور مجھے راضی کرنے لگے کہنے لگے کہ تم پر افسوس ہے میں اس جگہ نہیں گیا' میں اس جگہ نہیں گیا (جہاں تم پہنچ گئے یعنی میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم سمجھ گئے) پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے جمعہ تک زندہ رکھا تو میں ضرور ضرور وہ بیان کر دوں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا بھی خوف نہ کروں گا۔

جب انہوں نے کہا تو میں ان کے پاس سے واپس آیا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا' پنجشنبہ ہوا تو اپنی کسی ضرورت سے نکلا اتفاق سے رستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے کوئی راستہ ایسا نہ ملتا تھا کہ لوگ بھرے ہوئے نہ ہوں میں نے کہا کہ لوگوں کی یہ کیا حالت ہے' لوگوں کہا کہ ہم تمہیں مسافر سمجھتے ہیں میں نے کہا بے شک' لوگوں نے کہا کہ سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہو گئی۔

جندب نے کہا کہ پھر میں عراق میں ابو موسیٰ سے ملا ان سے ابی کی حدیث بیان کی' انہوں نے کہا ہائے افسوس' کاش وہ اتنا زندہ رہتے کہ تم ہمیں ان کا کلام پہنچاتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ احادیث وفات ابی کے بارے میں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی جیسا کہ میں نے ان کے اعزا کو اور اپنے ایک سے زائد اصحاب کو کہتے سنا کہ ۲۲ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ میں نے ان لوگوں سے بھی سنا ہے کہ جو کہتے تھے کہ ان کی وفات ۳۰ھ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی تھی ہمارے نزدیک تمام اقوال میں یہی سب سے زیادہ ثابت ہے اس لیے کہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے میں قریش اور انصار کے بارہ آدمیوں کو جمع کیا جن میں ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

حضرت انس بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام اناس بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ کے انصار میں سے تھیں وہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی' یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انس بن معاذ بدر و احد میں شریک تھے ان کے ہمراہ احد میں ان کے حقیقی بھائی ابو محمد بھی حاضر تھے جن کا نام ابی بن معاذ تھا' دونوں کے دونوں غزوۂ بیر معونہ میں بھی تھے اور اسی روز دونوں شہید ہوئے۔

بنی مغالہ کہ بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھے:

حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر کے بھائی اور شداد بن اوس کے والد تھے' اوس بن ثابت کی والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں' ثابت بن المنذر اپنے والد کے بعد سخطی کے دوسرے شوہر تھے' اسلام سے پہلے عرب ایسا کرتے تھے اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ باتفاق رواۃ اوس ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن ثابت اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن اسحاق نے بھی اسی طرح کہا' محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن ثابت بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' بیت المقدس میں ان کی باقی اولاد ہے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے' محمد بن عمر کو یہ نہیں معلوم ہوا۔

ان کے بھائی:

حضرت ابو شیخ ابی بن ثابت رضی اللہ عنہ:

نام ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو مالک بن النجار تھا' والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں وہ اور اوس بن قیس بن عمرو النجار کی خالہ کے اور سماک بن ثابت کی خالہ کے بیٹے تھے' سماک بن ثابت بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے' ابو شیخ بدر و احد میں شریک تھے جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے ماہ صفر میں ہوئی تھی' ان کی اولاد باقی نہ رہی۔

ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ:

نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو ابن مالک بن النجار تھا ان کی والدہ عبادہ بن

مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں ابوطلحہ کی اولاد میں عبداللہ وابوعمیر تھے' ان دونوں کی والدہ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بنی النجار تھیں۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ نام زید تھا انہیں نے یہ شعر کہا ہے:

انا ابو طلحه واسمي زيدٌ وكل يوم في سلاحي صيدٌ

''میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے۔ ہر روز میرا ہتھیار شکار کرتا ہے!''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ ابوطلحہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبویؐ ہوئے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ اور ارقم بن الارقم المخزومی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ میں احد میں اپنا سر اٹھا کے دیکھنے لگا' قوم میں سے کسی کو نہ دیکھا جو نیند کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے نہ ہو گیا ہو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے کہا کہ یوم احد میں میں بھی ان لوگوں میں تھا جن پر نیند نازل کی گئی یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی مرتبہ گری۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ہزار آدمی سے بہتر ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم حنین میں فرمایا کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا اسباب اسی قاتل کے لیے ہے ابوطلحہ نے اس روز بیس آدمیوں کو قتل کیا اور سب کا سامان لے لیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں جب سر منڈوایا تو آپ نے اپنی داہنی جانب سے شروع کیا' انہوں نے کہا کہ اس طرح' اور ان بالوں کو آپ نے لوگوں میں تقسیم فرما دیا ہر شخص کو ایک یا دو بال یا اس سے کم یا زیادہ پہنچے' اپنی بائیں جانب بھی اسی طرح فرمایا' پھر فرمایا کہ ابوطلحہ کہاں ہیں وہ سب بال آپ نے انہیں دے دیئے' محمد نے کہا کہ میں نے عبیدہ سے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ آل انس کے پاس موجود ہے' عبیدہ نے کہا کہ اس میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا روئے زمین کے تمام سونے چاندی سے زیادہ پسند ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ نے سر منڈایا' سب سے پہلے جس نے کھڑے ہو کے آپ کے بال لیے وہ ابوطلحہ تھے پھر اور لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی لیے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے پاس آئے آپ نے ان کے بیٹے کو جن کی کنیت ابوعمیر تھی غمگین دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب انہیں دیکھتے تو مزاح فرماتے' فرمایا مجھے کیا ہوا اے عمیر کہ تمہیں غمگین دیکھتا ہوں' لوگوں نے عرض کی' یا رسول اللہ ان کی وہ چڑیا مر گئی جس سے یہ کھیلا کرتے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: ابا عمیر ما فعل النغیر (اے ابوعمیر چڑیا کیا ہوئی)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں روزہ کثرت سے رکھا کرتے تھے'

انہوں نے آپ کے بعد سوائے سفر یا بیماری کے کبھی روزہ ترک نہیں کیا' یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس سال تک برابر روزہ رکھتے رہے' سوائے عید فطر واضحیٰ یا بیماری کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم احد میں ابوطلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیراندازی کررہے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آڑ میں تھے' وہ تیرانداز تھے' جب اپنا سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ ان کا تیر کہاں گرا تو ابوطلحہ بھی اپنا سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے اسی طرح (دیکھتے رہیے) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کوئی تیر نہیں لگے گا' میرا سینہ آپ کے سینے کے آگے ہے' ابوطلحہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ میں طاقتور ہوں' اپنی ضروریات میں مجھے بھیجا کیجئے اور آپ جو چاہیں مجھے حکم دیا کیجئے۔ انس سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے لقوہ کی وجہ سے اپنے بھی داغ لیا اور انس کو بھی داغ دیا۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر میں میں (اونٹ پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ متوسط قامت کے اور گندم گوں رنگ کے تھے ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔ وفات ۳۴ھ میں مدینے میں ہوئی' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی وہ اس روز ستر برس کے تھے' اہل بصرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دریائی سفر کیا' اسی میں ان کی وفات ہوگئی لوگوں نے انہیں کسی جزیرے میں دفن کردیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿انفروا خفافا و ثقالا﴾ تم لوگ جہاد میں جاؤ تھوڑے سامان کے ساتھ یا بہت سے سامان کے ساتھ تو انہوں نے کہا کہ میری رائے میں ہمارا رب ہمارے بوڑھوں اور جوانوں کا (راہ خدا میں) سفر چاہتا ہے۔ اے لڑکو! مجھے سامان دو' مجھے سامان دے دو' ان کے لڑکوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ اب ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ مجھے سامان دے دو' وہ دریا میں سوار ہوئے' پھر اُن کی وفات ہوگئی' لوگوں کو سات دن سے پہلے (دفن کے لیے) کوئی جزیرہ نہ ملا (سات دن کے بعد جب جزیرہ ملا) تو لوگوں نے انہیں دفن کیا' ان میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا' جسم بالکل صحیح وسالم تھا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مدینے اور بصرہ میں ابوطلحہ کی بقیہ اولاد تھی عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ آل ابی طلحہ اور آل نبیط بن جابر اور آل عقبہ بن کدیم سوائے بنی مغالہ و بنی عدیلہ کے باہم وارث ہوتے تھے۔

کل تین اصحاب: بنی مبذول میں سے کہ عامر بن مالک بن النجار تھے:

حضرت ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول' وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔ ان کی والدہ کبشہ بنت ثابت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار حسان بن ثابت شاعر کی بہن تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں ام ثابت تھیں' ان کی والدہ کبشہ بنت مالک ابن قیس بن محرث بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار تھیں۔ ثعلبہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی ان کی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ثعلبہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہو گئے۔

حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول' کنیت ابوسعد تھی' ان کی والدہ تماضر بنت عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قیس عیلان میں سے تھیں۔

حارث بن الصمہ کی اولاد میں سعد تھے جو جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقتول ہوئے ان کی والدہ ام الحکیم خویلہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم اوس میں سے تھیں۔

ابوالجہیم بن الحارث' جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور آپ سے روایت کی ہے ان کی والدہ عقیلہ بنت کعب بن قیس بن عبید ابن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن الصمہ اور صہیب بن سنان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ حارث بن الصمہ بدر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب روانہ ہوئے الروحاء پہنچے تو تھک گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے واپس کر دیا غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا' وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں حاضر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد میں شریک تھے' اس روز جب کہ لوگ بھاگے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی کو قتل کیا اور اس کا اسباب لیا' جو زرہ اور خود اور عمدہ تلوار تھی اس روز ہم نے سوائے ان کے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے اسباب چھین لیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے (عثمان بن عبداللہ کو) ہلاک کیا۔ یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میرے چچا کیا ہوئے' حمزہ کیا ہوئے' حارث بن الصمہ ان کی تلاش میں نکلے' دیر کی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ حارث رجز پڑھتے تھے اور یہ شعر کہتے تھے۔

یارب ان الحارث بن الصمه کان رفیقا وبنا ذا ذمه

''اے پروردگار حارث بن الصمہ' رفیق تھا اور ہمارا ذمہ دار تھا۔

قد ضل فی مهامةٍ مهمه یلتمس الجنة فیما ثمه

جو خطرناک مقام میں مارا مارا پھرتا ہے۔ جہاں وہ جنت تلاش کرتا ہے''۔

یہاں تک کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حارث کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو بھی پایا اور حمزہ کو مقتول پایا۔ دونوں نے واپس آ کر نبی

ﷺ کو خبر دی‘ حارث جنگ بیر معونہ میں بھی شریک تھے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوئی‘ وہ اسی روز شہید ہوئے آج حارث بن الصمہ کی اولاد مدینے اور بغداد میں ہے۔

حضرت سہل بن عتیک رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول‘ ان کی والدہ جمیلہ بنت علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں۔ سہل کے ایک بھائی تھے جن کا نام حارث بن عتیک تھا‘ ان کی کنیت ابوخزم تھی‘ وہ بدر میں حاضر نہ تھے‘ ان والدہ بھی جمیلہ بنت علقمہ تھیں جو سہل کی والدہ تھیں۔ تنہا ابومعشر سہل بن عبید کہتے تھے حالانکہ یہ ان کی یا ان کے راوی کی خطا ہے۔

سہل بن عتیک بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے‘ سہل بن عتیک بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی ان کے بھائی ابوخزم جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے‘ انہوں نے بھی نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی۔

تین آدمی: عدی بن النجار:

حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کی والدہ ام حارثہ تھیں نام ربیع بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام ابن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم انس بن مالک بن النضر کی پھوپھی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حارثہ بن سراقہ اور السائب بن عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارثہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ اور اسی روز شہید ہوئے حبان بن العرقہ نے تیر مارا جوان کے حلق میں لگا اور انہیں قتل کیا‘ حارثہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر میں حارثہ بن سراقہ دیکھنے کے لیے نکلے ان کے پاس ایک تیر آیا جس نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کی والدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو حارثہ سے میرا تعلق معلوم ہے‘ اگر وہ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں ورنہ آپ کی جو رائے ہو وہ کروں‘ فرمایا اے والدہ حارثہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ اس کے افضل یا اعلیٰ فردوس میں ہیں۔

حضرت عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کنیت ابوحکیم تھی۔ والدہ ام حکیم بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار‘ انس بن مالک اور عمرو بن ثعلبہ کی پھوپی تھیں‘ عمرو بن ثعلبہ حارثہ بن سراقہ کی خالہ کے بیٹے تھے‘ عمرو کی اولاد میں حکیم تھے جن سے ان کی کنیت تھی‘ دوسرے عبدالرحمٰن تھے دونوں لاولد مر گئے‘ دونوں کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت محرز بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار‘ ان کی والدہ سعدیٰ بنت خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط ابن کعیب بن مالک بن حارثہ بن غنم بن السلم اوس میں سے تھیں اور سعد بن خیثمہ کی بہن تھیں۔

محرز کی اولاد میں اسماء اور کلثم تھے‘ ان کی والدہ ام سہل بنت ابی خارجہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں‘ محرز بدر میں شریک تھے ان کی وفات اس صبح کو ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد روانہ ہوئے‘ انہیں شرکائے احد میں شمار کیا جاتا ہے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کی والدہ زغیبہ بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ابی امامہ اسعد بن زرارہ کی بہن تھیں۔

سلیط کی اولاد میں ثبیتہ تھیں‘ ان کی والدہ نخیلہ بنت الصمہ بن عمرو ابن عتیک بن عمرو بن مبذول حارث بن الصمہ کی بہن تھیں۔

سلیط بن قیس اور ابو صرمہ جب اسلام لائے تو دونوں بنی عدی بن النجار کے بت توڑ رہے تھے سلیط بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے جنگ جسر ابی عبیدہ میں ۱۴ھ شہید ہوئے‘ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابو سلیط اسیرۃ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ان کا نام اسیرۃ بن عمرو تھا‘ عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی‘ ان کی والدہ آمنہ بنت اوس بن عجرہ تھیں بلی میں سے تھیں جو بنی عوف بن الخزرج کے حلیف تھے۔

ابو سلیط کی اولاد میں عبداللہ اور فضالہ تھے ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت حیہ بن ضمرہ بن الخیار بن عمرو بن مبذول تھیں۔

ابو سلیط بدر واحد میں شریک تھے‘ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عامر بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار‘ عامر کی اولاد میں ہشام بن عامر تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بصرے میں مقیم ہو گئے تھے ان کی والدہ بہراء میں سے تھیں۔ عامر بدر واحد میں شریک تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ثابت بن خنساء رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار‘ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی بروایت محمد بن عمر الاسلمی بدر میں شریک تھے کتاب نسب الانصار میں جو ہم نے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری سے لکھی ہے عمرو بن مالک بن عدی کے یہاں کسی نے ولادت نہیں پائی۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن زعور بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ان کی کنیت ابوزید تھی' لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔

قیس بن السکن کی اولاد میں زید اور اسحاق اور خولہ تھے' ان کی والدہ ام خولہ بنت سفیان بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم' ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن السکن بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوالاعور کعب ابن حارث رضی اللہ عنہ:

نام کعب بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا ان کی والدہ ام نیار بنت ایاس بن عامر بن ثعلبہ بلی میں سے تھے جو قبیلہ اوس کے بنی حارثہ بن الحارث کے حلفاء تھے۔ ابوالاعور بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ابوالاعور رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن ظالم بن عبس تھا' کعب کی جو کتابوں میں مذکور ہیں ابوالاعور کے چچا تھے' جو نسب نہیں جانتا تھا اس نے ان کا وہی نام رکھ دیا حالانکہ یہ غلطی ہے۔

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ:

ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا' ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔ بدر واحد اور بیر معونہ میں شریک تھے۔ بیر معونہ میں جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ ایسے آدمیوں کو بھیجئے جو ہمیں قرآن وحدیث کی تعلیم دیں' آپ نے انصار کے ستر آدمی بھیجے جو قاری کہلاتے تھے' ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے' یہ لوگ قرآن پڑھتے' رات کو باہم درس دیتے اور سیکھتے دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے' لکڑیاں جنگل سے چنتے اور بیچ کر اہل صفہ اور فقراء کے لیے غلہ خریدتے۔

نبی ﷺ نے انہیں لوگوں کو ان کے پاس بھیجا' ان لوگوں نے انہیں روکا اور منزل پہنچنے سے پہلے ہی سب کو قتل کر دیا' ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہماری نبی کو ہماری طرف سے پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے' ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔

انس کے ماموں حرام کے پاس ایک شخص پیچھے سے آیا اور نیزہ مارا جو ان کے پار ہو گیا حرام نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھائیوں سے فرمایا کہ تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے انہوں نے یہ کہا کہ اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے نبی کو پہنچا دے کہ ہم لوگ تجھ سے ملے ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ام سلیم کے بھائی حرام کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا' جب وہ لوگ آئے تو میرے ماموں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے امن دو تو میں تمہارے آگے آؤں تا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پہنچاؤں ورنہ تم لوگ مجھ سے قریب رہو' وہ آگے بڑھے ان لوگوں نے انہیں امن دے دیا جس وقت وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے تو انہوں نے کسی کو اشارہ کیا جس نے نیزہ مارا جوان کے پار ہو گیا انہوں نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا' وہ لوگ ان کے بقیہ ساتھیوں پر پلٹ پڑے اور قتل کر دیا سوائے ایک لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملے وہ ان سے راضی ہوا اور اس نے انہیں راضی کر دیا۔

انس نے کہا کہ ہم لوگ (قرآن میں) پڑھتے تھے: ﴿بلغوا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا﴾ (ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے' وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمیں راضی کر دیا) اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی' رسول اللہ ﷺ نے تیس صبحوں کو رعل وذکوان و بنی لحیان اور عصیہ کے لیے جنہوں نے اللہ کی اور رحمٰن کی نافرمانی کی تھی بددعاء کی۔

عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو اس قوم کے پاس آنا پسند ہو جنہوں نے مشاہدہ (جمال رب) کیا تو وہ ان لوگوں کے پاس آئے۔ ان کے بھائی:

حضرت سلیم بن ملحان رضی اللہ عنہ:

ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا۔ ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں' یہ دونوں زوجۂ ابوطلحہ والدۂ انس بن مالک ام سلیم بنت ملحان کے بھائی تھے ام حرام زوجہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھی بھائی تھے۔

سلیم بدر واحد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے' وہ اسی روز شہدائے انصار کے ساتھ شہید ہوئے یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' خالد بن زید بن حرام کی اولاد بھی تمام ہو چکی تھی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حلفائے بنی عدی بن النجار

حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ' بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے یہ وہی شخص ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے لاٹھی بھونکی' پھر انہیں دے دی اور فرمایا کہ انتقام لے لو' ایلیاء (بیت المقدس) میں ان کی بقیہ اولاد

بنی دینار بن النجار:

حضرت نعمان بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار ان کی والدہ سمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں۔

بدر واحد میں شریک تھے احد ہی میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت ضحاک بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار' ان کی والدہ بھی سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل تھیں۔

بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' نعمان وضحاک کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار' اولاد میں عبد الرحمٰن بن جابر تھے ان کی والدہ عمیرہ بنت سلیم بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں جابر بن خالد بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات اس حالت میں ہوئی کہ بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار' ان کی والدہ لیلیٰ بنت عبد اللہ بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم بنی الحبلی میں سے تھیں۔

کعب کی اولاد میں عبد اللہ اور جمیلہ تھیں' ان کی والدہ ام رباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں یہ نعمان وضحاک وقطبہ فرزندان عبد عمرو کی بہن تھیں۔

کعب بن زید بدر واحد و بیر معونہ میں شریک تھے اس روز وہ زخمی اٹھا کر لائے گئے خندق میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے' ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ ھ میں ہوا۔ کعب ابن زید کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سلیم بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار' نعمان وضحاک وقطبہ' فرزندان عبد عمرو بن مسعود' ان کی والدہ سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل کے ذریعہ سے اخیافی بھائی تھے' سلیم بن حارث کی اولاد میں حکیم وعمیرہ تھیں ان کی والدہ سہیمہ بنت ہلال بن وارم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

سلیم بن حارث بدر واحد میں شریک تھے احد میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت سعید بن سہیل رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا' نسب انصار میں بھی وہ سعید بن سہیل ہیں' لیکن محمد بن اسحاق وابومعشر نے کہا کہ وہ سعد بن سہیل تھے۔ بدر واحد میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کے کوئی اولاد نہ تھی ان کی ایک بیٹی ہزیلہ تھیں جو مر چکی تھیں۔

حلفائے بنی دینار بن النجار

حضرت بجیر بن ابی بجیر رضی اللہ عنہ:

بلی کے حلیف تھے اور کہا جاتا ہے کہ جہینہ کے حلیف تھے بنی دینار بن النجار کہتے تھے کہ وہ ہمارے مولیٰ تھے۔ بجیر بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' ان سب لوگوں کی اولاد ہلاک ہو چکی تھی سوائے سلیم بن حارث کی اولاد کے۔ جملہ سات آدمی:

بنی حارث بن الخزرج اور بنی کعب بن حارث بن الخزرج۔

سیدنا حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ ہزیلہ بنت عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

سعد کی اولاد میں ام سعد تھیں جن کا نام جمیلہ تھا وہ خارجہ بن زید بن ثابت بن ضحاک کی والدہ تھیں' جمیلہ کی والدہ عمرہ بنت حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار عمارہ وحزم فرزندان حزم کی بہن تھیں۔

تمام راوی متفق ہیں کہ سعد بن الربیع عقبہ میں موجود تھے' وہ بارہ نقباء میں سے ایک تھے' سعد جاہلیت میں بھی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے میں آئے تو آپ نے ان کے اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا' سعد انہیں اپنے گھر لے گئے' کھانا منگایا اور دونوں نے کھایا' انہوں نے ان سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں تم اللہ کی راہ میں میرے بھائی ہو' تمہارے کوئی عورت نہیں ہے' میں ایک کو چھوڑ دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو' انہوں نے کہا واللہ نہیں' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باغ چلو کہ اس کا آدھا حصہ میں تمہیں دے دوں' انہوں نے کہا نہیں اللہ تمہارے مال اور اہل وعیال میں برکت کرے' مجھے بازار کا راستہ بتا دو' وہ بازار گئے گھی اور پنیر خریدا اور فروخت کیا۔ مدینے کے کسی راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم بوس ہوئے بدن پر زردی کا دھبہ تھا' فرمایا ٹھہرو' عرض کی' یا رسول اللہ میں نے انصار کی لڑکی سے گٹھلی بھر سونے پر نکاح کیا ہے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری پر ہو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع بدر و احد میں شریک تھے' غزوۂ احد میں شہید ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی' عمرو بن ابی زہیر بن مالک کی اولاد بھی ہلاک ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے احد میں سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کو اس طرح دیکھا کہ ان کے بارہ نیزے لگے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی خبر کون لائے گا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں' وہ گیا اور مقتولین میں گھومنے لگا۔ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے' اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ تمہاری خبر لاؤں۔ انہوں نے کہا کہ خدمت نبویؐ میں جاؤ' میرا اسلام کہو اور خبر دو کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں جو قتل کی حد تک پار ہو گئے ہیں۔ قوم کو آگاہ کر دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ رہا تو ان کے لیے اللہ کے نزدیک کوئی عذر نہ ہوگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی انہیں زخموں سے وفات ہوگئی' اسی روز خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کی تو ان کے منادی نے مدینے میں ندا دی کہ احد میں جس کا کوئی شہید ہو تو وہ حاضر ہو لوگ اپنے شہدا کے پاس گئے انہوں نے ان کو اس طرح تر و تازہ پایا کہ کوئی تغیر نہ ہوا تھا' سعد بن الربیع اور خارجہ بن زید رضی اللہ عنہما کی قبر کنارے تھے وہ چھوڑ دی گئی' اور اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد سے تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں' ان کے باپ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ چچا نے مال لے لیا اور ان دونوں کے لیے کچھ نہ چھوڑا' واللہ ان کے لیے مال نہ ہوگا تو ان کی شادیاں نہ ہوں گی' فرمایا: اس معاملے میں اللہ فیصلہ کرے گا' اللہ نے آیت میراث نازل فرمائی' رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو دو ثلث دو ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

سیدنا خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' کنیت ابوزید تھی اور والدہ السیدہ بنت عامر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں زید بن خارجہ تھے' یہ وہی ہیں جن سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کی موت کے بعد کلام سنا گیا' حبیبہ بنت خارجہ جن سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا' ان سے ان کے یہاں ام کلثوم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ہزیلہ بنت عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں اور وہ دونوں سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے۔

خارجہ بن زید کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئی' زید بن ابی زہیر بن مالک کی بھی سب اولاد مر گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا' خارجہ بن زید بن ابی زہیر بالاتفاق سب کی روایت میں عقبہ میں آئے تھے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد

مواخات کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا' خارجہ بن زید بدر و احد میں شریک تھے' غزوۂ احد میں شہید ہوئے وہ نیزوں کی گرفت میں آ گئے۔ دس سے زائد زخم لگے ان کے پاس سے مروان بن امیہ گزرا اس نے انہیں پہچانا' اور حملہ کر کے قتل کر دیا پھر انہیں مثلہ کیا اور کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے بدر میں میرے باپ علی پر برانگیختہ کیا' یعنی امیہ بن خلف پر اب میں اس قابل ہوا کہ اپنا دل ٹھنڈا کروں جبکہ اصحاب محمدؐ کے منتخب لوگوں کو قتل کر لیا' میں نے ابن قوقل کو قتل کیا میں نے ابن ابی زہیر یعنی خارجہ بن زید کو قتل کیا اور میں نے اوس بن ارقم کو قتل کیا۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج' بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی' محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ ان کی کنیت ابو رواحہ تھی ممکن ہے کہ ان کی دونوں کنیتیں ہوں' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی وہ نعمان بن بشیر بن سعد کے ماموں تھے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانے میں لکھتے تھے' حالانکہ (اس زمانے میں) عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ بالاتفاق سب کی روایت میں عبداللہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے انصار کے بارہ نقباء میں سے ایک (نقیب تھے) بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر و عمرۂ قضاء میں شریک تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے اہل عالیہ کو اس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے آگے بھیج دیا تھا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمائی تھی۔ عالیہ بنی عمرو بن عوف وخطمہ ووائل (کی آبادی) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے بعد موعودہ غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو مدینے میں انہیں اپنا جانشین مقرر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر میں تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ اسیر بن رازم یہودی کی طرف بھیجا جس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ پھر انہیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر بھیجا' جہاں غزوۂ موتہ میں شہید ہونے تک برابر ان لوگوں کی پیداوار کا اندازہ کرتے رہے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا تھا انہوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونٹ پر داخل ہوئے آپ عصاء سے حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے۔ ہمراہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ (اشعار) کہہ رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله   نحن ضربنا كم على تاويله

ضربا يزيل الهام عن مقيله

''اے اولاد کفار آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم نے آپ کے رجوع کرنے پر تمہیں ایسی مار ماری جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے''۔

ہمارے اشیاخ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناقہ غضباء پر اس طرح طواف کیا' کہ آپ کے پاس ایک عصاء تھا۔ جب آپ حجر اسود پر سے گزرتے تھے اس سے مس کر کے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے عبداللہ بن رواحہ رجز پڑھتے تھے کہ۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ خلوا فان الخیر مع رسولہ

قد انزل الرحمٰن فی تنزیلہ ضرباً یزیل الھام عن مقیلہ

ویذھل الخیل عن خلیلہ

''اے اولاد کفار آپ کا راستہ خالی کر دو' کیونکہ خیر اس کے رسول کے ساتھ ہے' اللہ نے قرآن میں نازل کر دی ہے۔ ایسی مار جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے۔ اور دوست سے دوست کو بھلا دے''۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اترو اور ہمارے اونٹوں کو حرکت دو۔ (یعنی رجز پڑھو) عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ کلام (یعنی رجز کہنا) ترک کر دیا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سنو اور اطاعت کرو' اور یہ کہتے ہوئے (اپنے اونٹ سے اترے)۔

یارب لو لا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا و لا صلینا

''اے پروردگار! اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ راستہ نہ پاتے۔ نہ تو خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سکینۃً علینا وثبت الا قدام ان لا قینا

ان الکفار قد بغوا علینا

ہم پر سکینہ (سکون و اطمینان) نازل فرما۔ اور جب ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ کیونکہ کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے''۔

وکیع نے کہا کہ دوسرے راوی نے اتنا اور اضافہ کیا۔ ع

وان ارادوا فتنۃً ابینا۔ (جب انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا)۔

راوی نے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اللہ ان پر رحمت کر' اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (رحمت) واجب ہوگئی۔ محمد بن عبید کی حدیث میں یہ ہے: ع' اللھم لو لا انت ما اھتدینا. (اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے صرف عمرۂ قضاء میں ۷ ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔

مدرک بن عمارہ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے' اصحاب میں سے کچھ لوگ کنارے پر تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پکارا کہ اے عبداللہ بن رواحہ! اے عبداللہ بن رواحہ! مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا ہے' میں آپ کی طرف گیا تو آپ نے فرمایا' یہاں بیٹھو' میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا' فرمایا جب تم شعر کہنا چاہتے ہو تو کیونکر کہتے ہو۔ گویا آپ اس سے تعجب فرما رہے تھے عرض کی: غور کر لوں تو

کہوں (یعنی کوئی کلام موزوں کرلوں تو سناؤں) فرمایا مشرکین ہی کو اختیار کرنا' حالانکہ میں نے کچھ تیار نہ کیا تھا' پھر غور کیا اور یہ شعر سنائے۔

خبرونی اثمان العباء متی کنتم بطاریق او دانت لکم مُضَر

''یعنی اے اثمان عباء (عباء کی قیمتو) مجھے اس وقت کی خبر دو جب تم لوگ بطریق (پادری) تھے یا قبیلہ مضر کے لوگ تمہارے نزدیک رہتے تھے''۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے کلام کو ناپسند فرمایا اس لیے کہ میں نے آپ کی قوم کو اثمان عبا کر دیا تھا پھر عرض کی۔

یاھاشم الخیران اللّٰہ فضلکم علی البریۃ فضلاً مالہ غیر

''اے ہاشم خیر' اللہ نے تم کو مخلوق پر وہ فضیلت دی ہے جو تمہارے اغیار کے لیے نہیں ہے۔

انی تفرست فیك الخیر اعرفہ فراسۃً خالفتھم فی الذی نظروا

میں نے آپ کے اندر اپنی فراست سے خیر دریافت کرلی' جسے میں نے ایسی فراست سے دریافت کیا جو نظر کرنے والوں کے مخالف ہے۔

ولو سألت او استنصرت بعضھم فی جل امرك ما آووا ولا نصروا

اور اگر آپ طلب کریں ان میں سے کسی سے مدد چاہیں۔ کسی اپنے امر عظیم میں تو نہ وہ ٹھکانا دیں اور نہ مدد کریں'

فثبت اللّٰہ مآ اتاك ومن حسن تثبیت موسیٰ ونصرًا کالذی نصروا

اللہ نے جو نیکیاں آپ کو دیں انہیں اس طرح قائم رکھے۔ جس طرح موسیٰ کی اور ان کی مدد کی جن کی مدد کی گئی (قائم رکھی)''۔ آپ مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں بھی اللہ ثابت قدم رکھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الشعراء یتبعھم الغاوٗن﴾ (گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں) تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں انہیں (شعراء) میں سے ہوں۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت﴾ ختم آیت تک (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے)۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت فرمائی مگر وہ اپنے بستر سے نہ ہٹے' فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں' لوگوں نے عرض کی مسلم کا قتل شہادت ہے' فرمایا تب تو میری امت کے شہداء کم ہیں' قتل مسلم شہادت ہے' مرض شکم شہادت ہے' غرق شہادت ہے' جس عورت کو اس کا بچہ حمل میں قتل کر دے تو یہ بھی شہادت ہے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ ہائے پہاڑ' ہائے یہ' ہائے وہ اور ان کی خوبیاں شمار کرنے لگیں۔ جب افاقہ ہوا تو ابن رواحہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا (اس سے) سوائے

اس کے کہ مجھے کہا جائے کہ تم ایسے ہو (اور کیا فائدہ)۔

حسن سے مروی ہے کہ ابن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی عورتوں میں سے کسی نے کہا کہ ہائے پہاڑ ہائے عزت' ان سے کہا گیا کہ تم اس کے پہاڑ ہو' تم اس کی عزت ہو' جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا اس کی مجھ سے باز پرس کی جائے گی۔

ابوعمران الجونی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ اگر ان کی موت آ گئی ہے تو ان پر آسان کر دے اور اگر ان کی موت نہ آئی ہو تو انہیں شفا دے جب کچھ آرام محسوس ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کہتی تھیں' ہائے پہاڑ' ہائے پشت اور فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہتا تھا کہ تم ایسے ہو اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو وہ اس سے مجھے پارہ پارہ کر دیتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کسی جنگ کے موقع پر (یہ شعر) کہے۔

یانفس الا راك تكرهين الجنه   احلف بالله لتنزلنه   طائعة او لتكرهنه

''اے نفس کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے۔ بخدا تو اس میں نازل ہوگا' خوشی سے یا اسے ناپسند کر کے''۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب موتہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ان کے بعد جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا' وہ بھی شہید ہو گئے اور آگے بڑھ کے جنت میں داخل ہو گئے انصار پر یہ شاق گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کے زخم لگا تو بزدلی کی بعد کو اپنے نفس پر عتاب کیا اور بہادری کی' وہ اسی روز شہید ہو گئے' موتہ کے امراء میں سے تھے' جنت میں داخل ہو گئے' اور اپنی قوم کے آگے ہو گئے' غزوۂ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا تھا۔

حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب۔ ان کی والدہ عمرہ بنت سعد بن قیس بن امرئ القیس بنی حارثہ بن الخزرج میں سے تھیں۔ خلاد سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے ان کی اولاد میں السائب بن خلاد تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یمن پر عامل بنایا تھا۔ دوسرے حکم بن خلاد تھے ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت عبادہ بن ولیم' سعد بن عبادہ کی بہن تھیں' ان دونوں کی اولاد ختم ہو چکی تھی' حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر کی اولاد بھی ختم ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

خلاد بدر واحد وخندق اور یوم بنی قریظہ میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے بنی قریظہ کی ایک عورت بنانا نے ان پر چکی گرا دی جس نے ان کا سر پھاڑ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے ان کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کر دیا بنانہ حکم القرظی کی بیوی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵ھ میں ذوالقعدہ کے اواخر سے ذی الحجہ کے اوائل تک ۱۵ دن بنی قریظہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے۔

عبداللہ الخیر بن اسمٰعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ یوم قریظہ میں انصار کے

ایک شخص شہید ہوئے جن کا نام خلاد تھا' ان کی ماں کو لایا گیا اور کہا گیا کہ اے والدۂ خلاد' خلاد قتل کر دیئے گئے وہ نقاب ڈالے ہوئے آئیں تو ان سے کہا گیا کہ خلاد تو قتل کر دیئے گئے اور تم نقاب ڈالے ہوئے ہو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے خلاد کم کر دیئے گئے تو میں اپنی حیا کو نہ کم کروں گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو ان کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے کہا گیا کہ یا رسول اللہ یہ کس لیے تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ اہل کتاب نے انہیں قتل کیا ہے۔

حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب' ان کی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر تھیں۔

بشیر کی اولاد میں نعمان تھے انہیں سے ان کی کنیت ابوالنعمان تھی اور ابیہ' ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت رواحہ' عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں' بشیر کی بقیہ اولاد تھی۔

بشیر جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے' حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی' بشیر سب کی روایت میں عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عبداللہ بن الحارث بن الفضیل نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان ۷ھ میں بشیر بن سعد کو فدک میں بنی مرہ کی جانب تیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا۔ ان سے مریین نے مقابلہ کیا اور بہت سخت قتال کیا بشیر کے ساتھیوں کو مصیبت پہنچائی اور ان میں سے جو بھاگا وہ بھاگا' بشیر نے نہایت سخت قتال کیا یہاں تک کہ ان کے ٹخنے میں تلوار لگ گئی اور کہا گیا کہ وہ مر گئے جب شام ہوئی تو وہ بمشکل فدک تک آئے اور وہاں چند روز تک ایک یہودی کے یہاں رہے پھر مدینے واپس آئے۔

بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ فدک ووادی القریٰ کے درمیان یمن وجبار کی جانب بھیجا وہاں کچھ آدمی غطفان کے تھے جو عیینہ بن حصن الفزاری کے ساتھ جمع ہو گئے تھے' بشیر ان سے ملے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا' ان پر فتحمند ہوئے اور قتل کیا' قید کیا اور غنیمت حاصل کیا' عیینہ اور اس کے ساتھی ہر طرف بھاگے۔ یہ سریہ شوال ۷ھ میں ہوا تھا۔

عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضاء کے لیے ذی القعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے تو ہتھیار آگے بھیج دیئے اس پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا' بشیر عین التمر میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے یہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوا۔

ان کے بھائی۔

حضرت سماک بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر' ان کی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس تھیں۔ بدر واحد

میں شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سبیع بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن زید بن عبدہ بن عبید بن عامرہ بن عدی بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

سبیع کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ بنی جدارہ میں سے تھیں وہ مر گئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ سبیع بدر واحد میں شریک تھے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہتے تھے کہ وہ سبیع بن قیس بن عائشہ بن امیہ تھے۔ ان کے بھائی:

حضرت عبادہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب یہ دونوں ابوالدرداء کے چچا تھے عبادہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبادہ بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر وجنگ موتہ میں شریک تھے۔ اسی روز جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ سبیع بن قیس کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام زید بن قیس تھا' وہ بدر میں شریک نہ تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

حضرت یزید بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ابن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ فسحم قبیلہ قضاعہ کے بلقین بن جسر میں سے تھیں' وہ (یزید) انہیں کی طرف منسوب تھے' یزید فسحم اور یزید بن فسحم کہا جاتا تھا' یزید کی اولاد تمام ہو چکی تھی' آج ان کا کوئی نہیں ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ بن کعب کی اولاد بھی تمام ہو گئی' ان میں سے بھی کوئی باقی نہ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن الحارث اور ذوالیدین عمیر بن عبد عمرو الخزاعی کے درمیان عقد مواخات کیا تھا یہ دونوں بدر میں شریک تھے اور اسی روز دونوں شہید ہو گئے' جس نے یزید بن الحارث کو شہید کیا وہ نوفل بن معاویہ الدیلی تھا' بدر کا غزوہ ہجرت کے اٹھارہ مہینے کے بعد ۱۷ رمضان کو جمعے کے دن صبح کے وقت ہوا تھا۔

بنی جشم وزید' فرزندان حارث بن الخزرج۔ جنہیں تو اُم (جوڑواں) کہا جاتا تھا' دیوان میں ان دونوں کی ولیت ایک ہی تھی یہ اس مسجد کے لوگ تھے جوالسنح میں تھی' خصوصیت کے ساتھ وہی اصحاب السنح تھے۔

سیدنا خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ:

ابن عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ سلمیٰ بنت مسعود بن شیبان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ تھیں۔

خبیب کی اولاد میں ابوکثیر تھے' ان کا نام عبداللہ تھا' ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول بنی عوف بن الخزرج کے بنی الحبلیٰ میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن ام ولد سے تھے۔

انیسہ ان کی والدہ زینت بنت قیس بن شماس بن مالک تھیں۔

ان سب کی اولاد تھی مگر سب ہلاک ہو گئے۔

خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص آپ کے پاس آیا' ہم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا' ہم نے کہا کہ ہم اس سے شرماتے ہیں کہ کسی مشہد میں ہماری قوم حاضر ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوں' فرمایا تم دونوں اسلام لائے ہو' عرض کی نہیں' فرمایا تو ہم مشرکین سے مشرکین پر مدد نہیں چاہتے' ہم لوگ اسلام لائے اور ہمرکاب ہو گئے' میں نے ایک شخص کو قتل کیا' اس نے مجھے ایک تلوار ماری' اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ وہ شخص مجھ سے جدا نہ کیا گیا جس نے تمہیں یہ تلوار پہنائی' میں اس سے کہا کرتا تھا کہ وہ شخص تجھ سے جدا نہ ہو جس نے تیرے باپ کو عجلت کے ساتھ دوزخ کی طرف بھیج دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے جب حرۃ الوبرہ پہنچے تو ایک ایسا شخص ملا جس کی بہادری وجرأت بہت مشہور تھی' اصحاب نبی ﷺ نے جب اسے دیکھا تو خوش ہوئے' قریب پہنچا تو نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی پیروی کروں اور آپ کے ساتھ جان دوں' فرمایا کیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے' عرض کی نہیں' فرمایا' واپس جا' ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہیں لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے' الشجرہ میں تھے کہ وہی شخص پھر ملا اس نے سابق کی طرح گفتگو کی تو نبی ﷺ نے بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا' اس نے کہا نہیں' فرمایا واپس جا' ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے وہ لوٹ گیا' پھر اس نے آپ کو البیداء میں پایا اور وہی کہا جو پہلی مرتبہ کہا تھا' نبی ﷺ نے بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلی مرتبہ دیا تھا کہ آیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے' اس نے کہا جی ہاں' فرمایا (میرے ساتھ) چلو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ خبیب بن یساف تھے جن کے اسلام میں اتنی دیر ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے' وہ آپ سے ملے اور راستے میں اسلام لائے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی وہ خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف کے دادا تھے' عبیداللہ بن عمر اور شعبہ وغیرہما نے روایت کی ہے' خبیب کی تمام اولاد ہلاک ہو گئی کوئی باقی نہ رہا۔

حضرات سفیان بن نسر رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث بن الخزرج' محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر سے جو روایت ہے اس میں سفیان بن بشر ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے راویوں نے ان سے اس نام کو یاد نہ رکھا ہو' سفیان بدر واحد میں شریک تھے' ان کی اولاد تھی جو سب مر گئے۔

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن عبدربہ بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن الخزرج عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ان کے آباؤ اجداد میں ثعلبہ نہیں ہیں' بلکہ وہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ بن زید بن الحارث تھے' ثعلبہ بن عبدربہ زید کے بھائی اور عبداللہ کے چچا تھے' لوگوں نے انہیں ان کے نسب میں داخل کر دیا' حالانکہ یہ خطا ہے۔

عبداللہ بن زید کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ سعدہ بنت کلیب بن یساف بن عتبہ بن عمرو خبیب بن یساف کے بھائی کی بیٹی تھیں اور ام حمید بنت عبداللہ' ان دونوں کی والدہ اہل یمن سے تھیں' اور عبداللہ بن زید کی باقی اولاد مدینے میں تھی اور بہت کم تھی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد کی کنیت ابومحمد تھی' وہ ایسے آدمی تھے جو نہ پست قامت تھے نہ بلند بالا' محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن زید اسلام کے قبل ہی عربی لکھتے تھے حالانکہ اس وقت عرب میں کتابت بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سب کی روایت میں سب ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے غزوۂ فتح میں بنی حارث بن الخزرج کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا یہ وہی شخص ہیں جن کو خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان سنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد (منیٰ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی کے وقت حاضر تھے ہمراہ انصار کے ایک اور شخص بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں تقسیم کر دیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہیں ملا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں اپنا سر منڈایا اور بال لوگوں کو تقسیم کیے اپنے ناخن کٹوائے وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو دیئے' انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ہیں جو مہندی اور نیل میں رنگے ہوئے ہیں (یعنی سرخ ہیں)۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ میرے والد عبداللہ بن زید کی وفات مدینے میں ۳۲ھ میں ہوئی اس وقت وہ چونسٹھ سال کے تھے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھی۔

ان کے بھائی:

حضرت حریث بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن عبدربہ۔ بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ حریث بن زید بدر میں شریک تھے۔ محمد بن عمر اور ہمارے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں' ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر نے بھی کہا کہ حریث کے متعلق کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے احد میں بھی حاضر تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل چار اصحاب: بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج:

حضرت تمیم بن یعار رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ زغیبہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن

الابجر تھیں' ابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے' زغیبہ سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ کی خالہ تھی۔

تمیم کی اولاد میں ربعی اور جمیلہ تھیں' ان دونوں کی والدہ بنی عمرو بن وقش شاعر میں سے تھیں' تمیم بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی اولاد نہ تھیں۔

حضرت یزید بن المزین رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ' محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ ومحمد اسحاق وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ زید بن المزین تھے' ابو معشر نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ان کی اولاد میں عمرو اور رملہ تھے دونوں لاولد مر گئے ان کی بقیہ اولاد نہ رہی عدی بن امیہ بن جدارہ کی اولاد بھی ختم ہوگئی ان میں سے بھی کوئی نہ رہا۔

یزید بن المزین بدر واحد میں شریک تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن حارثہ بن ثعلبہ بن خلاس بن امیہ بن جدارہ' جن کو موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے شرکائے بدر میں بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر نہیں کیا' ان کا نسب بھی معلوم نہیں ہوا۔ کل تین اصحاب:

بنی الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج:

حضرت عبداللہ بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر' ان کا نام خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھا۔ بعض نے کہا کہ خدرہ الابجر کی والدہ ہیں۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن الربیع کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن' بن النجار تھیں' عبداللہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور سعد تھے ان دونوں کی والدہ قبیلہ طے میں سے تھیں' ان کی بقیہ اولاد بھی ختم ہوگئی تھی' کوئی باقی نہ تھا۔

عبداللہ بن الربیع سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے بدر واحد میں بھی شریک تھے۔

حلفائے بنی الحارث بن الخزرج

حضرت عبداللہ بن عبس رضی اللہ عنہ:

ان کی بقیہ اولاد نہ تھی موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں حلیف ایک ہی تھے ان کا نام عبداللہ بن عمیر تھا جو ان کے حلیف تھے۔

دو آدمی' بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر نو آدمی تھے۔

بنی عوف بن الخزرج اور بنی الحبلی جو سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج تھے ان کا پیٹ بڑا ہونے کی وجہ سے نام الحبلی (حاملہ) ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم کہ الحبلی تھے ان کی والدہ خولہ بنت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بنی مغالہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن ابی الخزرج کا سردار تھا۔ جاہلیت کے آخر زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت میں مدینے آیا تھا' عبداللہ بن ابی کی قوم نے اس کے لیے جواہرات جمع کیے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور اسلام ظاہر ہو گیا تو تمام قومیں آپ کی طرف بڑھیں' عبداللہ بن ابی نے حسد و بغاوت اور نفاق کیا' اس کی بزرگی جاتی رہی' وہ ابن سلول تھا۔

سلول خزاعہ میں سے ایک عورت تھی جو ابی بن مالک بن الحارث اور عبداللہ بن ابی کی ماں تھی۔ وہ عامر راہب کی خالہ کا بیٹا تھا۔

ابو عامر بھی ان لوگوں میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تھا' آپ پر ایمان لاتا تھا اور لوگوں سے آپ کے ظاہر ہونے کا وعدہ کرتا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں عابد بن گیا تھا۔ اس نے ٹاٹ پہن لیا تھا۔ اور رہبانیت اختیار کر لی تھی جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا تو اس نے حسد کیا' بغاوت کی اور اپنے کفر پر قائم رہا' مشرکین کے ساتھ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق (بدکار و گناہ گار) رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول سے جس کا نام حباب تھا فرمایا کہ تم عبداللہ ہو کیونکہ حباب شیطان کا نام ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص کا نام حباب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ حباب شیطان کا نام ہے۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حباب شیطان ہے الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حباب شیطان ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی برا نام سنتے تھے تو اسے بدل دیتے تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ ابی کی اولاد میں عبادہ' جلیحہ' خیثمہ' خولی اور امامہ تھے ہم سے ان کی ماؤں کا نام بیان نہیں کیا گیا عبداللہ اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا تھا بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے انہیں اپنے باپ کے حال کا غم تھا۔ اس کا منافقین کے ساتھ رہنا ان پر گراں تھا۔

ان کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کی واپسی پر مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے۔ آپ اس کے پاس گئے اس پر

نماز پڑھی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور قبر کے پاس عبداللہ بن عبداللہ سے باپ کی تعزیت کی۔

عبداللہ بن عبداللہ یمامہ میں موجود تھے یوم جواثا میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا تھا۔

ان کی بقیہ اولاد ہے۔

حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی' عبداللہ بن ابی سلول کی بہن تھیں۔

اوس بن خولی کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جس کا نام فسحم تھا' وہ مرگئی' اس کی بقیہ اولاد نہ تھی حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی کی اولاد بھی مرچکی تھی ان میں سے مدینے میں سوائے ایک یا دو آدمیوں کے کوئی نہ رہا۔ یہ عبداللہ بن ابی سلول کی اولاد میں تھے۔

اوس بن خولی کاملین میں سے تھے جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں کامل ان لوگوں کے نزدیک وہ ہوتا تھا جو عربی لکھتا تھا اور تیراندازی اور پیرنا اچھا جانتا تھا۔ یہ سب باتیں اوس بن خولی میں جمع تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن خولی اور شجاع بن وہب الاسدی کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخات کیا تھا۔

اوس بدرواحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضاء کے لیے مکے میں داخل ہوئے تو آپ نے ہتھیاروں پر دوسو آدمیوں کو چھوڑا جن پر اوس بن خولی امیر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور انہوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انصار آئے اور دروازے پر ندا دی' اللہ' اللہ' ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں لہٰذا ہم میں سے بھی کسی کو آپ کے پاس حاضر ہونا چاہیے' ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر اتفاق کرلو انہوں نے اوس بن خولی پر اتفاق کیا وہ اندر آئے اور آپ کے غسل وکفن ودفن میں اہل بیت کے ہمراہ موجود رہے اوس بن خولی کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور کہا کہ اے بھائی کے بیٹے جب میں مرجاؤں تو تم اپنے ماموؤں کے پاس آجانا جو بنی النجار میں سے ہیں' کیونکہ جو کچھ ان کے مکانات میں ہے اس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضرت زید بن ودیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم الحبلی ان کی والدہ ام زینت بن حارث بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

زید بن ودیعہ کی اولاد میں سعد وامامہ وام کلثوم تھیں' ان کی والدہ زینت بنت سہل بن صعب بن قیس بن مالک بن سالم

الحبلیٰ تھیں۔

سعد بن زید بن و دیعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عراق آ گئے تھے اور عقرقوف میں اترے' ان کی اولاد بھی وہیں چلی گئی جن کو بنو عبدالواحد بن بشیر بن محمد بن موسیٰ بن سعد بن زید بن و دیعہ کہا جاتا تھا۔ ان میں سے مدینے میں کوئی نہ تھا۔ زید بن و دیعہ بدر و احد میں شریک تھے۔

حضرت رفاعہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم الحبلیٰ' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر نے اسی طرح روایت کی ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ رفاعہ کی کنیت ابوالولید تھی' محمد بن عمر نے کہا کہ رفاعہ کے دادا زید کی کنیت ابوالولید تھی' اسی لیے رفاعہ بن ابوالولید کہا جاتا تھا جو اپنے دادا کی طرف منسوب تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ رفاعہ بن ابی الولید تھے ابی الولید کا نام عمرو بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم الحبلیٰ تھا۔ ان کی والدہ ام رفاعہ بنت قیس بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم الحبلیٰ تھیں' رفاعہ بن عمرو کی اولاد مر چکی تھی۔

ابومعشر کی روایت میں اور محمد بن عمر کے بعض نسخوں میں رفاعہ بن الہاف بن عمرو بن زید ہے' واللہ اعلم رفاعہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے' بدر و احد میں شریک تھے۔

حضرت معبد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

ابن قشعر بن القدم بن سالم بن مالک بن سالم الحبلیٰ' ان کی کنیت ابوخمیصہ تھی' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا ہے' ابومعشر نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعصیمہ تھی۔ معبد بدر و احد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سالم الحبلیٰ بن غنم

حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ:

ابن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبداللہ بن غطفان جو مضر کے قیس اعلان میں سے تھے۔

عقبہ سب سے پہلے اسلام لانے والے انصار کے ساتھ اسلام لائے بالاتفاق سب کی روایت میں وہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کاب ہو گئے اور آپ کے ہمراہ وہیں رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ بھی آپ کے ہم کاب رہے اسی وجہ سے عقبہ کو انصاری مہاجری کہا جاتا ہے۔

ان کی بقیہ اولاد تھی جو سعد بن زید بن ودیعہ کی اولاد کے ساتھ تھے' عقرقوف میں تھے۔ عقبہ بدر و احد میں شریک تھے' کہا

جاتا ہے کہ عقبہ بن وہب وہ شخص ہیں جنہوں نے یوم غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے رخسار سے خود کی کڑیاں کھینچی تھیں' ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کھینچی تھیں۔ جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

محمد بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی الزناد سے روایت کی کہ ہماری رائے ہے کہ دونوں نے مل کے انہیں کھینچا اور نکالا تھا۔

حضرت عامر بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عبداللہ جو اہل یمن کے حلیف تھے' بدر واحد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عاصم بن العکیر رضی اللہ عنہ:

مزینہ کے حلیف تھے بدر واحد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل آٹھ آدمی:

قواقلہ جو بنوغنم و بنوسالم فرزندان عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھے:

سیدنا حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' کنیت ابوالولید تھی۔

ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ولید تھے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں' ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم ابن مازن بن النجار تھے۔

محمد' ان کی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبادہ رضی اللہ عنہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ وہ بارہ نقبا میں سے ایک تھے' رسول اللہ ﷺ نے عبادہ بن الصامت اور ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔ عبادہ رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے عبادہ' عقبی' نقیب' بدری' انصاری تھے۔

عبادہ الولید بن عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ لمبے' موٹے خوبصورت آدمی تھے' ملک شام میں رملہ میں ۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی اس وقت ۷۲ سال کے تھے' ان کی بقیہ اولاد تھی' محمد بن سعد نے کہا کہا میں نے کسی کو کہتے سنا کہ وہ زندہ رہے یہاں تک کہ شام میں خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بھائی:

حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم' ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بنت نضلہ بن مالک بن العجلان تھیں۔

اوس کی اولاد میں الربیع تھے' ان کی والدہ خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف تھیں' وہی وہ جھگڑنے والی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن میں نازل کیا: ﴿قد سمع الله قول التی تجادلك فی زوجها﴾ (اللہ نے اس عورت کا قول سنا جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے اوس بن الصامت اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا اوس بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے نبی ﷺ کے بعد زمانہ دراز تک زندہ رہے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پایا۔

عبدالحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ تھے (ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کے (جو اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے ماں' بیٹی' بہن وغیرہ ہیں) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا حرام ہے مثلاً پشت و شکم وران وغیرہ)۔

انہیں خفیف سا جنون تھا' کبھی افاقہ بھی ہو جاتا تھا' انہوں نے ہوش کی حالت میں اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے جھگڑا کیا اور کہا کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ' پھر نادم ہوئے اور کہا کہ میری رائے میں تم مجھ پر حرام ہو گئیں' انہوں نے کہا کہ تم نے طلاق کا تو ذکر نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ آئیں اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس سے آپ کو خبر دی رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ جھگڑا کیا' پھر کہا کہ اے اللہ میں اپنی تنہائی کی شدت کی اور مجھ پر ان کے فراق کی مشقت کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بھی روئی اور گھر میں جو لوگ تھے وہ بھی ان پر رحم کر کے ترس کھا کے روئے۔

اللہ نے اپنے رسول پر وحی نازل فرمائی' آپ کا غم دور ہوا اور آپ مسکرائے' فرمایا اے خولہ اللہ نے تمہارے معاملے میں وحی نازل کی جس میں یہ ہے: ﴿قد سمع اللّٰہ قول التی تجادلک فی زوجھا﴾

آپ نے فرمایا کہ اپنے شوہر کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں' عرض کی ان کے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ انہیں حکم دو کہ دو مہینے تک روزے رکھیں' عرض کی انہیں اس کی بھی طاقت نہیں' فرمایا انہیں حکم دو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں' عرض کی یہ بھی ان کے پاس کہاں ہے' فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ ام المنذر بنت قیس کے پاس آئیں اور ان سے نصف وسق کھجور لیں اور ساٹھ مسکینوں کو خیرات دیں۔

وہ اوس کے پاس واپس گئیں' انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حکم لائیں) انہوں نے کہا خیر ہے' تم برے آدمی ہو' پھر انہیں خبر دی' وہ ام المنذر کے پاس آئے اور ان سے لے کر ہر مسکین کو دو دو مد کھجور دینے لگے۔

حضرت نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' ثعلبہ بن وعد وہ ہیں جن کا نام قوقل تھا' قوقل کے لیے غلبہ تھا' خائف جب ان کے پاس آتا تھا تو اس سے کہتے تھے کہ تو جہاں چاہے چڑھ جا۔ تجھے امن ہے' بنی غنم و بنی سالم کا نام اس وجہ سے قواقلہ ہو گیا اسی طرح وہ دیوان میں بھی بنی قوقل پکارے جاتے تھے۔

نعمان بدر واحد میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے' صفوان بن امیہ نے شہید کیا۔ نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد نہیں تھی یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بدر میں جو شریک تھے وہ نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے احد میں شہید ہوئے ان کی والدہ عمرہ بنت زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمر ابن عمارہ بن مالک بن غصینہ میں سے تھیں جو بلی کے حلیف تھے وہ المجذر بن زیاد کی بہن تھیں۔

وہ شخص جن کو قوقل پکارا جاتا تھا نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے جن کا محمد بن عمر نے ذکر کیا اور وہ بدر میں شریک نہ تھے' نہ ان کی بقیہ اولاد تھی۔

عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد کا نسب اور نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم کا نسب بیان کیا ہے ان کی اولاد کا اور اولاد کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت مالک بن الدخشم رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن الدخشم بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' ان کی والدہ عمیرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن حارث بن الخزرج تھیں۔

مالک بن الدخشم کی اولاد میں الفریعہ تھیں' ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی بن غنم تھیں اور وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

مالک بن الدخشم بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر عقبہ میں حاضر ہوئے تھے لیکن ابومعشر نے کہا کہ مالک عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ مالک بن الدخشم عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مالک بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے انہیں عاصم بن عدی کے ساتھ بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگا دی مالک کی وفات جب ہوئی تو ان کی اولاد نہ تھی۔

حضرت نوفل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

مالک بن العجلان اپنے زمانے میں الخزرج کے سردار تھے' وہ احیحہ بن الجلاح کی خالہ کے بیٹے تھے' نوفل بن عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے احد میں شہید ہوئے جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں پیش آیا ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف' ان کی والدہ مزینہ میں سے تھیں۔ عتبان کی اولاد میں عبدالرحمن تھے' ان کی والدہ لیلیٰ بنت رئاب ابن حنیف بن رئاب بن امیہ بن زید بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان بن مالک اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد

مواخات کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عتبان بن مالک بدر و احد و خندق میں شریک تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کی نظر جاتی رہی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کے پاس آئیں اور ان کے گھر کے کسی مقام میں نماز پڑھیں تا کہ وہ اسے جائے نماز بنالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

ان شاء اللہ محمود سے مروی ہے کہ عتبان بن مالک الانصاری کی نظر جاتی رہی تھی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کو پوچھا۔ فرمایا کہ آیا تم اذان سنتے ہو' عرض کی' جی ہاں' آپ نے انہیں اجازت نہیں دی۔

عتبان بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی' یارسول اللہ' رات تاریک ہوتی ہے بارش اور آندھی ہوتی ہے' اس لیے اگر آپ میرے مکان پر تشریف لاتے اور اس میں نماز پڑھتے (تو کیسا اچھا) ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو میں نے آپ سے گھر کے ایک کنارے اشارہ کر دیا' آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ آج تک مدینے میں اس مکان میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

عتبان بن مالک کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ہوئی ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' عمرو بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت ملیل بن وبرہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ ملیل کی اولاد میں زید اور حبیبہ تھیں ان دونوں کی والدہ ام زید بنت نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم' عباس بن عبادہ بن نضلہ کی پھوپی تھیں' ملیل بدر و احد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عصمۃ بن الحصین رضی اللہ عنہ:

ابن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ عصمہ کی اولاد میں دو بیٹیاں جن کا نام عفراء و اسماء تھا' دونوں کی شادی انصار میں ہوئی تھی۔

عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی' خالد بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت ثابت بن ہزال رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن قربوس بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ثابت بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی تھی ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب مرگئے' لوذان بن سالم بن عوف کی اولاد بھی لاولد مرگئی' ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے۔

حضرت ربیع بن ایاس رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت وذفہ بن ایاس:

ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم۔ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی تھی شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں ربیع اور وذفہ فرزندان ایاس کا ذکر نہیں کیا' نہ عمرو بن غنم بن امیہ کی کوئی اولاد تھی۔

القواقلہ کے وہ حلفا جو بنی غصینہ میں سے تھے کہ بنی عمرو بن عمارہ تھے' غصینہ ان کی والدہ تھیں جن کی طرف وہ منسوب ہوئے وہ بلی میں سے تھیں۔

حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن بثیرہ بن شنو بن القسر ین بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تمیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

مجذر کا نام عبداللہ تھا' انہوں نے جاہلیت میں سوید بن الصامت کو قتل کر دیا تھا ان کے قتل نے جنگ بعاث کو برانگیختہ کیا' مجذر بن زیاد اور حارث بن سوید بن الصامت رضی اللہ عنہما اسلام لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذر بن زیاد اور عاقل بن ابی البکیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا۔

حارث بن سوید مجذر بن زیاد کی غفلت کی تلاش میں تھے کہ اپنے والد کے عوض انہیں قتل کریں' دونوں احد میں شریک ہوئے جب لوگ اس جولانگاہ میں دوبارہ حملہ آور ہوئے تو حارث بن سوید ان کے پاس پیچھے سے آئے اور گردن مار کے انہیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا انہوں نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں ان کے بدلے ان کو قتل کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن سوید کو مجذر بن زیاد کے بدلے قتل کر دیا۔

جس شخص نے مسجد قبا کے دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گردن ماری وہ عویم بن ساعدہ تھے' مجذر بن زیاد کی مدینے اور بغداد میں بقیہ اولاد ہے۔

ابی وجزہ سے مروی ہے کہ مقتولین احد کے جو تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے وہ مجذر بن زیاد' نعمان بن مالک اور عبدہ بن الحسحاس تھے۔

حضرت عبدۃ بن الحسحاس رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زمرمہ بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔ مجذر بن زیاد کے چچازاد بھائی اور ان کے اخیافی بھائی تھے محمد بن عمر

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے اسی طرح عبدۃ بن الحسحاس کہا' لیکن محمد بن اسحاق وابومعشر نے عبدۃ بن الخشخاش کہا۔ بدر واحد میں شریک تھے' ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت بحات بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ابن خالد بن معاویہ بہراء میں سے تھے جو بنی غضینہ کے حلیف تھے۔

حضرت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

بشیر بن محمد بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ بدر میں شریک تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے اصحاب سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس حلیف کا معاملہ ثابت ہے' محمد بن عمر نے کہا کہ وہ عبیدہ بن ربیعہ بن جبیر تھے جو بنی کعب بن عمرو بن محمون بن تام مناۃ بن شبیب بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ بہز تھے اور بنی سلیم بن منصور میں سے تھے بدر واحد میں شریک تھے۔

حضرت عمرو بن ایاس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن جشم جو اہل یمن کے غسان کے حلیف تھے' بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل سترہ آدمی:

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج:

حضرت المنذر بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ' ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ منذر اسلام کے قبل عربی لکھتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ پھر اسلام لائے۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ نقبا میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت محمد بن عمر' منذر ابن عمرو اور طلیب بن عمیر کے درمیان عقد مواخات کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس طرح کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے پہلے ہی اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخات کیا تھا اور ابوذر رضی اللہ عنہ اس زمانے میں مدینے سے باہر تھے وہ نہ بدر میں حاضر تھے نہ احد میں نہ خندق میں' وہ تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے آئے' بدر میں جب آیت میراث نازل ہوگئی مواخات ختم ہوگئی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں

سے کیا تھا۔

منذر بن عمرو بدر واحد میں شریک تھے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اصحاب بیر معونہ پر امیر بنا کے بھیجا تھا' وہ اسی روز شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ منذر نے اپنے کو موت کے لیے پیش کر دیا۔ فرماتے تھے کہ وہ موت کی طرف چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے منذر کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ منذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ میں شہید ہوئے' یہ وہی ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ موت کے لیے آگے ہو گئے عامر بن الطفیل نے ان لوگوں پر بنی سلیم کو پکارا' وہ لوگ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے انہوں نے سب کو قتل کر دیا سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنہیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا' پھر انہیں بھیج دیا جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم انہیں میں سے ہو۔

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ:

نام سماک بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج ابن ساعدہ تھا ان کی والدہ حزمہ بنت حرملہ بنی سلیم بن منصور کے بنی زغب میں سے تھیں۔

ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں خالد تھے' ان کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن الاجش بنی سلیم بن منصور کے بنی بہز میں سے تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' ابودجانہ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک تھے' غزوۂ بدر میں ان کے سر پر ایک سرخ عمامہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ لشکروں میں سرخ عمامے سے پہچانے جاتے تھے' جو غزوۂ بدر میں بھی ان کے سر پر تھا' محمد بن عمر نے کہا کہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ احد میں بھی شریک تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ سے انہوں نے موت پر بیعت کی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد میں ایک تلوار لی اور فرمایا' یہ تلوار کون لیتا ہے' لوگوں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ ہر شخص کہہ رہا تھا کہ میں' میں' فرمایا اسے اس کے حق کے ساتھ کون لے گا' ساری قوم رک گئی' ابودجانہ رضی اللہ عنہ (سماک بن خرشہ) نے کہا کہ میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا' وہ انہوں نے لے لی اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ دیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جس وقت نبی ﷺ نے اپنی تلوار ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر عطا فرمائی کہ وہ اس کا حق ادا کریں گے تو وہ بطور رجز کہہ رہے تھے:

انا الذی عاهدنی خلیل بالشعب ذی الفسح لذی النحیل

''میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے باغ خرما کے پاس پہاڑ کے سیلابی راستے میں عہد لیا ہے کہ

الا اکون اخر الا قول اضرب بسیف اللّٰہ والرسول

میں بھاگنے والوں کے آخر میں نہ ہوں گا۔ (یہ عہد لیا ہے کہ) اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے مارو''۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جب لوگ واپس ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بغیر خوف مذمت تلوار لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے علی رضی اللہ عنہ) اگر تم نے قتال اچھی طرح کیا ہے (تو اس میں تم منفرد نہیں ہو) بلکہ وہ حارث بن الصمہ اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہما نے بھی اچھی طرح کیا ہے اور یہ احد کا دن تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ مریض تھے ان کے پاس لوگوں کی آمد ہوئی' پوچھا گیا کہ کیا بات ہے جو آپ کا چہرہ اس قدر چمکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو دو باتوں سے زیادہ قابل وثوق ہو۔ ایک تو یہ کہ میں وہ کلام نہیں کرتا جو میرے لیے مفید نہ ہو دوسرے یہ کہ میرا قلب مسلمانوں کے لیے دوست ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ یمامہ میں شریک تھے' وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اسی روز ۱۲ھ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے آج ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے۔

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ

نام مالک بن ربیعہ بن الیدی بن عامر بن عوف بن حارثہ ابی عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھا' ان کی والدہ عمیرہ بنت الحارث بن جبل بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

ابو اسید کی اولاد میں اسید اکبر اور منذر تھے ان دونوں کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

غلیظ بن ابی اسید ان کی والدہ سلامہ بنت ضمضم بن معاویہ ابن سکن تھیں جو قیس کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔ اسید اصغر' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ' ان کی والدہ فاطمہ بنت الحکم تھیں جو بنی ساعدہ پر بنی قشبہ میں سے تھیں۔

حبانہ' ان کی والدہ رباب تھیں جو قیس عیلان کے محارب بن حفصہ میں سے تھیں۔

حفصہ و فاطمہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمزہ ان کی والدہ سلامہ بنت والان بن معاویہ بن سکن بن خدیج تھیں جو قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ابو اسید بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ یوم فتح مکہ میں بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابو اسید الساعدی کو ان کی نظر جانے کے بعد دیکھا' قصیر و پست قد تھے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے میں نے ان کے سر کو دیکھا کہ اس میں بہت بال تھے۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے' جیسا کہ میرے بھائی منڈاتے تھے۔

عثمان بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابواسید کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے ہم لوگ مکتب میں تھے۔

عثمان بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابواسید وابوہریرہ وابوقتادہ وابن عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ ہمارے پاس سے گزرتے تھے ہم لوگ مکتب میں تھے ہم لوگ ان کی عبیر کی خوشبو محسوس کرتے تھے (عبیر ایک مرکب خوشبو ہے جس کا جزواعظم زعفران ہے) اسی سے وہ لوگ داڑھیاں رنگتے تھے۔

حمزہ بن ابی اسید وزبیر بن المنذر بن ابی اسید سے مروی ہے کہ ان دونوں نے (وفات کے وقت) ابواسید کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتاری حالانکہ وہ بدری تھے۔

عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے محمد بن عمر نے کہا کہ ابواسید الساعدی کو ۶۰ھ میں عام الجماعۃ میں مدینے میں وفات ہوئی اس وقت ۷۸ سال کے تھے بقیہ اولاد مدینہ وبغداد میں ہے۔

حضرت مالک بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن الیدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ۔ بدرواحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبدرب بن حق رضی اللہ عنہ:

ابن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔ موسیٰ بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر کی روایت میں ان کا نام و نسب اسی طرح ہے۔ محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن حق کہا ہے۔ لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ عبدرب بن حق بن اوس بن عامر بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھے۔ عبدرب بن حق بدرواحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج

حضرت زیاد بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ بن عدی بن غنم ابن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔ بدرواحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی کے بیٹے:

حضرت ضمرہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ۔ بدرواحد میں شریک تھے اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ ان کی بقیہ اولاد تھی جن میں بعض بسبس بن عمرو بن ثعلبہ الجہنی کی طرف منسوب تھے۔

حضرت بسبس بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

بدرواحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت کعب بن جماز رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن ثعلبہ جو غسان کے حلیف تھے۔

محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح بیان کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے انہیں جہینہ کی طرف منسوب کیا' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا اور ان کے والد کا نام بیان کیا اور انہیں کسی عرب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ کعب بن جماز بدر واحد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل نو آدمی:

بنی جشم بن الخزرج کہ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم تھے۔ بعدہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ کنیت ابو جابر تھی ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں رباب کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ عبداللہ بن عمرو کی اولاد میں جابر تھے' یہ عقبہ میں موجود تھے ان کی والدہ انیسہ بنت عنمہ بن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد تھیں۔

عبداللہ بن عمرو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد میں شریک تھے اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو میں ان کے پاس آیا چادر ڈھکی ہوئی تھی' ان کا چہرہ کھول کر اسے بوسہ دینے لگا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تھے مگر آپ نے منع نہیں فرمایا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں چادر ان کے چہرے سے ہٹانے لگا اور رونے لگا' اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع کرنے لگے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کرتے تھے۔ میری پھوپی فاطمہ بن عمرو بھی ان پر رونے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان پر روؤ یا ان پر نہ روملائکہ برابر اپنے بازوؤں سے ڈھانکے رہیں گے یہاں تک کہ تم لوگ انہیں اٹھاؤ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں میرے والد اور ماموں شہید ہو گئے تو میری والدہ ان دونوں کو اونٹ پر مدینے لے آئیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی دی کہ شہدا کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کرو وہ دونوں واپس کیے گئے اور دونوں اپنی اپنی قتل گاہ میں دفن ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہما کو ایک ہی کفن میں کفنایا گیا اور ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شہدائے احد کو دفن کرنے کے لیے نکلے تو آپ نے فرمایا' انہیں معہ ان کے زخموں کے کفنا دو' کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں' کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ خون بہتا ہو' رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک کی سی ہو۔

جابر نے کہا کہ میرے والد کو ایک ہی چادر کا کفن دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ ان لوگوں میں کون زیادہ حافظ قرآن تھا۔ جب کسی شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا تو آپ قبر میں اس کے ساتھی سے اسے مقدم کرتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوۂ احد میں مسلمانوں کے سب سے پہلے شہید تھے جنہیں سفیان بن عبد شمس ابوالاعور السلمی کے باپ نے قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکست کے قبل ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی قبر میں دفن کرو اس لیے کہ دونوں کے درمیان صفائی و محبت تھی۔ دوبارہ ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں باہم دوست تھے ایک ہی قبر میں دفن کرو۔

عبداللہ بن عمرو سرخ آدمی تھے' چندیا پر بال نہ تھے' لانبے نہ تھے۔ عمرو بن جموح لانبے تھے دونوں پہچان لیے گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے قبر سیلاب زدہ رقبے میں تھی اس میں سیلاب داخل ہو گیا قبر کھودی گئی تو ان پر چادریں پڑیں تھیں' عبداللہ کے چہرے پر زخم لگا تھا' ان کا ہاتھ اپنے زخم پر تھا۔ ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون جاری ہو گیا پھر ہاتھ اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا تو خون رک گیا۔

جابر نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو ان کی قبر میں دیکھا تو گویا وہ سو رہے تھے ان میں قلیل یا کثیر کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

پوچھا گیا کہ کیا تم نے ان کے کفن دیکھے تھے۔ جواب دیا کہ انہیں صرف ایک چادر میں کفن دیا گیا تھا جس سے چہرہ تو چھپا تھا اور پاؤں پر (حرملہ) گھاس ڈال دی گئی تھی' ہم نے چادر کو بھی اسی طرح پایا جس طرح وہ شروع میں تھی' گھاس جوان کے پاؤں پر تھی اپنی ہیئت پر تھی' حالانکہ دفن اور اس واقعے کے درمیان چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔

جابر نے اصحاب نبی ﷺ سے مشورہ لیا کہ ان کو مشک سے معطر کر دیا جائے تو ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا کہ ان میں کوئی نئی بات نہ کرو۔ وہ دونوں اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیے گئے۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ پانی کا سوتہ ان پر سے گزر رہا تھا' وہ لوگ اس حالت میں نکالے گئے کہ تر و تازہ تھے۔ اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ جس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر جاری کی تو ہمیں ہمارے شہدائے احد کی طرف پکارا گیا' ہم نے انہیں چالیس سال کے بعد نکالا تو ان کے جسم نرم تھے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قبر میں میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن کیے گئے تھے' میرا دل خوش نہ ہوا۔ یہاں تک کہ انہیں نکال کر تنہا دفن کر دیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے کہا کہ مجھے امید ہے میں صبح کو پہلا شخص ہوں گا جسے شہادت ہوگی۔ تمہیں عبداللہ کی بیٹیوں کے حق میں خیر کی وصیت کرتا ہوں' وہ شہید ہو گئے تو ہم نے دو دو آدمیوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا میں

نے انہیں بھی ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا' ہم چھ مہینے تک ٹھہرے' میرا دل نہ مانتا تھا تاوقتیکہ میں انہیں تنہا دفن نہ کرلوں' اس لیے انہیں قبر سے نکالا زمین نے سوائے ذرا سی ان کی کان کی لو کے اور کسی چیز کو نہیں کھایا تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میرے والد کے ساتھ ان کی قبر میں ایک یا دو آدمی دفن کیے گئے' اس سے میرے دل میں بے چینی تھی' میں نے انہیں چھ مہینے کے بعد نکالا اور دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ میں نے ان کی کسی چیز کو متغیر نہیں پایا سوائے چند بالوں کے جو ان کی داڑھی میں تھے اور زمین کے متصل تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب ان کی والد کی وفات ہوئی تو ان پر قرض تھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے' ہمارے پاس سوائے ان کے باغ کی پیداوار کے کچھ نہیں ہے' باغ کی دو سال کی پیداوار بھی اس مقدار کو نہیں پہنچے گی جو ان پر ہے' لہٰذا میرے ساتھ چلیے کہ قرض خواہ مجھ سے بدکلامی نہ کریں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے کھلیانوں میں سے ایک کھلیان کے گرد گھومے اور دعاء کی' وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہ کہاں ہیں' جتنا ان کا تھا آپ نے انہیں ادا کر دیا۔ پھر بھی اتنا ہی بچ گیا جتنا آپ نے انہیں دیا تھا۔

حضرت خراش بن الصمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ ام حبیب بنت عبدالرحمٰن بن ہلال بن عمیر بن الاحلم اہل طائف میں سے تھیں' خراش کو قائد الفرسین (دو گھوڑوں کا کھینچنے والا) کہا جاتا تھا۔

خراش کی اولاد میں سلمہ تھے' ان کی والدہ فکیہہ بنت یزید بن قیظی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔ عبدالرحمٰن و عائشہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں خراش کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئے کوئی باقی نہ رہا۔

ابی جابر سے مروی ہے کہ معاذ بن الصمہ بن عمرو بن جموح خراش کے بھائی بدر میں شریک تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے اور نہ اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ خراش بن الصمہ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔ وہ بدر و احد میں شریک تھے انہیں غزوۂ احد میں دس زخم لگے۔

حضرت عمیر بن حرام رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب جو بروایت محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں نہیں کیا۔ ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب ان کی والدہ النوار بنت عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن الحمام اور عبیدہ بن الحارث کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم بدر میں ایک خیمے میں تھے' آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اس جنت کی طرف جاؤ جس کی وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے اور پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ عمیر بن الحمام نے کہا کہ خوب' خوب' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں تعجب کرتے ہو' عرض کیا میں امید کرتا ہوں کہ اس کا اہل ہوں گا' فرمایا بے شک تم اس کے اہل ہو' انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں جھاڑیں اور انہیں چبانے لگے' پھر کہا کہ واللہ اگر میں ان کے چبانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی طویل زندگی ہے۔ کھجوریں پھینک دیں اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اسلام میں انصار کے سب سے پہلے شہید عمیر بن الحمام ہیں جن کو خالد بن الاعلم نے شہید کیا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ عمیر بن الحمام کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب' ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب تھیں۔

معاذ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبداللہ اور امامہ تھیں' ان دونوں کی والدہ ثبیتہ بنت عمرو بن سعد بن مالک بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

معاذ سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے' بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت معوذ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن الحرام' ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر' بدر میں شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے وہ احد میں بھی شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان دونوں کے بھائی:

حضرت خلاد بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام' ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام تھیں۔ تمام راوی متفق ہیں کہ وہ بدر میں شریک تھے' احد میں بھی حاضر تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب۔ کنیت ابو عمرو تھی ان کی والدہ الشموس بنت حق بن امۃ بن حرام تھیں۔

حباب کی اولاد میں خشرم اور ام جمیل تھیں' دونوں کی والدہ زینب بنت صیفی بن صخر بن خنساء بنی عبید بن سلمہ میں سے تھیں' حباب وہی تھے جن کے ماموں عمرو بن الساعدی ایک نقیب تھے وہ (حباب) بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

وہ تیز گئے تا کہ مرجائیں' حباب بدر میں شریک تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر نزول فرمایا' حباب بن المنذر رنے کہا کہ یہ منزل نہیں ہے' آپ ہمیں ایسے مقام پر لے چلئے جہاں پانی قوم کے قریب ہو کہ ہم اس پر ایک حوض بنالیں' اس میں برتن ڈال دیں' پانی استعمال کریں اور پھر لڑیں۔ اس کے سوا جتنے کنویں ہیں انہیں پاٹ دیں۔

جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور فرمایا کہ رائے یہی ہے جس کا حباب المنذر رنے مشورہ دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حباب تم نے عقل کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہی کیا۔

یحییٰ بن سعد سے مروی ہے کہ یوم بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب المنذر رکھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم ماہر جنگ ہیں' میری رائے یہ ہے کہ ہم سب کنویں پاٹ دیں' سوائے اس ایک کنویں کے جس پر ہم ان لوگوں سے مقابلہ کریں۔

آپ نے یوم قریظہ اور یوم النضیر میں بھی لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن المنذر رکھڑے ہوئے اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم محلات کے درمیان اتریں تا کہ ان کی خبران سے اور ان کی خبران سے منقطع ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کا قول اختیار کیا۔

عمر بن الحکین سے مروی ہے کہ یوم بدر میں خزرج کا جھنڈا حباب المنذر رکے پاس تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حباب بن المنذر رجب بدر میں شریک ہوئے تو وہ ۳۳ سال کے تھے۔ سب نے ان کے بدر میں شریک ہونے پر اتفاق کیا۔

محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک یہ ان کا وہم ہے' اس لیے کہ بدر میں حباب بن المنذر رکا معاملہ مشہور ہے حباب احد میں بھی شریک تھے۔ اس روز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

جس وقت انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو یہ بھی وہاں موجود تھے' ابوبکر اور عمر و ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور دوسرے مہاجرین بھی آئے ان لوگوں نے گفتگو کی تو حباب بن المنذر رنے کہا کہ "انا جذیلها المحکك و عُذَیقُها المرجب" [1] (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجاتے ہیں اور وہ میوہ نورس ہوں جو بابرکت ہے) ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی اور سب لوگ منتشر ہو گئے۔

---

[1] یہ محاورہ ایسے وقت استعمال کرتے ہیں جب اپنے کو مرجع الیہ ظاہر کرنا ہو۔

حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔[1] ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب' ان کی والدہ فکیہہ بنت سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن عدی بن کعب بن سلمہ تھیں ان کی بقیہ اولاد نہیں تھی۔

عقبہ' عقبۂ اولیٰ میں موجود تھے۔ انہیں ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو مکہ میں اسلام لائے' وہ اول انصار تھے جن کے قبل کوئی نہ تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

عقبہ بدر و احد میں شریک تھے۔ انہوں نے اس روز اپنے خود میں سبز پٹی بطور نشان کے لگائی تھی' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' یمامہ میں بھی شریک تھے اور اسی روز ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

حضرت ثابت بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب' ان کی والدہ ام اناس بنت سعد تھیں جو بنی عذرہ پھر بنی سعد ہذیم پھر قضاعہ میں سے تھیں۔

یہی ہیں جن کو ثابت بن الجذع کہا جاتا ہے' الجذع ثعلبہ بن زید تھے۔ ان کا یہ نام ان کی شدت قلب و خودرائی کی وجہ سے رکھا گیا (کیونکہ جذع کے معنی درخت کے خشک تنے کے ہیں)۔

ثابت بن ثعلبہ کی اولاد میں عبداللہ' حارث اور ام اناس تھیں' ان کی والدہ امامہ بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھیں' ان لوگوں کی بقیہ اولاد تھی جو ختم ہوگئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم زمانہ قریب سے ان کی طرف (ثابت کی طرف) منسوب ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ثابت بن ثعلبہ الجذع تھے۔

سب کی روایت میں ثابت ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے' ثابت بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ و یوم طائف میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔

حضرت عمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن حارث بن حرام بن کعب' بروایت موسیٰ بن عقبہ عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ بن الحارث تھے' ان کی والدہ کبشہ بنت نابی زید بن بن حرام بنی سلمہ میں سے تھیں۔ تمام راوی متفق ہیں کہ وہ عقبہ میں موجود تھے۔ بدر و احد میں بھی شریک تھے' جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

---

[1] الحباب بن المنذر یوم بیر معونہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں شہید ہو چکے تھے اس لیے یہ سب وہم راوی ہے۔

حرام بن کعب کے موالی

حضرت تمیم مولائے خراش رضی اللہ عنہ:

ابن الصمہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم مولائے خراش بن الصمہ اور حباب مولائے عقبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' تمیم بدر واحد میں شریک تھے' جس وقت ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت حبیب بن الاسود رضی اللہ عنہ:

جو بنی حرام کے مولیٰ تھے' محمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمر نے بھی اسی طرح حبیب بن الاسود کہا' موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں حبیب بن سعد کہا جو بنی حرام کے مولیٰ تھے' وہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ جو (دیوان میں) علیحدہ پکارے جاتے تھے۔

حضرت بشر بن البراء رضی اللہ عنہ:

ابن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبیدان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد اشجع کی شاخ بنی دہمان میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن البراء معرور اور واقد بن عبداللہ التمیمی حلیف بنی عدی کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

بشر بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کاب تھے انہوں نے یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وہ زہر آلود بکری کھائی جو آپ کو یہودیہ نے ہدیۃً دی تھی۔ بشر نے اپنا لقمہ نگلا تو وہ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ رنگ بدل کر طیلسان کی طرح سبز ہوگیا۔ درد نے انہیں ایک سال تک اس طرح مبتلا رکھا کہ بغیر کروٹ بدلوائے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے' پھر اسی سے ان کی شہادت ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے ہٹے نہ تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی سلمہ' تمہارا سردار کون ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ الجد بن قیس۔ ان میں اور کوئی برائی نہیں سوائے اس کے کہ بخل ہے۔ فرمایا کہ بخل سے زیادہ اور کون مرض ہوگا۔ تمہارے سردار بشر بن براء ابن معرور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن الجد رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ ہند بنت سہل جہینہ کی شاخ بنی الربعہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے ان کے والد الجد بن قیس کی کنیت ابو وہب تھی اس نے بھی اسلام ظاہر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کاب جہاد بھی کیے تھے حالانکہ وہ منافق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني الا في الفتنة سقطوا ﴾

''ان لوگوں میں وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اجازت دیجئے اور ہمیں فتنہ میں نہ ڈالئے' دیکھو خبردار یہ لوگ فتنے میں پڑ گئے ہیں''۔

عبداللہ بن الجد کی بقیہ اولاد نہ تھی' ان کے بھائی محمد بن الجد بن قیس کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت سنان بن صیفی رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن النعمان بن سنان بن سلمہ میں سے تھیں' سنان بن صیفی کی اولاد میں مسعود تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

سنان سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر و احد میں بھی شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ بسرہ بنت زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

بدر و احد میں شریک تھے' جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت طفیل بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ اسماء بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک کی اولاد میں عبداللہ اور الربیع تھے' دونوں کی والدہ ادام بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے' بدر و احد میں بھی تھے ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب کے سب ختم ہو گئے اور لا ولد مر گئے۔

حضرت طفیل بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ خنساء بنت رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھیں جو جابر بن عبداللہ بن رباب کی پھوپی تھیں۔

طفیل سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے' بدر و احد میں بھی تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ احد میں انہیں تیرہ زخم لگے تھے' غزوۂ خندق میں بھی شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ وحشی نے انہیں شہید کیا تھا۔

وحشی کہا کرتے تھے کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہما کا اللہ نے میرے ہاتھ سے اکرام کیا اور ان کے ہاتھوں سے میری توہین نہیں کی کہ میں کفر کی حالت میں قتل کر دیا جاتا۔

طفیل بن النعمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام الربیع تھا ان سے ابو یحییٰ عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان بن

سنان بن عبید نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولادت ہوئی الربیع کی والدہ اسماء بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن عبد مناف رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' کنیت ابو یحییٰ تھی' ان کی والدہ حمیمہ بنت عبید بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں جن کا نام حمیمہ تھا' ان کی والدہ الربیع بنت الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔

عبداللہ بن عبد مناف بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید' ان کی والدہ ام جابر بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ سے تھیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے۔ جابر بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بھی بیان کی ہیں۔

الکلبی نے اس آیت ﴿یمحواللّٰہ مایشاء ویثبت﴾ (اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے) کی تفسیر میں ان سے بیان کیا کہ ﴿یمحو من الرزق ویزید فیہ ویمحو من الاجل ویزید فیہ﴾ (رزق میں سے مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے اور موت میں سے (کچھ دن) مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے)۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ سے کس نے بیان کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح نے جابر بن عبداللہ بن رئاب الانصاری سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ جابر بن عبداللہ بن رئاب الانصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت ﴿لھم البشری فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ﴾ (ان کے لیے حیات دنیا وآخرت میں خوشخبریاں ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ رویائے صالحہ (سچے خواب) ہیں جنہیں بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔

حضرت خلید بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن سنان بن عبید' ان کی والدہ ادام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے خلید کو اسی طرح کہا ہے موسیٰ بن عقبیٰ وابو معشر نے خلیدہ بن قیس کہا۔ ان کے سوا دوسروں نے خالدہ بن قیس کہا عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ خالد بن قیس تھے' ان کے ساتھ ان کے ایک حقیقی بھائی بھی جن کا نام خلاد تھا۔ بدر میں شریک تھے۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے شرکائے بدر میں خلاد کا ذکر نہیں کیا۔ میں بھی اسے ثابت نہیں سمجھتا۔

خلید بن قیس بدر واحد میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت یزید بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید۔ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے یزید بن المنذر راور عامر بن الربیعہ' حلیفہ بنی عدی بن کعب کے درمیان عقد مواخات کیا یزید بن المنذر ر بدر و احد میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ زمانہ قریب سے ایک قوم نے یزید بن المنذر کی طرف اپنا انتساب کیا ہے' یہ باطل ہے۔ ان کے بھائی:

حضرت معقل بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید' سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر و احد میں بھی شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن النعمان رضی اللہ عنہ:

ابن بلدمہ بن خناس بن سنان بن عبید' محمد بن عمر نے اسی طرح بلذمہ کہا۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بلدمہ کہا عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بلدمہ وہ ہیں جو ابوقتادہ بن ربعی بن بلدمہ کے چچازاد بھائی تھے۔

عبداللہ بن النعمان بدر و احد میں شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ عنیکہ بنت خرشہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں جبار کی کنیت ابوعبداللہ تھی' سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبار بن صخر اور مقداد بن عمرو کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

جبار بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر وغیرہ بھیجا کرتے تھے' جبار جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو ۳۲ سال کے تھے ان کی وفات ۳۰ھ میں مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ضحاک بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ ضحاک کی اولاد میں یزید تھے' ان کی والدہ امامہ بنت محرث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں' ایک زمانے سے ضحاک کی بقیہ اولاد مر چکی تھی۔

ضحاک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر میں بھی شریک تھے۔

حضرت سواد بن رزن رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ ام قیس بن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا نام ونسب اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ اسود بن رزن بن ثعلبہ تھے انہوں نے زید کا ذکر نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق وابو معشر نے سواد بن زریق بن ثعلبہ کہا۔ یہ ہمارے نزدیک ان کے راویوں کے نام کے پڑھنے میں خطا ہے۔

سواد بن رزن کی اولاد میں ام عبداللہ بن سواد مبایعات میں سے تھیں' ام رزن بنت سواد یہ بھی مبایعات میں سے تھیں' ان کی والدہ خنساء بنت رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھیں۔

سواد بن رزن بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عبید بن عدی اوران کے موالی

حضرت حمزۃ بن الحمیر رضی اللہ عنہ:

اشجع کے پھر بنی دہمان کے حلیف تھے۔ محمد بن عمر نے اسی طرح کہا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے خارجہ بن الحمیر سنا ہے' محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ خارجہ بن الحمیر تھے۔ موسیٰ بن عقبٰی نے کہا کہ وہ حارثہ بن الحمیر تھے۔ اور ابو معشر سے مختلف روایتیں ہیں۔ ان کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ حربہ بن الحمیر تھے۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ اشجع بنی دہمان حلیف بنی عبید بن عدی میں سے تھے۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت عبداللہ بن الحمیر رضی اللہ عنہ:

جو اشجع بنی دہمان میں سے تھے۔ ان کے نام میں سب کا اتفاق ہے ان کے بارے میں کسی کا اتفاق نہیں کہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت نعمان بن سنان رضی اللہ عنہ:

بنی عبید بن عدی کے مولیٰ تھے اس پر سب کا اتفاق ہے' بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ:

حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد' کنیت ابو زید تھی۔ ان کی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان بن عمرو بن مالک بن بہثہ بن قطبہ بن عوف بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن افصی بن عمرو تھیں جو اسلم میں سے تھیں۔

قطبہ کی اولاد میں ام جمیل تھیں کہ مبایعات میں شمار تھا۔ ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن خلید بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

قطبہ سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے' ان کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جن کے متعلق مروی ہے کہ

وہ انصار میں سے سب پہلے مکہ میں اسلام لائے کہ ان کے قبل کوئی مسلمان نہ ہوا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔

قطبہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے غزوۂ فتح میں بنی سلمہ کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا۔ غزوۂ احد میں ان کے نو زخم لگے تھے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ خثعم کے ایک قبیلے کی طرف نواح تبالہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان لوگوں پر دفعتہً حملہ کر دیں۔

یہ لوگ الحاضر تک پہنچے اور سو گئے۔ بیدار ہو کے بڑھے اور دفعتہً حملہ کر دیا اس قوم نے بھی حملہ کیا باہم شدید لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بکثرت زخم لگے۔

قطبہ کے ساتھی غالب رہے اور جس کو چاہا قتل کیا۔ ان کے اونٹ اور بکریاں مدینہ ہنکا لائے خمس نکالنے کے بعد ان کے حصہ میں فی کس چار اونٹ تھے ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا۔ یہ سریہ صفر ۹ھ میں ہوا تھا۔

ابو معشر نے کہا کہ قطبہ بن عامر نے غزوۂ بدر میں دونوں صفوں کے درمیان ایک پتھر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اس وقت تک میں بھی نہ بھاگوں گا جب تک کہ یہ پتھر نہ بھاگے۔ قطبہ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

یزید بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد کنیت ابو المنذر تھی۔ ان کی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان تھیں۔ وہی قطبہ بن عامر کی والدہ بھی تھیں۔

یزید بن عامر کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور منذر تھے ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر اوس میں سے تھیں۔

یزید بن عامر سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے مدینہ اور بغداد میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت سلیم بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد ان کی والدہ ام سلیم بنت عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے بدر واحد میں بھی حاضر تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے بماہ شوال غزوۂ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ثعلبہ بن عنمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد ان کی والدہ جہیدہ بنت القین بن کعب بنی سلمہ میں سے تھیں۔ سب کی روایت

میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ جب اسلام لائے تو وہ اور معاذ بن جبل اور عبداللہ بن انیس بن سلمہ رضی اللہ عنہما کے بت توڑ رہے تھے۔

بدر واحد وخندق میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے' ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی نے شہید کیا۔

حضرت عبس بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد۔ ان کی والدہ ام البنین بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد میں بھی شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عباد بن عمرو بن سواد' ان کی والدہ نسیبہ بنت قیس بن الاسود ابن مری بن سلمہ میں سے تھیں۔ ابوالیسر کی اولاد میں عمیر تھے' ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں' یہ جابر بن عبداللہ اور یزید بن ابی الیسر کی پھوپی تھیں' ان کی والدہ لبابہ بنت الحارث بن سعید مزینہ میں سے تھیں۔ حبیب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عائشہ' ان کی والدہ ام الرباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل تھیں۔

ابوالیسر سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے' جس وقت وہ بدر میں شریک ہوئے تو بیس سال کی تھے' احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

ابوالیسر قصیر و پست قد بڑے پیٹ والے آدمی تھے' ان کی وفات ۵۵ھ میں مدینے میں ہوئی۔ یہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ ان کی بقیہ اولاد مدینہ میں تھی۔

حضرت سہل بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد' ان کی والدہ نائلہ بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل اوس میں سے تھیں' کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین شاعر کے چچازاد بھائی تھے۔

سہل بدر واحد میں شریک تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے بماہ شوال یوم احد میں شہید ہوئے احد میں مشہور تیر والے ہیں ان کی اولاد میں ایک مرد اور ایک خاتون باقی تھیں۔

بنی سواد بن غنم کے موالی

حضرت عنترہ مولائے سلیم رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن سواد۔ بدر واحد میں شریک تھے' اسی روز شہید ہوئے۔ نوفل بن معاویہ الدیلی نے شہید کیا۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ عنترہ بن عمرو تھے جو سلیم بن عمرو کے مولیٰ تھے۔

بقیہ بنی سلمہ:

حضرت معبد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ الزہرہ بنت زہیر بن حرام بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں محمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نام ونسب بیان کیا اور اسی طرح کتاب نسب الانصار میں بھی ہے' لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر' معبد بن قیس بن صخر کہتے تھے' وہ لوگ صیفی کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

معبد بدر واحد میں شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' محمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے عبداللہ بن قیس کا ان لوگوں کے ساتھ ذکر کیا ہے جو بدر میں شریک تھے' موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے' عبداللہ احد میں بھی شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عمرو بن طلق رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

محمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمرو بن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر شرکائے بدر کے ساتھ کیا ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ وہ احد میں بھی شریک تھے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد برادر سلمہ بن سعد' ان کی والدہ ہند بنت سہل بنی الربیعہ کی شاخ جہینہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن الجد بن قیس اہل بدر میں سے تھے۔

معاذ کی اولاد میں ام عبداللہ تھیں جن کا شمار مبایعات میں تھا۔ ان کی والدہ ام عمرو بنت خالد بن عمرو بن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ نہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان کیا گیا۔ معاذ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں آئے تھے۔ معاذ بن جبل جب اسلام لائے تو وہ اور ثعلبہ بن عنمہ اور عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

عقد مواخات:

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا

تھا۔ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن خاص محمد بن اسحاق کی روایت میں جس کا ان کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے' حالانکہ مواخات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد بدر سے پہلے ان لوگوں میں ہوئی تھی۔ غزوۂ بدر کے بعد جب آیت میراث نازل ہوگئی تو مواخات جاتی رہی۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے ہی مکہ سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان جب عقد مواخات کیا تھا تو وہ ملک حبشہ میں تھے اور سات سال بعد آئے لہٰذا یہ محمد بن اسحاق کا وہم ہے۔

معاذ جب بدر میں شریک ہوئے تو جیسا کہ ان کی قوم سے مروی ہے وہ بیس یا اکیس سال کے تھے۔ معاذ احد وخندق اور تمام مشاہد میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

یمن کی طرف بھیجا جانا:

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے قرض خواہوں نے ان پر سختی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں کے لیے انہیں ان کے مال سے جدا کر کے یمن بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے گا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ واقعہ ربیع الآخر ۹ھ کا ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن بھیجا تو فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کاہے سے کرو گے' عرض کی جو کتاب اللہ میں ہے اس سے فیصلہ کروں گا' فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو' عرض کی اس سے فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے' فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی فیصلے میں نہ ہو' عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر برکت کے لیے مارا۔ اور فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے وہ رسول اللہ کو راضی کرے۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے پاس معاذ کو بھیجا اور لکھا کہ میں نے تم پر ایسے شخص کو بھیجا ہے جو میرے بہترین اصحاب میں سے ہے اور ان میں بہترین صاحب علم اور صاحب دین ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس وقت میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سب سے آخر جو وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھنا۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لنگڑے آدمی تھے' جب معلم بنا کے یمن بھیجے گئے تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور نماز میں اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ قوم نے بھی اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ جب نماز پڑھ لی تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اچھا کیا' لیکن دوبارہ نہ کرنا میں نے تو صرف اس لیے اپنا پاؤں نماز میں پھیلا دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

شفیق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن پر عامل بنایا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو معاذ یمن ہی کے عامل تھے' عمر رضی اللہ عنہ اس سال حج پر عامل تھے۔ معاذ مکہ آئے تو ان کے ساتھ رفیق تھا اور غلام علیحدہ تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ غلام کس کے ہیں' انہوں نے کہا کہ میرے ہیں' فرمایا' وہ کہاں سے تمہارے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے ہدیۃً دیئے گئے ہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا کہنا مانو اور انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اگر وہ خوشی سے تمہیں ان کو دے دیں تو وہ تمہارے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس میں آپ کا کہنا نہیں مانوں گا۔ کہ ایک شے جو مجھے ہدیۃً دی گئی ہے میں اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دوں۔

رات کو سوئے صبح ہوئی تو انہوں نے کہا اے ابن الخطاب رضی اللہ عنہ میں سوائے آپ کا کہنا ماننے کے اور کوئی صورت نہیں دیکھتا' میں نے رات کو خواب' میں دیکھا کہ میں دوزخ کی طرف کھینچا یا ہنکایا یا ایسا ہی کیا جا رہا ہوں آپ میرا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں' لہٰذا آپ ان سب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائیے۔ انہوں نے کہا کہ تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ خود لے جاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تمہارے ہیں' تم انہیں اپنے گھر والوں میں لے جاؤ۔

غلام ان کے پیچھے صف باندھ کر نماز پڑھنے لگے' جب وہ واپس ہوئے تو پوچھا کہ تم لوگ کس کی نماز پڑھتے ہو' سب نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ جاؤ کیونکہ تم انہیں کے ہو۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لشکر پر آپ کے عامل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

ذکوان سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے' پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔

امت کے سب سے زیادہ عالم:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے سب سے زیادہ عالم حلال وحرام کے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے میں اسلام لایا ہمیشہ اپنی داہنی طرف تھوکا جبکہ وہ نماز میں نہ تھے اور کہا کہ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے ایسا نہیں کیا۔

محفوظ بن علقمہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں داخل ہوئے تو بیوی کو دیکھا کہ خیمے کے سوراخ سے جھانک رہی ہیں' انہوں نے ان کو مارا' معاذ تربوز کھا رہے تھے ہمراہ ان کی بیوی بھی تھیں' ان کا غلام گزرا تو بیوی نے اسے تربوز کا ٹکڑا جو انہوں نے دانت سے کاٹا تھا دے دیا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا۔

ابی ادریس الخولانی سے مروی ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا۔ اتفاق سے وہاں ایک چمکدار دانت والا شخص تھا' لوگ اس کے گرد تھے۔ اگر کسی بات میں اختلاف کرتے تو اس کے پاس لے جاتے اور اس کی رائے سے رجوع کرتے' میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح سویرے گیا۔ وہ مجھ سے زیادہ سویرے آ گئے تھے۔ میں نے انہیں نماز پڑھتا ہوا پایا۔ ان کا انتظار کیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی نماز ادا کر لی پھر میں سامنے سے ان کے پاس آیا۔ سلام کیا اور عرض کی کہ واللہ میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں' فرمایا: اللہ کے لیے' عرض کی اللہ کے لیے۔ پھر فرمایا اللہ کے لیے' عرض کی اللہ کے لیے۔

انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کے مجھے اپنی طرف گھسیٹا اور کہا کہ تمہیں خوش خبری ہو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمت ان دو شخصوں کے لیے واجب ہوگئی جو میرے بارے میں باہم محبت کریں' میرے بارے میں باہم بیٹھیں' میرے بارے میں باہم اپنا مال یا طاقت خرچ کریں اور میرے بارے میں باہم زیارت کریں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ حمص کی مسجد میں گیا۔ وہاں لوگوں کے حلقے میں ایک خوبصورت گندم گوں اور صاف دانت والا آدمی تھا۔ قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو اس سے عمر میں بڑے تھے۔ پھر بھی وہ اس کے پاس آتے تھے اور حدیث سنتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ صورت میں سب سے اچھے' اخلاق میں سب سے پاکیزہ دل و دست کے بحر و کان تھے۔ انہوں نے بہت قرض لے لیا تو قرض خواہ ان کے ساتھ لگ گئے۔ یہاں تک کہ چند روز وہ ان لوگوں سے اپنے گھر میں چھپے رہے۔

قرض خواہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر ان کو بلوایا' وہ آپ کے پاس آئے' ساتھ قرض خواہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ہمارا حق ان سے لے لیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر اللہ رحمت کرے جو انہیں معاف کر دے۔

کچھ لوگوں نے انہیں معاف کر دیا' دوسروں نے انکار کیا' اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ہمارا حق ان سے لے لیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تم ان لوگوں کے لیے صبر کرو' رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کا مال لے لیا اور قرض خواہوں کو دے دیا' ان لوگوں نے اسے باہم تقسیم کر لیا۔ انہوں نے اپنے حقوق کے ۵/۷ حصے وصول کر لیے اب قرض خواہوں نے عرض کی یا رسول اللہ انہیں ہمارے لیے فروخت کر دیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو' تمہارے لیے ان پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔

معاذ بنی سلمہ کی طرف واپس ہوئے' ان سے کسی نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! اگر تم رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگ لیتے تو بہتر ہوتا' کیونکہ آج تم نے ناداری کی حالت میں صبح کی ہے' انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ سے مانگوں۔

وہ دن بھر ٹھہرے پھر رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور یمن بھیج دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے اور قرض ادا کرا دے' معاذ یمن روانہ ہو گئے' وہ برابر وہیں رہے' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

وہ اس سال مکے پہنچے جبکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا' ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج پر عامل بنایا تھا دونوں یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) کو منیٰ میں ملے اور معانقہ کیا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کی پھر زمین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس چند غلام دیکھے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن یہ کون لوگ ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں اپنی ایک وجہ سے پایا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس وجہ سے؟ انہوں نے کہا کہ وہ مجھے ہدیۃً دیئے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے میرے ساتھ کرم کیا گیا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کرو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس

کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

معاذ رضی اللہ عنہ سو گئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ کے گڑھے پر ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے سے ان کا نیفہ پکڑے ہوئے آگ میں گرنے سے روک رہے ہیں۔ معاذ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے ان کے لیے جائز رکھا۔ انہوں نے اپنے بقیہ قرض خواہوں کو بھی ادا کر دیا' اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے گا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی نیابت:

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ جب ابوعبیدہ بن الجراح کی عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی تو انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا۔ طاعون بڑھ گیا تو لوگوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ سے دعاء کیجئے کہ وہ اس عذاب کو ہم سے اٹھا لے۔

معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عذاب نہیں ہے یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء ہے اور تمہارے پہلے صالحین کی موت اسی میں ہوئی ہے' یہ شہادت ہے اس بات کی کہ تم میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے' اے لوگو! چار خصلتیں ہیں کہ جسے یہ ممکن ہو کہ وہ ان میں سے کسی کو نہ پائے تو اسے چاہیے کہ اسے نہ پائے۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں باطل ظاہر ہوگا آدمی صبح ایک دین پر کرے گا اور شام دوسرے دین پر' وہ کہے گا' واللہ میں نہیں جانتا کہ کس دین پر ہوں' نہ بصیرت کے ساتھ وہ زندہ رہے گا نہ بصیرت کے ساتھ مرے گا۔ آدمی کو اللہ کے مال میں سے اس شرط پر مال دیا جائے گا کہ وہ جھوٹی باتیں بیان کرے جو اللہ کو ناراض کریں اے اللہ تو آل معاذ کو اس رحمت (وبا) کا پورا حصہ عطا کر۔

عمواس کے طاعون میں وفات:

ان کے دونوں بیٹے طاعون میں مبتلا ہوئے' پوچھا کہ تم دونوں اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو' انہوں نے کہا: اے ہمارے والد حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ مجھے تم دونوں صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔

ان کی دونوں بیویاں طاعون میں مبتلا ہوئیں اور ہلاک ہو گئیں۔ خود ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو اسے اپنے منہ سے یہ کہہ کر چھونے لگے کہ اے اللہ یہ چھوٹی سی ہے تو اس میں برکت دے' کیونکہ تو چھوٹے میں برکت دیتا ہے' یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گئے۔

حارث بن عمیرہ الزبیدی سے مروی ہے کہ میں اس وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا جب ان کی وفات ہوئی' کبھی ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی اور کبھی افاقہ ہو جاتا تھا افاقے کے وقت میں نے انہیں کہتے سنا کہ تو میرا گلا گھونٹ کیونکہ تیری عزت کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کے حلق میں طاعون کا اثر ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ یا رب تو میرا گلا گھونٹتا ہے۔

حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عمواس کے سال جب طاعون واقع ہوا تو معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ عذاب ہے جو واقع ہوا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیا تم لوگ رحمت کو جو اللہ نے اپنے بندوں پر کی اس عذاب کے مثل کرتے ہو جو اللہ نے کسی قوم پر کیا۔ جن سے وہ ناراض ہوا۔ بے شک وہ رحمت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لیے خاص کیا' وہ شہادت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لیے خاص کیا' اے اللہ معاذ اور اس کے گھر والوں پر بھی یہ رحمت بھیج تم میں سے جس شخص کو مرنا ممکن ہو وہ قبل ان فتنوں کے جو ہوں گے مر جائے' قبل اس کے کہ آدمی اپنے اسلام کے بعد کفر کرے' یا کسی کو بغیر حق کے قتل کرے' یا اہل بغاوت کی مدد کرے یا آدمی یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کاہے پر ہوں' اگر میں مروں یا جیوں حق پر ہوں یا باطل پر۔

ابو مسلم الخولانی سے مروی ہے کہ میں مسجد حمص میں گیا تو وہاں تقریباً (۳۰) ادھیڑ عمر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے' ان میں ایک جوان تھا جو آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے تھا۔ دانت چمکدار تھے' وہ خاموش تھا اور کچھ نہیں بولتا تھا۔ جب قوم کسی امر میں شک کرتی تھی تو اس کے پاس آ کر دریافت کرتے تھے میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے کہا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔

اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لمبے' گورے' خوبصورت دانت کے بڑی آنکھ والے تھے بھویں آپس میں ملی ہوئی تھیں' گھونگھریالے بال تھے' جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو بیس یا اکیس سال کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ تبوک میں تھے پھر یمن روانہ ہو گئے اس وقت وہ اٹھارہ سال کے تھے' ملک شام وعلاقہ اردن میں وبائے عمواس ۱۸ھ میں بخلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وفات ہوئی' اس وقت وہ اڑتیس سال کے تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو ۳۳ سال کے تھے' معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ بھی ۳۳ سال کے تھے۔

سعید بن ابی عروبہ سے مروی ہے کہ میں نے شہر بن حوشب کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو پاتا تو انہیں خلیفہ بناتا۔ مجھ سے میرا رب ان کے متعلق پوچھتا تو میں کہتا اے میرے رب میں نے تیرے نبی کو کہتے سنا کہ قیامت کے دن جب علماء جمع ہوں گے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بقدر پتھر پھینکنے کے ان کے آگے ہوں گے۔

ابن سعد نے کہا کہ بدر میں قبیلہ سلمہ کی کثرت کی وجہ سے سلمۂ بدر کہا جاتا تھا اس قبیلے کے ۴۳ آدمی غزوے میں شریک تھے۔

بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔

حضرت قیس بن محصن رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق۔ ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں' محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے قیس بن محصن کو اسی طرح کہا۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ قیس بن حصن تھے۔

قیس کی اولاد میں ام سعد بنت قیس تھیں' ان کی والدہ خولہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ قیس بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت مدینے میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت حارث بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق۔ ان کی کنیت ابوخالد تھی' ان کی والدہ کبشہ بنت الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

حارث بن قیس کی اولاد میں مخلد اور خالد اور خلدہ تھے' ان کی والدہ انیسہ بنت نسرین بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں' واقدی نے صرف نسر کہا۔

حارث بن قیس سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمامہ میں بھی تھے' اسی روز انہیں ایک زخم لگا جو مندمل ہوگیا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ پھٹ گیا جس سے ان کی وفات ہوگئی اس لیے شہدائے یمامہ میں شمار کیے جاتے ہیں' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبیر بن ایاس رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے جبیر بن ایاس کو اسی طرح کہا۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ جبیر بن الیاس تھے۔

بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوعبادہ سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ:

نام سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھا' ان کی والدہ ہند بنت عجلان بن غنام بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

ابوعبادہ کی اولاد میں عبادہ تھے' ان کی والدہ سنبلہ بنت ماعص بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

عبداللہ' ان کی والدہ انیسہ بنت بشر بن یزید بن زید بن النعمان بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔ فروہ' ان کی والدہ خالدہ بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

عبداللہ اصغر' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عقبہ' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ میمونہ (دختر) ان کی والدہ جندبہ بنت مری بن سماک بن عتیک بن امرئ القیس' بن زید بن الاشہل بن جشم تھیں۔

غزوۂ بدر و احد میں شریک تھے' وفات کے وقت مدینے میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام جمیل بنت قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں' بدر و احد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' کنیت ابو سبع تھی' ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے انصاری ہیں جو اسلام لائے' وہ اور اسعد بن زرارہ ابو امامہ' دونوں روانہ ہو کر باہم مکہ جا رہے تھے کہ نبی ﷺ کو سنا' آپ کے پاس آ کر اسلام لائے اور مدینے واپس چلے گئے۔

ذکوان سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی' اسی لیے ان کو مہاجری انصار کہا جاتا تھا۔

بدر و احد میں شریک تھے۔ غزوۂ احد میں ابو الحکم بن الاخنس بن شریق بن علاج بن عمرو بن وہب الثقفی نے شہید کیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو الحکم بن الاخنس پر جو سوار تھا حملہ کیا اس کے پاؤں پر تلوار ماری اور آدھی ران سے کاٹ دیا۔ اسے اس کے گھوڑے سے گرا کر ختم کر دیا یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا۔ ذکوان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت مسعود بن خلدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن ثعلبہ بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ بن الخزرج تھیں۔

مسعود کی اولاد میں یزید و حبیبہ تھے' ان کی والدہ الفارعہ بنت الحباب بن الربیع' بن رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں' الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

عامر ان کی والدہ قسمہ بنت عبید بن المعلی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید تھیں۔ کہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔ مسعود بن خلدہ بدر میں شریک تھے ان کی اولاد ختم ہو چکی تھی' کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت عباد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن خالد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ خویلد بنت بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔ عباد کی اولاد میں عبد الرحمٰن تھے' ان کی والدہ ام ثابت بنت عبید بن وہب اشجع میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر و احد میں بھی شریک تھے' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت اسعد بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق' موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر و محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے

اسی طرح کہا ہے۔ صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ سعد بن یزید بن الفاکہ تھے۔

اسعد بدر واحد میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت فاکہ بن نسر رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ امامہ بنت خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں' صرف محمد بن عمر نے اسی طرح الفاکہ بن نسر کہا۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ فاکہ بن بشر تھے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انصار میں نسر کوئی نہیں سوائے سفیان بن نسر کے جو بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے۔

فاکہ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں ام عبداللہ ورملہ' ان دونوں کی والدہ ام نعمان بنت نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ فاکہ بدر میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن ماعص اور سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ معاذ بن ماعص بدر میں مجروح ہوئے' اسی زخم سے مدینہ میں وفات پا گئے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں' ثابت یہ ہے کہ وہ بدر واحد وبیر معونہ میں شریک تھے اور اسی روز صفر میں ہجرت کے چھتیسویں مہینے شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت عائذ بن ماعص رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائذ بن ماعص اور سویط بن عمرو العبدری کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

عائذ بدر واحد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے' اسی روز شہید ہوئے۔

ابن سعد نے محمد بن سعد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ وہ بیر معونہ میں شہید نہیں ہوئے اس روز جو شہید ہوئے وہ ان کے بھائی معاذ بن ماعص تھے' عائذ بن ماعص غزوۂ بیر معونہ اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے اور اسی روز ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔ ان کی اولاد میں عامر' ام ثابت' ام سعد' ام سہل اور ام کبشہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

مسعود بدر و احد و خندق یوم بیر معونہ میں شریک تھے اسی روز بروایت محمد بن عمر شہید ہوئے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مسعود یوم خیبر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق کی اولاد بھی ختم ہوگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

رفاعہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت النعمان بن عمرو بن مالک بن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عبید' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاذ ان کی والدہ ام عبداللہ تھیں جو سلمیٰ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

عبیداللہ' النعمان' رملہ' بثینہ' ام سعد' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الفاکہ میں نسر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

ام سعد صغریٰ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' کلثم' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

رفاعہ کے والد رافع بن مالک بارہ نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے' جو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے' بدر میں شریک نہ تھے' بدر میں ان کے دونوں بیٹے رفاعہ و خلاد فرزند رافع شریک تھے۔

رفاعہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ابتدائے خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہوئی بقیہ اولاد بغداد و مدینہ میں بہت ہے۔

حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

خلاد بن رافع کی اولاد میں یحییٰ تھے۔ ان کی والدہ ام رافع بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ خلاد بدر و احد میں شریک تھے ان کی بہت اولاد تھی جو مر گئے۔ اب کوئی باقی نہیں۔

حضرت عبید بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ بدر و احد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' عمرو بن عامر بن زریق کی اولاد بھی مر چکی تھی' سوائے رافع بن مالک کی اولاد کے کہ ان میں سے قوم کثیر باقی ہے' نعمان بن عامر کی اولاد میں ایک یا دو باقی ہیں۔ جملہ سولہ آدمی۔

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج:

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کی والدہ عمرہ بنت عبید بن مطروف الحارث بن زید بن عبید بن زید قبیلۂ اوس کے بنی عمرو بن زید سے تھیں۔

زیاد بن لبید کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی بقیہ اولاد مدینہ اور بغداد میں ہے۔ زیاد سب کی روایت میں ستر انصار ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' زیاد جب اسلام لائے تو وہ اور بنی بیاضہ کے وفرہ بن عمرو بت توڑتے تھے۔

زیاد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے' آپ کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طر ہجرت کی' انہوں نے بھی آپ کے ہمرکاب ہجرت کی اسی لیے زیاد کو مہاجری وانصاری کہتے تھے۔ زیاد بدر واحد وخندق اور تمام مش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرموت پر آپ کے عامل ز بن لبید تھے' یمن میں جب اہل النجیر اشعث بن قیس کے ساتھ مرتد ہوئے تو جنگ مرتدین انہیں کے سپرد تھی' جب ان پر کامیا ہوئے' انہوں نے ان میں سے جسے قتل کیا اسے قتل کیا اور جسے قید کیا اسے قید کیا' اشعث بن قیس کو بیڑیاں ڈال کے ابوبکر رضی اللہ عنہ پاس بھیج دیا۔

حضرت خلیفہ بن عدی رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ' ابومعشر ومحمد بن عمر نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا' لیکن موسیٰ بن عقبہ بن اسحاق نے صرف خلیفہ بن عدی کہا۔ اور ان دونوں نے ان کا نسب آگے تک نہیں بیان کیا۔ خلیفہ کی اولاد میں ایک لڑکی تھی جس نام آمنہ تھا' اس سے فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے نکاح کیا۔ خلیفہ بدر واحد میں شریک تھے' وفات کے و ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ' ان کی والدہ رحیمہ بنت نابی بن زید بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن تھیں۔

فروہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے ان کی والدہ حبیبہ بنت ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن ع تھیں۔ عبید وکبشہ وام شرجیل' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام سعد' ان کی والدہ آمنہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ تھیں خالدہ ان کی والدہ ام تھیں' آمنہ' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فروہ بن عمرو سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور عبداللہ بن ع

ن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کے درمیان جو بنی عامر بن لوی میں سے تھے عقد مواخات کیا۔

فروہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں نائم پر عامل بنایا تھا۔ آپ انہیں مدینہ میں خارص (کھجوروں کا اندازہ لگانے والا) بنا کے بھیجا کرتے تھے فروہ کی بقیہ اولاد تھی لیکن ب مر گئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

ضرت خالد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ ان کی والدہ سلمٰی بنت حارثہ بن الحارث بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن لک بن غضب بن جشم بن الخزرج تھیں۔

خالد بن قیس کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے ان کی والدہ ام ربیع بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ خالد بن س بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں یا جو ان کے نزدیک عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ خالد بن قیس عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے سب نے کہا کہ خالد بن قیس بدر واحد میں شریک ے ان کی بقیہ اولاد تھی۔ مگر سب مر گئے۔

ضرت رخیلہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل پانچ آدمی تھے: بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔

ضرت رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ ان کی والدہ ادام بنت عوف مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور صفوان بن بیضاء کے درمیان عقد مواخات کیا تھا دونوں بدر میں شریک تھے بعض روایات ی دونوں اسی روز شہید ہوئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ صفوان اس روز شہید نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تک زندہ رہے ں نے رافع بن معلیٰ کو شہید کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کا اس پر اتفاق ہے کہ رافع بن المعلیٰ بدر ں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

ضرت ہلال بن المعلیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ۔ ان کی کنیت ابوقیس تھی ان والدہ ادام بنت عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ ہلال بن المعلیٰ بدر میں شریک تھے' لیکن محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد ہے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ رافع بن المعلیٰ شہید بدر ہیں لیکن ہلال اس روز شہید نہیں ہوئے وہ اپنے بھائی عبید بن المعلیٰ کے ساتھ احد میں بھی شریک تھے البتہ عبید بدر میں نہ تھے۔

ہلال کی بقیہ اولاد مدینہ وبغداد میں ہے' حبیب بن عبد حارثہ کی تمام اولاد سوائے اولاد ہلال بن المعلیٰ کے سب انتقال کر گئی۔

قبیلہ خزرج کے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں تھے وہ محمد بن عمر کے شمار میں ایک سو پچھتر آدمی تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق کے شمار میں ایک سو ستر تھے وہ تمام مہاجرین وانصار اور وہ لوگ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا' محمد بن اسحاق کے شمار میں تین سو چودہ آدمی تھے' مہاجرین میں سے تراسی انصار کے قبیلہ اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایک سو ستر۔

ابومعشر ومحمد بن عمر کے شمار میں جو لوگ بدر میں شریک تھے وہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ روایت بھی سنی کہ وہ ۳۱۴' آدمی تھے اور موسیٰ بن عقبہ کے شمار میں ۳۱۶' آدمی تھے۔

انصار کے وہ بارہ نقیب جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں شب عقبہ منتخب فرمایا:

عبداللہ بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت والوں سے جو آپ سے عقبہ میں ملے تھے فرمایا (منیٰ میں تین مقام پر رمی کی جاتی ہے ان میں سے ایک کا نام عقبہ ہے جو کہ سے منیٰ آنے میں سب سے پہلے ملتا ہے' ۱۰ ذی الحجہ کو اس پر رمی کی جاتی ہے شب عقبہ شب ۱۰ ذی الحجہ کو کہتے ہیں) کہ اپنی جماعت میں سے بارہ آدمی نکال کر میرے پاس بھیجو جو اپنی قوم کے ذمہ دار ہوں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حواری ذمہ دار تھے ان لوگوں نے بارہ آدمی منتخب کر لیے۔

کسی اور راوی نے دوسری روایت میں اتنا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ محسوس نہ کرے کہ دوسرے کا انتخاب کر لیا گیا' کیونکہ میرے لیے جبرئیل ہی انتخاب کرتے ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ سال آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار کے ستر آدمی ملے جو آپ پر ایمان لائے آپ نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب بنایا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیبوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے' ان لوگوں نے کہا جی ہاں۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ بارہ نقیب تھے جن کے رئیس اسعد بن زرارہ تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ کو نقیبوں پر نقیب (ذمہ دار ورئیس) بنایا تھا۔

نقباء کا نام ونسب اوران کی صفات ووفات:

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری اور دوسرے متعدد طریق سے مروی ہے کہ اوس میں سے تین نقیب تھے جن میں سے بنی الاشہل کے حسب ذیل دو تھے:

سیدنا ابو یحییٰ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ:

ابن سماک بن عتیک بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابو یحییٰ اور ابوالحضیر تھی' ان کی والدہ بروایت محمد بن عمر ام اسید بنت النعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں' اور بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری ام اسید بن سکن بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل تھیں۔

اسید کی اولاد میں یحییٰ تھے' ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے والد حضیر الکتائب جاہلیت میں شریف (سردار) تھے' اور جنگ بعاث کے دن اوس کے سردار تھے اور ان تمام جنگوں میں جو اوس وخزرج میں ہوا کرتی تھیں آخری جنگ تھی اسی روز حضیر الکتائب مقتول ہوئے یہ جنگ ہو رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے' آپ نبی ہو چکے تھے اور اسلام کی دعوت دی تھی' اس کے چھ سال بعد آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

اشعار ذیل خفاف بن ندبۃ السلمی نے حضیر الکتائب کے بارے میں کہے ہیں:

لو ان المنايا جدن عن ذی مهابة نهبن حضير اليوم غلق واقما

''اگر موتیں خوفناک آدمی سے بھاگتیں تو وہ اس روز حضیر سے ضرور ڈرتیں جس روز اس نے قلعہ واقم کو مقفل کر دیا تھا۔

يطوف به حتى اذ الليل جنةً تبوّا منه مقعَدًا متنا عما

وہ اسی قلعہ کے گرد گھومتا رہا یہاں تک کہ جب رات نے اسے چھپا لیا تو اس نے اس سے ایک آرام کی نشست گاہ بنالی''۔ واقم حضیر الکتائب کا قلعہ تھا جو بنی عبدالاشہل میں تھا۔

اسید بن الحضیر زمانۂ جاہلیت میں اپنے والد کے بعد اپنی قوم میں شریف تھے اسلام میں وہ عقلائے اہل الرائے میں شمار ہوتے تھے' جاہلیت میں بھی عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ اس زمانے میں عرب میں کتابت بہت کم تھی' وہ پیرنا اور تیر اندازی اچھی جانتے تھے جس شخص میں یہ صفات جمع ہوتی تھیں اسے جاہلیت کے زمانے میں کامل کہا جاتا تھا۔ یہ سب خوبیاں اسید میں جمع تھیں ان کے والد حضیر الکتائب بھی اس میں مشہور تھے اور ان کا نام بھی کامل تھا۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما ایک ہی دن مصعب بن عمیر العبدری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ اسید اسلام میں سعد سے ایک گھنٹہ پہلے تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ستر اصحاب عقبۂ آخرہ سے پہلے مدینہ میں آ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے' انہیں قرآن پڑھاتے تھے اور دین کا فقیہ بناتے تھے۔

اسید رضی اللہ عنہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبۂ آخرہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے' رسول

اللہ ﷺ نے اسید بن الحضیر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

اسید رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ جو نقبا و غیر نقباء تھے بدر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کا یہ گمان نہ تھا کہ وہاں رسول اللہ ﷺ کو جنگ و قتال کی نوبت آئے گی' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی محض قافلہ قریش کے روکنے کے لیے نکلے تھے جو شام سے واپس آ رہا تھا۔

اہل قافلہ کو یہ معلوم ہو گیا تو انہوں نے کسی کو مکہ بھیجا کہ قریش کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر دے' ان لوگوں نے قافلے کو ساحل سے روانہ کیا اور وہ بچ گیا۔ قریش کی جنگی جماعت اپنے قافلہ کی حفاظت کے لیے مکہ سے روانہ ہوئی' ان کا مقابلہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے بغیر کسی قرار دادکے بدر میں ہو گیا۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ بدر سے آ گئے تھے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ کو فتح مند کیا اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا' یا رسول اللہ واللہ میرا بدر سے پیچھے رہنا یہ گمان کر کے نہ تھا کہ آپ دشمن کا مقابلہ کریں گے' میرا گمان یہ تھا کہ وہ تجارتی قافلہ ہے' اگر میں یہ خیال کرتا کہ وہ دشمن ہے تو پیچھے نہ رہتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسید رضی اللہ عنہ احد میں شریک تھے اس روز انہیں سات زخم لگے۔ جس وقت لوگ بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے۔ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اور آپ کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ کیسے اچھے آدمی تھے' ابن مالک سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر اور عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہما مہینے کی آخری تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دونوں آپ کے پاس باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ جب نکلے تو دونوں میں سے ایک کا عصاء دونوں کے لیے روشن ہو گیا۔ اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب راستہ جدا ہوا تو ان میں سے ہر ایک کا عصا اس کے لیے روشن ہو گیا جس کی روشنی میں وہ چلے۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے' بیمار ہو گئے تو انہوں نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ سلیمان بن بلال نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر لوگوں نے ان کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ وہ اپنے اوپر چار ہزار کا قرض چھوڑ گئے۔ ان کے مال میں ایک ہزار سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی' لوگوں نے اس کے بیچنے کا ارادہ کیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔ انہوں نے ان کے قرض خواہوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ آیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تم لوگ ہر سال ایک ہزار لے لو اور اسے چار سال میں پورا کر لو۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اے امیر المومنین لوگ جائیداد فروخت کرنے سے باز رہے اور ہر سال ایک ہزار لیتے تھے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے قرض چھوڑا' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قرض خواہوں سے مہلت دینے کی گفتگو کی۔

حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ:

نام مالک تھا۔ بلی میں سے تھے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ ام مالک بنت مالک' بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ میں سے تھیں۔ وہ بھی انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔ ابوالہیثم دونوں عقبہ اور بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے' ہم نے ان کا پورا حال بنی عبدالاشہل کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی غنم بن السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس میں سے حسب ذیل ایک صحابی تھے۔

حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارث بن غنم بن السلم' کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھیں۔

انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے' عقبۂ آخر اور بدر میں شریک تھے' اسی روز شہید ہوئے ہم نے ان کا پورا حال بنی غنم بن السلم کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

خزرج کے نو نقیب تھے جن میں بنی النجار کے حسب ذیل ایک تھے:

سیدنا ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ:

ابن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ کنیت ابوامامہ تھی۔ ان کی والدہ سعاد تھیں۔ ایک روایت ہے کہ الفریعہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں' ابجر حذرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے اسعد رضی اللہ عنہ' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں حبیبہ و کبشہ و الفریعہ تھیں جو سب مبایعات میں سے تھیں ان کی والدہ عمیرہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ نہ تھی اور سوائے ان بیٹیوں کے اولاد کے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد تھی۔

خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور ذکوان بن عبد قیس مکہ معظمہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس گئے تھے' ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا تو آپ کے پاس آئے' آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے' پھر عتبہ بن ربیعہ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ واپس آئے یہ دونوں سب سے پہلے شخص تھے جو مدینہ میں اسلام لے کے آئے۔

عمارہ بن غزیہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے آپ سے چھ آدمی ملے جن میں چھٹے اسعد رضی اللہ عنہ تھے' یہ پہلا سال تھا۔ دوسرے سال انصار کے بارہ آدمی آپ سے عقبہ میں ملے' انہوں نے آپ سے بیعت کی' تیسرے سال آپ سے ستر انصار ملے انہوں نے آپ سے شب عقبہ یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی رات کو بیعت کی' آپ نے انہیں میں سے بارہ نقیب لیے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بھی ایک نقیب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن سے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم بوس ہوئے اور اسلام لائے۔ ہمارے نزدیک چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام لائے' ان سے قبل انصار میں سے کوئی اسلام نہیں لایا تھا۔

عبادہ بن الولید بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے لوگو! تم جانتے ہو کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کرتے ہو۔ تم لوگ آپ سے اس بات پر بیعت کرتے ہو کہ عرب وعجم اور جن وانس سب سے جنگ کرو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کے لیے جنگ ہیں' جو جنگ کرے' اور اس کے لیے صلح ہیں جو صلح کرے' اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر لازم کر دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس امر پر بیعت کرتے ہو کہ گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' نماز پڑھو گے' زکوٰۃ دو گے طاعت وفرماں برداری کرو گے اہل حکومت کے حکم میں جھگڑا نہ کرو گے' اور اس چیز سے میری بھی حفاظت کرو گے جس سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہو۔

سب نے عرض کی جی ہاں' انصار کے کسی کہنے والے نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لیے ہے۔ اور ہمارے لیے کیا ہے' فرمایا جنت اور نصرت الٰہی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سعد بن سعد بن الربیع کو کہتے سنا جو خارجہ بن زید بن ثابت کی ماں تھیں کہ مجھے النوار والدۂ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ وہ لوگوں کو پانچوں نمازیں اور جمعہ اس مسجد میں پڑھا رہے ہیں جو انہوں نے سہل وسہیل فرزندان رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے میدان میں بنائی ہے انہوں نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی تھی کہ جب آپ تشریف لائے تو اسی مسجد میں نماز پڑھی اور اسے تعمیر کیا۔ آپ کی وہ مسجد آج تک ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب بن عمیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسی جگہ لوگوں کو نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہو گئے کہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن حزم اور عوف بن عفراء جب اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے بت توڑ رہے تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو حلق کی بیماری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ داغ دو' میں تمہارے بارے میں اپنے اوپر ملامت نہ کروں گا۔

بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے حلق میں درد (ذبحہ) کی وجہ سے

دومرتبہ داغا اور فرمایا کہ میں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں چھوڑتا ہوں (یعنی جائز سمجھتا ہوں)۔

جابر سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کو ذبحہ (درد حلق) تھا۔ تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داغ دیا۔ جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اکحل (رگ دست) میں دومرتبہ داغ دیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہیں ابی امامہ سہل بن حنیف نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی عیادت فرمائی ان کے جسم پر پتی اچھل آئی تھی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا اللہ یہود کو غارت کرے جو کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے اس مرض کو کیوں نہ دور کر دیا حالانکہ میں ان کے لیے اور اپنے لیے کسی بات پر قادر نہیں مجھے ابی امامہ کے بارے میں تم لوگ ملامت نہ کرو۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں داغ دیا گیا اور داغ سے ان کے حلق میں دائرہ کر دیا گیا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کے متعلق جو تین تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کی' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیال میں ہوگئیں' آپ کے ہمرکاب ازواج کے مکانوں میں گشت کرتی تھیں وہ کبشہ وحبیبہ والفارعہ (الفریعہ) دختران اسعد تھیں۔

زینب بنت نبیط بن جابر زوجہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوامامہ یعنی اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے میری والدہ اور خالہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کی وہ آپ کے پاس زیور لائے جس میں سونا اور موتی تھے۔ اس کا نام الرعاث (بالی یا بندہ) تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ زیور ان کو پہنا دیئے۔ راویہ نے کہا کہ میں نے ان میں کے بعض زیور اپنے اعزہ کے پاس پائے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے جو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ابن عدس کی عیادت فرمائی وہ لیلۃ العقبہ میں نقبا کے رئیس تھے ان پر پتی اچھل آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس عیادت کو آئے اور فرمایا کہ یہ یہود بھی بدترین ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیوں نہ آپ نے اس مرض کو ان سے دور کر دیا۔ حالانکہ میں تمہارے لیے یا اپنے لیے کسی چیز پر بھی قادر نہیں۔ لوگ ابوامامہ کے بارے میں ہرگز ملامت نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر پتی کی وجہ سے انہیں داغ دیا گیا۔ ان کی گردن میں داغ کا ایک طوق بنا دیا گیا پھر ابی امامہ کو بہت دیر نہ گزری تھی کہ ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الرجال سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات شوال میں ہجرت کے نویں مہینے ہوئی۔ اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی النجار آئے اور عرض کی' ہمارے نقیب مر گئے۔ ہم پر کسی کو نقیب (کفیل وذمہ دار) بنا دیجئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نقیب میں ہوں۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ جب اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے غسل میں تشریف لائے۔ آپ نے انہیں تین کپڑوں میں کفن دیا جن میں ایک چادر تھی۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا گیا اور آپ نے انہیں بقیع میں دفن کیا۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے جو دفن کیا گیا وہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ انصار کا قول ہے۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سب سے پہلے جو بقیع میں دفن کیا گیا وہ عثمان بن

مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔

بنی الحارث بن الخزرج کے حسب ذیل دونقیب تھے:

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج' ان کی والدہ ہزیلہ بنت عقبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے' بدر واحد میں حاضر تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

بدر واحد وخندق وحدیبیہ میں شریک تھے' یوم موتہ میں شہید ہوئے وہ اس روز ایک امیر تھے ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے حسب ذیل دو آدمی تھے:

سیدنا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

ابن دلیم بن حارثہ بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ کنیت ابو ثابت تھی ان کی والدہ عمرہ تھیں جو الثالثہ بن مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں' وہ سعد بن زید الاشہل کے جو اہل بدر تھے خالہ زاد بھائی تھے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سعید ومحمد وعبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشرف بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

قیس وامامہ وسدوس' ان کی والدہ فکیہہ بنت عبید بن دلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

سعد جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ پیرنا اور تیراندازی اچھی جانتے تھے۔ جو اسے اچھی طرح جانتا تھا وہ کامل کہلاتا تھا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے قبل ان کے آباؤ اجداد زمانہ جاہلیت میں اپنے قلعہ پر ندا دیا کرتے تھے کہ جو گوشت اور چربی پسند کرے وہ دلیم بن حارثہ کے قلعے میں آئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت پایا جب وہ اپنے قلعہ پر ندا دیتے

تھے کہ جو شخص چربی یا گوشت پسند کرے اسے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنا چاہیے۔ میں نے ان کے بیٹے کو اسی طرح پایا کہ وہ بھی دعوت دیتے تھے۔

میں مدینہ کے راستے پر چل رہا تھا۔ اس وقت جوان تھا۔ مجھ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے جو العالیہ اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے انہوں نے کہا کہ اے جوان' ادھر آؤ۔ دیکھو آیا تمہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قلعے پر کوئی ندا دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ میں نے نظر کی تو کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے حمد عطا کر اور مجھے مجد (بزرگی) عطا کر۔ مجد بغیر اچھے کام کے نہیں ہے اور اچھا کام بغیر مال کے نہیں ہے اے اللہ تھوڑا میرے لیے مناسب نہیں ہے اور نہ میں اس پر درست ہوں گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن عبادہ' منذر بن عمرو اور ابودجانہ رضی اللہ عنہم جب اسلام لائے تو یہ بنی ساعدہ کے بت توڑتے تھے' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے وہ سردار و سخی تھے' بدر میں حاضر نہ تھے' وہ روانگی بدر کی تیاری کر رہے تھے اور انصار کے گھروں میں آ کر انہیں بھی روانگی پر برانگیختہ کرتے تھے' مگر روانگی سے پہلے وہ محتاج ہو گئے اور ٹھہر گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ سعد شریک نہ ہوئے۔ لیکن اس کے آرزومند تھے۔

بعض نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا یہ نہ متفق علیہ ہے اور نہ ثابت۔ راویان مغازی میں سے کسی نے بھی حاضرین بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن وہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ آپ کو روزانہ ایک بڑا پیالہ بھیجتے تھے جس میں گوشت کا ثرید (ثرید روٹی کے ٹکڑے گوشت میں پکے ہوئے) یا دودھ کا ثرید یا سرکہ و زیتون یا گھی کا ثرید ہوتا تھا۔ اکثر گوشت کا ہوتا تھا' سعد کا پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ازواج کے مکانوں میں گھومتا تھا (یعنی جس روز آپ جہاں ہوتے تھے وہیں وہ پیالہ بھیجا جاتا تھا)۔

ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود مبایعات میں سے تھیں۔ وفات مدینہ میں اس وقت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۵ ھ میں ہوا تھا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس غزوے میں بھی آپ کے ہمرکاب تھے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ ان کی قبر پر آئے اور ان پر نماز پڑھی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تھے۔ آپ سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سعد کی وفات ہو گئی چاہتا ہوں کہ آپ ان پر نماز پڑھیں' آپ نے نماز پڑھی' حالانکہ ان کو ایک مہینہ گزر گیا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں استفتاء کیا جو ان کی والدہ پر تھی اور اس کو پورا کرنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی طرف سے ادا کردو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ موجود نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کی وفات ہوگئی میں ان کے پاس موجود نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو یہ انہیں مفید ہوگا آپ نے فرمایا ہاں' عرض کی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ خرما ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا ام سعد کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے وصیت نہیں کی اگر میں ان کی جانب سے خیرات کروں تو انہیں مفید ہوگا۔ فرمایا ہاں' انہوں نے کہا کہ پھر کون سا صدقہ آپ کو زیادہ پسند ہے۔ فرمایا کہ پانی پلاؤ۔ (یعنی کنواں وقف کردو)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ام سعد کا انتقال ہوا تو سعد نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا صدقہ افضل ہے' فرمایا: پانی پلاؤ۔

حسن سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا آیا میں اس حوض کا پانی پیوں جو مسجد میں ہے کیونکہ وہ صدقہ (وقف) ہے۔ حسن نے کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ام سعد کے سقایہ سے پانی پیا ہے' بس کافی ہے۔

انصار کی طرف آپ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے' انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی بیعت کا مشورہ کیا۔ یہ خبر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی' دونوں روانہ ہوئے اور ان لوگوں کے پاس آئے' ہمراہ کچھ مہاجرین بھی تھے۔

ان کے اور انصار کے درمیان سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں گفتگو ہوئی تو خطیب انصار کھڑا ہوا اور اس نے کہا: "انا جذیلها المحکك وعذیقها المرجّب" (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجاتے ہیں اور وہ میوۂ نورس ہوں جو بابرکت ہے) اے گروہ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے' پھر بہت شور ہونے لگا۔ اور آوازیں بلند ہوگئیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے' انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے ان سے بیعت کرلی اور انصار نے بھی ان سے بیعت کرلی' مہاجرین نے بھی ان سے بیعت کرلی' ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے' وہ چادر اوڑھے ہوئے ان لوگوں کے درمیان تھے میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہوا ہے' لوگوں نے کہا کہ وہ بیمار ہیں۔

ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کیا' واللہ ہمیں جو حالت پیش آئی تھی اس میں ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ مستحکم کوئی امر نہیں پایا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اگر ہم نے بیعت نہ کی۔ اور قوم کو چھوڑ دیا تو وہ ہمارے بعد بیعت کرلیں گے پھر یا تو ہم بھی ان سے بیعت کرتے جو ہماری مرضی کے خلاف تھا یا ہم ان کی

مخالفت کرتے جس صورت میں فساد ہوتا۔

زبیر بن المنذر ابی اسید الساعدی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم بھی آ کر بیعت کرلو کیونکہ سب لوگوں نے بیعت کرلی' تمہاری قوم نے بھی بیعت کرلی' تو انہوں نے کہا کہ نہیں' واللہ میں اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک کہ جتنے تیر میرے ترکش میں ہیں تم سب کو نہ مارلوں گا۔ اور اپنی قوم وقبیلے کے ان لوگوں کی ہمراہی میں جو میرے تابع ہیں تم لوگوں سے قتال نہ کرلوں گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خبر آئی تو بشیر بن سعد نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے انکار کیا اور اصرار کیا۔ وہ تم سے بیعت کرنے والے نہیں ہیں خواہ انہیں قتل کردیا جائے اور وہ ہرگز قتل نہیں کیے جاسکتے تاوقتیکہ خزرج کو نہ قتل کیا جائے اور خزرج کو ہرگز قتل نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ اوس کو قتل نہ کیا جائے۔ لہٰذا آپ لوگ انہیں نہ چھیڑیئے۔ کیونکہ آپ کا معاملہ درست ہوگیا ہے' وہ تمہیں نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں' جب تک ان سے باز پرس نہ ہو' وہ صرف ایک آدمی ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بشیر کی نصیحت قبول کرلی اور سعد رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

جب عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو ایک روز مدینہ کے راستے پر ان سے ملے' کہا کہو اے سعد رضی اللہ عنہ ' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' کہو اے عمر رضی اللہ عنہ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم وہی ہو جو ہو' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں وہی ہوں' یہ یہ حکومت تم تک پہنچ گئی ہے' واللہ تمہارے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیں تم سے زیادہ محبوب تھے واللہ میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں تمہاری نزدیکی کو ناپسند کرتا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو اپنے پڑوسی کی نزدیکی کو پسند نہ کرے وہ اس کے پاس سے منتقل ہو جائے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے بھولا نہیں ہوں اور میں ان کے پڑوس میں منتقل ہونے والا ہوں جو تم سے بہتر ہیں۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ وہ ابتدائے خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں شام کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوگئے اور حوران میں ان کی وفات ہوئی۔

یحییٰ بن عبدالعزیز بن سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات حوران ملک شام میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈھائی سال بعد ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ گویا ۱۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبدالعزیز نے کہا کہ مدینہ میں ان کی موت کا علم اس وقت ہوا کہ لڑکوں نے جو بیر مسد یا سکن میں جو دوپہر کی سخت گرمی میں گھسے ہوئے تھے کسی کہنے والے کو کنوئیں سے کہتے سنا کہ:

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسهمین فلم نخط فوادہ

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کردیا' ہم نے انہیں دو تیر مارے' ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطا نہ کی''۔

لڑکے ڈر گئے اور اس دن کو یاد رکھا' انہوں نے اس کو وہی دن پایا جس روز سعد کی وفات ہوئی تھی۔ کسی سوراخ میں بیٹھے وہ پیشاب کر رہے تھے کہ قتل کردیئے گئے اور اسی وقت مر گئے۔ لوگوں نے ان کی کھال کو دیکھا کہ سبز ہوگئی تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ جب واپس آئے تو اپنے ساتھیوں سے

کہا کہ میں جراثیم محسوس کرتا ہوں' ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے جن کو کہتے سنا:

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رميناه بسهمين فلم نخط فواده

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا' ہم نے انہیں دو تیر مارے' ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطا نہ کی''۔

حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے' بدر واحد میں شریک تھے بیر معونہ میں شہید ہوئے' ان کا حال بنی ساعدہ کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب تھے۔

سیدنا حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب ابن سلمہ' ان کی والدہ الرباب بنت النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الاوس تھیں۔

براء کی اولاد میں بشر بن البراء تھے جو عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے' ان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد' وہمان کی شاخ اشجع میں سے تھیں۔ مبشر' ہند' سلافہ' رباب مبایعات میں سے تھیں' ان کی والدہ حمیمہ بنت صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

براء بن معرور سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے' انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے لیلۃ العقبہ میں جس وقت ستر انصار رسول اللہ ﷺ سے قدم بوس ہوئے تو براء نقباء میں سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے کلام کیا' ان لوگوں نے آپ سے بیعت کی آپ نے ان میں سے نقیب بنائے۔

براء کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے محمد ﷺ کے ذریعے سے ہمیں بزرگی دی اور آپ کو ہمیں عطا کیا۔ ہم لوگ ان میں سب سے پہلے ہوئے جنہوں نے قبول کیا ان میں سب سے آخر ہوئے جن کو آپ نے دعوت دی ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کی اور سنا اور فرماں برداری کی۔ اے گروہ اوس وخزرج اللہ نے اپنے دین سے تمہارا اکرام کیا ہے اگر تم نے فرماں برداری اطاعت اور شکر گزاری اختیار کی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پہلے حیات ووفات میں قبلہ اول کی طرف منہ کیا۔ انہیں نبی ﷺ نے یہ حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کریں' براء نے نبی ﷺ کی اطاعت کی۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنے اعزہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا منہ مسجد حرام کی طرف کر دیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر ہو کے آئے تو آپ نے چھ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

ابو محمد بن معبد بن ابی قتادہ سے مروی ہے کہ براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قبلہ کی طرف رخ کیا' وہ ستر میں سے ایک نقیب تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ آئے اور قبلے کی طرف نماز پڑھنے لگے وفات کا وقت آیا تو اپنے ثلث مال کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وصیت کی کہ آپ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں' اور کہا کہ مجھے میری قبر میں رو بہ قبلہ رکھنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کے بعد آئے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ براء پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز رکھا۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت کی کہ جب انہیں قبر میں رکھا جائے تو ان کا منہ کعبہ کی طرف کیا جائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت کے کچھ ہی روز بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ جب قبلہ پھیرا گیا تو ام بشر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ براء کی قبر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اپنے اصحاب کے اس پر تکبیر کہی (کہ وہ پہلے ہی سے قبلہ رخ تھی)۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ تشریف لائے تو براء بن معرور رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی آپ اپنے اصحاب کو لے گئے ان کے پاس صف باندھی اور کہا کہ اے اللہ ان کی مغفرت کر' ان پر رحمت کر' ان سے راضی ہو جا اور تو نے (یہ سب) کر دیا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے ہوئی۔ جب آپ تشریف لائے تو ان پر نماز پڑھی۔

کسی اہل مدینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نقیب کی قبر پر نماز پڑھی' محمد بن عمر نے کہا کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہی تھے جن کی نقباء میں سب سے پہلے وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ام حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

وہ جابر بن عبداللہ کے والد تھے' سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے' بدر و احد میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے' ہم نے ان کا حال بنی سلمہ کے حاضرین بدر میں لکھا ہے۔

قواقلہ کے نقیب:

سیدنا حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں' کنیت ابوالولید تھی۔

عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ہم نے قواقلہ کے حاضرین بدر میں ان کا حال لکھا ہے۔

بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے نقیب:

حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ان کی والدہ معاویہ بنت العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں' ان کی کنیت ابومالک تھی۔

رافع بن مالک کی اولاد میں۔ رفاعہ وخلاد تھے یہ دونوں بدر میں حاضر تھے اور مالک تھے' ان سب کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں' رافع بن مالک کاملین میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں کامل وہ ہوتا تھا جو لکھنا اور پیرنا اور تیراندازی اچھی طرح جانتا تھا۔ رافع ایسے ہی تھے حالانکہ کتابت قوم میں کم تھی۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک اور معاذ بن عفراء انصار میں پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں قدم بوس ہو کر اسلام لائے اور اپنے ساتھ مدینہ میں اسلام لائے' اس امر میں ان دونوں کے لیے ایک روایت ہے۔ رافع کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن کے متعلق یہ روایت ہے کہ وہ پہلے انصار ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ان کے قبل کوئی اسلام نہ لایا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک چھ آدمی والا معاملہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

رافع بن مالک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' رافع بن مالک بدر میں حاضر نہ تھے' بلکہ ان کے دو بیٹے رفاعہ وخلاد حاضر تھے' لیکن احد میں حاضر تھے اور اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

عبدالملک بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن مالک الزرقی اور سعید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخات کیا۔ یہ ہیں وہ اصحاب جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر نقیب بنایا تھا۔ اور جو تعداد میں بارہ تھے۔

کلثوم بن ہدم العمری اور وہ لوگ جن کے متعلق غیر مصدق روایت ہے کہ بدر میں حاضر تھے۔

حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ:

ابن امری القیس بن الحارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس۔

ابن عباس سے (متعدد طریق سے) مروی ہے کہ کلثوم بن الہدم شریف آدمی اور بہت بوڑھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسلام لائے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بنی عمرو بن عوف میں اترے تو آپ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے آپ سعد بن خیثمہ کی منزل میں حدیث بیان کیا کرتے تھے اور اس کا نام منزل العزآب تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسی لیے کہا گیا کہ آپ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے ہمارے نزدیک کلثوم بن الہدم العمری کے پاس آپ کا اترنا ثابت ہے۔

کلثوم کے پاس اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت بھی اتری تھی۔ جن میں ابوعبیدہ بن الجراح' مقداد بن عمرو' خباب بن الارت' سہیل وصفوان فرزندان بیضاء' عیاض بن زہیر' عبداللہ بن مخرمہ' وہب بن سعد بن ابی سرح' معمر بن ابی سرح' عمرو بن ابی عمرو جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے اور عمیر بن عوف مولائے سہل بن عمرو تھے یہ سب لوگ بدر میں حاضر تھے۔

کلثوم بن الہدم کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد بہت دن نہ گزرے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے بدر جانے سے کچھ ہی پہلے ہوا۔ ان کے اسلام میں ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی اور وہ مرد صالح تھے۔

حضرت حارث بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس۔

ان کی والدہ زینب بنت صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الاوس تھیں۔ ان کے بھائی حاطب بن قیس وہ شخص تھے جن کے بارے میں اوس وخزرج میں جنگ ہوئی تھی اس کا نام حرب حاطب تھا۔

حاطب کی والدہ بھی زینب بنت صیفی بن عمرو تھیں' وہی عتیک بن قیس کی بھی والدہ تھیں' حارث اور حاطب اور عتیک فرزندان قیس بن ہیشہ جبر بن عتیک بن قیس بن ہیشہ کے چچا تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ حارث بن قیس بدر میں حاضر تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو یہ بیان کرتے سنا' حالانکہ یہ ثابت نہیں۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے حارث بن قیس کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

تمام علمائے انساب اپنی روایات میں اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے بھائی کے بیٹے جبر بن عتیک بدر میں حاضر تھے' انہوں نے ان کے نسب میں غلطی کی اور انہیں جبر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ کہہ دیا۔ انہوں نے ان کو ان کے چچا کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ جبر بن عتیک بن قیس تھے۔ جو حارث بن قیل کے بھائی کے بیٹے تھے۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی والدہ بنی سلیم میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ الجموح بن زید بن حرام کی اولاد میں بنی سلمہ سے تھیں۔

سعد بن مالک کی اولاد میں ثعلبہ تھے جو احد میں شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی سعد بن سعد' عمرو اور عمرۃ' ان کی والدہ ہند

بنت عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں۔

سعد بن سعد کے بیٹے سہل بن سعد نے نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی' ان کی والدہ امیہ بنت الحارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک بن خشعم تھیں۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک نے بدر جانے کی تیاری کی تھی' مگر بیمار ہوئے اور مر گئے' ان کی قبر کا مقام دار بنی قارظ کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا۔

عبدالمہیمن بن عباس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک کی وفات الروحاء میں ہوئی' نبی ﷺ نے ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ بدر میں حاضر تھے وہ سعد بن سعد بن مالک بن خالد تھے اور سہل بن سعد الساعدی کے والد تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب الانصار میں ان لوگوں کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح ہم نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے' انہوں نے یہ نہیں بیان کیا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی بدر میں حاضر تھا۔ میں عبداللہ کے بدر میں تذکرہ نہ کرنے کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ روانگی بدر سے پہلے بیمار ہو کر مر گئے جیسا کہ ابی و عبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد سعد بن سعد بن مالک نے نبی ﷺ کے لیے وصیت کی جو اپنے کجاوے کے آخری حصے میں لکھ دی انہوں نے آپ کے لیے اپنے کجاوے اور اپنے اونٹ کی اور پانچ وسق جو کی وصیت کی' نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اور اسے ان کے ورثاء پر واپس کر دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ تمہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن کا ذکر بدر میں کیا گیا ہے وہ سعد بن سعد بن مالک تھے ان کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ بدر کی تیاری کر رہے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ وصیت کی۔

ابی اور عبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ ثابت نہیں ہے۔ راویانِ مغازی میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔

موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے سعد بن مالک اور ان کے فرزند سعد بن سعد کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

ہمارے نزدیک یہ بھی ثابت ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی بدر میں حاضر نہ تھا شاید وہ روانگی کی تیاری کر رہے ہوں اور پھر اس کے قبل مر گئے ہوں۔ جیسا کہ ابی و عبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنی حدیث میں روایت کی ہے' سعد بن سعد بن مالک کی بقیہ اولاد ہے۔

حضرت مالک بن عمرو النجاری رضی اللہ عنہ:

ہم نے کتاب نسب انصار میں دیکھا مگر اس میں ان کا نسب نہیں پایا۔ ہم نے مالک بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول پایا۔ وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔ مالک بن عمرو وہی ہیں جنہیں ہم نے نسب الانصار میں اس طرح پایا کہ حارث بن الصمہ بن عمرو کے چچا ہیں' میں انہیں یہ نہیں سمجھتا۔

یعقوب بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مالک بن عمرو النجار کی وفات جمعہ کے روز ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے اور آپ نے اپنی زرہ پہنی کہ احد روانہ ہوں تو آپ اس وقت نکلے جب مالک مقام جنائز کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی پھر اپنا گھوڑا منگا اور سوار ہو کے احد روانہ ہو گئے۔

حضرت خلاد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ ام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ۔ وہ اپنے بھائی خالد بن قیس بن النعمان بن سنان بن عبید کے ساتھ بدر میں حاضر تھے۔

محمد بن اسحاق وموسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو بدر میں شریک تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں اسے (یعنی قول عبداللہ) کو درست نہیں سمجھتا' اس لیے کہ یہ لوگ (یعنی موسیٰ بن عقبہ وغیرہ) بہ نسبت اوروں کے سیرت ومغازی کے زیادہ جاننے والے ہیں' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے جو روایت کی میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خلاد بن قیس کا اسلام قدیم تھا۔

حضرت عبداللہ بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ عائشہ بنت زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ اپنے دونوں چچا معبد وعبداللہ فرزندان قیس بن صیفی کے ہمراہ بدر میں حاضر تھے۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں حاضر تھے۔

عبداللہ بن خیثمہ کی جب وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا

طبقۂ ثانیہ

حبشہ کو ہجرت کرنے والے اور غزوۂ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہونے والے

بنی ہاشم بن عبد مناف کے مہاجرین

حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامرہ بن زید مناۃ بن عامر تھیں' ابن عامر الضحیان بن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن النمر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالفضل تھی۔

شعبہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میرے والد عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اصحاب فیل کے آنے سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال بڑے تھے۔

ازواج واولاد:

لوگوں نے بیان کیا کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں فضل ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے انہیں سے ان کی کنیت ابوالفضل تھی' وہ خوبصورت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں انہیں اونٹ پر ہم نشین (ردیف) بنایا تھا۔ شام میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بڑے زبردست عالم تھے ان کی ترقی علم کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعاء فرمائی تھی' وفات طائف میں ہوئی بقیہ اولاد تھی۔

عبیداللہ بخشش کرنے والے بڑے سخی اور مالدار تھے۔ وفات مدینہ میں ہوئی بقیہ اولاد تھی۔ عبدالرحمٰن' وفات شام میں ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قثم' انہیں نبی ﷺ کے ساتھ شکل وشمائل میں تشبیہ دی جاتی تھی مجاہد بن کے خراسان گئے تھے' سمرقند میں وفات ہوگئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معبد' افریقہ میں شہید ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔ ام حبیبہ بنت العباس۔

ان سب کی والدہ ام الفضل تھیں جو لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہرم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھیں۔ ام الفضل کے بطن سے عباس رضی اللہ عنہ کے ان بیٹوں کی نسبت عبداللہ بن یزید الہلالی نے قطعہ کہا:

ماولدت نجیبة من فحل بجبل تعلمه او سهل

''کسی شریف عورت نے کسی شوہر سے ایسے بچے نہیں جنے' کسی پہاڑ میں جسے تو جانتا ہو یا زمین پر۔

کستة من بطن ام الفضل اکرم بها من کهلة و کهل

مثل ان چھ بچوں کے جو ام الفضل کے بطن سے ہیں۔ جو ادھیڑ بیوی اور ادھیڑ میاں سے کیسے اچھے ہیں''۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم نے ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد کی قبور کو بھی ایک دوسرے سے اتنا بعید نہیں دیکھا جتنا کہ عباس بن عبدالمطلب کے ان لڑکوں کی قبریں جو ام الفضل سے تھے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد ام الفضل کے علاوہ دوسری بیویوں سے بھی تھی۔ کثیر بن العباس بن عبدالمطلب۔ فقیہ ومحدث تھے تمام بن العباس اپنے معاصرین میں سب سے سخت تھے۔ صفیہ اور امیمہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حارث بن العباس' ان کی والدہ حجیلہ بنت جندب بن الربیع بن عامر بن کعب بن عمرو بن الحارث بن کعب بن عمرو بن سعد بن مالک بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار تھیں' حارث کی بقیہ اولاد تھی جن میں السری بن عبداللہ والی یمامہ تھے کثیر اور تمام کی اولاد آج نہیں ہے۔

بیعت عقبہ میں آپ کا کردار:

ابی البداح بن عاصم بن عدی بن عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ہم مکہ آئے تو مجھ سے سعد بن خیثمہ ومعن بن عدی وعبداللہ بن جبیر نے کہا کہ اے عویم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو کہ آپ پر اسلام لائیں' ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ آپ پر ایمان لائے ہیں۔

میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا مجھ سے کہا گیا کہ آپ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مکان پر ہیں' ہم لوگ ان کے

پاس گئے۔ سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ کب ملاقات کر سکیں گے۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے ساتھ تمہاری قوم کا وہ شخص بھی ہے جو تمہارا مخالف ہے لہٰذا اپنا معاملہ اس وقت تک پوشیدہ رکھو کہ یہ حجاج چھنٹ جائیں' اس وقت ہم اور تم ملاقات کریں اور تمہارے لیے اس امر کو واضح کریں' پھر تم لوگ امر بین کی بنا پر داخل ہو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس شب کا وعدہ فرمایا جس کی صبح کو نفر آخر (یعنی ۱۴رذی الحجہ کا دن) تھا کہ آپ ان لوگوں کے پاس عقبہ کے نیچے آئیں گے جہاں آج مسجد ہے۔ انہیں آپ نے یہ حکم دیا کہ نہ کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غائب کا انتظار کریں۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ اس کے بعد شب نفر اول (شب ۱۲رذی الحجہ) یہ قوم روانہ ہوئی لوگ پوشیدہ طور پر جا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ کے ہمرکاب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے ان کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام معاملات میں ان پر اعتماد فرماتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا' انہوں نے کہا: اے گروہ خزرج (قبیلہ اوس وخزرج کو ملا کر بھی خزرج پکارا جاتا تھا) تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس بات کی طرف بلایا ہے اس بات کی طرف بلایا ہے (یعنی ہجرت مدینہ کی طرف) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے قبیلے کے معزز لوگ حفاظت کرتے ہیں' واللہ ہم میں جو ان کے قول پر ہیں وہ بھی جو ان کے قول پر نہیں ہیں وہ بھی حسب ونسب وشرف کی وجہ سے ان کے محافظ ہیں سوائے تمہارے سب لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت رد کی ہے اگر تم لوگ اہل قوت وشجاعت اور جنگ کا تجربہ رکھنے والے اور سارے عرب کی عداوت میں ثابت قدم رہنے والے ہو تو دعوت دو' کیونکہ عرب سب مل کے تمہیں ایک ہی کمان سے تیر ماریں گے۔ لہٰذا اپنی رائے پر غور کر لو اپنے معاملے میں مشورہ کر لو اور بغیر اپنے اتفاق واجتماع کے یہاں سے نہ جاؤ۔ سب سے اچھی بات یہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ مجھے خاص کر جنگ کا اندیشہ ہے تم لوگ اپنے دشمن سے کس طرح جنگ کرو گے۔

قوم نے سکوت کیا عبداللہ بن عمرو بن حرام نے جواب میں کہا کہ واللہ ہم لوگ اہل جنگ ہیں جو ہمیں غذا میں دی گئی ہے ہمیں اس کا خوگر بنایا گیا ہے ہم نے اپنے بزرگوں میں یکے بعد دیگرے اسے میراث میں پایا ہے ہم فنا ہونے تک تیر اندازی کریں گے نیزوں کے ٹوٹنے تک نیزہ بازی کریں گے' ہم تلواریں چلائیں گے ہم اسے اس وقت تک چلائیں گے جب تک کہ ہم میں سے یا ہمارے دشمن میں سے جو جلدی مرنے والا ہے وہ نہ مر جائے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تم لوگ اہل جنگ ہو کیا تمہارے پاس زرہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔

براء بن معرور نے کہا: اے عباس! تم نے جو کچھ کہا وہ ہم نے سنا۔ واللہ اگر ہمارے دل میں اس کے علاوہ ہوتا جو عبداللہ بن عمرو نے کہا تو ہم اسے ضرور کہہ دیتے ہم لوگ وفا وصدق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت فرمائی' انہیں اللہ کی طرف دعوت دی' اسلام کی رغبت دلائی اور وہ امر بیان فرمایا جس

کے لیے وہ لوگ جمع ہوئے تھے۔

براء بن معرور نے ایمان وتصدیق کے ساتھ اس کو قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر انہیں بیعت کیا' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس شب کو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ کے لیے انصار پر بیعت کو مؤکد کر رہے تھے۔

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس شب کو ان لوگوں کے پاس موجود تھا کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اپنے گروہ کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ ہم پر مخبر لگے ہوئے ہیں۔ اپنے سن رسیدہ لوگوں کو آگے کرو وہ لوگ تم سے ہمارے کلام کے نگران ومحافظ بن جائیں' ہمیں تم پر تمہاری قوم سے اندیشہ ہے جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے اپنے مقامات میں منتشر ہو جاؤ اور اپنا حال پوشیدہ رکھو۔ اگر تم نے اس امر کو اتنا پوشیدہ رکھا کہ یہ موسم چھنٹ جائے تو تم لوگ مرد ہو اور تم لوگ آج کے بعد کے لیے بھی ہو۔

براء بن معرور نے کہا کہ اے ابوالفضل ہماری بات سنو' عباس رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے' براء نے کہا' واللہ تم جس امر کو چاہتے ہو ہم پوشیدہ رکھیں تو وہ تمہارے لیے ہمارے پاس پوشیدہ رہے گا۔ وہ چیز ظاہر کی جائے گی جسے تم چاہتے ہو کہ ہم ظاہر کریں اور اپنی جان قربان کریں اور اپنی جانب سے اپنے پروردگار کو راضی کریں' ہم لوگ بہت بڑے گروہ والے اور کافی حفاظت وغلبے والے ہیں ہم لوگ جس سنگ پرستی پر تھے اس پر تھے ہم لوگ جیسے تھے ویسے تھے' آج ہمارے ساتھ کیونکر ہو گا جب کہ اللہ نے ہمیں وہ چیز دکھا دی جو ہمارے اغیار پر پوشیدہ رکھی ہماری محمد ﷺ سے تائید کی (یا رسول اللہ) آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے۔

سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر (بیعت کے لیے ہاتھ) مارا وہ براء بن معرور تھے۔ ایک قول ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسعد بن زرارہ تھے۔

سلیمان بن سحیم سے مروی ہے کہ اوس وخزرج نے باہم اس شخص کے بارے میں فخر کیا جس نے لیلۃ العقبہ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی لوگوں نے کہا کہ اس کو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے عباس سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اسے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے' سب سے پہلے اس شب کو جس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی وہ اسعد بن زرارہ تھے پھر ان کے بعد براء بن معرور' پھر اسید بن الحضیر۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ لیلۃ العقبہ میں درخت کے نیچے ستر انصار کے پاس جو سب کے سب ذی رتبہ تھے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو لے گئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا مقرر تقریر شروع کرے مگر خطبے میں طول نہ دے۔ تم پر مشرکین کے جاسوس ہیں اگر ان لوگوں کو علم ہو جائے گا تو وہ تمہیں رسوا کریں گے۔

ان میں سے ایک خطیب نے جو ابوامامہ اسعد بن زرارہ تھے کہا کہ یا محمد (ﷺ) آپ اپنے پروردگار کے لیے ہم سے جو چاہیں مانگیں اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے جو چاہیں طلب کریں۔ مگر ہمیں یہ بتا دیجئے کہ جب ہم ایسا کریں تو ہمارے لیے اللہ کے پاس کیا ثواب ہے اور آپ لوگوں کے ذمہ کیا ہے۔

فرمایا: میں اپنے پروردگار کے لیے تم لوگوں سے یہ طلب کرتا ہوں کہ اسی کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے تم سے یہ طلب کرتا ہوں کہ ہمیں ٹھکانا دو اور ہماری مدد کرو جس چیز سے اپنی حفاظت کرتے ہو اس سے ہماری حفاظت بھی کرو۔

اسعد بن زرارہ نے پوچھا کہ ہم یہ کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت' عرض کی: پھر آپ کے لیے بھی وہ ہے جو آپ نے طلب فرمایا۔

شعبی جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ بوڑھوں اور جوانوں نے اس سے مختصر اور اس سے بلیغ خطبہ نہیں سنا۔

بدر میں زبردستی لیجایا جانا:

عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ قریش جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مرالظہر ان میں تھے کہ ابوجہل اپنے خواب سے بیدار ہوا' اس نے پکار کر کہا:

اے گروہ قریش! کیا تمہاری عقل پر تباہی نہ ہوگی' تم نے کیا کیا کہ بنی ہاشم کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ اگر محمد ﷺ تم پر فتح مند ہو گئے تو اس سے وہ بھی اس کے مثل ہو جائیں گے اور اگر تم محمد ﷺ پر فتح مند ہو گئے تو وہ لوگ تمہارا انتقام عنقریب تم سے' تمہاری اولاد سے اور تمہارے اعزہ سے لیں گے' لہٰذا تم انہیں اپنے صحن اور اپنے میدان میں نہ چھوڑو انہیں اپنے ساتھ لے چلو خواہ ان سے کام نہ نکلے۔

لوگ ان کے پاس واپس گئے' عباس بن عبدالمطلب اور نوفل اور طالب اور عقیل کو زبردستی اپنے ساتھ لے لیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم بنی ہاشم میں سے جو لوگ مکہ میں تھے وہ اسلام لے آئے تھے' لیکن ظاہر کرتے ڈرتے تھے کہ ابولہب اور قریش حملہ کر کے انہیں مقید کر دیں گے جیسا کہ بنی مخزوم نے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ کو پابہ زنجیر کر دیا تھا اسی لیے غزوۂ بدر میں نبی ﷺ نے فرمادیا کہ تم میں سے جو شخص عباس' طالب' عقیل' نوفل اور ابوسفیان سے ملے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابورافع مولائے عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا' عباس اسلام لے آئے تھے' ام الفضل اسلام لے آئی تھیں اور میں بھی اسلام لے آیا تھا' عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے' اپنا اسلام چھپاتے تھے' وہ مالدار تھے ان کا مال قوم میں پھیلا ہوا تھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ بدر گئے' حالانکہ اسلام پر تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم وغیرہم کے کچھ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں ان کو اس جنگ سے کچھ سروکار نہیں' تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ' بیٹوں' بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں گے اور عباس کو چھوڑ دیں گے؟

واللہ اگر میں ان سے ملوں گا تو ضرور بتلوار سے ان کی ہڈیوں کا گوشت جدا کر دوں گا۔

یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوحفص کی کنیت سے مجھے پکارا) کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے گی؟'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ابوحذیفہ کی گردن مار دینے دیجئے کیونکہ وہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ اپنی گفتگو پر نادم ہوئے' وہ کہا کرتے تھے کہ واللہ میں اپنے اس کلمے سے جو اس روز کہا بے خوف نہیں ہوں۔ میں برابر اس سے خوف میں رہوں گا سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل بذریعہ شہادت مجھ سے اس کا کفارہ کر دے وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں جس وقت رسول اللہ ﷺ مشرکین سے ملے تو فرمایا کہ جو شخص بنی ہاشم کے کسی فرد سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ زبردستی مکہ سے نکالے گئے ہیں ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ واللہ میں تو ان میں سے جس سے ملوں گا اسے ضرور قتل کر دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے' عرض کی' جی ہاں' یا رسول اللہ ﷺ جب میں اپنے باپ اور چچا اور بھائی کو مقتول دیکھوں گا تو یہ مجھ پر گراں گزرے گا' میں نے جو کہا وہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے باپ چچا اور بھائی جنگ کی خاطر خوشی خوشی بغیر جبر و کراہ کے نکلے ہیں' یہ لوگ تو زبردستی بلا رضا و رغبت لڑائی کے لیے نکالے گئے ہیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو قریش بنی ہاشم اور ان کے حلفاء ایک خیمے میں جمع کیے گئے' مشرکین نے ان سے اندیشہ کیا۔ ان پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو ان کی حفاظت کریں۔ اور انہیں روکے رکھیں۔ ان میں سے حکیم بن حزام بھی تھا۔

اسیران بدر میں شمار:

عبید بن اوس سے جو بنی ظفر کے قیدیوں کے محافظ تھے مروی ہے کہ غزوۂ بدر ہوا تو میں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور عقیل و عباس کے فہری حلیف کو گرفتار کر لیا۔ میں نے عباس اور عقیل کو رسی سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو دیکھا تو میرا نام مقرن (رسی سے باندھنے والا) رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ ان دونوں پر ایک سبز رنگ کے فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس شخص نے عباس کو گرفتار کیا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو برادر بنی سلمہ تھے' ابوالیسر دبلے پتلے آدمی تھے اور عباس رضی اللہ عنہ بھاری جسم کے' رسول اللہ ﷺ نے ابوالیسر سے فرمایا کہ اے ابوالیسر تم نے عباس کو کس طرح اسیر کر لیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ان پر ایک شخص نے میری مدد کی جس کو نہ میں نے کبھی دیکھا تھا نہ بعد کو اس کی ہیئت ایسی ایسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر ایک بزرگ فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

محمد بن اسحاق کے علاوہ ایک دوسرے راوی نے اپنی حدیث میں اتنا اور کہا کہ ابوالیسر غزوۂ بدر میں عباس بن عبدالمطلب

کے پاس پہنچے جو بت کی طرح کھڑے تھے۔ ان سے کہا کہ تمہیں تمہارے کیے کی جزا ملے کیا تم اپنے بھتیجے کو قتل کرو گے؟ عباس نے کہا کہ محمد کیا ہوئے کیا وہ قتل نہیں ہوئے؟ ابوالیسر نے کہا کہ اللہ بڑا غالب و بڑا مددگار ہے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ان کی پہلی نیکی اور احسان نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں قوم نے اس حالت میں شام کی کہ قیدی بیڑیوں میں محبوس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی شب بیداری میں گزاری آپ سے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا کہ آپ سوتے نہیں فرمایا کہ میں نے عباس کی آہ بیڑیاں پہنے ہوئے سنی لوگ اٹھ کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہیں کھول دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کو جاگتے رہے بعض اصحاب نے کہا کہ یا نبی اللہ آپ کو کیا چیز جگا رہی ہے فرمایا عباس کی آہ! ایک آدمی اٹھا اور ان کی بیڑی ڈھیلی کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ اب میں عباس کی آہ نہیں سنتا جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے کسی قدر ان کی بیڑی ڈھیلی کر دی ہے فرمایا یہی تمام قیدیوں کے ساتھ کرو۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جس وقت عباس بن عبدالمطلب قیدیوں کے ساتھ لائے گئے تو ان کے لیے ایک کرتہ درکار ہوا۔ لوگوں نے یثرب میں کوئی کرتہ ایسا نہ پایا جو ان کے ٹھیک ہوتا۔ سوائے عبداللہ بن ابی کے کرتے کے جو انہوں نے اپنے والد کو پہنا دیا تھا اور ان کے پاس تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جس وقت عباس رضی اللہ عنہ قید کیے گئے تو کوئی کرتہ نہ ملا جو ان کے ٹھیک ہوتا سوائے ابن ابی کے کرتے کے۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جس وقت مدینہ لائے گئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اپنا اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن حجدم برادر بنی الحارث بن فہر کا فدیہ دو کیونکہ تم مالدار ہو۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ لیکن قوم نے مجھ پر جبر کیا فرمایا جو کچھ تم بیان کرتے ہو اگر حق ہے تو اللہ تمہارے اسلام کو زیادہ جانتا ہے تمہیں وہ اس کا اجر دے گا۔ لیکن تمہارا ظاہر حال وہی ہے جو ہمارے سامنے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیس اوقیہ سونا لینے کو فرمایا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا فدیہ میرے ہی لیے ہوگا (یعنی مجھ ہی کو مل جائے گا) فرمایا نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ نے تم سے ہمیں دلائی ہے عرض کی: میرے پاس مال نہیں ہے۔

فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم نے روانگی کے وقت مکہ میں ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھا تھا جبکہ تم دونوں کے ساتھ کوئی نہ تھا؟ تم نے ان سے کہا تھا کہ اگر مجھے اس سفر میں موت آ گئی تو فضل کے لیے اتنا اتنا اور عبداللہ کے لیے اتنا اتنا ہے۔ انہوں

نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا کہ اس کا سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو علم نہ تھا۔ میں ضرور جانتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ عباس نے اپنا۔ اپنے بھتیجے کا اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ کسی انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے بھتیجے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ان کا فدیہ چھوڑ دیں فرمایا نہیں ایک درم بھی نہیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ ۸۰ اوقیہ سونا ادا کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عباس رضی اللہ عنہ مکہ گئے انہوں نے اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ بھیج دیا مگر حلیف کا فدیہ نہیں بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں خبر دی، ابورافع، غلام جو عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ لائے تھے واپس چلے گئے عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم سے کیا فرمایا تو انہوں نے قصہ بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سے زیادہ کون سا قول سخت ہوگا۔ قبل اس کے کہ تم اپنا کجاوا اتارو میں باقی بھی روانہ کر دوں گا وہ لے گئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے ان سب کا فدیہ ادا کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت:

﴿ یآیھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللّٰہ غفور رحیم ﴾

اے نبی! ان قیدیوں سے کہہ دو جو تم لوگوں کے قبضے میں ہیں کہ اگر اللہ تمہارے قلوب میں خیر جانے گا تو جو تم سے لیا گیا اس کے عوض میں تمہیں خیر دے گا اور تمہاری مغفرت کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں عباس بن عبدالمطلب، نوفل بن الحارث، اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو اس روز گرفتار کیے گئے تھے۔ ان کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔

ابو صالح مولائے ام ہانی نے کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ وہ سونا مجھ سے لے لیا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اسی کو میرا فدیہ کر دیں آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ پھر اللہ نے مجھے اس کے عوض بیس غلام دے دیئے کہ ہر ایک کا اندازہ بیس اقیہ کے برابر کیا جاتا ہے۔ مجھے زمزم عطا کیا جس کے بدلے مجھے اہل مکہ کا تمام مال بھی پسند نہیں اور مجھے اپنے پروردگار سے مغفرت کی امید بھی ہے۔

خفیہ مال کے بارے میں حضور علیہ السلام کا اطلاع دینا:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر عقیل بن ابی طالب کے فدیہ کا بار ڈالا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری وہ حالت کر دی کہ جب تک زندہ رہوں لوگوں سے بھیک مانگتا رہوں۔ فرمایا کہ اے عباس سونا کہاں ہے؟ عرض کی کون سا سونا؟ فرمایا وہ جو تم نے روانگی کے دن ام الفضل کو دیا اور ان سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس موقع پر کیا پیش آئے گا۔ لہٰذا یہ تمہارے لیے اور فضل، عبداللہ،

عبیداللہ اور قثم کے لیے ہے۔

عرض کی اس کی آپ کو کس نے خبر دی؟ واللہ سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے خبر دی' عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ سچے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

فدیہ کا بدلہ دنیا میں:

اللہ کے قول ﴿ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا﴾ (اگر اللہ کو تمہارے قلب میں خیر معلوم ہوگی) کا یہی مطلب ہے جس کو اس نے سچ کہا ہے) ﴿یوتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم﴾ (تم سے جو کچھ لیا گیا ہے اس کے عوض تمہیں اس سے بہتر دے گا۔ اور تمہاری مغفرت کرے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) اس نے مجھے بجائے بیس اوقیہ سونے کے عوض بیس غلام عطا کیے اور اب میں اپنے رب کی طرف سے مغفرت کا منتظر ہوں۔

حمید بن ہلال العدوی سے مروی ہے کہ علاء الحضرمی نے بحرین سے رسول اللہ ﷺ کو ۸۰ ہزار درہم بھیجے' اس سے قبل نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اتنا مال آیا تھا۔ حکم دیا کہ بوریئے پر پھیلا دیا جائے' اور نماز کی اذان دے دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مال کے پاس کھڑے ہو گئے لوگوں نے جس وقت مال دیکھا تو وہ بھی آئے۔ اس زمانے میں نہ شمار کرنے کا رواج تھا اور نہ وزن کا' سوائے مٹھی کے' عباس رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے یوم بدر میں اپنا اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا تھا۔ جبکہ عقیل کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ لہٰذا مجھے اس مال میں سے عطا فرمایئے' فرمایا لے لو!

عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر جو اوڑھے تھے بھر لی۔ جب چلنے کے لیے کھڑے ہوئے تو چل نہ سکے' رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنا سر اٹھا کے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اٹھوا دیجیے۔ آنحضرت ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا کہ ایک حصہ مال کا دوبارہ لے جانا۔ اتنا لے جاؤ جتنی تمہیں طاقت ہو۔

وہ اس مال کو لے گئے اور کہتے تھے کہ اللہ نے جو دو وعدے کیے تھے ان میں سے ایک پورا کر دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ دوسرے وعدے میں کیا کرے گا ان کی مراد یہ آیت تھی:

﴿قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم﴾

یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مغفرت کے بارے میں میرے ساتھ کیا کرے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی ہاشم کے جتنے لوگ مشرکین کے ساتھ بدر میں حاضر تھے سب اسلام لے آئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد سب لوگ مکہ واپس آئے بعد کو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ نے جن اشراف کو قبول کر لیا آیا ہم لوگ انہیں میں سے ہیں' پھر کہا کہ ابو جہل قتل کر دیا گیا۔ فرمایا کہ اب تو وادی (مکہ) بالکل تمہارے ہی لیے ہو گئی۔

عقیل نے عرض کی کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اسلام نہ لے آیا ہو۔ فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میرے ساتھ شامل ہو جائیں (اور میرے ہی ساتھ مدینے میں رہیں)۔

جب عقیل ان لوگوں کے پاس یہ گفتگو لے کر آئے تو وہ لوگ روانہ ہو گئے' بیان کیا گیا ہے کہ عباس اور نوفل اور عقیل مکہ لوٹ گئے جن کو اس کا حکم دیا گیا تھا تا کہ وہ لوگ جس طرح سقایہ و رفادہ و ریاست کا انتظام کرتے تھے بدستور کریں (سقایہ چاہ زمزم کا انتظام۔ رفادہ حجاج کی آسائش کے لیے مال جمع کرنا)۔

یہ ابولہب کی موت کے بعد ہوا' زمانۂ جاہلیت میں سقایہ و رفادہ و ریاست بنی ہاشم میں تھی' اس کے بعد ان لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں اپنی اولاد و اعزہ کو بھی لے آئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت:

عباس بن عیسیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کی مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بازیابی زمانۂ خندق میں ہوئی تھی' ان دونوں کی روانگی کے وقت مقام ابواء تک ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے مشایعت کی' جب ربیعہ نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو ان سے ان کے چچا عباس اور بھائی نوفل بن الحارث نے کہا کہ تم کہاں دارالشرک میں واپس جاتے ہو' جہاں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہو گئے ہیں اور آپ کے اصحاب بھی بہت ہو گئے ہیں' ہمارے ساتھ چلو۔ ربیعہ بھی ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلم مہاجر بن کے آئے۔

ابن عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس سے مروی ہے کہ ان کے دادا عباس خود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ہی قافلے میں آئے جس کا نام قافلۂ ابی شمر تھا یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح خیبر کے دن الجحفہ میں اترے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ہم الجحفہ میں اترے ہیں اور شرف باریابی کا ارادہ رکھتے ہیں' یہ روز فتح خیبر کا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو خیبر میں حصہ دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ وہم ہے' اہل علم و روایت کو اس میں کچھ شک نہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ حجاج بن علاط السلمی نے آکر (اپنا قرض وصول کرنے کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قریش کو وہ خبر دے دی جو وہ لوگ چاہتے تھے کہ آپ پر فتح حاصل کر لی گئی اور آپ کے اصحاب قتل کر دیئے گئے' قریش اس سے مسرور ہوئے عباس کو اس خبر نے خاموش کر دیا۔ انہیں ناگوار ہوا' اپنا دروازہ کھول دیا اور اپنے بیٹے قثم کو سینے پر بٹھالیا اور یہ کہنے لگے:

یاقثم یا شبہ ذی الکرم۔ (اے قثم اے کرم والے کے مثل)۔

عباس رضی اللہ عنہ اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس حجاج آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی خبر دی اور کہا کہ آپ نے خیبر فتح کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا وہ سب اللہ نے آپ کو غنیمت میں دے دیا عباس رضی اللہ عنہ اس سے مسرور ہوئے' انہوں نے اپنے کپڑے پہنے صبح کے وقت مسجد حرام گئے بیت اللہ کا طواف کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی' فتح خیبر کی خوشخبری اور یہ اطلاع کہ اللہ نے اہل خیبر

کے اموال آپ کو غنیمت میں دیئے قریش کو دی' مشرکین رنجیدہ ہوئے انہیں یہ ناگوار ہوا اور معلوم ہو گیا کہ حجاج ان سے جھوٹ بولے تھے۔

وہ مسلمان جو مکہ میں تھے خوش ہوئے' عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی پر مبارکباد دی' اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں قدم بوس ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کی کھجور میں سے دو سو وسق سالانہ کی جاگیر عطا فرمائی' وہ آپ کے ہمرکاب مکہ روانہ ہوئے' فتح مکہ حنین طائف اور تبوک میں شریک تھے غزوۂ حنین میں جب لوگ آپ کے پاس سے بھاگے تو وہ اہل بیت کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

کثیر بن عباس بن عبدالمطلب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ میں اور ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اس طرح آپ کے ہمرکاب رہے کہ آپ سے جدا نہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جو فروہ بن نفاثہ الجذامی نے بطور ہدیہ دیا تھا۔

مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا تو اول الذکر پشت پھیر کر بھاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو ایڑ مار کر کفار کی طرف بڑھانے لگے' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگام پکڑے ہوئے اسے تیزی سے روک رہا تھا' ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس لوگوں کو ندا دو کہ اے اصحاب سمرہ (اے ببول کے درخت والو)۔ [1]

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بلند آواز آدمی تھا۔ میں نے اپنی بلند آواز سے کہا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں' واللہ جس وقت انہوں نے میری آواز سنی تو ان کا پلٹنا اس طرح تھا جیسے گائے کا پلٹنا اپنے بچوں کی طرف ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا" یالبیک یالبیک" (اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں) انہوں نے کفار سے جنگ کی دعوت (ندا) انصار میں تھی جو کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ انصار' پھر صرف بنی الحارث بن الخزرج میں رہ گئی جو پکار رہے تھے کہ اے بنی الحارث بن الخزرج اے بنی الحارث!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی۔ آپ اپنے خچر پر تھے اور گویا گردن اٹھا کے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ تنور گرم ہو گیا ہے' (یعنی جنگ زوروں پر ہے) آپ نے چند کنکریاں لے کے کفار کے چہروں پر ماریں اور فرمایا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم' بھاگو۔

میں دیکھتا گیا کہ جنگ اپنی اسی ہیبت پر تھی کہ جس پر پہلے دیکھی تھی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کنکریاں ماریں اور خود سوار ہو گئے۔ آناً فاناً مشرکین کی تلواروں کی دھاریں کند پڑ گئیں ان کی حالت برگشتہ ہو گئی اور اللہ نے انہیں شکست دے دی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ یوم حنین میں جب لوگ بھاگے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھے ان

---

[1] ان لوگوں نے حدیبیہ میں ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی' اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لقب سے ندا دلوائی۔

سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو نداد و وہ بلند آواز آدمی تھے' ایک ایک قبیلے کو اس طرح نداد و کہ اے گروہ مہاجرین' اے گروہ انصار' اے اصحاب سمرہ' یعنی اس درخت رضوان والو جس کے نیچے انہوں نے بیعت کی تھی' اے اصحاب سورۂ بقرہ' وہ برابر ندا دیتے رہے' یہاں تک کہ لوگ ایک ہی طرف رخ کر کے (آپ کی جانب) متوجہ ہو گئے۔

ابو عبداللہ الایلی سے مروی ہے کہ غزہ کا اسقف (پادری) تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ہاشم و عبد شمس جو تاجر تھے میرے پاس مرے یہ ان دونوں کا مال ہے۔ نبی ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ ہاشم کا مال بنی ہاشم کے بوڑھوں پر تقسیم کر دو ابو سفیان بن حرب کو بلایا اور فرمایا کہ عبد شمس کا مال عبد شمس کی معمر اولاد پر تقسیم کر دو۔

سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہما جب ہجرت کر کے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخات کیا' مدینہ میں ایک ہی جگہ زمین عطا فرمائی اور وسط میں ایک دیوار سے آڑ کر دی دونوں ایک ہی مقام پر باہم پڑوسی ہو گئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی وہ شریک تھے اور شرکت میں ان کا مال برابر تھا۔ باہم محبت اور خلوص رکھنے والے تھے۔

نوفل کا مکان جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا مقام رحبۃ القضاء میں اس جگہ تھا جہاں قریب ہی رسول اللہ ﷺ کی مسجد تھی وہ مقام آج بھی رحبۃ القضا میں ہے اور اس دار الامارۃ کے مقابل ہے جس کا نام آج دار مروان ہے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا مکان جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اس کے پڑوس میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف دار مروان میں تھا یہ وہی دار الامارت تھا جس کا نام آج دار مروان ہے۔

آنحضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایک اور مکان عطا فرمایا جو بازار میں اس مقام پر تھا جسے محرزہ ابن عباس کہتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پرنالہ:

عبید بن عباس سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنالہ عمر رضی اللہ عنہ کے راستے پر تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کپڑے پہنے عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے جب عمر رضی اللہ عنہ پرنالے کے پاس پہنچے تو اس میں وہ پانی ڈالا گیا جس میں چوزوں کا خون تھا۔ پانی بہہ کر عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ انہوں نے اس کے اکھاڑنے کا حکم دیا اور واپس ہو گئے۔ کپڑے اتار کے دوسرے پہنے پھر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ان کے پاس عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ واللہ اس پرنالے کا مقام وہی ہے جہاں اس کو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری پیٹھ پر چڑھو اور اسے اسی مقام پر رکھو جہاں رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے یہی کیا۔

یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے روز مکان سے روانہ ہوئے ان پر عباس رضی اللہ عنہ کا پرنالہ ٹپک گیا جو مسجد نبوی ﷺ کو جاتے ہوئے راستے میں پڑتا تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اکھاڑ ڈالا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے میرا پرنالہ اکھاڑ ڈالا۔ واللہ وہ جس جگہ تھا وہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور ہے کہ

تمہارے لیے میرے سوا کوئی سیڑھی نہ ہو اور اسے سوائے تمہارے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا' انہوں نے اپنے دونوں پاؤں عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں پر رکھے اور پرنالہ دوبارہ اسی جگہ لگا دیا جہاں وہ پہلے تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی قیمت:

سالم ابی النضر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو مسجد ان کے لیے تنگ ہوگئی' عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے گرد کے تمام مکانات سوائے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مکان اور امہات المومنین کے حجروں کے خرید لیے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوالفضل مسلمانوں کی مسجد ان پر تنگ ہوگئی ہے۔ میں نے اس کے گرد کے تمام مکانات سوائے تمہارے مکان اور امہات المومنین کے حجروں کے خرید لیے ہیں۔ جن سے ہم مسلمانوں کی مسجد وسیع کریں گے لیکن امہات المومنین کے حجروں تک رسائی کی کوئی سبیل نہیں ہے بجز تمہارے مکان کے تم اسے بیت المال سے جس عوض میں چاہو میرے ہاتھ فروخت کر دو کہ میں مسلمانوں کی مسجد وسیع کر دوں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو یا تو اسے بیت المال سے جس قیمت پر چاہو میرے ہاتھ بیچ ڈالو یا مدینہ میں جہاں چاہو تمہیں زمین دیدوں اور تمہارے لیے بیت المال سے مکان بنا دوں یا اسے مسلمانوں پر وقف کر دو کہ ہم ان کی مسجد وسیع کریں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں' ان میں سے مجھے ایک بھی شرط منظور نہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے اور میرے درمیان جسے چاہو حکم کر دو' انہوں نے کہا کہ ابی بن کعب' دونوں ابی کے پاس گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ ابی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں وہ حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے' دونوں نے کہا کہ بیان کرو۔

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے لیے ایک مکان بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے انہوں نے بیت المقدس کا یہی خط معین کیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے مکان سے مربع ہوتا تھا' داؤد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے ان کے ہاتھ فروخت کر دے' مگر اس نے انکار کیا' داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ وہ مکان اس سے چھین لیں' اللہ نے انہیں وحی کی کہ اے داؤد علیہ السلام میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ میرے لیے ایک گھر بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے۔ تم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے گھر میں غصب داخل کیا جائے حالانکہ غصب میری شان نہیں ہے۔ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم اسے نہ بناؤ' انہوں نے کہا' یارب میری اولاد میں سے کوئی بنائے' فرمایا تمہاری اولاد میں سے کوئی بنائے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کی تہمد کا کمر بند پکڑ کر کہا کہ میں تمہارے پاس ایک چیز لایا مگر تم وہ چیز لائے جو اس سے زیادہ ہے جو کچھ تم نے کہا اس کی وجہ سے تمہیں ضرور ضرور بری ہونا پڑے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ انہیں گھسیٹتے ہوئے لائے اور مسجد میں داخل کیا وہاں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ کے سامنے کھڑا کر دیا جس میں ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور کہا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث بیت المقدس بیان کرتے

سنا جس میں اللہ نے داؤد علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ بیت المقدس کی تعمیر کریں کہ وہ اسی حدیث کو بیان کرے' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے بھی آپ سے سنا ہے' ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی کو بلا بھیجا' ابی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوالمنذر میں تم پر تہمت نہیں لگاتا۔ البتہ یہ ناپسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ظاہر ہو۔

مسجد نبوی کے لئے مکان وقف کرنا:

عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ میں تمہارے مکان کے بارے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ نے ایسا کر دیا تو میں نے اسے مسلمانوں پر وقف کر دیا جس سے میں ان کی مسجد وسیع کر دوں گا' لیکن اگر آپ مجھ سے جھگڑا کریں تو وقف نہیں کرتا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے مکان کے لیے وہ زمین دی جو آج بھی ان کی ہے اور اسے انہوں نے اسے بیت المال سے تعمیر کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مدینہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ایک مکان تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اسے ہبہ کر دو یا میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو تاکہ میں اسے مسجد میں داخل کر لوں انہوں نے انکار کیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو حکم بنا دو' دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ابی نے عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجھ پر ابی سے زیادہ کوئی جری نہیں ہے' ابی رضی اللہ عنہ نے کہا زیادہ جری' اے امیرالمومنین آپ کے لیے ابی سے زیادہ خیر خواہ کوئی نہیں ہے' کیا آپ کو عورت کا قصہ معلوم نہیں ہے کہ جب داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کی تو انہوں نے ایک عورت کا مکان بغیر اس کی اجازت کے داخل کر لیا۔ جب وہ مردوں کے حجرے تک پہنچے تو اس کی تعمیر روک دی گئی انہوں نے کہا یا رب جب تو نے مجھے روک دیا تو یہ تعمیر میرے بعد میری اولاد پوری کرے۔

جب فیصلہ ہو چکا تو ان سے عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا میرے حق میں فیصلہ نہیں ہوا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اب وہ مکان آپ کے لیے ہے' میں نے اسے اللہ کے لیے وقف کر دیا۔

ابی جعفر محمد بن علیؒ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین جاگیر میں دیا ہے' فرمایا اسے کون جانتا ہے' انہوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ' وہ انہیں لائے' مغیرہ نے ان کے موافق شہادت دی۔ مگر عمر رضی اللہ عنہ نے وہ علاقہ عطا نہیں فرمایا۔ گویا انہوں نے ان کی شہادت قبول نہیں کی' عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو سخت وسست کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑ لو اور یہاں سے لے جاؤ۔

سفیان راوی نے ایک دوسرے طریق سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ اے ابوالفضل میں خطاب کے اسلام سے زیادہ تمہارے اسلام سے خوش ہوتا۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق اسلام لاتے۔

عبداللہ بن حارثہ سے مروی ہے کہ جب صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اے ابو وہب تم کس کے پاس اترے' عرض کی عباس بن عبدالمطلب کے پاس' فرمایا تم قریش میں سب سے زیادہ قریش سے محبت کرنے والے کے پاس اترے۔

ام الفضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ ﷺ علیل تھے' انہوں نے موت کی تمنا کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا' موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر تم محسن ہو تو مہلت ملنے پر تمہارے احسانات اور بڑھیں گے جو تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم بد ہو اور مہلت دی جائے تو تم اپنی بدی سے توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنا چاہو گے اس لیے موت کی تمنا نہ کرو۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کان کی لو سب سے زیادہ آسمان کی طرف تھی (یعنی وہ وحی الٰہی کے سب سے زیادہ منتظر تھے اور اسی طرف کان لگائے رہتے تھے)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے درمیان کچھ رنجش تھی نبی ﷺ نے فرمایا کہ عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عباس رضی اللہ عنہ کے اجداد میں سے کسی کو جو جاہلیت میں گزرے تھے برا کہا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے اسے طمانچہ مار دیا' اس کی قوم جمع ہو گئی انہوں نے کہا کہ واللہ ہم بھی انہیں طمانچہ ماریں گے جس طرح انہوں نے اس کو طمانچہ مارا ہے' ان لوگوں نے ہتھیار پہن لیے۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ تشریف لائے منبر پر چڑھے' اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! تم کس شخص کو جانتے ہو کہ وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے عرض کی آنحضرت ﷺ۔ فرمایا تو عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ تم لوگ ہمارے اموات کو گالیاں نہ دو جس سے ہمارے احیاء کو ایذا پہنچے۔

قوم آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں' یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے دعائے مغفرت فرمائیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ منبر پر چڑھے' اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو! زمین والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم کون ہے لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا' تو عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ عباس رضی اللہ عنہ کو ایذا دے کے مجھے ایذا نہ دو اور فرمایا جس نے عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

عباس بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ملے کہا کہ اے ابو الفضل کیا تم نے عبدالمطلب بن ہاشم اور الغیطلہ کاہنہ بنی سہم پر غور کیا جن کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے درگزر کی' وہ ان سے دوبارہ ملے اور اسی طرح کہا تو عباس رضی اللہ عنہ نے پھر درگزر کی تیسری مرتبہ جب ملے اور اسی طرح کہا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر ان کی ناک پر مارا اور اسے توڑ دیا۔

وہ اسی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی عباس رضی اللہ عنہ نے مارا ہے آپ نے انہیں بلا بھیجا، عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مہاجرین میں سے ایک شخص کے ساتھ کیا ارادہ کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے معلوم ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں، لیکن یہ مجھ سے ملے اور کہا اے ابوالفضل کیا تم نے غور کیا کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور الغیطلہ کاہنہ بنی سہم کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے تو میں نے ان سے کئی مرتبہ درگزر کی، واللہ مجھے اپنے نفس پر قابو نہ رہا، اس شخص نے بھی ان کا ارادہ نہیں کیا تھا لیکن میرے آزار پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہے جو اس امر میں اپنے بھائی کو ایذا دیتا ہے۔ اگرچہ وہ حق ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت اللہ کی دربانی کی درخواست کرو۔ انہوں نے آپ سے درخواست کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جو اس سے بہتر ہے۔ سقایہ مع تمہارے شیریں پانی کے (یعنی آب زمزم اور اس کا پلانا تمہارے سپرد کرتا ہو) اس میں سستی نہ کرو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لیالی منیٰ (یعنی شبہائے ۱۱/۱۲/۱۳/ ذی الحجہ) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سقایہ کی بدولت مکہ میں رات گزارنے کی اجازت چاہی، آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیت اللہ کا طواف کیا کہ آپ کے پاس ایک لاٹھی تھی، جس سے آپ حجر اسود کو جب آپ اس پر گزرتے تھے بوسہ دیتے تھے پھر آپ سقایہ (پانی کی سبیل) پر آ کے آب زمزم پینے لگے۔

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس ایسا پانی نہ لائیں جسے ہاتھوں سے نہ چھوا ہو، فرمایا ہاں، ہاں، مجھے پلاؤ، انہوں نے آپ کو پلایا۔ آپ زمزم پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لیے اس سے ایک ڈول بھرو، لوگوں نے اس میں سے ایک ڈول نکالا، آپ نے اس سے غرارہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے منہ سے اس میں کلی کر دی اور فرمایا کہ اس کو اسی چاہ زمزم میں ڈال دو پھر فرمایا کہ تم لوگ بے شک نیک کام پر ہو، اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر تمہارے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں خود اترتا اور تمہارے ساتھ پانی کھینچتا۔

جعفر بن تمام سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ تم جو لوگوں کو کشمش کا عرق و شربت پلاتے ہو تو اس پر غور بھی کر لیا ہے کہ یہ سنت ہے جس کی تم پیروی کرتے ہو یا اسے اپنے نزدیک دودھ اور شہد سے زیادہ سہل سمجھتے ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، تشریف لائے اور فرمایا مجھے بھی پلاؤ، عباس رضی اللہ عنہ نے نبیذ (یعنی کشمش کے زلال) کے پیالے منگائے اور ایک پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیا اور فرمایا تم نے اچھا کیا، ایسا ہی کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد کہ تم نے اچھا کیا اسی طرح کرو اس کا سقایہ مجھ پر دودھ اور شہد بہادے تب بھی مجھے مسرت نہ ہوگی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں آل عباس رضی اللہ عنہ کے سقایہ سے پانی پیتا ہوں کیونکہ وہ سنت ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی' آپ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ کا عامل بنا کے بھیجا' وہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کے ان کے مال کی زکوٰۃ طلب کرنے لگے' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے' وہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا' میرے چچا نے سچ کہا' ہم نے ان سے پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ لے لی ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو سعایہ (یعنی وصول زکوٰۃ) پر عامل بنایا۔ وہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس مال کی زکوٰۃ طلب کرنے آئے' عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں سخت سست کہا' عمر رضی اللہ عنہ' علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد چاہی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ہاتھ گرد آلود ہوں' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سال کی زکوٰۃ بھی سال اوّل ہی ادا کر دی ہے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس جگہ بیٹھئے کیونکہ آپ میرے چچا ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب اور عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی بات تھی' عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف عجلت کی تو عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کی آپ عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھتے نہیں کہ انہوں نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا' میں نے چاہا کہ انہیں جواب دوں پھر مجھے آپ سے ان کا تعلق یاد آ گیا اور میں ان سے باز رہا۔ فرمایا تم پر اللہ رحمت کرے انسان کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس رضی اللہ عنہ میرے والد کے بھائی ہیں لہٰذا جس نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔

عبداللہ الوراق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے عباس غسل نہ دیں کیونکہ وہ میرے والد ہیں اور والد اپنی اولاد کے ستر کو نہیں دیکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کیجئے کہ وہ آپ کو زکوٰۃ پر عامل بنا دیں' انہوں نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ لوگوں کے گناہوں کے دھوون پر آپ کو عامل بنا دوں۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کسی امارت پر امیر نہیں بناتے۔ فرمایا کہ وہ نفس جسے تم نجات دو اس امارت سے بہتر ہے جس کا تم احاطہ وانتظام نہ کر سکو۔

ابی العالیہ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے چھجہ بنا لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے گرا دو' فرمایا کیا اس کی قیمت کے برابر اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں؟ فرمایا اسے گرا دو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی

یارسول اللہ میں آپ کا چچا ہوں میرا سن دراز ہوگیا اور میری موت قریب آ گئی لہٰذا مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم فرما دیجئے جس سے اللہ نفع بخشے' فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ تم میرے چچا ہو پھر بھی اللہ کے معاملے میں میں کچھ بھی تمہارے کام نہیں آ سکتا تم اپنے رب ہی سے عفو اور عافیت مانگو۔

ایوب سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ مجھے کوئی دعا بتایئے' فرمایا اللہ سے عفو اور عافیت طلب کرو۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ ہم نے نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کوئی آدمی ایسا پایا جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو عقل میں مقدم نہ کرتا ہو۔

عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ میں نے کوفے میں علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ کاش میں نے عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا مان لیا ہوتا' کاش میں نے عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا مان لیا ہوتا انہوں نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو' اگر یہ امر (خلافت) ہم میں ہو (تو خیر) ورنہ آپ ہمارے ذریعے سے لوگوں کو وصیت کر دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو یہ کہتے سنا کہ اللہ یہود پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا' یہ لوگ آپ کے پاس سے چلے آئے اور آپ سے کچھ نہ کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا تو عمر رضی اللہ عنہ' عباس رضی اللہ عنہ کو لے گئے ان کے وسیلے سے بارش کی دعاء کی اور کہا کہ اے اللہ جب ہم لوگوں پر قحط ہوتا تھا تو ہم لوگ اپنے نبی علیہ السلام کو تیرے پاس وسیلہ بناتے تھے تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا۔ اب ہم لوگ تیرے پاس اپنے نبی علیہ السلام کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہٰذا ہمیں سیراب کر دے۔

موسیٰ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں پر قحط آیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے نکلے اور عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں روبقبلہ کیا اور کہا کہ یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ہم لوگ انہیں وسیلہ بنا کے تیرے پاس آئے ہیں لہٰذا ہمیں سیراب کر۔ لوگ واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ سیراب کر دیئے گئے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کھڑا کیا اور کہا اے اللہ ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے پاس شفیع بناتے ہیں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے سات ہزار درہم سالانہ مقرر کیے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بعض نے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اہل بدر کے حصوں کے مثل ان کے لیے پانچ ہزار مقرر کیے تھے انہوں نے ان کو اہل بدر کے حصوں سے ملا دیا تھا' سوائے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو اہل بدر پر فضیلت نہیں دی تھی۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ قریش لوگوں کے سردار ہیں ان میں سے کوئی کسی مصیبت میں بھی پڑتا ہے تو لوگ یا لوگوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

مجھے ان کے اس قول کی تاویل اس وقت تک نہ معلوم ہوئی جب تک کہ انہیں خنجر نہ مارا گیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صہیب کو حکم دیا کہ تین دن تک لوگوں کو نماز پڑھائیں اور لوگوں کے لیے کھانا تیار کریں جو انہیں کھلایا جائے یہاں تک کہ وہ کسی کو خلیفہ بنالیں۔

لوگ جنازے سے واپس آئے تو کھانا لایا گیا' دسترخوان بچھائے گئے لوگ اس غم کی وجہ سے رکے جس میں وہ مبتلا تھے' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد کھایا پیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد بھی کھایا پیا تھا۔ موت سے تو کوئی چارہ کار نہیں لہٰذا تم یہ کھانا کھاؤ۔

اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کھایا' لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھایا تب میں نے قول عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھا کہ وہ لوگ لوگوں کے سردار ہیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے بعض امور میں عمر رضی اللہ عنہ کا بہت اکرام کیا' انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیرالمومنین کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ آپ کے پاس موسیٰ کے چچا مسلمان ہو کر آتے تو آپ ان کے ساتھ کیا کرتے' فرمایا کہ واللہ میں ان کے ساتھ احسان کرتا۔ انہوں نے کہا میں تو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں' فرمایا اے ابوالفضل (اس معاملے میں) تمہاری کیا رائے ہے کہ واللہ مجھے تمہارے والد اپنے والد سے زیادہ پسند تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اللہ' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں کہ تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے والد سے زیادہ محبوب تھے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر اختیار کیا۔

حسن سے مروی ہے کہ لوگوں میں تقسیم کرنے کے بعد بیت المال میں کچھ بچ گیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ تم میں موسیٰ علیہ السلام کے چچا ہوتے تو ان کا اکرام کرتے۔ لوگوں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں اس لیے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں' عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے ان کو وہ بقیہ دے دیا جو بچ گیا تھا۔

علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت ستر غلام آزاد کیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ معتدل قد کے تھے ہمیں عبدالمطلب کے متعلق خبر دیا کرتے تھے کہ وہ اس حالت میں مرے کہ ان سے زیادہ معتدل قد کے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں جمعہ ۱۴/ رجب ۳۲ھ میں ہوئی اس وقت ۸۸ سال کے تھے۔ بقیع میں مقبرۂ بنی ہاشم میں مدفون ہوئے۔

خالد بن القاسم نے کہا کہ میں نے علی بن عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ وہ معتدل القناۃ یعنی طویل تھے باوجود بوڑھے ہونے کے اچھی طرح کھڑے ہوتے تھے خمیدہ نہ تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر سے پہلے مکہ میں اسلام لائے اور اسی وقت ام الفضل بھی ان کے ساتھ اسلام لائیں۔ ان کا قیام مکہ ہی میں تھا۔ مکہ کی کوئی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے جو ہوتا تھا آپ کو لکھ دیتے تھے

جو مومنین وہاں تھے انہیں ان کی وجہ سے تقویت حاصل تھی وہ ان کے پاس رجوع کرتے تھے اور اسلام پر ان لوگوں کے مددگار تھے اسی فکر میں تھے کہ نبی ﷺ کے پاس آئیں رسول اللہ ﷺ نے لکھا کہ تمہارا مقام جہاد کے لیے نہایت موزوں ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہجرت کا خیال ترک کر دیا۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ ایک روز کسی مجلس میں لیلۃ العقبہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اس شب کو میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے میری تائید کی گئی جو انصار سے لین دین کر رہے تھے۔ (یعنی ایمان وہجرت کا معاہدہ طے کر رہے تھے)۔

عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کیا تو انہوں نے سب سے پہلے مقام دعوت میں جس سے شروع کیا وہ بنی ہاشم تھے' ولایت عمر وعثمان رضی اللہ عنہما میں بنی ہاشم میں سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہی کو پکارا جاتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی وفات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب جاہلیت میں بھی امور بنی ہاشم کے والی تھے۔ نملہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے ایک مؤذن کو بھیجا جو اطراف مدینہ کے باشندوں میں یہ اعلان کرتا تھا کہ ان پر اللہ کی رحمت ہو جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوں لوگ جمع ہو گئے اور اطراف مدینہ سے آ گئے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن حارثہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس قباء میں ایک مؤذن گدھے پر سوار آیا اور ہمیں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی پھر ایک دوسرا شخص گدھے پر سوار آیا' میں نے دریافت کیا کہ پہلا شخص کون تھا اس نے کہا کہ بنی ہاشم کا مولی اور خود عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد۔

نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت:

اس نے انصار کے دیہات میں ایک ایک گاؤں کا رخ کیا یہاں تک وہ سافلہ بنی حارثہ اور اس کے متصل تک پہنچ گیا' لوگ جمع ہو گئے۔ ہم نے عورتوں کو بھی نہ چھوڑا۔ جب عباس رضی اللہ عنہ کو مقام جنائز میں لایا گیا تو وہ تنگ ہوا۔ لوگ انہیں بقیع لائے۔

جس روز ہم نے بقیع میں ان پر نماز پڑھی تو میں نے لوگوں کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کے برابر کبھی کسی کے جنازے میں لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ کسی کو یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے جنازے کے قریب جا سکے۔ بنی ہاشم پر بھی ہجوم ہو گیا۔

جب لوگ قبر تک پہنچے تو اس پر بھی ہجوم ہوا۔ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کنارے ہٹ گئے اور ایک محافظ دستے کو بھیجا جو لوگوں کو مار کر بنی ہاشم سے جدا کر رہے تھے اس طرح بنی ہاشم کو نجات ملی' وہی لوگ تھے جو قبر میں اترے اور انہیں نے لاش کو سپرد خاک کیا' میں نے ان کے جنازے پر ایک حبرہ رضی اللہ عنہ کی چادر دیکھی جو لوگوں کے ہجوم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا کہ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اس وقت ہم لوگ اپنے محل میں تھے جو مدینہ سے دس میل پر تھا میرے والد اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل بھی گئے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی السمرہ سے گئے

ایک روز بعد والد واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ہم لوگ مغلوب ہو گئے اور اس پر قادر نہ ہوئے کہ جنازے کے قریب جائیں۔ حالانکہ میں انہیں کندھا دینا چاہتا تھا۔

ام عمارہ سے مروی ہے کہ ہم انصار کی عورتیں سب کی سب عباس رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھیں ان پر رونے والوں میں ہم سب سے پہلے تھے ہمارے ساتھ بیعت کرنے والی پہلی مہاجرات بھی تھیں۔

عباس بن عبداللہ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری رائے ہو کہ میں ان کے غسل میں موجود رہوں تو بیان کرو میں آ جاؤں وہ آئے اور گھر کے ایک کنارے بیٹھ گئے' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ وعبیداللہ وقثم فرزندان عباس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک سوگ کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں حبرہ کی چادروں میں کفن دیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں کفن دیا گیا تھا۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے بقیع میں عثمان رضی اللہ عنہ کو عباس رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ میں تکبیر کہتے دیکھا اگرچہ لوگوں کے بولنے کی وجہ سے ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لوگ الحشان تک پہنچ گئے تھے مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا تھا۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابی طالب کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ جعفر کی اولاد میں عبداللہ تھے۔ انہیں سے ان کی کنیت تھی اولاد جعفر میں عبداللہ ہی سے نسل برقرار رہی۔ محمد وعون جن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ یہ سب کے سب جعفر کے یہاں ملک حبشہ میں بزمانہ ہجرت پیدا ہوئے۔

ان سب کی والدہ اسماء بنت عمیس بن معبد بن تیم بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن افتل تھیں وہ خثم بن انمار کے جمع کرنے والے تھے۔

آل جعفر رضی اللہ عنہ:

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اولاد جعفر میں عبداللہ' عون اور محمد تھے ان کے دو اخیافی بھائی یحییٰ بن علی بن ابی طالب اور محمد بن ابی بکر تھے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے' ہمراہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ وہیں ان کے لڑکے عبداللہ' عون ومحمد پیدا ہوئے' وہ برابر ملک حبشہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد جعفر ۷ھ میں آپ کے پاس آئے' اس وقت آپ خیبر میں تھے ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ ملک حبشہ کی ہجرت میں لوگوں کے امیر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضور علیہ السلام کی آپ سے محبت:

شعبی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو آپ کو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے سے لگایا۔ پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں دونوں میں سے کس پر خوشی کروں جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر۔

شعبی سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب ملک حبشہ سے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا۔ پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں چمٹا لیا اور گلے سے لگا لیا۔

حکم بن عتبہ سے مروی ہے کہ جعفر اور ان کے ساتھی فتح خیبر کے بعد آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے مواخات تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اور بدر سے پہلے ہوئی تھی' غزوۂ بدر ہوا تو آیت میراث نازل ہوئی اور مواخات منقطع ہوگئی جعفر اس زمانے میں ملک حبشہ میں تھے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی لوگوں میں گھوم رہی تھی' اتفاق سے علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہودے میں ڈال دیا اس کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ اور جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم جھگڑا کرنے لگے۔

آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہو گئے۔ فرمایا ادھر آؤ میں اس کے اور دوسری کے بارے میں تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دوں۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے میں اسے لایا ہوں اور میں ہی اس کا زیادہ مستحق ہوں جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس کی خالہ میرے پاس ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کے بارے میں ایسی بات فرمائی جس سے وہ خوش ہو گیا فیصلہ جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیا اور فرمایا خالہ والدہ ہی ہے۔

جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھومنے لگے آنحضرت نے فرمایا یہ کیا ہے' عرض کی یہ وہ شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا ہے' اس لڑکی کی خالہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں اور والدہ سلمٰی بنت عمیس۔

محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے اپنے والد اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ تمہاری فطرت میری فطرت کے مشابہ ہے اور تمہاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے تم مجھ سے ہو اور میرے شجر سے ہو۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بنت حمزہ رضی اللہ عنہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری

فطرت اور خصلت کے مشابہ ہو۔ براء نے بھی نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جب انہوں نے اور علی اور زید رضی اللہ عنہم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔ فرمایا کہ تمہاری فطرت میری فطرت کے اور تمہاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری فطرت وخصلت کے مشابہ ہو۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان پر یزید بن حارثہ کو عامل بنایا اور فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے جائیں یا شہید ہو جائیں تو تمہارے امیر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں گے' اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی قتل کر دیئے جائیں یا شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔

وہ لوگ دشمن سے ملے جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے لے لیا' انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے' اس کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور لڑے۔ یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ ان لوگوں کے بعد جھنڈا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ پر اللہ نے فتح دی۔

یہ خبر نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی دشمن سے ملے جھنڈا زید بن حارثہ نے لے لیا اور لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے یا شہید ہو گئے' جھنڈا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے یا شہید ہو گئے' پھر اسے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے یا شہید ہو گئے آخر کو اسے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا' اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

آنحضرت ﷺ نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بھائی پر آج کے بعد نہ رونا' پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ ہمیں اس حالت میں لایا گیا کہ گویا ہم ذلیل وکمزور تھے فرمایا' میرے پاس حجام کو بلا لاؤ۔ حجام بلایا گیا تو آپ نے ہمارے سر منڈوائے اور فرمایا کہ محمد تو ہمارے چچا ابی طالب کے مشابہ ہیں عبداللہ یا عون میری فطرت وخصلت کے مشابہ ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر کے اہل میں ان کا خلیفہ ہو جا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے معاملات میں برکت دے' اس کے بعد ہماری والدہ آئیں اور ہماری یتیمی بیان کر کے آپ کو غمگین کرنے لگیں' فرمایا تم ان لوگوں پر تنگدستی کا اندیشہ کرتی ہو۔ حالانکہ میں دنیا وآخرت میں ان کا ولی ہوں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے میرے رضاعی باپ نے جو بنی قرہ میں سے تھے خبر دی کہ گویا میں جعفر بن

ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ موتہ میں دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھوڑے سے اترے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ اس کے بعد قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا تو ان کے پاس شیطان آیا' حیات دنیا کی آرزو دلائی اور موت کو ان کے لیے بھیانک کر دیا انہوں نے کہا کہ اس وقت جبکہ ایمان قلوب مومنین میں مضبوط ہو چکا ہے تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے پھر وہ بہادری کے ساتھ بڑھے اور شہید ہو گئے۔

ذوالجناحین کا لقب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی ان کے لیے دعا فرمائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی جعفر کے لیے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ شہید ہیں اور جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے یاقوت کے دو بازوؤں سے اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو ایک فرشتے کی طرح دیکھا کہ جنت میں اڑتے تھے' ان کے دونوں بازوؤں سے خون بہتا تھا' زید رضی اللہ عنہ کو اس سے کم درجے میں دیکھا تو میں نے کہا کہ میرا گمان نہ تھا کہ زید رضی اللہ عنہ' جعفر رضی اللہ عنہ سے کم ہوں گے آپ کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ زید رضی اللہ عنہ' جعفر رضی اللہ عنہ سے کم نہیں ہیں۔ لیکن اللہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو ان کی آپ سے قرابت کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جسم لایا گیا تو ہم نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان نیزے اور تلوار کے نوے یا بہتر زخم پائے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں موتہ میں تھا۔ جب ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو مقتولین میں تلاش کیا۔ ہم نے انہیں اس حالت میں پایا کہ نیزے اور تیر کے نوے زخم تھے یہ ہم نے ان کے اس حصہ جسم میں پائے جو لایا گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بدن میں ساٹھ سے زیادہ زخم پائے گئے ایک زخم نیزے کا پایا گیا جو پار ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعفر رضی اللہ عنہ کو ایک رومی نے مارا اس نے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے' ایک ٹکڑا تو انگور کے باغ میں جا پڑا دوسرے ٹکڑے میں تیس یا تیس سے زائد زخم پائے گئے۔

ایک شخص سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں اس حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں پر خون آلود ہیں' باز ورنگے ہوئے ہیں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

عبداللہ بن المختار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج شب کو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملائکہ کے ایک گروہ

کے ساتھ میرے پاس سے گزرے ان کے دوخون آلود پر تھے سفید باز و تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کے جاتے ہیں۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اس کے کہ جعفر وزید رضی اللہ عنہما کی خبر مرگ آئے ان کی خبر مرگ سنادی' جب آپ نے خبر مرگ سنائی تو آنسو جاری تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں البلقاء میں قتل کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل میں اس سے بہتر خلیفہ ہو جا جیسا کہ تو اپنے کسی نیک بندے کا خلیفہ ہوا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے پاس جعفر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کو بھیج دو۔ انہیں لایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ جعفر تیرے پاس بہتر ثواب کی طرف گئے ہیں لہٰذا تو ان کی ذریت میں اس سے بہتر خلیفہ بن جا جیسا تو اپنے نیک بندوں میں سے کسی کے لیے بنا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب جعفر وزید وعبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی سنائی آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے کہ چہرہ مبارک سے حزن معلوم ہوتا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے دروازے کے پٹ سے خبر ہو رہی تھی ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں نے گریہ وزاری کو لازم کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ انہیں منع کرے' وہ شخص گیا اس کے بعد آیا اور کہا کہ میں نے انہیں منع کیا۔ مگر انہوں نے کہنا نہیں مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ انہیں دوبارہ منع کرے' وہ شخص گیا' اس کے بعد آیا اور کہا کہ واللہ انہوں نے مجھے مغلوب کر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر حکم دیا کہ انہیں منع کرے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ گیا اور پھر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مجھ پر غالب آ گئی ہیں' میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تجھے ذلیل کرے تو کرنے والا نہیں ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وفات جعفر رضی اللہ عنہ کی خبر آئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر حزن معلوم کیا۔ ایک شخص آیا اور عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں روتی ہیں' فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انہیں خاموش کر دو' وہ شخص دوبارہ آیا اور اسی طرح کہا فرمایا ان کے پاس واپس جا کر انہیں خاموش کر دو' وہ سہ بارہ آیا اور اسی طرح کہا' فرمایا اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ تو نے اپنے نفس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بردار ہوئے بغیر نہ چھوڑا۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اپنا غم دور کرو پھر جو چاہو کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی پیداوار سے پچاس وسق کھجور سالانہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے دو بیٹوں محمد بن جعفر و محمد بن ابی بکر نے باہم فخر کیا' ہر ایک نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بزرگ ہوں' میرے والد تمہارے والد سے بہتر ہیں' علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں' اسماء نے کہا کہ میں نے عرب کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو اور نہ میں نے کسی ادھیڑ کو دیکھا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسماء سے کہا کہ تم نے ہمارے فیصلے کے لیے کچھ نہیں چھوڑا' اسماء نے کہا کہ واللہ تینوں جن میں تم سب سے کم درجے کے ہو بہتر ہیں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا کہتیں تو میں تم سے ناراض ہوتا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص جس نے جوتا پہنا اور سواریوں پر سوار ہوا اور عمامہ باندھا وہ جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل نہ تھا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مساکین کے حق میں سب سے بہتر تھے' وہ ہمیں لے جاتے تھے اور جو کچھ گھر میں ہوتا تھا سب کھلا دیتے تھے یہاں تک کہ اگر وہ گھی کا کپہ ہمارے پاس نکال لاتے تھے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا تو اسے نچوڑتے تھے اور ہم' جو اس میں ہوتا تھا چاٹ لیتے تھے۔

سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں طالب کے بعد ابوطالب کے لڑکوں میں سب سے بڑے تھے۔ طالب کے بقیہ اولاد نہ تھی ان کی والدہ بھی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں' طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے' عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے' اور جعفر علی سے دس سال بڑے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ عمر میں سب سے چھوٹے اور اسلام میں سب سے پہلے تھے۔

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یزید تھے' جن سے ان کی کنیت تھی۔ سعید تھے ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عمرو بن یزید بن مدلج بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

جعفر اکبر اور ابوسعید الاحول' یہ ان کا نام تھا (یعنی وہ احول یا بھینگے نہ تھے) ان دونوں کی والدہ ام البنین بنت الثغر تھیں (الثغر) عمرو بن الہصار بن کعب بن عامر بن عبد بن ابی بکر تھے' اور ابوبکر عبید بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے' الثغر کی والدہ اسماء بنت سفیان تھیں جو ضحاک بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی بہن تھیں۔

مسلم بن عقیل' یہ وہی تھے جن کو حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے مکہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے ان کی بیعت لیں' وہ کوفے میں ہانی بن عروہ المرادی کے پاس اترے' عبیداللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو قتل کر کے دار پر

لٹکا دیا اسی واقعے کو شاعر نے نظم کیا ہے:

فان کنت لاتدرین ماالموت فانظری الی ھانئ فی السوق وابن عقیل

''اگر تو نہیں جانتی کہ موت کیا چیز ہے تو تو دیکھ بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی طرف۔

تری حسدا قد غیر الموت لونہ ونضح دم قد سال کل مسیل

تو ایسا جسم دیکھے گی جس کا رنگ موت نے بدل دیا ہے۔ اور خون کی وہ روانی دیکھے گی جو بہنے کی جگہ بہہ رہا ہے''۔

عبداللہ بن عقیل' عبدالرحمٰن' عبداللہ اصغر' ان کی والدہ خلیلہ تھیں جو ام ولد تھیں۔ علیؓ جن کے کوئی بقیہ اولاد نہ تھی' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

جعفر اصغر و حمزہ و عثمان جو سب کے سب امہات اولاد (باندیوں) سے تھے۔ محمد و رملہ' ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام ہانی' اسماء' فاطمہ' ام القاسم' زینب اور ام نعمان' یہ سب مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی ان بنی ہاشم میں سے تھے جو زبردستی مشرکین کے ساتھ بدر میں لائے گئے تھے' وہ اس میں حاضر ہوئے اور اسی روز گرفتار کیے گئے' ان کے پاس کوئی مال نہ تھا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا فدیہ ادا کیا۔

معاویہ بن عمار الذہبی سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ جعفر بن محمد کو کہتے سنا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں فرمایا کہ یہاں سے میرے اہل بیت کو دیکھو' جو بنی ہاشم میں سے ہیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا اور واپس ہوئے۔ عقیل نے پکارا کہ اے والدۂ علی کے فرزند کیا تم نے ہمیں نہیں دیکھا' علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عقیل کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: اے ابو یزید' ابوجہل قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے قوم کو قتل کر دیا تو لوگ آپ سے مکہ کے معاملے میں جھگڑا نہ کریں گے ورنہ آپ ان کے کندھوں پر سوار ہو جایئے۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے مشرکین کے اشراف (سرداروں) میں سے کس کو قتل کیا' فرمایا: ابوجہل قتل کر دیا گیا' انہوں نے کہا کہ اب مکہ آپ کے لیے صاف ہو گیا' لوگوں نے کہا کہ عقیل مکہ واپس آئے اور وہیں رہے' آخر ہجرت کر کے ۸ھ کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہو گئے' غزوۂ موتہ میں حاضر ہوئے' وہاں سے واپس آئے' پھر انہیں ایک مرض لاحق ہوا' فتح مکہ' طائف' خیبر اور حنین میں ان کا ذکر نہیں سنا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کی پیداوار سے ایک سو چالیس وسق کھجور سالانہ کی جاگیر عطا فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ غزوۂ موتہ میں عقیل بن ابی طالب کو ایک انگوٹھی ملی جس میں تصویریں تھیں' وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے انہیں کو دے دی' وہ ان کے ہاتھ میں تھی' قیس نے کہا کہ میں نے اسے اب تک دیکھا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک سوئی لائے اپنی زوجہ سے کہا کہ اس سے اپنے کپڑے سینا'

نبی ﷺ نے ایک منادی بھیجا کہ دیکھو خبردار کوئی شخص ایک سوئی کے یا اس سے کم کے برابر خیانت نہ کرے‘ عقیل نے اپنی زوجہ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری سوئی تم سے جاتی رہے گی۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا‘ کہ اے ابویزید مجھے تم سے دو طرح کی محبت ہے ایک محبت تمہاری قرابت کی وجہ سے ہے اور دوسری اس وجہ سے کہ مجھے تم سے اپنے چچا (ابوطالب) کی سی محبت آتی ہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو بہت بوڑھے اور عرب کے سردار تھے انہوں نے کہا کہ اس (زمزم) پر چرخی کا سامان تھا۔ میں نے اس جماعت کے افراد اب بھی دیکھے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی ان سے ولاء (الفت) نہیں رکھتا جو اپنی چادر میں لپٹتے ہیں اور کرتے کھینچتے ہیں یہاں تک کہ ان کے کرتوں کے دامن پانی سے تر رہتے ہیں‘ حج سے پہلے اور اس کے بعد ایام منیٰ میں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات ان کے نابینا ہونے کے بعد خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی‘ آج ان کی بقیہ اولاد ہے‘ بقیع میں ان کا مکان رہا ہے یعنی (پالنے والا گھر) جس میں بہت سے لڑنے والے اور بہت بڑی جماعت ہے۔

سیدنا نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی‘ ان کی والدہ غزیہ بن قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

نوفل بن الحارث کی اولاد میں حارث تھے انہیں سے ان کی کنیت تھی‘ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے آدمی تھے آپ کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے ان کے یہاں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عبداللہ بن الحارث پیدا ہوئے۔

عبداللہ بن نوفل جن کو نبی ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی‘ وہ پہلے شخص ہیں جو مدینہ کے محکمہ قضاء کے والی ہوئے‘ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا یہ خلافت معاویہ بن ابوسفیان میں ہوا۔ عبدالرحمن بن نوفل جن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ربیعہ‘ ان کے بھی اولاد نہ تھی۔ سعید‘ فقیہ (عالم) تھے۔ مغیرہ‘ ام سعد‘ ام مغیرہ اور ام حکیم۔

ان سب کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن القشیب تھیں‘ قشیب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نصلہ بن محضب بن صعب بن مبشر بن دہمان بن نصر بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد تھا‘ ظریبہ کی والدہ ام حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں جو سعد بن ابی وقاص کی خالہ تھیں۔ نوفل بن الحارث کی اولاد کثیر مدینہ و بصرہ و بغداد میں ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب مشرکین نے مکہ کے بنی ہاشم کو زبردستی بدر روانہ کیا تو ان کے بارے میں نوفل بن الحارث نے یہ شعر کہے:

حرام علی حرب احمد اننی ارى احمد منی قریباً او امرہ

''مجھ پر جنگ احمد حرام ہے کیونکہ میں احمد کے احسانات کو اپنے قریب دیکھتا ہوں۔

وان تلك فهر لبّت و تجهعت   عليه فان الله لاشك ناصره

اگر تمام اولاد فہر آپ کے خلاف ہو جائے اور جمع ہو جائے' تو کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ ہی کا مددگار رہوگا''۔

ہشام نے کہا کہ معرف بن الخر بوذ نے نوفل بن الحارث کو شعر ذیل پڑھ کر سنایا:

فقل القريش ايلبى وتحربى   عليه فان الله لاشك ناصره

''قریش سے کہہ دو کہ تم لوگ آپ کے خلاف متفق ہو جاؤ اور گروہ بندی کرلو' کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ ہی کا مددگار رہوگا''۔

نیز نوفل بن الحارث جب اسلام لائے تو انہوں نے اشعار ذیل کہے:

اليكم اليكم انني لست منكم   تبرأت من دين الشيوخ اكابر

''تم لوگ دور ہو۔ تم لوگ دور ہو کیونکہ میں تم میں سے نہیں ہوں' میں بڑے بوڑھوں کے دین سے بیزار ہو گیا۔

لعمرك ما ديني بشئ ابيعه   وما انا اذا سامت يوما بكافر

تیری جان کی قسم میرا دین اس چیز پر نہیں ہے جسے میں بیچتا ہوں۔ اور جب میں اسلام لے آیا تو کسی دن کافر نہیں ہوا۔

شهدت على ان النبى محمدا   اتى بالهدى من ربه والبصائر

میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی ﷺ اپنے رب کے پاس سے ہدایت اور روشنیاں لائے ہیں۔

وان رسول الله يدعوالى التقى   وان رسول الله ليس بشاعر

رسول اللہ تقوے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور رسول اللہ شاعر نہیں ہیں۔

على ذاك احيائم ابعث موقتا   واثوى عليه ميتا فى المقابر

اسی پر میری زندگی ہے اس کے بعد وقت مقررہ پر میں اٹھایا جاؤں گا' اور اسی پر موت کے بعد مجھے قبر میں دفن کیا جائے گا''۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ جب نوفل بن الحارث بدر میں گرفتار کیے گئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوفل اپنی جان کا فدیہ دو' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنی جان کا فدیہ دوں' فرمایا کہ اپنی جان کا فدیہ ان نیزوں سے ادا کرو جو جدے میں ہیں۔ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ رسول اللہ ہیں۔

نوفل نے انہیں نیزوں سے اپنی جان کا فدیہ ادا کیا اور وہ تعداد میں ایک ہزار تھے۔

نوفل بن الحارث مشرف بہ اسلام ہوئے' بنی ہاشم میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے وہ ان سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے' اپنے چچا حمزہ وعباس رضی اللہ عنہما سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔ اپنے بھائی ربیعہ وابی سفیان وعبد شمس فرزندان حارث سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔

نوفل مکہ واپس گئے۔ انہوں نے اور عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کی' رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان عقد مواخات کیا۔ دونوں جاہلیت میں بھی تجارتی مال میں برابر کے شریک تھے' باہم

دوست اور مخلص تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں انہیں مسجد کے پاس مکان کے لیے زمین عطا فرمائی ان کو اور عباس رضی اللہ عنہ کو ایک ہی مقام پر زمین عطا فرمائی دونوں کے درمیان ایک دیوار سے آڑ کر دی نوفل بن الحارث کا مکان رحبۃ القضاء میں مسجد نبوی ﷺ کے متصل اس دارالامارۃ کے مقابل تھا جس کو آج دار مروان کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن الحارث کو بھی مدینہ میں ایک مکان عنایت فرمایا جو بازار کے پاس الثنیہ کے راستے پر ان کے اونٹوں کا طویلہ تھا۔ نوفل نے اپنی حیات ہی میں اسے اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیا تھا ان کے بقیہ لوگ آج تک اس میں ہیں۔

نوفل رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین وطائف میں حاضر ہوئے غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے وہ آپ کی داہنی جانب تھے انہوں نے یوم حنین میں ہزار نیزوں سے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالحارث گویا میں تمہارے نیزوں کو مشرکین کی پشتوں میں ٹوٹتا ہوا دیکھتا ہوں۔

نوفل بن الحارث کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے سوا برس بعد ہوئی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی' بقیع تک ان کے ساتھ گئے اور وہیں دفن کیا۔

سیدنا ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزی بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں' کنیت ابوارویٰ تھی۔

اولاد میں محمد وعبداللہ وعباس اور حارث تھے جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' امیہ' عبد شمس' اروی کبریٰ اور ہند صغریٰ تھیں' ان سب کی والدہ ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب تھیں اروی صغریٰ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

آدم بن ربیعہ' یہ وہی تھے جنہیں قبیلہ بنی ہذیل میں دودھ پلایا جاتا تھا۔ بنولیث بن بکر نے اس جنگ میں قتل کر دیا جوان کے درمیان ہوئی تھی' وہ بچے تھے۔ مکان کے آگے گھٹنوں کے بل چلتے تھے' بنولیث نے ایک پتھر مارا جو ان کے لگا اور سر پاش پاش کر دیا انہیں کے متعلق یوم فتح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آگاہ ہو کہ ہر وہ خون جو جاہلیت میں ہوا میرے قدم کے نیچے ہے (یعنی اب اس کا کوئی شمار اور انتقام نہیں ہے) سب سے پہلا خون جس سے میں درگزر کرتا ہوں وہ ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد اور بنی ہاشم اس کتاب میں جس میں وہ ان کا نسب بیان کرتے تھے ان کا نام نہیں لیتے تھے' وہ کہتے تھے کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی اور نہ اس کا نام یاد رکھا گیا۔

ہماری رائے ہے کہ جس نے آدم بن ربیعہ کہا اس نے کتاب میں دم بن ربیعہ (یعنی ابن ربیعہ کا خون لکھا) دیکھا' اور اس میں الف زیادہ کر کے آدم بن ربیعہ کہا۔ بعض رو ایان حدیث نے کہا کہ ان کا نام تمام ابن ربیعہ تھا دوسروں نے ایاس بن ربیعہ کہا۔ واللہ اعلم

لوگوں نے بیان کیا کہ ربیعہ بن الحارث اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے دو سال بڑے تھے' جب مشرکین مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے تو ربیعہ بن الحارث شام میں تھے' وہ مشرکین کے ہمراہ بدر میں موجود نہ تھے۔ اس کے بعد آئے۔

عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث ایام خندق میں ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے تو ربیعہ بن الحارث نے مقام ابواء تک ان دونوں کی مشایعت کی۔

مکہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو عباس اور نوفل رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم دار الشرک کی طرف واپس جاتے ہو۔ جہاں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہو گئے ہیں۔ آپ کے اصحاب بہت ہو گئے ہیں۔ واپس آؤ۔

ربیعہ تیار ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں مسلم مہاجر بن کے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیعہ بن الحارث کو خیبر سے سو وسق سالانہ کی جاگیر دی۔

ربیعہ بن الحارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب فتح مکہ و طائف و حنین میں حاضر تھے' یوم حنین میں آپ کے ان اہل بیت و اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے جو ہمرکاب سعادت تھے انہوں نے مدینہ میں بنی حدیلہ میں ایک مکان بنا لیا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

ربیعہ بن الحارث کی وفات مدینے میں بعہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بھائی نوفل و ابوسفیان بن الحارث کی وفات کے بعد ہوئی۔

سیدنا عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں' عبداللہ کا نام عبد شمس تھا۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عبد شمس بن الحارث بن عبدالمطلب قبل فتح مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلم مہاجر بن کے روانہ ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بعض غزوات میں بھی گئے' مقام صفراء میں ان کی وفات ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے کرتے میں دفن کیا اور فرمایا کہ وہ سعید تھے جن کو سعادت نے پالیا' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' نام مغیرہ تھا۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

ابوسفیان بن الحارث کی اولاد میں جعفر تھے ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابوالہیاج' ان کا نام عبداللہ تھا' جمانہ وحفصہ اور کہا جاتا ہے کہ حمیدہ' ان سب کی والدہ فغمہ بنت ہمام بن الافقم بن ابی عمرو بن ظویلم بن جعیل بن دہمان بن نصر بن معاویہ تھیں' کہا جاتا ہے کہ حفصہ کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب تھیں۔

عاتکہ' ان کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

امیہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ابوالہیاج کی والدہ تھیں۔ ام کلثوم جو ام ولد سے تھیں۔ اولاد ابی سفیان بن الحارث سب ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

ابوسفیان شاعر تھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتے تھے۔ اسلام میں جو داخل ہوتا تھا اس سے سخت دوری اختیار کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے' حلیمہ نے کچھ دن دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ سے الفت کرتے تھے' آپ کے ساتھ پیدا ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نبی بن کر مبعوث ہوئے تو آپ کے دشمن ہوگئے۔ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو شروع کردی بیس سال تک رسول اللہ ﷺ کے دشمن رہے کسی ایسے مقام پر پیچھے نہ رہے جہاں قریش رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے جاتے تھے۔

جب اسلام نے خوب ترقی کرلی اور عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کا بجانب مکہ حرکت کرنا بیان کیا گیا تو اللہ نے ابوسفیان بن الحارث کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے پاس آیا اور کہا کہ روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ' کیونکہ محمد (ﷺ) کی آمد قریب آ گئی' ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب تم پر فدا ہوں تم دیکھتے ہو کہ عرب وعجم نے محمد (ﷺ) کی پیروی کرلی اور تم اب تک ان کی عداوت پر ہو۔ حالانکہ سب سے زیادہ تم ان کی مدد پسند کرتے تھے۔

میں نے اپنے غلام مذکور سے کہا کہ جلد میرا گھوڑا اور اونٹ لاؤ ہم مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی قدم بوسی کے لیے روانہ ہوگئے' مقام ابواء پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کا مقدمۃ الجیش اتر چکا تھا اور مکہ کا ارادہ کر رہا تھا۔

میں آگے بڑھنے سے ڈرا' رسول اللہ ﷺ میرے خون کے لیے تیار ہوگئے تھے میں گھبرا گیا اور روانہ ہوا' اپنے فرزند جعفر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہم دونوں اس صبح کو جس میں رسول اللہ ﷺ نے مقام ابواء میں صبح کی تقریباً ایک میل تک پیادہ چلے اور آپ کے چہرے کی طرف سے آگے آئے۔

آنحضرت ﷺ نے میری طرف سے دوسری جانب منہ پھیر لیا۔ میں بھی دوسری جانب آپ کے سامنے پلٹ گیا۔ آپ نے کئی مرتبہ مجھ سے منہ پھیرا' مجھے ہر قریب وبعید نے پکڑ لیا میں نے کہا کہ شاید آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں گا۔ میں آپ کی نیکی ورحم اور آپ کی قرابت آپ کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ اسی بات نے لوگوں کو مجھ سے باز رکھا۔

میں گمان کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے اسلام سے خوش ہوں گے میں اسلام لایا اور اسی حال پر ہمرکاب روانہ ہوا۔ فتح مکہ وحنین میں حاضر تھا۔ حنین میں جب ہم دشمن سے ملے تو میں اپنے گھوڑے سے اتر کر ان کی صفوں میں گھس گیا۔ ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی۔

آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ میں آپ سے پہلے موت چاہتا ہوں' آپ میری طرف دیکھ رہے تھے' عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے بھائی اور آپ کے چچا کے بیٹے ابوسفیان بن الحارث ہیں ان سے آپ راضی ہو جائیے۔

فرمایا میں نے کر دیا' (یعنی راضی ہو گیا) اللہ نے ان کی ہر عداوت کو جو وہ مجھ سے رکھتے تھے بخش دیا' آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرے بھائی ہیں۔ اپنی جان کی قسم میں نے آپ کے پاؤں کو رکاب میں بوسہ دیا۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے' اسلام لائے تو یہ اشعار کہے:

لعمرك انی یوم احمل رایة لتغلب خیل اللات خیل محمدٌ

''آپ کی جان کی قسم میں روز جھنڈا اٹھاتا تھا۔ کہ لات کا لشکر محمد (ﷺ) کے لشکر پر غالب ہو جائے۔

لكا لمدلج الحیران اظلم لیلة فهذا اوانی الیوم الهدی واهتدی

تو بے شک میری یہ حالت ہوتی تھی کہ میں اس پریشان شب رو کی طرح تھا جس کی رات تاریک ہو۔ مگر آج یہ عالم ہے کہ مجھے ہدایت کر دی گئی اور میں نے ہدایت پائی ہے۔

هدانی هاد غیر نفسی ودلنی علی الله من طردت کل مطرد

مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت دی جو میری ذات کے علاوہ ہے' اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا جس کو میں نے پورے طور پر دھتکار دیا تھا''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلکہ ہم نے تم کو دھتکار دیا تھا۔

حبراء سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا تھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم لوگوں نے یوم حنین میں پشت پھیری تھی' براء نے جواب دیا اور میں سنتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس روز اللہ کے نبی نے پشت نہیں پھیری' آپ کے خچر کو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب باگ پکڑ کے کھینچ رہے تھے۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ خچر سے اتر پڑے اور فرمانے لگے:

انا النبیّ لا کذب انا ابن عبدالمطلب

''کچھ جھوٹ نہیں کہ میں نبیؐ ہوں۔ میں فرزند عبدالمطلب ہوں''۔

اس روز آپ سے زیادہ سخت کوئی نہیں دیکھا گیا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو نبی ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی' د شام میں آئے تھے۔ انہیں جب دیکھا جاتا تھا تو بوجہ مشابہت ابن عمر کے انہیں ابن عمر کہا جاتا تھا۔ ابوسفیان بن الحارث نے اپنے شعر (ذیل) میں کہا ہے کہ:

هدانی هاد غیر نفسی ودلنی علی الله من طردت کل مطرد

''مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت کی جو میری ذات کے علاوہ ہے' اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا۔ جس کو میں نے پورے طور پر دھتکا

دیا تھا۔

افرو انألی جاهدا عن محمدً وأُدعی وان لم انتسب بمحمدً

میں کوشش کر کے محمدؐ سے بھاگتا تھا اور دور رہتا تھا۔ اگرچہ میں منسوب نہیں کرتا تھا مگر مجھے محمد پکارا جاتا تھا''۔

یعنی بوجہ آپ کی مشابہت کے لوگ ابوسفیان کو دھوکے سے محمدؐ پکارنے لگتے تھے۔

ابوسفیان بن الحارث اور ان کے بیٹے جعفر بن ابی سفیان عمامہ باندھے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ کے پاس پہنچے تو دونوں نے کہا' السلام علیکم یارسول اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چہرے سے کپڑا ہٹاؤ تاکہ پہچانے جاؤ۔

انہوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ چہرے کھول دیئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان تم نے مجھے کس دھتکار کی جگہ یا کسی وقت دھتکارا تھا۔ عرض کی یارسول اللہ ملامت کا وقت نہیں ہے۔ فرمایا اے ابوسفیان ملامت نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو وضو اور سنت سکھاؤ اور میرے پاس لاؤ۔ وہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ آگاہ ہو جاؤ اللہ اور اس کا رسول ابوسفیان سے راضی ہو گئے' لہٰذا تم لوگ بھی ان سے راضی ہو جاؤ۔

وہ اور ان کے بیٹے جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب فتح مکہ' یوم حنین اور طائف میں حاضر ہوئے۔ یوم حنین میں جب لوگ بھاگے تو دونوں باپ بیٹے آپ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اس روز ابوسفیان کے بدن پر چھوٹی چھوٹی چادریں اور چادروں کا عمامہ تھا۔ انہوں نے ایک چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑ لی تھی۔

جب غبار ہٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے' عرض کی آپ کا بھائی ابوسفیان' فرمایا: اے اللہ تب تو وہ میرا بھائی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ابوسفیان میرے بھائی ہیں اور میرے بہترین اعزہ میں ہیں اللہ نے حمزہ کے بدلے مجھے ابوسفیان بن الحارث کو دیا ہے' اس کے بعد ابوسفیان کو اسد اللہ اور اسد الرسول کہا جاتا تھا۔

ابوسفیان بن الحارث نے یوم حنین کے بارے میں بہت سے اشعار کہے ہیں جنہیں ہم نے ان کی کثرت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے ان کے کلام میں یہ بھی ہے:

لقد علمت افناء کعب وعامر غداة حنین حین عَمَّ التضعضع

''کعب وعامر کے گمنام لوگوں نے حنین کی صبح کو جس وقت کمزوری عام طور پر تھی یہ جان لیا کہ

بانی اخو الهیجاء ارکب حدها امام رسول الله لا اتتعتع

میں جنگ کا ماہر ہوں کہ اس کی حد تک کرتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اس طرح کہ میں خوف نہیں کرتا۔

رجاء ثواب الله والله واسع الیه تعالٰی کل امر لیرجع

اللہ کے ثواب کی امید پر (کرتا ہوں) اور اللہ وسعت والا ہے اسی بزرگ و برتر کی طرف تمام امور لوٹیں گے''۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن الحارث کو خیبر سے سو وسق کھجور سالانہ کی جاگیر دی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث گرمی میں نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے تھے جو مکروہ سمجھی جاتی تھی' اس کے بعد ظہر عصر تک پڑھتے تھے۔ ایک روز علی رضی اللہ عنہ ملے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ وقت سے پہلے نماز سے فارغ ہو کر واپس ہو چکے تھے انہوں نے ان سے کہا کہ آج کیا ہے جو تم اس وقت سے پہلے واپس ہو گئے جب عموماً واپس ہوتے تھے انہوں نے کہا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان کی بیٹی کا پیام دیا۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم سے ایسی لڑکی کا نکاح کرتا ہوں جو اس سے بہت قریب ہے' انہوں نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان بن الحارث نوجوان اہل جنت کے سردار ہیں انہوں نے ایک سال حج کیا۔ منیٰ میں حجام نے ان کا سر مونڈا سر میں مسہ تھا حجام نے اسے کاٹ دیا جس سے وہ مر گئے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شہید ہوئے یا لوگ یہ امید کرتے تھے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھ پر رونا نہیں کیونکہ جب سے میں اسلام لایا ہوں کسی گناہ میں آلودہ نہیں ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن الحارث کی وفات مدینہ میں اپنے بھائی نوفل بن الحارث کے تیرہ دن کم چار مہینے کے بعد ہوئی' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی' انہیں بقیع میں عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کی دیوار میں دفن کیا گیا۔

انہوں نے خود ہی وفات سے تین روز قبل اپنی قبر کھودنے کا انتظام کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں رسول اللہ ﷺ اور اپنے بھائی کے بعد زندہ نہ رہوں مجھے ان دونوں کے ساتھ کر دے اسی روز آفتاب بھی غروب نہ ہوا تھا کہ ان کی وفات ہو گئی ان کا مکان عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب تھا۔ یہ وہی مکان تھا جو دار الکراحی کہلاتا تھا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کے پڑوس میں تھا۔

حضرت سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' کنیت ابومحمد تھی' ان کی والدہ ام الفضل تھیں جو لبابہ کبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھیں۔

فضل بن عباس کی اولاد میں صرف ام کلثوم تھیں' ان کے کوئی دوسری اولاد نہ ہوئی ان کی والدہ صفیہ بنت محمیہ بن جز بن الحارث بن عریج بن عمرو الزبیدی قبیلہ مذحج کے سعد العشیرہ میں سے تھیں۔

فضل بن عباس' عباس بن عبدالمطلب کے سب لڑکوں سے بڑے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب مکہ و حنین کا

جہاد کیا اس روز جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہنے والے اصحاب واہل بیت میں تھے۔

آپ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے (اس سفر میں اپنی اونٹنی پر) انہیں ردیف (ہم نشین) بنایا اس لحاظ سے انہیں' ردف رسول اللہ ﷺ (رسول اللہ کا ہم نشین) کہا جاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ) کو فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین (ردیف) تھے' وہ نوجوان عورتوں کو دیکھنے لگے اور ان کی طرف نظر کرنے لگے رسول اللہ ﷺ پیچھے سے اپنے ہاتھ سے بار بار ان کا منہ پھیرتے تھے وہ انہیں کنکھیوں سے دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بھائی یہ وہ دن ہے کہ جو شخص اپنے کان اور آنکھ اور اپنی زبان پر قادر رہا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس کو شرف ہم نشینی بخشا' وہ خوبصورت بدن کے آدمی تھے جن کے فتنوں کا عورتوں پر اندیشہ تھا۔ فضل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر تلبیہ کہا۔

ابن عباس نے فضل بن عباس سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہم نشین تھے آپ جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر رمی کرتے رہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عرفات سے منٰی تک فضل بن عباس کو اپنا ہم نشین بنایا' انہوں نے کہا کہ مجھے فضل نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر تلبیہ کرتے رہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ فضل بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے نبی ﷺ کو غسل دیا اور آپ کے دفن کو اپنے ذمہ لیا' اس کے بعد وہ مجاہد بن کے شام چلے گئے ۱۸ھ کا واقعہ ہے کہ اردن کے نواح میں جب طاعون عمواس کا زور ہوا تو انتقال کر گئے۔ یہ واقعہ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

سیدنا جعفر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں' جمانہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

جعفر کے صلب سے ام کلثوم پیدا ہوئیں جن کے فرزند سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھے۔ جعفر کی اولاد کا سلسلہ چل نہ سکا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے فتح مکہ کے لیے) آئے جعفر بن ابی سفیان اپنے والد کے ہمراہ تھے دونوں اسلام لائے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ و حنین کا جہاد کیا جس روز لوگ پشت پھیر کر بھاگے وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب واہل بیت میں تھے جو آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اپنے والد کے ساتھ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے یہاں تک

کہ اللہ نے آپ کو اٹھالیا۔ جعفر کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔

سیدنا حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن القشیب تھیں' قشیب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن مخضب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو قبیلہ ازد میں سے تھے۔

حارث بن نوفل کی اولاد میں عبداللہ بن الحارث تھے جنہیں اہل بصرہ نے ببّہ کا لقب دیا تھا ابن الزبیر کی جنگ کے زمانے میں انہوں نے ان سے صلح کی اور ان کے والی ہو گئے۔

محمد اکبر بن الحارث' ربیعہ' عبدالرحمٰن' رملہ' ام الزبیر جو مغیرہ کی والدہ تھیں اور ظریبہ ان سب کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عتبہ' محمد اصغر' حارث بن الحارث' ریطہ اور ام الحارث' ان سب کی والدہ ام عمرو بنت المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ السہمی تھیں۔

سعید بن الحارث ام ولد سے تھے۔

حارث بن نوفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے' وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے ان کے بیٹے عبداللہ بن الحارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان کی اصلاح فرمائی اور دعا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن نوفل کو مکہ کے بعض اعمال کا امیر مقرر فرمایا انہیں ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم نے مکہ کا والی بنایا۔

عبداللہ بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز جنازہ (اس طرح) تعلیم فرمائی:

اللهم اغفرلا حيائنا واموا تنا اصلح ذات بيننا الف بين قلوبنا اللهم عبدك فلان بن فلان لانعم الاخيرا وانت اعلم به فاغفرلنا وله.

''اے اللہ ہمارے زندہ لوگوں کی اور ہمارے مردہ لوگوں کی مغفرت کر ہمارے آپس میں اصلاح کر اور ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے' اے اللہ تیرے بندے فلاں بن فلاں کو ہم سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے۔ تو اسے زیادہ جاننے والا ہے لہٰذا ہماری اور اس کی مغفرت کر''۔

میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے چھوٹا تھا کہ اگر میں اسے خیر نہ جانتا ہوں فرمایا' اس کے سوا کچھ نہ کہو جو تم جانتے ہو۔

علی بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارث بن نوفل بصرے منتقل ہو گئے تھے وہیں انہوں نے محدود مکان بنالیا تھا۔ عبداللہ بن عامر بن کریز کی ولایت کے زمانے میں وہاں اترے تھے' بصرے میں آخر زمانۂ خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں وفات ہوئی۔

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد

مناف بن قصی تھیں۔

عبدالمطلب بن ربیعہ کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ ام البنین بنت حمزہ بن مالک بن سعد بن حمزہ بن مالک تھیں جو ابوالشعیرہ بن منبہ بن سلمہ بن مالک بن غدر بن سعد بن رافع بن مالک بن جشم بن حاشد بن جشم بن الخیوان بن نوف بن ہمدان تھے۔

(ام البنین) قیس بن حمزہ کی بہن تھیں' یہی مالک بن حمزہ دونوں حکموں کی موجودگی میں معاویہ بن ابوسفیان کے ساتھ تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ مجھے والد نے خبر دی کہ حمزہ بن مالک نے چار سو غلاموں کے ہمراہ یمن سے شام کی طرف ہجرت کی اور انہیں آزاد کردیا' سب نے شام میں ہمدان کی طرف اپنے کو منسوب کیا' اہل عراق نے شامیوں کے کثرت فریب اور اغیار کے ان کی طرف منسوب ہو جانے کی وجہ سے ان لوگوں سے شادی کرنا ناپسند کیا۔ ان کی اولاد میں اروی بنت عبدالمطلب بن ربیعہ تھیں' ان کی والدہ بنت عمیر بن مازن تھیں۔

ہشام نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب نے محمد بن عبدالمطلب کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے' عبدالمطلب بن ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ وہ آپ کے زمانے میں بالغ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انہیں عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب نے خبر دی کہ ربیعہ بن الحارث اور عباس بن عبدالمطلب یکجا ہوئے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم ان دونوں لڑکوں کو (یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے اور آپ ان کو صدقات پر مامور کر دیتے تو یہ بھی وہ (خدمت) ادا کرتے جو دوسرے ادا کرتے ہیں اور وہ نفع پاتے جو دوسرے پاتے ہیں۔

یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ آپ کرنے والے نہیں ہیں۔ دونوں نے کہا کہ یہ تم محض ہم لوگوں پر حسد کی وجہ سے کہتے ہو واللہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور ان کی دامادی حاصل کی مگر ہم نے تمہارے ساتھ حسد نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کا باپ ہوں تم ان دونوں کو بھیجو' اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ لیٹ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھ لی تو ہم آپ سے پہلے حجرے کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے' آپ ہمارے پاس سے گزرے تو کان پکڑ کے فرمایا جو دل میں ہو اسے ظاہر کرو اور حجرے میں داخل ہو گئے' ہم بھی اندر گئے آپ اس وقت زینب بنت جحش کے گھر میں تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہمیں صدقات وصول کرنے پر مامور فرما دیں' تاکہ جو نفع لوگوں کو ہوتا ہے وہ ہمیں ہو اور جو (خدمت) لوگ ادا کرتے ہیں ہم ادا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور گھر کی چھت کی طرف اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے آپ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا تو زینب نے پردے سے اشارہ کیا' گویا آپ سے کلام کرنے کو ہمیں منع کرتی ہیں۔

آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خبردار' صدقہ محمد وآل محمد کے لیے مناسب نہیں' کیونکہ وہ لوگوں کا میل ہے حکم ہوا کہ میرے پاس محمیہ بن جزء کو جو عشور (محصول زمین) پر (عامل) تھے اور ابوسفیان کو بلاؤ۔ دونوں حاضر ہوئے آپ نے محمیہ سے فرمایا کہ اس

لڑکے فضل سے' اپنی لڑکی کا نکاح کر دو' انہوں نے ان سے نکاح کر دیا۔ ابوسفیان سے فرمایا کہ اس لڑکے (عبدالمطلب) سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو' انہوں نے مجھ سے نکاح کر دیا محمیہ سے فرمایا کہ خمس سے ان دونوں کا مہر ادا کر دو۔

علی بن عیسیٰ بن عبداللہ النوفلی سے مروی ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے تک مدینہ میں رہے اس کے بعد وہ دمشق میں منتقل ہو گئے' وہیں اترے اور ایک مکان بنالیا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا خلافت کا زمانہ تھا کہ دمشق میں ان کی وفات ہوئی انہوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی' اس نے وصیت قبول کی۔

سیدنا عتبہ بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد میں ابوعلی' ابوالہیثم' ابوغلیط تھے' ان کی والدہ ام عباس بنت شراحیل بن اوس بن حبیب بن الوجیہ تھیں جو حمیر کی شاخ ذی الکلاع میں سے تھیں' جاہلیت کے زمانے کی قیدی تھیں۔

عبیداللہ و محمد و شیبہ' یہ سب لاولد مر گئے اور ام عبداللہ ان سب کی والدہ ام عکرمہ بنت خلیفہ بن قیس جو الازد کے الجدرہ میں سے تھیں وہ لوگ بنی الدیل بن بکر کے حلیف تھے۔

عامر بن عتبہ' ان کی والدہ ہالہ احمریہ تھیں' بنی الاحمر بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔

ابوواثلہ بن عتبہ' ان کی والدہ خولان میں سے تھیں۔

عبید بن عتبہ' ام ولد سے تھے۔

اسحاق بن عتبہ' ام ولد سوداء سے تھے۔

ام عبداللہ بنت عتبہ' ان کی والدہ خولہ ام ولد تھیں۔

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے زمانے میں مکہ آئے تو مجھ سے فرمایا' اے عباس تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ و معتب کہاں ہیں ان کو میں نے نہیں دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ مشرکین قریش میں سے جو لوگ چلے گئے انہیں کے ساتھ وہ بھی ہیں۔ فرمایا ان دونوں کے پاس جاؤ اور میرے پاس لے آؤ۔

میں سوار ہو کے ان کے پاس عرنہ گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلاتے ہیں' وہ فوراً سوار ہو کے میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور بیعت کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھ پکڑ لیے اور اس طرح لے چلے کہ آپ ان کے درمیان تھے ملتزم پر لائے جو باب کعبہ و حجر اسود کے درمیان ہے آپ نے دعا کی اور واپس ہوئے۔ عارض منور سے مسرت نمایاں تھی۔

عباس نے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ' اللہ آپ کو خوش و خرم رکھے میں چہرے پر مسرت دیکھتا ہوں' فرمایا' ہاں' میں نے اپنے چچا کے ان دو بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا' اس نے مجھے دونوں عطا کر دیئے۔

حمزہ بن عتبہ نے کہا کہ دونوں اسی وقت آپ کے ہمراہ حنین روانہ ہوگئے غزوۂ حنین میں حاضر ہوئے اس روز دونوں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب آپ کے اہل بیت اور ثابت قدم رہنے والے اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے اس روز معتب کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی۔ فتح مکہ کے بعد بنی ہاشم کے مردوں میں سے سوائے عتبہ ومعتب فرزندان ابولہب کے کوئی مکہ میں نہیں رہا۔

حضرت معتب بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔

معتب کی اولاد میں عبداللہ ومحمد وابوسفیان وموسیٰ وعبیداللہ وسعید وخالدہ تھیں ان سب کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں' عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

ابومسلم ومسلم وعباس فرزندان معتب مختلف ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن بن معتب' ان کی والدہ حمیر میں سے تھیں۔

ہم نے معتب بن ابی لہب کے اسلام کا ذکر ان کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ کیا ہے۔

حبّ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما:

ابن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امری القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب۔

رسول اللہ ﷺ کے حب (محب ومحبوب) تھے کنیت ابومحمد تھی۔ ان کی والدہ ام ایمن تھیں' ام ایمن کا نام برکہ تھا' رسول اللہ ﷺ کی کھلائی اور آپ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔

حضور علیہ السلام کی آپ سے شدید محبت:

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بعض اہل علم کی روایت میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑا' اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے یہاں مکہ ہی میں پیدا ہوئے' بڑھے یہاں تک کہ عاقل ہوگئے انہوں نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اسلام کے اور کچھ نہیں جانا نہ اس کے خلاف کوئی دین اختیار کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ ﷺ ان سے شدید محبت کرتے تھے' وہ آپ کے پاس مثل آپ کے بعض اعزہ کے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے کی دہلیز پر پھسل کر گر پڑے جس سے ان کی پیشانی پھٹ گئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا خون صاف کرو' عائشہ رضی اللہ عنہا کو کراہت ہوئی' رسول اللہ ﷺ ان کے زخم کو چوسنے اور اسے تھوک کر فرمانے لگے کہ اگر اسامہ رضی اللہ عنہ لڑکی ہوتے تو انہیں ضرور کپڑے پہناتا' زیور پہناتا یہاں تک کہ مشہور کر دیتا۔

ابوالسفر سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھے تھے اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے رسول اللہ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا اور ہنسے' فرمایا کہ اگر اسامہ رضی اللہ عنہ لڑکی ہوتے تو میں انہیں زیور پہناتا' ان کی آرائش کرتا یہاں تک کہ ان کا بازار گرم ہو جاتا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو (گود میں) لے کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مجھے اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے تھے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسرے پر پھر ہم دونوں کو چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ ان دونوں پر رحمت کر کیونکہ میں بھی ان دونوں پر رحمت کرتا ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ جس وقت نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ جھنڈا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا تو فرمایا کیوں نہ اس شخص کے پاس گیا جس کے والد قتل کر دیئے گئے یعنی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس۔

قیس بن ابی عازم سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دوسرے دن پھر آئے اور اسی مقام پر کھڑے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آج تم سے اسی مقام پر ملوں گا جہاں کل ملا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مجزر المدلجی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اسامہ اور زید رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک ہی چادر تھی جس سے سر تو چھپے ہوئے تھے لیکن قدم کھلے تھے' مجزر نے کہا کہ یہ قدم تو ایک دوسرے کا جز ہیں (یعنی دونوں باپ بیٹے ہیں) رسول اللہ ﷺ خوش ہو کے میرے پاس آئے آپ کے چہرے کے خط چمک رہے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے چہرے کے خطوط چمک رہے تھے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ابھی مجزر نے زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور کہا کہ ان میں سے بعض قدم بعض سے ہیں (یعنی ایک دوسرے کا جز ہیں) رسول اللہ ﷺ اسامہ کی زید سے مشابہت پر خوش ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے واپسی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی وجہ سے تاخیر کر دی جن کے آپ منتظر تھے وہ آئے تو ایک چپٹی ناک والے کالے لڑکے تھے' اہل یمن نے کہا کہ ہم لوگ محض اس وجہ سے روکے گئے اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یزید بن ہارون سے پوچھا کہ ان کے اس قول کی کیا مراد ہے کہ ''اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا'' تو انہوں نے کہا کہ جب وہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہوئے تو ان کا مرتد ہونا محض نبی ﷺ کے حکم کی توہین کرنے سے ہوا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس ہوئے تو مجھے ہم نشینی کا شرف بخشا۔ آپ اپنی سواری کی باگ کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں کا پچھلا حصہ قریب تھا کہ کجاوے کے اگلے حصے سے لگ جائے' فرماتے تھے کہ اے لوگو تمہیں سکون و وقار لازم ہے کیونکہ اونٹ کے ضائع کرنے میں نیکی نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے ردیف اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے' ہم نے آپ کو اس نبیذ (شربت کشمش) میں سے پلایا تو آپ نے نوش فرمایا اور فرمایا' تم نے اچھا کیا' اسی طرح کرو۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شب عرفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ جب آپ واپس ہوئے تو مزدلفہ پہنچنے تک سواری نے دوڑ کر قدم نہیں اٹھایا (یعنی آہستہ آہستہ چلتی رہی)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہم نشین تھے' آپ نے کعبہ کے سائے میں اونٹ بٹھا دیا' میں لوگوں کے آگے ہو گیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما کعبہ میں داخل ہوئے۔ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے جو دروازے کے پیچھے تھے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی انہوں نے کہا کہ تمہارے مقابل دونوں ستونوں کے درمیان۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک موٹا مصری کپڑا پہنایا جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہدایا میں سے تھا میں نے اسے اپنی زوجہ کو پہنا دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ وہ مصری کپڑا نہیں پہنا' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں نے اپنی زوجہ کو پہنا دیا' فرمایا انہیں حکم دو کہ نیچے انگیا (چولی یا کرتی) پہن لیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ (کپڑا) ان کی ہڈیوں کی موٹائی ظاہر کرے گا۔

عبید اللہ بن مغیرہ سے مروی ہے کہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا ہدیۃً بھیجا جو ذی یزن کا تھا' حکیم بن حزام اس زمانے میں مشرک تھے انہوں نے اس کو پچاس دینار میں خریدا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرک سے قبول نہیں کرتے لیکن جب تم نے بھیجا ہے تو ہم بہ قیمت لے لیں گے' تم نے کتنے میں لیا ہے؟ انہوں نے کہا پچاس دینار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور پہن کر جمعہ کے لیے منبر پر بیٹھے۔ پھر آپ اترے اور وہ جوڑا (حلہ) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پہنا دیا۔

حضرت اسامہ بن زید کی امارت میں لشکر کی روانگی:

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اس پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا' بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو (تو تعجب نہیں) کیونکہ تم لوگ اس سے قبل ان کے والد کی امارت پر اعتراض کرتے تھے اللہ کی قسم وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے اور بے شک میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔

سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے سنتے تھے کہ جس وقت آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کی اور ان کی امارت میں طعن کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے جیسا کہ سالم نے مجھ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار تم لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کرتے ہو اور ان کی امارت میں اعتراض کرتے ہو اس کے قبل یہی تم ان کے باپ کے ساتھ کر چکے ہو اگرچہ وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے ان کے بعد ان کے یہ فرزند مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں' لہٰذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی جانب روانہ کیا مگر ان کے اس جانب روانہ ہونے سے

پہلے رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے تمہیں وصیت فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ صبح کے وقت اُبنیٰ پر حملہ کروں اس کے بعد انتہا تک چلا جاؤں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ جس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ان پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عامل بنایا۔ لوگوں نے ان کے چھوٹے ہونے پر اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی امارت میں اعتراض کیا ہے۔ اس سے قبل وہ ان کے والد کی امارت میں بھی اعتراض کر چکے تھے حالانکہ وہ دونوں اسی لیے پیدا ہوئے تھے وہ بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں اور ان کے والد بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے سوائے فاطمہ کے لہٰذا میں تمہیں اسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

حنش سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس وقت عامل بنایا جب وہ اٹھارہ سال کے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ساحل سمندر سے اُبنیٰ پر حملہ کریں۔

ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو امیر بناتے تھے تو اسے آگاہ کر دیتے تھے اور ساتھیوں کو نامزد فرما دیتے تھے وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب لوگ تھے ان کے ہمراہ عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے میں اعتراض کیا۔ جیسا کہ انہوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا۔ حالانکہ وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور اپنے والد کے بعد مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں مجھے امید ہے کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہوں گے لہٰذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو۔

رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو مرض میں فرمانے لگے کہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرو لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کردو اسامہ رضی اللہ عنہ مقام جرف تک پہنچے تو انہیں ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے کہلا بھیجا کہ جلدی نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہیں وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

اسامہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا آپ لوگوں سے میری حالت جدا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ عرب کافر ہو جائیں گے وہ لوگ کافر ہو گئے تو سب سے پہلے وہی ہوں گے جن سے قتال کیا جائے گا اور اگر وہ کافر نہ ہوئے تو میں روانہ ہو جاؤں گا کیونکہ میرے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب حضرات ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ واللہ اگر مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ اس سے زیادہ

پسند ہے کہ کوئی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے شروع کروں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں آمل بھیج دیا اور عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت لے لی کہ ان کے پاس چھوڑ جائیں اسامہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت دے دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو قتال میں ہاتھ پاؤں اور درمیانی حصے کاٹنے کا حکم دیا کہ دشمن پریشان ہو جائے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے لشکر کو حکم دیا کہ خوب مجروح کریں تا کہ دشمن خوفزدہ ہو جائے اس کے بعد یہ لوگ اس حالت میں واپس ہوئے کہ صحیح و سالم تھے اور مال غنیمت میں کامیاب تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں سوائے اسامہ رضی اللہ عنہ کے کسی کو امارت پر لانے والا نہیں ہوں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی وہ امیر تھے' یہ لوگ روانہ ہوئے ملک شام کے قریب پہنچے تو ان کو سخت کہر نے گھیر لیا۔ جس میں اللہ نے انہیں پوشیدہ کر دیا۔

مسلمانوں نے حملہ کیا اور اپنے مقصود کو پہنچے ایک ہی وقت میں ہرقل کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اس کے علاقے پر اسامہ رضی اللہ عنہ کے حملے کی خبر لائی گئی اس پر اہل روم نے کہا کہ اس قوم نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے میں اپنے صاحب کی موت کی بھی پروا نہ کی' عروہ نے کہا کہ کوئی لشکر اس لشکر سے زیادہ صحیح سالم نہیں دیکھا گیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ کے مثل روایت کی اور یہ اضافہ کیا کہ جس لشکر پر انہیں عامل بنایا اس میں ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم بھی تھے' ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت علیل ہو گئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا بات پیدا ہو اس لیے اگر تم قیام کرنا مناسب سمجھو تو قیام کرو اسامہ مقام جرف ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ ان لوگوں کو خوب مجروح کیا جائے اور زخمی کیا جائے پھر عرب کافر ہو گئے۔

محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کا یہ اعتراض معلوم ہوا کہ آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار پر عامل بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے' منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے لوگو! لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرو۔ میری جان کی قسم اگر تم نے ان کی امارت میں کلام کیا ہے (تو یہ نئی بات نہیں) تم نے اس کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے' وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے ان کے والد بھی اسی کے لیے پیدا ہوئے تھے۔

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوا۔ انہوں نے مقام جرف میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سب لوگ ان کے پاس آ گئے۔ جس وقت وہ روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت علیل تھے' اسامہ ٹھہر گئے لوگ دیکھ رہے تھے کہ اللہ اپنے رسول کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت علیل ہو گئے تو میں اپنے لشکر سے واپس آ گیا اور لوگ بھی میرے ساتھ واپس آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری تھی آپ بات نہیں کرتے تھے' آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے لگے پھر اسے میری طرف اٹھایا میں سمجھا کہ آپ میرے لیے دعا کرتے ہیں۔

الحضرمی سے جو اہل یمامہ سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ آپ ان سے اور ان سے پہلے

ان کے والد سے محبت کرتے تھے۔ انہیں ایک لشکر پر امیر بنا کے بھیجا۔ یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو قتال میں آزمایا گیا۔ وہ (دشمن سے) ملے اور جنگ کی' ان کی شجاعت کا چرچا ہو گیا۔

کلمہ گو کا قتل:

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آیا کہ مژدۂ فتح لانے والا پہنچ چکا تھا۔ آپ کا چہرہ (خوشی سے) چمک رہا تھا' مجھے اپنے قریب کر لیا اور کہا کہ واقعات جنگ بیان کرو۔ میں نے بیان کیا کہ جب وہ قوم بھاگی تو ایک شخص ملا۔ میں نے نیزہ اس کی طرف جھکا دیا' اس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں نے اسے نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ (غضب سے) متغیر ہو گیا اور فرمایا اے اسامہ تم پر افسوس ہے' تمہیں لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیونکر جرأت ہوئی۔ اسی کا بار بار اعادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں اپنے ہر عمل سے جو میں نے کیا ہے بری ہو جاؤں اور اس روز از سر نو اسلام لاؤں' واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بعد میں کسی ایسے شخص سے قتال نہیں کرتا تھا جو لا الہ الا اللہ کہتا۔

ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بڑے پیٹ والے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں کبھی ایسے شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے۔ سعد نے بھی کہا کہ واللہ میں بھی اس شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے ان دونوں سے کسی نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ ﴿وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾ (یہاں تک قتال کرو کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے) ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اتنا قتال کیا کہ فتنہ نہیں رہا اور دین اللہ ہی کے لیے ہو گیا۔

حدود اللہ میں سفارش پر سرزنش:

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ بعض معاملے میں اسامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور اس میں آپ سے سفارش کرتے تھے' وہ ایک مرتبہ کسی حد (شرعی مقرر سزا) میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اسامہ رضی اللہ عنہ کسی حد میں سفارش نہ کرو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش کو اس عورت کے حال نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی' ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے جو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرے لوگوں نے کہا کہ سوائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ و محبوب ہیں کون جرأت کر سکتا ہے؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں کیوں سفارش کرتے ہو۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کو صرف اسی امر نے ہلاک کر دیا کہ جب ان میں شریف چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چوری کرتیں تو ان کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کو فضیلت (و ترجیح) دی' ان کے فرزندوں کو اس

سے کم دیا' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ترجیح دی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے تم پر ایسے شخص کو ترجیح دی جو نہ تم سے عمر میں زیادہ ہے نہ ہجرت میں افضل ہے اور نہ وہ ان مشاہد میں حاضر ہوا جن میں تم حاضر ہوئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دی جو نہ عمر میں مجھ سے زیادہ ہے نہ ہجرت میں مجھ سے افضل ہے اور نہ وہ ایسے مشاہد میں حاضر ہوا جن میں میں حاضر ہوا' فرمایا کہ وہ کون ہے' عرض کی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرمایا تم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سچ کہا۔ واللہ میں نے یہ اس لیے کیا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے بس اسی لیے میں نے کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے ایسا ہی حصہ مقرر کیا جیسا کہ بدریین کے لیے چار ہزار مقرر کیا تھا اور میرے لیے ساڑھے تین ہزار مقرر کیا عرض کی آپ نے میرے لیے جو مقرر کیا اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس سے زیادہ کیوں مقرر کیا حالانکہ وہ بھی انہیں مشاہد میں حاضر ہوئے جن میں میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور ان کے والد تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھجور کے درخت کی قیمت ہزار درہم تک پہنچ گئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت کا قصد کیا اسے انہوں نے چیر ڈالا اور گودا نکال کے اپنی والدہ کو کھلا دیا۔

لوگوں نے کہا کہ تمہیں اس کام پر کس نے برانگیختہ کیا حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ کھجور کا درخت ہزار درہم کو پہنچ گیا ہے' انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھ سے فرمائش کی تھی' وہ مجھ سے جب کسی ایسی چیز کی فرمائش کریں گی جس پر میں قادر ہوں گا تو میں انہیں ضرور دوں گا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ وہ ام المومنین میمونہ کے پاس اس حالت میں تھے' کہ ان کی پیٹ کی تہ بند لٹکی ہوئی تھی' میمونہ نے انہیں اس بارے میں شدید ملامت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی تہ بند لٹکائے تھے' میمونہ نے کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ بڑے پیٹ والے تھے شاید ان کی تہ بند پیٹ کے نچلے حصہ کی طرف لٹک جاتی ہو۔

مولائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سوار ہو کے اپنے مال کی طرف جاتے تھے جو وادی القریٰ میں تھا' وہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے تھے' میں نے ان سے کہا کہ آپ سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ بوڑھے ہو گئے اور بڑے ہو گئے' فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے تھے' اور آپ نے فرمایا کہ اعمال دوشنبہ اور پنج شنبہ کو پیش کیے جاتے ہیں۔

حرملہ مولائے اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے سلام کہنا اور کہنا کہ اگر آپ وہاں شہر میں ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہونا پسند کروں گا۔ لیکن یہ ایسا امر ہے جس میں میری رائے نہیں ہے۔ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا مگر انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر میں حسن اور ابن جعفر کے پاس آیا تو ان لوگوں نے میرے

لیے سواری پر بار کر دیا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کے اہل بیت واولاد:

ہشام بن محمد السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ہند بنت الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم سے' اور درہ بنت عدی بن قیس بن حذافہ بن سہم سے نکاح کیا' درہ کے یہاں ان سے محمد و ہند پیدا ہوئیں۔

نیز انہوں نے فاطمہ بنت قیس ہمشیرۂ ضحاک بن قیس الفہری سے نکاح کیا جن سے جبیر و زید و عائشہ پیدا ہوئیں۔ ام الحکیم بنت عتبہ بن ابی وقاص اور بنت ابی ہمدان السہمی سے نکاح کیا جو بنی عذرہ کی شاخ بنی رزاح سے تھیں۔ ان کے یہاں ان سے حسن وحسین پیدا ہوئے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے تھے۔ جب وہ چودہ سال کے ہوئے تو انہوں نے ایک عورت سے نکاح کیا جن کا نام زینب بنت حنظلہ بن قسامہ تھا۔ پھر انہیں طلاق دے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں خوبصورت کم کھانے والی عورت کس کو بتاؤں کہ میں اس کا خسر ہوں یہ فرما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعیم بن عبداللہ بن النحام کی طرف دیکھنے لگے' نعیم نے کہا یا رسول اللہ گویا آپ کی مراد مجھ سے ہے' فرمایا' ہاں' انہوں نے ان سے نکاح کرلیا۔ ان کے یہاں ان سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے' ابراہیم یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ذکور واناث کسی زمانے میں بیس سے زیادہ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسامہ رضی اللہ عنہ بیس سال کے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے وادی القریٰ میں سکونت اختیار کرلی پھر مدینہ آ گئے وفات مقام جرف میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا جس وقت انتقال ہوا تو وہ (دفن کے لیے) مقام جرف میں مدینہ لائے گئے۔

سیدنا ابورافع اسلم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام):

نام اسلم تھا' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' انہوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خوشخبری دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔

عکرمہ' مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابورافع مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے (ان کی زوجہ) ام الفضل بھی اسلام لائیں اور میں بھی اسلام لایا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے' وہ کثیر مال والے تھے جو ان کی قوم میں پھیلا ہوا تھا۔

اللہ کا دشمن ابولہب بدر سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے بجائے اپنے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو بھیج دیا تھا۔ وہ لوگ اسی طرح کرتے تھے کوئی شخص بغیر اس کے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ اپنے بجائے کسی کو بھیج دے جب قریش کے اصحاب بدر کی مصیبت کی خبر

آئی تو اللہ نے اسے سرنگوں اور رسوا کر دیا اور ہم لوگوں نے اپنے دلوں میں قوت و غلبہ محسوس کیا۔

میں ایک کمزور آدمی تھا۔ ایک حجرے میں پیالے بنایا کرتا تھا اور انہیں گھڑتا تھا۔ بس واللہ میں اس میں بیٹھا ہوا اپنے پیالے بناتا تھا۔ میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں جو خبر تھی اس سے ہم لوگ خوش تھے کہ یکایک بدکار ابولہب شر کے ساتھ اپنے پاؤں کھینچتا ہوا آیا۔ حجرے کی رسیوں کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔

وہ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگوں نے کہا' یہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آیا ہے' ابولہب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے' ادھر آؤ' میری جان کی قسم تمہارے پاس خبر ہے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ کھڑے رہے اس نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے' بتاؤ کہ لوگوں کی کیا کیفیت تھی۔

اس نے کہا' واللہ کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ ہم لوگ اس قوم سے ملے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے ہمیں قید کرتے تھے' اللہ کی قسم باوجود اس کے میں نے لوگوں کو ملامت نہیں کی' ہم ایسے گورے آدمیوں سے ملے جو ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان (معلق) تھے' واللہ نہ وہ (گھوڑے) کسی کے لائق تھے' اور نہ کوئی شے ان کے مناسب تھی (جس سے مثال دی جائے) ابورافع نے کہا کہ میں نے حجرے کی رسیاں اپنے ہاتھ سے اٹھائیں اور کہا واللہ وہ ملائکہ تھے۔ ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھا کر بڑے زور سے میرے منہ پر مارا۔ میں اچھل کر اس پر گر پڑا۔ اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا' سینے پر چڑھ کر مارنے لگا' حالانکہ میں کمزور آدمی تھا۔

ام الفضل اٹھ کر حجرے کے کھمبوں میں سے ایک کھمبے تک گئیں اور لے کے اس سے ایسا مارا کہ سر میں گہرا زخم پڑ گیا اور کہا کہ اس کا آقا موجود نہیں ہے تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے وہ ذلیل ہو کے پشت پھیر کے کھڑا ہو گیا۔

واللہ وہ سات رات سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اسے عدسہ کی بیماری لگا دی (جس میں پیشانی پر مسور کے دانے کے برابر ایک زہریلا دانہ نکل آتا ہے) اس نے اسے قتل کر دیا اس کے دونوں بیٹے اسے دو یا تین رات تک اس طرح چھوڑے رہے کہ دفن نہیں کرتے تھے' یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں سڑ گیا۔

قریش مرض عدسہ اور اس کے متعدی ہونے سے پرہیز کرتے تھے جس طرح لوگ طاعون سے پرہیز کرتے ہیں' قریش کے ایک شخص نے ان دونوں سے کہا کہ تم پر افسوس ہے' تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ اپنے گھر میں سڑ گیا ہے اور تم اسے دفن نہیں کرتے۔

ان دونوں نے کہا ہم اس زخم سے ڈرتے ہیں' اس نے کہا کہ تم چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ ان لوگوں نے صرف اس طرح اسے غسل دیا کہ دور سے پانی پھینک دیتے تھے اور اسے چھوتے نہ تھے پھر اسے لاد کر مکہ کے اونچے حصے میں ایک دیوار کی طرف دفن کیا اور پتھر ڈال کے اسے چھپا دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ بدر کے بعد ابورافع نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم ہو گئے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر رہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنی آزاد کردہ باندی سلمٰی کے ساتھ ان کا نکاح

کر دیا۔ وہ بھی ان کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئیں ان کے یہاں ابو رافع سے عبد ابن ابی رافع پیدا ہوئے' وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارقم بن ابی الارقم کو زکوٰۃ پر عامل بنا کے بھیجا انہوں نے ابو رافع سے کہا کہ آیا تمہیں موقع ہے کہ میری مدد کرو اور میں تمہارے لیے عاملین کا حصہ مقرر کروں؟ انہوں نے کہا کہ (میں کچھ نہیں کہہ سکتا) تاوقتیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہ کروں' انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا' اے ابو رافع ہم لوگ اہل بیت ہیں ہمارے لیے زکوٰۃ حلال نہیں ہے۔ قوم کا مولیٰ انہیں میں سے ہے۔

اسمٰعیل بن عبید اللہ بن رفاعہ الزرقی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہمارا خلیفہ ہم میں سے ہے' ہمارا مولیٰ ہم میں سے ہے اور ہمارا بھانجہ ہم میں سے ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابو رافع کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مدینہ میں ہوئی اور ان کی بقیہ اولاد تھی۔

ابو عبد اللہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:

ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سلمان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ابی عثمان النہد سے مروی ہے کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم رام ہرمز کا مرتبہ جانتے ہو' میں نے کہا' ہاں' انہوں نے کہا میں بھی اسی کے اعزہ میں سے ہوں۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں اہل جیٔ میں سے ہوں۔

حضرت سلمان کی کہانی ان کی اپنی زبانی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خود مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اصبہان کے قصبہ جی کے باشندوں میں سے تھا۔ میرے والد اس کی زمین کے کاشتکار تھے میں تمام بندگان خدا میں سب سے زیادہ انہیں محبوب تھا' میرے ساتھ ان کی محبت برابر قائم رہی انہوں نے مجھے گھر میں اس طرح قید کر دیا جس طرح لڑکی قید کی جاتی ہے۔

میں مجوسیت میں خوب سرگرم تھا یہاں تک کہ اس آگ کا پرستار ہو گیا جس کو ہم لوگ روشن کرتے ہیں اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔ میرے والد کی ان کے بعض علاقوں میں جائیداد تھی۔ وہ اپنے مکان میں ایک بنیاد کی مرمت کر رہے تھے۔

انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے مجھے اس بنیاد نے مشغول کر لیا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو لہٰذا تم میری جائیداد کی طرف جاؤ مگر دیر نہ کرنا کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے ہر جائیداد سے باز رکھو گے۔ میں جس حالت میں ہوں تم میرے نزدیک اس سے زیادہ اہم ہو۔ میں روانہ ہوا۔ نصاریٰ کے کنیسہ پر گزرا تو وہاں ان کی نماز سنی ان کے پاس چلا گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں' میں برابر انہیں کے پاس رہا۔ ان کی جو نماز دیکھی وہ مجھے بہت پسند آئی دل میں کہا کہ یہ ہمارے اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں۔

میں برابر ان کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا نہ والد کی جائیداد تک گیا اور نہ ان کے پاس' انہوں نے میری تلاش میں کسی کو بھیجا۔ جس وقت مجھے نصاریٰ کی حالت اور ان کی نماز اچھی معلوم ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس دین میں کہاں داخل ہو سکوں گا۔ انہوں نے کہا کہ شام میں۔

والد کے پاس گیا انہوں نے کہا اے بیٹے تم کہاں تھے' میں نے تمہیں نصیحت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ دیر نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کچھ لوگوں پر گزرا جو کنیسہ میں نماز پڑھ رہے تھے' ان کی حالت اور ان کی نماز دیکھی تو مجھے پسند آئی' میری رائے یہ ہے کہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے' انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے! تمہارا دین اور تمہارے باپ کا دین ان کے دین سے بہتر ہے' میں نے کہا واللہ ہرگز نہیں۔ انہیں مجھ پر اندیشہ ہوا تو پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور قید کر دیا۔

میں نے نصاریٰ کو خبر کرا دی کہ میں ان کی حالت سے خوش ہوں' جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ ان کے پاس ایک قافلہ آیا جن میں تاجر بھی تھے انہوں نے مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا۔

جب ان لوگوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے بیڑیاں اپنے پاؤں سے نکال پھینکیں اور ان لوگوں کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام میں آیا تو ان لوگوں کے عالم کو دریافت کیا۔ کہا گیا کہ کنیسہ والا ان لوگوں کا اسقف (عالم اور پادری) ہے۔

میں اس کے پاس آیا' اپنا حال بتایا اور اجازت چاہی کہ ساتھ رہ کر تمہاری خدمت کروں نماز پڑھوں اور علم حاصل کروں۔ کیونکہ مجھے تمہارے دین کی رغبت ہے اس نے کہا ٹھہر جاؤ۔

میں اس کے ساتھ ہو گیا' وہ اپنے دین میں برا آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقے کا حکم دیتا تھا اور انہیں اس کی ترغیب دیتا تھا۔ جب لوگ اس کے پاس مال لاتے تھے تو وہ اسے اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اس طرح دینار و درہم کے چار مٹکے جمع کر لیے تھے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ لوگ جمع ہوئے کہ دفن کریں۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارا یہ ساتھی بہت برا آدمی تھا وہ جو کچھ ان کے صدقے میں کیا کرتا تھا میں نے انہیں بتایا لوگوں نے پوچھا کہ اس کی پہچان کیا ہے۔ میں نے کہا تم لوگوں کو اس کا راستہ بتاتا ہوں میں نے اسے نکالا تو سات مٹکے تھے جو سونے چاندی سے بھرے ہوئے تھے۔

جب ان لوگوں نے مٹکوں کو دیکھا تو کہا کہ واللہ ہم اس شخص کو کبھی دفن نہ کریں گے انہوں نے اسے ایک لکڑی پر لٹکا دیا اور پتھر مارے دوسرے شخص کو لائے اور اس کی جگہ مقرر کیا۔

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو پانچ وقت کی نماز اس سے بہتر ادا کرتا ہو' آخرت کے شوق میں اس سے بڑھا ہوا ہو۔ ترک دنیا میں اس سے زائد ہو۔ رات دن کی عبادت میں اس سے بڑھ کر مشقت اٹھانے والا ہو۔ مجھے اس سے ایسی محبت ہو گئی کہ معلوم نہیں اس سے پہلے کسی شے سے محبت کرتا تھا۔

جب اس کا وقت مقدر آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تمہارے پاس اللہ کا جو حکم آ گیا ہے وہ تم دیکھتے ہو' مجھے کیا حکم دیتے ہو اور کس کے متعلق وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے جس طریقے پر میں ہوں سوائے اس شخص کے جو موصل میں ہے اور کسی کو اس طریقے پر نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے دین کو بدل دیا ہے اور ہلاک ہو گئے ہیں۔

جب اس کی وفات ہو گئی تو میں موصل والے کے پاس آیا اسے وصیت کی خبر دی جو اس نے مجھ سے کی تھی کہ میں اس سے

ملوں اور اس کے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا رہو۔ میں اس کے پاس اس کے ساتھی کے طریقے پر اتنا رہا جتنا اللہ نے چاہا۔

اس کے بعد اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ تمہارے پاس اللہ کا جو حکم آیا وہ تم دیکھتے ہو لہٰذا کس کی جانب مجھے وصیت کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے مجھے سوا ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے اور کوئی نہیں معلوم جو ہمارے طریقے پر ہو وہ فلاں شخص ہے تم اس سے ملو۔

میں اس کے پاس آیا وہ اسی طریقے پر تھا جس پر ان کے دونوں ساتھی تھے۔ میں نے اسے اپنا حال بتایا اس کے پاس اتنا قیام کیا جتنا اللہ نے چاہا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا کہ فلاں نے مجھے فلاں کی طرف (جانے کی) وصیت کی تھی اور فلاں نے فلاں کی طرف اور فلاں نے تمہاری طرف اب تم مجھے کس طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس طریق پر ہو جس پر ہم ہیں سوائے ایک شخص کے جو عموریہ ملک روم میں ہے۔ تم اگر اس سے مل سکو تو ملو۔ وہ مر گیا تو میں عموریہ والے سے ملا۔ اسے اپنا اور اس شخص کا جس نے مجھے وصیت کی تھی حال بتایا اس نے کہا ٹھہرو۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

میں نے اسے اسی طریق پر پایا جس پر اس کے ساتھی تھے وہاں بھی اتنا ٹھہرا جتنا اللہ نے چاہا۔ میرے پاس کچھ جمع ہو گیا اس سے گائے اور بکریاں لے لیں۔ اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ تم مجھے کس کی طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے بیٹے واللہ روئے زمین پر مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے اس طریقے پر صبح کی ہو جس پر ہم ہیں کہ میں تمہیں اس کے پاس جانے کی ہدایت کروں۔ لیکن ایک ایسے نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو دین حنیفیہ ابراہیم پر مبعوث ہوں گے اپنی ہجرت گاہ سے نکلیں گے ان کا قیام دو پتھریلی جلی ہوئی زمینوں کے درمیان کھجور والے مقام پر ہوگا۔ ان کے پاس پہنچ سکو تو پہنچ جاؤ۔ ان کی چند علامتیں ہوں گی جو پوشیدہ نہ ہوں گی۔ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے ہدیہ کھائیں گے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ میرے پاس قبیلۂ کلب کا ایک قافلہ اترا۔ میں نے ان کے شہروں کا حال پوچھا انہوں نے مجھے بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور بکریاں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھے سوار کر لو اور اپنے ملک کو لے چلو۔ وہ راضی ہو گئے۔

مجھے سوار کیا اور وادی القریٰ میں لے گئے یہاں مجھ پر ظلم کیا کہ غلام بنا کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میں نے کھجور کے درخت دیکھے گمان ہوا کہ یہ وہی شہر ہوگا جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ بعد کو ثابت ہوا۔

جس وقت کھجور کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہو گئی تھی۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ یہود بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور مجھے اس سے خرید کے مدینہ لایا واللہ میں نے اپنے ساتھی کے حال بیان کرنے کی وجہ سے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی شہر ہے جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔

میں اس کے پاس ٹھہر کر بنی قریظہ کے ایک باغ میں کام کرنے لگا اسی اثناء میں اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔ ان کا حال پوشیدہ رہا یہاں تک کہ آپ مدینہ تشریف لائے اور قباء میں بنی عمرو بن عوف کے پاس اترے۔

میں کھجور کے درخت پر چڑھا تھا اور میرا ساتھی نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا کے خاندان کا ایک یہودی آیا۔ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے فلاں' اللہ بنی قیلہ کو غارت کرے وہ قباء میں ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے جمع ہو گئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ نبی ہے۔

اس نے یہ کہا ہی تھا کہ مجھے لرزہ آ گیا جس سے کھجور کا درخت تھرتھرانے لگا میں نے گمان کیا کہ ضرور اپنے ساتھی پر گر پڑوں گا اس کے بعد میں تیزی سے یہ کہتا ہوا اترا کہ تم کیا کہتے ہو' یہ کیا خبر ہے؟

آقا نے اپنا ہاتھ اٹھا کے بڑے زور سے مجھے ایک گھونسا مارا اور کہا کہ تجھے اس سے کیا تو اپنے کام پر متوجہ ہو۔ میں نے کہا کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ چاہا تھا کہ اس خبر کی تحقیق کرلوں جو میں نے اس شخص کو بیان کرتے سنی۔ اس نے کہا کہ اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو۔ میں اپنے کام پر لگ گیا اور اس سے باز آ گیا۔

شام ہوئی تو جو کچھ میرے پاس تھا جمع کیا اور چل کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آنحضرت ﷺ قبا میں تھے میں آپ کے پاس گیا آپ کے ہمراہ اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔

عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں اور ہمراہ اصحاب بھی ہیں آپ لوگ مسافر و حاجت مند ہیں۔ میرے پاس کچھ ہے جسے میں نے صدقہ کے لیے رکھا تھا۔ جب مجھ سے آپ لوگوں کا حال بیان کیا گیا تو سب سے زیادہ اس کا مستحق آپ لوگوں کو سمجھا۔ وہ آپ کے پاس لایا ہوں اس کے بعد میں نے اسے آپ کے لیے رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ اور آپ خود باز رہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ (راہب کی بتائی ہوئی علامات میں سے) یہ ایک ہے میں واپس آ گیا۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف منتقل ہو گئے' میں نے کچھ جمع کیا' آپ کے پاس آیا سلام کیا اور عرض کی کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس کچھ ہے چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے آپ کا اکرام کروں آپ کے اکرام کے طور پر ہدیہ دیتا ہوں جو صدقہ نہیں ہے۔ اس کو آپ نے بھی نوش فرمایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ دل میں کہا کہ یہ (راہب کی بتائی ہوئی علامات میں سے) دوسری ہے۔

میں واپس ہو گیا اور جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا۔ پھر جب حاضر خدمت ہوا تو بقیع الغرقد میں ایک جنازے کے ساتھ پایا۔ گرد آپ کے اصحاب تھے بدن پر دو بڑی چادریں تھیں ایک کی آپ تہ بند باندھے ہوئے تھے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور پلٹ گیا کہ پشت دیکھوں۔

آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں اور کس بات کی تحقیق مطلوب ہے آپ نے اپنی چادر اٹھا کر پشت سے ہٹا دی میں نے مہر نبوت کو اسی طرح دیکھا جس طرح میرے ساتھی نے بیان کیا تھا میں اس پر اوندھا ہو کر بوسہ دینے لگا اور رونے لگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ادھر پلٹ آؤ۔ میں پلٹ آیا اور آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ سے اپنا حال بیان کیا' اے ابن عباس رضی اللہ عنہما جس طرح تم سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ اپنے اصحاب کو سنائیں اس کے بعد اسلام

لے آیا۔ غلامی اور جس حالت میں میں تھا وہ مجھے روکے رہی یہاں تک کہ مجھ سے غزوۂ بدر واحد چھوٹ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مکاتب بن جاؤ (مکاتب بننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آقا سے ایک خاص رقم پر معاہدہ کرلو کہ ہم اتنا کما کے دیں گے تو آزاد ہو جائیں گے) میں نے آقا سے درخواست کی اور برابر کرتا رہا اس نے مجھے اس شرط پر مکاتب بنایا کہ میں اس کے لیے کھجور کے تین سو درخت لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے (اصحاب سے) فرمایا کہ اپنے بھائی کی کھجور کے درختوں سے مدد کرو ہر شخص نے اپنی قدرت کے مطابق تیس' بیس' پندرہ اور دس (درختوں) سے میری مدد کی۔ فرمایا کہ اے سلمان جاؤ اور ان کے بونے کے لیے گڑھا کھودو' مگر جب تم ان کے لگانے کا ارادہ کرو تو تاوقتیکہ میرے پاس آ کر اطلاع نہ کرلو درخت نہ لگانا۔ کیونکہ میں ہی اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

پھر میں کھودنے کے لیے اٹھا ساتھیوں نے بھی مدد کی' ہم نے تین سو تھالے بنائے' ہر شخص وہ درخت لے آیا جس سے اس نے میری مدد کی تھی' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انہیں اپنے ہاتھ سے رکھنے لگے تھالوں کو برابر کرتے تھے اور دعائے برکت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سب سے فارغ ہو گئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے' ان میں سے کوئی پودا نہیں مرجھایا' درہم باقی رہ گئے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا جو انہیں کسی معدن سے ملا تھا۔ انہوں نے صدقے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سلمان) فارسی مسکین مکاتب کہاں ہیں میرے پاس لاؤ' مجھے بلایا گیا۔ میں آیا تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنی جانب سے اس مال کے عوض ادا کر دو جو تم پر واجب ہے' عرض کی یا رسول اللہ یہ اتنا کہاں ہوگا جو مجھ پر واجب ہے فرمایا کہ اللہ تمہاری جانب سے ادا کرے گا۔

یزید بن ابی حبیب نے کہا کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی زبان پر رکھا۔ پھر منہ سے نکال دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اسے اپنی طرف سے ادا کر دو۔ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے' یہ اور زائد ہے کہ سلمان نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' میں نے اس میں سے چالیس اوقیہ تول دیا اور جو اس کا حق تھا ادا کر دیا۔ سلمان رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے' خندق اور بقیہ مشاہد رسول اللہ ﷺ میں آزاد مسلمان ہو کر حاضر ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں وفات دے دی۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے سلمان سے سنا تھا کہ جس وقت انہوں نے اپنا واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو اس میں یہ بھی تھا کہ عموریہ والے اسقف نے ان سے کہا کہ کیا تم نے اس طرح کے آدمی کو ملک شام کی دو جھاڑیوں کے درمیان دیکھا ہے جو ہر سال رات کو نکل کر اس جھاڑی سے اس جھاڑی تک جاتا ہے اسی طرح دوسرے سال معینہ وقت پر رات کو نکلتا ہے۔ لوگ اسے روکتے ہیں' وہ بیماروں کا علاج کرتا ہے اور ان کے لیے دعا کرتا ہے جس سے وہ شفا پاتے ہیں۔ اس شخص کے پاس جاؤ جس امر کی تلاش ہے اس سے دریافت کرو۔

میں آیا دونوں جھاڑیوں کے درمیان لوگوں کے ساتھ ٹھہر گیا جب وہ رات ہوئی جس میں وہ جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی میں چلا جاتا تھا تو وہ نکلا لوگ اس پر غالب آ گئے وہ دوسری جھاڑی میں گھس گیا سوائے اس کے شانے کے اور سب مجھ سے پوشیدہ ہو گیا۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور شانہ پکڑ لیا مگر اس نے میری طرف التفات نہ کیا۔ پوچھا کہ تجھے کیا ہوا ہے' میں نے کہا کہ میں آپ سے دین حنیفیہ ابراہیم کو دریافت کرتا ہوں اس نے کہا کہ تم ایسی شے دریافت کرتے ہو' جس کو آج لوگ دریافت نہیں کرتے' ایک نبی تمہارے قریب ہیں جو اس بیت سے نکلیں گے اور اسی دین کو لائیں گے جسے تم دریافت کرتے ہو' بس ان سے ملو۔ میں واپس ہوا جس وقت انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ اگر تم نے مجھ سے سچ بیان کیا ہے تو تم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملے ہو۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ میں ان لوگوں کے لیے کھجور کے پانچ سو پودے لگا دوں۔ جب وہ پھل جائیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم درخت لگانے کا ارادہ کرو تو مجھے اطلاع دینا' میں نے آپ کو اطلاع دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ایک درخت کے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا سب درخت اپنے ہاتھ سے لگا دیئے' وہ سب پھلے سوائے ایک کے جو میں نے بویا تھا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں فارس کے سواروں کے بیٹوں میں تھا اور کاتب تھا میرے ہمراہ دو غلام تھے۔ جب وہ دونوں اپنے معلم کے پاس سے لوٹتے تھے تو ایک عالم کے پاس جاتے تھے وہ دونوں اس کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم دونوں کو کسی اور کو میرے پاس لانے سے منع نہیں کیا تھا۔

میں اس کے پاس آمد و رفت کرنے لگا اور اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ محبوب ہو گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم سے تمہارے گھر والے دریافت کریں کہ تمہیں کس نے روکا تھا۔ تو کہنا معلم نے جب معلم دریافت کرے کہ تمہیں کس نے روکا تھا تو کہنا گھر والوں نے۔

اس نے (وہاں سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتقل ہوں گا' میں بھی اس کے ساتھ منتقل ہو گیا۔ وہ ایک گاؤں میں اترا وہاں ایک عورت اس کے پاس آتی تھی' جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ اے سلمان میرے سرہانے کھودو' میں نے کھود کر درہم کی ایک تھیلی نکالی اس نے مجھ سے کہا کہ اسے میرے سینے پر ڈال دو میں نے اس کے سینے پر ڈال دیا۔

وہ مر گیا تو میں نے درہموں کے متعلق قصد کیا کہ انہیں جمع کر لوں یا (اس کے سینے سے) منتقل کر دوں پھر میں نے یاد کیا' علماء و زاہدین (قسیسین و رہبان) کو اطلاع دی۔ لوگ اس کے پاس آئے میں نے کہا کہ اس نے مال چھوڑا ہے۔ گاؤں کا ایک جوان کھڑا ہوا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے والد کا مال ہے جن کی باندی اس کے پاس آتی تھی۔ اس نے اسے لے لیا۔

میں نے راہبوں سے کہا کہ کوئی عالم بتاؤ جس کی پیروی کروں ان لوگوں نے کہا کہ ہم روئے زمین پر آج اس شخص سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتے جو حمص میں ہے' میں اس کے پاس گیا اس سے مل کر قصہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ تمہیں صرف طلب علم لائی

ہے مگر میں روئے زمین پر اس شخص سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا جو بیت المقدس میں ہر سال آتا ہے اگر تم اب جاؤ گے تو اس کے گدھے کے ساتھ پہنچو گے۔

میں روانہ ہوا' اتفاق سے اس کا گدھا بیت المقدس کے دروازے پر تھا۔ میں اس پاس بیٹھ گیا۔ وہ نکلا تو اس سے قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ تمہیں صرف طلب علم ہی لائی ہے میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے مجھے بیٹھنے کو کہا اور خود چلا گیا' اسے سال بھر تک نہیں دیکھا۔ جب آیا تو میں نے کہا' اے اللہ کے بندے میرے ساتھ تم نے کیا کیا۔ پوچھا کہ تم اسی جگہ ہو' میں نے کہا جی ہاں۔

اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے آج روئے زمین پر اس سے زیادہ عالم کوئی نہیں معلوم جو ایک کشادہ صحرا کی زمین پر نکلا ہے۔ اگر تم ابھی جاؤ تو اس میں تین نشانیاں پاؤ گے وہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا اس کے داہنے شانے کی کری کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت ہے جس کا رنگ اس کی کھال کے رنگ کی طرح ہے۔

میں اس طرح روانہ ہوا ایک زمیں مجھے اٹھاتی تھی اور دوسری گراتی تھی' اعراب کی ایک جماعت پر گزر ہوا۔ انہوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ ڈالا' مدینہ کی ایک عورت نے مجھے خرید لیا۔ ان لوگوں کو نبی ﷺ کا ذکر کرتے سنا' زندگی اچھی گزرتی تھی۔

میں نے اس عورت سے کہا کہ ایک دن (کی رخصت) دو' اس نے اجازت دی' میں گیا لکڑیاں چنیں اور انہیں بیچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لایا وہ تھوڑا سا تھا' میں نے آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا تم لوگ کھاؤ' خود آپ نے کچھ نہیں کھایا' میں نے دل میں کہا کہ یہ آپ کی علامت ہے۔

جتنے دن اللہ نے چاہا میں نے توقف کیا۔ پھر آقا سے کہا کہ مجھے ایک دن (کی رخصت) دیدو اس نے منظور کیا' میں گیا جنگل سے لکڑیاں چنیں اور پہلے سے زیادہ فروخت کیں کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اسے آپ کے آگے رکھ دیا۔ پوچھا یہ کیا ہے عرض کی ہدیہ آپ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ اصحاب سے فرمایا لو بسم اللہ' میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنی چادر اتار دی' یکا یک مہر نبوت ظاہر ہو گئی۔ میں نے کہا کہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ فرمایا: یہ کیا ہے' میں نے آپ سے اس شخص کا حال بیان کیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ جنت میں داخل ہو گا کیونکہ اسی نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آپ نبی ہیں' فرمایا سوائے نفس مسلمہ کے ہرگز کوئی جنت میں داخل نہ ہو گا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔

سلمان رضی اللہ عنہ میرے اہل بیت میں سے ہیں:

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سال جسے عام الاحزاب کہا جاتا ہے المذاد کی زمین کے ایک حصہ پر بنی حارثہ کی طرف جو اجم الشیخین ہے اس پر خندق کا نشان لگایا ہر دس آدمی کے لیے چالیس گز (خندق کھودنا) فرمایا۔

مہاجرین و انصار نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حجت کی وہ قوی آدمی تھے' مہاجرین نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں اور انصار نے کہا نہیں سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔

حضرت سلمان غزوۂ خندق میں:

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں سلمان' حذیفہ بن الیمان' نعمان بن مقرن المزنی اور چھ انصار رضی اللہ عنہم اصل ذباب کے نیچے داخل ہوئے۔ ہم لوگ کھودنے لگے۔ یہاں تک کہ تری تک پہنچ گئے خندق کے بیچ سے اللہ نے ایک سفید سخت پتھر نکال دیا جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے' ہم پر بہت دشوار ہوا۔

میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خندق پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ' آپ پر ایک ترکی خیمہ نصب تھا' سلمان رضی اللہ عنہ چڑھ کر آپ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ' ایک سفید چٹان خندق کے اندر سے نکلی ہے جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے اور ہم پر دشوار ہوگئی ہے یا تو ہم اس سے درگزر کریں اور درگزر کرنا قریب ہے یا اس کے بارے میں جو حکم دیں۔ کیونکہ ہم لوگ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے نشان سے ہٹ جائیں۔

فرمایا اے سلمان اپنی کدال دکھاؤ۔ آپ ان کی کدال لے کے ہمارے پاس اترے ہم لوگ خندق کے ایک کنارے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشائش کے لیے اترے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ ٹوٹ گیا اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے خندق کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی تکبیر کہی' ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مارا تو پھر اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا گویا اندھیرے گھر میں ایک چراغ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی' تیسری ضرب لگائی تو پارہ پارہ ہو گیا۔ اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا' آپ نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چڑھ کر سلمان رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ میں پہنچے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جیسی کبھی نہیں دیکھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے بھی دیکھی۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جی ہاں ہم نے آپ کو مارتے دیکھا' موج کی طرح ایک روشنی نکلی' آپ بھی تکبیر کہہ رہے تھے ہم بھی تکبیر کہہ رہے تھے اس کے سوا ہم کوئی روشنی نہیں دیکھتے تھے۔

فرمایا تم نے سچ کہا۔ میں نے پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی' اس نے میرے لیے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محل اس طرح روشن کر دیئے گویا وہ کتوں کے دانت ہیں مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی۔ جس نے میرے لیے ملک روم کے بنی احمر کے قصر روشن کر دیئے جو کتوں کے دانت جیسے دکھائی دیتے تھے جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

تیسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی جس نے ساتھ ہی صنعاء کے محل روشن کر دیئے کہ گویا وہ کتوں کے دانت ہیں' جبرئیلؑ نے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی جن کو مدد پہنچے گی۔ لہٰذا تم لوگوں کو خوشخبری ہو اس کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔

مسلمان خوش ہو گئے کہ یہ ایسے سچے نیکو کار کا وعدہ ہے جس نے ہم سے گھرے ہونے کے بعد مدد اور فتوح کا وعدہ کیا ہے انہوں نے باہم احزاب (کفاروں کے لشکروں) کو دیکھا۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ماوعدنا الله و رسوله وصدق الله ورسوله.وما زادهم الا ايمانا و تسليما من المؤمنين رجال صدقوا ماعا هدوا الله عليه الى آخر الآيه ﴾

''اور جب مومنین نے احزاب (لشکر کفار) کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہی ہے جو ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں اور اس امر نے ان میں سوائے ایمان اور تسلیم کے اور کچھ اضافہ نہ کیا۔ یہ ایسے مومن لوگ ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچائی سے پورا کیا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا''۔

عقد مواخات:

ابن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سلمان فارسی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ سلمان و ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کی اور سلمان رضی اللہ عنہ نے کوفے میں۔

انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سلمان اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا۔

زہری سے مروی ہے کہ وہ دونوں ہر اس مواخات کے منکر تھے جو بدر کے بعد ہوئی اور کہتے تھے کہ بدر نے میراث کو منقطع کر دیا' سلمان رضی اللہ عنہ اس زمانے میں غلامی میں تھے اس کے بعد ہی آزاد ہوئے۔ سب سے پہلا غزوہ جو انہوں نے کیا جس میں وہ شریک ہوئے غزوۂ خندق تھا جو ۵ھ میں ہوا۔

سلمان رضی اللہ عنہ علم سے سیر ہو گئے:

ابی صالح سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس اترے' ابوالدرداء جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو سلمان رضی اللہ عنہ انہیں روکتے تھے اور جب وہ روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تھے تب بھی روکتے تھے' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مجھے اس سے روکتے ہو کہ میں اپنے رب کے لیے روزہ رکھوں اور نماز پڑھوں' سلمان نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی لہٰذا روزہ بھی رکھو اور ترک صوم بھی کرو' نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ علم سے سیر کر دیئے گئے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جمعہ کے روز سلمان رضی اللہ عنہ' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے کہا گیا کہ وہ سوتے ہیں' پوچھا انہیں کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ جب شب جمعہ ہوتی ہے تو وہ اس میں بیدار رہتے ہیں اور جمعہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے جمعہ کے دن کھانا تیار کیا سلمان ان کے پاس آئے اور کہا کہ کھانا کھاؤ۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

روزے سے ہوں وہ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے کھانا کھالیا۔

دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے اور بیان کیا نبی ﷺ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے زانو پر ہاتھ مار رہے تھے' تین مرتبہ فرمایا کہ عویمر سلمان (سلمان کے یہاں کے رہنے والے) سے زیادہ عالم ہیں' راتوں میں سے شب جمعہ کو عبادت کے لیے خاص نہ کرلو نہ روز جمعہ کو اور ایام میں سے روزوں کے لیے خاص کرلو۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ام الدرداء نے شکایت کی کہ وہ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں' وہ رات کو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس رہے جب انہوں نے عبادت کا ارادہ کیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ صبح ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور اتنا مصر ہوئے کہ انہوں نے افطار کیا' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے' نبی ﷺ نے فرمایا عویمر سلمان رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ عالم ہیں اتنا نہ چلو کہ تھک جاؤ اور نہ اتنا رکو کہ تم سے آگے لوگ نکل جائیں درمیانی راستہ اختیار کرو کہ شبانہ دہری مشقیں برداشت کرسکو۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے سلمان رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ انہیں علم اول و آخر دیا گیا تھا۔ جو ان کے پاس تھا اسے پایا نہیں جاسکتا۔

زاذان سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے سلمان رضی اللہ عنہ کو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایک آدمی ہیں جو ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف ہیں' اے اہل بیت تم میں سے (سوائے سلمان رضی اللہ عنہ کے) لقمان حکیم کے مثل کون ہے جو علم اوّل و آخر کو جانتے ہیں اور جنہوں نے کتاب اوّل بھی پڑھی ہے اور کتاب آخر بھی وہ ایک دریا تھے جس کا پورا پانی نکالا نہیں جاسکتا۔

یزید بن عمیرت السکسکی سے جو معاذ کے شاگرد تھے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں چار آدمیوں سے طلب علم کا مشورہ دیا تھا جن میں سے ایک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے سلمان رضی اللہ عنہ کا اکرام:

بنی عامر کے ایک شخص نے اپنے ماموں سے روایت کی کہ سلمان رضی اللہ عنہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں لے چلو تاکہ سلمان رضی اللہ عنہ سے ملیں۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چھ ہزار مقرر کیا تھا۔ مالک بن عمیر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

مسلم البطین سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا۔ مسلم البطین سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

میمون سے مروی ہے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار' میں نے کہا کہ اس فارسی کی کیا شان ہے چار ہزار میں اور فرزند امیر المومنین کی ساڑھے تین ہزار میں؟ لوگوں نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جس مشہد میں حاضر ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

حسن سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ پانچ ہزار تھا اور فوج کے تین ہزار آدمیوں پر عامل تھے چادر میں لکڑیاں چنتے تھے اس کا نصف بچھاتے اور نصف اوڑھتے تھے۔ جب وظیفہ ملتا تو اسے خرچ کر دیتے اپنے ہاتھ سے بوریا بنتے اور اس کی آمدنی پر گذارہ کرتے۔

مدائن کی امارت:

خلیفہ بن سعید المرادی نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کے بعض راستوں پر گزرتے ہوئے دیکھا انہیں بانس سے لدے ہوئے اونٹ نے دھکا دیا اور تکلیف پہنچائی وہ پیچھے ہٹ کر اس کے مالک کے پاس گئے جو اسے ہنکارہا تھا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا اور کہا کہ تو نہ مرے جب تک کہ نوجوانوں کی امارت نہ پالے۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے باہر نکلتے تو اس طرح کہ اندر ایک گلابی کپڑا ہوتا اور اوپر سے پھٹا پرانا خرقہ پہنے ہوتے لوگ دیکھ دیکھ کے کہتے ''کرک آند کرک آند'' مسلمان پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں' لوگ کہتے کہ آپ کو اپنی گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں' وہ کہتے کوئی حرج نہیں کیونکہ خیر تو آج کے بعد ہی ہے۔

ہریم سے مروی ہے کہ میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک برہنہ گدھے پر اس طرح سوار دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک چھوٹا سا سنبلانی کرتہ تھا جس کے دامن تنگ تھے وہ لانبی پنڈلی اور بہت بال والے آدمی تھے' کرتہ اوپر کھسک کے گھٹنوں کے قریب تک پہنچ گیا تھا' میں نے لڑکوں کو جوان کے پیچھے تھے دیکھا تو کہا کہ تم لوگ امیر سے کنارے نہیں ہٹتے' سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو کیونکہ خیر وشر تو آج کے بعد ہی ہے۔

میمون بن مہران نے عبدالقیس کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا جو ایک سریے پر امیر تھے ان کا گزر لشکر کے چند نوجوانوں پر ہوا لوگ ہنسے اور کہا کہ یہ تمہارے امیر ہیں میں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ دیکھتے نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں' فرمایا انہیں چھوڑ دو کیونکہ خیر وشر تو آج کے بعد ہی ہے اگر تم مٹی کھا سکو تو کھاؤ اور دو آدمیوں پر ہرگز امیر نہ بنو' مظلوم اور مضطر کی بددعا سے ڈرو کیونکہ وہ روکی نہیں جاتی۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے۔ شام کے بنی تیم اللہ میں سے ایک شخص آیا جس کے ہمراہ ایک گٹھڑی انجیر کی تھی' سلمان رضی اللہ عنہ کے جسم پر اندرورد (جو ایک قسم کا فارسی پاجامہ ہے) اور عبا تھی' اس شخص نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ادھر آؤ' بوجھ اٹھاؤ وہ سلمان رضی اللہ عنہ کو پہچانتا نہ تھا۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے بوجھ اٹھالیا لوگوں نے دیکھ کر پہچانا تو کہا کہ یہ تو امیر ہیں' اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ تمہاری منزل تک نہ پہنچا دوں۔

بنی عبس کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بازار کو گیا ایک درہم کا چارہ خریدا سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا میں انہیں پہچانتا نہ تھا' ناواقفیت میں انہیں بیگار بنایا اور چارہ ان پر لاد دیا وہ ایک قوم پر سے گزرے تو لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ کا بوجھ ہم اٹھائیں گے' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں' لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سلمان رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا کہ آپ کو پہچانا نہیں تھا' بوجھ رکھ دیجئے اللہ آپ کو عافیت دے انہوں نے انکار کیا اور میری منزل تک لائے فرمایا کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ

اسے نہیں رکھوں گا تاوقتیکہ تمہارے گھر تک نہ پہنچا دوں۔

میسرہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو جب عجم نے سجدہ کیا تھا تو انہوں نے اپنا سر جھکا لیا تھا اور کہا کہ میں اللہ سے ڈر گیا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو امارت سے کیا چیز ناپسند کراتی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کی رضاعت (دودھ پلانے) کی شیرینی اور فطام (دودھ چھڑانے) کی تلخی۔

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس عباء کا عمامہ تھا حالانکہ وہ لوگوں کے امیر تھے۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سایہ جہاں جہاں گھومتا تھا اسی سے سایہ حاصل کرتے تھے' ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ اپنے لیے گھر کیوں نہیں بنا لیتے' جس سے گرمیوں میں سایہ اور سردیوں میں سکون حاصل ہو۔ فرمایا: اچھا' جب اس شخص نے پشت پھیری (اور جانے لگا) تو اسے پکارا اور پوچھا کہ تم اسے کیونکر بناؤ گے' عرض کی اس طرح بناؤں گا کہ اگر آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر میں لگے اور لیٹیں تو پاؤں میں لگے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں۔

نعمان بن حمید سے مروی ہے کہ میں اپنے ماموں کے ہمراہ مدائن میں سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ بوریا بن رہے تھے' میں نے انہیں کہتے سنا کہ ایک درہم کھجور کے پتے خریدتا ہوں اسے بنتا ہوں اور تین درہم میں فروخت کرتا ہوں ایک درہم اسی میں لگا دیتا ہوں اور ایک درہم عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں' اگر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مجھے منع نہ فرماتے تو میں اس سے باز نہ آتا۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو جب کچھ ملتا تھا تو اس سے گوشت خرید کے محدثین کی دعوت کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھاتے تھے۔

کھانا کھانے سے قبل عجیب دعا:

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کے آگے کھانا رکھا جاتا تو کہتے **"الحمدللّٰہ الذی کفانا المؤنۃ واحسن الرزق"** (تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں اچھا رزق دیا)۔

حارث بن سوید سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ جب کھانا کھاتے تو کہتے تھے: **"الحمدللّٰہ الذی کفانا المؤنۃ واوسع علینا فی الرزق"** (سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں رزق میں وسعت دی)۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سادگی اور زہد وتقویٰ:

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اس خوف سے کہ خادم سے مجھے بدگمانی پیدا نہ ہو میں اس کے لیے بہت سا سامان فراہم کر دیتا ہوں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں' فرمایا: مکاتبت کہاں سے ہوگی' اس نے کہا کہ لوگوں سے مانگ لوں گا' فرمایا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے لوگوں کا دھوون کھلاؤ۔

ابولیلیٰ سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے' پوچھا کیا تمہارے

پاس مال ہے اس نے کہا نہیں' فرمایا' تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ لوگوں کے ہاتھ کا دھوون کھاؤں۔ راوی نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے مواشی کا چارہ چوری ہو گیا تو انہوں نے اپنے باندی یا غلام سے کہا کہ اگر مجھے قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور مارتا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو آٹا گوندھ رہے تھے آیا۔ عرض کی کہ خادم کہاں ہے' فرمایا' ہم نے اسے ایک کام سے بھیجا ہے پھر یہ ناپسند کیا کہ اس پر دو کام جمع کریں اس نے کہا کہ فلاں آپ کو سلام کہتا ہے' پوچھا تم کب سے آئے ہو' اس نے کہا تین دن سے فرمایا دیکھو اگر تم سلام نہ پہنچاتے تو یہ ایک امانت تھی جسے تم نہ ادا کرتے۔

عمر بن ابی قرہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہاری مساجد میں امامت نہیں کریں گے اور نہ تمہاری عورتوں سے نکاح کریں گے ان کی مراد عرب سے تھی۔

ایام علالت اور آپ کی وصیتیں:

ابی اسحاق وغیرہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ اے سلمان مرجا (سلمان امیر) ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کو آئے تو سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگے' سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک تم سے راضی رہے' مرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں سے ملو گے اور حوض کوثر پر آپ کے پاس آؤ گے۔

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ نہ موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ دنیا کی حرص سے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی تھی کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش ایسا ہونا چاہیے جیسے سوار کا توشہ اور میرے اردگرد یہ اشیاء ہیں۔

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے اردگرد صرف ایک بڑا پیالہ تھا یا ایک لگن تھی یا تسلہ تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے کہ آپ کے بعد اسے اختیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ جب قصد کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو جب حکم کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو اور جب تقسیم کرو تو قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد بن مسعود و سعد بن مالک سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کرنے گئے تو وہ روئے' پوچھا اے ابو عبد اللہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وصیت کی تھی جسے ہم میں سے کسی نے یاد نہ رکھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہیے۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے ان سے کہا کہ ہمیں وصیت کیجئے انہوں نے کہا کہ جو شخص تم میں سے حج یا عمرہ یا جہاد یا تحصیل قرآن میں مر سکے تو اسے مرنا چاہیے تم میں سے کوئی شخص فاجر (بدکار) اور خائن (دغاباز) ہو کے ہرگز نہ مرے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا اور ان پر موت نازل ہوئی تو وہ رونے لگے' پوچھا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے' فرمایا' آگاہ ہو کہ نہ میں موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ پلٹنے کی ہوس پر روتا ہوں میں صرف ایک امر کے لیے روتا ہوں' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی' اندیشہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو یاد نہیں رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہیے۔

حسن سے مروی ہے کہ امیر نے سلمان رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ان کی عیادت کی سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے امیر تم جس وقت قصد کرو تو اپنے قصد کے وقت اور جب حکم کرو تو اپنی زبان چلنے کے وقت اور جب تقسیم کرو تو اپنے قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ' امیر اس زمانے میں سعد بن مالک تھے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات:

عامر شعبی سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی گھر والی سے کہا کہ وہ پوشیدہ چیز لاؤ جو میں نے تمہارے پاس پوشیدہ کرائی تھی' میں ان کے پاس مشک کی تھیلی لائی فرمایا میرے پاس ایک پیالا لاؤ جس میں پانی ہو انہوں نے مشک اس میں ڈال کے اپنے ہاتھ سے گھول دیا اور کہا کہ اسے میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق آئے گی جو خوشبو محسوس کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی۔ پھر دروازے پر چھپ رہو اور اتر جاؤ' میں نے اسی طرح کیا تھوڑی دیر بیٹھی تھی کہ ایک جھنکار کی آواز سنی' میں چڑھی اور وہ مر چکے تھے۔

عامر شعبی سے مروی ہے کہ جس روز جلولاء فتح ہوا سلمان رضی اللہ عنہ کو مشک کی ایک تھیلی ملی وہ انہوں نے اپنی زوجہ کے پاس امانت رکھوادی' جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ وہ مشک لاؤ' اس کو انہوں نے پانی میں گھول دیا اور کہا کہ میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ ابھی میرے پاس زیارت کرنے والے آئیں گے میں نے اسی طرح کیا' اس کے بعد بہت کم دیر ہوئی تھی کہ ان کی وفات ہوگئی۔

بقیرہ زوجۂ سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے بلایا وہ اپنے ایک بالاخانے میں تھے جس کے چار دروازے تھے' انہوں نے کہا کہ اے بقیرہ یہ دروازے کھول دو کیونکہ آج میرے زیارت کرنے والے آئیں گے مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان دروازوں میں سے کس سے میرے پاس آئیں گے انہوں نے اپنی مشک منگائی اور کہا کہ اسے تنور میں پگھلاؤ جب وہ پگھل گئی تو کہا کہ اسے میرے بستر کے گرداگرد چھڑک کے اتر جاؤ اور ٹھہری رہو عنقریب تم خبردار ہو جاؤ گی اور میرے بستر پر دیکھو گی' مجھے خبر ہوئی کہ ان کی روح پرواز کر گئی اور وہ اس حالت میں ہیں کہ گویا بستر پر سو رہے ہیں اور اسی کے قریب تھے۔

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مشک کی تھیلی منگائی جو بلنجر سے ملی تھی حکم دیا کہ اسے پگھلا کے ان کے گرداگرد چھڑک دیا جائے اور کہا کہ آج رات کو میرے پاس ملائکہ آئیں گے جو خوشبو محسوس کرتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے میرے بھائی ہم میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے مرے اسے چاہیے کہ وہ دیکھنے آئے' میں نے کہا کہ کیا ایسا ہوگا۔ فرمایا' ہاں' مومن کی روح آزاد رہتی ہے' زمین پر جہاں چاہے جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں رہتی ہے' سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی ایک روز جس وقت میں دوپہر کو اپنے تخت پر قیلولہ کر رہا

تھا مجھے کسی قدر غنودگی آ گئی یکا یک سلمان رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں نے بھی کہا کہ السلام علیک ورحمۃ اللہ اے ابوعبداللہ تم نے اپنی منزل کو کیسے پایا انہوں نے کہا کہ بہتر پایا' تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے' تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے' تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے۔

مغیرہؒ بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات عبداللہ بن سلام سے پہلے ہوئی۔ عبداللہ بن سلام نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابوعبداللہ تم کس حال میں ہو انہوں نے کہا خیر میں' پوچھا تم نے کس عمل کو افضل پایا انہوں نے کہا کہ میں نے توکل کو عجیب چیز پایا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات مدائن میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف

سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام خالد بنت خباب بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ تھیں۔

خالد بن سعید کی اولاد میں سعید تھے جو ملک حبشہ میں پیدا ہو کے لاولد مر گئے' امہ بنت خالد تھیں جو ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں جن سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ان سے عمرو و خالد پیدا ہوئے ان کے بعد سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

ان دونوں کی والدہ ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو وخزاعہ میں سے تھیں آج خالد بن سعید کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید کا اسلام قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ان کے اسلام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ خواب میں دیکھا کہ آگ کے گڑھے پر کھڑے ہیں انہوں نے اس کی وسعت ایسی بیان کی جس کو اللہ ہی زیادہ جانتا ہے پھر دیکھا کہ ان کے والد اس میں دھکیلتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں کہ گر نہ پڑیں۔

خواب سے بیدار ہوئے تو پریشان ہوئے' کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے ابوبکر بن ابی قحافہ سے ملے اور بیان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ خیر چاہتا ہوں' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہٰذا آپ کی پیروی کرو' کیونکہ تم عنقریب آپ کی پیروی کرو گے اور آپ کے ساتھ اسی اسلام میں داخل ہو گے جو تمہیں آگ میں گرنے سے روکے گا اور تمہارا باپ اس میں گرے گا۔

خالد بن سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجیاد میں تھے' عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ

کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں' فرمایا' میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں' جو تنہا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تم پتھر کی جس پرستش پر ہو اس کے چھوڑنے کی (دعوت دیتا ہوں) کہ نہ سنتا ہے' نہ دیکھتا ہے نہ ضرر پہنچاتا ہے' نہ نفع پہنچاتا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں۔

خالد نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام سے مسرور ہوئے خالد پوشیدہ ہو گئے ان کے والد کو قبول اسلام کا علم ہو گیا تو تلاش میں بقیہ لڑکوں کو جو اسلام نہیں لائے تھے اور مولیٰ رافع کو بھیجا' جب مل گئے ان کے باپ ابواحیحہ کے پاس لائے۔

اس نے ملامت کی اور ڈانٹا' کوڑے سے' جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ اتنا مارا کہ سر زخمی ہو گیا پھر کہا کہ تم نے محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی' حالانکہ تم اپنی قوم سے ان کی مخالفت کو دیکھتے ہو۔ تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہمارے معبودوں کی اور مرے ہوئے آباواجداد کی عیب گوئی کرتے ہیں خالد نے کہا کہ واللہ وہ سچے ہیں اور میں نے ان کی پیروی کر لی ہے۔

ابواحیحہ کو غصہ آیا اس نے اپنے بیٹے کو آزار پہنچائی اور گالیاں دیں اور کہا کہ اے بدمعاش جہاں چاہے چلا جا واللہ میں تیرا کھانا بند کر دوں گا۔ خالد نے کہا کہ اگر تو بند کر دے گا تو اللہ مجھے رزق دے گا جس سے میں زندہ رہوں گا۔

اس نے انہیں نکال دیا اور بیٹوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی ان سے بات نہ کرے ورنہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو ان کے ساتھ کیا۔ خالد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ آپ ہی کے ساتھ اور ہمراہ رہنے لگے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا اسلام تیسرا یا چوتھا تھا اور یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ اطراف مکہ میں تنہا نماز پڑھتے تھے۔

ابواحیحہ کو معلوم ہوا تو اس نے انہیں بلایا اور اس دین کے ترک کرنے کو کہا جس پر وہ تھے خالد نے کہا کہ میں دین محمدی ترک نہ کروں گا' بلکہ اسی پر مروں گا۔

ابواحیحہ نے انہیں کوڑے سے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا' اسے اس نے ان کے سر پر توڑ دیا ان کو قید کرنے کا حکم دیا' تنگی کی اور بھوکا پیاسا رکھا۔ وہ مکہ کی گرمی میں تین تین دن تک اس طرح رہتے تھے کہ پانی تک نہ چکھتے تھے۔

خالد نے ایک سوراخ دیکھا وہ نکل کر مکہ کے اطراف میں اپنے والد سے پوشیدہ ہو گئے اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف جانے کا وقت آیا تو وہ سب سے پہلے شخص تھے جو اس کی طرف روانہ ہوئے۔

خالد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن العاص بن امیہ بیمار ہوا تو اس نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے اس بیماری سے اٹھا دیا تو مکہ کے اندر ابن ابی کبشہ کے خدا کی پرستش نہیں کی جائے گی' اس وقت خالد بن سعید نے کہا کہ اے اللہ اسے نہ اٹھانا۔

ام خالد بن خالد بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ میرے والد اسلام میں پانچویں شخص تھے راوی نے پوچھا کہ ان سے پہلے کون تھا انہوں نے کہا کہ علی ابن ابی طالب' ابوبکر صدیق زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم میرے والد حبشہ کی پہلی ہجرت کے قبل اسلام لائے' دوسری ہجرت میں وہاں گئے نو سال رہے میں وہیں پیدا ہوئی' ہجرت نبوی کے ساتویں سال خیبر میں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے گفتگو کی انہوں نے ہمیں بھی حصہ دیا۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ واپس آئے اور مقیم ہوگئے' والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب عمرۂ قضاء میں روانہ ہوئے' غزوۂ فتح مکہ میں وہ اور میرے چچا عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو صدقات یمن پر عامل بنا کے بھیجا' والد یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملک حبشہ سے آنے کے بعد خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ میں مقیم ہوگئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے انہیں نے وفد ثقیف کو اہل طائف کا فرمان لکھ دیا اور وہی تھے جو اُن لوگوں کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح میں گئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلافت کے زمانے میں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو خالد بن سعید رضی اللہ عنہ یمن کے عامل تھے۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صدقات حج پر خالد بن سعید رضی اللہ عنہ عامل تھے۔

ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خالد بن سعد رضی اللہ عنہ ملک حبشہ روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ ان کی بیوی ہمینہ بنت حلف بن اسعد الخزاعیہ بھی تھیں وہاں ان سے سعید وام خالد پیدا ہوئیں (ہمینہ) زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی زوجہ کی لونڈی تھیں ابومعشر بھی ہمینہ بنت خلف کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق کی روایت میں امینہ بنت خلف ہے۔

ابراہیم بن عقبہ سے مروی ہے کہ میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا' کہ میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوجانے کے بعد یمن سے مدینہ آئے' علی وعثمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے فرزندان عبدمناف کیا تم راضی ہوگئے کہ اس امر میں تم ایک غیر شخص کے والی ہوجاؤ۔

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نقل کر دی' مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد پر ظاہر نہیں کیا' عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر ظاہر کیا خالد رضی اللہ عنہ نے تین مہینے تک ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی۔

اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے وہ اپنے مکان میں تھے' سلام کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے بیعت کروں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس صلح میں داخل ہوجاؤ جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا' یہ وعدہ ہے کہ رات کو بیعت کروں گا وہ اس وقت آئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تھے انہوں نے ان سے بیعت کر لی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی' ان کی تعظیم کرتے تھے جب شام پر لشکر کشی کی تو ان کے لیے مسلمانوں کا (جھنڈا) باندھا اور ان کے مکان پر لے آئے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو والی بنادیا گیا حالانکہ وہ ان باتوں کے کہنے والے ہیں جو انہوں نے کہیں، عمر رضی اللہ عنہ یہی کہتے رہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابواروی الدوسی کو بھیجا، انہوں نے کہا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے کہتے ہیں کہ ہمارا جھنڈا واپس کردو۔

انہوں نے اسے نکال کردے دیا اور کہا کہ واللہ نہ تمہاری ولایت نے ہمیں مسرور کیا تھا اور نہ تمہاری معزولی نے رنج پہنچایا قابل ملامت تو کوئی اور ہے۔

مجھے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی معلوم نہ ہوا کہ میرے والد کے پاس آئے جو ان سے عذر کرتے تھے، اور قسم دیتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حرف بھی نہ بیان کرنا۔ واللہ میرے والد ہمیشہ اپنی وفات تک عمر رضی اللہ عنہ پر مہربانی کرتے رہے۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو یزید بن ابی سفیان کو لشکر کا والی بنایا اور جھنڈا یزید کو دیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو ان کے متعلق شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو جو امراء میں سے تھے وصیت کی کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اگر تم پر والی بن کے آئیں تو ان کا خیال رکھنا۔ اپنے اوپر ان کا ایسا ہی حق سمجھنا جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ اپنے اوپر تمہارا حق سمجھیں۔ تمہیں اسلام میں ان کا مرتبہ معلوم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک وہ آپ کے والی تھے، میں نے بھی انہیں والی بنایا تھا، پھر ان کا معزول کرنا مناسب سمجھا قریب ہے کہ یہ (عزل) ان کے لیے ان کے دین میں بہتر ہو، میں کسی پر امارت کی تمنا نہیں کرتا میں نے انہیں امرائے لشکر (کے انتخاب) میں اختیار دیا تھا، انہوں نے تم کو دوسروں پر اور اپنے چچا زاد بھائی پر (انتخاب میں) ترجیح دی، جب تمہیں کوئی ایسا امر پیش آئے جس میں تم کسی متقی و ناصح کے مشورے کے محتاج ہو تو سب سے پہلے شخص جن سے تم مشورہ کرو ابوعبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما ہوں خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تیسرے ہوں کیونکہ تم ان کے پاس نیکی اور خیر خواہی پاؤ گے ان لوگوں کے مقابلہ میں خود رائی سے کسی خبر کو پوشیدہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن محمد سے پوچھا کہ آیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول پر غور کیا کہ انہوں نے تم کو اوروں پر ترجیح دی، انہوں نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو انہوں نے لکھا کہ کون امیر تمہیں زیادہ پسند ہے انہوں نے کہا کہ میرے چچا کے بیٹے قرابت میں زیادہ پسند ہیں اور دین میں بھی زیادہ پسند ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے میرے دینی بھائی ہیں۔ اور چچا کے بیٹے کے مقابلے میں میرے مددگار ہیں، انہوں نے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونا پسند کیا۔

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فتح اجنادین فحل و مرج الصفر میں شریک تھے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہا، عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، وہ اجنادین میں انہیں چھوڑ کے قتل ہو گئے انہوں نے چار مہینے دس دن عدت کے گزارے، یزید بن ابی سفیان انہیں پیام نکاح دیتے تھے، خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بھی ان کی عدت کے زمانے میں

کسی کوان کے پاس بھیج کر پیام نکاح دیتے تھے وہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی طرف مائل ہو گئیں چار سو دینار (مہر) پر نکاح کر لیا۔

جب مسلمان مرج الصفر میں اترے تو خالد رضی اللہ عنہ نے ام حکیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی (رخصتی) کرنا چاہی۔ کہنے لگیں کہ اگر تم رخصتی کو اتنا مؤخر کر دیتے کہ اللہ ان جماعتوں کو منتشر کر دیتا (تو مناسب ہوتا) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میں ان جماعتوں میں مقتول ہوں گا انہوں نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے۔

انہوں نے مرج الصفر کے پل کے پاس ان سے شادی کی' اسی وجہ سے اس کا نام قنطرۃ ام الحکیم (ام حکیم کا پل) ہو گیا' صبح کو ولیمہ کیا' اپنے اصحاب کو کھانے پر مدعو کیا' ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے آگے پیچھے اپنی صفیں باندھ لیں' ایک شخص نشان جنگ لگائے ہوئے نکلا اور مبارز طلب کرنے لگا۔

ابو جندل بن سہیب بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ اس کی جانب نکلے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نکل کر اسے قتل کر دیا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے' خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نکلے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے۔ ام حکیم بنت الحارث نے اپنے اوپر کپڑے باندھ لیے اور بھاگیں بدن پر حلقوں کی زرہ تھی۔

نہر پر ان لوگوں نے شدید جنگ کی' دونوں فریق نے صبر کیا' تلواریں ایک دوسرے کو لگنے لگیں نہ تو کوئی تیر پھینکا جاتا تھا نہ کوئی نیزہ مارا جاتا تھا اور نہ کوئی پتھر مارا جاتا تھا' سوائے تلواروں کے لوہے پر' آدمیوں کی کھوپڑیوں پر اور ان کے بدن پر لگنے کی آواز کے سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔

اس روز ام حکیم نے خیمہ کی میخوں سے جس میں خالد بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر کے رات گزاری تھی' سات آدمیوں کو قتل کر دیا' جنگ مرج الصفر محرم ۱۴ھ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

موسیٰ بن عبیدہ نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے جو مہاجرین میں سے تھے مشرکین کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس کا سامان دیبا و حریر پہن لیا۔ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کیا دیکھتے ہو جو چاہے وہ خالد رضی اللہ عنہ کا سا عمل کرے اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کا لباس پہنے۔

خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قریش کے ایک گروہ کے ساتھ شاہ حبشہ کے پاس بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس آئے خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی زوجہ بھی تھیں' ان کے یہاں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو وہیں پاؤں پاؤں چلی اور بولی۔

خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہو چکے تھے' ہمراہ ان کی بیٹی بھی تھیں' عرض کی یا رسول اللہ ہم بدر میں حاضر نہیں ہوئے' فرمایا اے خالد کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگوں کے لیے ایک ہجرت ہو اور تمہارے لیے دو ہجرتیں ہوں' عرض کی' بے شک' یا رسول اللہ' فرمایا: تو یہ تمہارے لیے ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے کہ کہ اپنے چچا کے پاس جاؤ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ آپ کو سلام کرو' وہ چھوٹی بچی گئی آپ کے پاس پیچھے سے آئی اور آپ پر اوندھی گر پڑی اس کے جسم پر ایک زرد کرتہ تھا۔ پھر اس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف اشارہ کیا۔ آپ کو دکھاتی تھی سنہ سنہ سنہ یعنی اچھا ہے حبشی زبان میں پرانہ کرو پھر پرانہ کرو اور کہنہ کرو۔

سیدنا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ:

ابن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ صفیہ بنت المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں بقیہ اولاد نہ تھیں۔

عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور ان کے ساتھ ان کے باپ ابواحیحہ نے جو سلوک کیا خالد رضی اللہ عنہ اس پر بھی اپنے دین سے نہ پھرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابواحیحہ کو یہ ناگوار گزرا رنج پہنچا قرار دیا کہ میں ضرور ضرور اپنے مال سے یکسو ہو جاؤں گا اور نہ پھر آباؤ اجداد کی گالیاں سنوں گا اور نہ معبودوں کی مذمت یہ مجھے ان لڑکوں کے ساتھ قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے مقام ظریبہ میں بجانب طائف چلا گیا جہاں اس کا مال و متاع تھا۔ اس کا بیٹا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ اس کے دین پر تھا وہ اس سے محبت کرتا اور خوش رہتا تھا ابواحیحہ نے (بروایت مغیرہ بن عبدالرحمٰن الخزاعی) اشعار ذیل کہے:

الالیت شعری عنك یاعمر وسائلا اذا شبّ واشتدّت یده وسلّحا

''اے کاش میں جانتا کاش اے عمرو میں تجھ سے پوچھتا اس وقت کہ عمرو جوان ہو چکا تھا ہاتھ سخت ہو چکے ہوتے اور مسلح ہو جاتا۔

انترك امر القوم فیه بلابل وتکشف غیظاً کان فی صدر موجحا

میں پوچھتا کہ قوم کے معاملہ کو تو اسی ہنگامے کی حالت میں چھوڑ دے گا اور اس غیظ و غضب سے پردہ اٹھا دے گا جو سینہ میں مشتعل ہے''۔

اس کے بعد راوی اشعار نے عبدالحکیم کی حدیث کی طرف رجوع کیا جو عبداللہ بن عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جو اوپر بیان کی گئی۔

ابواحیحہ مقام ظریبہ میں اپنے مال کی طرف چلا گیا تو عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور اپنے بھائی خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے ملک حبشہ میں جا ملے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمرو بن سعید خالد بن سعید کے تھوڑے ہی زمانے بعد اسلام لائے ہجرت ثانیہ میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے۔ ان کے ساتھ ان کی زوجہ فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بن شق بن رقبہ بن مخدج الکنانیہ بھی تھیں محمد بن اسحاق بھی فاطمہ کا اسی طرح نام و نسب بیان کرتے تھے۔

ام خالد بنت خالد سے مروی ہے کہ میرے چچا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ ملک حبشہ میں والد کے آنے کے دو سال بعد آئے وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ دو کشتیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ سوار ہوئے ۷ھ میں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آپ خیبر میں تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح مکہ حنین و طائف و تبوک میں موجود تھے۔ جب مسلمان شام کی طرف روانہ ہوئے تو وہ بھی شریک تھے۔ جنگ اجنادین میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جمادی الاوّل ۱۳ھ میں ہوئی شہید ہوئے اور اس زمانے میں لوگوں پر امیر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے۔

یہ اصل کے اعتبار سے جزو نہم کا آخر ہے اور جزو دہم کا اوّل حصہ "حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف" اس کے متصل ہے تمام تعریفیں اوّل میں بھی اور آخر میں بھی اللہ ہی کے لیے ثابت ہیں۔

اللهم اغفر لكاتبه و لمن سعى فيه.

وصلى الله على سيدنا محمد النبى الامى العربى المكى المدنى الابطحى الهاشمى وعلى آله وعلى جميع الانبياء عليهم السلام اجمعين.

کتاب الطبقات کی اصل کا حصہ دہم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف

حضرت ابواحمد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' نام عبداللہ تھا۔ ان کی والدہ امیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ وعبیداللہ رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنی قوم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے' ابوسفیان بن حرب نے ابواحمد کے مکان کا قصد کیا اور ابن علقمہ العامری کے ہاتھ چار سو دینار کو بیچ ڈالا۔

عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے خطبے سے فارغ ہوئے تو ابواحمد مسجد حرام کے دروازے پر اپنے اونٹ پر کھڑے ہوئے اور چلانے لگے کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اے بنی عبدمناف' میرا حلف (معاہدے کا پاس کرو) اور اللہ کی قسم دیتا ہوں' اے بنی عبدمناف میرا مکان (میرے مکان کا پاس کرو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بطور راز ان سے کچھ فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ ابواحمد کے پاس گئے ان سے کچھ کہا۔ ابواحمد اپنے اونٹ سے اترے اور قوم کے ساتھ بیٹھ گئے پھر انہیں اس کا ذکر کرتے نہیں سنا گیا یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

ابواحمد کے اعزہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ تمہارے لیے اس کے عوض جنت میں گھر ہے۔

ابواحمد رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے بیچنے کے متعلق (اشعار ذیل میں) ابوسفیان سے خطاب کیا ہے:

اقطعت عقدك بيننا والجاريات الى نداما

''آیا تو نے اس معاملے کو منقطع کر دیا جو ہم میں ہوا تھا۔ اور ان معاملات کو جو جاری ہوئے تھے ندامت تک (منقطع کر دیا)۔

الا ذكرت ليالى العشر التى فيها القسامه

تو نے ان دس راتوں کو کیوں نہ یاد کیا جن میں صلح ہوئی تھی۔

عقدى وعقدك قائم ان لا عقوق ولا اثامه

میرا عہد اور تیرا عہد قائم ہے کہ نہ تو نافرمانی ہوگی نہ گناہ۔

دار ابن عمك بعتها قشرى بها عنك الغرامه

تو نے اپنے چچا کا مکان بیچ ڈالا۔ جس سے تو اپنا قرض ادا کرے گا۔

وجریت فیه الی العقوق واسوأ الخلق الزعامه

اس میں تو نے نافرمانی کا قصد کیا اور جھوٹ سب سے بری عادت ہے۔

قد کنت آوی الی ذری فیه المقامه والسلامه

ایک پناہ کی جگہ پناہ لیتا تھا' جس میں قیام وسلامتی تھی۔

ما کان عقدك مثل ما عقد ابن عمرو لابن مامه

تیرا عقد ایسا بھی تھا کہ جیسا ابن عمرو نے ابن مامہ سے کیا تھا''۔

(اشعار ذیل) بھی ابواحمد بن جحش نے اسی بارے میں کہے ہیں:

ابنی امامه کیف اخذل فیکم وانا ابنکم وحلیفکم فی العشر

''اے بنی امامہ مجھے تمہارے درمیان کس طرح نقصان پہنچایا جائے گا حالانکہ میں تمہارا بیٹا ہوں اور (ذی الحجہ) کے دس دن میں تمہارا حلیف ہوں۔

ولقد دعانی غیرکم فاتیته اوجستکم لنوائب الدهر

مجھے تمہارے اغیار نے دعوت دی' میں ان کے پاس آ گیا اور میں نے حوادث زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ کیا''۔

اسود بن عبدالمطلب نے ابواحمد کو اس امر کی دعوت دی کہ وہ اس سے تمہاری مخالفت کریں اور کہا کہ میرا خون تمہارے خون سے پہلے اور میرا مال تمہارے مال سے پہلے (کام آئے گا) انہوں نے انکار کیا اور حرب بن امیہ سے مخالفت کر لی وہ لوگ ذی الحجہ کے دس دن میں کھڑے ہو کر اس طرح مخالفت کرتے تھے کہ ہاتھ سے ہاتھ ملاتے تھے جس طرح دو خرید وفروخت کرنے والے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں ان دس دنوں سے پہلے اس کے لیے باہم وعدہ کر لیتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن رقیش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' احد میں حاضر ہوئے' یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

حضرت عمرو بن محصن رضی اللہ عنہ:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ احد میں حاضر ہوئے عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

حضرت قیس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

بنی اسد بن خزیمہ سے تھے' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی زوجہ برکہ بنت یسار الازدی بھی تھیں جو ابی تجراہ کی بہن تھیں' قیس بن عبداللہ' عبیداللہ بن جحش کے دوست تھے انہیں کے ساتھ ملک حبشہ کی طرف ہجرت

کی' عبید اللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور وہیں ملک حبشہ میں مر گیا قیس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

حضرت صفوان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

قیس عیلان کے بنی سلیم بن منصور میں سے تھے' بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ کے حلیف تھے جو بنی عبد شمس کے حلفاء تھے احد میں حاضر ہوئے مالک ومدلاج وثقف فرزندان عمرو کے بھائی تھے جو بدر میں موجود تھے۔

سیدنا حضرت ابوموسیٰ عبد اللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ:

نام عبد اللہ بن قیس بن سلیم بن حضراء بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر تھا۔ اشعر بنت بن ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے' ابوموسیٰ کی والدہ ظبیہ بنت وہب عک میں سے تھیں' اسلام لائی تھیں' مدینہ ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

شرف صحابیت محمد بن عمر وغیرہ اہل علم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ آئے۔ ابو احیحہ سعید بن العاص سے مخالفت کی' مکے میں اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی دو کشتی والوں کے ہمراہ اس وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نجاشی کے ملک میں جانے کا حکم دیا۔ قریش کو معلوم ہوا تو ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو بھیجا' نجاشی کے لیے ہدیہ جمع کیا' نجاشی کے پاس ہم بھی آئے اور وہ بھی آئے۔

ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی الجہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے نہ قریش میں ان کا معاہدہ حلف تھا' ابتدائی زمانے میں مکہ میں اسلام لائے پھر اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ وہ اور اشعریین کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے' ان کا آنا اہل سفینتین (دو کشتی والوں) جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے ملک حبشہ سے آنے کے ساتھ ساتھ ہوا۔

یہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں ایک ساتھ پہنچے' لوگوں نے کہا کہ ابوموسیٰ اہل سفینتین کے ساتھ آئے لیکن بات وہی تھی جو ہم نے بیان کی کہ ان کا آنا ان لوگوں کے آنے کے ساتھ ہوا' محمد بن اسحاق' موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے بھی ان کو مہاجرین ملک حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور پیشین گوئی) فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی قومیں آئیں گی جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں' اشعری آئے' جن میں ابوموسیٰ بھی تھے' جب یہ لوگ مدینہ کے قریب ہوئے تو (ذیل کا) رجز پڑھنے لگے:

غدًا نلقی الاحبه　　　محمدا وحزبه

''یعنی صبح ہم احباب سے ملاقات کریں گے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے''۔

ذوہجرتین کا خطاب:

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے اپنی قوم کے اسٹھ آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی ہم تین بھائی تھے' ابوموسیٰ'

ابو رہم اور ابو بردہ‘ کشتی شاہ حبشہ نجاشی کی طرف لے چلی‘ ان کے پاس جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تھے‘ سب کے سب ایک کشتی میں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جس وقت آپ نے خیبر فتح کیا تھا‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ان لوگوں کے جو آپ کے ہمراہ تھے فتح خیبر میں کسی کا حصہ نہیں لگایا‘ البتہ اصحاب سفینہ جعفر اور ان کے ساتھیوں کا دیگر اصحاب کے ساتھ حصہ لگایا اور فرمایا کہ تمہارے لیے دو مرتبہ ہجرت (کا ثواب) ہے‘ ایک مرتبہ تم نے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف ہجرت کی اور ایک مرتبہ میری طرف۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرے کشتی والے ساتھی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے اور وہ لوگ بقیع بطحان میں اترے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک گروہ ہر شب کو نماز عشاء کے وقت باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا۔ میں اور میرے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے کہ آپ اپنے بعض امور میں مشغول تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں رات زیادہ گزار دی‘ آدھی رات ہوگئی تب‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے‘ لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز پوری کر لی تو جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا تم لوگ اپنی حالت پر رہو تم سے گفتگو کروں گا اور خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کی نعمت میں سے ہے کہ اس ساعت میں سوائے تمہارے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا یہ نماز کسی نے نہیں پڑھی۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اس سے خوش ہو کے واپس ہوئے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کھلائی‘ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ سب سے بڑا لڑکا تھا۔

سماک سے مروی ہے کہ میں نے عیاض اشعری سے آیت ﴿یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ﴾ (اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جس سے آپ محبت کریں گے اور جو آپ سے محبت کرے گی) کی تفسیر میں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہی قوم ہے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی۔

حضور علیہ السلام کی زبان سے آپ کی خوش آوازی کی تعریف:

نعیم بن یحییٰ التمیمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا‘ احواروں کے سردار ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن قیس یا اشعری کو مزامیر آل داؤد میں سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے ایک شخص کی قراءت سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے کہا گیا کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں‘ فرمایا انہیں مزامیر آل داؤد سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی قراءت سن کر فرمایا انہیں مزامیر آل داؤد سے ایک مزمار دی گئی ہے۔ (یعنی خوش آوازی)

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ کو (قرآن) پڑھتے سنا تو فرمایا کہ تمہارے بھائی کو مزامیر آل داؤد میں سے دیا گیا ہے۔

ابو عثمان سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے اگر میں کہتا کہ میں نے کبھی جھانج کی آواز نہیں سنی اور نہ بربط کی تو اس سے زیادہ اچھا ہوتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی' وہ شیریں آواز تھے' وہ کھڑے ہو کر سنتی رہیں جب انہوں نے صبح کی تو کہا گیا کہ عورتیں سنتی تھیں انہوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تم عورتوں کو رغبت دلاتا اور شوق دلاتا۔

سعید بن ابی بردہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا۔ سعید بن ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے والد یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بیٹے اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھتے کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے اور ہم پر بارش ہوتی تو ہمارے کمبل کے لباس کی وجہ سے تم ہم میں بھیڑ کی بو پاتے۔

قرآن مجید سے محبت اور تعلق:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے اشعری کو کس حالت میں چھوڑا' میں نے کہا کہ انہیں اس حالت میں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ فرمایا: خبردار' وہ بڑے آدمی ہیں' اور یہ بات انہیں نہ سنانا پوچھا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا' عرض کی اشعریوں کو؟ ارشاد ہوا' نہیں' بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا اگر وہ اسے سن لیں تو انہیں شاق گزرے' فرمایا کہ (یہ بات) انہیں نہ پہنچانا' وہ اعراب ہیں' سوائے اس کے کہ اللہ کسی کو جہاد فی سبیل اللہ عطا فرمائے۔

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ذکر سناؤ' وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ذکر سناؤ وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

بصرہ کی امارت:

محمد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا شام میں چالیس آدمی ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی امرامت کا والی ہو جائے تو اسے کافی ہو۔ انہوں نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ ایک گروہ آیا جن میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے' فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو بلا بھیجا تھا کہ (اے ابوموسیٰ) میں تمہیں لشکر کی ایسی قوم کے پاس بھیجوں جن کے درمیان شیطان ہے' انہوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے نہ بھیجئے' فرمایا کہ وہاں جہاد ہے یا لشکر ہے اور ان کو بصرہ بھیج دیا۔

عامر شعبی سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کے بعد ابوموسیٰ کو ایک سال تک ان کے عمل پر (عہدے پر) چھوڑا جائے۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ سے کہا کہ ہمیں ہمارے رب کا شوق دلاؤ۔ انہوں نے قرآن پڑھا لوگوں نے کہا کہ نماز (کا وقت) ہے عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں۔

حبیب بن ابی مرزوی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بسا اوقات ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ ہمیں

ہمارے رب کی یاد دلاؤ' ابوموسیٰ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے وہ قرآن میں (پڑھنے میں) خوش آواز تھے۔

ابی المہلب سے مروی ہے کہ میں نے ابوموسیٰ کو منبر پر کہتے سنا کہ جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کو سکھائے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اسے علم نہیں ہے کیونکہ وہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوگا اور دین سے خارج ہو جائے گا۔

ابوموسیٰ کی ایک باندی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' اگر مجھے علاقہ سواد عراق کا خراج دو سال ملتا رہے اور تیز و تند نبیذ پینی پڑے تو اس سے میں خوش نہ ہوں گا۔

قسامہ بن زہیر سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بصرے میں لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! روؤ اور اگر نہیں روتے تو رونے کی صورت بناؤ' کیونکہ اہل دوزخ روتے ہیں یہاں تک کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ (قحط کی وجہ سے) عرب ہلاک ہو گئے' لہٰذا مجھے غلہ بھیجو' انہوں نے غلہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے آپ کے پاس اتنا اتنا غلہ بھیجا ہے' یا امیر المومنین اگر آپ کی رائے ہو تو مختلف شہر والوں کو لکھئے تا کہ ایک دن جمع ہوں اس روز نکلیں اور بارش کی دعا کریں' عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف شہر والوں کو لکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے دعائے بارش کی اور نماز (استسقاء) نہیں پڑھی۔

بشیر بن ابی امیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان میں اترے' لوگوں پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے انکار کیا' جزیہ (حفاظتی محصول) پیش کیا تو اس پر صلح کر لی' صلح پر رات گزاری' صبح ہوئی تو بدعہدی کی' انہوں نے لوگوں سے جنگ کی اس سے زیادہ تیزی نہ ہونے پائی کہ اللہ نے ان کو غالب کر دیا۔

ام عبدالرحمٰن بنت صالح نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان میں اترے ہوئے تھے' دادا کے دوست تھے' جب بارش ہوتی تھی تو ابوموسیٰ اس میں کھڑے ہو جاتے تھے بارش ان پر ہوتی تھی' گویا وہ اسے پسند کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اشعری نے' جب وہ بصرے پر عامل تھے' کہا کہ میرا سامان سفر درست کر دو فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں۔ میں ان کا سامان درست کرنے لگا جب وہ دن آیا تو ان کے سامان میں سے کچھ رہ گیا تھا جس سے میں فارغ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے انس میں روانہ ہوتا ہوں میں نے کہا کہ آپ اتنا ٹھہر جاتے کہ بقیہ سامان سفر بھی درست کر دیتا تو مناسب ہوتا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا تھا کہ میں فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں اگر میں ان سے جھوٹ بولوں گا تو وہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ اگر میں ان سے خیانت کروں گا تو وہ مجھ سے خیانت کریں گے اور اگر میں ان سے وعدہ خلافی کروں گا تو وہ مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے' وہ روانہ ہو گئے حالانکہ ان کی ضروریات میں سے کچھ چیزیں رہ گئی تھیں جن سے فراغت نہیں ہوئی تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جس وقت بصرے سے معزول کئے گئے تو وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ پاس چھ سو درہم سے زیادہ نہ تھے جو ان کے عیال کے وظیفے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب سوتے تھے تو اس اندیشے سے کہ ان کا ستر نہ کھل جائے کپڑے

پہن لیتے تھے۔

ابی لبید سے مروی ہے کہ ہم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام کو (بالکل صحیح ودرست ہونے میں) قصاب سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ جو (ہڈی کے) جوڑ (کاٹنے) میں غلطی نہیں کرتا۔

ابی بردہ بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے طاعون کے زمانے میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں وابق کی طرف لے چلو کہ وہاں قیام کریں' ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ ہی کی طرف بھاگیں گے نہ کہ وابق کی طرف (الی اللّٰہ آبق لا وابق)۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا: سلام علیک امابعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ان امور پر بیعت کر لی جن پر انہوں نے بیعت کی ہے' خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تم بھی اگر مجھ سے ان شرائط پر بیعت کر لو گے جن پر انہوں نے کی ہے تو میں ضرور ضرور تمہارے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو بصرے پر (عامل بنا کے) بھیج دوں گا اور دوسرے کو کوفے پر تمہارے آگے دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ میں نے تمہیں اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہٰذا تم بھی مجھے اپنے ہاتھ سے لکھنا۔

انہوں نے کہا کہ اے میرے لڑکو' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معجم (مشکلات) سیکھی ہے' راوی نے کہا کہ انہوں نے ان کو بچھوؤں کی طرح لکھا ہے کہ امابعد آپ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر عظیم میں مجھے لکھا ہے' آپ نے جو کچھ پیش کیا ہے اس کی مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر جب وہ والی ہوئے تو میں ان کے پاس آیا' نہ تو میرے آگے دروازہ بند کیا گیا اور نہ میری کوئی حاجت بغیر پوری ہوئے رہی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو جس وقت زخم لگا تو میں ان کے پاس آیا' انہوں نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے' ادھر آؤ' پلٹ کر دیکھو' میں نے پلٹ کر دیکھا تو ان کا زخم بھر گیا تھا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ پر کوئی اندیشہ نہیں ہے' اتفاق سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ آیا اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہونا تو اس شخص کے متعلق (خیر کی) وصیت قبول کرنا کیونکہ ان کے والد میرے بھائی یا دوست تھے یا اسی کے قریب انہوں نے کوئی اور کلمہ کہا' سوائے اس کے کہ میری رائے قتال کی تھی جوان کی نہ تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ کوئی ابوموسیٰ کا ہمراہی تھا جس نے ان سے اسلام کے بارے میں بغیر سوچے ہوئے گفتگو کی' اس نے مجھ سے کہا کہ قریب ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ چلے جائیں اور ان کی حدیث محفوظ نہ رہے تم ان سے (حدیث) لکھ لو' میں نے کہا' تمہاری بڑی اچھی رائے ہے میں ان کی حدیث لکھنے لگا۔

انہوں نے ایک حدیث بیان کی تو میں اسے لکھنے لگا۔ جس طرح میں لکھا کرتا تھا انہیں شک ہوا اور کہا کہ شاید تم میری حدیث لکھتے ہو' میں نے کہا جی ہاں' انہوں نے کہا تم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب میرے پاس لاؤ' میں ان کے پاس لایا تو انہوں نے اسے مٹا دیا اور کہا کہ تم بھی اسی طرح یاد کرو جس طرح میں نے یاد کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک قوم کو جمعے سے یہ امر مانع ہے کہ ان کے پاس کپڑے نہیں ہیں وہ

ایک عبا میں لوگوں کے پاس گئے۔

یونس بن عبداللہ الجرمی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو مقام نخیلہ میں تھے ان کے جسم پر سیاہ عمامہ اور سیاہ جبہ تھا اور ان کے پاس سیاہ لاٹھی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ رضی اللہ عنہ کو حکم بنانا:

حسن سے مروی ہے کہ (علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان) دونوں حکم ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تھے ایک ان میں سے دنیا چاہتا تھا اور دوسرا آخرت۔

مسروق بن الاجدع سے مروی ہے کہ میں حکمین کے زمانے میں (یعنی جس زمانے میں حضرت علی وحضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی فیصلہ کے لیے دو حکموں کا تقرر ہوا تھا) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا میرا خیمہ ان کے خیمے کے کنارے تھا' جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو انہوں نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا اور کہا کہ اے مسروق بن الاجدع' میں نے کہا لبیک اے ابوموسیٰ انہوں نے کہا کہ امارت وہ ہے جس میں مشورہ کیا جائے اور سلطنت وہ ہے جس پر بذریعہ شمشیر غلبہ پایا جائے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قاضی کو اس وقت تک فیصلہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ حق اسے اس طرح واضح نہ ہو جائے جس طرح رات دن سے واضح ہوتی ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

سمیط بن عبداللہ السدوسی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے دوران خطبہ میں کہا کہ (قبیلہ) باہلہ ایک ٹانگ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہم نے اسے ایک دست بنا دیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کے کہا کہ کیا میں ان سے بھی زیادہ لئیم وسفلے کا نشان نہ بتا دوں؟ پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ (قبیلہ) عک اور اشعر! انہوں نے کہا کہ اسے اپنے امیر کو گالی دینے والے وہ لوگ تمہارے باپ اور میرے دادا (ہوئے) ادھر آؤ' انہوں نے ایک خیمہ نصب کر کے اس میں نظر بند کر دیا۔ ایک رکابی کھانے کی شام کو ملتی ایک صبح کو یہ اس کا قید خانہ تھا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حیاداری:

ابی مجلز سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تاریک کوٹھڑی میں نہاتا ہوں اور اپنے رب سے بوجہ حیا پیٹھ جھکا لیتا ہوں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جب کسی تاریک کوٹھڑی میں نہاتے تھے تو کپڑے لینے تک اپنی پیٹھ جھکائے رکھتے تھے اور سیدھے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خالی کوٹھڑی میں نہاتا ہوں مجھے اپنے رب سے حیا روکتی ہے کہ پشت سیدھی کروں۔

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو دیکھا کہ بغیر تہبند کے پانی میں کھڑے ہیں انہوں نے کہا کہ میں مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تو ایسا کرنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔

ابی عمرو الشیبانی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی ناک مردار کی بدبو سے بھرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی (نامحرم) عورت کی خوشبو سے بھرے۔

لوہے یا سونے کی انگوٹھی کی ممانعت:

عبدالرحمٰن مولائے ابن برثن سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ وزیاد عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے پاس آئے انہوں نے زیاد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو کہا کہ تم لوگوں نے سونے کا چھلہ بنایا ہے ابوموسیٰ نے کہا کہ میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بہت ہی برا ہے' تم میں سے جو شخص انگوٹھی پہنے اسے چاہیے کہ چاندی کی انگوٹھی پہنے۔

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے ابوموسیٰ کو اس دروازے کے اندر اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر چھوٹی چادر اور بڑی چادر حبری تھی (یعنی ثسری) عبدالملک نے کندہ کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے زہیر سے پوچھا کہ (تم نے) ابوموسیٰ کو (دیکھا) انہوں نے کہا کہ پھر اور کس کو۔

عبداللہ بن بریدہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا حلیہ مروی ہے کہ دبلے پتلے پست قد تھے داڑھی نہیں نکلی تھی۔ ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اللہ ابو عامر عبید کو قیامت کے دن اکثر لوگوں سے بلند کر' جنگ اوطاس میں وہ شہید ہوئے ابوموسیٰ نے ان کے قاتل کو قتل کر دیا۔ ابووائل نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور قاتل عبید دوزخ میں جمع نہیں ہوں گے۔

وفات سے قبل ہدایات:

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ دیکھو جب میں مروں تو کسی کو میری اطلاع نہ کرنا اور نہ میرے ساتھ (رونے کی) آواز اور آگ ہو' تم میں سے کسی ایک کی رات گزرنے کی جگہ میرے تابوت کے سامنے گھٹنوں کے پاس ہو۔

ربعی بن خراش سے مروی ہے کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان پر والدہ ابوبردہ ابنۃ الدومی رونے لگیں انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں میں ان سے بری ہوتا ہوں جو سر منڈائے' رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

یزید بن اوس سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ رونے لگے' انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا' لوگوں نے یہ بات ان کی بیوی سے بیان کی۔ انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جو سر منڈائے اور رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

صفعان بن محرز سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ ان پر رونے لگے۔ انہیں افاقہ ہو گیا تو کہا کہ میں تم لوگوں سے بری ہوتا ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری ہوئے' جو سر منڈائے' کپڑے پھاڑے اور رنج کی باتیں کرے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی علالت میں ان پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ابوبردہ کی والدہ چیخ کر رونے لگیں' افاقہ

ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس سے بری ہوتا ہوں جو کپڑے پھاڑے سر منڈائے اور رنج کی باتیں کرے۔ وہ اپنا منہ پیٹنے والی کو کہتے تھے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بعض گورکن سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم لوگ میرے لیے قبر کھودنا تو اس کی تہ کو گہرا کر دینا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے لیے قبر گہری کرنا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ ان کی وفات اس سے دس سال پہلے ۴۲ھ میں ہوئی۔

ابی بردہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۲ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی رضی اللہ عنہ:

قبیلہ ازد سے تھے' بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے حلیف تھے جو سعید بن العاص یا عتبہ بن ربیعہ کے حلیف تھے' قدیم زمانے میں مکہ میں اسلام لائے بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر ومحمد بن اسحاق وابومعشر ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ میں تھے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ انہوں نے اس سے انکار کیا کہ معیقیب کا عتبہ بن ربیعہ کے خاندان میں کوئی معاہدہ حلف تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ معیقیب اسلام لانے کے بعد مکہ سے روانہ ہو گئے بعض کہتے ہیں کہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے۔ جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے وہ خیبر میں حاضر ہوئے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ مجھے یحییٰ بن الحکم نے جرش کا امیر بنایا۔ میں وہاں گیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر نے ان لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض جذام والے کے لیے فرمایا کہ اس سے اس طرح بچو جس طرح درندے سے بچا جاتا ہے۔ جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم لوگ دوسری وادی میں اترو' میں نے کہا کہ واللہ اگر ابن جعفر نے تم لوگوں سے یہ بیان کیا ہے تو غلط نہیں کہا۔

جب مجھے جرش سے معزول کر دیا اور میں مدینہ آ گیا تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ملا' پوچھا اے ابوجعفر' وہ حدیث کیا ہے جو اہل جرش نے مجھ سے تمہاری طرف منسوب کی ہے انہوں نے کہا واللہ ان لوگوں نے غلط کہا میں نے ان سے یہ حدیث نہیں بیان کی۔ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس برتن لایا جاتا تھا جس میں پانی ہوتا تھا تو وہ اسے معیقیب کو دیتے تھے' معیقیب ایسے شخص تھے کہ ان میں یہ مرض تیزی سے دوڑ رہا تھا وہ اس سے پیتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھ سے لے لیتے اور اپنا منہ ان کے منہ کے مقام پر رکھ کر پیتے تھے' میں سمجھا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس خیال سے بچنا چاہتے ہیں کہ ان میں متعدی ہونے کی وجہ سے کوئی چیز

اثر کرے گی۔

وہ جس کے پاس علاج سنتے تھے اس سے ان کا علاج کراتے تھے۔ یمن کے دو آدمی آئے تو پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اس مردِ صالح کا کوئی علاج ہے' یہ مرض تیزی سے ان میں دوڑ رہا ہے انہوں نے کہا کہ کوئی ایسی چیز جو اسے دور کر دے اس پر ہم قادر نہیں البتہ اس کی ہم ایسی دوا کریں گے جو اسے روک دے اور بڑھے گا نہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی بہت ہے کہ رک جائے اور بڑھے نہیں دونوں نے پوچھا کہ اس سرزمین میں حنظل بھی پیدا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ عرض کی کہ اس میں سے کچھ ہمارے لیے پیدا کیجئے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے دو بہت بڑے ٹوکرے جمع کرنے کا حکم دیا۔ دونوں نے ہر حنظل کے دو ٹکڑے کیے معیقیب کو لٹایا ہر ایک نے ان کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا اور تلوے میں حنظل ملنے لگے جب گھس جاتا تھا تو دوسرا حنظل لے لیتے تھے' ہم نے معیقیب کو دیکھا کہ وہ سبز و تلخ بلغم تھوکتے تھے پھر انہیں چھوڑ دیا اور کہا کہ اس کے بعد ان کا مرض کبھی نہیں بڑھے گا' واللہ معیقیب اسی حالت میں رہے ان کا مرض بڑھتا نہ تھا' یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اپنے ناشتے کے وقت بلایا تو وہ ڈرے' معیقیب بھی ساتھ تھے' انہیں جذام تھا' معیقیب نے لوگوں کے ساتھ کھایا' عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ جو تمہارے قریب اور تمہارے نزدیک ہے اس میں سے لو کیونکہ تمہارے سوا کوئی اور ہوتا تو وہ ایک پیالے میں میرے ساتھ نہ کھاتا۔ میرے اور ان کے درمیان نیزہ بھر فاصلہ تھا۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رات کا کھانا لوگوں کے ساتھ رکھا گیا جو کھا رہے تھے' وہ نکلے' معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی سے جو ان کے دوست تھے اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے کہا کہ قریب آؤ اور بیٹھو' قسم خدا کی اگر تمہارے سوا کوئی اور ہوتا جسے وہی مرض ہوتا جو تمہیں ہے تو وہ مجھ سے ایک نیزہ بھر سے زیادہ قریب نہ بیٹھتا۔

حضرت صبیح رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن العاص کے آزاد کردہ غلام:

محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ صبیح مولائے سعید بن العاص نے تیار ہو کر بدر کی روانگی کا قصد کیا' مگر علیل ہو گئے اور رہ گئے اپنے اونٹ پر ابوسلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو سوار کر دیا' صبیح احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' اسی طرح محمد بن اسحاق و ابو معشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بھی بیان کیا۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی

حضرت سائب بن العوام رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں' زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے جنگ یمامہ میں جو ہجرت نبویؐ کے بارھویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئی' شہید ہوئے سائب کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ ام حکیم تھیں جن کا نام فاختہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی تھا' قدیم الاسلام تھے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن الحزامی نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن حزام دوسری ہجرت میں حبشہ روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں سانپ نے ڈس لیا' ملک حبشہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مر گئے' انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله﴾

''اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے اور (راستے ہی میں) موت آ جائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو گیا''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب کو اس امر پر متفق نہیں دیکھا کہ خالد بن حزام رضی اللہ عنہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے بھی ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' واللہ اعلم' ان کی اولاد میں سے ضحاک بن عثمان اور مغیرہ بن عبدالرحمٰن الحزامی ہیں یہ دونوں حامل علم وراوی علم ہیں۔

حضرت اسود بن نوفل رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ ام لیث بنت ابی لیث تھیں' ابولیث مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھے' اسود مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے انہیں موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے بیان کیا' ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کے نام میں غلطی کی کہ انہیں نوفل بن خویلد کر دیا۔ حالانکہ وہ اسود بن نوفل بن خویلد ہی ہیں جو اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

ان کی اولاد میں سے محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الاسود بن نوفل بن خویلد تھے جن کی کنیت ابوالاسود تھی یہ وہی ہیں جنہیں عروہ بن الزبیر کا یتیم کہا جاتا ہے عالم وراوی تھے۔ اسود بن نوفل کی کوئی بقیہ اولاد نہ رہی۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ عاتکہ بنت خالد بن عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے' دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے۔ سب کی روایت میں وہیں ان کی وفات ہوئی' بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہ:

ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ قریبہ کبریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے' سب کی روایت میں انہوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' جنگ طائف میں

شہید ہوئے' بقیہ اولا دنہ تھی' اس روز ان کے گھوڑے نے انہیں (گرا کے) کچل دیا۔

ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ قلعہ طائف کی طرف کے گروہ میں تھے ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے امن دو کہ تم لوگوں سے گفتگو کروں ان لوگوں نے انہیں امن دیا پھر اتنے تیر مارے کہ قتل ہو گئے۔

بنی عبدالدار بن قصی

حضرت ابوالروم بن عمیر بن ہاشم رضی اللہ عنہ:

ابن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی ان کی والدہ رومیہ تھیں مصعب بن عمیر کے علاتی بھائی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق نے بھی اپنی روایت میں ان لوگوں میں بیان کیا جنہوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' احد میں حاضر ہوئے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولا دنہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوالروم مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے اگر وہ ان میں سے ہوتے تو ان لوگوں کے ساتھ ضرور بدر میں حاضر ہوتے جو ملک حبشہ سے بدر سے پہلے آئے تھے لیکن وہ احد میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت فراس بن النضر رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی ان کی والدہ زینب بنت النباش بن زرارہ تھیں جو بنی اسد بن عمرو بن تمیم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے' انہوں نے سب کی روایت میں دومرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ سوائے اس کے کہ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ان کے بارے میں غلطی کرتے تھے اور النضر بن الحارث بن علقمہ کہتے تھے النضر بن الحارث تو یوم بدر میں شجاعت کے ساتھ کافر مارا گیا بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر جوشخص اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ اس کے بیٹے فراس بن النضر بن الحارث تھے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولا دنہ تھی۔

حضرت جہم بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عبد بن شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ رُہیمہ تھیں اخیافی بھائی جہیم بن ملت' مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف اس طرح ہجرت کی تھی کہ ان کے ساتھ ان کی بیوی حریملہ بنت عبدالاسود بن خزیمہ بن قیس بن عامر بن بیاضہ الخزاعیہ بھی تھیں' ہمراہ دونوں بیٹے جو انہیں حریملہ سے تھے۔ عمرو وخزیمہ فرزندان جہم بھی تھے حریملہ بنت الاسود ملک حبشہ ہی میں وفات پا گئیں۔

حلفائے بنی عبدالدار

حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ:

کہا جاتا ہے کہ ازد میں سے تھے بعض نے کہا کہ بنی عبدالدار کے مولیٰ تھے' مکہ میں اسلام لائے ان پر عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں مگر وہ انکار کرتے تھے۔ بنی عبدالدار کی ایک قوم کے لوگ انہیں دو پہر کو سخت گرمی میں لوہے کی بیڑیوں میں نکالتے تھے کپڑے پہنائے جاتے تھے اور گرم ریت میں اوندھے منہ لٹا دیا جاتا تھا اور پتھر ان کی پیٹھ پر رکھ دیا جاتا تھا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو جاتے تھے وہ برابر اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ ان کے ہمراہ ہجرت ثانیہ میں روانہ ہوئے۔

بنی زہرہ بن کلاب

حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں' سعد بن ابی وقاص کے حقیقی بھائی تھے۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے اور گیارھویں تھے انہوں نے اپنی والدہ سے جو سختیاں اور ایذائیں اٹھائیں وہ قریش میں سے کسی نے نہیں اٹھائیں۔ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں تیراندازی سے فارغ ہو کر آیا تو لوگ میری والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس اور میرے بھائی عامر کے پاس جو اسلام لائے تھے جمع تھے' میں نے کہا' لوگوں کی کیا حالت ہے' ان لوگوں نے کہا کہ یہ تمہاری والدہ ہیں تمہارے بھائی عامر کو پکڑا ہے اور اللہ سے یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ نہ کسی چیز کے سائے میں بیٹھیں گی نہ کھانا کھائیں گی اور نہ پانی پئیں گی تاوقتیکہ عامر نئے دین کو ترک نہ کر دیں۔

سعد ان کے پاس گئے اور کہا کہ اے والدہ میرے پاس آؤ اور قسم کھاؤ' انہوں نے کہا کس کے لیے سعد نے کہا کہ اس کے لیے کہ تم نہ تو کسی چیز کا سایہ حاصل کرو گی نہ کھانا کھاؤ گی نہ پانی پیو گی تاوقتیکہ اپنی جہنم کی نشست گاہ نہ دیکھ لو گی۔ ماں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے بیٹے پر نیکی کی قسم کھاتی ہوں' اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وان جاھداك علی ان تشرك بی مالیس لك به علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا﴾ الی آخر الآیۃ. (اور اگر تیرے والدین تجھ پر اس امر کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کر جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کر اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ) عامر بن ابی وقاص احد میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت مطلب بن ازہر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں' مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے' دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی ہمراہ ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بھی تھیں' مطلب کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی والدہ رملہ بنت ابی عوف تھیں عبد دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔

ان کے بھائی:

حضرت طلیب بن ازہر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ بھی الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے' بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے انہیں بیان نہیں کیا۔

طلیب بن ازہر کی اولاد میں محمد تھے' ان کی والدہ رملہ بنت ابی عوف ابن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم تھیں' طلیب اپنے بھائی مطلب بن ازہر کے بعد رملہ کے دوسرے شوہر تھے۔

حضرت عبداللہ الاصغر بن شہاب رضی اللہ عنہ:

بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزیٰ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں عبداللہ کا نام عبدالجان تھا۔ جب اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا وہ عبداللہ الاصغر بن شہاب تھے زمانہ قدیم میں اسلام لائے بروایت محمد بن عمرو ہشام بن محمد بن السائب الکلبی انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ آئے اور مدینہ کی ہجرت سے پہلے وفات پاگئے۔ زہری کے' ماں کی جانب سے نانا تھے باپ کی طرف سے ان کے دادا' عبداللہ اکبر بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھے۔

عبداللہ اکبر کی والدہ بھی بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزیٰ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔ مکہ سے انہوں نے ہجرت نہیں کی مشرکین کے ساتھ بدر میں موجود تھے ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے یوم احد میں باہم عہد و پیمان کیا تھا۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں گے تو ضرور ضرور آپ کو قتل کر دیں گے۔ یا آپ کے آگے قتل ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن شہاب' ابی بن خلف' ابن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص۔ ان کے بھائی

حضرت عبداللہ الاکبر بن شہاب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزیٰ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں' مکہ میں بزمانہ قدیم اسلام لائے' ملک حبشہ کی دونوں ہجرتوں سے پہلے وفات پاگئے انہیں کی اولاد میں زہری فقیہ ہیں جن کا نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب تھا۔

حلفائے بنی زہرہ بن کلاب

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعید بن ہذیل بن مدرکہ ان کی والدہ ام عبد بنت عبدود بن سوی بن قریم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں ام عبد کی والدہ ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے پھر مدینہ آ کے احد میں حاضر ہوئے۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ احد میں حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد وہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی' عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں ام عبد کا انتظار کیا حالانکہ وہ جنازے کے آگے جا چکیں تھیں۔

خثیمہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے پاس ان کے بھائی عتبہ کی خبر مرگ آئی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' کہنے لگے کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ نے بنا دیا ہے' فرزند آدم اس پر قادر نہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ:

حسنہ ان کی والدہ تھیں جو عدویہ تھیں' والد کا نام عبداللہ بن المطاع بن عمرو بن کندہ تھا' بنی زہرہ کے حلیف تھے' کنیت ابوعبداللہ تھی' ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ شریک تھے۔

محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ حسنہ والدہ شرحبیل' سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کی بیوی تھیں' سفیان سے ان کے یہاں خالد و جنادہ پیدا ہوئے' سفیان بن معمر نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اپنی بیوی حسنہ کو بھی ساتھ لے گئے' خالد و جنادہ اور ان کے اخیافی بھائی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے۔

محمد بن عمر کہتے تھے کہ سفیان بن معمر بن حبیب الجمحی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے اور حسنہ سفیان کی والدہ تھیں بیوی نہ تھیں انہوں نے ملک حبشہ کو ہجرت کی تو ہمراہ ان کے بھائی شرحبیل رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ حسنہ اور دونوں بیٹے جنادہ و خالد بھی تھے۔

ابومعشر بیان کرتے تھے کہ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ان بنی جمح میں سے تھے جنہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی' وہ نہ سفیان بن معمر کا ذکر کرتے تھے اور نہ ان کے کسی لڑکے کا' موسیٰ بن عقبہ نے ان میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا' اور نہ ان کی روایت میں شرحبیل رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں میں ذکر ہے جنہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

حسن سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص جب موت کے قریب تھے تو انہوں نے اپنے دربانوں کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا کیسا ساتھی تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے محبت والے ساتھی تھے کہ ہمارا اکرام کرتے‘ ہمیں دیتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے انہوں نے کہا کہ میں یہ صرف اس لیے کرتا تھا کہ تم لوگ مجھے موت سے بچا لو گے اور موت یہ آ گئی لہٰذا تم لوگ مجھے اس سے بچاؤ۔

قوم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا واللہ اے ابو عبداللہ ہم لوگ آپ کو ایسا نہیں سمجھتے تھے کہ آپ ایسی باریک باتیں کریں گے آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ موت کو آپ سے ذرا بھی نہیں ہٹا سکتے۔ عمرو نے کہا واللہ‘ میں نے اس بات کو کہا ہے اور میں ضرور جانتا ہوں کہ تم لوگ ذرا بھی موت سے مجھے نہیں بچا سکتے‘ لیکن واللہ مجھے اپنا اس حالت میں ہونا کہ میں نے تم میں سے کسی کو بھی اس لیے نہیں اختیار کیا کہ مجھے موت سے بچائے گا فلاں فلاں امر سے زیادہ محبوب ہے وائے افسوس ابن ابی طالب پر جو کہتے ہیں کہ دربان ان کی موت کے امراء ہیں۔

عمرو نے کہا کہ اے اللہ میں بری نہیں ہوں‘ میرا عذر قبول کر‘ میں قوی نہیں ہوں میری مدد کر اور اگر تو نے مجھے رحمت کے ساتھ نہ پایا تو میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہوں گا۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں وصیت کی کہ اے بیٹے جب میں مر جاؤں تو مجھے ایک غسل تو پانی سے دینا پھر کپڑے سے پوچھنا دوبارہ خالص پانی سے غسل دینا اور کپڑے سے پوچھنا‘ سہ بارہ ایسے پانی سے غسل دینا جس میں کسی قدر کافور ہو۔ پھر کپڑے سے پوچھنا۔

جب مجھے کپڑے پہنانا (یعنی کفن دینا) تو گھنڈی لگا دینا کیونکہ میں جھگڑا کرنے والا ہوں پھر تابوت پر اٹھانا تو ایسی رفتار سے لے چلنا جو دونوں رفتاروں (یعنی سست و تیز) کے درمیان ہو۔ تم میرے جنازے کے پیچھے ہونا کیونکہ اس کے آگے کا حصہ ملائکہ کے لیے ہے اور پیچھے کا بنی آدم کے لیے۔ جب مجھے قبر میں رکھ دینا تو مٹی ڈال دینا۔

اس کے بعد کہا کہ اے اللہ تو نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے عمل کیا اور تو نے ہمیں منع کیا تو ہم نے ترک کیا۔ میں بری نہیں ہوں‘ میرا عذر قبول کر‘ میں قوی نہیں ہوں میری مدد کر‘ لیکن لا الٰہ الا اللہ‘ وہ برابر انہیں کلمات کو کہتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات ہو گئی۔

معاویہ بن حدیج سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کی جو سخت علیل تھے۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ (مرض سے) گھلتا ہوں اور تندرست نہیں ہوتا اپنی نجات کو مصیبت سے زیادہ پاتا ہوں۔ اس حالت پر بوڑھے کی زندگی کیا ہوگی۔

عوانہ بن الحکیم سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کہتے تھے کہ اس شخص کے لیے تعجب ہے جس پر موت نازل ہو مگر عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے جب ان پر موت نازل ہوئی تو ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ اے والد آپ کہا کرتے تھے کہ اس شخص پر تعجب ہے کہ جس شخص پر موت نازل ہو اور اس کی عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے۔ لہٰذا آپ ہم سے موت کو بیان کیجئے کیونکہ آپ کی عقل آپ کے ساتھ ہے۔

معاویہ بن خدیج نے بیچ میں پڑ کے ان کی حالت درست کر دی انہوں نے دونوں کے درمیان ایک اقرار نامہ لکھا جس میں لوگوں کے لیے اور خاص کر معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے عمرو پر کچھ شرطیں مقرر کیں۔ یہ عمرو کے لیے سات سال تک مصر کی ولایت ہوگی۔ بہ ایں شرط کہ عمرو پر معاویہ کی فرمانبرداری و طاعت ضروری ہوگی۔ اس پر دونوں نے باہم اعتبار اور اقرار کر لیا۔ اور دونوں نے اپنے اپنے اوپر گواہ بنا لیے۔

عمرو بن العاص مصر پر والی ہو کے چلے گئے۔ یہ آخر ۳۷ھ میں ہوا پھر واللہ وہ مصر میں دو یا تین سال سے زائد نہ رہے کہ وفات پا گئے۔

ابن شماسۃ المہری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرو بن العاص موت کے آثار میں تھے تو ہم لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنا منہ دیوار کی طرف پھر کر خوب رو رہے تھے بیٹے کہہ رہے تھے کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ بشارت نہیں دی اور کیا آپ کو یہ بشارت نہیں دی؟ وہ اس پر بھی رو رہے تھے اور ان کا منہ دیوار ہی کی طرف تھا۔

انہوں نے ہماری طرف منہ کیا اور کہا کہ جو چیز تم سب سے بہتر مجھ پر شمار کرتے ہو وہ کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ ﷺ ہے لیکن میں تین حالات پر رہا ہوں۔

میں نے اپنے کو اس حالت پر دیکھا ہے کہ ایک زمانہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قابل بغض و عداوت کوئی نہ تھا' مجھے اس سے زیادہ کوئی امر پسند نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر قابو پاؤں اور آپ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو اہل دوزخ میں سے ہوتا۔

اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تا کہ آپ سے بیعت کروں' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنا داہنا ہاتھ پھیلایئے میں آپ سے بیعت کروں گا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا فرمایا کہ اے عمرو تمہیں کیا ہوا۔ عرض کی میں کچھ شرط چاہتا ہوں' فرمایا کیا شرط کرتے ہو۔ عرض کی یہ کہ میری مغفرت کر دی جائے' فرمایا کہ اے عمرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام انسان کے پہلے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ ہجرت بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھا دیتی ہے اور حج بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھا دیتا ہے۔

میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ بزرگ تھا اگر مجھ سے درخواست کی جاتی کہ میں آپ کی تعریف کروں تو مجھے طاقت نہ تھی اس لیے کہ آپ کی بزرگی کو اپنی آنکھ میں بھرنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو امید تھی کہ میں اہل جنت سے ہوتا۔

بعد کو چند چیزیں ہمارے قریب آ گئیں' مجھے معلوم نہیں کہ میں اس میں کیا ہوں' یا اس میں میرا کیا حال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو نوحہ کرنے والی اور آگ میرے ساتھ نہ ہو جب تم لوگ مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالنا۔ اس سے فارغ ہو کے اتنی دیر میری قبر کے پاس ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے مجھے انس رہے گا۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پروردگار کے قاصد کس امر کے ساتھ میرے پاس لوٹائے جاتے ہیں۔

سے زیادہ امت کے حال کے مناسب اور اس کی پراگندگی کو زیادہ جوڑنے والی نہیں دیکھی کہ ہم لوگ اس کے امور پر زبردستی قبضہ نہ کریں اور نہ اسے مجبور کریں یہاں تک کہ یہ امر امت کی رضامندی اور مشورے سے ہو۔ میں اور میرے رفیق عمرو (ایک ہی بات پر متفق ہیں (یعنی) علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے معزول کرنے پر' آئندہ یہ امت اس امر میں غور کرے گی' ان میں مشورہ ہوگا اپنے میں جس کو چاہیں گے والی بنائیں گے۔ میں نے علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیا ہے۔ لہٰذا تم اپنا والی امر جس کو چاہو بنا لو۔

یہ تقریر کر کے ابوموسیٰ کنارے ہٹ گئے' عمرو بن العاص آگے آئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ تم لوگوں نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے ساتھی (علی رضی اللہ عنہ) کو معزول کر دیا۔ میں نے بھی ان کے ساتھی کو معزول کر دیا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ میں اپنے ساتھی معاویہ رضی اللہ عنہ کو قائم رکھتا ہوں کیونکہ وہ ابن عفان کے ولی اور ان کے خون کے انتقام کے طلبگار ہیں اور ان کی قائم مقامی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ اے ابوموسیٰ تم پر افسوس ہے تمہیں عمرو اور ان کے مکائد سے کس نے معزول کر دیا۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں کیا کروں انہوں نے ایک امر میں مجھ سے اتفاق کیا پھر اس سے ہٹ گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے ابوموسیٰ تمہارا کوئی گناہ نہیں' گناہ کسی اور کا ہے جس نے تمہیں اس مقام پر آگے کیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو انہوں نے مجھ سے وعدہ خلافی کی تو میں کیا کروں۔

ابوموسیٰ نے عمرو سے کہا کہ تمہاری مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اس پر حملہ کرو تو زبان نکال دیتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دو تو زبان نکال دیتا ہے۔ عمرو نے جواب دیا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جو دفتر اٹھاتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ امت کس کی طرف جائے گی' اس کی طرف جو پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کیا کیا اور دوسرے کمزور کی طرف۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر الاشعری اس کے قبل مر جاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

الزہری سے مروی ہے کہ جس وقت خوارج نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تو عمرو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے تم نے میری تدبیر کو اپنے لیے کیسا دیکھا۔ جس وقت تمہارا دل تنگ تھا اور اپنے گھوڑے الورد کو سست رفتار سمجھ کر اس پر افسوس کر رہے تھے تو میں نے تمہیں مشورہ دیا کہ تم ان لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دو میں جانتا تھا کہ اہل عراق شبہے والے ہیں' وہ اس امر پر اختلاف کریں گے۔ علی رضی اللہ عنہ تمہیں چھوڑ کر ان میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ لوگ آخر کو (علی رضی اللہ عنہ) کے قاتل ہوں گے اور کوئی لشکر جنگ میں ان لوگوں سے زیادہ کمزور نہ ہوگا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جب حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہوگئی تو انہوں نے لقمہ مصر کو عمرو کے لیے ان کی زندگی بھر کے لیے بہت سمجھا۔ عمرو نے یہ سمجھا کہ پورا معاملہ ان کی وجہ اور خوش تدبیری ان کی توجہ اور کوشش سے سلجھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا کہ مصر کے ساتھ شام کا بھی اضافہ کر دیں گے مگر کیا نہیں تو عمرو معاویہ سے بھڑک گئے۔ دونوں میں اختلاف اور غلط فہمی ہوگئی۔ لوگ بھی سمجھ گئے اور گمان کیا کہ ان دونوں کی رائے متفق نہ ہوگی۔

میں ان کے قریب ہو گئے باہم قاصدوں کی آمد و رفت ہوئی۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔ مگر ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کون کرے گا؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی ہم اپنی جماعت میں سے لیں گے جسے ہم منتخب کریں گے اور ایک تم اپنی جماعت سے لینا جسے تم منتخب کرنا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو منتخب کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو۔

زیاد بن النضر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا ان کے ہمراہ چار سو آدمی تھے جن پر (امیر) شریح بن ہانی تھے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے جو ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ان کے امور کے نگراں تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چار سو شامیوں کے ہمراہ بھیجا۔ دونوں گروہ دومۃ الجندل پہنچ گئے۔

عمرو بن الحکم سے مروی ہے کہ جب لوگ دومۃ الجندل میں جمع ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا کہ عمرو سے ہوشیار رہنا وہ یہی چاہیں گے کہ تم کو آگے کریں اور کہیں گے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور مجھ سے عمر میں زیادہ ہو لہٰذا ان کے کلام میں خوب غور کر لینا۔

یہی ہوا کہ جب دونوں جمع تھے تو عمرو کہتے تھے کہ تم نے مجھ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہے اور تم مجھ سے عمر میں بھی زیادہ ہو لہٰذا تم تقریر کرو۔ پھر میں تقریر کروں گا۔ عمرو یہی چاہتے تھے کہ تقریر میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آگے کریں تاکہ وہ علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیں۔

دونوں اس پر متفق ہو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے خلافت کو معاویہ رضی اللہ عنہ پر باقی رکھنا چاہا مگر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (کو خلیفہ کیا جائے) عمرو نے کہا کہ مجھے اپنی رائے سے خبر دو ابوموسیٰ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان دونوں کو معزول کر دیں اور اس امر خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیں' وہ لوگ اپنے لیے جسے چاہیں انتخاب کر لیں عمرو نے کہا یہی میری بھی رائے ہے۔

دونوں لوگوں کے سامنے آئے جو جمع تھے عمرو نے ابوموسیٰ سے کہا کہ اے ابوموسیٰ دونوں کو بتا دو کہ ہم دونوں کی رائے متفق ہوگئی ہے۔ ابوموسیٰ نے تقریر کی انہوں نے کہا کہ ہماری رائے ایک ایسے امر پر متفق ہوگئی ہے جس سے ہمیں امید ہے کہ اس امت کی حالت درست ہو جائے گی۔

عمرو نے کہا کہ سچ کہا اور نیکی کی۔ ابوموسیٰ اسلام اور اہل اسلام کے کیسے اچھے نگہبان ہیں لہٰذا اے ابوموسیٰ تقریر کرو۔

ابن عباس موسیٰ کے پاس آئے ان سے خلوت میں گفتگو کی اور کہا کہ تم فریب میں ہو۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم شروع نہ کرنا اور ان کے بعد تقریر کرنا؟ مجھے اندیشہ ہے کہ انہوں نے تمہیں خالی بات دے دی۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو مجمع میں اور ان کے جمع ہونے پر اس سے ہٹ جائیں گے۔ اشعری نے کہا کہ تم اس کا اندیشہ نہ کرو۔ ہم دونوں متفق ہو گئے ہیں اور ہم نے صلح کر لی ہے۔

ابوموسیٰ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگو ہم دونوں نے اس امت کے معاملے میں غور کیا۔ کوئی بات اس

علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ کھڑے ہوئے اہل کوفہ کو خطبہ سنایا اور کہا کہ امابعد' مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن العاص نے جو بدتر ابن بدتر ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے مطالبہ پر بیعت کر لی ہے اور انہوں نے اس پر ان لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے واللہ عمرو اور ان کی مدد خشک بازو ہے۔

عکرمہ بن خالد وغیرہ سے مروی ہے کہ زمانہ صفین میں عمرو بن العاص قلب لشکر میں خود اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے' جب انہی دنوں میں سے ایک دن ہوا تو اہل شام واہل عراق نے باہم قتال کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا ہماری صفوں کے پیچھے سے ایک بہت ہتھیار والا لشکر نظر آیا جنہیں میں پانچ سو سمجھتا ہوں ان میں عمرو بن العاص تھے' علی رضی اللہ عنہ ایک دوسرے لشکر کے ساتھ آئے جو تعداد میں عمرو بن العاص کے لشکر کے برابر تھا' رات کے ایک گھنٹہ تک باہم جنگ ہوئی' مقتولین کی کثرت ہوگئی عمرو بن العاص نے اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا کہ اے اہل شام' اپنی زمین کا خیال کرو' لوگ پیادہ ہو گئے اور وہ انہیں لے گئے۔ اہل عراق بھی پیادہ روانہ ہوئے' میں نے عمرو بن العاص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے اور کہتے تھے:

وصبرنا على مواطن ضنكٍ وخطوب ترى البياض الوليد

''ہم نے ان تنگ اور خطروں کے مقامات میں صبر کیا ہے' جو بچے کو بوڑھا بنا دیتے ہیں''۔

اہل عراق کا ایک شخص آ رہا تھا وہ بچ کر عمرو تک پہنچ گیا اور انہیں ایک ایسی تلوار ماری جس نے ان کا شانہ مجروح کر دیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ابوالسمراء ہوں' عمرو بھی اسے پا گئے اور ایسی تلوار ماری کہ اس کے آر پار کر دی' عمرو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہٹ آئے ان کے ساتھی بھی ہٹ گئے۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمرو بن العاص کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے لیے کرسیاں رکھی گئیں۔ لوگوں کی صفیں وہ خود قائم کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مونچھ کترنے کی طرح (کاٹ ڈالو) وہ بغیر زرہ کے تھے میں ان سے قریب تھا اور انہیں کہتے سن رہا تھا کہ شیخ ازدی یا دجال (کاقتل) تم پر لازم ہے یعنی ہاشم بن عتبہ کا۔

الزہری سے مروی ہے کہ لوگوں نے صفین میں ایسا شدید قتال کیا کہ اس کا مثل اس دنیا میں کبھی نہیں ہوا۔ اہل شام وعراق نے بھی قتال کو ناپسند کیا۔ باہمی شمشیر زنی نے طرفین کو بیزار کر دیا تو عمرو بن العاص نے جو اس روز معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر جنگ تھے۔ کہا کہ (اے معاویہ رضی اللہ عنہ) کیا تم میری بات مانو گے کہ کچھ لوگوں کو قرآن بلند کرنے کا حکم دو جو کہیں کہ اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی طرف اور جو اس کے شروع میں ہے اور اس کے ختم میں ہے اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تم یہ کرو گے تو اہل عراق میں باہم اختلاف ہو جائے گا اور یہ امر اہل شام میں سوائے اتفاق کے اور کچھ زیادہ نہ کرے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان لی اور عمل کیا' عمرو نے اہل شام میں سے چند آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے قرآن پڑھا اور ندا دی' اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی دعوت دیتے ہیں' اہل عراق میں اختلاف ہو گیا۔ ایک گروہ نے کہا کہ کیا ہم کتاب اللہ اور اپنی بیعت پر نہیں ہیں دوسروں نے جو قتال کو ناپسند کرتے تھے ہماری دعوت کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔

جب علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی سستی اور ان کی جنگ سے بیزاری دیکھی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس امر کی دعوت دی تھی اس

خالد رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور تھوڑی دیر اٹھائے رہے' مشرکین ان پر حملہ کرنے لگے تو وہ ثابت قدم رہے اس پر مشرکین پس وپیش کرنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مع اپنے اصحاب کے حملہ کر دیا' انہوں نے ان کے گروہ میں سے ایک جماعت کو جدا کر دیا ان کے بہت سے آدمیوں کو چھاپ لیا۔ پھر مسلمانوں کو جمع کیا' مشرکین ہزیمت کے ساتھ پلٹے۔

عبداللہ بن الحارث بن الفضل نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تنور (جنگ) بھڑ کا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے حیرۃ میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ یوم موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

(کہتے ہیں کہ) میرے [1] لیے میرے دین میں زیادہ مناسب ہے' اے محمد تم نے مجھے ایسی چیز کا مشورہ دیا ہے جو دنیا میں میرے لیے زیادہ معقول ہے اور آخرت میں بدتر' علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی ہے' وہ اپنی گذشتہ روایات پر اتراتے ہیں مجھے اپنی خلافت کے کسی کام میں شریک کرنے والے نہیں ہیں۔ اے وردان میں کوچ کروں گا' وہ روانہ ہوئے' ہمراہ ان کے دونوں بیٹے بھی تھے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے مطالبہ پر بیعت کی اور دونوں کے مابین ایک عہد نامہ لکھا گیا۔ جس کی نقل یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ عہد نامہ ہے جو قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد بیت المقدس میں معاویہ بن ابی سفیان وعمرو بن العاص کے درمیان ہوا ہے' دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کی امانت برداشت کی ہے ہمارے درمیان اللہ اور اسلام کے امر میں باہم مدد کرنے' خلوص کرنے اور خیر خواہی کرنے پر اللہ کا عہد ہے ہم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کی طرح کسی کی مدد ترک نہ کرے گا اور نہ بغیر اس کے کوئی راہ اختیار کرے گا ان امور میں جو ہمارے امکان میں ہوں گے۔ ہماری حیات تک نہ بیٹا ہمارے درمیان حائل ہو گا نہ باپ' جب مصر فتح ہو جائے گا تو عمرو اس کے مالک اور اس کی امارت پر ہوں گے جس پر امیر المومنین نے انہیں امیر بنایا ہے۔ ہمارے درمیان میں ان امور پر جو ہمیں پیش آئیں گے باہم خیر خواہی مشورہ اور مدد رہے گی' لوگوں میں اور عام امور میں معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پر امیر ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ امت کو متفق کر دے پھر جب امت متفق ہو جائے گی تو دونوں اس کے عمدہ طریقے میں اس عمدہ شرط پر ان لوگوں میں بھی ہوں گے جو اللہ کے معاملے ان دونوں کے درمیان اس صحیفے میں ہے (یعنی ساری امت کے متفق ہونے پر بھی عمرو بن العاص معاویہ کے ماتحت ہوں گے) بہ قلم وردان ۳۸ھ''۔

---

[1] پہلے بیٹے کی بات ہے جنہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بجائے علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کا مشورہ دیا تھا جو دین کے حق میں زیادہ بہتر تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ:

خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں مصاحب تھا' عثمان بن طلحہ سے ملا' ان سے وہ بات بیان کی جس کا میں ارادہ کرتا تھا' انہوں نے فوراً قبول کرلیا۔ ہم دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی شب کی تاریکی میں چلے۔ مقام الھل پہنچے تو اتفاق سے عمرو بن العاص ملے انہوں نے ہم کو مرحبا (خوش آمدید) کہا ہم نے کہا کہ تم کو بھی (مرحبا) پوچھا تمہاری روانگی کہاں ہے ہم نے انہیں خبر دی انہوں نے بھی ہمیں یہ خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد رکھتے ہیں۔ تا کہ اسلام لائیں۔

ہم تینوں ساتھ ہو گئے' یکم صفر ۸ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ حاضر ہوئے جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا تو آپ کو یا نبی اللہ کہہ کر سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا' میں اسلام لایا اور حق کی شہادت دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے عقل سمجھتا تھا اور امید کرتا تھا کہ وہ تمہیں سوائے خیر کے اور کسی کے سپرد نہ کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے بعد عرض کی' میں نے اللہ کے راستے سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اسلام اپنے قبل کے گناہوں کو قطع کر دیتا ہے' عرض کی یا رسول اللہ اس کے باوجود (دعائے مغفرت فرمایئے) فرمایا اے اللہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے تیری راہ سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں ان کی مغفرت کر دے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما بھی آئے اور اسلام لائے' دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی' واللہ جس روز سے میں اسلام لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز میں جزا دیتے تھے اس میں کسی کو میرے برابر نہیں کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے بعد اور خالد رضی اللہ عنہ کے اپنے پاس آنے کے بعد انہیں الممنا (جو مکان کا نام ہے) عطا فرمایا' الممنا حارثہ بن النعمان کے مکانات تھے جو انہیں اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملے تھے وہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیئے ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بطور جاگیر عطا فرمایا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جنگ موتہ میں امراء شہید ہو گئے تو ثابت بن اقرم نے جھنڈا لے لیا اور پکارنے لگے کہ اے آل انصار! لوگ ان کی طرف لوٹنے لگے انہوں نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہا کہ اے ابوسلیمان تم جھنڈا لے لو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے نہ لوں گا۔ تم مجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہو' تمہارے لیے سن کی بھی بزرگی ہے اور تم بدر میں بھی حاضر تھے' ثابت نے کہا کہ اے شخص اسے لو کیونکہ واللہ میں نے اسے صرف تمہارے ہی لیے لیا ہے' ثابت نے لوگوں سے کہا کیا تم خالد رضی اللہ عنہ پر متفق ہو' انہوں نے کہا ہاں۔

امیہ کا مکان بڑھیوں کے پاس تھا معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ:

ابن فردہ بن فزالہ بن زید بن امرئ القیس بن الخزرج وہ زید مناۃ بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھے۔

دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے بدر میں حاضر نہیں ہوئے' انہیں جبرئیل سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ آنحضرت نے امیہ کے تین آدمیوں کو تشبیہ دی فرمایا کہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ جبرئیل کے مشابہ ہیں' عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہیں اور عبدالعزیٰ دجال کے مشابہ ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ دحیہ الکلبی کو جبرئیل سے تشبیہ دی جاتی تھی' عروہ بن مسعود کی مثال صاحب یٰسین کی سی تھی اور عبدالعزیٰ بن قطن کو دجال سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے جس شخص کو سب سے زیادہ جبرئیلؑ کے مشابہ دیکھا وہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو ترکی گھوڑے پر کھڑا تھا اس کے سر پر سفید عمامہ تھا جس کا کنارہ وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس کے گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوئے تھے' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' آپ نے ایک دم کھڑے ہو کے مجھے اس شخص سے ڈرا دیا فرمایا' کیا تم نے اسے دیکھا تھا' عرض کی جی ہاں' فرمایا: تم نے کس کو دیکھا تھا' عرض کی میں نے دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔ فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو بطور سریہ بھیجا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی فرمان دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اسے بصریٰ کے سردار کو دے دیں کہ اسے قیصر کے پاس بھیج دے' بصریٰ کے سردار نے اسے قیصر کو بھیج دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ دحیہ رضی اللہ عنہ اس سے حمص میں ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دیا۔ یہ واقعہ محرم ۷ھ کا ہے دحیہ بدر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان تک زندہ رہے۔

کتاب الطبقات کے حصۂ دہم کا جزو آخر ختم ہوا۔ الحمد للہ رب العلمین وصلوٰۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

تذکرۂ مہاجرین کے بعد انصار کا طبقہ ثانیہ مذکور ہوگا جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے مگر احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ۔

لمبان میں اس میں انہیں داخل کیا۔تو ان کی نصف ساق تک پہنچی' آپ نے حکم دیا' ہم نے گھاس (حرمل) جمع کی اور ان کے پاؤں پر ڈال دی جو لحد میں تھے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔عمر بن الخطاب اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی حال المزنی کے حال سے زیادہ پسند نہیں جس پر ہم مر کر اللہ سے ملیں۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد بن ناشرہ بن کعب بن جدی بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ان کی بیوی سخیلہ بنت عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں جن سے ان یہاں ایک جماعت پیدا ہوئی۔

عمرو بن امیہ بدر و احد میں مشرکین کے ساتھ آئے تھے۔مشرکین احد سے واپس ہوئے تو وہ اسلام لے آئے' بہادر آدمی تھے کہ جن کو جرأت تھی' کنیت ابوامیہ تھی وہ وہی شخص ہیں جن سے اس طرح روایت آئی ہے۔ابوقلابہ الجرمی عن ابی امیہ (یعنی ابوقلابہ الجرمی ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں)۔

ابی قلابہ سے اس حدیث میں مروی ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے عمرو بن امیۃ الضمری سے فرمایا یا ابا امیہ (اے ابوامیہ)

محمد بن عمر نے کہا کہ سب سے پہلے مشہد جس میں عمرو بن امیہ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے بیر معونہ تھا جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا اس روز انہیں بنی عامر نے گرفتار کر لیا۔عامر بن الطفیل نے ان سے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک قیدی کا آزاد کرنا تھا لہٰذا تم ان کی طرف سے آزاد ہو۔ان کی پیشانی کو قطع کر دیا' وہ مدینہ آئے آپ کو اصحاب کی خبر دی جو بیر معونہ میں شہید ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بچ گئے اور قتل نہیں کیے گئے جس طرح وہ لوگ قتل کیے گئے۔

عمرو بیر معونہ سے واپس آ رہے تھے کہ مدینہ کے قریب بنی کلاب کے دو آدمی ملے انہوں نے ان دونوں سے قتال کیا اور قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے انہیں امان تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا خون بہا ادا کیا یہ مقتول وہی تھے جن کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان لوگوں سے ان کی دیت میں مدد مانگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور ان کے ساتھ سلمہ بن اسلم بن حریش الانصاری کو بطور سریہ مکہ میں ابوسفیان بن حرب کے پاس بھیجا قریش کو معلوم ہوا تو ان کی جستجو کی' یہ دونوں پوشیدہ ہو گئے۔

عمرو بن امیہ شہر کے کنارے ایک غار میں پوشیدہ تھے کہ عبیداللہ بن مالک بن عبیداللہ التیمی پر قابو پا گئے اور اسے قتل کر دیا۔خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی طرف قصد کیا جو دار پر تھے اور انہیں تختہ دار سے اتار لیا' مشرکین کے ایک اور شخص کو جو بنی الدیل میں سے تھا اور کانا اور لانبا تھا قتل کیا پھر مدینہ آ گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آنے سے مسرور ہوئے اور دعائے خیر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو فرمان دے کے نجاشی کے پاس بھیجا ایک میں آپ نے لکھا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ سے نکاح کر دیں اور دوسرے میں فرمائش تھی کہ جو اصحاب ان کے پاس باقی ہیں وہ انہیں آپ کے پاس سوار کرا دیں۔نجاشی نے ام حبیبہ کا نکاح آپ سے کر دیا اور آپ کے اصحاب کو دو کشتیوں میں آپ کے پاس روانہ کر دیا۔مدینہ میں عمرو بن

الاقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہیں‘ لیکن میں نے ان لوگوں کے قلوب کو مانوس کیا تا کہ یہ اسلام لے آئیں اور میں نے جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام کی سپرد کر دیا۔

عمارہ بن غزیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع میں جعیل بن سراقہ کو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی سلامتی کا بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تھا۔

حضرت وہب بن قابوس المزنی رضی اللہ عنہ:

کوہ مزینہ سے اپنی بکریاں لائے‘ ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس تھے ان دونوں نے مدینے کو متغیر پایا تو دریافت کیا کہ لوگ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ احد میں ہیں‘ رسول اللہ ﷺ مشرکین قریش سے قتال کرنے گئے ہیں ان دونوں نے کہا کہ بچشم خود دیکھ لینے کے بعد ہم کوئی علامت دریافت نہیں کرتے دونوں اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے پاس احد میں حاضر ہوئے قوم کو جنگ کرتے ہوئے پایا غلبہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی طرف تھا۔

یہ لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو گئے پیچھے سے خالد بن الولید اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہما کا لشکر آیا‘ سب لوگ مل گئے ان دونوں نے اتنا سخت قتال کیا کہ مشرکین کا ایک گروہ ہٹ گیا‘ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے گروہ مشرکین کو بڑھتے ہوئے دیکھ کے فرمایا کہ اس گروہ کو کون ہٹائے گا۔ وہب بن قابوس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں وہ کھڑے ہوئے اور لوگوں پر اتنے تیر برسائے کہ سب واپس ہو گئے وہب لوٹے ایک اور گروہ ہٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس لشکر کو کون ہٹائے گا؟ المزنی نے کہا‘ یا رسول اللہ میں‘ وہ کھڑے ہوئے اور اس لشکر کو تلوار سے دفع کیا‘ وہ سب بھاگے‘ المزنی واپس آئے۔

ایک اور لشکر ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے کون اٹھے گا‘ المزنی نے کہا‘ یا رسول اللہ میں‘ فرمایا‘ اٹھو‘ تمہیں جنت کی خوشخبری ہے‘ المزنی خوش ہو کے یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ واللہ نہ میں قیلولہ کروں گا نہ جہاد سے معافی چاہوں گا وہ کھڑے ہوئے ان لوگوں میں گھس کر تلوار مارنے لگے اور ان کے انتہائی حصہ سے نکل جاتے تھے‘ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کی طرف دیکھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اے اللہ ان پر رحمت کر۔

وہ برابر اسی طرح لڑتے رہے لوگ انہیں گھیرے ہوئے تھے کہ ایک دم سے تلواریں اور نیزے ان پر پڑنے لگے ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ اس روز ان کے جسم پر بیس زخم پائے گئے جو سب کے سب نیزے کے تھے اور ہر زخم موت کے لیے کافی تھا اس روز بہت بری طرح ان کا مثلہ کیا گیا (یعنی ان کے اعضاء کاٹے گئے)۔ پھر ان کے بھتیجے حارث کھڑے ہوئے اور انہیں کے طریقے پر قتال کیا۔ وہ بھی قتل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ ان کی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تم سے راضی ہے کیونکہ میں تم سے راضی ہوں‘ یعنی وہب سے۔ آپ ان کے قدموں کے پاس کھڑے ہوئے باوجود اس کے کہ آپ کو زخم لگے تھے اور کھڑا ہونا آپ پر گراں تھا مگر آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ المزنی قبر میں رکھ دیئے گئے۔

کفن ایک چادر کا تھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر سر پر کھینچ دی اور اسے ڈھانک دیا اور

کہیں اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو بستیوں میں تلاش کریں۔ وہ ان کے پاس ان کے گھومنے کے مقام پر آئے ان لوگوں کے بہت بڑی جماعت تبوک میں حاضر ہوئی۔

ابورہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ جب آپ جہاد کرتے تھے تو وہ بھی شریک ہوتے تھے۔ بنی غفار میں ان کا ایک مکان تھا اکثر الصفراء عتیقہ اور اس کے قرب و جوار میں اترتے تھے جو کنانہ کی زمین ہے۔

سیدنا عبداللہ وعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما فرزندان ہبیب:

بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھے۔

دونوں کی والدہ ام نوفل بنت نوفل بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ دونوں زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر ہوئے۔ اور اسی روز شوال میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شہید ہوئے۔

سیدنا جعال بن سراقہ الضمری رضی اللہ عنہ:

کہا جاتا ہے کہ ثعلبی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سواد میں ان کا شمار ہوتا تھا جو انصار بنی سلمہ میں سے تھے' فقرائے مہاجرین میں سے تھے' مرد صالح' کریہ منظر اور بدشکل تھے۔ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر تھے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعال بن سراقہ رضی اللہ عنہ نے احد کی طرف جاتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ کل قتل کر دیئے جائیں گے وہ بے چینی سے سانس لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سینے پر پھیرا اور فرمایا کہ کیا کل سارا زمانہ نہ ہوگا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جعیل بن سراقہ مرد صالح' کریہ منظر اور بدشکل تھے خندق میں مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز ان کا نام بدل دیا آپ نے ان کا نام عمر رکھا مسلمان لوگ رجز پڑھنے اور کہنے لگے:

سماه من بعد جُعَيل عمر وكان للبائس يوما ظهر

''آپ نے جعیل کے بعد ان کا نام عمر رکھا۔ اور آپ اس دن فقیر کے پشت و پناہ تھے''۔

رسول اللہ ﷺ ان ناموں میں سے کچھ نہ کہتے تھے سوائے اس کے کہ آپ عمر کہتے تھے۔

شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے مروی ہے کہ جعیل بھی مسلمانوں کے ساتھ ''سماه من بعد جعيل عمر'' کہنے لگے اور سب کے ساتھ وہ بھی ہنستے تھے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ پرواہ نہیں کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جعال بن سراقہ تھے' تصغیر کر کے جعیل کہا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا' لیکن شعر میں اسی طرح عمر آیا۔ جعال المریسیع اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں غنائم خیبر میں سے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے عیینہ بن حصین اور الاقرع بن حابس اور ان کے مشابہ لوگوں کو تو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ روئے زمین کے تمام عیینہ اور

میں نے تمہارے قتل کا ارادہ نہیں کیا لیکن میں تم سے یہی چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک قوم تھی جن کے لیے اللہ کی طرف سے بہت سی نیکیاں گزر گئیں پھر اگر وہ چاہے تو جو نیکیاں ان کی گزریں ان کی وجہ سے ان کی مغفرت کر دے اور اگر چاہے تو جو کچھ انہوں نے نئی باتیں کیں ان کی وجہ سے ان پر عذاب کرے' ان کا حساب اللہ پر ہے۔

سیدنا مالک ونعمان رضی اللہ عنہما' فرزندان خلف:

ابن عوف بن دارم بن غنر بن وائلہ بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن اقصی بن حارثہ۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے ہمیں ان کے نام ونسب اسی طرح بتائے اور کہا کہ دونوں یوم احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر تھے۔ اسی روز شہید ہوئے اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابورہم کلثوم بن الحصین الغفاری رضی اللہ عنہ:

نام کلثوم بن الحصین بن خلف بن عبید بن معشر بن زید بن احیمس بن غفار بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے' غزوۂ احد میں حاضر ہوئے اسی روز انہیں ایک تیر مارا گیا جو سینے میں لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اس پر تھوک دیا جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ ابورہم کا نام منحور رہو گیا (یعنی جس کا سینہ چھیدا جائے)۔

ابی رہم الغفاری سے مروی ہے کہ عمرۂ قضاء میں میں ان لوگوں میں تھا جو قربانی کے اونٹوں کو ہنکاتے تھے اور ان پر سوار ہوتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے جعرانہ جا رہے تھے تو ابورہم الغفاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اپنی اونٹنی پر تھے پاؤں میں ناپاک جوتیاں تھیں' ان کی اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے ٹکرا گئی۔

ابورہم نے کہا کہ میری جوتی کا کنارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی پر لگا جس سے آپ کو چوٹ لگ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاؤں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے میرے پاؤں کو چوٹ لگا دی اپنا پاؤں پیچھے رکھو۔ مجھے اپنے اگلے پچھلے گناہوں کی فکر ہو گئی اور اندیشہ ہوا کہ اس سخت فعل کی وجہ سے جو میں نے کیا میرے بارے میں قرآن نازل ہو گا۔

جب ہم نے جعرانہ میں صبح کی تو میں جانوروں کو چرانے کے لیے نکل گیا حالانکہ میری باری کا دن نہ تھا۔ اس خوف سے بچنا چاہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد مجھے بلانے کے لیے آئے گا۔

شام کو اونٹ واپس لایا۔ دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ واللہ ایک بات پیش آ ہی گئی۔ میں آپ کے پاس ڈرتے ڈرتے آیا۔ فرمایا کہ تم نے مجھے اپنے پاؤں سے دکھ دیا تو میں نے تمہیں کوڑا مارا۔ لہٰذا یہ بکریاں اس مار کے بدلے لے لو۔

ابورہم نے کہا کہ آپ کا مجھ سے راضی ہو جانا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تبوک کی روانگی کا ارادہ فرمایا تو ابورہم کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ دشمن کے مقابلہ پر چلنے کو

علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ قوم ضماد رضی اللہ عنہ کے ہیں تو کہا کہ لوگوں کو واپس کر دو۔ اونٹ واپس کر دیئے گئے۔

حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن الحارث بن الاعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ' اسلم ان لوگوں میں ہیں جو خود ان کے دونوں بھائی مالک وملکان فرزندان افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو ماء السماء تھے بطون خزاعہ سے الگ ہو گئے تھے۔ بریدہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی' وہ اس وقت اسلام لائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے ان پر گزرے۔

ہاشم بن عاصم الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو تنعیم میں بریدہ بن الحصیب حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی' وہ اور جو لوگ ان کے ہمراہ تھے سب اسلام لے آئے وہ لوگ قریب اسی گھر کے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

منذر بن جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رات کو بریدہ بن الحصیب کو سورۂ مریم کے شروع کی تعلیم دی تھی۔

بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ بدر واحد گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ وہ ساکنین مدینہ میں سے تھے اور آپ کے ہمرکاب مغازی میں شرکت کی۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المریسیع کے قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو ان کے بازو باندھ دیئے گئے اور انہیں ایک کنارے کر دیا گیا آپ نے ان پر بریدہ بن الحصیب کو عامل مقرر کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح مکہ میں دو جھنڈے باندھے ایک کو بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور دوسرے کو ناجیہ بن الاعجم نے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ کو قبیلۂ اسلم وغفار سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا تو ان کو اسلم کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں کو دشمن کے مقابلے پر چلنے کو کہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ ہی میں مقیم رہے' بصرہ جب فتح ہوا اور اسے شہر بنایا گیا تو وہاں منتقل ہو گئے اور زمین لے لی وہاں سے وہ جہاد کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہوئے' مرو میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی ان کے بیٹے وہیں رہے ان کی ایک جماعت آئی اور بغداد میں اتری سب نے وہیں وفات پائی۔

محمد بن ابی الفضی سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے بریدہ الاسلمی کو نہر بلخ کے پیچھے سے کہتے سنا کہ ایک لشکر کے دوسرے لشکر کو دفع کرنے کے سوا کوئی زندگی نہیں ہے۔

بکر بن وائل کے ایک شخص سے جن کا نام ہم سے نہیں لیا گیا مروی ہے کہ میں بجستان میں بریدہ الاسلمی کے ساتھ تھا بریدہ نے کہا کہ میں علی وعثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرنے لگا کہ ان کی رائے معلوم کروں قبلہ رو ہو کے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر۔ اے اللہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر اور اے اللہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر۔

اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمہارا باپ نہ رہے' کیا تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے' میں نے کہا واللہ

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہما کا ایک بت تھا جس کا نام ذوالکفین تھا انہوں نے اسے توڑ کے آگ لگا دی اور کہا:

یاذی الکفین لست من عبادك میلادنا اقدم من میلادك

انا حشوت النار فی فوادك

اس کے بعد حدیث اوّل کی طرف رجوع ہے۔

جب میں نے ذی الکفین کو آگ لگا دی تو ان لوگوں کو جو اس کا سہارا لیتے تھے ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے اور سب کے سب اسلام لے آئے' طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی وفات تک مدینہ میں رہے۔

جنگ یمامہ میں شہادت:

جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور جہاد کیا۔ طلیحہ اور سارے ملک نجد سے فارغ ہو گئے پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ گئے' ہمراہ ان کے بیٹے عمرو بن طفیل بھی تھے' طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہما یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ان کے بیٹے عمرو بن الطفیل مجروح ہوئے' ایک ہاتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وہ تندرست ہو گئے اور ہاتھ بھی اچھا ہو گیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ کھانا لایا گیا۔ وہ اس سے الگ ہٹ گئے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا شاید اپنے ہاتھ کی وجہ سے الگ ہو گئے انہوں نے کہا' ہاں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں اسے نہ چکھوں گا تاوقتیکہ تم اپنے ہاتھ سے نہ چھولو' کیونکہ واللہ سوائے تمہارے قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کچھ حصہ جنت میں ہو۔ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں جنگ یرموک میں شریک تھے کہ شہید ہو گئے۔

حضرت ضماد الازدی رضی اللہ عنہ:

ازدشنوہ میں سے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ازدشنوہ سے ایک شخص عمرے کے لیے مکہ آیا نام ضماد تھا۔ کفار قریش کو کہتے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص کے پاس جا کر اس کا علاج کروں (تو اچھا ہو جائے گا) وہ آپ کے پاس آئے اور کہا' یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہوا سے علاج کرتا ہوں' اگر آپ چاہیں تو آپ کا علاج کروں شاید اللہ نفع دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا' اللہ کی حمد کی اور ایسے کلمات فرمائے جنہوں نے ضماد رضی اللہ عنہ کو تعجب میں ڈال دیا۔ عرض کی میرے سامنے ان کا اعادہ فرمایئے آپ نے ان کلمات کا اعادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کلام کے مثل کبھی نہیں سنا میں نے کاہنوں کا اور شاعروں کا اور ساحروں کا کلام سنا ہے مگر اس کا مثل کبھی نہیں سنا جو دریا کی گہرائی تک پہنچا ہوا ہے' وہ اسلام لے آئے اور حق کی شہادت دی۔ اپنے اوپر اور اپنی قوم پر آپ سے بیعت کر لی۔

اس کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک سریے میں یمن کی طرف روانہ ہوئے لوگوں کو چمڑے کے برتن ملے تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں واپس کر دو کیونکہ یہ قوم ضماد کے برتن ہیں کہا جاتا ہے کہ انہیں کسی مقام پر بیس اونٹ ملے' لوگوں نے لے لیا۔

کر دُوہ آ ئے تو میں نے ان پر اسلام پیش کیا جس کو انہوں نے قبول کر لیا۔

میری بیوی آ ئیں تو میں نے ان سے بھی کہا کہ مجھ سے دور ہو کیونکہ نہ میں تمہارا ہوں نہ تم میری' انہوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں' کیوں' میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تمہارے درمیان جدائی کر دی' میں اسلام لے آیا اور دین محمد کی پیروی کر لی انہوں نے کہا کہ میرا دین بھی وہی ہے جو تمہارا دین ہے۔ میں نے کہا کہ حسی ذی الشریٰ جاؤ اور اس سے خوب طہارت کرو۔

ذی الشریٰ دوس کا بت تھا اور حسی اس کے محافظ تھے وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا جو پہاڑ سے گرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں کیا تمہیں ذی الشریٰ کے لڑکوں سے کسی شرارت کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا' نہیں تمہیں جو بات پیش آئے اس کا میں ضامن ہوں' وہ گئیں غسل کیا اور آئیں تو میں نے اسلام پیش کیا۔ وہ اسلام لے آئیں۔

قبیلۂ دوس کو دعوت اسلام:

میں نے دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی' مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ دوس مجھ پر غالب آ گئے آپ اللہ سے ان پر بددعا کیجئے' فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اللہ سے دوس پر بددعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ دوس کو ہدایت کر دے اور انہیں لے آئے۔

اس کے بعد پھر طفیل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف روانہ ہو' انہیں دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی کرو۔ میں روانہ ہوا اور دوس کی بستی میں رہ کر برابر انہیں دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور بدر واحد وخندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔

قوم کے ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جو اسلام لائے تھے رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے مدینہ میں دوس کے ستر یا اسی گھر (کے لوگ) اترے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیبر میں ملے آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ہمارا بھی حصہ لگایا' ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو اپنے لشکر کا میمنہ بنا دیجئے اور ہمارا شعار (جو بوقت جنگ اپنی شناخت کے لیے زباں سے کہتے ہیں) مبرور کر دیجئے' آنحضرت نے ہماری درخواست منظور فرمائی' تمام قبیلۂ ازد کا شعار آج تک مبرور ہے۔

طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں برابر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو مکہ کی فتح دی' عرض کی یا رسول اللہ مجھے ذی الکفین کی طرف بھیج دیجئے جو عمرو بن حممہ کا بت تھا کہ میں اسے جلا دوں آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کی طرف بھیجا اور انہوں نے اس کو جلا دیا۔ بت لکڑی کا تھا طفیل رضی اللہ عنہ اس پر آگ لگاتے وقت کہہ رہے تھے۔

یاذی الکفین لست من عبادك ... میلادنا اقدم من میلادك

انا حششت النار فی فوادك

''اے ذوالکفین میں تیرے بندوں میں نہیں ہوں۔ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے۔ میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی''۔

باپ کے درمیان بھائی اور بھائی کے درمیان' میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے' ہم لوگ تم پر اور تمہاری قوم پر اسی بات کا اندیشہ کرتے ہیں جو ہم میں آ گئی لہٰذا تم اس سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو۔

طفیل نے کہا کہ واللہ وہ لوگ برابر میرے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ اس شخص سے کچھ نہ سنوں گا اور نہ اس سے کلام کروں گا۔ صبح کو میں مسجد گیا تو اس اندیشے سے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی کہ اس کے کلام کی آواز پہنچے گی یہاں تک کہ مجھے دوروئی والا کہا جاتا تھا۔

خدمت مصطفی ﷺ میں حاضری کا شرف:

ایک روز صبح کو مسجد گیا' اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے قریب کھڑا ہو گیا اللہ کو اس کے سوا کچھ منظور نہ ہوا کہ وہ مجھے آپ کا کچھ کلام سنائے' میں نے اچھا کلام سنا' اپنے دل میں کہا کہ وائے گریۂ مادر' واللہ میں بھی ایک عقلمند شاعر ہوں مجھ پر برے سے اچھا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیا چیز اس امر سے مانع ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے نہ سنوں' جو کچھ وہ لائے اگر وہ اچھا ہو تو اسے قبول کروں برا ہو تو چھوڑ دوں۔

میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آپ اپنے مکان کی طرف واپس ہوئے۔ میں آپ کے پیچھے گیا۔ جب آپ اندر گئے تو میں بھی ساتھ گیا۔ میں نے کہا یا محمد (ﷺ) آپ کی قوم نے مجھ سے یہ اور یہ جس سبب سے کہا' کہا' واللہ انہوں نے مجھے آپ سے اس وقت تک خوف دلانا نہ چھوڑا جب تک کہ میں نے اپنے دونوں کان روئی سے بند نہ کر لیے تاکہ میں آپ کا کلام نہ سنوں' اللہ تعالیٰ کو اس کے سوا کچھ منظور نہ ہو کہ وہ مجھے آپ کا کلام سنائے۔ میں نے اچھا کلام سنا' لہٰذا آپ اپنا معاملہ مجھ پر پیش کیجئے۔

تاثیر قرآن اور قبول اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی' انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی اس سے اچھا کلام نہیں سنا اور نہ کوئی معاملہ اس سے زیادہ مناسب دیکھا' میں اسلام لاتا ہوں اور حق کی شہادت دیتا ہوں' عرض کی' یا نبی اللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ قوم میں میری فرمانبرداری کی جاتی ہے' میں انہیں کے پاس لوٹنے والا ہوں' لہٰذا اللہ سے دعا کیجئے کہ میں جس امر کی انہیں دعوت دوں اس میں وہ میرا مددگار ہو جائے' فرمایا اے اللہ ان کے لیے کوئی نشانی کر دے۔

میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس گھاٹی میں تھا جہاں حاضر و موجود لوگ نظر آتے تھے۔ تو میری دونوں آنکھوں کے درمیاں چراغ کی طرح ایک نور پیدا ہو گیا میں نے کہا اے اللہ میرے منہ کے علاوہ اس نور کو کہیں اور پیدا کر دے میں ڈرتا ہوں کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ مثلہ (چہرے کا تغیر یا داغ) جو ان کے دین کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے' وہ نور بدل کر میرے کوڑے کے سرے میں پیدا ہو گیا حاضرین اس نور کو میرے کوڑے میں اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے آویزاں قندیل۔

طفیل اپنے مکان میں داخل ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے پاس والد آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے والد مجھ سے دور رہو کیونکہ اب تم میرے نہیں ہو اور نہ میں تمہارا ہوں' پوچھا' میرے بیٹے' کیوں' میں نے کہا میں اسلام لے آیا اور دین محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی انہوں نے کہا کہ اے فرزند میرا دین بھی وہی ہے جو تمہارا دین ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ غسل کرو اور اپنے کپڑے پاک

نیچے ایک عورت سحماء بھی تھی' میں نے کہا کہ اے ابوذر سحماء سے نکاح کرلو انہوں نے کہا میں اس سے نکاح کروں گا جو مجھے ذلیل کرے یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو میری عزت کرے' میرے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر برابر رہا۔ یہاں تک کہ حق نے میرے لیے کوئی دوست نہ چھوڑا۔

ابی اسماء الرحبی سے مروی ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ ربذہ میں تھے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں جو کالی اور آراستہ تھیں زعفران وعطر کا کوئی نشان نہ تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مجھے یہ کالی کیا مشورہ دیتی ہے' یہ کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں' وہاں لوگ مجھ پر اپنی دنیا کے ساتھ جھک پڑیں گے لیکن میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل کے نیچے ایک ایسا راستہ ہے جو چکنا اور پھسلنے والا ہے' ہم اگر اس پر اس حالت میں آئیں کہ ہماری گٹھڑیوں میں قوت ہو گی تو ہم اس حالت سے نجات پانے کے زیادہ اہل ہوں گے کہ ہم اس پر اس حالت میں آئیں کہ لدی ہوئی پھل دار کھجور کی طرح ہوں۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنی سواری پر جھکے ہوئے تھے اور مشرق کی طرف منہ کیے ہوئے تھے' میں نے انہیں سوتا ہوا خیال کیا' ان سے قریب ہو گیا اور کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تم سوتے ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں نماز پڑھتا تھا۔

یزید بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک کالی لڑکی ہو گئی ان سے کہا گیا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ یہ تمہاری بیٹی ہے انہوں نے کہا کہ اس کی ماں تو یہی دعویٰ کرتی ہے۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے دو چادریں اوڑھیں ایک کو تہمد بنایا اس کے لمبے حصہ کو چادر بنالیا دوسری اپنے غلام کو اڑھا دی قوم کے پاس برآمد ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اگر تم دونوں اوڑھتے تو زیادہ بہتر ہوتا انہوں نے کہا' ہاں' لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ غلاموں کو اسی میں سے کھلاؤ جو تم کھاؤ۔ اور انہیں اسی میں سے پہناؤ جو تم پہنو۔

ایک اہل البادیہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی مجھے ان کے تمام اخلاق پسند آئے سوائے ایک خلق کے' پوچھا کہ وہ خلق (عادت) کیا ہے انہوں نے کہا کہ وہ عاقل تھے' جب بیت الخلاء سے آتے تو پانی بہا دیتے۔

سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہما:

ابن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد۔

عبدالواحد بن ابی عون الدوسی سے جن کا قریش سے معاہدۂ حلف تھا مروی ہے کہ طفیل بن عمرو الدوسی شریف' شاعر' مالدار اور بہت دعوت کرنے والے آدمی تھے' مکہ میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تھے۔

قریش کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں حیران کر دیا ہے۔ ہماری جماعت کو متفرق کر دیا اور ہماری حالت کو منتشر کر دیا ہے۔ اس کا کلام مثل سحر کے ہے جو بیٹے اور

جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے ان کے ساتھ یہی کیا انہیں شاہراہ پر رکھ دیا' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتھ جو شہر کے رہنے والے تھے آئے وسط راہ پر جنازے نے ان لوگوں کو خوف و پریشانی میں ڈالا کہ قریب تھا کہ اونٹ اسے روند ڈالیں۔ غلام اٹھ کر ان کے پاس گیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں' ان کے دفن میں میری مدد کرو۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ تم تنہا جاؤ گے' تنہا مرو گے اور (قیامت میں) تنہا اٹھائے جاؤ گے' وہ اور ان کے ساتھی اترے اور انہیں دفن کیا۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے آپ کی حدیث بیان کی اور جو کچھ آپ نے ان سے اپنی روانگی تبوک میں فرمایا تھا بیان کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے محاسن ابوذر کا بیان:

سعید بن عطاء بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں دیکھا جسے وہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے' میں نے کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس اس چادر کے سوا دوسری چادر نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ اگر میرے پاس ہوتی تو تم ضرور اسے میرے بدن پر دیکھتے' میں نے کہا کہ میں نے بہت دنوں پہلے تمہارے بدن پر دو چادریں دیکھی تھیں' انہوں نے کہا کہ اے بھتیجے وہ دونوں میں نے ایسے شخص کو دے دیں جو ان کا مجھ سے زیادہ محتاج تھا' میں نے کہا واللہ تم بھی تو ان کے محتاج تھے انہوں نے کہا کہ اے اللہ مغفرت کر تم تو دنیا کو بہت بڑا سمجھتے ہو' کیا تم دیکھتے نہیں کہ میرے بدن پر یہ چادر ہے اور مسجد کے لیے ایک اور ہے' میرے پاس بھیڑیں ہیں جن کا ہم دودھ دوہتے ہیں اور گدھے ہیں جن پر ہم غلہ لادتے ہیں' میرے پاس وہ شخص ہے جو ہماری خدمت کرتا ہے اور کھانے کی مشقت سے ہمیں سبکدوش کرتا ہے' پھر اور کون سی نعمت ہے جو اس سے افضل ہے جس میں ہم ہیں۔

ابی شعبہ سے مروی ہے کہ ہماری قوم کا ایک شخص ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کچھ ہدیہ پیش کرنے لگا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے پاس گدھے ہیں جن پر ہم سوار ہوتے ہیں' بھیڑیں ہیں جنہیں ہم دوہتے ہیں' لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور ہمارے پہننے سے زیادہ عباء ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ زیادہ کا مجھ سے حساب لیا جائے گا۔

عیسیٰ بن عمیلہ الفزاری سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنی بکری کا دودھ دوہتے دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے پہلے اپنے ہمسایہ اور مہمانوں سے (اس کا پلانا) شروع کرتے تھے۔ میں نے انہیں ایک رات کو دیکھا کہ انہوں نے اتنا دوہا کہ بکری کے تھنوں میں کچھ نہ رہا۔ سب انہوں نے نچوڑ لیا اور مہمانوں کے آگے کھجوریں بھی رکھ دیں جو تھوڑی سی تھیں پھر معذرت کی کہ اگر ہمارے پاس وہ چیز ہوتی جو اس سے افضل ہے تو ہم اسے بھی لے آتے' میں نے انہیں اس رات کو کچھ چکھتے نہیں دیکھا۔

خالد بن حیان سے مروی ہے کہ ابوذر و ابودرداء رضی اللہ عنہما دمشق میں بالوں کے ایک ہی سایہ بان میں تھے۔

عبداللہ بن خراش الکعبی سے مروی ہے کہ میں نے مقام ربذہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کو بالوں کے ایک سایہ بان میں پایا جس کے

ایسا کپڑا ہے جو کفن کے لیے کافی ہو۔

انہوں نے کہا روؤ نہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جماعت سے جن میں میں بھی تھا فرماتے سنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص بیابان میں مرے گا جس کے پاس مومنین کی ایک جماعت آئے گی میں وہی شخص ہوں جو بیابان میں مرتا ہے واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ لہٰذا تم راستہ دیکھو انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا حاجی بھی تو چلے گئے اور راستے طے ہو گئے۔

وہ ایک ٹیلے پر جاتیں کھڑی ہو کر دیکھتیں پھر واپس آ کر ان کی تیمارداری کرتیں اور ٹیلے کی طرف لوٹ جاتیں۔ اسی حالت میں تھیں کہ انہیں ایک قوم نظر آئی جن کی سواریاں انہیں اس طرح لیے جا رہی تھیں کہ گویا چرگدھ ہیں' چادر ہلائی تو تو وہ لوگ آئے اور ان کے پاس رک گئے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان کی وفات ہونے کو ہے' تم لوگ اسے کفن دو پوچھا وہ کون ہے' انہوں نے کہا' ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں' کہنے لگے کہ ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا کفن:

اپنے کوڑے گلوں میں ڈال لیے اور ان کی طرف بڑھے' پاس آئے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگوں کو خوشخبری ہو' اور حدیث بیان کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی' پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے مرتے ہیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرتے ہیں تو وہ دوزخ نہیں دیکھیں گے۔ تم لوگ سنتے ہو' اگر میرا کوئی کپڑا ہو جو کفن کے لیے کافی ہو تو سوائے اس کپڑے کے کسی میں کفن نہ دیا جائے' یا میری بیوی کا کوئی ایسا کپڑا ہو جو مجھے کافی ہو تو سوائے ان کے کپڑے کے کسی میں نہ کفن دیا جائے۔ میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں جو شخص حاکم یا نائب یا نقیب یا قاصد ہو وہ ہرگز مجھے کفن نہ دے۔

قوم ان اوصاف میں سے کسی نہ کسی کی حامل تھی' سوائے ایک نوجوان انصاری کے جس نے کہا کہ میں آپ کو کفن دوں گا کیونکہ آپ نے جو بیان کیا میں نے اس میں سے کچھ نہیں پایا۔ میں آپ کو اس چادر میں کفن دوں گا جو میرے بدن پر ہے اور ان دو چادروں میں سے ہے جو میرے صندوق میں تھیں اور انھیں میری ماں نے میرے لیے بنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم مجھے کفن دینا' راوی نے کہا کہ انہیں اس انصاری نے کفن دیا جو اس جماعت میں تھے اور ان کے پاس حاضر ہوئے تھے' انہیں میں حجر بن الابرد اور مالک الاشتر بھی ایک جماعت کے ساتھ تھے' یہ سب کے سب یمنی تھے۔

غریب الوطنی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا انتقال:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ جلاوطن کیا اور وہاں ان کی شئے مقدر (موت) پہنچی اور سوائے ان کی بیوی اور ایک غلام کے ان کے ساتھ کوئی نہ تھا تو انہوں نے وصیت کی کہ تم دونوں مجھے غسل وکفن دینا اور شاہراہ پر رکھ دینا' سب سے پہلے جو جماعت گزرے اس سے کہنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں ان کے دفن میں ہماری مدد کرو۔

غلام تھا۔ اور ان لوگوں کی امامت کرتا تھا' نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی' وہ آگے بڑھا' مگر ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کے پیچھے ہٹا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ اور خود اس کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن الاشتر سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ مقام ربذہ میں تھے۔ ان کی بیوی رونے لگیں پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ میں اس لیے روتی ہوں کہ مجھے تمہارے دفن کرنے کی طاقت نہیں اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چادر ہے جو تمہیں کفن کے لیے کافی ہو۔

فقر غیور کے تاجدار کا آخری وقت:

انہوں نے کہا کہ روؤ نہیں' میں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ میں خدمت نبوی میں ایک جماعت کے ساتھ تھا' فرماتے سنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص ایک بیابان میں مرے گا جس کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ جتنے لوگ اس مجلس میں میرے ساتھ تھے وہ جماعت اور آبادی میں مرے۔ سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں نے اس حالت میں بیابان میں صبح کی کہ اب مرتا ہوں' لہٰذا تم راستے میں انتظار کرو۔ عنقریب وہی دیکھو گی جو میں تم سے کہتا ہوں' واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ بیوی نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ حاجی بھی تو اب نہیں انہوں نے کہا کہ تم راستے میں انتظار کرو۔

وہ اسی حالت میں تھیں کہ ایک جماعت نظر آئی جن کو ان کی سواریاں اس طرح لیے جا رہی تھیں کہ گویا وہ لوگ چرگدھ (مرغ مردار خوار) ہیں' قوم سامنے آئی لوگ ان کی بیوی کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان ہے جس کو تم لوگ دفن کر دو گے تو اجر ملے گا۔ پوچھا وہ کون ہے۔ ان (بیوی) نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔

لوگ اپنے کوڑے گلے میں ڈال کر ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے لگے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں مبارک ہو۔ تم وہ جماعت ہو کہ تمہارے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا تم لوگ خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے ہلاک ہو جائیں اور وہ لوگ اسے (موجب اجر سمجھیں اور صبر کریں تو وہ کبھی دوزخ کو نہ دیکھیں گے۔

پھر کہا کہ میں نے آج جہاں صبح کی تم لوگ بھی دیکھتے ہو۔ اگر میرے کپڑوں میں سے کوئی چادر کافی ہوتی تو میں اسی کو کفن کے لیے اختیار کرتا' میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص جو حاکم ہو' یا نائب' یا قاصد مجھے ہرگز کفن نہ دے ساری قوم نے ان اوصاف میں سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا سوائے انصار کے ایک نوجوان کے جوان کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا ساتھی ہوں میرے صندوق میں دو چادریں ہیں جو میری والدہ کی بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک میرے بدن پر ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میرے ساتھی ہو' تم مجھے کفن دو۔

ابراہیم بن الاشتر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی رونے لگیں انہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ کہنے لگیں کہ میں اس لیے روتی ہوں کہ تمہارے دفن کرنے کی مجھے طاقت نہیں' نہ میرے پاس کوئی

لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں' تم دو آدمیوں پر بھی حکم نہ دینا اور نہ مالِ یتیم کے والی بننا۔

حارث بن یزید الحضرمی سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امارت کی درخواست کی تو فرمایا کہ تم ضعیف ہو اور وہ امانت ہے۔ قیامت کے روز رسوائی شرمندگی ہے سوائے اس شخص کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ اختیار کرے اور اسے ادا کرے جو اس پر اس کے بارے میں ہے۔

غالب بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں ایک شخص سے ملا جس نے کہا کہ میں بیت المقدس میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا جب وہ داخل ہوتے تھے تو اپنے موزے اتار دیتے تھے۔ تھوکتے یا کھنکھارتے تھے تو انہیں (دونوں موزوں) پر اس نے کہا کہ جو کچھ ان کے گھر میں تھا اگر وہ جمع کیا جاتا تو ان تمام چیزوں سے اس شخص کی چادر (قیمت میں) زیادہ ہوتی۔ جعفر نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث مہران بن میمونؒ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے گھر میں جو کچھ تھا وہ درہم کے بھی برابر تھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوائے ابوذر رضی اللہ عنہ کے آج نہ میں اور نہ اور کوئی شخص ایسا باقی ہے جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرتا ہو' انہوں نے (اظہار افسوس کے لیے) اپنا ہاتھ اپنے سینے پر مارا۔

ابن جریج وغیرہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اتنا علم (اپنے سینے میں) بھرا کہ وہ (بھرتے بھرتے) عاجز ہو گئے' وہ بخیل و حریص تھے' بخیل اپنے دین پر تھے اور حریص علم پر وہ بہت سوال کیا کرتے تھے' انہیں (جواب یا علم) دیا جاتا تھا اور ان (کی حاجت) کو روکا جاتا ہے۔ ان کے ظرف میں اتنا بھرا گیا تھا کہ وہ بھر گئے تھے۔ مگر لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ (علیؓ) اپنے اس قول "دعی علما عجز فیه" سے کیا مراد لیتے تھے (انہوں نے علم کو اتنا بھرا کہ وہ بھرتے بھرتے عاجز ہو گئے) آیا جو علم ان کے پاس تھا اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہو گئے یا جو علم انہوں نے طلب کیا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرنے میں عاجز ہو گئے۔

دُنیا سے بے رغبتی:

عبداللہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قوم غفار کے ایک گروہ کے ہمراہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اس دروازے سے گیا جس سے ان کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔ خوف ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ناخوش ہو جائیں' ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے' سلام کیا' پھر سوائے اس کے کوئی اور بات شروع نہ کی کہ "کیا آپ نے مجھے ان لوگوں سے سمجھ رکھا ہے' میں ان (اہل فتنہ) میں سے نہیں ہوں۔ اگر آپ مجھے حکم دیں کہ کجاوے کی دونوں لکڑیاں پکڑوں تو آپ کے حکم تک میں انہیں ضرور پکڑوں گا' پھر ان سے ربذہ جانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے کہا' اچھا' ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں' تمہارے لیے صدقے کے اونٹوں میں سے اونٹوں کا حکم دیتے ہیں جو تمہیں مہلت کے ساتھ ملیں گے ابوذر رضی اللہ عنہ نے ندا دی کہ اے گروہ قریش دنیا کو تمہیں اختیار کرو اور تمہیں لوگ اسے سمیٹو' ہمیں اس کی حاجت نہیں ہم اسے کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

وہ روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی چلا' ہم دونوں مقام ربذہ آئے' عثمان رضی اللہ عنہ کے مولی کے پاس پہنچے جو ایک حبشی

فقر ابوذر رضی اللہ عنہ اور انفاق فی سبیل اللہ:

عبداللہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' ان کو عطا ملی ہمراہ ان کی لڑکی بھی تھی جو ان کی حوائج (اسی وظیفے) سے پوری کرنے لگی اس کے پاس کچھ سامان زیادہ ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ اس سے پیسے بھنا لے میں نے کہا کہ اس کو ضرورت کے لیے رکھ چھوڑیے جو آپ کو پیش آئے گی یا مہمان کے لیے جو آپ کے پاس اترے گا۔ انہوں نے کہا کہ میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت کی ہے کہ جس مال پر خواہ وہ سونا ہو یا چاندی بخل کیا جائے گا تو وہ اپنے مالک پر چنگاری ہے تاوقتیکہ وہ اسے اللہ کی راہ میں صرف نہ کر دے۔

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی عطا چار ہزار (سالانہ) تھی جب وہ اپنا وظیفہ لیتے تو خادم کو بلاتے اس سے وہ چیزیں پوچھ لیتے جو انہیں ایک سال کے لیے کافی ہوں۔ خادم ان کے لیے خرید لیتا تھا' جو بچتا تھا اس کے پیسے کرا لیتے اور کہتے کہ جس نے سونے یا چاندی کو بخل کر کے جمع کیا وہ اپنے مالک پر آگ بن کے بھڑکے گا۔ احنف بن قیس سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وظیفہ لو جب تک کہ وہ توشہ ہے اور جب وہ قرض ہو جائے تو اسے ترک کر دو۔ ابی بریدہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ آئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے ابوموسیٰ ان کے ساتھ رہنے لگے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ دبلے پتلے اور پست قد تھے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کالے اور گھونگھریالے بال کے آدمی تھے اشعری ان کے ساتھ رہنے لگے ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ تم مجھ سے الگ رہو اور اشعری کہتے تھے کہ میرے بھائی کو مرحبا (یعنی آنا مبارک) ابوذر رضی اللہ عنہ انہیں جواب دیتے اور کہتے کہ میں تمہارا بھائی نہیں ہوں میں تو صرف تمہارے عامل بنائے جانے سے پہلے تمہارا بھائی تھا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہو گئے اور کہا کہ میرے بھائی کو مرحبا! ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے الگ رہو۔ کیا تم نے ان لوگوں کے لیے عمل کیا ہے (یعنی عامل بنے ہو) انہوں نے کہا' ہاں' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے عمارت میں طول دیا ہے یا زراعت یا مواشی اختیار کیے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو' تم میرے بھائی ہو۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ دراز قد گندم گوں سفید سر اور داڑھی والے آدمی تھے۔

کلب بن شہاب الجرمی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اپنی ہڈیوں کی باریکی اور اپنے بالوں کی سفیدی نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ملاقات سے مایوس نہیں کیا ہے۔

عبداللہ بن خراش سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک سایہ بان کے نیچے دیکھا جس کے زیریں حصہ میں ایک بی بی بیٹھی تھیں' اس روایت میں لفظ ''سایہ بان'' کے ساتھ راویوں نے ''بالوں کا سایہ بان'' کہا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے ایک بھانجے سے پوچھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کیا چھوڑا تو انہوں نے کہا کہ دو گدھیاں' ایک گدھا' چند بھیڑیں۔ اور چند سواری کے اونٹ۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ میں تمہیں کمزور دیکھتا ہوں اور تمہارے

ڈالا اور نہ زمین نے اسے اٹھایا' جسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تواضع دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون مجھ سے اس حال پر ملے گا جس حال پر میں اسے چھوڑوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سچے ہو' پھر فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔ جسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زہد دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔

ابودرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پہ نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔

عراک بن مالک سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قیامت کے دن میری مجلس تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگی۔ یہ اس لیے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن تم میں سب سے زیادہ میرے قریب مجلس اس شخص کی ہوگی جو دنیا سے اس طرح نکل جائے جس طرح میں نے اسے چھوڑا تھا۔ سوائے میرے واللہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس میں سے کچھ نہ کچھ حاصل نہ کیا ہو۔

احنف بن قیس کے سامنے حضور علیہ السلام کی نصیحتوں کا بیان:

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں مدینہ آیا۔ پھر شام گیا۔ جمعہ کی نماز پڑھی تو ایسے شخص سے ملا جو کسی ستون کے پاس پہنچتا تو پاس والے جھک جاتے' وہ نماز پڑھتا اور اپنی نماز کو مختصر کرتا تھا میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا آپ کون ہیں انہوں نے کہا کہ میں ابوذر (رضی اللہ عنہ) ہوں' مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو میں نے کہا کہ میں احنف بن قیس ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ میں تمہیں شر کے لیے تیار نہ کروں گا۔ پوچھا کہ تم مجھے شر کے لیے کیونکر تیار کرو گے انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے منادی نے یہ ندا دی ہے کہ کوئی شخص میرے ساتھ نہ بیٹھے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سات باتوں کی وصیت فرمائی:

① مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا۔
② اپنے سے کمتر کو دیکھوں اور اپنے سے برتر کو نہ دیکھوں۔
③ میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔
④ میں صلۂ رحم کروں (قرابت داروں سے اچھا برتاؤ کروں) اگر چہ مجھے اچھی نظر سے نہ دیکھا جائے۔
⑤ حق کہوں اگر چہ وہ تلخ ہو۔
⑥ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں۔
⑦ اور مجھے یہ حکم دیا کہ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کی کثرت کروں کیونکہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے خزانے کے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میرے پاس رہو‘ صبح و شام تمہارے پاس (دودھ پینے کے لیے) دودھ والی اونٹنیاں آئیں گی‘ انہوں نے کہا کہ مجھے تم لوگوں کی دنیا کی کوئی حاجت نہیں اجازت دیجئے کہ میں ربذہ چلا جاؤں‘ انہوں نے اجازت دے دی اور وہ ربذہ چلے گئے۔

ربذہ میں جب پہنچے تو نماز کی اقامت کہی جا چکی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک حبشی امیر تھا وہ (مصلے سے) پیچھے ہٹا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سنوں اور فرماں برداری کروں اگرچہ حبشی غلام ہی کی ہو۔ تم حبشی غلام ہو۔ بنی ثعلبہ کے دو بوڑھے میاں بیوی سے مروی ہے کہ ہم ربذہ میں اترے تو ایک بوڑھا پراگندہ سر اور داڑھی والا شخص گزرا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ ہم نے ان کا سر دھونے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہم سے مانوس ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی رائے:

ہم اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس عراق یا کوفے کی ایک جماعت آئی اور کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اس شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) نے یہ کیا اور یہ کیا۔ کیا آپ ہمارے لیے ایک جھنڈا نصب کر دیں گے‘ ہم اتنے آدمی پورے کر دیں گے جتنے آپ چاہیں گے۔

انہوں نے کہا کہ اے اہل اسلام‘ تم لوگ مجھ پر یہ امر نہ پیش کرو اور نہ سلطان کو ذلیل کرو کیونکہ جس نے سلطان کو ذلیل کیا اس کے لیے توبہ نہیں ہے‘ واللہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے بڑی سے بڑی لکڑی یا بڑے سے بڑے پہاڑ پر سولی پر چڑھا دیتے تو میں سنتا مانتا صبر کرتا سمجھتا اور مجھے نظر آتا کہ یہی میرے لیے بہتر ہے اور اگر مجھے ایک افق سے دوسرے افق (کنارۂ آسمان) تک چلاتے یا مشرق و مغرب کے درمیان چلاتے تو میں سنتا اور فرمانبرداری کرتا اور سمجھتا اور رائے قائم کرتا۔ یہی میرے لیے بہتر ہے اور اگر وہ مجھے مکان واپس کر دیتے تو میں سنتا اور مانتا اور صبر کرتا اور خیال کرتا اور یہ رائے قائم کرتا کہ میرے لیے یہی بہتر ہے۔

عبداللہ بن سیدان السلمی سے مروی ہے کہ عثمان و ابوذر رضی اللہ عنہما نے تنہائی میں باتیں کیں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں ابوذر رضی اللہ عنہ مسکراتے ہوئے واپس ہوئے لوگوں نے کہا کہ تمہارے اور امیر المومنین کے لیے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سننے اور ماننے والا ہوں اگر وہ مجھے یہ حکم دیں کہ میں صنعاء یا عدن جاؤں اور مجھے اس کے کرنے کی طاقت بھی ہو تو میں ضرور کروں گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ربذہ چلے جائیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین تھا۔ آپ ایک گدھے پر سوار تھے اور اس پر چار جامہ تھا یا چادر تھی۔

لسان نبوت سے آپ رضی اللہ عنہ کے سچا ہونے کا اعلان:

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچے آدمی کو نہ زمین نے اٹھایا اور نہ آسمان نے سایہ ڈالا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ

گئی تو مواخات ختم ہو گئی اور ابوذر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے' بدر واحد وخندق کا زمانہ گزر گیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

صبر کی تلقین:

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو خود لے لیں گے' عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا' اس وقت میں اپنی تلوار سے اتنا ماروں گا کہ آپ سے مل جاؤں' فرمایا میں تمہیں وہ طریقہ نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے' (وہ یہ کہ) صبر کرنا' یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے علمی اختلاف:

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں مقام ربذہ سے گزرا تو ابوذر رضی اللہ عنہ ملے' میں نے کہا کہ تم کو اس منزل میں کس نے اتارا' انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا۔ مجھ سے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں اختلاف ہوا:

﴿ والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله ﴾

''اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے''۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی میں نے کہا کہ ہمارے بارے میں اور ان کے بارے میں نازل ہوئی' میرے اور ان کے درمیان اس بارے میں بحث ہوگئی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو میری شکایت لکھی' عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں مدینہ آؤں۔ میں مدینہ آ گیا لوگ اس طرح مجھ پر جمع ہو گئے کہ گویا انہوں نے مجھے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو کنارے ہو جاؤ اور قریب ہو جاؤ' یہ سبب ہے جس نے مجھے اس منزل پر اتارا۔ اگر مجھ پر کوئی حبشی امیر بنا دیا جاتا تو میں اس کی فرماں برداری اور اطاعت کرتا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب خبر (کوہ) سلع پہنچے تو اس سے نکل جانا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ فرمایا' میں تمہارے امراء کو نہیں دیکھتا کہ وہ تمہیں بلائیں۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہو تو کیا میں اس سے قتال نہ کروں؟ فرمایا نہیں' انہوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں' فرمایا کہ (اس کی بات) سنو اور مانو اگر چہ حبشی غلام ہی ہو۔

ربذہ میں مقیم ہونے کی خواہش:

جب یہ ہوا تو وہ شام کی طرف گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے شام میں لوگوں کو بگاڑ دیا ہے' عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ ان کے پاس آ گئے لوگوں نے ان کے متعلقین کو بھی بھیج دیا ان لوگوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی یا کوئی چیز دیکھی گمان کیا کہ وہ درہم ہیں مگر وہ پیسے تھے۔

وہ سوئے‘ صبح ہوئی تو دونوں میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا تھا۔

تیسرے روز صبح کو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے عہد لیا کہ اگر وہ اس بات کو ان سے ظاہر کریں گے جو وہ چاہتے ہیں تو وہ ضرور پوشیدہ رکھیں گے اور چھپائیں گے علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا تو انہیں خبر دی کہ ان کو اس شخص کے نکلنے کی خبر پہنچی جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ میرے پاس ان کی اور جو کچھ ان سے سنیں اس کی خبر لائیں وہ ان کی کوئی ایسی بات میرے پاس نہیں لائے جو مجھے مطمئن کرتی تو میں خود آیا تاکہ ان سے ملوں۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں صبح کو جانے والا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے چلنا۔ اگر میں کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تم پر اندیشہ ہوگا تو کھڑے ہونے کا بہانہ کروں گا کہ گویا میں پانی پھینکتا ہوں پھر تمہارے پاس آؤں گا اور اگر میں کسی کو نہ دیکھوں گا تو تم میرے پیچھے ہو جانا اور جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہونا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس ہدایت پر عمل کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کو واقعہ بتایا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سن کر اسی وقت اسلام لے آئے اور کہا کہ یا نبی اللہ۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں‘ فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے‘ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک مسجد میں اسلام کا اعلان نہ کر دوں۔

تکالیف ومشکلات کا سامنا:

ابوذر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں داخل ہوئے بلند آواز سے ندا دی کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین نے کہا کہ یہ شخص بے دین ہو گیا‘ یہ شخص بے دین ہو گیا‘ لوگوں نے انہیں اتنا مارا کہ وہ گر پڑے۔

عباس رضی اللہ عنہ آئے ان پر اوندھے پڑے اور کہا کہ اے گروہ قریش تم نے اس شخص کو قتل کر دیا‘ تم لوگ تاجر ہو اور تمہارے راستے پر غفار رہتے ہیں‘ کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہاری رہزنی کی جائے‘ لوگ ان سے باز آئے ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے روز آئے اور پھر ایسا ہی کیا لوگوں نے انہیں مارا جس سے وہ گر پڑے‘ عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑے اور ان سے اسی طرح کہا جس طرح پہلی مرتبہ کہا تھا‘ لوگ ان سے باز آ گئے۔

یہی ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتدا تھی۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کے شروع ہی میں اپنے بھتیجے سے ''یا ابن الامت'' (اے لونڈی کے بیٹے) کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تم میں سے اعرابیت (گنوارپن) نہ گئی۔

عقد مواخات:

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا جو بنی ساعدہ کے ایک فرد تھے اور وہی شخص تھے جنہوں نے (بیر معونہ میں) اپنے کو موت کے لیے پیش کر دیا تھا۔ محمد بن عمر نے ابوذر اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات سے انکار کیا ہے اور کہا کہ مواخات تو صرف قبل بدر ہی تھی‘ جب آیت میراث نازل ہو

ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ نے انہیں ان کے اسلام کی خبر دی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم شام کو میرے مہمان نہ ہو گے انہوں نے کہا کیوں نہیں' انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چلو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے مکان پر گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دو گیرو کے رنگ کی چادروں کی پوشاک دی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ چند روز مقیم رہے ایک عورت کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور دنیا کی سب سے اچھی دعا کرتی ہے' کہتی ہے کہ مجھے یہ اور یہ دے اور میرے ساتھ یہ اور یہ کر سب سے آخر کو اس نے کہا کہ اے اساف اور اے نائلہ' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کا اس کے ساتھی سے (یعنی اساف کا نائلہ سے) نکاح کر دے' وہ ان کے لپٹ گئی اور کہا کہ تو بددین ہے' قریش کے چند نوجوان آئے اور ان کو مارا بنی بکر کے چند لوگ آئے انہوں نے مدد کی اور کہا کہ ہمارے ساتھی کو کیا ہوا کہ وہ مارا جاتا ہے حالانکہ تم لوگ اپنے لڑکوں کو چھوڑ دیتے ہو' وہ لوگ باہم رک گئے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قریش کو تو نہ چھوڑوں گا تاوقتیکہ ان سے انتقام نہ لے لوں۔ انہوں نے مجھے مارا ہے۔ وہ روانہ ہو گئے اور عسفان میں قیام کیا۔ جب کبھی کوئی قافلۂ قریش غلہ لے کر آتا تھا وہ ان لوگوں کو ثنیۂ غزال لے جاتے تھے اور ان کے بارے لیتے تھے لوگ گیہوں جمع کرتے تھے' ابوذر رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے کہتے تھے کہ کوئی شخص ایک حبہ بھی نہ چھوئے۔ تاوقتیکہ لا الہ الا اللہ نہ کہے' لوگ لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور لوٹ کا مال لیتے تھے۔

قبولیت اسلام میں پانچواں نمبر:

ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اسلام میں پانچواں تھا۔

حکام بن ابی الوضاح البصری سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا اسلام چوتھا یا پانچواں تھا۔ ابو جمرہ الضبعی سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کو ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتداء کی خبر دی کہ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور میرے پاس اس شخص کی خبر لاؤ اور جو کچھ ان سے سنو بیان کرو ان کے بھائی روانہ ہوئے اور مکہ میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ گئے' انہیں خبر دی کہ وہ نیکی اور اخلاق حمیدہ کی خبر دیتے ہیں اور بدی سے منع فرماتے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرا اطمینان نہیں کیا' وہ خود روانہ ہوئے ہمراہ ایک پرانی مشک رکھ لی جس میں پانی اور توشہ تھا' مکہ آئے اور اس سے گھبرائے کہ کسی سے کچھ دریافت کریں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رات ہو چکی تھی مسجد (حرام) کے کسی گوشے میں سو رہے آدھی رات ہو گئی تو انہیں علی رضی اللہ عنہ لے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کن لوگوں میں سے ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص ہیں' فرمایا کہ اپنے مکان لے جاؤ' وہ انہیں اپنے مکان لے گئے۔ ان دونوں (علی و ابوذر رضی اللہ عنہما) میں سے کسی نے بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ صبح کو جستجو میں روانہ ہوئے' مگر آپ سے نہ ملے انہوں نے کسی سے آپ کو دریافت کرنا ناپسند کیا' پلٹ کے سو گئے' شام ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ لے گئے' انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس شخص کا مکان معلوم کیا جائے' علی رضی اللہ عنہ انہیں لے گئے'

اللہ ﷺ انہیں کچھ جواب نہ دیتے تھے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا محمد (ﷺ) آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کی طرف جو واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور بتوں کے چھوڑنے کی (طرف) تم گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ میں اپنے متعلقین کے پاس واپس ہوتا ہوں۔ اور جہاد کے حکم کا انتظار کرتا ہوں۔ اس وقت آپ سے ملوں گا۔ کیونکہ میں ساری قوم کو آپ کے خلاف دیکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

وہ واپس ہوئے' ثنیہ غزال کے نیچے رہتے تھے' قافلہائے قریش کو روکتے اور لوٹ لیتے کہتے کہ میں اس میں سے کوئی چیز تم کو واپس نہ کروں گا تاوقتیکہ یہ شہادت نہ دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسولؐ ہیں۔

شہادت دیتے تو جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیتے اور اگر وہ انکار کرتے تو کچھ نہ واپس کرتے' اسی حال پر وہ رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بدر واحد کا زمانہ گزرا۔ پھر وہ آئے اور نبی ﷺ کے پاس مدینہ میں مقیم ہو گئے۔

نجیح ابومعشر سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی عبادت کرتے تھے لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے اور بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کے بعد اہل مکہ میں سے ایک شخص ان سے ملا اور کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ مکہ میں ایک شخص ہے جو تمہاری ہی طرح کہتا ہے جس طرح تم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہو اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے' پوچھا کہ کن لوگوں میں سے ہے تو اس نے کہا کہ قریش میں سے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے گوگل میں سے کچھ لیا۔ اس کا توشہ بنایا اور مکہ آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگوں کی ضیافت کرتے ہیں اور انہیں کشمش کھلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھائی۔

پھر دوسرے روز پوچھا کہ اہل مکہ میں سے کسی میں تم نے کوئی نئی بات دیکھی ہے بنی ہاشم کے ایک شخص نے کہا کہ ہاں' میرے چچازاد بھائی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں' انہوں نے کہا کہ مجھے ان کو بتاؤ۔

نبی ﷺ ایک دکان پر اپنی چادر منہ پر ڈالے ہوئے سو رہے تھے ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ کو جگایا۔ بیدار ہوئے تو انہوں نے "انعم صباحًا" (آپ کی صبح نعمت میں ہو) کہا نبی ﷺ نے کہا کہ علیک السلام' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ جو شعر کہتے ہیں مجھے بھی سنائیے فرمایا کہ میں شعر نہیں کہتا' وہ تو قرآن ہے' میں نے اسے نہیں کہا ہے' اللہ نے کہا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے پڑھ کر سنائیے' قرآن کی ایک سورت پڑھ کر سنائی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسولؐ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو' انہوں نے کہا کہ بنی غفار میں سے۔ نبی ﷺ نے تعجب کیا کیونکہ وہ لوگ رہزنی کرتے تھے نبی ﷺ ان کو بغور دیکھنے لگے اور اس واقعے کے تعجب سے اپنی رائے درست فرمانے لگے اس لیے کہ آپ ان لوگوں کے حالات جانتے تھے۔ فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

میں نے بڑھ کے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا کہ حضرت کے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے توجہ کی جو آپ سے زیادہ مجھے جانتے تھے پوچھا کہ تم یہاں کب سے ہو عرض کی تیس دن سے فرمایا کہ تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے۔ عرض کی میرے لیے سوائے آب زمزم کے کوئی کھانا نہیں۔ میں موٹا ہو گیا۔ شکم کی شکنیں جاتی رہیں۔ مجھے اپنے جگر پر بھوک کی تکلیف بھی معلوم نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مبارک ہے وہ بھوکے کی غذا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج رات ان کی مہمانی کی مجھے اجازت دیجئے آپ نے اجازت دی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' میں بھی ان کے ہمراہ چلا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دروازہ کھولا اور میرے لیے طائف کی کشمش لینے لگے' یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔

میں نے مکہ میں قیام کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا مجھے کھجور کے ایک باغ والی زمین کی طرف روانگی کا حکم دیا گیا ہے میں اسے سوائے یثرب (مدینہ) کے اور کوئی نہیں خیال کرتا۔ کیا تم میری جانب سے اپنی قوم کو (پیام حق) پہنچا سکو گے؟ قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کے ذریعے سے فائدہ دے اور تمہیں ان کے بارے میں اجر دے۔

میں روانہ ہو گیا' اپنے بھائی انیس سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا' میں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ انیس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے انکار نہیں' میں بھی اسلام لے آیا اور میں نے بھی تصدیق کی ہم دونوں والدہ کے پاس آئے تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے تم دونوں کے دین سے انکار نہیں' میں بھی اسلام لے آئی اور میں نے بھی تصدیق کی۔

ہم لوگ سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے ان کے نصف لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسلام لے آئے۔ ایماء بن رحضہ ان کی امامت کرتے تھے اور وہی ان کے سردار تھے' بقیہ لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم لوگ بھی اسلام قبول کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہ لوگ بھی اسلام لے آئے قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور عرض کی' یارسول اللہ' ہم بھی ان باتوں پر اسلام لاتے ہیں جن پر ہمارے بھائی اسلام لائے' وہ لوگ بھی داخل دین ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفار کے لیے اللہ مغفرت کرے اور اسلم سے اللہ مسالمت (مصالحت) کرے۔

خفاف بن ایماء بن رحضہ سے مروی ہے کہ ابوذر راستہ روکتے تھے اور ایسے شجاع (بہادر) تھے کہ تنہا جا کر رہزنی کرتے تھے' صبح کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کی پشت پر یا پیادہ اس طرح اونٹوں کو لوٹتے تھے گویا وہ درندے ہیں' رات کو وہ قبیلے میں جاتے تھے اور جو چاہا لے لیتے تھے۔

اللہ نے ان کے قلب میں اسلام ڈال دیا' انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جو اس زمانے میں مکہ میں تھے اور خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے۔ وہ آپ کو دریافت کرتے ہوئے آپ کے مکان پر آئے۔ اس کے قبل انہوں نے کسی ایسے شخص کو تلاش کیا جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے مگر کوئی نہ ملا' وہ خود دروازے تک پہنچے اور اجازت چاہی' اندر گئے تو آپ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے جو ایک یا دو دن پہلے اسلام لا چکے تھے اور کہہ رہے تھے' یارسول اللہ ہم اسلام کو چھپائیں گے نہیں' ہم اسے ضرور ظاہر کریں گے۔ رسول

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات:

انیس نے کہا کہ مجھے مکہ میں ایک کام ہے' اجازت دو کہ کام کر کے تمہارے پاس آ ؤں' انیس گئے اور بہت دیر کے بعد آئے تو پوچھا کہ تمہیں کس نے روکا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تمہارے دین پر ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنایا ہے۔ پوچھا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ لوگ شاعر' کاہن اور ساحر کہتے ہیں۔

انیس ایک شاعر تھے۔ مگر انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے کاہنوں کا قول بھی سنا ہے لیکن یہ باتیں کاہنوں کے قول کے مطابق نہیں ہیں' میں نے ان کے قول کو اقسام شعر پر بھی رکھ کر پرکھا مگر وہ کسی کی زبان پر نہیں بھرتا' یہ بعید ہے کہ وہ شعر ہو' واللہ وہ ضرور سچے ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے بھی فرصت دو کہ جاؤں اور دیکھوں انہوں نے کہا اچھا' مگر مکہ والوں سے خبردار رہنا۔ کیونکہ ان لوگوں نے ان کے ساتھ برائی اور بداخلاقی کی ہے۔

میں روانہ ہو کر مکہ آیا' ایک شخص کو کمزور سمجھ کر اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جسے تم لوگ بے دین کہتے ہو۔ اس نے مجھے اشارہ کیا اور کہا کہ یہ ہے وہ بے دین مجھ پر اہل وادی ڈھیلے اور ہڈی سے ٹوٹ پڑے۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اٹھا تو اس طرح کہ گویا ایک سرخ بت ہوں۔

میں زمزم پر آیا' اس کا پانی پیا' اور اپنے جسم سے خون دھویا' اے بھتیجے تیس شبانہ روز وہاں اس طرح رہا کہ میرے لیے سوائے آب زمزم کے کچھ نہ تھا مگر میں موٹا ہو گیا۔ پیٹ کی شکنیں جاتی رہیں اور میں نے اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری محسوس نہیں کی۔

اہل مکہ ایک روشن چاندنی رات میں تھے کہ اللہ نے ان کے دماغوں پر ضرب لگا دی سوائے دو عورتوں کے کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا تھا۔ دونوں عورتیں میرے پاس آئیں اساف اور نائلہ (بتوں) کو پکارتی تھیں۔ میں نے کہا کہ تم دونوں اساف و نائلہ میں سے ایک دوسرے کا نکاح کر دو۔

اس بات نے ان کو پکارنے سے باز نہ رکھا۔ وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کچھ اس طرح کہا جیسے لکڑی سے آواز آئے' البتہ میں نے بات چھپائی نہیں' عورتیں پشت پھیر کے یہ کہتی ہوئی چلی گئیں۔ کہ کاش اس جگہ ہمارے گروہ میں سے کوئی ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے سامنے آئے' آپ دونوں (حضرات) پہاڑ سے اتر رہے تھے' عورتوں سے پوچھا کہ تمہارے لیے کیا ہوا ہے۔ تو ان دونوں نے کہا کہ کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان ایک بے دین ہے فرمایا کہ اس نے تم دونوں سے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے ہم سے ایک ایسا کلمہ کہا جو منہ بھر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحب (ابوبکر رضی اللہ عنہ) آئے حجر اسود کو بوسہ دیا بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پوری کر لی تو میں آپ کے پاس آیا۔ میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اسلامی سلام کیا' آپ نے فرمایا وعلیک (السلام) ورحمۃ اللہ' تم کن لوگوں میں سے ہو' عرض کی قبیلہ غفار سے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف اس طرح بڑھایا میں نے اپنے جی میں کہا کہ آپ نے یہ ناپسند کیا کہ میں نے اپنے آپ کو غفار کی طرف منسوب کیا۔

کرنے والا ہے۔ اور اگر تم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اپنے رب کو ان صفات سے یاد کیا جن کا وہ اہل ہے تو تم اپنی نماز سے اس طرح پلٹو گے جس طرح تم کو تمہاری ماں نے پاک جنا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب عمرو بن عبسہ مکہ میں اسلام لائے تو اپنی قوم بنی سلیم کے شہروں میں واپس چلے گئے' وہ صفہ اور حاذہ میں اترا کرتے تھے جو بنی سلیم کی زمین ہے وہ وہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر (کا وقت) گزر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

نام جندب تھا۔ ابن جنادہ بن کعیب بن صعیر بن الوقعہ بن حرام بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

نعیم بن عبد اللہ المجمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن جنادہ تھا۔ ایسا ہی محمد بن عمر و ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابومعشر نجیح کو کہتے سنا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام بریر بن جنادہ تھا۔

ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی قوم غفار سے نکلے' وہ لوگ اشہر حرام (رجب و شوال تا محرم میں قتل و قتال) کو حلال جانتے تھے۔ میں اور میرے بھائی انیس اور ہماری والدہ نکلیں' ہم لوگ روانہ ہوئے اپنے ایک ماموں کے پاس اترے انہوں نے ہمارا اکرام کیا اور ہمارے ساتھ احسان کیا۔

ان کی قوم نے ہم لوگوں پر حسد کیا' ان لوگوں نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے متعلقین سے علیحدہ ہو گے تو انیس تمہارے خلاف ان لوگوں سے مل جائیں گے' ماموں ہمارے پاس آئے اور جو کچھ ان سے کہا گیا تھا ہم سے بیان کر دیا۔ میں نے کہا کہ گذشتہ احسان کو تم نے مکدر کر دیا۔ اب تم سے ہماری موافقت ممکن نہیں۔

ہم نے اپنے اونٹوں کو قریب کیا اور سوار ہو گئے' ماموں چادر سے منہ ڈھانک کر رونے لگے' ہم لوگ روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب اترے۔

انیس نے ہم سے منافرہ کیا۔ [1] جتنے اونٹ ہمارے پاس تھے اتنے ہی اور فراہم کیے اور منافرے کے لیے کاہن کے پاس آئے' اس نے انیس کو ان کی حالت کی خبر دی' ہم اپنی اونٹنیوں کو اور ان کے ہمراہ دوسری اونٹنیوں کو لائے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے تین سال پہلے میں نے بھتیجے کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ پوچھا کہ (یہ نماز) کس کے لیے ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے لیے۔ میں نے کہا کہ کدھر رخ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جدھر اللہ میرا رخ کر دیتا ہے' میں عشاء کی نماز پڑھتا ہوں۔ جب آخر سحر ہوتی ہے تو مجھے اس طرح القا کیا جاتا ہے کہ گویا میں ایک مخفی شے ہوں' یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جاتا ہے۔

---

[1] منافرہ وہی ہے جسے گنواری زبان میں آج کل ڈوئل کہتے ہیں۔

دے گا۔ جب تم اسے دیکھنا تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ وہ سب سے بزرگ دین لائے گا۔

جب سے اس نے یہ کہا تھا تو میرا مقصد سوائے مکہ کے کہیں کا نہ ہوتا تھا۔ میں آتا تھا اور لوگوں سے پوچھتا تھا کہ کیا مکہ میں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ کہا جاتا تھا کہ نہیں۔ ایک بار اسی طرح سے آیا اور دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے معبود کی طرف دعوت دیتا ہے۔

میں اپنے متعلقین کے پاس آیا۔ اونٹنی پر کجاوا کسا اور مکہ میں اپنی اس منزل میں آیا جہاں میں اترا کرتا تھا۔ دریافت کیا تو اسے پوشیدہ پایا اور قریش کو دیکھا کہ اس معاملے میں بہت سخت تھے۔

میں نے بہانہ تلاش کیا اور آنحضرت ﷺ کے پاس گیا۔ دریافت کیا کہ آپ کیا ہیں' فرمایا کہ نبی! میں نے کہا کہ آپ کو کس نے بھیجا۔ فرمایا اللہ نے' میں نے کہا' اس نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا' فرمایا اللہ کی عبادت کے ساتھ' جو واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور خونوں کی حفاظت بتوں کے توڑنے قرابت داروں سے اچھے برتاؤ اور راستے کے امن کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔

عرض کی یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ آپ بھیجے گئے' میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں کہ آپ کے ساتھ ٹھہروں یا واپس جاؤں۔ فرمایا میں جو کچھ لایا ہوں کیا تم اس کے ساتھ لوگوں کی ناگواری نہیں دیکھتے؟ ایسی صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں' تم اپنے متعلقین میں رہو۔ جب سنا کہ میں نے کسی طرف ہجرت کی تو میری پیروی کرنا۔

میں اپنے متعلقین میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے' میں بھی آپ کے پاس روانہ ہوا۔ اور مدینہ آیا۔ قدم بوس ہوا تو عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں' فرمایا ہاں' تم وہی السلمی ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے۔ اور مجھ سے فلاں فلاں باتیں پوچھی تھیں۔ میں نے تم سے یہ یہ کہا تھا۔

میں نے مکہ کی اس صحبت کو بہت مغتنم سمجھا اور جان لیا کہ اس مجلس میں زمانے نے آپ کے قلب کو مجھ سے فارغ نہیں کیا' عرض کی یا نبی اللہ کس ساعت کی (نماز و دعا) زیادہ سنی (اور قبول) کی جاتی ہے۔

فرمایا آخر کی تہائی شب کی' کیونکہ اس وقت نماز حاضر کی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو۔ جب دیکھو کہ وہ سرخ سرخ طلوع ہو گیا کہ گویا وہ ڈھال ہے تو نماز روک دو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور کفار اس کی نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی' جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو اسے روک دو کیونکہ اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے' سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو۔ جب دیکھو کہ آفتاب سرخ سرخ ہو کر غروب ہو گیا۔ گویا وہ ایک ڈھال ہے تو نماز روک دو۔

وضو کو بیان فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو دونوں ہاتھ منہ اور دونوں پاؤں دھوؤ۔ وضو کر کے تم بیٹھ گئے تو یہ تمہارے لیے پاک

آپ کو بتائیں۔ اور میں ان سے ناواقف ہوں۔

فرمایا کہ جب تم صبح کی نماز پڑھو تو آفتاب طلوع ہونے تک نماز ختم کردو۔ پھر جب طلوع ہو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ وہ بلند نہ ہو جائے کیونکہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔

جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز قیامت میں موجود اور حاضر کی جائے گی۔ یہاں تک کہ نیزہ سائے کے مقابل ہو جائے۔ پھر نماز روک دو اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے۔ پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز موجود اور حاضر کی جائے گی۔

پھر عصر پڑھ کے نماز روک دو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ کیونکہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔ عرض کی یارسول اللہ مجھے وضو بھی بتائیے۔

فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنا وضو بطور عبادت کے کرے غرارہ اور کلی کرے' ناک میں پانی ڈال کے چھینکے اور اس میں پانی کے ساتھ منہ اور ناک کے گناہ نہ بہیں۔ وہ اپنا منہ دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا اور اس کے چہرے اور داڑھی کے کناروں کے گناہ پانی کے ساتھ نہ بہیں۔ اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کی پوروں سے نہ بہیں۔ سر کا مسح کرے جس طرح اللہ نے حکم دیا اور پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے سر کے گناہ نہ بہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے دونوں قدم ٹخنوں تک دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا۔ اور اس کے قدموں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ نہ بہیں وہ کھڑا ہوا اور اللہ کی حمد وثنا کرے جس کا وہ اہل ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے تو اس ہیئت سے وہ اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے گا جس طرح سے کہ پیدائش کے دن اس کی ماں نے اسے پاک وصاف جنا تھا۔

ابوامامہ نے کہا کہ اے عمرو بن عبسہ غور کرو۔ تم کیا کہتے ہو' کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ کیا آدمی کو یہ سب اپنے مقام میں دیا جائے گا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوامامہ' میرا سن بڑھ گیا' ہڈیاں پتلی ہوگئیں اور موت قریب آگئی۔ مجھے کوئی ایسی حاجت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ پر جھوٹ بولوں اگر میں نے اسے صرف ایک یا دو یا تین مرتبہ سنا ہوتا۔ میں نے تو اسے سات یا آٹھ مرتبہ' یا اس سے بھی زیادہ آپ سے سنا ہے۔

عمرو بن عبسہ السلمی سے مروی ہے کہ میں جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے معبودوں (بتوں) سے متنفر تھا۔ یہ اس لیے کہ وہ باطل تھے' پھر میں اہل الکتاب کے کاتبوں میں سے ایک شخص سے ملا۔ میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو پتھر کو پوجتے ہیں قبیلے میں اترتے ہیں تو ان کے ساتھ معبود نہیں ہوتے' ایک شخص نکل کر چار پتھر لاتا ہے تین کو تو وہ اپنی ہانڈی (کے چولھے) کے لیے نصب کرتا ہے۔ اور اچھے پتھر کو معبود بنا لیتا ہے' جس کی وہ پرستش کرتا ہے' جب وہ کسی دوسری منزل میں اترتا ہے تو کوچ کرنے سے پہلے اگر اس سے اچھا پتھر پایا جائے تو اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے کو اختیار کر لیتا ہے میری رائے ہے کہ وہ معبود باطل ہے جو نہ نفع پہنچاتا ہے نہ ضرر۔ مجھے ایسا طریقہ بتاؤ جو اس سے بہتر ہو۔

اس نے کہا کہ مکہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرے گا اور کسی دوسرے معبود کی طرف دعوت

دیکھا۔عرض کی یارسول اللہ میں آپ کے ہمراہ ٹھہروں یا اپنی قوم میں شامل ہو جاؤں۔

فرمایا اپنی قوم میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے (وعدہ) وفا کرے گا جن کو تم دیکھتے ہو اور اسلام زندہ کر دے گا۔ میں آپ کے پاس فتح مکہ سے پہلے حاضر ہوا۔ سلام کیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں عمرو بن عبسہ السلمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ امور دریافت کروں جو آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا مجھے نفع ہو اور آپ کو ضرر نہ ہو۔

قبول اسلام میں سبقت:

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا یارسول اللہ کون اسلام لایا۔ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام یا فرمایا ایک غلام اور ایک آزاد۔ یعنی ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما انہوں نے کہا کہ میں اسلام کا چوتھا ہوں۔ عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ وہ اسلام میں تیسرے یا چوتھے تھے۔

ابو عمار شداد بن عبداللہ سے جنہوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کو پایا تھا مروی ہے کہ ابوامامہ نے کہا۔ اے عمرو بن عبسہ (تم) اونٹ کی رسیوں والے بنی سلیم کے آدمی ہو کس بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہو کہ اسلام کے چہارم ہو۔

انہوں نے کہا کہ میں جاہلیت میں بھی لوگوں کو گمراہی پر سمجھتا تھا اور بتوں کو ہیچ جانتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو مکہ کی خبریں بیان کرتے اور وہاں کی باتیں کہتے سنا تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس خفیہ طور پر گیا قوم آپ کے پاس دو حصوں میں تھی۔

میں حیلہ کر کے آپ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں نبی ہوں پوچھا نبی کیا' فرمایا' اللہ کا رسول! عرض کی اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ فرمایا ہاں' پوچھا کس چیز کا (رسول بنایا ہے) فرمایا کہ اس امر کا کہ اللہ کو واحد جانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ بتوں کے توڑنے کا اور صلۂ رحم (قرابت داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے) کا حکم دیا۔ عرض کی اس امر پر آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا کہ ایک آزاد ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے کہا کہ میں بھی آپ کا پیرو ہوں۔ فرمایا کہ تمہیں آج اس کی طاقت نہیں۔ اپنے متعلقین کے پاس جاؤ جب میرے متعلق سننا کہ میں غالب ہو گیا تو مجھ سے ملنا۔

میں اپنے متعلقین کے پاس گیا۔ نبی ﷺ مہاجر ہو کے مدینہ تشریف لائے' میں اسلام لے آیا اور خبریں معلوم کرنے لگا۔ یثرب سے آپ کے سوار آئے تو میں نے پوچھا کہ ان مکی شخص نے کیا کیا جو تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ اسے نہ کر سکے' آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی۔ میں نے لوگوں کو اس طرف دوڑتا ہوا چھوڑا۔

میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ آیا۔ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے جانتے ہیں۔ فرمایا ہاں' کیا تم وہ شخص نہیں ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے' میں نے کہا بے شک۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے وہ باتیں بتائیے جو اللہ نے

بن وہب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر انہوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شرکت کی۔ مگر موسیٰ بن عقبہ نے وابومعشر نے ان کا مہاجرین ملک حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

حضرت عثمان بن عبد غنم بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔

ہشام بن محمد نے کتاب النسب میں بیان کیا کہ وہ عامر بن عبد غنم تھے کنیت ابونافع تھی اور والدہ بنت عبد عوف بن عبدالحارث ابن زہرو عبدالرحمٰن بن عوف کی پھوپی تھیں۔

ان کی اولاد میں نافع اور سعید تھے ان دونوں کی والدہ برزہ بنت مالک بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ تھیں، مکہ میں قدیم الاسلام تھے بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔

ان کا کوئی فرزند جانشین نہ تھا۔

حضرت سعید بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

ابن لقیط بن عامر بن امیہ بن الحارث بن فہر بن مالک مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر انہوں نے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی ہجرت کی تھی۔

بقیہ عرب

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منظور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر، کنیت ابوالنجیح تھی۔

بارگاہِ نبوت میں حاضری:

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ عکاظ میں تھے۔ پوچھا کہ اس امر میں کس نے آپ کی پیروی کی؟ فرمایا: ایک آزاد نے اور ایک غلام نے۔

آپ کے ساتھ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنے رسول کو قدرت دے۔

عمرو بن عبسہ سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ عکاظ میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر (اسلام) میں کون آپ کے ساتھ ہے۔

فرمایا، میرے ساتھ دو شخص ہیں ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما اس وقت میں بھی اسلام لے آیا۔ میں نے اپنے آپ کو اسلام کا چہارم

وہ لکھ ہی رہے تھے کہ آپ کے پاس ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جو نابینا تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا۔ آپ کی ران میری ران پر تھی کہ میں نے سمجھ لیا کہ میری ران کچل جائے گی۔ پھر آپ سے (سکون) جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ﴿غیرا ولی الضرر﴾ نازل فرمایا۔

جنگ قادسیہ میں علمبرداری کا شرف:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ قادسیہ میں عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے پاس سیاہ جھنڈا تھا۔ ان کے بدن پر زرہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں اس طرح روانہ ہوئے کہ بدن پر بڑی زرہ تھی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زائدہ یعنی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں اس طرح قتال کر رہے تھے کہ بدن پر مضبوط اور بڑی زرہ تھی۔

انس سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں حاضر تھے انہیں کے پاس جھنڈا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ پھر وہ مدینے واپس آ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

بنی فہر بن مالک

حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ:

بیضاء ان کی والدہ تھیں' والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک تھے' ان کی والدہ بیضاء تھیں جو دعد بنت جحدم بن عمرو بن عائش ظرب بن الحارث بن فہر تھیں۔

مکہ میں اسلام لائے۔ اپنا اسلام پوشیدہ رکھا۔ قریش انہیں اپنے ہمراہ بدر میں لائے۔ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ گرفتار ہوئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ انہوں نے مکہ میں انہیں نماز پڑھتے دیکھا ہے' انہیں رہا کر دیا گیا۔

جس نے اس قصے کو سہیل بن بیضاء کے بارے میں روایت کیا اس نے غلطی کی سہیل بن بیضاء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے اور اپنا اسلام چھپایا نہیں انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مسلمان ہو کر بدر میں حاضر ہوئے اس میں کوئی شک نہیں۔

جس نے اس حدیث کو ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان روایت کر دیا اس نے غلطی کی اس لیے کہ سہیل اپنے بھائی سہل سے زیادہ مشہور تھے۔ اور وہ قصہ سہل کے بارے میں تھا۔

سہل نے مدینہ میں قیام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بعض مشاہد میں حاضر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہیں۔

حضرت عمرو بن الحارث بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔ ان کی والدہ ہند بنت المضرب بن عمرو

''سوائے ان کے جو نابینائی والے یا عذر والے ہیں''۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله ﴾

نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کہا یا رب میرا عذر بھی نازل کر دے' میرا عذر بھی نازل کر دے۔ اللہ نے ''غیر اولی الضرر'' نازل کر دیا۔

یہ دونوں (المومنین والمجاہدون) کے درمیان کر دی گئی۔ یعنی:

﴿ من المؤمنین غیرا ولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله ﴾

اس کے بعد وہ جہاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جھنڈا مجھے دے دو' کیونکہ میں نابینا ہوں بھاگ نہیں سکتا' اور مجھے دونوں صفوں کے درمیان کھڑا کر دو۔ البراء سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله ﴾

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا اور حکم دیا' وہ کاغذ لائے اور اس پر اس آیت کو لکھا۔ پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نابینائی کی شکایت کی تو یہ حصہ نازل ہوا۔

﴿ غیرا ولی الضرر ﴾

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا آپ پر سکون نازل ہوا تو آپ کی ران میری ران پر گر پڑی۔ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے زیادہ گراں نہیں پائی۔ یہ حالت جب جاتی رہی تو فرمایا کہ اے زید لکھ لو میں نے کاغذ پر لکھا:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله ﴾

عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جو نابینا تھے مجاہدین کی فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور عرض کی' یا رسول اللہ اس کے ساتھ کیا (معاملہ) ہوگا' جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتا ان کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سکون طاری ہوا۔ آپ کی ران میری ران پر گر پڑی۔ میں نے ویسی ہی گرانی محسوس کی جیسی پہلی مرتبہ محسوس کی تھی جب یہ حالت جاتی رہی تو فرمایا۔ اے زید پڑھو۔ میں نے پڑھا:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین ﴾

فرمایا: اس کے بعد ہی لکھو:

﴿ غیرا ولی الضرر ﴾

زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تنہا اسی حصہ آیت کو نازل فرمایا کہ گویا میں کاغذ کے کنارے اس کو اس کے متصل کی آیت کے پاس دیکھ رہا ہوں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله ﴾

﴿عبس وتولی ان جاء ہ الاعمٰی وما یدریك لعله یزکی الی قوله فانت عنه تلھی﴾

''آپ نابینا کے پاس آنے سے چیں بجبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ حالانکہ آپ کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت قبول کرتا اور اسے نصیحت سے فائدہ ہوتا لیکن جس شخص نے روگردانی کی تو آپ اس کے درپے ہوئے حالانکہ اس کی پاکیزگی حاصل نہ کرنے کی آپ پر ذمہ داری نہ تھی۔ جو شخص آپ کے پاس دوڑ کر آیا وہ اللہ سے ڈرتا بھی ہے تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں''۔

یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا اکرام کیا اور دو مرتبہ اپنا جانشین بنایا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے پوچھا کہ کیا نابینا جماعت کی امامت کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں' رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو (مدینہ پر) خلیفہ بنایا اور آپ غزوات میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کے بجائے امامت کرتے رہے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

ابی غفیر یعنی محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت غزوۂ قرقرۃ الکدر میں بنی سلیم وغطفان کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تھے اور منبر کے پہلو میں خطبہ پڑھتے تھے۔ منبر کو اپنی بائیں جانب کرتے تھے' نیز جس وقت آپ بنی سلیم کے غزوہ بحران میں گئے جو نواح الفرع میں ہے تو آپ نے انہیں خلیفہ بنایا' غزوۂ احد' حمراء' الاسد' بنی النضیر' خندق' بنی قریظہ' غزوۂ بنی لحیان' غزوۂ الغابہ' غزوۂ ذی قرد اور عمرۂ حدیبیہ میں آپ تشریف لے گئے تو انہیں کو جانشین بنایا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رات کی اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ (صبح کی) اذان دیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں ایک یہودیہ کے پاس اترے جو ایک انصاری کی پھوپھی تھی' وہ ان پر مہربانی کرتی تھی مگر اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ایذا دیتی تھی' انہوں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔ نبی ﷺ سے شکایت کی گئی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ مجھ پر مہربانی کرتی تھی۔ لیکن اس نے مجھے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ایذا دی تو میں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اسے دور کرے اس نے اپنا خون باطل کر دیا۔ ابی عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

﴿لایستوی القاعدون من المؤمنین﴾

(یعنی جو مومن جہاد سے بیٹھنے والے ہیں وہ ثواب میں مجاہدین فی سبیل اللہ کے برابر نہیں ہیں) نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کہا: یا رب تو نے مجھے (نابینائی میں) مبتلا کیا' میں کیونکر (جہاد) کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿غیر اولی الضرر﴾

اذان کہیں تو کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ بلال بن رباح اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے' بلال رات کی اذان کہتے تھے اور لوگوں کو بیدار کرتے تھے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کا خیال رکھتے تھے اس (کے وقت) میں کبھی غلطی نہیں کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کھاؤ پیو تاوقتیکہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ کہیں۔

جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام ابن مکتوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میرا مکان دور ہے نظر سے معذور ہوں اور میں اذان سنتا ہوں' فرمایا کہ اگر تم اذان سنتے ہو تو اس کا جواب دو خواہ سرین کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے یا فرمایا کہ گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اپنے لانے والے کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور مسجد کے درمیان ایک درخت حائل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم اقامت سنتے ہو' انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ نے انہیں ترک جماعت کی اجازت نہیں دی۔

جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' میرا مکان دور ہے' نظر سے معذور ہوں اور میرا ایک کتا ہے' آپ نے انہیں چند روز کے لیے اجازت دے دی' پھر انہیں بھی اپنے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

آپ کی شان میں نزول آیات قرآنی:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جن میں عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے چند باوجاہت لوگ تھے' آپ ان لوگوں سے فرما رہے تھے کہ کیا یہ خوب نہیں ہے۔ اگر میں یہ لاؤں اور وہ لاؤں' وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ خونوں کی قسم' ہاں' ہاں' ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے آپ ان لوگوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ دریافت کیا تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی ﴿عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ﴾ (آپ چیں بجبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے کہ آپ کے پاس (ابن ام مکتوم) نابینا آئے) ﴿امامن استغنیٰ﴾ (لیکن جس شخص نے بے پروائی کی (یعنی عتبہ) اور اس کے ساتھی) ﴿فانت لہ تصدی واما من جاءك یسعی وھو یخشی فانت عنہ تلھی﴾ (تو آپ اس کے درپے ہیں لیکن جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا (یعنی ابن ام مکتوم) اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے تو آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں)۔

ضحاک سے اس آیت ﴿عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک شخص کے درپے ہو کر اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ عبداللہ بن ام مکتوم نابینا آئے اور دریافت کرنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے منہ پھیر رہے تھے اور چیں بہ جبیں ہو رہے تھے اور اس دوسرے شخص کی طرف توجہ فرما رہے تھے' جب وہ آپ سے سوال کرتے تھے تو آپ چیں بجبیں ہو کے منہ پھیر لیتے تھے۔ اللہ نے اپنے رسول کو پھیر دیا اور فرمایا:

شعبی سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ بنایا جو لوگوں کی امامت کرتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر جانے لگے تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا' لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

ابوعبداللہ محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ ہم سے یہ بھی روایت کی گئی کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد اور بدر سے پہلے مدینہ آئے۔

براء سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ بنی عبدالدار بن قصی کے بھائی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر تھے اور اصحاب میرے پیچھے تھے پھر ہمارے پاس عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اور بھی زیادہ میرے پیچھے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو ہمارے پاس آئے مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہما تھے' دونوں لوگوں کو قرآن سکھانے لگے۔

ابوظلال سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' انہوں نے پوچھا کہ تمہاری آنکھ کب جاتی رہی میں نے کہا کہ اس وقت گئی کہ میں چھوٹا تھا۔

انس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے' ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے' جبرئیل نے پوچھا کہ تمہاری نظر کب گئی' انہوں نے کہا کہ اس وقت جب میں بچہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں بندے کی آنکھ لیتا ہوں تو اس کے بدلے سوائے جنت کے کوئی جزا نہیں پاتا۔

مؤذن رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف:

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا مؤذن تھا حالانکہ نابینا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے حالانکہ نابینا تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے مؤذنوں کے کسی لڑکے نے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اقامت کہتے تھے' بسا اوقات ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ اقامت۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ رات کی (یعنی مغرب کی) اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (فجر کی) اذان دیں' انہوں نے کہا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے' جب تک ان سے نہیں کہا جائے کہ صبح ہوگئی' صبح ہوگئی۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان میں) فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ مغرب کی

عسکران بن عمرو مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے ہمراہ ان کی بیوی سودہؓ بنت زمعہ بھی تھیں سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا کہ عسکران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں تھے۔ اور ہمراہ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے کہا کہ عسکران کی وفات ملک حبشہ میں ہوئی محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ عسکران مکہ واپس آ گئے تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے ہی مکہ میں وفات ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے نکاح کر لیا' خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی وفات کے بعد وہ سب سے پہلی عورت تھیں جن سے آپ نے نکاح کیا۔

حضرت مالک بن زمعہ رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بھی تھیں' اس پر سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا۔

وفات کے وقت مالک بن زمعہ کے بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ:

اہل مدینہ ان کا نام عبداللہ کہتے ہیں۔ عراق والے اور ہشام بن محمد بن السائب کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو تھا۔ اس کے بعد ان کے نسب پر سب نے اتفاق کیا۔

ابن قیس بن زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن محجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی ان کی والدہ عاتکہ تھیں۔ وہی ام مکتوم بنت عبداللہ بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم بن یقظہ تھیں۔

ابن ام مکتوم بزمانہ قدیم مکہ میں اسلام لائے۔ نابینا تھے اور بدر کے کچھ دن بعد مدینہ میں مہاجر ہو کے آئے۔ دار القراء میں جو مخرمہ بن نوفل کا مکان تھا اترے۔ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔

غزوات کے موقع پر مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا اعزاز:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اکثر غزوات میں انہیں مدینہ پر خلیفہ بنا دیا کرتے تھے وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ غزوات ایسے کیے کہ ان میں ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ لوگوں کی امامت کرتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہمراہ ان کے دونوں فرزند خالد و جنادہ اور شرحبیل بن حسنہ اور شرحبیل کی والدہ حسنہ بھی تھیں۔ حسنہ کو بھی انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرائی تھی۔ یہ محمد بن اسحاق و محمد بن عمر کی روایت میں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے نہ سفیان بن معمر کو نہ ان کے کسی لڑکے کو ہجرت ملک حبشہ میں بیان کیا۔

بنی عامر بن لوی

حضرت نبیہ بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن وہبان بن حذافہ بن جمح' محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ میں ہجرت کی لیکن محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جس نے ملک حبشہ کو ہجرت کی وہ ان کے والد عثمان بن ربیعہ تھے' واللہ اعلم موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ان باپ بیٹوں میں سے کسی کو بھی مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

بنی عامر بن لوی

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی ان کی والدہ خولہ بنت عمرو بن الحارث بن عمرو یمن کے قبیلہ عبس میں سے تھیں' سلیط بن عمرو کی اولاد میں سلیط بن سلیط تھے ان کی والدہ قہطم بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

سلیط مہاجرین اولین میں سے مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے ہمراہ ان کی بیوی فاطمہ بنت علقمہ بھی تھیں' بروایت محمد بن اسحاق محمد بن عمر' لیکن موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ہجرت ملک حبشہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

سلیط احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا فرمان دے کے ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس محرم ۷ھ میں بھیجا تھا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہجرت نبوی کے بارھویں سال جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت عسکران بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ ان کی والدہ حبی بنت قیس بن حبیس بن ثعلبہ بن حبان بن غنم بن ملیح بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔

عسکران بن عمرو کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عمیر نے پوچھا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی' واللہ ہم دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا نہ تھا۔

فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں آپ آسمان کی خبر دیتے تھے تو ہم تصدیق نہیں کرتے تھے آپ ہمیں اہل زمین کی خبر دیتے ہیں۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمیر بن وہب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد تک زندہ رہے۔

حضرت حاطب بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہمراہ ان کی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدودٔ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وہشام بن محمد بن السائب فاطمہ بنت المجلل کہتے تھے' ہشام ام جمیل کہتے تھے۔

ہجرت حبشہ میں حاطب کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے محمد وحارث فرزندان حاطب بن الحارث بھی تھے' ملک حبشہ ہی میں حاطب کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی اور لڑکوں کو دونوں کشتیوں میں سے ایک میں لے کے مدینے میں لایا گیا۔

یہ سب موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے اپنی روایتوں میں بیان کیا ہے۔

حاطب کی اولاد میں عبداللہ بھی تھے جن کی والدہ جہیرہ ام ولد تھیں۔

ان کے بھائی:

حضرت خطاب بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں شریک تھے' ہمراہ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار الازدی بھی تھیں جو ابی نجراۃ کی بہن تھیں۔

ملک حبشہ ہی میں خطاب کی وفات ہوئی ان کی بیوی کو دو کشتیوں میں سے ایک میں لایا گیا۔ خطاب کی اولاد میں محمد تھے۔

حضرت سفیان بن معمر رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ سفیان کی والدہ اہل یمن میں سے تھیں۔ انہوں نے اس سے زیادہ نہیں بیان کیا اور نہ ان کی والدہ کا نسب بتایا گیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ سفیان بن معمر کی والدہ حسنہ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ حسنہ شرحبیل کی والدہ سفیان بن معمر کی زوجہ تھیں۔ ان سے ان کی اولاد میں خالد اور جنادہ فرزندان سفیان بن معمر تھے۔

حاضر ہوتے وقت میں بھول کے تلوار لیے چلا آیا۔ فرمایا کہ تم کیوں آئے؟

انہوں نے کہا کہ میں اپنے لڑکے کے فدیے میں آیا ہوں۔

فرمایا کہ تم نے حرم میں صفوان بن امیہ سے عہد کیا کہ؟ عرض کی میں نے کچھ نہیں کیا۔

فرمایا تم نے یہ کیا کہ مجھے اس شرط پر قتل کرو گے کہ وہ تمہیں یہ یہ چیزیں دے گا۔ تمہارا قرض ادا کرے گا اور تمہارے عیال کا خرچ برداشت کرے گا۔

عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور بے شک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ یا رسول اللہ' واللہ میرے اور صفوان کے سوا اس کی کسی کو اطلاع نہ تھی۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو آگاہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے سہولت کرو اور ان کے اسیر کو رہا کر دو۔

وہب بن عمیر کو بغیر فدیے کے رہا کر دیا گیا۔

عمیر مکہ واپس گئے' مگر صفوان بن امیہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ صفوان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔

ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی احد اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ عمیر بن وہب یوم بدر میں نکلے' وہ مقتولین میں گر پڑے۔ جس شخص نے انہیں زخمی کیا تھا تلوار لے کے ان کے پیٹ پر رکھ دی۔ انہوں نے تلوار کی آواز سنی جو سنگریزوں میں تھی۔ گمان کیا کہ ان کو قتل کر دیا گیا۔

عمیر نے رات کی ٹھنڈک پائی تو کسی قدر افاقہ ہو گیا۔ وہ کھسکنے لگے اور مقتولین میں سے نکل کر مکہ واپس گئے اور اچھے ہو گئے۔

ایک روز جبکہ وہ اور صفوان بن امیہ حرم میں تھے تو انہوں نے کہا کہ واللہ میں مضبوط کلائی والا' عمدہ ہتھیار والا' خوب دوڑنے والا ہوں۔ اگر میرے عیال نہ ہوتے تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔ صفوان نے کہا کہ تمہارے عیال میرے ذمے ہیں اور تمہارا قرض بھی میرے ذمے ہے۔

عمیر گئے اپنی تلوار لی۔ جب وہ داخل ہوئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا' اٹھ کر ان کے پاس آئے تلوار کی پیٹی لے لی اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ عمیر نے پکارا اور کہا کہ جو شخص تمہارے پاس دین میں داخل ہونے کو آئے اس کے ساتھ تم لوگ ایسا ہی کرتے ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر انہیں چھوڑ دو۔

انہوں نے (بجائے سلام کے) **انعم صباحاً** (یعنی نعمت میں صبح کرو) کہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں **انعم صباحا** کے بدلے وہ چیز دے دی جو اس سے بہتر ہے' یعنی ''السلام علیکم'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اور صفوان کا حال جو کچھ تم دونوں نے کہا مجھے معلوم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ تم نے کہا تھا کہ اگر میرے عیال نہ ہوتے اور مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے کہا کہ تمہارے عیال اور تمہارا قرض میرے ذمے ہے۔

محمیہ بن جزء ام الفضل لبابہ بنت الحارث کے جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کی والدہ تھیں اخیافی بھائی تھے۔

محمد بن عمرو علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف القرشی نے کہا کہ محمیہ بنی سہم کے حلیف تھے' ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ محمیہ بنی جمح کے حلیف تھے ان کی بیٹی فضل بن العباس بن عبدالمطلب کے پاس تھیں۔ ان سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

محمیہ بن جزء مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔ ان کے مشاہد میں سب سے پہلا المریسیع ہے جو غزوۂ بنی المصطلق ہے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المریسیع میں خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر محمیہ بن جزء الزبیدی کو عامل بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت میں سے خمس نکالا' محمیہ بن جزء اس کے محافظ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے خمس پر محمیہ بن جزء الزبیدی کو مامور فرمایا خمس انہیں کے پاس جمع کیا۔

نافع بن بدیل بن ورقاء بنی جمح بن عمرو بن حصیص بن کعب:

حضرت عمیر بن وہب بن خلف رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی کنیت ابوامیہ تھی' والدہ ام بخیلہ بنت باشم بن سعید بن سہم تھیں۔ عمیر کی اولاد میں وہب بن عمیر بنی جمح کے سردار امیہ اور ابی تھے' ان کی والدہ رقیقہ تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ خالدہ بنت کلدہ ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

عمیر بن وہب مشرکین کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ ان لوگوں نے مخبر بنا کے بھیجا تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار کریں اور ان کی تعداد دلائیں' عمیر نے تعمیل کی' بدر میں قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے سے واپس کرنے کے سخت خواہش مند تھے۔

جب ان لوگوں کو شکست ہوئی تو ان کے بیٹے وہب بن عمیر اسیر ہو گئے رفاعہ بن رافع بن مالک الزرقی نے گرفتار کیا۔

عمیر مکہ واپس گئے۔ ان سے صفوان بن امیہ نے جو ان کے ساتھ حرم میں تھا کہا کہ تمہارا قرض میرے ذمے ہے' تمہارے عیال میرے ذمے ہیں میں جب تک زندہ رہوں گا ان کا خرچ برداشت کروں گا۔ اور تمہارے لیے یہ یہ کروں گا بشرطیکہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور انہیں قتل کر دو۔

انہوں نے اس شرط پر اس سے موافقت کر لی اور کہا کہ ان کے پاس جانے میں مجھے ایک بہانہ بھی ہے۔ میں کہوں گا کہ آپ کے پاس اپنے بیٹے کے فدیے میں آیا ہوں۔

عمیر مدینہ آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں تلوار تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص غدر کا ارادہ رکھتا ہے۔ مگر اللہ اس کے اور اس غداری کے درمیان حائل ہے۔

جب آگے بڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جھکا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ ہتھیار لیے ہو۔ انہوں نے کہا کہ

نے کہا کہ وہ بشر بن الحارث بن قیس تھے' ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

حضرت سعید بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ دختر عروہ بن سعد بن حذیم بن سلامان بن سعد بن جمح تھیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد عمرو بن عمرہ بن سعد کی بیٹی تھیں' سعید ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حضرت معبد بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ دختر عروہ بن سعد بن حذیم بن سلامان بن سعد بن جمح تھیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عبد عمرو بن عروہ بن سعد کی بیٹی تھیں۔ ہشام بن محمد نے معبد بن الحارث کہا' محمد بن عمر نے معمر بن الحارث کہا۔

حضرت سعید بن عمرو التمیمی رضی اللہ عنہ:

ان لوگوں کے حلیف اور اخیافی بھائی تھے۔ ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن سواہ بن عامر بن صعصعہ تھیں موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے اسی طرح سعید بن عمرو کہا۔

محمد بن عمرو ابو معشر نے معبد بن عمرو کہا۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

حضرت عمیر بن رئاب رضی اللہ عنہ:

ابن حذافہ بن سعید بن سہم' محمد بن عمر نے اسی طرح کہا۔ ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ وہ عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مہشم بن سعد بن سہم تھے۔

ان کی والدہ ام وائل بنت معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمیر بن رئاب ہجرت ثانیہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے جن کو سب نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ عین التمر میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سعد

حضرت محمیہ بن جزء رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یغوث بن عویج بن عمرو بن زبید الاصغر' ان کا نام منبہ تھا زبید اس لیے ہوا کہ جب ان کے چچا اور چچا کے بیٹے بہت ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی مدد سے کون بڑھائے گا یعنی بنی اود پر مجھے کون اپنی مدد دے گا ان لوگوں نے جواب دیا' اس لیے ان سب کا نام زبید اصغر سے زبید اکبر تک زبید ہو گیا زبید اصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن منبہ تھے' وہ زبید اکبر تھے' انہیں تک زبید بن صعب بن سعد العشیرہ کی جو مذحج میں سے تھے جماعتیں ملتی ہیں۔

محمیہ بن جزء کی والدہ ہند تھیں' یہی خولہ بنت عوف بن زہیر بن الحارث بن حماطہ حمیر کے ذی جلیل میں سے تھیں۔

اسے گھوڑوں سے روندو‘ پھر خود انہوں نے اسے روند الوگ ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ انہیں کاٹ ڈالا۔ جب پوری شکست ہو گئی اور مسلمان لشکر کی طرف لوٹے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے پاس دوبارہ گئے گوشت اعضاء اور ہڈیوں کو جمع کر کے چمڑے کے فرش میں لادا اور دفن کیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو کہا کہ اسلام کے لیے وہ کیسی اچھی مدد تھے۔ خالد بن معدان (اور دوسرے طرق) سے مروی ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کی سب سے پہلی جنگ اجنادین تھی جو جمادی الاولی ۱۳ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی‘ اس روز عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ امیر تھے۔

حضرت ابو قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں جو حضرمیہ تھیں‘ مکہ میں قدیم الاسلام تھے‘ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے‘ پھر آئے اور احد میں اور اس کے بعد کے مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ھ میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم‘ ان کی والدہ ام الحجاج تھیں جو بنی شنوف بن مرہ بن منات بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث شاعر تھے ان کو المبرق (سفر بعید کرنے والا) کہتے تھے‘ یہ نام ان کے شعر ذیل کی وجہ سے رکھا گیا جو انہوں نے کہا تھا:

اذا انا لم اُبرق فلا یسعنّی   من الارض برذ وقضاء ولا بحر

’’جب میں سفر بعید نہ کروں گا تو مجھے ہرگز کافی نہ ہوگا۔ زمین کا میدان والاخشکی کا حصہ اور نہ سمندر‘‘۔

مہاجرین حبشہ میں سے تھے‘ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت سائب بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں‘ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں موجود تھے‘ جنگ طائف میں زوانہ ہوئے اور اس کے بعد جنگ نحل میں شہید ہوئے جو سواد اردن میں پیش آئی‘ بقیہ اولاد نہ تھی۔ جنگ نحل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں ذی القعدہ ۱۳ھ میں ہوئی۔

حضرت حجاج بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم‘ ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے‘ رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے‘ بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت تمیم یا نمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم‘ ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ تھیں‘ صرف محمد بن اسحاق

کرلیا اور مجھے چھوڑ دیا سفیان نے کہا کہ ہشام مشاہد یرموک وغیرہ میں سے کسی میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن عبید اللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ قریش کا حلقہ جس وقت مسجد کے اس مکان میں جو کعبہ کی پشت پر ہے بیٹھا ہوا تھا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے گزرے قوم نے آپس میں کہا کہ تمہارے دلوں میں ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا ان کے بھائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمرو رضی اللہ عنہ نے طواف پورا کرلیا تو اس حلقے کی طرف آئے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تم نے مجھے دیکھ کر کیا کہا تھا؟ مجھے معلوم ہے کہ کچھ کہا تھا قوم نے کہا کہ ہم نے تمہارا' اور تمہارے بھائی ہشام کا ذکر کیا تھا۔ ہم نے کہا کہ ہشام افضل ہیں یا عمرو' انہوں نے کہا کہ تم نے ایسے شخص کی جانب رجوع کیا جو اس حقیقت سے آگاہ ہے' میں عنقریب اس کو تم سے بیان کروں گا۔ میں اور ہشام یرموک میں حاضر ہوئے انہوں نے اور میں نے رات بھر اللہ سے دعا کی کہ ہمیں شہادت عطا کرے۔ صبح ہوئی تو انہیں شہادت عطا کر دی گئی اور میں محروم رہا کیا اس واقعے میں وہ چیز نہیں کہ مجھ پر ان کی فضیلت کو تمہارے سامنے ظاہر کر دے۔

عمرو نے کہا کہ مجھے کیا ہے ہیں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان نوجوانوں کو اپنی مجلس سے ہٹا دیا' ایسا نہ کرو' ان کے لیے وسعت کرو' ان سے حدیث بیان کرو اور انہیں سمجھاؤ وہ لوگ آج قوم کے چھوٹے ہیں مگر قریب ہے کہ قوم کے بزرگ ہو جائیں گے' ہم لوگ بھی قوم کے چھوٹے تھے آج ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ قوم کے بزرگ ہیں۔

زیاد سے مروی ہے کہ یوم اجنادین میں ہشام بن العاص نے کہا کہ اے گروہ مسلمین ان غیر مختون لوگوں کو تلوار پر صبر نہیں ہے لہٰذا تم لوگ ایسا ہی کرو جیسا میں کرتا ہوں وہ صفوں میں گھس کر ان کی جماعت کو قتل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ خود قتل کر دیئے گئے۔

ام بکر بنت المسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہشام بن العاص بن وائل مرد صالح تھے جنگ اجنادین میں انہوں نے مسلمانوں کی اپنے دشمن سے کسی قدر بے پروائی دیکھی تو خود اپنے چہرے سے اتار دیا اور دشمن کے قلب میں بڑھنے لگے' آواز دے رہے تھے کہ اے گروہ مسلمین میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ' میں ہشام بن العاص ہوں کیا تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو' یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ انہوں نے قبیلہ غسان کے ایک شخص پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا پھیپھڑا نکل پڑا۔ بنی غسان ہشام پر پلٹ پڑے اور اپنی تلواروں سے اتنا مارا کہ شہید ہو گئے لشکر نے انہیں روند ڈالا تھا۔ عمرو ان پر دوبارہ گزرے تو ان کا گوشت جمع کر کے دفن کیا۔

خلف بن معدان سے مروی ہے کہ جنگ اجنادین میں رومیوں کو شکست ہوئی تو وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے ایک انسان سے زیادہ عبور نہیں کر سکتا تھا رومی قتال کرنے لگے وہ لوگ پہلے سے وہاں چلے گئے تھے اور اسے عبور کرلیا تھا ہشام بن العاص بن وائل آگے بڑھے جنگ کی اور شہید ہو کر اس سوراخ پر گر پڑے اور اسے بند کر دیا۔ مسلمان وہاں تک پہنچے تو ڈرے کہ کہیں لاش گھوڑوں سے روند نہ جائے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے لوگو اللہ نے انہیں شہید کر دیا' ان کی روح کو اٹھا لیا اب تو وہ صرف ایک جثہ ہے' لہٰذا تم

عادت تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔

ان کے بھائی:

حضرت قیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ تمیمہ بنت حرثان بنی حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے اسی طرح قیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ' کہا لیکن ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کہا کہ قیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے والد تھے اور ان کا نام حسان تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے اور بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم' ان کی والدہ ام حرملہ بنت ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر پہنچی تو آپ کے ساتھ شامل ہونے کے ارادے سے مکہ آئے' مگر والد اور قوم نے قید کر دیا۔ خندق کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آئے اور بعد کے مشاہد میں حاضر ہوئے' اپنے بھائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سن میں چھوٹے تھے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاص کے دونوں بیٹے ہشام وعمرو مومن ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔

عاص کے دونوں بیٹوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم جس مجلس میں بیٹھتے تھے پہلی مجلس سے زیادہ مسرور ہوتے تھے ایک دن ہم دونوں آئے' لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے پاس باہم قرآن میں بحث کر رہے تھے جب ہم نے ان کو دیکھا تو ان سے الگ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجروں کے پیچھے سے ان کا کلام سن رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غضبناک ہو کر برآمد ہوئے کہ غضب آپ کے چہرے سے نمایاں تھا۔ آپ لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے قوم تمہارے سے پہلے امتیں اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے اور کتاب کے ایک حصہ کو لے کے دوسرے کو چھوڑ دینے سے گمراہ ہو گئیں۔ قرآن اس لیے نازل نہیں ہوا کہ تم لوگ اس کے ایک حصہ کو لو اور دوسرے کو چھوڑ دو' اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے اس میں سے تم جو کچھ جان سکو اس کا علم رکھو اور جو تم پر دشوار ہو اس پر ایمان رکھو اس کے بعد آپ میری اور میرے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنے دل میں خوش ہوئے کہ آپ نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رکھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم بہتر ہو یا تمہارے بھائی ہشام بن العاص۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی اور ان کی خبر دیتا ہوں ہم دونوں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے پیش کیا' اس نے انہیں قبول

کہ اللہ نے آج رات کو تم لوگوں کی ایک ایسی نماز سے مدد کی جو تمہارے لیے چوپایوں کے گدھوں سے بہتر ہے' ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی ہے' فرمایا نماز عشاء سے طلوع فجر تک وتر۔

بنی سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب

حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص ان کی والدہ تمیمہ بنت حرثان بنی حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ وہ ان خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو رسول اللہ ﷺ سے پہلے حفصہؓ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے شوہر تھے۔ خنیس رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے البتہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ لیکن وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان بنام کسریٰ میں آپ کے قاصد تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا فرمان بنام کسریٰ عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا' حکم دیا کہ وہ سردار بحرین کو دے دیں' سردار بحرین نے اسے کسریٰ کے پاس بھیج دیا جب اس نے اسے پڑھا تو پھاڑ دیا (بروایت المسیب) رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی کہ وہ لوگ بالکل پارہ پارہ کر دیئے جائیں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ ہیں' حذافہ کی والدہ نے تمہارے والد کے لیے شریف لڑکا پیدا کیا۔ اس مخاطبت کے بعد ان کی والدہ نے کہا کہ اے فرزند آج تم نے اپنی والدہ کو بہت بڑے مقام پر کھڑا کر دیا تھا۔ اگر آپ کوئی دوسری بات فرماتے تو کیسا ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ چاہا تھا کہ جو کچھ میرے دل میں ہے وہ ظاہر کر دوں۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ لوگوں میں ندا کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں (یعنی ان ایام میں کوئی روزہ نہ رکھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رومیوں نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں قسطنطین کو لکھا تو اس نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابو سلمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور بہ آواز بلند قراءت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں۔ مجھے نہ سناؤ۔ اللہ کو سناؤ۔

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اصحاب بدر میں سے تھے ان میں (مزاح) دل لگی کی

وہ چوراسی برس کے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجاج کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے نیزے کی انی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں لگ گئی تھی۔ زخم بھر گیا تھا۔ لوگ حج سے واپس ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زخم پھٹ گیا۔ وفات کا وقت آیا تو ان کی عیادت کے لیے حجاج آیا اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن جس نے آپ کو زخمی کیا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا تجھی نے تو مجھ کو قتل کیا ہے' پوچھا کس بارے میں انہوں نے کہا کہ تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار اٹھائے تیرے کسی ساتھی نے مجھے زخمی کر دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انہیں حرم میں نہ دفن کیا جائے بلکہ حرم سے باہر۔ مگر غلبۂ آراء سے انہیں حرم ہی میں دفن کیا گیا اور حجاج نے نماز پڑھی۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وفات کے وقت سالم سے کہا کہ اے فرزند اگر میں مر جاؤں تو مجھے حرم سے باہر دفن کرنا کیونکہ مہاجر ہو کے نکلنے کے بعد میں وہاں مدفون ہونا ناپسند کرتا ہوں' عرض کی اے والد بشرطیکہ ہم اس پر قادر ہوئے انہوں نے کہا کہ تم مجھے سناتے ہو' میں تم سے کہتا ہوں' اور تم کہتے ہو کہ اگر ہم اس پر قادر رہوئے۔ سالم نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ حجاج ہم پر غالب ہو جائے گا۔ اور وہی آپ پر نماز پڑھے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔

سالم سے مروی ہے کہ والد نے مجھے یہ وصیت کی کہ میں انہیں حرم سے باہر دفن کروں مگر ہم قادر نہ ہوئے اور حرم کے اندر فخ میں مقبرۂ مہاجرین میں دفن کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب لوگ (حج سے فارغ ہو کے) واپس ہوئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ حرم میں نہ دفن کیا جائے مگر حجاج کی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو سکی ہم نے انہیں ذی طویٰ کی طرف مقبرۂ مہاجرین میں دفن کیا ان کی وفات ۷۴ھ میں مکہ میں ہوئی۔

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ:

ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن بجرہ بن خلف بن صداد بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ فاطمہ بنت علقمہ بن عامر بن بجرہ بن خلف بن صداد تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور ابان تھے ان دونوں کی والدہ قبیلۂ کندہ کی ایک بیوی تھیں۔ عبداللہ وعون کی والدہ ام ولد تھیں۔

خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ مصر میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قاضی تھے جب اس روز کی صبح ہوئی جس میں خارجی پہنچا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مارے تو عمرو نماز کے لیے نہیں نکلے۔ خارجہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ خارجی بڑھا اور خارجہ کو مارا۔ اس کو خیال تھا کہ یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں اسے گرفتار کر کے عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ تو نے عمرو کو نہیں مارا خارجہ کو مارا۔ اس نے کہا کہ میں نے عمرو کا ارادہ کیا مگر اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا چنانچہ یہ مثل ہو گئی۔

خارجہ بن حذافہ العدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صبح کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا

ضرور یہ کرتا اور وہ کرتا۔ جب اس نے بہت باتیں بنائیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی' تو نے اس دن ہتھیار اٹھائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے' حجاج چلا گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے سوائے تین چیزوں کے دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہے' دوپہر کی پیاس (کہ اس حالت میں نفل روزے نہ رکھے) رات کی مصیبت (کہ عبادت الٰہی میں شب کیوں نہ بسر کی) اور اس پر کہ میں نے اس باغی گروہ سے قتال نہ کیا جو ہمارے پاس گھس آیا تھا۔

بنی مخزوم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں زخم لگ گیا تھا تو ان کے پاس عیادت کے لیے حجاج آیا' وہ داخل ہوا' انہیں سلام کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بستر پر تھے انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حجاج نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ جانتے ہیں کہ آپ کا پاؤں کس نے زخمی کیا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں' اس نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کس نے آپ کو زخمی کیا تو میں ضرور اسے قتل کر دیتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گردن نہیں اٹھائی نہ اس سے کلام کیا نہ اس کی طرف ملتفت ہوئے جب حجاج نے یہ دیکھا تو اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے کوئی ناراض ہو' نکل کر تیز جا رہا تھا۔ مکان کے صحن میں تھا کہ اپنے پیچھے والے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم عہد اول کو اختیار کریں گے۔

سعید سے مروی ہے کہ حجاج' ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عیادت کے لیے آیا۔ ان کے پاس سعید بھی تھے یعنی سعید بن عمرو بن سعید بن العاص پاؤں میں زخم لگ گیا تھا۔ اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۔ ہمیں اگر معلوم ہے کہ کس نے آپ کو زخمی کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس نے زخمی کیا جس نے حرم میں ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس میں ان کا اٹھانا حلال نہیں۔

اشرس بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جو زخم لگا تھا اس کو پوچھا تو سالم نے کہا کہ میں نے پوچھا اے والد' یہ خون کیسا ہے جو اونٹنی کے شانے پر بہتا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں' تم اونٹنی کو بٹھاؤ۔ میں نے بٹھایا' پھر انہوں نے اپنا پاؤں رکاب سے نکالا۔ قدم رکاب میں چمٹ گیا تھا' انہوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ کس نے زخمی کیا۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کیسے ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ جمرے کے پاس ہجوم میں ان کی انگلیوں کے درمیان محمل کے آگے کی لکڑی لگ گئی جس سے وہ بیمار ہو گئے۔ حجاج ان کی عیادت کے لیے آیا۔ جب ان کے قریب پہنچا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے دیکھا تو اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ حجاج نے ان سے کلام کیا مگر انہوں نے کچھ نہ کہا اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے مارا آپ کس پر شبہ کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب نہ دیا۔ حجاج چلا گیا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میں پہلے طریقے پر ہوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت پہنچی کہ جس مرض میں ان کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے کہا کہ میں امور دنیا میں سے کسی پر افسوس نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میں باغی گروہ سے قتال کرتا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو وصیت کی تھی کہ انہیں غسل دے وہ انہیں مشک سے ملنے لگا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ۷۴ھ میں مکہ میں ہوئی اور فخ میں مدفون ہوئے۔ وفات کے رو

پاس تھی' جب ان کی وفات ہوگئی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چلی گئیں۔ ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ کو دے دیا اور سالم کو چھوڑ دیا' لوگوں نے اس کی وجہ سے انہیں ملامت کی۔

عبداللہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان حجاج بن یوسف کے پاس گئے' حجاج نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی گردن مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ عبداللہ بن عبداللہ نے کہا' دیکھو واللہ' اگر تو یہ کرتا تو اللہ دوزخ کی آگ میں تجھے سرنگوں کرکے ڈال دیتا' حجاج نے سر جھکا لیا میں سمجھا کہ حجاج ابھی ان کے قتل کا حکم دے گا۔ اس کے بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ قریش میں سب سے بزرگ گھر کس کا ہے اور وہ کسی اور کی بات میں لگ گیا۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ فاسق حجاج نے منبر پر خطبہ پڑھا اور کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کتاب اللہ میں تحریف کردی (اور اسے بدل دیا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے' تو جھوٹا ہے' تو جھوٹا ہے۔ نہ انہیں اس کی طاقت تھی اور نہ ان کے ساتھ تجھے' حجاج نے کہا کہ خاموش رہو' تم بوڑھے ہو' بے ہودہ بکتے ہو' تمہاری عقل جاتی رہی ہے' قریب ہے کہ بوڑھا گرفتار کیا جائے' اس کی گردن ماری جائے اور اسے اس طرح گھسیٹا جائے کہ اس کے دونوں خصیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بقیع کے لڑکے گھماتے ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا آخری وقت اور وفات:

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کوئی وصیت نہیں کی۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما سخت علیل ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ وصیت کیجئے انہوں نے کہا کہ میں وصیت نہیں کرتا۔ میں زندگی میں جو کچھ کرتا تھا' اللہ اسے زیادہ جانتا ہے' اب تو میں ان لوگوں سے زیادہ اس کا مستحق کسی کو نہیں پاتا' میں ان کی جائیداد میں کسی کو ان کا شریک نہیں کرتا (یعنی اپنی اولاد کا)۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما علیل ہوئے تو لوگوں نے ان سے وصیت کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ میں اپنے مال میں کیا کیا کرتا تھا رہی میری جائیداد اور زمین تو میں نہیں چاہتا کہ اولاد کے ساتھ اس میں کسی کو شریک کروں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میری موت مکہ میں نہ کر۔

عطیہ العوفی سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ایک شامی نے اپنے نیزے کی انی ان کے پاؤں میں ماردی تھی ان کے پاس حجاج عیادت کے لیے آیا اور کہا کہ اگر میں اس شخص کو جان لیتا جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو ضرور اس کی گردن مار دیتا۔ عبداللہ نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی' اس نے کہا' کیونکر' انہوں نے کہا کہ جس روز تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار داخل کیے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ فتنہ پہنچا جو انہیں مکہ میں پہنچا تھا اور انہیں تیر مارا گیا جس سے وہ زمین پر گر پڑے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ زخم کا درد روکے گا۔ انہوں نے کہا کہ اے مصائب کے فرزند مجھے مناسک ادا کر لینے دے' درد شدید ہو گیا تو حجاج کو معلوم ہوا وہ ان کے پاس عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو

نافع سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک لاکھ درہم بھیجے‘ جب یہ چاہا کہ یزید بن معاویہ سے بیعت کی جائے تو (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) کہا کہ میرا خیال ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سمجھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دین اس وقت ارزاں ہے۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ سے بیعت کی گئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ خیر ہے تو ہم راضی ہیں اور اگر بلا ہے تو ہم نے صبر کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ زبردستی کی اور اسے معزول کر دیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے لڑکوں کو بلایا انہیں جمع کیا اور کہا کہ ہم نے اس شخص (یزید) سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر بیعت کی تھی‘ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن بدعہدی کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور وہ جھنڈا کہے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی ہے اللہ کے ساتھ شرک کے سوا سب سے بڑی بدعہدی یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت پر بیعت کرے پھر اس کی بیعت کو توڑ دے لہٰذا تم میں سے ہرگز کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے اور نہ کوئی اس امر میں عجلت کرے کہ میرے اور اس کے درمیان تلوار ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ضرور ضرور قتل کریں گے۔ پھر جب وہ مکہ کے قریب ہوئے تو لوگ ملے جن میں عبداللہ بن صفوان بھی تھے اور پوچھا کہ بتاؤ تم ہمارے پاس کیا لائے ہو۔ کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قتل کرو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا کہ یہ کون کہتا ہے‘ یہ کون کہتا ہے‘ یہ کون کہتا ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ضرور قتل کریں گے اس پر ہمارے متعلقین آنے لگے عبداللہ بن صفوان ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور دونوں ایک مکان میں داخل ہو گئے۔ میں مکان کے دروازے پر تھا۔ عبداللہ بن صفوان کہنے لگے کہ کیا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑتے ہیں کہ وہ آپ کو قتل کر دیں واللہ اگر سوائے میرے اور میرے اہل بیت کے کوئی نہ ہو گا تب بھی میں آپ کے لیے ان سے قتال کروں گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اللہ کے حرم میں صبر نہ کروں۔

نافع نے کہا کہ میں نے اس شب کو دو مرتبہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن صفوان کو سرگوشی کرتے سنا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ قریب آئے تو لوگ ان سے ملے‘ عبداللہ بن صفوان بھی ملے اور پوچھا کہ تم ہمارے پاس کیا لائے۔ آئے ہو کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرو۔ انہوں نے کہا کہ واللہ میں انہیں قتل نہیں کروں گا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عبدالملک بن مروان پر اتفاق کر لیا تو انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا: امابعد! میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ان امور میں سماعت وطاعت کی بیعت کی جو میں کر سکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں نے ایک شخص کو محمد سے بیان کرتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے

زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی سے پوچھا کہ تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی داڑھی زرد رنگتے دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے زرد رنگتے تو نہیں دیکھا البتہ داڑھی کو زرد دیکھا ہے جو بہت شوخ رنگ کی نہ تھی بلکہ ہلکی زرد تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی' سوائے حج یا عمرے کے بڑھنے دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک یا دو مرتبہ سر منڈانا ترک کر دیا' سر کے پچھلے حصہ کے کنارے کتروائے' راوی نے کہا کہ وہ اصلع تھے (یعنی چندیا پر بال نہ تھے) راوی نے کہا کہ میں نے نافع سے کہا کہ کیا داڑھی سے بھی (کترواتے تھے) انہوں نے کہا کہ اس کے بھی کنارے کترواتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سال حج نہیں کیا تو انہوں نے مدینہ میں قربانی کی اور اپنا سر منڈایا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بہت سے (بال) جمع کیے تھے جو لانبے تھے یا اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے شانوں سے لگتے تھے' ہشام نے کہا کہ پھر مجھے ان کے پاس لایا گیا۔ وہ مروہ پر تھے' انہوں نے مجھے بلا کر پیار کیا' میں نے دیکھا کہ اس روز انہوں نے بال کتروائے۔

علی بن عبداللہ البارقی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو میں نے ان کی چندیا دیکھی جس پر بال نہ تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دومۃ الجندل میں علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے وعدے کا وقت ہوا تو معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کو اس سے نکلنے کا اندیشہ نہ تھا۔ ایک بہت بڑے دراز بختی اونٹ پر معاویہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ کون ہے جو اس امر خلافت میں طمع کرے گا یا اس کی طرف اپنی گردن دراز کرے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سوائے اس روز کے میں نے کبھی اپنے دل سے دنیا کی بات نہیں کی' میں نے ارادہ کیا کہ (معاویہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں) کہوں کہ (وہ شخص طمع کرتا ہے) جس نے تم کو اور تمہارے والد کو بربنائے اسلام مارا تھا اور اتنا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے' میں یہ کہنا چاہتا ہی تھا کہ جنت اور اس کی نعمتوں اور میووں کو یاد کر کے ان سے منہ پھیر لیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے والد پر ضرب لگائی ہے' پھر میں نے جنت کی نعمتوں کو یاد کیا اور اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے سے فساد ہوگا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جمع ہوئے تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس امر خلافت کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تیار ہوا کہ کھڑا ہوں اور کہوں کہ وہ شخص اس کا زیادہ حق دار ہے جس نے تم کو اور تمہارے والد کو کفر پر مارا ہے۔ پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے ساتھ وہ گمان کیا جائے گا جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی خواہش خلافت)۔

سے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے رنگتے دیکھا ہے۔

عبدالعزیز بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو زرد خضاب کرتے دیکھا۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ داڑھی زرد تھی تہبند کرتے کے اندر تھی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور عمامہ باندھے تھے جو آگے اور پیچھے لٹکتا تھا' معلوم نہیں جو آگے تھا وہ زیادہ طویل تھا یا جو پیچھے تھا۔

سلیمان الاحول سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس سے یہ تر ہو جاتا تھا راوی نے اپنے کرتے کے گریبان کی طرف اشارہ کیا۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے' میں نے کہا کہ آپ کو سبتیہ چپل پہنتے دیکھا ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ وہی پہنتے تھے' وہی پسند فرماتے تھے اور انہیں میں وضو کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زعفران سے رنگتے تھے۔ جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی سے رنگتے تھے یا کہا کہ آپ کو سب رنگوں سے زیادہ یہ رنگ پسند تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زردی سے رنگتے تھے جس سے ان کے کپڑے بھر جاتے تھے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی سے رنگتے دیکھا ہے آپ کو کوئی رنگ اس سے زیادہ پسند نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ اس سے اپنے تمام کپڑے رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنا عمامہ بھی۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے اور کرتے میں گھنڈی نہیں لگاتے تھے ایک بار وہ قریب سے گزرے اور سلام کرنا بھول گئے تو پھر لوٹے اور کہا کہ میں السلام علیکم بھول گیا تھا۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خلوق ورس سے (وہ خلوق جس میں کسم بھی شامل ہوتا تھا) اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے' اس سے ان کے کپڑے بھر جاتے تھے۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ خلوق و زعفران سے اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (داڑھی) زرد رنگتے تھے۔ عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اور ہم لوگ مکتب میں تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زعفران اور کسم سے جس میں مشک ہوتی تھی زرد رنگتے تھے۔

موسیٰ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زردی کا خضاب کرتے تھے زردی ان کی داڑھی سے کرتے پر نظر آتی تھی۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ زرد رنگتے ہیں اور رنگین کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ جمیل بن

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور اتنی کترواتے تھے کہ ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے' انہوں نے کہا کہ ہاں' میں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے' ابوالملیح سے مروی ہے کہ میمون اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں مونچھوں کو لے لیتے تھے یعنی مونچھ کا لمبا حصہ (کترواڈالتے تھے)۔

حبیب بن الریان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھ کتروائی ہے اتنی کہ گویا اسے منڈوادیا' اور اپنی تہبند نصف ساق تک اٹھائی ہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اسے میمون بن مہران سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ حبیب نے سچ کہا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھ کا یہ اور یہ حصہ (کتروا) لیتے تھے ازہر (راوی) نے اپنی مونچھوں کی طرف اشارہ کیا۔

عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح مونچھیں کترواتے دیکھا جو مونڈنے کے برابر ہوتی تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مٹھی سے پکڑتے تھے اور جو مٹی سے بڑھتی تھی کترواڈالتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح (اپنی داڑھی) مٹھی میں لیتے تھے (نافع اپنا ہاتھ ٹھوڑی کے پاس رکھتے) اور جو مٹھی سے بڑھی تھی اسے کترواڈالتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سوائے حج یا عمرے کے اپنی داڑھی بڑھنے دیتے تھے۔

عبدالکریم الجزری سے مروی ہے کہ مجھے اس حجام نے خبر دی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی داڑھی کترتا تھا جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی۔

حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب الدوسی سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

نوفل بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی خلوق سے (جو زعفران وغیرہ سے مرکب خوشبو ہے) زرد رنگتے تھے اور میں نے ان کے پاؤں میں دو چپل دیکھے جن میں دو تسمے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خلوق کا تیل لگا کے پیری (بڑھاپے) میں تغیر کرتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے' کپڑوں میں بھی یہ زردی لگ جاتی تھی۔ ان

کلیب بن وائل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ عمامہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کی گھنڈیاں کھلی تھیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محلول الازار دیکھا۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنے کرتے میں گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی ایک مہر تھی' وہ اسے اپنے بیٹے ابی عبید کے پاس رکھتے تھے جب مہر لگانا چاہتے تھے تو اسے لے کے مہر لگاتے تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ لوگوں نے نافع کے پاس ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مہر کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما انگوٹھی نہیں پہنتے تھے' ان کی مہر (انگوٹھی) صفیہ کے پاس رہتی تھی جب وہ مہر لگانا چاہتے تھے تو مجھے بھیجتے تھے اور میں اسے لے آتا تھا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مہر کا نقش عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی مہر میں ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما'' منقوش تھا۔

انس سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہر میں عربی میں نقش کھودنے کو منع کیا ابان نے کہا کہ میں نے محمد بن سیرین کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مہر کا نقش ''للہ'' تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اچھی طرح اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور تہبند نصف ساق تک رہتی تھی۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تہبند کو ان کی نصف ساق تک دیکھا' میں نے دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے' انہوں نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا' محمد بن کناسہ نے کہا کہ عثمان بن ابراہیم کی والدہ قدامہ بن مظعون کی بیٹی تھیں۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح اپنی مونچھیں کترواتے ہوئے دیکھا کہ گمان ہوا کہ وہ اسے اکھاڑتے ہیں۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ہمیشہ گھنڈیاں کھولے ہوئے ہی دیکھا۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے میں ان کی جلد کی سفیدی دیکھتا تھا یا ان کی جلد کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

ضحاک بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ کیا تم کسی اہل علم کو جانتے ہو جو اپنی مونچھیں کترواتا ہو؟ انہوں نے کہا کہ سوائے عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو نہیں جانتا' یہی دونوں ایسا کرتے تھے۔

عاصم بن محمد بن زید العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کترواتے تھے جس سے جلد کی سفیدی نظر آتی تھی۔

کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بہت کم گھنڈیاں لگائے دیکھا۔ ثابت بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے کرتے میں گھنڈیاں لگائے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

جمیل بن زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تہبند کو دیکھا کہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلیوں سے نیچے تھی دو زرد چادریں اوڑھے تھے اور داڑھی زرد رنگے ہوئے تھے۔

ابی المتوکل الناجی سے مروی ہے کہ گویا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ رہا ہوں جو دو چادریں اوڑھے تھے اور گویا ان کی پنڈلی کی مچھلی کی طرف دیکھ رہا ہوں جو تہبند سے نیچے ہوتی تھی اور کرتا اوپر۔

یحییٰ بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ والد کے پاس کھڑے تھے بدن پر ایک اونچے دامن کا کرتا تھا۔ والد نے ان کے کرتے کا دامن پکڑ کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ گویا یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کرتہ ہے۔

صدقہ بن سلیمان الجعلی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ بلند آواز تھے اور زرد خضاب کرتے تھے۔ بدن پر ایک دستوانی کرتہ تھا جو نصف ساق تک تھا۔

موسیٰ بن دہقان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نصف ساق تک کی تہبند باندھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عمامہ باندھا اور شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تو دونوں ہاتھ چادر سے باہر کر دیتے تھے۔ نضر ابی لؤلؤہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

حیان البارقی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک تہبند میں جسے وہ باندھے ہوئے تھے نماز پڑھتے دیکھا یا میں نے سنا کہ وہ ایک تہبند میں کہ ان کے بدن پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا فتویٰ دیتے تھے یا نماز پڑھتے تھے۔

عمران النخلی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک تہبند میں نماز پڑھتے دیکھا۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھ اچھی طرح کترواتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی سے پوچھا۔ کیا تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی تہبند نصف ساق تک اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ نصف ساق کیا ہے۔ البتہ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ کرتے کے دامن بہت چھوٹے رکھتے تھے۔

عبداللہ بن حنش سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بدن پر دو معافری (خاکی) چادریں دیکھیں اور تہبند نصف ساق تک تھی۔

ابوریحانہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مدینہ میں دیکھا کہ تہبند چھوڑے ہوئے مدینہ کے بازاروں میں آتے اور پوچھتے کہ یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے' یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ میں آئے تو بیس برس کے تھے۔ ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھے پاس بھاری نیزہ تھا جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کے سرے سنبھلتے نہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کی وجہ سے علیحدہ ہیں۔ تو فرمایا عبداللہ ہیں' عبداللہ ہیں۔ یعنی آپ نے ان کی تعریف فرمائی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ میں جس وقت آئے تو بیس سال کے تھے۔ موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ کسی دعوت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بلائے گئے تو ایک فرش پر بیٹھ گئے جس پر گلابی رنگ کا کپڑا تھا۔ دستارخوان بچھا تو انہوں نے بسم کہہ کر اپنا ہاتھ بڑھایا' پھر اٹھالیا اور کہا کہ میں روزے سے ہوں اور دعوت کے لیے حق ہے۔

یحییٰ البکا سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک تہبند اور ایک چادر میں نماز پڑھتے دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح کرتے تھے (ابوجعفر راوی اپنا ہاتھ بغل میں داخل کرتے تھے) اور انگلی کو اس طرح کرتے تھے' ابوجعفر نے اپنی انگلی ناک میں داخل کی۔

قزعۃ العقیلی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سردی محسوس ہوئی۔ حالانکہ احرام باندھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھادو' میں نے چادر اڑھادی بیدار ہوئے تو اس کی خوبصورتی اور دھاریوں کو دیکھنے لگے' دھاریاں ریشم کی تھیں انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے بسا اوقات ابن عمر رضی اللہ عنہما پر پانچ سو درہم قیمت کی دھاری دار چادر دیکھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ٹسر (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) نہیں پہنتے تھے لیکن کسی لڑکے کے بدن پر دیکھتے تھے تو منع بھی نہیں کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ گیرو کا رنگا ہوا لباس بھی پہنتے تھے اور زعفران کا رنگا ہوا بھی۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حمام یا تالاب یا نہر میں بغیر تہبند کے نہیں داخل ہوتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں دو چپل دیکھے کہ ہر ایک میں انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں تسمہ تھا۔ میں نے انہیں صفا و مروہ کے درمیان دیکھا کہ بدن پر دو سفید چادریں تھیں جب وہ مسیل پر (سیلاب گاہ پر جو اس زمانے میں بھی دو سبز ستونوں سے محدود ہے) آتے تھے تو معمولی رفتار سے کسی قدر تیز چلتے تھے اور جب مسیل سے گزر جاتے تھے تو معمولی طور پر چلتے تھے' جب صفا و مروہ میں سے کسی پر آتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے تھے۔

زید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے دو کمبل کی جھولداریاں اور ایک خیمہ ان کے یہاں دیکھا پاؤں میں دو تسمہ والے چپل تھے۔ ایک تسمہ چار انگلیوں کے درمیان تھا جس پر زبان کی طرح نوکدار بال تھے ہم لوگ اسے الحصیہ کہتے ہیں۔

جبلہ بن سحیم سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک کرتہ خرید کر پہنا پھر اسے واپس کرنا چاہا تو اس کے کرتے میں ان کی داڑھی سے زردی لگ گئی جس کی وجہ سے انہوں نے واپس نہیں کیا۔

نافع یا سالم سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں کرتے کے اوپر سے تہبند باندھتے تھے۔ الازرق بن قیس سے مروی ہے

مر جائیں گے تو تمہیں ان کے ذریعہ سے ثواب ملے گا اور اگر زندہ رہیں گے تو اللہ سے تمہارے لیے دعا کریں گے۔

عمرو بن یحییٰ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ جب وہ شخص پلٹا تو اپنے آپ سے کہا کہ اچھا ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی لاعلمی ظاہر کر دی۔

ابن عون سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ ضرورت تھی تو ان کو لکھنے کا ارادہ کیا اور اپنے نام سے شروع کیا لوگ ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم معاویہ کی جانب۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں بازار میں صرف اس لیے جاتا ہوں کہ میں سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے اس کے سوا کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

کثیر بن بناتہ الحدانی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بصرے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ہدیہ لے کے آیا تو انہوں نے قبول کر لیا' ان کے مولیٰ سے پوچھا کہ آیا وہ خلافت طلب کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں' وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بزرگ ہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے انہیں روزے کی حالت میں دوگیرو میں رنگی ہوئی چادروں میں اس طرح دیکھا کہ ان پر (وضو یا غسل کے لیے) پانی ڈالا جا رہا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پانی مانگا تو شیشے میں پانی لایا گیا انہوں نے دیکھا تو نہیں پیا۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں سالم کے پاس تھا' انہوں نے پانی مانگا پانی ایسے پیالے میں لایا گیا جس میں چاندی کا ملمع تھا جب انہوں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسے دیکھ کر اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور نہیں پیا۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابو عمر کو پانی پینے سے کیا چیز روکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ بات جو انہوں نے چاندی کا ملمع کیے ہوئے برتن کے بارے میں اپنے والد سے سنی ہے' میں نے کہا کہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما چاندی کے ملمع کیے ہوئے برتن میں نہیں پیتے تھے' وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما چاندی کے ملمع کیے ہوئے برتن میں پئیں گے؟ واللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تو پیتل میں وضو نہیں کرتے تھے پوچھا کس چیز میں وضو کرتے تھے کہا کہ کیتلی اور لکڑی کے پیالوں میں۔

حنتف بن السجف سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کرنے میں کون سا امر مانع ہے؟ انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے ان لوگوں کی بیعت کو سوائے قفہ (کھیل) کے اور کچھ نہ پایا۔ تم جانتے ہو کہ قفہ کیا ہے' کیا تم نے بچے کو نہیں دیکھا کہ وہ پاخانہ پھرتا ہے اور پاخانہ پھرنے میں اپنے ہاتھ رکھتا ہے تو اس کی ماں کہتی ہے کہ قفہ۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس فتنے میں ہماری مثال اس قوم کی سی ہے جو اس راہ پر چل رہی ہو جسے وہ جانتے ہوں' اسی حالت میں تھے کہ ابر و تاریکی نے گھیر لیا۔ بعض نے داہنی سمت اختیار کی اور بعض نے بائیں' وہ راستہ بھول گئے' ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو کھڑے ہو گئے' تاریکی دور ہو گئی۔ پہلا راستہ نظر آیا۔ اسے پہچان کر اختیار کر لیا۔

قریش کے یہ نوجوان اس سلطنت اور اس دینار پر باہم کشت و خون کرتے ہیں' واللہ میں اپنے ایک جوتے کے برابر بھی اس چیز کے ہونے کی پرواہ نہیں کرتا جس میں بعض لوگ بعض کو قتل کریں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذمے چند درہم تھے انہوں نے اس سے زیادہ کھرے ادا کیے۔ اس شخص نے جس کو ادا کیے تھے کہا کہ یہ میرے درہموں سے بہتر ہیں انہوں نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن میرا دل اسی سے خوش ہے۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو کھجوریں لٹائی گئیں ہم نے بھی خریدیں اور سرکہ بنایا والدہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھیجا میں بھی قاصد کے ساتھ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کر کے کہا کہ اسے گرادو۔

یوسف بن مالک بن ماہک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عبید بن عمیر کے پاس دیکھا کہ عبید قصہ بیان کر رہے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عاصم بن ابی النجود سے مروی ہے کہ مروان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے ہم بیعت کریں گے آپ عرب کے سردار ہیں اور سردار کے فرزند ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اہل مشرق کے ساتھ کیا کروں اس نے کہا کہ انہیں اتنا ماریئے کہ وہ بیعت کر لیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا واللہ اگر میرے لیے ستر سال تک سلطنت ہو اور ایک شخص بھی قتل کیا جائے تو مجھے پسند نہیں۔ مروان کہتا تھا:

انی اری فتنةً تغلی مرا جلها والملك بعد ابی لیلی لمن غلبا

''میں فتنے کو دیکھتا ہوں کہ اس کی دیگیں ابل رہی ہیں۔ اور ابولیلیٰ (معاویہ) کے بعد سلطنت اس شخص کے لیے ہوگی جو غالب آئے گا''۔

ابولیلیٰ معاویہ بن یزید بن معاویہ تھے اپنے والد یزید کے بعد چالیس شب تک خلیفہ رہے یزید نے اپنی زندگی ہی میں لوگوں سے ان کے لیے بیعت لی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ خوارج اور خشبیہ کے زمانے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ اس گروہ اور اس گروہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جو شخص حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لیے آؤ) کہے گا اسے میں جواب دوں گا اور جو شخص حی علی الفلاح (فلاح کے لیے آؤ) کہے گا اسے میں جواب دوں گا اور جو شخص کہے گا کہ اپنے برادر مسلم کے قتل کو اور اس کا مال لوٹنے کو آؤ تو میں کہوں گا کہ نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ عراق میں ایک دیہاتی سے جنگ کی اور اسے قتل کر کے سامان لے لیا جو انہیں کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اپنے والد کے پاس آئے اور اسے ان کے سپرد کر دیا۔

حبیب بن الشہید سے مروی ہے کہ نافع سے پوچھا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی منزل میں کیا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ وہ جو کام کرتے تھے اس کی دوسروں کو طاقت نہیں۔ ہر نماز کے لیے وضو اور ہر وضو اور نماز کے درمیان قرآن پڑھا کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی نہ میں نے کوئی اینٹ اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت بویا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا کہ نکاح نہ کریں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نکاح کرو۔ اگر بچے

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر ہمیں تیرا خوف نہ ہوتا تو ہم اپنی قوم قریش سے اس دنیا کے بارے میں باہم لڑ جاتے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے طواف میں پایا تو اپنے ساتھ ان کی بیٹی کا پیام دیا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہ دیا' عروہ نے کہا کہ میرے رائے میں انہوں نے اس امر کی موافقت نہیں کی جو میں نے ان سے طلب کی' لامحالہ میں اس معاملے میں ان سے دوبارہ کہوں گا۔

نافع نے کہا کہ ہم لوگ عروہ سے پہلے مدینہ آ گئے اور ہمارے بعد وہ آئے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے سلام کیا تو ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم نے طواف میں میری بیٹی کا ذکر کیا حالانکہ ہم لوگ اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے' یہی امر تھا جس نے مجھے اس معاملے میں جواب دینے سے باز رکھا' جو چیز تم نے طلب کی تھی اس میں تمہاری کیا رائے ہے' کیا اب بھی اس کی حاجت ہے' عروہ نے کہا کہ اس وقت سے زیادہ میں کبھی اس پر حریص نہ تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ لڑکی کے دونوں بھائیوں کو بلاؤ۔ عروہ نے بھی کہا کہ زبیر کے لڑکوں میں سے جسے پانا بلا لانا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں ان لوگوں کی ضرورت نہیں' عروہ نے کہا اچھا تو ہمارے مولیٰ فلاں (کو بلا لیا جائے) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ تو بہت بعید ہے۔

لڑکی کے دونوں بھائی آ گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا کہ یہ عروہ ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں تم دونوں پہچانتے ہو۔ انہوں نے تمہاری بہن سودہ کا ذکر کیا ہے' میں ان سے اس عہد پر نکاح کرتا ہوں جو اللہ نے عورتوں کے لیے مردوں سے لیا ہے کہ یا تو نیکی کے ساتھ نکاح میں رکھنا یا احسان کے ساتھ طلاق دے کر آزاد کر دینا اور اس مہر پر نکاح کرتا ہوں جس سے مرد عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر لیتے ہیں' اے عروہ اس قسم کے عہد پر تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا میں نے تم سے اللہ کی برکت پر اس کا نکاح کر دیا۔

عروہ نے ولیمہ کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی بلا بھیجا۔ وہ آئے اور کہا کہ اگر تم مجھ سے کل شام کو کہہ دیتے تو میں آج روزہ نہ رکھتا۔ اب تمہاری کیا رائے ہے بیٹھوں یا واپس جاؤں انہوں نے کہا۔ نیکی کے ساتھ واپس جایئے' ابن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا۔ اور اسے پسند نہیں کیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ انہوں نے مسئلہ نہیں سنا' دوبارہ عرض کی' اللہ آپ پر رحمت کرے کیا آپ نے میرا مسئلہ نہیں سنا' انہوں نے کہا کیوں نہیں' تم لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جو کچھ ہم سے سوال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے ہم سے نہیں پوچھے گا اللہ تم پر رحمت کرے ہمیں اتنی مہلت دو کہ مسئلہ سمجھ لیں۔ اگر ہمارے پاس اس کا جواب ہوگا تو تمہیں بتا دیں گے ورنہ آگاہ کر دیں گے کہ ہمیں اس کا علم نہیں۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بغیر اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے نہیں سنا کہ ان کی آنکھیں رونے میں سبقت کرتی تھیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ لوگ انہیں سلام کرنے لگے' اپنے گھوڑے تک پہنچے تو مجھ سے کہا کہ اے مجاہد لوگ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اگر میں انہیں سونا چاندی دیتا تب بھی محبوبیت میں نہ بڑھتا۔

ہاں، ارشاد ہوا، یہ مچھلی اسی کو دے دو۔ ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس شعر کو مثل کے طور پر پڑھا کرتے تھے:

یحب الخمر من مال الندامٰی ویکرہ ان تفارقہ الفلوس

''وہ اپنے ہم نشینوں کے خرچ سے شراب پینا چاہتا ہے۔ اسے یہ مکروہ گزرتا ہے کہ پیسے اس سے جدا ہو جائیں''۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں عتاب کیا گیا کہ تم اس شیخ کے ساتھ مہربانی نہیں کرتیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ جو کھانا تیار کیا جاتا ہے وہ کسی کو بلا لیتے ہیں اور کھلا دیتے ہیں۔ بیوی نے مساکین کی ایک جماعت کو بلا بھیجا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مسجد سے نکلنے کے راستے پر بیٹھتے تھے۔ انہیں کھانا کھلا دیا اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے راستے پر نہ بیٹھنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر آئے اور کہا کہ فلاں اور فلاں کو بلاؤ، بیوی ان لوگوں کو کھانا بھیج چکی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما تمہیں بلائیں تو ان کے پاس نہ آنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم لوگوں نے یہ چاہا کہ میں رات کا کھانا نہ کھاؤں۔ انہوں نے اس رات کو کھانا نہیں کھایا۔

عطاء مولائے ابن سباع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دو ہزار درہم قرض دیے تھے انہوں نے دو ہزار درہم بھیجے۔ میں نے وزن کیا تو دو سو زائد تھے۔ خیال ہوا کہ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھے آزماتے ہیں۔ میں نے کہا اے ابوعبدالرحمن وہ تو دو سو درہم زائد ہیں۔ انہوں نے کہا وہ تمہارے لیے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے مال میں جب کوئی چیز زیادہ پسند آتی تو اسے اپنے رب کے لیے قربان کر دیتے تھے ایک شب میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ حجاج تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما رات کو اپنے نفیس اونٹ پر روانہ ہوئے جو انہوں نے مال کے عوض لیا تھا جب انہیں اس کا رات کا چلنا پسند آیا اور اس کا بٹھانا اچھا معلوم ہوا تو اس سے اترے اور کہا اے نافع تم اس کی نکیل اور کجاوہ اتار لو۔ جھول ڈال دو اور اشعار کر دو (اشعار یہ ہے کہ اسے ہار پہنا دیا جائے یا اس کے کوہان سے خون نکال دیا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حرم کی قربانی کے لیے ہے) اور قربانی کے اونٹوں میں داخل کر دو۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک جاریہ (لونڈی) تھی، جب اس کے ساتھ ان کی پسندیدگی بہت بڑھ گئی تو اسے آزاد کر دیا اور اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے اس کا نکاح کر دیا۔ محمد بن یزید نے کہا کہ وہ نافع ہی تھے (جن سے انہوں نے اس کا نکاح کیا) اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اس لڑکے کو لے کے پیار کرتے اور کہتے کہ فلاں عورت کی خوشبو کیسی اچھی ہے یعنی اس جاریہ کی جسے انہوں نے آزاد کیا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں میں سے کسی کو دیکھتے تھے جو انہیں اچھا معلوم ہوتا تھا تو اسے آزاد کر دیتے تھے۔ غلاموں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ میں نے ان کے غلام کو دیکھا کہ بسا اوقات بھاگتا ہوا گیا اور مسجد میں رہ گیا جب انہوں نے اسے اس اچھی حالت پر دیکھا تو آزاد کر دیا۔ ان کے احباب کہتے تھے کہ واللہ اے ابوعبدالرحمن وہ لوگ صرف آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو ہمیں اللہ کے ذریعے سے دھوکا دے گا ہم اس سے دھوکا کھائیں گے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوا، انہوں نے سجدہ کیا تو سجدے میں یہ کہتے سنا کہ

سے بیعت کریں آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور امیر المومنین کے فرزند ہیں' آپ ہی اس امر (خلافت) کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ پوچھا تم جو کچھ کہتے ہو سب لوگ اس پر متفق ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' جی ہاں سوائے ایک بہت ہی قلیل جماعت کے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سوائے ہجر کے تین کافروں کے اگر کوئی باقی نہ رہے جب بھی مجھے اس کی حاجت نہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے معلوم کر لیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قتال نہیں چاہتے' پوچھا' کیا آپ کی رائے ہے کہ آپ اس شخص سے بیعت کر لیں جس پر قریب قریب سب لوگ متفق ہو گئے۔ اور وہ آپ کے لیے زمینوں اور اموال میں سے اتنا لکھ دے کہ اس کے بعد نہ آپ محتاج ہوں نہ آپ کی اولاد انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے میرے پاس سے نکل جاؤ' پھر میرے پاس نہ آنا۔ تم پر افسوس ہے' میرا دین نہ تمہارا دینار ہے اور نہ تمہارا درہم میں آرزو کرتا ہوں کہ دنیا سے اس طرح جاؤں کہ میرا ہاتھ سفید و صاف ہو جائے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (کھانے) کی دعوت پر (لوگوں کو) جمع کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ کے سوا انہوں نے نہیں کیا' اونٹنی تھک گئی' تو انہوں نے اسے ذبح کیا۔ مجھ سے کہا کہ اہل مدینہ کو میرے پاس جمع کرو۔ میں نے کہا' اے سبحان اللہ۔ آپ کس چیز پر لوگوں کو جمع کرتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس ایک روٹی بھی نہیں ہے' کہا اے اللہ مغفرت کر' تم کہو کہ یہ شوربا ہے اور یہ گوشت ہے پھر جو چاہے گا کھائے گا اور جو چاہے گا چھوڑ دے گا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ ہر چیز کی قیمت کا اندازہ کیا جو ان کے گھر میں تھی' بستر یا لحاف یا فرش اور ہر وہ چیز جو ان کے بدن پر تھی تو میں نے اسے سو درہم کے برابر بھی نہ پایا' دوسری مرتبہ پھر ان کے پاس گیا تو میں نے اسے اتنا بھی نہ پایا کہ میرے اس طیلسان (لباس) کے برابر ہوتا۔

ابو الملیح نے کہا کہ میمون کی جس وقت وفات ہوئی تو ان کا طیلسان ان کی میراث میں سو درہم کو فروخت کیا گیا۔ طیلسان کردی لباس تھے کہ اسے تیس برس تک پہنتے تھے پھر الٹ لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر شب اپنے گھر والوں کو ایک بڑے پیالے پر مدعو کرتے تھے۔ بسا اوقات وہ کسی مسکین کی آواز سنتے تھے تو اپنے حصہ کا گوشت روٹی اس کے پاس لے جاتے ان کے واپس آنے تک جو کچھ پیالے میں ہوتا تھا اس سے لوگ فارغ ہو جاتے تھے' پھر اگر تم اس میں کچھ پاتے تو وہ بھی پاتے' پھر اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ روزہ دار ہوتے تھے۔

حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مچھلی کی خواہش کی تو ان کے لیے ان کی بیوی صفیہ نے تلاش کی۔ مچھلی مل گئی تو اسے بہت اچھی طرح تیار کیا اور ان کے پاس بھیجی' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دروازے پر ایک مسکین کی آواز سنی تو کہا کہ یہ مچھلی اسے دے دو صفیہ نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ اس میں سے کچھ بھی واپس کریں' انہوں نے کہا کہ یہ اس مسکین کو دے دو۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگ اس مچھلی کے عوض اسے راضی کر لیں گے کہا کہ تم لوگ جانو ان لوگوں نے سائل سے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس مچھلی کی خواہش ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ مجھے بھی اس کی خواہش ہے سائل اس کی قیمت میں کمی بیشی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دینار دیا۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگوں نے سائل کو راضی کر لیا ہے۔

انہوں نے سائل سے کہا کہ کیا تمہیں لوگوں نے راضی کر لیا ہے اور تم راضی ہو گئے ہو اور قیمت لے لی ہے؟ اس نے کہا جی

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے مکان کو اس طرح وقف کیا کہ وہ بیع نہ کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور ان کی اولاد میں سے جو شخص اس میں رہے نہ اسے اس میں سے نکالا جائے اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں سکونت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہودیوں پر گزرے ان لوگوں کو سلام کیا تو کہا گیا یہ لوگ تو یہودی ہیں انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ میرا اسلام مجھے واپس کردو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے جب کوئی شخص اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تھا تو وہ اس مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ککڑی اور خربوزہ ناپسند کرتے تھے وہ اس وجہ سے اسے نہیں کھاتے تھے کہ اس میں نجاست (پانس) ڈالی جاتی تھی۔

نافع مولائے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں کانوں پر رکھ لیں اور سواری کو راستے سے پھیر لیا۔ کہتے جاتے تھے کہ اے نافع کیا تم سنتے ہو۔ میں کہتا تھا' جی ہاں وہ چلتے رہتے تھے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ نہیں تو انہوں نے اپنے ہاتھ کانوں سے ہٹائے راستے کی طرف پلٹ آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب زید رضی اللہ عنہ یمامہ میں شہید ہوئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کا مال ان کے وارثوں کو دے دیا۔ نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زید رضی اللہ عنہ سے قرض لیتے تھے اور اپنے لیے قرض مانگتے تھے اور جہاد میں اس سے ان لوگوں کے لیے تجارت کرتے تھے۔

معاویہ بن ابی مزرد سے مروی ہے کہ میں نے ہر شنبہ کی صبح کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو قباء کی طرف اس طرح پیادہ جاتے دیکھا کہ جوتے ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے وہ عمرو بن ثابت العتواری پر گزرتے تھے جو شاخ کنانہ میں سے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ اے عمرو ہمارے ساتھ چلو پھر دونوں پیادہ جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ جس کام کی وہ طاقت رکھتے تھے خود کرتے' ہمارے سپرد نہ کرتے' میں نے انہیں دیکھا ہے کہ میری اونٹنی کو تھام لیتے کہ میں سوار ہو جاؤں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نرد (چوسر) اور اربع عشر (ایک کھیل جس میں چودہ مہرے ہوتے) کو توڑ ڈالتے تھے۔

الاوزاعی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آج تک نہ اسے توڑا' نہ بدلا' نہ کسی فتنے والے سے بیعت کی اور نہ کسی مومن کو اس کی خواب گاہ سے جگایا۔

میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ روکا اور شرمندہ نہیں ہوا۔ حق پر قتال کرنے والا افضل ہے۔ میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۃ البقرہ چار سال میں سیکھی۔

میمون سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے خفیہ تدبیر کی وہ چاہتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دل کا حال معلوم کریں کہ وہ قتال چاہتے ہیں یا نہیں انہوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ نکلیں اور ہم لوگ آپ

قزعہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ہروی کپڑے بطور ہدیہ دیئے گئے تو انہوں نے واپس کر دیئے اور کہا کہ ہمیں ان کے استعمال سے صرف تکبر کا خوف مانع ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی چھوٹی لڑکی کو پیار کیا' پھر کلی کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی وضو سے سب نمازیں پڑھا کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے والد سے ایک تلوار میراث میں ملی ہے جسے وہ بدر میں لے گئے تھے ان کے نیام کی شام میں بہت سی چاندی ہے۔

ابی الوازع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک اللہ آپ کو ان کے لیے باقی رکھے گا۔ وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم عراقی ہو تمہیں کس نے بتایا کہ تمہاری ماں کا بیٹا ان پر اپنا دروازہ بند نہ کرے گا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ میں نے انہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم' امابعد لکھتے دیکھا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس کسی شخص نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فلاں شخص کے لیے انہوں نے کہا کہ بس کرو اللہ کا نام اسی کے لیے ہے۔

یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عبید بن عمیر کے پاس گیا۔ جو اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہے تھے میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید﴾ (پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو لائیں گے) یہاں تک کہ انہوں نے آیت ختم کی' ابن عمر رضی اللہ عنہما رونے لگے' اتنا روئے کہ داڑھی اور گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اٹھ کر عبید بن عمیر کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ اپنی بات روکو کیونکہ تم نے اس شیخ کو اذیت پہنچائی ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عاص کے پاس دیکھا کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے' دونوں ہاتھ شانوں کے برابر (اونچے) تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آذربیجان میں چھ مہینے قیام کیا وہاں انہیں برف نے روکا تھا۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

سالم (ابی النضر) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ آپ کا ہم نشین ہے انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہے تمہاری آنکھوں کے درمیان کیا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ان کے بعد عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کی صحبت پائی' تم نے اس جگہ یعنی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کوئی شے دیکھی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رجب کا عمرہ ترک نہیں کرتے تھے۔

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شان یہ تھی کہ اپنے کپڑوں کے متعلق حکم دیتے تھے تو ہر جمعے کو دھونی دی جاتی تھی۔ جب حج یا عمرے کے لیے مکہ کی روانگی کا وقت ہوتا تھا تو حکم دیتے تھے کہ ان کے کپڑوں کو دھونی نہ دیں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ حجاج لوگوں کو خطبہ سناتا تھا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں ہوتے تھے اس نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور شام کر دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پکارا کہ اے شخص نماز کا وقت ہے بیٹھ جا۔ دوبارہ پکارا کہ بیٹھ جاؤ تیسری مرتبہ اسے پکارا کہ بیٹھ جاؤ' چوتھی مرتبہ لوگوں سے کہا ہے کہ کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر میں اٹھ کھڑا ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو گے' لوگوں نے کہا جی ہاں' وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ نماز کا وقت ہے اے حجاج میں تجھ میں اس کی حاجت نہیں دیکھتا۔

حجاج منبر سے اترا۔ نماز پڑھی' پھر انہیں بلایا اور کہا کہ آپ نے جو کچھ کیا اس پر کس نے برانگیختہ کیا انہوں نے کہا کہ ہم صرف نماز کے لیے آتے ہیں جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے وقت پر نماز پڑھا کر اس کے بعد جو بکواس چاہے کر۔

ابو عبدالملک مولائے ام مسکین بنت عاصم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ برآمد ہوئے اور کہنے لگے' السلام علیکم' السلام علیکم' ایک زنجی پر گزرنے اور کہا اے حبشی السلام علیک' ایک آراستہ لڑکی دیکھی وہ ان کی طرف دیکھنے لگی تو کہا کہ بڑے بوڑھے کی طرف کیا دیکھتی ہے جس کو لقوے نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے انگور کی خواہش کی' اپنے متعلقین سے کہا کہ میرے لیے انگور خرید و' لوگوں نے انگور کا ایک خوشہ خریدا اور افطار کے وقت لایا گیا ایک سائل بھی دروازے پر پہنچ گیا انہوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اس سائل کو دے دے' بیوی نے کہا کہ سبحان اللہ وہ چیز جس کی تم نے خواہش کی ہے ہم سائل کو دے دیں سائل کو وہ چیز دیتے ہیں جو اس سے افضل ہے انہوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اسے دے دے لڑکی نے وہ خوشہ سائل کو دے دیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک غلام کو اپنی والدہ پر وقف کیا بازار میں ایک دودھ دینے والی بکری دیکھی جو فروخت کی جا رہی تھی غلام سے کہا کہ میں اس بکری کو تمہارے حصہ سے خریدتا ہوں انہوں نے اسے خرید لیا۔ دودھ سے افطار کرنا انہیں پسند تھا۔ افطار کے وقت اس بکری کا دودھ لایا گیا اور ان کے آگے رکھا گیا تو کہا کہ دودھ بکری کا ہے بکری غلام کے حصہ سے ہے اور غلام میری ماں پر وقف ہے اسے اٹھا لو مجھے اس کی حاجت نہیں۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مٹی کا ایک برتن لایا گیا انہوں نے اس سے وضو کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے اوپر (کسی کے ذریعے سے) پانی ڈالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے جمعہ کے دن مدینہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دو چادروں کو دھونی دی انہوں نے وہ چادریں اس روز استعمال کیں پھر حکم دیا تو دونوں اٹھا کر رکھ دی گئیں دوسرے دن مکہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو چادروں کو منگایا ان میں خوشبو محسوس کی تو استعمال کرنے سے انکار کیا۔ دونوں چادروں کا جوڑا (حلہ برود) تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما احرام' دخول مکہ اور وقوف عرفہ کے لیے غسل کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تم لوگ اپنا تہائی کا حصہ اختیار کرو۔

اسے قبول کرلیا اور پھوپی کے لیے دعائے خیر کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بچھو سے جھاڑ اگیا اور ان کے ایک بیٹے کو بھی جھاڑ اگیا انہوں نے لقوے کی وجہ سے داغ لیا۔ اپنے ایک بیٹے کو بھی لقوے کی وجہ سے داغ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ سے مدینہ تین دن میں گئے یہ اس لیے کہ وہ صفیہ پر مستغیث تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ صفیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے شب عرفات میں دو روٹیاں بھیجیں جب انہوں نے سونے کا ارادہ کیا تو وہ ان کے پاس اسے لائیں کہ وہ کھائیں' انہوں نے مجھے بلا بھیجا میں سو گیا تھا۔ مجھے بیدار کیا اور کہا کہ بیٹھو اور کھاؤ۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تین دن کے راستے پر افطار کیا اگر میں کسی راستے پر پہنچتا تو اور بڑھتا۔

ابی غالب سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ آتے تھے تو عبداللہ بن خالد بن اسید رضی اللہ عنہما کے خاندان میں اترتے تین دن ان کی مہمانی میں رہتے پھر کسی بازار کو بھیجتے اور ان کی ضروریات خریدی جاتی تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عام طور پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نشست اس طرح ہوتی تھی۔ نافع نے اپنا داہنا پاؤں بائیں پر رکھا۔

یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے یوم عرفہ کے روزے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں رکھتے تھے میں نے کہا کہ کیا ان کے سوا (کوئی رکھتا تھا) انہوں نے کہا کہ باعتبار شیخ ہونے کے وہی تمہیں کافی ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قریب قریب رات کا کھانا تنہا کھاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرا مچھلی کو جی چاہتا ہے لوگوں نے اسے بھون کر ان کے آگے رکھ دیا ایک سائل آیا تو انہوں نے حکم دیا اور وہ اسے دے دی گئی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ علیل ہو گئے تو ان کے لیے چھ درہم میں چھ یا سات انگور خرید کے لائے گئے۔ ایک سائل آیا تو انہوں نے اسے (دینے کا) حکم دیا لوگوں نے کہا کہ ہم اسے دے دیں گے۔ مگر انہوں نے انکار کیا بعد کو ہم نے یہ انگور اس سائل سے خرید لیے۔

عبداللہ بن مسلم برادر زہری سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے راستے میں ایک کھجور پائی اسے لے کہ کچھ حصہ دانت سے کترا' ایک سائل کو دیکھا تو وہ اسے دے دی۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ اسلام کے بعد مجھے اس سے زیادہ کسی بات کی خوشی نہ تھی کہ میرے قلب نے ان مختلف نفسانی خواہشوں سے کچھ نہ پیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام سالم کیوں رکھا۔ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا سالم مولائے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے نام پر۔ پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام واقد کیوں رکھا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ واقد بن عبداللہ الیربوعی رضی اللہ عنہ کے نام پر پھر پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام عبداللہ کیوں رکھا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نام پر۔

انہوں نے وضو کرنے سے انکار کیا۔ پھر چھوٹی سی مشک لائی تو وضو کیا۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شاعر آیا۔ انہوں نے اسے دو درہم دیئے لوگوں نے اعتراض کیا تو کہا کہ میں اسے صرف اپنی آبرو کا فدیہ دیتا ہوں۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں بازار جاتا ہوں' کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ میں سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جنگ نہاوند کی تو انہیں مرض تنفس ہو گیا۔ لہسن کو ڈورے میں پرو کے ہریرے میں ڈالا اور پکانے لگے جب لہسن کا مزہ آ گیا تو لہسن پھینک دیا اور اسے پی گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے آتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر سے شروع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' السلام علیک یا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ السلام علیک یا ابتاہ۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے تھے تو مسجد سے شروع کرتے تھے پھر قبر پر آ کر سلام پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر سلام کیے ہوئے کسی پر نہیں گزرتے تھے ان کا ایک زنجی پر گزر ہوا سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ زنجی طمطمانی ہے' پوچھا طمطمانی کیا لوگوں نے کہا کہ ابھی کشتی سے نکالا گیا ہے' کہا کہ میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو صرف اس لیے کہ سلام کروں یا مجھے سلام کیا جائے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یوم الدار (یعنی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے دن) دو مرتبہ زرہ پہنی۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی شخص انہیں سلام کرتا تھا تو وہ جواب دیتے تھے۔ سلام علیکم۔

واسع بن حبان سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھنا پسند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا انگوٹھا بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

محمد بن عینا سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں عبدالعزیز بن مروان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مال بھیجا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔

عبدالرحمٰن السراج نے نافع کے پاس بیان کیا کہ حسن روزانہ کنگھا کرنے کو ناپسند کرتے تھے' نافع ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا اور نہ سوائے مختار کے کسی کے ہدیے کو رد کیا۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی پھوپی رملہ کو دو سو دینار کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تو انہوں نے

اسے یاد کرے۔

ابی کثیر دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو ان سے حمام کی تعریف کی گئی وہ اس میں تہبند کے ساتھ داخل ہوئے اتفاق سے انہوں نے برہنہ لوگوں کو دیکھا تو منہ پھیر لیا اور کہا کہ مجھے باہر لے چلو۔

سکین بن عبدالعزیٰ العبدی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو ایک لونڈی ان کے بال مونڈ رہی تھی انہوں نے کہا کہ چونا کھال کو نرم کرتا ہے۔

زید بن عبداللہ الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب نماز کو جاتے تھے تو اتنا آہستہ چلتے تھے کہ اگر چیونٹی ان کے ساتھ چلتی تو میں کہتا ہوں وہ اس سے آگے نہ بڑھتے۔

عبدالرحمٰن بن سعد سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا ان کا پاؤں سن ہو گیا تو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن آپ کے پاؤں کو کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس مقام سے اس کے پٹھے جمع ہیں' میں نے کہا کہ آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب ہے اسے پکاریئے' انہوں نے کہا ''یا محمد'' پھر اسے خود ہی کھول دیا۔

ابوشعیب الاسدی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو منیٰ میں دیکھا' سر منڈا چکے تھے اور حجام ان کی باہیں مونڈ رہا تھا' لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو کہا' دیکھو یہ سنت نہیں ہے میں ایسا آدمی ہوں جو حمام میں نہیں جاتا ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو حمام میں جانے سے کون روکتا ہے' کہا کہ یہ مجھے ناپسند ہے کہ میرا ستر دیکھا جائے اس نے کہا کہ اس امر سے تو آپ کو صرف ایک تہبند کافی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں کسی اور کا ستر دیکھوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنا سر منڈایا اور خلوق (جو زعفران وغیرہ سے مرکب ایک خوشبو ہے) لگا لیا۔

یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ مروہ پر اپنا سر منڈایا اور حجام سے کہا کہ میرے بال بہت ہیں جو مجھے تکلیف دیتے ہیں میں چونا نہیں لگاتا ہوں کیا تم اسے مونڈو گے اس نے کہا جی ہاں وہ کھڑا ہو کے ان کا سینہ مونڈنے لگا لوگ گردن اٹھا کے ان کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے کہا' اے لوگو یہ سنت نہیں ہے' میرے بال مجھے تکلیف دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کسی لڑکے کو گاتے سنتے تھے تو مارتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بعض لڑکوں کے پاس اربع عشر کا کھیل پایا تو اس کے مہرے لے کے ان کے سر پر مارے۔

ابوالحجاج سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منیٰ میں اپنا سر منڈایا حجام کو حکم دیا تو اس نے ان کی گردن مونڈی' لوگ جمع ہو کر دیکھنے لگے' انہوں نے کہا اے لوگو یہ سنت نہیں ہے میں نے حمام کو ترک کر دیا ہے کیونکہ وہ خوش عیشی ہے۔

والدہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پانی مانگا تو میں ان کے پاس شیشے میں لائی انہوں نے پینے سے انکار کیا پھر لکڑی کے پیالے میں لائی تو پی لیا۔ وضو کا پانی مانگا تو ان کے پاس تور (ایک چھوٹا سا برتن) اور طشت لائی مگر

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خیبر میں اپنے غلاموں کو لکھ کر حکم دیتے تھے کہ وہ لوگ جب ان کو (خط) لکھیں تو اپنے (نام) سے شروع کریں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو (خط) لکھا اور اپنے نام سے شروع کیا' انہوں نے لکھا کہ: امابعد' ﴿فاللّٰه لا اله الا هو ليجمعنكم الى يوم القيامة لا ريب فيه﴾ الى آخرا لاية. (اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ضرور ضرور قیامت میں تم لوگوں کو جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں) مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان تمہاری بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔ میں بھی اسی میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہوئے۔ والسلام

حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو جو اس زمانے میں خلیفہ تھے لکھا کہ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو'' تو کسی شخص نے جو عبدالملک کے پاس تھا کہا کہ آپ کے نام سے پہلے انہوں نے اپنے نام سے (خط) شروع کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کی طرف سے یہ بھی بہت ہے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے والد کو خط لکھتے تھے تو لکھتے تھے کہ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جانب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو''۔

نافع سے مروی ہے کہ میں گھر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے (چونہ) لگاتا تھا۔ ان کے بدن پر تہبند ہوتی تھی۔ جب میں فارغ ہو جاتا تو باہر آ جاتا۔ کپڑے کے نیچے وہ خود لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کبھی چونہ نہیں لگایا سوائے ایک مرتبہ کے انہوں نے مجھے اور اپنے مولیٰ کو حکم دیا تو ہم دونوں نے ان کے لگایا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حمام میں نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے گھر کوٹھڑی میں چونہ لگاتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ حمام والا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے (چونہ) لگاتا تھا۔ جب وہ پیڑو تک پہنچتا تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے خود لگاتے تھے۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حمام کو گیا انہوں نے بھی کوئی چیز باندھ لی اور میں نے بھی باندھ لی۔ میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر گئے' دوسرا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔ وہ بھی میرے پیچھے اندر داخل ہوئے جب میں نے تیسرا دروازہ کھولا تو انہوں نے چند آدمیوں کو برہنہ دیکھا فوراً اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا اور کہا کہ سبحان اللہ' اسلام میں یہ امر عظیم اور سخت قبیح ہے' واپس ہوئے اپنے کپڑے پہنے اور چلے گئے۔

لوگوں نے حمام کے مالک سے کہا تو اس نے لوگوں کو نکال دیا۔ حمام کو دھویا' انہیں بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن حمام میں کوئی نہیں ہے۔ وہ آئے میں بھی ساتھ تھا میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے داخل ہوئے۔ میں دوسری کوٹھری میں داخل ہوا' وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئے پھر میں تیسری کوٹھری میں داخل ہوا تو وہ بھی اس میں داخل ہوئے۔ جب انہوں نے پانی کو چھوا تو اسے سخت گرم پایا۔ کہا کہ وہ گھر سب سے برا ہے جس سے حیا چھین لی جائے اور سب سے اچھا وہ گھر ہے کہ جو یاد کرنا چاہے تو

تو تم کیسا سمجھتے ہو' اسلم نے کہا کہ اندر یا باہر مسجد کے دروازے کا کوئی شخص قصد کرنے والا ایسا نہیں ہے جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے عمل کا ان سے زیادہ قصد کرنے والا ہو۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تمام امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوائے دو آدمیوں کے مجھ پر (امر خلافت میں) متفق ہو جائے تو میں ان دو سے بھی قتال نہ کروں گا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے کہا کہ اگر ہم لوگوں نے قتال کیا تو دین اللہ کے لیے ہو گیا اور فتنہ نہ رہا۔ تم لوگوں نے قتال کیا تو دین غیر اللہ کے لیے ہو گیا اور فتنہ شروع ہو گیا۔

حسن سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ لوگوں کے سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں' آپ آمادہ ہوں تو ہم لوگوں سے بیعت لیں' انہوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میری وجہ سے ایک قطرہ خون کا بھی نہ بہایا جائے گا لوگوں نے کہا کہ آپ کو ضرور ضرور نکلنا ہوگا ورنہ ہم آپ کو بستر پر قتل کر دیں گے انہوں نے قول اول ہی کی طرح جواب دیا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے طمع دلائی اور خوف بھی دلایا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کی حکومت قائم کریں تو سب آپ سے راضی ہوں گے' جواب دیا کہ کیا تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر مشرق میں کوئی شخص مخالفت کرے (تو کیا ہوگا) لوگوں نے کہا کہ جو شخص مخالفت کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ امت کی خیر خواہی میں کسی کا قتل (گناہ) نہیں ہے' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا واللہ اگر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیزے کا دستہ لے اور اس کی انی سے کسی مسلمان کو قتل کرے کہ ساری دنیا میرے لیے ہو جائے تو یہ مجھے پسند نہیں۔

ابوالعالیہ البراء سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے چل رہا تھا لیکن انہیں معلوم نہ تھا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک دوسرے کو قتل کر کے تلواریں اپنے کندھوں پر رکھنے والے کہتے ہیں کہ اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنا ہاتھ (بیعت کے لیے) دیجیے۔

قطن سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تم سے زیادہ شر کوئی نہیں ہے' پوچھا کیوں' واللہ نہ میں نے ان کا خون بہایا ہے نہ ان کی جماعت کو متفرق کیا اور نہ میں نے ان کے عصاء کو توڑا۔ اس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو تمہارے بارے میں (خلافت کے متعلق) دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ خلافت میرے پاس اس طرح آئے کہ ایک شخص ''نہیں'' کہے اور دوسرا ''ہاں''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ بغیر تیل اور خوشبو لگائے جمعہ (کی نماز) کو نہیں جاتے تھے سوائے اس کے کہ وہ (تیل کی خوشبو) حرام ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عید کے روز خوشبو لگاتے تھے۔

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عطا میں تین ہزار (سالانہ پانے والوں) میں تھے۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ کوئی شخص سلام میں ابن عمر رضی اللہ عنہما پر سبقت نہیں کر سکتا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ مجھے (خط) لکھا کرو تو اپنے نام سے شروع کیا کرو اور وہ بھی جب لکھتے تھے تو اپنے پہلے کسی (کے نام) سے شروع نہیں کرتے تھے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا رہن سہن:

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے زادراہ کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔

یحییٰ بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو باریک غلہ ملتا تھا انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مرغیاں اور چوزے اور حلواء کھاتے تھے جو پتھر کی ہانڈی میں ہوتا تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں کوئی امیر ایسا نہ تھا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھتا اور اپنے مال کی زکوۃ انہیں نہ دیتا۔

سیف المازنی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ میں فتنے میں قتال نہیں کروں گا اور جو غالب ہوگا اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں حجاج کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جب نماز میں دیر کرتے تھے تو اس کے ساتھ آنا چھوڑ دیتے تھے اور وہاں سے روانہ ہو جاتے تھے۔

حفص بن عاصم سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان لوگوں کی ایک آزاد کردہ باندی کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ اس پر رحمت کرے وہ ہم لوگوں کو یہ یہ کھانا کھلایا کرتی تھی۔

انس بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک تھیلی لایا تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے' اس نے کہا' یہ وہ چیز ہے کہ جب آپ کھائیں گے اور اس سے آپ کو بے چینی ہو تو اس میں سے کچھ کھالیں' کھانا ہضم ہو جائے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے چار مہینے سے کھانے سے اپنا پیٹ نہیں بھرا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جوارش لایا۔ پوچھا یہ کیا ہے' اس نے کہا یہ کھانا ہضم کرتی ہے' انہوں نے کہا ایک مہینہ ہونے والا ہے میں نے کھانے سے پیٹ نہیں بھرا۔ میں اسے کیا کروں گا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مال بھیجا جاتا تھا تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ نہ میں کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے عطا کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ مختار ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مال بھیجتے تھے تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نہ کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے مجھے دیا۔

قعقاع بن حکیم سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ہارون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ اپنی حاجت مجھے لکھ بھیجئے' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم اپنے عیال سے (حاجت روائی) شروع کرو۔ بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہے میں بلند ہاتھ سوائے عطا کرنے والے (ہاتھ) کے اور پست ہاتھ سوائے مانگنے والے (ہاتھ) کے اور کچھ نہیں سمجھتا میں تمہارا سائل نہیں ہوں اور نہ اس چیز کا پھیرنے والا ہوں جو تمہارے ذریعے سے اللہ مجھے بھیجے گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو لوگوں کی حکومت کا والی بنایا جائے

اختیار کروا گرچہ وہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے مخالف ہو۔

سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو کسی معاملے میں وصیت کرنا ہو تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ تین رات تک اس طرح سوئے کہ اس کے پاس اس کی وصیت لکھی ہوئی نہ ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں کسی رات کو اس طرح نہ سویا کہ میری وصیت میرے پاس نہ ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس انتیس ہزار درہم لائے گئے اور وہ اپنی مجلس سے نہ اٹھے تاوقتیکہ انہوں نے بانٹ نہ دیئے اور اس پر اضافہ نہ کرلیا وہ برابر دیتے رہے یہاں تک کہ جو ان کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ اتنے میں بعض لوگ آئے جنہیں وہ دیا کرتے تھے انہوں نے ان لوگوں سے قرض لیا جن کو دیا تھا اور ان آنے والوں کو دیا' میمون نے کہا انہیں کہنے والے بخیل کہتے تھے مگر یہ جھوٹ ہے' واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہ تھے جس میں ان کا نفع ہو۔

ابی ریحانہ سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے روزہ نہ رکھتے (اپنے لیے) اذان کہتے اور قوم کے لیے (خود) قربانی خریدنے کی شرط کر لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور قریب قریب حضر میں روزہ ترک بھی نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کہ بیمار ہوں یا اس زمانے میں کہ (کوئی مہمان ان کے پاس) آئے کیونکہ وہ سخی آدمی تھے چاہتے تھے کہ ان کے پاس کھانا کھایا جائے۔ کہا کرتے تھے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اور اللہ کی رخصت کو اختیار کرنا مجھے روزہ رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

خالد بن الحذاء سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے یہ شرط کر لیتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نجاست خوار اونٹ کو نہ لو گے نہ ہم سے اذان میں جھگڑا کرو گے اور نہ بغیر ہماری اجازت کے روزہ رکھو گے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے ان کے ساتھ بنی لیث کے ایک شخص تھے جو روزہ رکھتے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ انہیں منع نہ کرتے تھے بلکہ حکم دیتے تھے کہ اپنی سحری کا خیال رکھیں۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ گیا ان کا ثرید (شوربا روٹی) کا ایک بڑا پیالہ تھا جس پر ان کے بیٹے' ان کے ساتھی اور ہر وہ شخص جو آئے جمع ہو جاتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر کھاتے تھے ہمراہ ایک اونٹ تھا جس پر دو توشہ دان نبیذ (عرق خرما) اور پانی بھرے ہوئے تھے ہر شخص کے لیے اسی نبیذ میں (گھلے ہوئے) ستو کا ایک پیالہ ہوتا تھا یہاں تک کہ ہر شخص خوب شکم سیر ہو جاتا تھا۔

غرباء کا اکرام:

معن سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کھانا تیار کرتے تھے اور ان کے پاس سے کوئی ذی حیثیت آدمی گزرتا تھا تو اسے نہیں بلاتے تھے ان کے بیٹے یا بھتیجے اسے بلاتے تھے اور کوئی غریب آدمی گزرتا تھا تو وہ اسے بلاتے تھے اور وہ لوگ اسے نہیں بلاتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ تم لوگ اسے بلاتے ہو جو اس کی خواہش نہیں کرتا اور اسے چھوڑ دیتے ہو جو اس کی خواہش کرتا ہے۔

لگائیں گے۔

یزید بن موہب سے مروی ہے کہ عثمان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (یعنی قاضی بنو) انہوں نے کہا نہ تو میں دو کے درمیان فیصلہ کروں گا اور نہ دو کی امامت کروں گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم مجھے قاضی بناتے ہو انہوں نے کہا نہیں' مجھے معلوم ہوا ہے قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے جہل سے فیصلہ کرے تو وہ دوزخ میں ہے' دوسرے وہ جسے خواہش نفسانی گھیر لے اور اسے جھکا لے وہ بھی دوزخ میں ہے۔ تیسرے وہ شخص جو اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچے وہ برابر برابر ہے نہ اسے ثواب ہے نہ گناہ۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ بے شک میرے والد فیصلہ کرتے تھے لیکن جب انہیں کسی چیز میں دشواری ہوتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری ہوتی تھی تو جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے تھے۔ میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا جس سے پوچھ لوں' کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ جس نے اللہ سے پناہ مانگی اس نے جائے پناہ سے پناہ مانگی عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے عامل بنائیں' عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معاف کر دیا اور کہا کہ اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

خواب کی تعبیر اور تہجد کی ترغیب:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا کمخواب کا ہے' اور جنت کے جس مقام کا ارادہ کرتا ہوں وہ مجھے اس طرف اڑا لے جاتا ہے میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے جو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتے ہیں ان دونوں سے ایک فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا کہ مت گھبراؤ پھر ان دونوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا خواب بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ کیسے اچھے آدمی ہیں۔ کاش وہ رات کی نماز تہجد پڑھتے' عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کی نماز (تہجد) پڑھا کرتے تھے۔ اور بہت پڑھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دن بلند ہوئے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے' پھر بازار جا کے اپنی حوائج پوری کرتے تھے گھر والوں کے پاس آتے ابتدا مسجد سے کرتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور اپنے گھر میں جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب جوان تھے تو لوگ ان کی اقتدا ترک کیے رہے جب بوڑھے ہو گئے تو ان لوگوں نے ان کی اقتدا کی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ مجھ سے امیر المومنین ابو جعفر نے پوچھا کہ تم لوگوں نے تمام اقوال میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو کیونکر اختیار کر لیا ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین وہ زندہ رہے اور لوگوں کے نزدیک انہیں علم و فضل حاصل تھا۔ ہم نے اپنے پیش رووں کو دیکھا کہ انہوں نے ان سے حاصل کیا تو ہم نے بھی ان سے حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ پھر انہیں کا قول

محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو فتنے نے نہ پایا ہو البتہ اگر میں چاہوں تو یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے۔

عامر شعبی سے مروی ہے کہ میں ایک سال تک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا مگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اے لوگو مجھ سے دور رہو' میں ایک' ایسے حضرت کے ساتھ تھا جو مجھ سے زیادہ علم والے تھے اگر میں یہ جانتا کہ میں تم لوگوں میں اتنا زندہ رہوں گا کہ تم لوگ مجھ سے طلب کرو گے تو تمہارے لیے سیکھ لیتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منازل میں آپ کے آثار کا کوئی شخص ایسا اتباع نہیں کرتا تھا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اولاد عمر رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے اور اولاد عبداللہ رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مشابہ سالم تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سریے میں تھا لوگوں نے تردد کیا میں بھی تردد کرنے والوں میں تھا۔ تشویش اس بات پر تھی کہ ہم لوگ لشکر سے بھاگے اور غضب کے مستحق ہوئے لہٰذا اب کیا کرنا چاہیے آخر قرار پایا کہ ہم مدینہ میں داخل ہوں گے وہیں رات کو رہیں گے۔ اور اس طرح جائیں گے کہ ہمیں کوئی نہ دیکھے گا۔ ہم داخل ہوئے اور سوچا کہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں اگر ہمارے لیے توبہ ہوگی تو ٹھہر جائیں گے اور اس کے سوا ہوگا تو چلے جائیں گے۔

ہم لوگ نماز فجر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے تو اٹھ کر آپ کی طرف گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم دھوکہ دینے والے ہیں فرمایا نہیں' بلکہ تم لوگ دوبارہ حملہ کرنے والے ہو' ہم لوگ نزدیک گئے' اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو فرمایا تم لوگ مسلمانوں کی جماعت ہو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دھاری دار حلہ (جوڑا) پہنایا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو دو مصری چادریں اور فرمایا کہ جتنے حصہ کو (لٹکنے کی وجہ سے) زمین چھوئے گی وہ دوزخ میں ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ان کے حصے بارہ بارہ اونٹوں کو پہنچ گئے اس کے بعد انہیں اس سے زیادہ ایک ایک اونٹ دیا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تغیر نہیں کیا۔

زمانۂ فتن میں آپ رضی اللہ عنہ کی حالت:

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر رحمت کرے (راوی نے یا تو ان کا نام لیا یا کنیت بیان کی) واللہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر قائم سمجھتا تھا جو آپ نے کی تھی کہ آپ کے بعد نہ وہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں تغیر ہوا۔ واللہ انہیں قریش اپنے پہلے فتنوں میں بھی دھوکا نہ دے سکے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد کے قتل میں انہیں عیب

صغریٰ ہوا تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم احد میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ جب یوم خندق ہوا تو مجھے پیش کیا گیا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

نافع نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا جو اس زمانے میں خلیفہ تھے میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا صغیر وکبیر کے درمیان یہی حد ہے عمال کو فرمان لکھا کہ پندرہ برس والے کا عطاء مقرر کریں اور اس عمر سے کم والے کو عیال میں شامل کریں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم احد میں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی یوم خندق میں آپ کے سامنے پیش ہوا تو پندرہ برس کا تھا۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ سبط ہو' تم لوگ وسط ہو' انہوں نے کہا' سبحان اللہ سبط تو صرف بنی اسرائیل میں تھے اور امت وسط ساری امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے البتہ ہم لوگ اس قبیلہ مضر کے اوسط ہیں اور جو کوئی اس کے سوا کچھ کہے تو وہ جھوٹا اور گنہگار ہے۔

اتباع نبوی میں کمال:

عاصم الاحول نے کسی بیان کرنے والے سے روایت کی کہ جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تھا تو ان میں اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار پاتا تھا۔

ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ کوئی شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ احتیاط کرنے والا نہ تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنتے تو نہ اس میں زیادہ کرتے نہ اس میں کم کرتے نہ یہ کرتے اور نہ وہ کرتے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ جب اس شخص نے پشت پھیری تو خود بخود کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ بات پوچھی گئی جس کا انہیں علم نہ تھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں میں دنیا میں سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ میں اپنے اصحاب سے کسی امر پر اس طرح ملا کہ اس خوف سے ان کی مخالفت کرتے ڈرتا تھا کہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوں گا۔

محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ تو جب تک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو زندہ رکھے اس طرح زندہ رکھ کہ میں ان کی پیروی کرتا رہوں کیونکہ میں امر اوّل پر ان سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا۔

الاسلام تھے یوم موتہ میں جمادی الاولی ۸ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ:

ابن المعتمر بن انس بن اذات بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' ان کی والدہ بنت عبداللہ بن عمیر بن اہیب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عمرو کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بدر میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ بدر میں حاضر نہ تھے البتہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما:

ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر' ان کی والدہ زینت بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص تھیں۔ اپنے والد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے اس زمانے میں بالغ نہ تھے والد کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی' کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی آل اولاد:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

ابوبکر' ابوعبیدہ' واقد' عبداللہ' عمر' حفصہ وسودہ' ان سب کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن کسی تھیں۔ کسی ثقیف تھے۔

عبدالرحمٰن' انہیں سے ان کی کنیت تھی' والدہ ام علقمہ بنت علقمہ بن ناقش بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرہ بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

سالم' عبیداللہ' حمزہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابوسلمہ وقلابہ ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ زید بن عبداللہ کی والدہ سہلہ بنت مالک بن الشحاج تھیں' بنی جشم بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب میں سے تھیں۔

کم عمری کی وجہ سے بدر واحد میں عدم شرکت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم بدر میں جب میں تیرہ برس کا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا' آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوۂ احد میں جب میں چودہ برس کا تھا آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوۂ خندق میں پندرہ برس کا تھا آپ نے قبول کر لیا۔

یزید بن ہارون نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ وہ خندق میں سولہ برس کے ہوں گے اس لیے کہ احد وخندق کے درمیان بدر

عدی بن نضلہ کی اولاد میں نعمان ونعیم و آمنہ تھیں ان کی والدہ بنت نعجہ بن خویلد بن امیہ بن المعمور بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔

عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور وہیں حبشہ میں ان کی وفات ہوئی وہ مہاجرین میں پہلے شخص ہیں جن کی وفات ہوئی اور اسلام میں پہلے شخص ہیں جن کی میراث لی گئی ان کے بیٹے نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ وارث ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نعمان کو میسان کا عامل بنایا تھا۔ شعر بھی کہتے تھے۔ کلام یہ ہے:

اَلَا هَلْ اتی الخنساء ان حليلها بميسان يسقى فى زجاج وحنتم

''آگاہ ہو کیا یہ خبر خنساء کے پاس آئی کہ اس کے شوہر کو میسان میں شیشے اور سبز پیالوں میں پلایا جاتا ہے۔

اذا شئت غنتنى دها قين قرية ورقاصة تجثو على كل منسم

جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کے دہقان کا گانا سناتے ہیں۔ اور ہر موقع پر ناچنے والی پنجوں کے بل کھڑی ہوتی ہے۔

فان كنت ندمانى فبا لا كبر اسقنى ولا تسقنى بالا صغر المتثلم

اگر تو میرا ساقی ہے تو بڑے پیالے میں مجھے پلا۔ اور مجھے کنارہ ٹوٹے ہوئے چھوٹے پیالے میں نہ پلا۔

لعل اميرالمؤمنين ليسوه تناد منا فى الجوسق المتهدم

شاید امیر المومنین کو ناگوار ہو تھوڑے تھوڑے گرنے والے محل میں ہمارا باہم (شراب خواری کے لیے) ہم نشین ہونا''۔

خالد بن ابی بکر بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کا یہ کلام معلوم ہوا تو فرمایا ہاں واللہ مجھے ناگوار ہے جو شخص ان سے ملے خبر کر دے کہ میں نے انہیں معزول کر دیا ہے۔

قوم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور معزولی کی خبر دی تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ واللہ میں نے جو کچھ (اپنے اشعار میں کہا) اس میں سے کچھ نہیں کیا' میں ایک شاعر ہوں ایک مضمون میں کچھ خوبی پائی تو شعر کہہ دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ جب تک میں زندہ ہوں تم میرے کسی عمل کے عامل نہیں ہو گے تم نے جو کہہ دیا وہ کہہ دیا۔

حضرت عروہ بن ابی اثاثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' محمد بن عمر کی روایت میں بھی عروہ بن ابی اثاثہ ہے ان کی والدہ نابغہ بنت خزیمہ تھیں جو عنزہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھے۔

عروہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے بروایت محمد بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر مہاجرین حبشہ کے ساتھ نہیں کیا۔

حضرت مسعود بن سوید رضی اللہ عنہ:

ابن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن نضلہ بن عوف تھیں' قدیم

ذہل بن رومان کے قبیلۂ طے سے تھیں۔

امۃ بنت نعیم جن کے یہاں نعمان بن عدی بن نضلہ سے اولاد ہوئی تھی' جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے امۃ کی والدہ عاتکہ بنت حذیفہ بن غانم تھیں۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ نعیم بن عبداللہ دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے' اپنا اسلام چھپاتے تھے ان کا نام النحام (کھنکھارنے والا) صرف اس لیے رکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا تو نعیم کی نحمہ (کھنکھارنے کی آواز) سنی اس سے النحام مشہور ہو گئے۔

نعیم مکے ہی میں رہے قوم بوجہ ان کے شرف کے ہر وقت گھیرے رہتی تھی جب مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو انہوں نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا' قوم ان سے لپٹ گئی اور کہا کہ تم جو دین چاہو اختیار کرو مگر ہمارے ہی پاس رہو' وہ مکہ ہی میں رہے یہاں تک کہ ۶ ھ ہوا' تب وہ مہاجر ہو کے مدینہ آئے ہمراہ ان کے خاندان کے چالیس آدمی بھی تھے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آنحضرت ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور انہیں بوسہ دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن عبداللہ النحام بنی عدی بن کعب کے فقراء کو ایک ایک مہینے کی خوراک دے دیتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ نعیم نے ایام حدیبیہ میں ہجرت کی اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ رجب ۱۵ ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ اشعریہ تھیں' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ چلے گئے۔ اس کے بعد مکہ آئے اور وہیں قیام کیا مدینہ کی ہجرت میں دیر کی' لوگ کہتے تھے کہ نبی ﷺ سے حدیبیہ میں قدم بوس ہوئے ان کے اور خراش بن امیہ الکعبی (کی ہجرت) میں اختلاف ہے معمر وہی شخص ہیں جو حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے سر میں کنگھی کرتے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

معمر بن عبداللہ بن نضلہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سوائے گنہگار کے کوئی احتکار نہیں کرتا (احتکار یہ ہے کہ قحط سالی کے زمانے میں لوگوں کو غلے کی سخت ضرورت ہو اور کوئی شخص مزید گرانی کے انتظار میں اسے فروخت نہ کرے اور لوگوں کو بھوکا مرنے دے)۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ عمرۂ قضا میں جس نے رسول اللہ ﷺ کا سر مونڈا وہ معمر بن عبداللہ العدوی تھے۔

حضرت عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزی بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ بنت مسعود بن حذافہ بن سعد بن سہم تھیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح آئے کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ہم لوگ مقام بطحاء میں ٹہل رہے تھے کہ عمار رضی اللہ عنہ کے والد' عمار اور ان کی والدہ کے پاس آئے ان لوگوں پر عذاب کیا جارہا تھا' فرمایا اے آل عمار رضی اللہ عنہ صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔ اے اللہ آل یاسر کی مغفرت فرما اور تو نے (مغفرت) کر دی۔

یوسف المکی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار رضی اللہ عنہ اور عمار کے والد اور ان کی والدہ کے پاس سے گزرے ان پر مقام بطحاء میں عذاب کیا جارہا تھا۔ فرمایا اے آل عمار رضی اللہ عنہ صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔

حضرت حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ:

بنی مخزوم کے مولیٰ تھے حکم اس قافلۂ قریش میں تھے جس کو عبداللہ بن جحش نے نخلہ میں پا کر گرفتار کیا تھا۔ مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ حکم بن کیسان کو میں نے گرفتار کیا امیر نے گردن مارنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اسلام کی دعوت دینے لگے آپ نے بہت طول دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کب تک آپ اس سے کلام فرمائیں گے یہ تو ابد تک بھی اسلام نہ لائے گا اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں اور یہ اپنے ٹھکانے ہاویہ میں آ جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ حکم اسلام لے آئے۔

عمر نے کہا کہ میں نے سوائے اس کے کچھ نہ دیکھا کہ وہ اسلام لے آئے' مجھے اگلے پچھلے واقعات نے (اس مشورے پر) مجبور کیا تھا' میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ امر کیونکر پیش کروں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں کہتا تھا کہ اس سے صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی مقصود ہے بہر حال وہ اسلام لائے' ان کا اسلام بہت اچھا تھا انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا بیر معونہ میں اس حالت میں شہید ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی تھے۔ اور وہ جنت میں داخل ہو گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ حکم نے کہا کہ اسلام کیا ہے' فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم صرف اسی اللہ کی پرستش کرو جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں ان کے بارے میں ابھی تم لوگوں کا کہنا مان لیتا اور قتل کر دیتا تو وہ دوزخ میں چلے جاتے۔

بنی عدی بن کعب

حضرت نعیم النحام بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ بنت ابی حرب بن صداد بن عبداللہ تھیں جو بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نعیم کی اولاد میں ابراہیم تھے ان کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان بن

میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے' محمد بن اسحاق ہشام بن ابی حذیفہ کہتے تھے جو ان کا وہم ہے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اور محمد بن عمرو بنی مخزوم کی روایت میں ہاشم بن ابی حذیفہ ہے موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جنہوں نے ان کے نزدیک ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ہبار بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی اسی عمرو بن عبدود کی بہن تھیں جس کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم خندق میں قتل کیا تھا۔ ہبار بن سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے' جنگ اجنادین میں شام میں شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حلفائے بنی مخزوم اور ان کے موالی

سیدنا یاسر بن مالک بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ بن عامر بن الاکبر بن یام بن عنس' وہ زید بن مالک بن اود بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے قحطان تک اہل یمن کی مختلف جماعتیں ملتی ہیں' بنو مالک بن اود مذحج میں سے تھے۔

یاسر بن عامر اور ان کے بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کی تلاش میں یمن سے مکہ آئے حارث و مالک یمن واپس چلے گئے یاسر مکہ ہی میں رہ گئے انہوں نے ابوحذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے معاہدۂ حلف کر لیا۔ ابوحذیفہ نے ان سے اپنی باندی کا نکاح کر دیا۔ جس کا نام سمیہ بنت خیاط تھا' ان سے عمار پیدا ہوئے۔ جن کو ابوحذیفہ نے آزاد کر دیا۔

یاسر و عمار ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم کی وفات تک برابر انہیں کے ساتھ رہے' اسلام ظاہر ہوا تو یاسر و سمیہ و عمار اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے یاسر کے ایک بیٹے اور تھے جو عمار و عبداللہ سے بڑے تھے نام حریث تھا انہیں زمانۂ جاہلیت میں بنوالدیل نے قتل کر دیا۔ یاسر جب اسلام لائے تو انہیں بنی مخزوم نے گرفتار کر لیا اور عذاب دینے لگے تا کہ اپنے دین سے پلٹ جائیں۔

پریشان نہ ہوئی تھی۔ میں نے کہا کہ ان پر ایسا روناروؤں گی جس کا اوس وخزرج تذکرہ کریں گے وہ مسافر تھے غریب الوطنی میں وفات پائی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی آنحضرت ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے کھانا تیار کیا اور عورتوں کو جمع کیا ان کے رونے میں یہ مضمون ظاہر ہوا:

یا عین فابکی للولید بن الولید بن المغیرہ مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی العشیرہ

''اے میری آنکھ ولید بن الولید بن المغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے رو۔ ولید بن الولید ابوالولید جیسا شخص خاندان کو کافی تھا''۔

رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: تم نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنا دیا۔

حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے قافلہ میں شمولیت:

محمد بن عمر نے کہا کہ ولید کے حال میں ایک اور وجہ بھی ہے جو روایت کی گئی ہے مگر جو وجہ ہم نے پہلے ذکر کی وہ اس سے زیادہ ثابت ہے لوگوں نے بیان کیا کہ ولید بن الولید اور ابوجندل بن سہل بن عمرو رضی اللہ عنہما مکہ میں قید سے بچ کر روانہ ہو گئے اور ابوبصیر کے پاس آئے جو قافلہ قریش کے راستہ پر ساحل پر تھے دونوں انہیں کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ سے ولید اور ابوجندل رضی اللہ عنہما کی قرابت کے وسیلے سے درخواست کی کہ آپ نے ابوبصیر اور ان کے ساتھیوں کو (مدینہ میں) کیوں نہ داخل کر لیا کیوں کہ ہمیں ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوبصیر کو تحریر فرمایا کہ وہ اور ان کے ساتھی آ جائیں۔

فرمان ایسے وقت آیا کہ وہ انتقال کر رہے تھے اسے پڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ ہی میں تھا کہ وفات ہو گئی ساتھیوں نے اسی جگہ دفن کر دیا ان پر نماز پڑھی اور قبر پر مسجد بنا دی یہ قافلہ جس میں ستر آدمی تھے اور ان میں ولید بن الولید بن المغیرہ بھی تھے مدینہ کو روانہ ہو گیا جب ولید ظہر الحرہ میں تھے تو پھسل گئے اور ان کی انگلی کٹ گئی انہوں نے اسے باندھ دیا اور یہ شعر کہنے لگے:

هل انت الا اصبع دميت و في سبيل الله ما لقيت

''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلودہ ہو گئی تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے''۔

ولید رضی اللہ عنہ بن ولید کی وفات:

مدینہ میں داخل ہوئے اور وہیں انتقال کیا ان کی بقیہ اولاد تھی جن میں ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن الولید تھے ولید بن الولید نے اپنے بیٹے کا نام بھی ولید رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنا لیا ہے تب انہوں نے عبداللہ نام رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث اول ہمارے نزدیک اس شخص کے قول سے زیادہ ثابت ہے جس نے کہا کہ ولید ابی بصیر کے ساتھ تھے۔

حضرت ہاشم بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ ام حذیفہ بنت اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں بقیہ اولاد نہ تھی مکہ

دریافت کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو تنگی اور سختی میں چھوڑا ہے وہ اس طرح پابہ زنجیر ہیں کہ ایک پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ جاؤ‘ لوہار کے پاس اترو جو اسلام لے آیا ہے اور اسی کے پاس پوشیدہ رہنا عیاش اور سلمہ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا خبر دینا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم مکہ سے روانہ ہو جاؤ۔

ولید نے کہا کہ میں نے یہی کیا‘ دونوں روانہ ہو گئے‘ میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کو فتنے اور جستجو کے خوف سے بھگا رہا تھا یہاں تک کہ ہم مدینہ کے سنگ ریزے والی زمین کے ساحل تک پہنچ گئے۔

یحییٰ بن المغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ جب ولید بن الولید مدینے سے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے پاس گئے تو وہ ان کے پاس روانہ ہو گئے قریش کو معلوم ہوا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوا عسفان تک پیچھا کیا مگر نہ کوئی نشان ملا نہ کوئی خبر‘ اس جماعت نے سمندر کا کنارہ اختیار کیا تھا اور نبی ﷺ کے اس گرم وخشک راستے پر روانہ ہوئے جس پر آپ مدینہ کی ہجرت کے وقت روانہ ہوئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن الولید مہاجر ہو کے رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے قریش کے چند لوگوں نے انہیں تلاش کیا کہ واپس لائیں مگر ان پر قادر نہ ہوئے جب یہ لوگ ساحل حرہ تک پہنچے تو ولید بن الولید رضی اللہ عنہ مہاجر ہو کے رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے قریش کے چند لوگوں نے انہیں تلاش کیا کہ واپس لائیں مگر ان پر قادر نہ ہوئے جب یہ لوگ ساحل حرہ تک پہنچے تو ولید بن الولید رضی اللہ عنہ کی انگلی کٹ گئی اور خون نکل آیا انہوں نے یہ شعر کہا:

هل انت الااصبع دميت وفي سبيل الله مالقيت

''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی‘ تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے''۔

دل کی حرکت بند ہو گئی مدینہ میں مر گئے تو ام سلمہ بنت ابی امیہ ان پر روئیں اور یہ اشعار کہے:

ياعين فابكي للوليد بن الوليد بن المغيره

''اے میری آنکھ تو ولید بن الولید بن المغیرہ کے لیے رو

كان الوليد بن الوليد ابو الوليد فتي العشيره

ولید بن الولید ابوالولید خاندان کا جوان تھا''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ اے سلمہ‘ اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو:

''وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ماكنت منه تحيد''۔

''موت کی سختی آ گئی۔ یہ وہ ہے جس سے تو گریز کرتا تھا''۔

ام سلمہ بنت ابی امیہ سے مروی ہے کہ جس وقت ولید بن الولید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں اتنا پریشان ہوئی کہ کسی میت پر اتنا

له يدان في الامور المبهمه كف بها يعطي وكف منعمه

مشکل کاموں میں ان کے دو ہاتھ ہو جائیں کہ ایک ہاتھ سے وہ عطا کریں اور ایک ہاتھ احسان کرنے والا ہو''۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ ہی کے ہمراہ رہے جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاد روم کے لیے لشکر روانہ کیے تو مسلمانوں کے ساتھ شام گئے' مرج الصفر واقع محرم ۱۴ھ میں شہید ہوئے یہ واقعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ہوا۔

حضرت ولید بن الولید بن المغیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ امیمہ بنت الولید بن عشی بن ابی حرملہ بن عریج بن جریر بن شق بن صعب قبیلۂ بجیلہ میں سے تھیں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ولید بن الولید اپنی قوم ہی کے دین پر رہے ان کے ساتھ بدر گئے اس روز گرفتار ہوئے ابن جحش نے ان کو پکڑا۔ کہا جاتا ہے کہ سلیط بن قیس المازنی نے گرفتار کیا جو انصار میں سے تھے۔

فدیے کے بارے میں ان کے دونوں بھائی خالد و ہشام فرزندان ولید بن المغیرہ آئے عبداللہ بن جحش نے انکار کیا تاوقتیکہ وہ چار ہزار درہم نہ دیں خالد نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو پورا نہ کرے تو ہشام نے خالد سے کہا کہ ولید تمہاری ماں کا بیٹا نہیں ہے' (یعنی تمہارا علاتی بھائی ہے اس لیے پہلو تہی کرتے ہو) واللہ اگر عبداللہ بغیر اتنی اتنی رقم کے (ان کے رہا کرنے سے) انکار کریں تو میں ضرور مہیا کروں گا۔

قبول اسلام کا واقعہ:

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ولید بن المغیرہ کے اسلحہ کے بغیر جو ایک کشادہ زرہ تلوار اور خود پر مشتمل تھا' فدیہ لینے سے انکار کیا اسے سو دینار کا قرار دیا گیا دونوں راضی ہو گئے اور رقم ادا کر دی ولید رہا ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ ذوالحلیفہ پہنچے' یہاں سے چھوٹ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے۔

خالد نے کہا کہ جب تمہاری یہی مرضی تھی تو پہلے ہی کیوں نہ ایسا کیا' تم نے فدیہ ادا کرایا اور والد کی نشانیاں ہمارے ہاتھ سے نکلوا دیں انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہ تھا کہ تاوقتیکہ اپنی قوم کی طرف فدیہ نہ ادا کر دیتا اسلام لے آتا قریش کہتے کہ انہوں نے صرف فدیے سے بچنے کے لیے محمد (ﷺ) کا اتباع کیا ہے۔

وہ انہیں مکہ لے گئے۔ ولید بالکل بے خوف تھے ان دونوں نے انہیں مکہ میں بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ قید کر دیا جو پہلے اسلام لائے تھے ان میں عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام مہاجرین حبشہ تھے رسول اللہ ﷺ نے بدر سے پہلے ان کے لیے دعا فرمائی اور بدر کے بعد ان کے ساتھ ولید بن الولید کو بھی دعا میں شریک فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان تینوں کے لیے تین سال تک دعا فرمائی۔

ولید بن الولید بیڑیوں سے بچ کر مدینہ آ گئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کو

کتابوں میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہونے والوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ حبشہ سے مکہ آئے اور وہیں رہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے تو وہ بھی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لیے' جب قباء میں اترے تو ان کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل وحارث فرزندان ہشام آئے اور اصرار کر کے مکہ واپس لے گئے وہاں پہنچ کے بیڑیاں ڈال دیں اور مقید کر دیا۔ اس کے بعد وہ بچ کر مدینہ آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں رہے پھر شام چلے گئے اور جہاد کیا۔ مکہ واپس آئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے ان کے بیٹے عبداللہ مدینہ سے نہیں ہٹے۔

حضرت سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ تھیں' سلمہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے' بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے بھی ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ سلمہ بن ہشام ملک حبشہ سے مکہ واپس آ گئے ابوجہل نے قید کیا' مارا اور بھوکا پیاسا رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے کہ اے اللہ سلمہ بن ہشام' عیاش بن ابی ربیعہ ولید اور ان کمزور مسلمانوں کو نجات دے جو نہ کسی حیلے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ظلم سے بچنے کا راستہ پاتے ہیں۔

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نماز فجر کی رکعت سے اٹھایا تو فرمایا اے اللہ ولید بن الولید' سلمہ بن ہشام عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور لوگوں کو نجات دے' اے اللہ مضر پر اپنی گرفت سخت کر اے اللہ ان کی قحط سالی کو یوسف علیہ السلام کی قحط سالی جیسی بنا دے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح میں دعا فرمائی کہ اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ ولید بن الولید اور سلمہ بن ہشام اور مکہ کے کمزور لوگوں کو کفار کے ظلم سے نجات دے' عضل' لحیان' رعل' ذکوان اور عصیہ پر اللہ لعنت کرے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کے لیے جو مکہ میں قید تھے دعا فرماتے تھے' دونوں مہاجرین حبشہ میں سے تھے' ولید بن الولید اپنی قوم کے دین پر تھے' مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے اور گرفتار ہوئے' انہوں نے فدیہ دیا اسلام لائے اور مکہ واپس آ گئے' قوم نے ان پر حملہ کیا اور عیاش بن ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے ساتھ قید کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید کو بھی ان دونوں کے ساتھ دعا میں شریک کیا' سلمہ بن ہشام بچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں قدم بوس ہوئے یہ غزوۂ خندق کے بعد ہوا ان کی والدہ ضباعہ نے اشعار ذیل کہے:

اللھم رب الکعبہ المسلمہ اظھر علی کل عدو سلمہ

''اے اللہ کعبہ مسلمہ کے رب' ہر دشمن پر سلمہ کو غالب کر۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شرحبیل رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کا معاہدہ حلف بنی زہرہ سے تھا' صرف سفیان بن معمر الجمحی کے سبب سے بنی جمح میں ذکر کیا گیا۔

شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے متعدد غزوات میں شرکت کی' ان امراء میں سے تھے جنہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں مقرر کیا تھا۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی وفات ملک شام میں عمواس کے طاعون سے ہوئی یہ واقعہ بعہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۸ھ میں ہوا اس وقت وہ سرسٹھ سال کے تھے۔

بنی تیم بن مرہ

حضرت حارث بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ یمن کی تھیں' حارث مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی ریطہ بنت الحارث ہمشیرہ صبیحہ بن الحارث بن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بھی تھیں ریطہ سے ان کے یہاں ملک حبشہ میں موسیٰ و عائشہ و زینب و فاطمہ پیدا ہوئیں' سب راوی متفق ہیں کہ موسیٰ بن الحارث ملک حبشہ ہی میں وفات پا گئے۔

موسیٰ بن عقبہ و ابومعشر نے کہا کہ یہ لوگ حبشہ سے بہ ارادۂ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے راستے میں کسی کنویں پر اترے' پانی پیا' ابھی ہٹے نہ تھے کہ ریطہ اور سوائے فاطمہ بنت الحارث کے ان کے تمام بچے مر گئے۔

حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں شریک تھے' جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں' ابوجہل کے اخیافی بھائی تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت ثانیہ میں حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی اسماء بنت سلمہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم بھی تھیں ان سے ملک حبشہ ہی میں عبداللہ بن عیاش پیدا ہوئے موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے اپنی

انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے موت اس سے برتر ہے کہ اسے بیان کیا جائے لیکن میں اس میں سے کچھ تم سے بیان کروں گا۔ میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میری گردن پر کوہ رضوی ہے اور میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے خار ہیں اور میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکلتی ہے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کی وفات عید کے دن مصر میں ۴۲ھ میں ہوئی اور وہی والی مصر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ ان کی وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ عمرو بن العاص کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے تم سے پہلے درخت کے نیچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ان کے لیے دو سو دینار پورے کر دو' اپنے لیے امارت کی وجہ سے اور خارجہ بن حذافہ کے لیے ان کی شجاعت کی وجہ سے اور قیس بن العاص کے لیے ان کی مہمان نوازی کی وجہ سے دو سو دینار پورے کر دو۔

حیان بن ابی جبلہ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے انہوں نے کہا کہ آدمی اپنے مال کی اصلاح کرے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ احسان کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما:

ابن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم۔

ان کی والدہ ریطہ بنت منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم تھیں۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی اولاد میں محمد تھے۔ انہیں سے ان کی کنیت تھی۔ ان کی والدہ بنت محمیہ بن جزء الزبیدی تھیں۔

ہشام و ہاشم و عمران وام امامیں وام عبداللہ وام سعید' ان سب کی والدہ ام ہاشم الکندیہ بنی وہب بن الحارث میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان احادیث کے لکھنے کی اجازت چاہی جو میں نے آپ سے سنیں تو آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں نے انہیں لکھ لیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس صحیفہ کا نام "الصادقہ" رکھا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس ایک صحیفہ دیکھا' دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ "الصادقہ" ہے جس میں وہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں کہ ان میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی نہیں ہے۔

خالد بن یزید الاسکندرانی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا یا رسول اللہ میں آپ سے جو احادیث سنتا ہوں چاہتا ہوں کہ انہیں محفوظ رکھوں۔ کیا میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مدد لے لوں۔ یعنی انہیں لکھ لوں۔ فرمایا' ہاں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مجھے معلوم نہیں ہو گیا کہ تم رات

بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی میں زیادہ قوی ہوں' فرمایا کہ تم جب ایسا کرو گے تو نگاہ کمزور ہو جائے گی اور دل ضعیف ہو جائے گا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' یہ ہمیشہ کے روزے کے مثل ہوں گے' عرض کی میں قوت محسوس کرتا ہوں۔ فرمایا کہ صوم داؤد علیہ السلام رکھو جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے' اور (جہاد میں دشمن کا) جب مقابلہ کرتے تھے تو بھاگتے نہ تھے۔

سلیمان بن حیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابوعبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما' تم (روزانہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو' ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری بیوی کا بھی تم پر حصہ ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حصہ ہے۔ روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو' ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔ یہی ہمیشہ کا روزہ ہے' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اندر قوت محسوس کرتا ہوں' فرمایا داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو' ایک دن روزہ رکھو ایک دن ترک کرو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے کاش میں نے رخصت پر عمل کیا ہوتا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں ہوگی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو؟

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک۔

فرمایا: روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو' نماز پڑھو اور سوؤ۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہارے سینے کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' تمہیں یہ کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' انہوں نے کہا کہ پھر میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔

عرض کی' یا رسول اللہ میں قوت محسوس کرتا ہوں۔

فرمایا' تو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو' اس پر نہ بڑھاؤ۔

عرض کی' یا رسول اللہ داؤد علیہ السلام کے روزے کیا ہیں؟

فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (میرے متعلق) یہ خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ میں عمر بھر روزہ رکھوں گا اور رات بھر نماز پڑھوں گا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ میں جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو نماز پڑھوں گا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ کہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں اس کی طاقت نہیں ہے' لہٰذا روزہ ترک کرو اور روزہ رکھو' سوؤ اور نماز پڑھو' مہینے میں تین دن روزہ رکھو کیونکہ ایک نیکی میں دس گونہ ثواب ہے۔ اور یہ تین روزے مثل ہمیشہ کے روزے کے ہیں' عرض کی میں اس سے بہت زائد طاقت رکھتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن ترک کرو' عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں' فرمایا کہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عمرو کا سن زیادہ ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ کاش میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا' انہی دونوں میں (جن میں وہ روزے تھے) ایام تشریق (از ۱۰ ار ذی الحجہ تا ۱۳ ار ذی الحجہ) کا کوئی دن تھا۔ عمرو نے بلایا اور کہا کہ ناشتے کے لیے آؤ' انہوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں' انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے لیے جائز نہیں اس لیے کہ یہ تو کھانے پینے کے دن ہیں۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم قرآن کیونکر پڑھتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں اسے ہر شب میں (پورا) پڑھتا ہوں' پوچھا کہ کیا تم اسے ہر دس دن میں نہیں پڑھتے انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ قوی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اسے ہر چھ دن میں پڑھا کرو۔

جعفر بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ایام منیٰ (از ۱۰ ار تا ۱۳ ار ذی الحجہ) میں عمرو بن العاص کے پاس صبح کو گئے۔ انہوں نے ان کو دستر خوان پر بلایا۔ انہوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ دوبارہ بلایا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ سہ بارہ بلایا تو انہوں نے کہا' نہیں' سوائے اس کے کہ آپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو' عمرو نے کہا کہ میں نے اس کو (یعنی ان ایام میں روزہ افطار نے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عبداللہ بن عمرو تم کتنے دن میں قرآن پڑھتے ہو؟ عرض کی' ایک دن اور ایک رات میں۔

فرمایا' سوؤ اور نماز پڑھو' نماز پڑھو اور سوؤ' اور اسے ہر مہینے میں پڑھو۔ میں برابر آپ سے بحث کرتا رہا اور آپ مجھ سے بحث کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ وہ روزے رکھو جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں' میرے بھائی داؤد علیہ السلام کے روزے' ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ ترک کرو۔

راوی نے کہا کہ پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کا قبول کر لینا اس سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لیے سرخ رنگ کے جانور ہوتے جن کے مرجانے پر میں صبر کرتا۔

خیثمہ سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جو قرآن پڑھ رہے تھے۔ پوچھا کہ تم کیا چیز پڑھتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں اپنا وہ حصہ پڑھتا ہوں جو آج رات کی نماز میں پڑھوں گا۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو۔ تم فلاں شخص کے مثل نہ ہونا جو رات کو عبادت کرتے تھے' پھر انہوں نے رات کی عبادت ترک کر دی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدن پر دو سرخ چادریں دیکھیں تو فرمایا کہ یہ کپڑے تو کفار کے کپڑے ہیں۔ تم انہیں نہ پہنو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے جسم پر دو سرخ چادریں دیکھیں تو پوچھا کہ کیا تمہاری ماں نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انہیں دھو ڈالوں گا۔ فرمایا انہیں جلا ڈالو۔

رشد بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ حرقانی عمامہ باندھے ہوئے تھے اور ایک بالشت یا

ایک بالشت سے کم لٹکائے ہوئے تھے۔ (یعنی پشت کی طرف)۔

عمرو بن عبداللہ بن شویفع سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

عریان بن الہیثم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس گیا تو ایک لانبا سرخ اور بڑے پیٹ والا شخص آیا۔ اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا والد نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا حلیہ بیان کیا کہ وہ سرخ بڑے پیٹ والے اور لانبے آدمی تھے۔

مسلم مولائے بنی مخزوم سے مروی ہے کہ نابینا ہونے کے بعد بھی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ شریک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ سریانی پڑھ سکتے تھے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو المغمس سے جمعے کو آتے تھے اور صبح کی نماز پڑھتے تھے پھر حرم چلے جاتے تھے اور طلوع آفتاب تک تسبیح و تکبیر پڑھتے' وسط حرم میں کھڑے ہوتے لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے۔ ایک روز انہوں نے کہا کہ میں اپنے اوپر صرف تین مقامات سے ڈرتا ہوں۔

خون عثمان رضی اللہ عنہ میں' عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ اگر آپ ان کے قتل سے راضی تھے تو آپ ان کے خون میں شریک ہو گئے۔

میں مال لیتا ہوں کہ آج شب کو اللہ کو قرض دوں گا (یعنی خیرات کر دوں گا) مگر وہ (مال) اپنی جگہ ہی میں صبح کرتا ہے' ابن صفوان نے کہا کہ (کیا آپ ایسے آدمی ہیں کہ نفس کے بخل و حرص سے محفوظ نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ تیسرے جنگ صفین۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے لیے اور صفین کے لیے کیا ہوگا۔ میرے لیے اور قتال مسلمین کے لیے کیا ہوگا۔ چاہتا تھا کہ اس سے دس سال پہلے مر جاتا۔ واللہ اس کے باوجود کہ نہ میں نے کوئی تلوار ماری نہ کوئی نیزہ مارا نہ کوئی تیر پھینکا۔ جن لوگوں نے ان کاموں میں سے کچھ نہ کیا ان میں کوئی آدمی مجھ سے زیادہ طاقتور نہ تھا۔

نافع نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور ایک یا دو منزل تک لوگوں کے پاس آئے تھے۔ زیاد بن سلامہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ یہ ستون ہوتا۔

حسن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے جنگ میں اکثر رجز کے اشعار میں اپنی تلوار کو نظم کیا۔

طلحہ بن عبیداللہ بن کریز الخزاعی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جس وقت بیٹھتے تو قریش بولتے نہ تھے۔ ایک روز انہوں نے کہا کہ تم لوگ اس خلیفہ کے ساتھ کیونکر ہو گے جو تمہارے اوپر بادشاہ ہوگا اور تم میں سے نہ ہوگا' ان لوگوں نے کہا اس روز قریش کہاں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں تلوار فنا کر دے گی۔

سلیمان بن الربیع سے مروی ہے کہ میں حجاج اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ گیا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اگر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی کو دیکھتے تو ان سے باتیں کرتے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بتایا گیا تو ہم ان کی منزل میں آئے وہاں قریب تین سو سواریوں کے تھیں ہم لوگوں نے کہا کہ کیا ان سب پر عبداللہ بن عمرو نے حج کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ وہ اور ان کے متعلقین اور ان کے احباب۔

ہم بیت اللہ گئے' وہاں ایک ایسے شخص ملے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور دو قطری چادروں کے درمیان تھے' سر پر عمامہ تھا اور بدن پر کرتہ نہ تھا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ آپ عبداللہ بن عمرو ہیں اور آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور قریش کے ایک فرد ہیں۔ آپ نے کتاب اول پڑھی ہے' ہمیں کوئی شخص جس سے ہم علم حاصل کریں آپ سے زیادہ پسند نہیں' لہٰذا ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہمیں اس سے نفع دے۔

پوچھا تم لوگ کون ہو' ہم نے کہا کہ ہم اہل عراق ہیں' انہوں نے کہا کہ اہل عراق میں سے ایک قوم ہے جو خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور (دوسرے کو بھی) جھوٹا بناتے ہیں' اور مسخرہ پن کرتے ہیں۔

ہم نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ جھوٹ بولیں اور جھوٹا بنائیں یا آپ سے تمسخر کریں' ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہم کو اس سے نفع دے انہوں نے ان سے بنی قنطور بن کرکر کے بارے میں حدیث بیان کی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اپنا خیمہ حل (بیرون حرم) میں نصب کرتے تھے اور مصلیٰ حرم میں رکھتے تھے۔ کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس لیے کہ حرم میں احدث (نئی بات اور بدعت کرنا) حل (بیرون حرم) میں کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر میں کسی شخص کو اس طرح شراب پیتے دیکھوں کہ مجھے سوائے اللہ کے کوئی نہ دیکھتا ہو تو اگر اس شخص کو قتل کر سکوں تو ضرور قتل کر دوں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ منتظم وہط نے (جو عمرو بن العاص کی جائیداد کا نام تھا) وہط کا بچا ہوا پانی فروخت کر دیا تو اسے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے واپس کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن السلمانی سے مروی ہے کہ کعب احبار اور عبداللہ بن عمرو ملے' کعب نے پوچھا کہ کیا تم فال لیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں' پوچھا تم کیا کہتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں' اے اللہ! سوائے تیرے عمل کے کوئی عمل نہیں' نہ سوائے تیری خیر کے کوئی خیر ہے' نہ تیرے سوا کوئی رب ہے اور نہ تیرے بغیر قوت اور (گناہ و شر سے) باز رہنا ہے انہوں نے کہا کہ تم عرب میں سے سب سے زیادہ فقیہ ہو' یہ کلمات جیسا کہ تم نے کہے ایسے ہی توریت میں لکھے ہوئے ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی وفات ۶۵ھ میں شام میں ہوئی' وہ اس زمانے میں بہتر سال کے تھے انہوں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

بنی جمح بن عمرو

سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ عنہ:

ابن سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب' ان کی والدہ اروی بنت ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف تھیں۔ سعید کی کوئی اولاد یا پس ماندہ نہ تھا۔ پس ماندہ ان کے۔ بھائی جمیل بن عامر بن حذیم کے تھے جن کی اولاد میں سعید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جمیل تھے جو لشکر مہدی میں بغداد کے والی قضاء (قاضی) تھے۔

سعید بن عامر خیبر سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب خیبر اور اس کے بعد کے مشاہد میں حاضر ہوئے' ہمیں مدینہ میں ان کے کسی مکان کا علم نہیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی سے مروی ہے کہ جب عیاض بن غنم کی وفات ہوگئی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر بن حذیم کو ان کے عمل کا والی بنایا' حمص اور اس کے قریب شام کے علاقے پر (عامل) تھے (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے) انہیں ایک فرمان لکھا جس میں انہیں اللہ سے ڈرنے کی اور اللہ کے کام میں کوشش کرنے کی اور اس کے حق کے ادا کرنے کی جوان پر واجب ہے نصیحت کی تھی اور خراج مقرر کرنے اور رعیت کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا تھا' سعید بن عامر نے ان کے فرمان کے طریقے پر اسے قبول کیا۔

حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ:

(سے مروی ہے کہ) ہم لوگ ہرگز اسے قتل نہ کریں گے' تاوقتیکہ ہم اسے اہل مکہ کے پاس نہ بھیج دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ مکہ پر چلائے اور کہا کہ تمہارے پاس خبر آ گئی ہے' میں نے کہا کہ اپنا مال اپنے قرض داروں کے پاس سے جمع کرنے پر تم لوگ میری مدد کرو' میں چاہتا ہوں کہ آؤں اور قبل اس کے کہ اس مقام پر تجار پہنچیں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کے مال غنیمت میں سے کچھ حاصل کروں۔

وہ لوگ کھڑے ہوئے اور میرے لیے میرا مال اس سے زیادہ عجلت کے ساتھ جمع کر دیا جتنا میں نے سنا' اپنی بیوی کے پاس آیا جس کے پاس میرا مال تھا۔ اس سے کہا کہ میرا مال دے دو شاید میں خیبر پہنچ جاؤں اور تجار کے پہنچنے سے پہلے بذریعہ بیع کچھ حاصل کرلوں۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنج سے ان کی پیٹھ ٹوٹ گئی اور کھڑے نہ ہو سکے انہوں نے اپنے ایک غلام کو بلایا جس کا نام ابوزبیبہ تھا' اس سے کہا کہ حجاج کے پاس جاؤ اور کہو کہ عباس تم سے کہتے ہیں کہ تم نے جو خبر دی ہے وہ حق ہے تو اللہ اس سے بہت بزرگ و برتر ہے' غلام آیا' حجاج نے کہا کہ ابوالفضل سے کہو کہ اپنے کسی مکان میں مجھ سے تنہائی میں ملو کہ میں ظہر کے وقت تمہارے پاس کوئی ایسی خبر لاؤں جو تم پسند کرتے ہو' مجھے ظاہر نہ کرنا۔

وہ ظہر کے وقت ان کے پاس آئے اور اللہ کی قسم دی کہ تین دن تک ظاہر نہ کریں گے عباس نے وعدہ کرلیا انہوں نے کہا

کہ میں اسلام لے آیا ہوں' میرا مال بیوی کے پاس تھا اور لوگوں پر میرا قرض تھا اگر انہیں میرا اسلام معلوم ہو جاتا تو مجھے کچھ ادا نہ کرتے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ آپ نے خیبر فتح کر لیا اس میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کے حصے جاری ہو گئے' میں نے آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحییٰ بن اخطب کی لڑکی سے شادی کر لی تھی۔ اور بنی ابی الحقیق کو قتل کر دیا تھا۔

حجاج اس روز شام کو روانہ ہو گئے' مدت گزر جانے کے بعد عباس رضی اللہ عنہ اس طرح آئے کہ ان کے بدن پر ایک حلہ تھا' عطر لگائے ہوئے تھے' ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی وہ آئے اور حجاج بن علاط کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے' اسے کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ حجاج کہاں ہیں ان کی بیوی نے کہا کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کے مال غنیمت کے لیے گئے ہیں کہ اس میں سے خریدیں' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شخص تمہارا شوہر نہیں ہے تاوقتیکہ تم اس کے دین کی پیروی نہ کرو۔ وہ اسلام لے آئے اور فتح خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

حجاج مسجد میں آئے۔ قریش حجاج بن علاط کی خبر بیان کر رہے تھے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی تم لوگ قسم کھاتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا۔ اور آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحییٰ بن اخطب کی لڑکی سے شادی کر لی تھی اور ان گورے بھیڑیوں بنی ابی الحقیق کی گردنیں ماردیں جن کو تم نے خیبر و یثرب کے بنی النضیر کا سردار دیکھا ہے' اور حجاج اپنا وہ مال لے کے بھاگ گئے جو ان کی بیوی کے پاس تھا۔

لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں یہ خبر کس نے دی انہوں نے کہا کہ حجاج نے جو میرے دل میں سچے اور میرے سینے میں معتبر ہیں تم لوگ ان کی بیوی کے پاس بھیجو (اور دریافت کرالو) ان لوگوں نے بھیجا تو معلوم ہوا کہ حجاج اپنا مال لے گئے اور جو کچھ عباس نے کہا تھا وہ سب ان لوگوں نے سچ پایا۔ مشرکین رنجیدہ ہوئے اور مسلمان خوش' قریش پانچ دن بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ان کے پاس اس کے متعلق خبر آ گئی۔

یہ کل محمد بن عمر کی حدیث ہے جو انہوں نے اپنے ان راویوں سے روایت کی ہے جن سے انہوں نے غزوۂ خیبر کو روایت کیا ہے۔

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ مکہ کا ارادہ کیا تو آپ نے حجاج بن علاط اور عرباض بن ساریہ السلمی کو (اطراف مدینہ میں) بھیجا کہ وہ لوگوں کو مدینہ آنے کا حکم دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حجاج بن علاط نے ہجرت کی اور مدینہ میں بنی امیہ بن زید میں سکونت اختیار کی' وہاں ایک مکان اور مسجد بنائی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ وہی ابو نصر بن حجاج تھے ان کی روایۃً حدیث بھی ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ:

ابن ابی عامر بن حارثہ بن عبد بن عیسیٰ بن رفاعہ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم' فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ اپنی قوم کے نوسو آدمیوں کے ہمراہ گھوڑوں پر نیزوں اور مضبوط زرہوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہیں۔

معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس سے مروی ہے کہ عباس بن مرداس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس وقت قدم بوس ہوا جب آپ وادی المشلل سے اتر کر مکہ جا رہے تھے ہم لوگ آلات جنگ واسلحہ کے ساتھ تھے جو ہم پر ظاہر تھے اور گھوڑوں کی باگیں کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہم صف بستہ ہو گئے' آپ کے پہلو میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عیینہ یہ بنو سلیم ہیں جو اس سامان وتیاری کے ساتھ آئے ہیں جو تم بھی دیکھتے ہو' عرض کی' یارسول اللہ ﷺ ان کے پاس آپ کا داعی (بلانے والا) آیا اور میرے پاس نہیں آیا واللہ میرے ہم قوم بھی مستعد ہیں گھوڑوں اور ہتھیاروں کے ساتھ تیار ہیں' وہ لوگ شہسوار' مردان جنگی اور آنکھ کے حلقے میں تیر مارنے والے ہیں۔ عباس بن مرداس نے کہا کہ اے شخص بس کر واللہ تم بھی جانتے ہو کہ ہم لوگ تم سے اور تمہاری قوم سے زیادہ گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے والے' نیزہ مارنے والے اور مشرقی تلواریں چلانے والے ہیں۔

عیینہ نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا اور دغا کی تم نے جو کچھ بیان کیا اس میں ہم لوگ تم سے بہتر ہیں جس کو تمام عرب جانتے ہیں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دونوں کی طرف اشارہ کیا تو خاموش ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایام خیبر میں) عباس بن مرداس کو ان لوگوں کے برابر دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی آپ نے انہیں چار اونٹ دیئے تو اشعار میں نبی ﷺ سے شکایت کی:

کانت نہابا تلا فلیتہا وکری علی القوم بالاجرع

''جنگ میں جو غنیمت حاصل ہوئی اسے میں نے حاصل کیا۔ اور ریگستان میں قوم پر میرے حملے نے (حاصل کیا)۔

وحثی الجنود لکی یدلجوا اذا ہجع القوم الم امجع

اور میرے لشکر کے برانگیختہ کرنے نے (حاصل کیا) تا کہ لوگ رات کے وقت چلیں' جس وقت رات کو قوم سو گئی میں نہیں سویا۔

فاصبح نہبی ونہب البعید بین عیینۃ والاقرع

میں نے تاخت وتاراج کرتے ہوئے صبح کی' جو غلام تھے وہ علاقہ عیینہ واقرع کے درمیان لوٹ رہے تھے۔

الا افائل اعطیتہا عدید قوائمہ الاربع

بااین ہمہ تاخت وتاراج میں نے اپنے لیے کچھ مال غنیمت حاصل نہ کیا بجز چند خوار وزبوں چوپایوں کے کہ (میرے خلاف مرضی) مجھے دیئے گئے۔

وما کان بدر ولا حابس یفوقان مرداس فی المجمع

معرکہ میں مرداس پر نہ بدر کو فوقیت تھی نہ حابس کو۔

وقد کنت فی الحرب ذا تدرا فلم اعط شیئا ولم امنع

اور میں جنگ میں قوت ومدافعت والا ہوں' نہ مجھے کچھ دیا گیا اور نہ مجھ سے روکا گیا۔

وما کنت دون امری منہما ومن تضع الیوم لا یرفع

اور میں ان دونوں آدمیوں (بدروحابس) سے کم نہ تھا۔ اور جو آج گرا دیا گیا وہ اٹھ نہیں سکتا''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے اشعار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچائے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اپنے اس شعر پر غور کیا ہے:

اصبح نهبی ونهب العبید بین الاقرع وعیینه

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ یہ شعر اس طرح نہیں ہے' فرمایا پھر کیونکر ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے اسی طرح پڑھا جس طرح عباس نے کہا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر ہے' میں نے الاقرع سے شروع کیا یا عیینہ سے' تمہیں مضر نہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہ شاعر ہیں نہ شعر کے روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کے لیے مناسب ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی زبان کاٹ دو' لوگ گھبرائے اور کہا کہ عباس کے متعلق مثلہ کرنے (اعضاء کاٹنے) کا حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سو اونٹ دیئے اور کہا جاتا ہے کہ پچاس اونٹ دیئے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام خیبر میں ابوسفیان اور عیینہ اور الاقرع بن حابس کو جو دیا وہ دیا تو عباس بن مرداس نے (اشعار ذیل بطور شکایت) کہے:

تجعل نهبی ونهب العبید بین عیینه والاقرع

''کیا آپ میرے تاخت وتاراج کو ان غلاموں کے برابر قرار دیں گے' جو عیینہ واقرع کے درمیان لوٹ مار مچائے تھے۔

وقد کنت فی القوم ذاثروة فلم اعط شیئا ولم امنع

میں اپنی جماعت میں صاحب ثروت تھا۔ نہ مجھے کچھ ملا نہ کسی شے کو لینا چاہا تو اس سے باز رکھا گیا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ضرور ضرور تمہاری زبان کاٹوں گا اور بلال رضی اللہ عنہ سے (خفیہ طور پر) فرمایا کہ جب میں تمہیں یہ حکم دوں کہ ان کی زبان کاٹ دو تو تم انہیں حلہ (جوڑا) دینا' فرمایا اے بلال انہیں لے جاؤ اور ان کی زبان کاٹ دو۔

بلال رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا کہ لے جائیں' عرض کی یا رسول اللہ کیا میری زبان کاٹی جائے گی' اے گروہ مہاجرین' کیا میری زبان کاٹی جائے گی' اے گروہ مہاجرین (فریاد) کیا میری زبان کاٹی جائے گی۔ انہیں بلال رضی اللہ عنہ گھسیٹ رہے تھے' جب انہوں نے فریاد کی تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں حلہ پہناؤں جس سے تمہاری زبان کاٹ دوں' وہ انہیں لے گئے اور حلہ دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عباس بن مرداس نے نہ مکہ میں سکونت کی نہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے اور اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے جاتے وادیٔ بصرہ میں اترتے اور بصرے میں بہت آتے تھے' بصریوں نے ان سے روایت کی ہے۔ ان کی پسماندہ اولاد بادیہ بصرہ میں تھی' ایک جماعت بصرے میں آ گئی تھی۔

حضرت جاہمہ بن العباس بن مرداس رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور آپ سے احادیث روایت کیں۔

معاویہ بن جاہمہ السلمی سے مروی ہے کہ جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ جہاد کروں' آپ کے پاس آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں' فرمایا' تمہاری ماں (زندہ) ہیں عرض کی جی ہاں' فرمایا انہیں کے ساتھ رہو کیونکہ جنت ان کے قدم کے نیچے ہے' پھر دوبارہ اور سہ بارہ مختلف مجالس میں اسی کلام کے مثل (آپ نے فرمایا)۔

حضرت یزید بن الاخنس بن حبیب رضی اللہ عنہ:

ابن جزء بن زغب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم' وہ ان معن بن یزید السلمی کے والد ہیں جن سے ابوالجویریہ نے روایت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے باپ دادا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی میں نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے مجھے کامیاب کر دیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا یزید بن الاخنس کے لیے باندھا جو آپ نے بنی سلیم کے لیے باندھے تھے اس کے بعد یزید اور ان کی اولاد کوفے میں رہی معن بن یزید جنگ مرج راہط میں (جو شام میں ایک مقام ہے) حاضر تھے۔

حضرت ضحاک بن سفیان الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن زائدہ بن عبداللہ بن حبیب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے لیے جھنڈا باندھا۔

حضرت عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ:

فرقد یربوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ بن ربیعہ بن رفاعہ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم تھے' کوفے کے شریف تھے' ان لوگوں کو الفراقدہ کہا جاتا تھا۔

حضرت خفاف بن عمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن الشرید ان کا نام عمرو بن رباح بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم تھا' شاعر تھے اور وہی شخص ہیں جن کو خفاف بن ندبہ کہا جاتا ہے۔ ندبہ ان کی والدہ تھیں جن کے نام سے وہ مشہور ہو گئے (ندبہ) الشیطان بن قنان کی بیٹی تھیں اور بنی حارث بن کعب میں سے قیدی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ندبہ سوداء کی لونڈی تھیں۔

خفاف فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر تھے اور بنی سلیم کا دوسرا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

حضرت ابی العوجاء السلمی رضی اللہ عنہ:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ ۷ھ میں ابن ابی العوجاء السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بنی سلیم کی جانب بھیجا قوم ان لوگوں پر غالب آ گئی اور شدید قتال کیا' اکثر مسلمان شہید ہو گئے ان کے ساتھی ابن ابی العوجاء کو بھی مقتولین کے ساتھ زخم لگے بہ مشکل روانہ ہوئے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یکم صفر ۸ھ کو پہنچے۔

حضرت ورد بن خالد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے لشکر کے میمنہ پر تھے۔

حضرت ہوذہ بن الحارث بن عجرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امری القیس بن بہثہ بن سلیم اسلام لائے اور فتح مکہ میں حاضر ہوئے' یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے چچازاد بھائی سے جھنڈے کے بارے میں جھگڑا کیا' اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے:

لقددار هذ الامر فی غیر اهله فالصروی الامر این ترید

''یہ امر (یعنی جھنڈے کا معاملہ) اس شخص میں گھوما جو اس کا اہل نہ تھا۔ لہٰذا اے والی امر دیکھو کہ تم کہاں کا قصد کرتے ہو''۔

حضرت عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ:

کنیت ابو نجیح تھی۔

حبیب بن عبید سے مروی ہے کہ عرباض بن ساریہ نے کہا کہ کاش لوگ یہ نہ کہتے کہ ابو نجیح (یعنی خود العرباض بن ساریہ) نے کیا' ابو نجیح نے کیا۔

حضرت ابو حصین السلمی رضی اللہ عنہ:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابو حصین السلمی ان لوگوں کی کان میں سے سونا لائے اور اس سے انہوں نے وہ قرض ادا کیا جو ان پر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے برداشت کر لیا تھا۔ ان کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر سونا بچ گیا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کی یا رسول اللہ اسے وہاں خرچ کیجئے جہاں آپ کو اللہ بتائے یا جہاں آپ کی رائے ہو۔ وہ آپ کے پاس داہنی جانب سے آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ بائیں جانب سے آئے تو منہ پھیر لیا' بعدہ آپ کے سامنے سے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا۔

پھر جب انہوں نے آپ کے پاس (آنے میں) کثرت کی تو آپ نے وہ سونا ان کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے انہیں مارا کہ اگر لگ جاتا تو ضرور زخمی ہو جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اپنے مال کا قصد کرتا ہے' اسے خیرات کرتا ہے اس کے بعد بیٹھ کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے صدقہ تو صرف مالدار کی طرف سے ہے اور (صدقہ دو تو) اپنے عیال سے شروع کرو۔

بنی اشجع بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان بن مضر

حضرت نعیم بن مسعود بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع۔

عبداللہ بن عاصم الاشجعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن مسعود نے کہا کہ میں بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس آتا بہت دنوں تک ان کے پاس ٹھہر کر انہیں کا پانی پیتا اور کھانا کھاتا' وہ لوگ کھجوریں میری سواری پر لاد دیتے' میں اپنے متعلقین کے پاس لے آتا۔

جب احزاب (مختلف گروہ مشرکین) رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوئے تو میں بھی اپنی قوم کے ساتھ چلا' میں اپنے اسی دین پر تھا اور رسول اللہ ﷺ بھی مجھ سے واقف تھے' پھر اللہ نے میرے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ میں نے اسے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔

ایک دن میں روانہ ہوا' مغرب وعشاء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول تھے' مجھے دیکھا تو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے نعیم تمہیں کیا چیز لائی' عرض کی میں آپ کی تصدیق کرنے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے' یا رسول اللہ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں' فرمایا کہ جہاں تک تم ان مشرکین کے گروہ کو ہم سے دفع کر سکتے ہو کرو' عرض کی یا رسول اللہ میں بات بناؤں گا' فرمایا کہ جو تمہیں مناسب معلوم ہو بات بناؤ' تمہارے لیے حلال ہے۔

میں بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ظاہر نہ کرنا' ان لوگوں نے کہا کہ ہم (عمل) کریں گے' میں نے کہا کہ قریش اور غطفان نے محمد علیہ السلام کے مقابلہ سے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر وہ لوگ (حملے وغیرہ کی) فرصت پا گئے تو اسے مال غنیمت سمجھیں گے ورنہ اپنے شہروں کو چلے جائیں گے۔ لہٰذا تم لوگ ان کی ہمراہی میں قتال نہ کرو تاوقتیکہ ان سے ضمانت نہ لے لو لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمیں عقل کا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کا مشورہ دیا۔

نعیم رضی اللہ عنہ سفیان بن حرب کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہارے پاس خیر خواہی لایا ہوں۔ لہٰذا مجھے ظاہر نہ کرنا' اس نے کہا کہ میں (عمل) کروں گا۔ انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ قریظہ نے جو کچھ اپنے اور محمد ﷺ کے ساتھ کیا ہے اس پر نادم ہیں اور اس کی اصلاح اور اس سے واپس ہونا چاہتے ہیں۔ میرے سامنے انہوں نے آپ کے پاس کہلایا کہ ہم لوگ قریش اور غطفان کے مقابلے پر آپؐ کے ساتھ ہوں گے اور انہیں آپ کے مقابلہ سے واپس کر دیں گے آپ ہمارے اس بازو کو جس کو آپ نے ان لوگوں کے شہروں کی طرف توڑ دیا یعنی بنی النضیر کو واپس کر دیں گے اس لیے اگر وہ لوگ تم سے ضمانت منگا بھیجیں تو کسی کو ان کے حوالے نہ کرنا اور ان سے ڈرنا۔

نعیم رضی اللہ عنہ غطفان کے پاس آئے ان سے بھی وہی کہا جو قریش سے کہا تھا وہ انہیں میں کے ایک فرد تھے اس لیے ان لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔

بنی قریظہ نے قریش سے کہلا بھیجا کہ واللہ ہم لوگ تمہارے ہمراہ محمد ﷺ سے قتال نہ کریں گے تاوقتیکہ ہمیں اپنے میں سے ضمانت نہ دو جو ہمارے پاس رہیں۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم لوگ بھاگ جاؤ گے اور ہمیں اور محمد (ﷺ) کو چھوڑ جاؤ گے' ابوسفیان نے کہا کہ یہ وہی بات ہے جو نعیم رضی اللہ عنہ نے کہی تھی' ان لوگوں نے بنی غطفان کے پاس بھی اسی طرح کہلا بھیجا جس طرح قریش کے پاس کہلا بھیجا تھا اور ان سے بھی اسی طرح کہا' غطفان وقریش نے کہا کہ ہم لوگ تم کو کوئی ضمانت نہ دیں گے البتہ تم نکلو اور

ہمارے ہمراہ قتال کرو۔

یہود (بنی قریظہ) نے کہا کہ ہم لوگ توریت کی قسم کھاتے ہیں وہ خبر جو نعیم رضی اللہ عنہ نے بیان کی سچ ہے' قریش وغطفان بھی کہنے لگے کہ خبر وہی (درست) ہے جو نعیم نے بیان کی' یہ لوگ ان لوگوں کی مدد سے مایوس ہو گئے' ان کا کام مختلف ہو گیا اور سب جدا جدا ہو گئے۔

نعیم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے احزاب (مختلف گروہ کفار) کے درمیان ترک جنگ کی تدبیر کی' نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ ہر طرح سے متفرق ہو گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز پر آپ کا امین ہوں' اس کے بعد وہ صحیح الاسلام رہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور مدینہ میں سکونت اختیار کی' ان کی اولاد بھی وہیں تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرتے تو وہ آپ کے ہمرکاب رہتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روانگی تبوک کا قصد فرمایا تو انہیں ان کی قوم کے پاس بھیجا کہ دشمن کے جہاد کے لیے ان کے ساتھ چلیں۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن مسعود و معقل بن سنان رضی اللہ عنہما کو قبیلۂ اشجع کی جانب بھیج کر ان لوگوں کو غزوۂ مکہ کے لیے مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔

خلف بن خلیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تو ان کے منہ میں کیلیں تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کیلیں نکالیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے' نعیم بن مسعود کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

حضرت مسعود بن رخیلہ بن عائذ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثعلبہ بن قنفذ بن خلادہ بن مسعود بن بکر بن اشجع یوم احزاب (غزوۂ خندق) میں قبیلۂ اشجع کے سردار تھے جو مشرکین کے ساتھ تھے اس کے بعد وہ اسلام لے آئے' ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔

حضرت حسیل بن نویرۃ الاشجعی رضی اللہ عنہ:

غزوۂ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے' یہ وہی شخص تھے کہ الجناب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ غطفان کی ایک جماعت الجناب میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ کو بطور سریہ الجناب بھیجا ہمراہ تین سو مسلمان تھے' ان لوگوں نے برکت وخیریت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ:

غزوۂ خیبر میں حسیل بن نویرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے۔

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ:

ابوسنان نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودرداء اور عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد

مواخات کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر خیبر میں حاضر ہوئے' فتح مکہ کے دن اشجع کا جھنڈا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

مکحول سے مروی ہے کہ عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ کیا تم سونا پہنتے ہو' انہوں نے اسے پھینک دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں نے تمہیں تکلیف دی اور تمہاری انگوٹھی ضائع کر دی۔ دوسرے دن لوہے کی پہنے ہوئے آئے تو کہا یہ اہل دوزخ کا زیور ہے' تیسرے دن چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو وہ ان سے خاموش رہے۔

حضرت جاریہ بن حمیل بن نشبہ رضی اللہ عنہ:

ابن قرط بن مرہ بن نصر بن دہمان بن یصار بن سبیع بن بکر بن اشجع' زمانہ قدیم میں اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جاریہ بن حمیل' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ یہ بات ان کے سوا علماء میں سے کسی نے بیان نہیں کی اور نہ یہ ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

حضرت عامر بن الاضبط الاشجعی رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابوقتادہ الانصاری کے ساتھ بطن اضم روانہ کیا تو عامر بن الاضبط الاشجعی ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اسلامی طریقے سے سلام کیا' ہم لوگ تو ان سے باز رہے لیکن محلم بن جثامہ نے جو ہمارے ساتھ تھے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان کا اونٹ اور اسباب اور دودھ کا برتن چھین لیا۔

ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے بارے میں قرآن نازل ہوا:

﴿ یٰایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا ﴾ الی آخر الایۃ

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہوشیار رہا کرو اور جو شخص تمہیں سلام کہے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو''۔ آخر آیت تک

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ہم نے محلم بن جثامہ کا قصہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن الاضبط کے بدلے انہیں مقید کرنے کا ارادہ فرمایا تھا' عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس کی حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی گفتگو کا واقعہ بھی سنا تھا اور اس کے بعد یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون بہا میں پچاس اونٹ فوراً ادا کرنا مناسب سمجھا اور پچاس اونٹ اس وقت کہ جب ہم لوگ مدینہ واپس ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلم بن جثامہ کے قصہ میں برابر اس قوم کا ساتھ دیتے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے خون بہا کو

قبول کیا۔

حضرت معقل بن سنان بن مظہر رضی اللہ عنہ:

ابن عرکی بن فتیان بن سبیع بن بکر بن اشجع' یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور یوم الحرہ تک زندہ رہے۔

عبدالرحمٰن بن عثمان بن زیاد الاشجعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ معقل بن سنان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور فتح مکہ میں اپنی قوم کا جھنڈا لیے تھے وہ خوش مزاج جوان تھے اور اس کے بعد بھی زندہ رہے انہیں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے' جو مدینہ کی امارت پر تھا یزید بن معاویہ کی بیعت کے لیے بھیجا۔

معقل بن سنان اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ شام آئے اور وہ مسلم بن عقبہ جس کا عرف مسرف تھا یکجا ہوئے' معقل بن سنان نے مسرف سے جس نے انہیں مانوس کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ باتیں کیں کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا کہ میں بمجبوری اس شخص کی بیعت کے لئے نکلا ہوں۔ میرا اس کی طرف روانہ ہونا بھی مقدرات میں تھا جو ایسا آدمی ہے کہ شراب پیتا ہے اور محرمات سے نکاح کرتا ہے۔

معقل نے یزید کو برا بھلا کہا اور برابرا کہتے رہے' پھر مسرف سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں تک رہیں۔ مسرف نے کہا کہ میں آج تو اس کو امیر المومنین سے بیان نہ کروں گا' لیکن اللہ کے لیے یہ مجھ پر عہد و میثاق ہے کہ میرے ہاتھوں کو جب تم پر قابو ہوگا اور مجھے تم پر مقدرت ہوگی تو میں اس امر میں جس میں تم ہو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گا۔

مسرف مدینہ آیا تو اس نے جنگ حرہ میں جس روز معقل مہاجرین کے سردار تھے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ معقل کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ اے معقل بن سنان کیا تم پیاسے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' اللہ امیر کی اصلاح کرے' اس نے کہا کہ ان کے لیے بادام کا شربت بناؤ' لوگوں نے شربت بنایا' انہوں نے پیا تو مسرف نے ان سے پوچھا کہ تم نے پی لیا اور سیراب ہو گئے' انہوں نے کہا کہ ہاں۔

مسرف' مخرج کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ مجھے اس (شربت) سے ذلیل نہ کر' اٹھ اور معقل کی گردن مار دے پھر اس نے کہا کہ تو بیٹھ جا' نوفل بن مساحق سے کہا کہ تو کھڑا ہو اور ان کی گردن مار دے' وہ اٹھ کر ان کے پاس گیا اور گردن مار دی۔

مسرف معقل کی لاش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ واللہ اس کلام کے بعد جو میں نے تم سے سنا تھا تم کو چھوڑنے والا نہ تھا۔ تم نے اپنے امام (یزید) پر طعنہ زنی کی تھی (کہ اسے شراب خوار وزانی کہہ دیا تھا) اس نے انہیں جرأت کے ساتھ قتل کر دیا' یہ واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۲ھ میں ہوا تھا۔ شاعر نے کہا کہ:

الا تلکم الانصار تنعیٰ سراتها   واشجع تنعی معقل بن سنان

''آگاہ ہو کہ تم انصار کی ایک جماعت اپنی جماعت کی خبر مرگ دیتے ہو۔ اور اشجع' معقل بن سنان کی خبر مرگ دیتے ہیں''۔

حضرت ابو ثعلبہ الاشجعی رضی اللہ عنہ:

ابی ثعلبہ الاشجعی سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں میرے دو بچے مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جس شخص کے اسلام میں دو بچے مریں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں پر کمال رحمت کی وجہ سے اس شخص کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت ابو مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ:

ابی مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت ایک گز زمین کی ہے کہ تم دو شخصوں کو پاؤ جو دونوں زمین یا مکان میں ہمسایہ ہوں ان میں سے ایک شخص اپنے بھائی کے حصے میں سے ایک گز زمین لے لے تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

ثقیف کی شاخ قسی بن منبہ بن بکر بن سوزان بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن اعلان بن مضر

سیدنا مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف' ان کی والدہ اسماء بنت الاقم بن ابی عمر وظویلم بن جعیل بن عمرو بن دہمان بن نصر تھیں' مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی انہیں مغیرۃ الرائے (رائے کو برانگیختہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔ وہ ایسے عاقل تھے کہ جب دو باتیں ان کے دل میں کھٹکتی تھیں تو ضرور کسی ایک میں راہ پالیتے تھے۔

قبول اسلام سے پہلے کی حدیث:

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ عرب کی وہ قوم تھے جو اپنے دین کو مضبوط پکڑے تھے' ہم لوگ لات (بت) کے خدام تھے اپنے متعلق میری رائے یہ تھی کہ اگر میں اپنی قوم کو دیکھوں کہ وہ اسلام لے آئے تو میں ان کی پیروی نہ کروں گا۔

بنی مالک کے ایک گروہ نے مقوقس (بادشاہ مصر) کے پاس (بطور وفد) جانے کا ارادہ کیا' انہوں نے اس کے لیے ہدایا وتحائف جمع کیے میں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جانے پر اتفاق کیا اور اپنے چچا عروہ بن مسعود سے مشورہ کیا' انہوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تمہارے ساتھ تمہارے والد کی اولاد میں سے کوئی نہیں' لیکن میں نے سوائے روانگی کے انکار کیا۔

میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا' ان کے حلیفوں میں سوائے میرے کوئی نہ تھا ہم لوگ اسکندریہ میں داخل ہوئے' مقوقس دریا پر ایک سایہ دار مجلس میں تھا میں کشتی میں سوار ہو کر اس کی مجلس کے سامنے گیا۔

اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے اندیشہ کیا' ایک شخص کو حکم دیا کہ دریافت کرے کہ میں کون ہوں اور کیا چاہتا ہوں' اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اسے اپنا کام اور اس کے پاس اپنا آنا بتایا۔ ہمارے متعلق حکم دیا کہ کنیسہ میں اتارے جائیں اور ہماری مہمان داری کی جائے۔

اس نے ہمیں بلایا تو اس کے پاس گئے بنی مالک کے رئیس کی طرف دیکھا اسے اپنے قریب کیا اور اپنے پاس بٹھایا' دریافت کیا کہ کیا ساری قوم بنی مالک میں سے ہے اس نے کہا کہ ہاں سوائے ایک شخص کے جو حلیفوں میں سے ہے اس نے میرا

تعارف کرایا میں اس کے نزدیک قوم بھر میں سب سے ذلیل تھا۔

ان لوگوں نے اپنے ہدایا اس کے آگے رکھے وہ خوش ہوا اور ان کے لینے کا حکم دیا جس میں بعض کو بعض پر فضیلت دی' میرے ساتھ بخل کیا' مجھے اس قدر قلیل شے دی جو قابل ذکر نہیں۔

ہم لوگ روانہ ہوئے بنی مالک اپنے متعلقین کے لیے ہدایا خریدنے لگے وہ لوگ مسرور تھے کسی نے بھی میرے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی۔

وہ لوگ روانہ ہوئے اپنے ساتھ شراب لے لی تھی' وہ بھی پیتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ پیتا تھا۔

میرا دل انکار کرتا تھا اور کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ لوگ بادشاہ کے عطا کردہ تحفہ و ہدایا لیے ہوئے طائف جا رہے تھے اور اس نے میرے ساتھ جو بخل کیا اور میری توہین کی اس کی خبر میری قوم کو ہو گئی میں نے ان لوگوں کے قتل کا عزم کر لیا۔

میں بساق میں مریض بن گیا۔ سر میں پٹی باندھ لی' لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ درد سر ہے انہوں نے اپنی شراب رکھی اور مجھے بلایا تو میں نے کہا کہ میرے سر میں درد ہے لیکن میں بیٹھوں گا اور تم لوگوں کو پلاؤں گا' ان لوگوں نے انکار نہ کیا' میں بیٹھ کر انہیں پلانے لگا' پیالے پر پیالہ پلاتا تھا۔

جب دور چلا اور شراب کی خواہش ہوئی' میں خالص شراب دینے لگا' لوگ پی رہے تھے اور جانتے نہ تھے' شراب نے انہیں مدہوش کر دیا اور اس طرح سو گئے کہ عقل جاتی رہی میں نے حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لے لیا۔

آستانہ رسالتمآب پر حاضری:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا پایا' میں سفری لباس میں تھا آپ کو اسلامی سلام کیا تو آپ نے ابوبکر بن ابی قحافہ کی طرف دیکھا۔ جو مجھے پہچانتے تھے' فرمایا میرے بھائی عروہ کے بیٹے ہو' عرض کی جی ہاں میں آیا ہوں کہ شہادت دوں' لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں اسلام کے لیے ہدایت کی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم لوگ مصر سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں' پوچھا کہ وہ مالکی کہاں گئے جو تمہارے ساتھ تھے۔

میں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان بعض وہ امور ہوئے ہیں جو عرب کے درمیان ہوتے ہیں ہم لوگ دین شرک پر تھے میں نے انہیں قتل کر کے سامان لے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا ہوں کہ آپ خمس لے لیں یا جو رائے آپ کی ہو' یہ تو مشرکین کی غنیمت ہے اور میں مسلم ہوں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اسلام تو میں نے قبول کر لیا لیکن ان لوگوں کے مال میں سے کچھ نہ لوں گا اور نہ اس کا خمس لوں گا' اس لیے کہ یہ بدعہدی ہے اور بدعہدی میں کوئی خیر نہیں۔

مجھے قریب و بعید کے اندیشے دامن گیر ہوئے' عرض کی یا رسول اللہ میں نے تو اس حالت میں انہیں قتل کیا کہ اپنی قوم کے دین پر تھا جب آپ کے پاس آیا تو اسلام لایا فرمایا کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہ مٹا دیتا ہے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں میں سے تیرہ

کیے گئے۔

سیدنا عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ:

عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے میں نے اپنا خاص عضو اس ہاتھ سے نہیں چھوا۔

حکم بن الاعرج سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا۔ دو شخصوں نے ان کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا۔ جن میں سے ایک کے خلاف شہادت قائم ہوگئی اور انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے بغیر غور کیے میرے خلاف فیصلہ کر دیا' واللہ یہ فیصلہ باطل ہے انہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اٹھے اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اس سے کہا کہ مجھے عہدۂ قضا سے معزول کر دو' اس نے کہا اے ابو انجید ذرا ٹھہرو' انہوں نے کہا نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں جب تک اللہ کی عبادت کروں گا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ بصرے سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک بھی ایسا نہیں آیا جسے عمران بن الحصین پر فضیلت دی جاتی۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں عمران بن حصین کے ساتھ کوفے سے بصرہ روانہ ہوا' کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ ہمیں ایک شعر نہ سناتے ہوں۔ اور کہتے تھے کہ تمہارے لیے ان کلمات میں کذب سے بچنے کا راستہ ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے پسند تھا کہ وہ راکھ ہوتا جسے ہوائیں اڑاتی ہیں۔

مجیر بن الربیع سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے انہیں بنی عدی کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سب کے پاس جاؤ جو مسجد میں ہوں۔ یہ عصر کا وقت تھا' پھر تم کھڑے ہو جانا۔

مجیر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے جو تمہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں' وہ اس اللہ کی قسم کھاتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایک ایسا نکٹا حبشی غلام ہونا جسے پہاڑ کی چوٹی پر دودھ والی بھیڑیں چراتے چراتے موت آ جاتی ہے' اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی ایک فریق پر بھی تیراندازی کریں خواہ وہ صحیح راستے پر ہو یا غلط راستے پر لہٰذا تم لوگ بھی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں باز رہو۔

قوم نے اپنے سر اٹھائے اور کہا کہ اے غلام اپنی طرف سے ہمیں چھوڑ دے' واللہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میل کچیل کو بھی کسی شے کے عوض کبھی نہ چھوڑیں گے وہ لوگ یوم الجمل میں صبح کو گئے واللہ بشر کثیر اس روز عائشہ رضی اللہ عنہا کے گرد قتل ہوئے جن میں ستر حافظ قرآن تھے اور جو حافظ قرآن نہ تھے اس سے بھی بہت تھے۔

ابی قتادہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنی مسجد ہی میں رہو میں نے کہا کہ اگر لوگ میرے پاس گھس آئیں' تو انہوں نے کہا کہ پھر اپنے گھر میں رہو' پوچھا اگر لوگ میرے گھر میں گھس آئیں' عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

اگر کوئی شخص میرے گھر میں گھس آئے اور وہ میری جان اور مال کا خواہاں ہو تو میری رائے میں میرے لیے اس کا قتال حلال ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تیس سال تک عمران بن حصین کو مرض استسقاء رہا جس میں ہر سال داغنے کو ان سے کہا جاتا تھا مگر وہ ان سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ وفات سے دو سال قبل داغ لیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ملائکہ مصافحہ کرتے تھے لیکن انہوں نے جب داغ لیا تو کنارہ کش ہو گئے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے داغ لیا مگر داغ لینے کی سلائیاں نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے داغ لیا مگر وہ (سلائیاں) نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

لاحق بن عبید سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ داغنے سے منع کرتے تھے وہ مبتلا ہوئے تو داغ لیا۔ چلاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے آگ کی سلائی سے داغا گیا جس نے نہ تکلیف سے نجات دی نہ مرض سے شفا۔

فرشتوں کا اسلام:

مطرف سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ملائکہ کی طرف سے مجھے سلام کیا جاتا ہے۔ جب مجھے داغا گیا تو سلام کرنا بند ہو گیا' پوچھا آپ کے سر کی جانب سے سلام کی آواز آتی تھی یا پاؤں کی طرف سے' انہوں نے کہا کہ سر کی طرف سے' میں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ بغیر اس کے دوبارہ آئے آپ کی وفات ہو گی جب اس کے بعد کا زمانہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنا میرے لیے دوبارہ آ گیا' وہ بہت ہی کم زندہ رہے کہ وفات ہو گئی۔

مطرب بن عبداللہ بن الشخیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو چیز مجھ سے بند ہو گئی تھی وہ لوٹ آئی یعنی ملائکہ کا سلام کرنا۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے کہا' میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔

مطرف سے مروی ہے کہ بیماری میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے ملائکہ سلام کرتے ہیں' اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مر جاؤں تو تمہارا جی چاہے تو اسے بیان کر دینا۔

مطرف سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو (ملائکہ کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک سلام کو نہ پایا جب تک کہ مجھ سے آگ سے داغنے کا اثر نہ چلا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کہاں سے سلام سنتے ہیں انہوں نے کہا کہ گھر کے اطراف سے میں نے کہا کہ اگر آپ کو سر کی جانب سے سلام کیا جائے گا تو وہ آپ کی موت کے قریب ہو گا۔ انہوں نے اپنے سر کے پاس سلام کرنے کی آواز سنی۔ مگر میں نے اسے محض اپنی رائے سے کہا تھا جو ان کے وقت وفات کے موافق ہو گیا۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے مروی ہے کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض وفات میں بلا بھیجا اور کہا کہ میں تم سے احادیث بیان کرتا تھا۔ شاید میرے بعد اللہ تمہیں ان سے نفع دے اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مر جاؤں تو اگر تم چاہو تو اسے بیان کر دینا کہ (مجھے ملائکہ کی جانب سے) سلام کیا جاتا ہے۔ جان لو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک ہی سفر میں) حج و عمرہ کو

جمع کیا ہے اس کے بارے میں نہ قرآن نازل ہوا اور نہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا گیا جس کے بارے میں کسی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے آپ کی عیادت سے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں آپ کا حال دیکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ترک عیادت نہ کرو مجھے بھی سب سے زیادہ (اپنا) وہی حال پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو نہایت سخت بیماری ہوئی۔ لوگ اس کی وجہ سے ان کی عیادت کو آنے لگے' کسی آنے والے نے ان سے کہا کہ ہمیں صرف یہی امر روکتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کے پاس آنے والوں کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیوں کہ مجھے بھی وہی حال زیادہ پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حضرت عمران بن حصین کی وصیت:

حفص بن النضر السلمی نے اپنی والدہ سے جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں روایت کی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے عمامے سے تابوت پر باندھ دینا پھر جب دفن کر کے پلٹنا تو اونٹ ذبح کر کے کھلانا۔

ابی رجاء العطاری سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کے پاس آئے' وہ ایک ایسی دھاری دار سوت اور ریشم ملی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ ہم نے نہ پہلے ان کے بدن پر دیکھی تھی نہ بعد کو۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے۔

ابو عمران الجوفی سے مروی ہے کہ انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بدن پر دھاری دار سوت و ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سوت ریشم ملا ہوا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ میں بصرے آیا مسجد میں گیا تو سفید سر اور داڑھی والے شیخ کو دیکھا کہ ایک حلقے میں ستون سے تکیہ لگائے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی وفات:

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر سے روایت کی ہے۔ ان کی وفات زیاد بن ابی سفیان کی وفات سے ایک سال پہلے ہوئی۔ زیاد کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت ۵۳ھ میں ہوئی۔

حضرت اکثم بن ابی الجون رضی اللہ عنہ

وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو تھے' یہ وہی شخص ہیں جن کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے دجال پیش کیا گیا جو سیاہ گھونگریالے بال کا تھا جس شخص کو سب سے زیادہ اس کے مشابہ دیکھا وہ

اکثم بن ابی الجون ہیں‘ اکثم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جو میری ان کے ساتھ مشابہت مجھے مضر ہوگی‘ فرمایا نہیں تم مسلم ہو وہ کافر ہے۔

حضرت سلیمان بن صرد بن الجون رضی اللہ عنہ:

ابن ابی الجون اور وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو تھے‘ کنیت ابومطرف تھی‘ اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

نام یسار تھا‘ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے سلیمان رکھا‘ سن بہت زیادہ تھا اور اپنی قوم میں بھی شرف حاصل تھا‘ نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو مدینہ سے چلے گئے‘ کوفے میں جب مسلمان اترے تو وہ بھی وہاں جا بسے‘ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ جمل وصفین میں شریک ہوئے۔

سلیمان ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کوفے آنے کی دعوت دی‘ لیکن جب وہاں آئے تو وہ ان سے الگ رہے اور ان کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ ہوئے‘ وہ بہت شکی اور انتظار کرنے والے آدمی تھے‘ حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ اور مسیب بن بجبۃ الفزاری اور وہ تمام لوگ جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی مدد ترک کی اور ان کے ساتھ جنگ میں شرکت نہیں کی نادم ہوئے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا اس سے نجات اور توبہ کی کیا صورت ہے آخر کار شروع ماہ ربیع الاول ۶۵ھ میں النخیلہ میں لشکر جمع کیا۔ سلیمان بن صرد کو اپنے امور کا والی بنایا اور کہا کہ ہم لوگ شام جائیں گے اور خون حسین رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کریں گے ان لوگوں کا نام توابین (توبہ کرنے والے) رکھا گیا‘ کل چار ہزار تھے۔

یہ لوگ روانہ ہوئے اور عین الورداء میں آئے جو قرقیسیا کے نواح میں ہے‘ اہل شام کی ایک جماعت نے ان کا مقابلہ کیا جو بیس ہزار تھے اور ان پر امیر حصین بن نمیر تھا انہوں نے ان سے قتال کیا۔

سلیمان بن صرد نے کوچ کیا اور لڑے‘ یزید بن الحصین بن نمیر نے ایک تیر مار کر انہیں قتل کر دیا‘ وہ گرے اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا‘ ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے‘ جو بچ گئے وہ کوفے واپس آ گئے‘ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور مسیب بن نجبہ کے سر مروان بن الحکم کے پاس ادہم بن محرز الباہلی لے گیا‘ سلیمان بن صرد جس روز قتل ہوئے ترانوے سال کے تھے۔

حضرت خالد الاشعر بن خلیف رضی اللہ عنہ:

ابن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو وہ ان حزام بن ہشام بن خالد الکعبی کے دادا تھے جن سے محمد بن عمر وعبداللہ بن مسلمہ بن قعنب وابوالنصر ہاشم بن القاسم نے روایت کی ہے‘ حزام قدید میں اترا کرتے تھے۔

خالد الاشعر فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے‘ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ وہ اور کرز بن جابر سول اللہ ﷺ کے اس راستے کے خلاف چلے جس سے آپ داخل ہوئے‘ راستہ بھول گئے مشرکین کا ایک لشکر ملا‘ دونوں شہید کر یئے گئے‘ جس نے خالد الاشعری کو قتل کیا وہ ابی الاجدع الجمحی کا بیٹا تھا‘ ہشام بن محمد بن السائب کہتے تھے کہ وہ حبیش بن خالد الاشعری

تھے۔

حضرت عمرو بن سالم بن حضیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن سالم جو بنی ملیح بن عمرو بن ربیعہ میں سے تھے اور شاعر تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں اترے تو انہوں نے آپ کو ایک بھیڑ اور ایک اونٹ ہدیہ بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عمرو کو برکت عطا فرمائے' عمرو اور بدیل بن ورقاء اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو قریش کا حال بتایا۔ فتح مکہ کے دن عمرو ایک جھنڈا بنی کعب کے ان تین جھنڈوں میں سے اٹھائے ہوئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھا تھا' یہ وہی شخص ہیں جو اس روز یہ شعر پڑھتے تھے:

لا ھم انی ناشد محمدا حلف ابینا وابیه الا تلدا

''اے اللہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے باپ اور ان کے باپ الاتلد کے معاہدۂ حلف کی قسم دیتا ہوں''۔

حضرت بدیل بن ورقاء بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن جزی بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ' ان کو اور بسر بن سفیان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر اسلام کی دعوت دی تھی۔

ان کے بیٹے نافع بن بدیل اپنے والد سے پہلے اسلام لائے بیر معونہ میں مسلمانوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن بدیل جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں قتل ہوئے۔

بدیل بن ورقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین میں شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو حنین سے الجعرانہ تک تقسیم کیا اور ان پر بدیل بن ورقاء الخزاعی کو عامل بنایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روانگی تبوک کا ارادہ کیا تو ان کو اور عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان کو بنی کعب کی طرف بھیجا کہ یہ لوگ ان سے اپنے دشمن کے مقابلے میں چلنے کو کہیں' یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک میں حاضر ہوئے' بدیل بن ورقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے۔

بدیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (منیٰ میں) ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳ ذی الحجہ) میں ندا دینے کا حکم دیا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہٰذا روزہ نہ رکھو۔

حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الکعبی رضی اللہ عنہ:

نام خویلد بن عمرو بن صخر بن عبدالعزیٰ بن معاویہ بن المحترش بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ تھا۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ میں خزاعہ کی شاخ بنی کعب کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا لیے ہوئے تھے' وفات ۶۸ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔

حضرت تمیم بن اسد بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن جعونہ بن عمرو بن القضرب بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو' فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحبت پائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عام الفتح میں تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا' انہوں نے حرم کے ان بتوں کو توڑ ڈالا جن پر غیر اللہ کو پکارا جاتا تھا اور ان کے نام کی قربانی ہوتی تھی۔

حضرت علقمہ بن الفغوا ابن عبید رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ' قدیم الاسلام تھے' ابن شرحبیل کے چشموں پر اترا کرتے تھے جو ذی خشب اور مدینہ کے درمیان تھے' کثرت سے مدینہ آتے تھے' تبوک کی طرف رسول اللہ ﷺ کے رہبر تھے۔ ان کے بھائی:

حضرت عمرو بن الفغواء رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن عمرو بن الفغواء الخزاعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ بعد فتح مکہ مجھے ابوسفیان کے پاس مال دے کے بھیجیں کہ وہ اسے مکے میں قریش میں تقسیم کر دیں' فرمایا کہ اپنا ساتھی ڈھونڈ لو' میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نکلنا چاہتے ہو اور ساتھی ڈھونڈتے ہو۔ میں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے ساتھی پا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا' تمہیں ساتھی مل جائے تو مجھ سے اجازت لے لینا۔ آپ نے فرمایا کہ کون؟ عرض کی عمرو بن امیہ الضمری' فرمایا کہ جب ان کی قوم کی آبادی میں اترنا تو ان سے ہوشیار رہنا کیونکہ کہنے والے نے کہا ہے کہ "اخوك البكری ولا تامنه" (تیرا بھائی البکری ہے اور تو اس سے بے خوف نہ رہ)۔

ہم روانہ ہوئے جب میں مقام ابواء میں آیا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی قوم سے جو ودان میں ہے جا کے اپنی حاجت پوری کرنا چاہتا ہوں' تم میرا انتظار کرو' میں نے کہا کہ کامیابی کے ساتھ (جاؤ) جب وہ پلٹے تو رسول اللہ ﷺ کا قول یاد آیا' اپنے اونٹ پر کجاوا کسا اور اسے تیز بھگاتا ہوا روانہ ہوا' اصافر میں ایک جماعت کے ہمراہ انہوں نے مجھے روکا میں نے اونٹ کو بھگایا۔ اور ان سے آگے نکل گیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ میں ان سے بچ گیا تو واپس ہو گئے۔ عمرو بن امیہ الضمری میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اپنی قوم کے پاس ایک ضرورت تھی' میں نے کہا بے شک پھر ہم دونوں روانہ ہوئے اور مکہ آئے میں نے مال ابی سفیان کو دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن اقرم الخزاعی رضی اللہ عنہ:

عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں صحرائے نمرہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا کہ سواروں کی ایک جماعت گزری انہوں نے راستے کے کنارے اونٹ بٹھا دیئے' مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے تم اپنی بکریوں میں رہو تاکہ میں اس قوم کے پاس جاؤں اور ان لوگوں سے سوال کروں وہ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا۔ یعنی وہ بھی قریب ہو گئے اور میں بھی قریب گیا' دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے' نماز کا وقت تھا میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی گویا میں آپ کے بغل کے بالوں کو دیکھ رہا ہوں جب آپ نے سجدہ کیا تھا۔

حضرت ابولاس الخزاعی رضی اللہ عنہ:

ابی لاس الخزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے ایک ایسے اونٹ پر حج کے لیے سوار کیا۔ جس پر سواری نہیں کی گئی تھی' ہم نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس پر سوار کریں' فرمایا کوئی اونٹ ایسا نہیں ہے جس کے کوہان میں شیطان نہ ہو' لہٰذا جب اس پر سوار ہو تو اللہ کا نام یاد کرو جس طرح میں تمہیں حکم دیتا ہوں' پھر اسے اپنی خدمت کے لیے استعمال کرو کیونکہ اللہ ہی سوار کرتا ہے۔ ان لوگوں میں سے جو کمزوری کی وجہ سے جدا رہے تھے۔

حضرت اسلم بن افصیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عامر!

انہیں میں سے:

حضرت جرہد بن رزاح رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ شریف تھے کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' اہل صفہ (فقرائے صحابہ رضی اللہ عنہم) میں سے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ وہ جرہد بن خویلد الاسلمی تھے۔

زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد الاسلمی نے اپنے دادا جرہد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے میری ران کھلی ہوئی تھی' فرمایا' اپنی ران ڈھانکو کیونکہ ران ستر میں سے ہے۔

محمد بن عمر نے جرہد بن رزاح کہا' اسی طرح ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بھی کہا' انہوں نے بھی ان کا نسب وہی بیان کیا جو اسلم تک ہم نے بیان کیا' مدینہ میں جرہد کا زقاق بن حنین میں ایک مکان تھا۔ وفات مدینہ میں آخر خلافت معاویہ بن ابی سفیان اور شروع خلافت یزید بن معاویہ میں ہوئی۔

حضرت ابوبرزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ:

نام جیسا کہ محمد بن عمر نے ابوبرزہ کے کسی لڑکے سے بیان کیا۔ عبداللہ بن نضلہ تھا ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا کہ ان کا نام نضلہ بن عبداللہ تھا۔ بعض اہل علم نے کہا کہ ابن عبیداللہ بن الحارث بن حبال بن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ تھے اور دعبل تک عیال ہیں' قدیم الاسلام تھے اور فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

ابی برزہ سے مروی ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب لوگوں کو امن ہے سوائے عبدالعزیٰ بن خطل اور بدکار بنانہ کے' پھر میں نے عبدالعزیٰ بن خطل کو جو کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا قتل کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن خطل بنی الادرم بن تیم بن غالب بن فہر میں سے تھا۔ ابی برزہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں

نے کہا' یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو میں کروں' فرمایا کہ راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز (کانٹے پتھر وغیرہ) دور کرو' یہی تمہاری خیرات ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو برزہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک برابر آپ کے ہمرکاب جہاد کرتے رہے' جب مسلمان بصرے میں اترے تو وہ بھی بصرے میں جا بسے اور وہاں ایک مکان بنالیا اس میں ان کے پس ماندگان تھے' اس کے بعد خراسان کا جہاد کیا اور وہیں وفات پائی۔

حسن بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابو برزہ الاسلمی کا ایک بہت بڑا پیالہ ثرید کا صبح کو اور ایک بہت بڑا پیالہ شام کو بیوگان ویتامیٰ ومساکین کے لیے ہوتا تھا۔ سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو برزہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔

کمبل کا لباس:

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے تھے ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کے بھائی عائذ بن عمرو سوت اور ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے کہا تم پر افسوس ہے' عائذ کے مثل کون ہے ان کا مثل کوئی نہیں پھر وہ شخص عائذ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے بھائی ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے ابو برزہ کے مثل کون ہے' ابو برزہ کے مثل کوئی نہیں جب ان دونوں میں سے ایک کی وفات ہوئی تو انہوں نے وصیت کی کہ ان پر دوسرا بھائی نماز پڑھے۔

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ثابت بن عمرو سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے تھے اور گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور ابو برزہ سوت ریشم ملا ہوا لباس (خز) نہیں پہنتے تھے اور نہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے بلکہ گیرو میں رنگی ہوئی دو چادریں استعمال کرتے تھے۔

ایک شخص نے دونوں کے درمیان چغل خوری کا ارادہ کیا عائذ بن عمرو کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ ابو برزہ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کے لباس و وضع وطریقے سے نفرت کرتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا کپڑا نہیں پہنتے نہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں عائذ نے کہا کہ ابو برزہ پر اللہ رحمت کرے ابو برزہ کے مثل ہم میں کون ہے۔ وہ شخص ابو برزہ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ عائذ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کی وضع اور طریقے سے نفرت کرتے ہیں گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں انہوں نے کہا کہ عائذ پر اللہ رحمت کرے ہم میں عائذ کے مثل کون ہے۔

عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ جس نے ہمیں حوض کی خبر دی اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو برزہ اس جگہ تھے' ابو برزہ موٹے آدمی تھے جب اس نے انہیں دیکھا تو کہا کہ تمہارا یہ محمدی پست قد ہے ابو برزہ ناراض ہوئے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں کہ میں بغیر رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اپنے اوپر عیب لگائے ہوئے نہیں مرا' پھر وہ غصہ میں آئے اور یہاں تک کہ عبیداللہ کے تخت پر بیٹھ گئے ان سے حوض (کوثر) کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا جو شخص اس کی تکذیب کرے اللہ اسے

اس پرواہ نہ کرے اور نہ اللہ اسے اس سے سیراب کرے' وہ ناراض ہوتے ہوئے چلے گئے۔

ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابن زیاد (کی امارت) کا زمانہ ہوا تو ابن زیاد کو نکالا گیا۔ شام میں (امارت کے لیے) ابن مروان جہاں کھڑا ہوا کھڑا ہوا ابن الزبیر مکہ میں کھڑے ہوئے' وہ لوگ قاری کہلاتے تھے' بصرے میں کھڑے ہوئے میرے والد کو شدید غم ہوا۔ ابوالمنہال اپنے والد کی بہترین تعریف کرتے تھے راوی نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے کہا میرے ساتھ اس شخص ابو برزہ کے پاس چلو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ میں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ:

ابی بن اوفی سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے جن میں ہم لوگ ٹڈیاں کھاتے تھے۔

عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے' ہم لوگ آپ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کوفیوں نے عبداللہ بن ابی اوفی کے متعلق ان کے مشاہد کے بارے میں روایت کی ہے وہ تم دیکھتے ہو لیکن ہماری روایت میں سب سے پہلا مشہد جس میں وہ ہمارے نزدیک حاضر ہوئے خیبر ہے' پھر اس کے بعد کے مشاہد ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ میں نے ان (ابن ابی اوفی) کے ہاتھ میں ایک تلوار کے زخم کا نشان دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ مجھے حنین کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ حنین کی جنگ میں حاضر تھے' انہوں نے کہا کہ ہاں' اور اس سے پہلے بھی۔ اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ ان کا خضاب سرخ تھا۔

ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی کو دیکھا کہ وہ سر اور داڑھی والے تھے۔

ابی سعید البقال سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی کے سر پر بھورے رنگ کی (خز) سوت ریشم ملی ہوئی کپڑے کی ٹوپی دیکھی۔

عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے (کوئی مضمون) سنا وہ اصحاب شجرۃ میں سے تھے۔ (یعنی حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے تھے)۔

سعید بن طہمان سے مروی ہے کہ ہم لوگ عبداللہ بن ابی اوفی کے ہمراہ خوارج سے قتال کر رہے تھے' عبداللہ کا ایک غلام خوارج سے مل گیا ہم لوگوں نے اسے پکارا جو اس کے کنارے (ساحل) پر تھا کہ اے فیروز تیرے مولیٰ عبداللہ یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں' ابن ابی اوفی نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا کہتا ہے ہم نے کہا' وہ کہتا ہے کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میری ہجرت کے بعد بھی کوئی ہجرت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو باغیوں کو قتل کرے اور باغی اسے قتل کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ مدینہ ہی میں رہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو کوفے کی طرف چلے

گئے اور وہیں اترے جہاں مسلمان اترے تھے۔ اسلم کے محلے میں ایک مکان بنالیا۔ پھر بصرے چلے گئے وفات ۸۶ھ میں کوفے میں ہوئی۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفے میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آخر میں وفات ہوئی۔

محمد بن اعین ابوالعلا نیہ المرائی سے مروی ہے کہ میں کوفے میں تھا' عبداللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ انہوں نے کوفے کی مسجد الرمادہ سے احرام باندھا اور تلبیہ کہنے لگے۔

حضرت سنان بن عبداللہ الاکوع رضی اللہ عنہ:

نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ تھا وہ اور ان کے دونوں بیٹے عامر و سلمہ رضی اللہ عنہما قدیم الاسلام تھے۔ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہما:

شاعر تھے۔

مجزاۃ بن زاہر سے مروی ہے کہ عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے جنگ خیبر میں مشرکین کے ایک شخص کو مار کے قتل کر دیا اور اپنے آپ کو زخمی کر لیا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ میں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا' ان کے لیے دو اجر ہیں۔

زہری وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روانگی خیبر میں عامر بن سنان سے فرمایا تھا کہ اے بنی الاکوع اترو اور ہمارے لیے اپنی بعض لذیذ اشیا (اشعار) شروع کرو' عامر اپنی سواری سے اتر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رجز کے اشعار سناتے تھے۔ اور کہتے تھے:

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

''یا اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے۔ نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فالقین سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو اے اللہ ہم پر سکون نازل کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔

انا اذا صیح بنا اتینا وبالصیاح عولوا علینا

جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آ گئے' اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تم پر رحمت کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذریعے سے ہمیں فائدہ پہنچایئے۔

عامر یوم خیبر میں شہید ہو گئے' وہ مشرکین میں سے ایک شخص کو تلوار مارنے گئے تو تلوار پلٹ آئی۔ انہوں نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور ان کی وفات ہو گئی انہیں اٹھا کر مقام رجیع لایا گیا اور محمود بن مسلمہ کے ساتھ غار کے اندر ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ مجھے میرے بھائی کی قبر کے پاس زمین دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لیے ایک گھوڑا دوڑانے بھر کی جگہ ہے اور اگر تم نے عمل (کاشت وغیرہ) کیا تو دو گھوڑے دوڑانے بھر کی جگہ ہے۔

اسید بن حضیر نے کہا کہ عامر کا عمل رائیگاں ہو گیا۔ اس لیے کہ انہوں نے خودکشی کر لی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا جس نے یہ کہا اس نے غلط کہا کیونکہ ان کے لیے دو اجر ہیں' وہ مجاہد ہونے کی حالت میں مقتول ہوئے' وہ جنت میں جھینگے کی طرح تیرتے ہیں۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں اپنی عمدہ چیزوں میں سے کچھ سناؤ' عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے وہ اتر کر حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کر چلتا ہے) پڑھنے اور کہنے لگے:

اللهم لو لا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

''اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فاغفر فداء لك ما اقتنينا انا اذا صيح بنا اتينا

ہم نے جو کچھ جمع کر لیا تیرے قربان' مغفرت کر دے' جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آ گئے۔

وبالصياح عولوا علينا

اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی''۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ حدی خواں کون ہے' لوگوں نے کہا ابن الاکوع۔ فرمایا اللہ ان پر رحمت کرے' قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ (ان کے لیے رحمت) واجب ہو گئی' یا نبی اللہ آپ نے ہمیں ان کے ذریعے سے کیوں نہ فائدہ پہنچایا۔

راوی نے کہا کہ خیبر ہی میں ان پر مصیبت آ گئی' وہ یہود کے ایک شخص کو مارنے لگے تو ان کی تلوار کی نوک ان کے گھٹنے کی چپنی میں لگی لوگوں نے کہا کہ عامر رضی اللہ عنہ کا عمل رائیگاں گیا کہ انہوں نے خودکشی کر لی۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ تشریف آوری کے بعد حاضر ہوا آپ مسجد میں تھے' عرض کی یارسول اللہ ﷺ لوگ خیال کرتے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا عمل رائیگاں کر دیا فرمایا کون کہتا ہے۔ عرض کی انصار کے کچھ لوگ کہتے ہیں جن میں فلاں فلاں ہیں اور اسید بن حضیر ہیں۔ فرمایا' غلط کہا جس نے کہا۔ ان کے لیے دو اجر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا کہ ایک مجاہد نے جہاد کیا۔ ایک عربی نے قطع کیا۔ اس میں اس کے مثل پیدا ہوا۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سات جہاد کیے۔ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا نو جہاد کئے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا ہم نے چند مشرکین سے جہاد کیا ان پر شب خوں مارا اور قتل کیا۔ ہمارا اشعار ''امت امت'' تھا اس شب کو میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب سات جہاد کیے' راوی نے کہا کہ انہوں نے حدیبیہ' خیبر' حنین اور یوم القرد کا ذکر کیا اور کہا کہ بقیہ غزوات میں بھول گیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں الغابہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام سے ملا اسے کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں۔ میں نے کہا کہ اسے کس نے پکڑا۔ اس نے کہا کہ غطفان نے۔

میں گیا اور ندا دی' وائے صبح' وائے صبح یہاں تک کہ اپنی آواز ان لوگوں کو سنا دی جو دونوں سنگریزے والی سرزمین کے درمیان تھے' پھر گیا اور اونٹنیوں کو ان لوگوں سے چھین لایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آئے' عرض کی یا رسول اللہ قوم پیاسی ہے ہم نے ان کے ساتھ اتنی عجلت کی کہ وہ اپنے ہونٹ سیراب نہ کر سکے۔ فرمایا اے ابن الاکوع غالب ہو تو نرمی کیا کرو کیونکہ اب ان کو غطفان کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔

بیعت رضوان میں شمولیت:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کنارے بیٹھ گیا جب لوگ کم ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اے سلمہ تمہیں کیا ہوا کہ بیعت نہیں کرتے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے بیعت کر لی' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا اے ابو مسلم تم لوگوں نے آپ سے کس امر پر بیعت کی تھی انہوں نے کہا کہ موت پر۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ سلمہ کی کنیت ابوایاس تھی۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں آئے پھر مدینہ کی واپسی کے لیے روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ہمارے سب سے اچھے سوار ابوقتادہ ہیں اور ہمارے سب سے اچھے پیادے سلمہ ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو حصے دیئے ایک حصہ سوار کا ایک حصہ پیادے کا۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھا' خبر دی گئی کہ وہ مشرکین کا جاسوس ہے' فرمایا جو شخص اسے قتل کرے گا اس کا سامان اسی کا ہوگا۔ میں اس سے ملا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اسباب مجھے دے دیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیہات میں رہنے کی اجازت چاہی' آپ نے اجازت دے دی۔

عبدالرحمٰن بن زید العراقی سے مروی ہے کہ مقام ربذہ میں ہمارے پاس سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے ہماری طرف اپنا ہاتھ نکالا جو ایسا بڑا تھا کہ گویا اونٹ کا پیر انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسی ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اصحاب شجرہؓ میں سے تھے۔ یعنی حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہوا:

﴿لقد رضی الله عن المؤمنين اذيبا يعونك تحت الشجرة﴾

''اللہ مومنین سے راضی ہوا ہے جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے''۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقعہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ھ میں ہوا۔ ہم لوگ اس میں سولہ سو تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی جہل کے اونٹ کو ہدی (قربانی حج وعمرہ) بنایا۔

اللہ کے نام پر مال خرچ کرنا:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر ان سے سوال کرتا تھا وہ اسے ضرور دیتے تھے اور اس (طریقہ سوال کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ الحاف (گڑگڑا کر مانگنا ہے جس کی مذمت آئی ہے)۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ جو شخص سلمہ بن الاکوع سے جب اللہ کے نام پر ان سے سوال کرتا تھا تو افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو اللہ کے نام پر بھی نہ دے گا تو وہ اور کس چیز پر دے گا۔ کہتے تھے کہ یہ سوال الحاف ہے (گڑگڑا کر مانگنا ہے)۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ وہ موضع المصحف تلاش کرتے تھے جس میں تسبیح پڑھتے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قبیلے اور منبر کے درمیان ایک بکری گزرنے بھر کی جگہ تھی۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ جب نجدہ غالب ہو گیا اور اس نے صدقات وصول کر لیے تو سلمہ سے کہا گیا کہ آپ ان لوگوں سے دوری نہیں اختیار کرتے' انہوں نے کہا واللہ نہ میں دوری اختیار کرتا ہوں اس سے بیعت کرتا ہوں انہوں نے اپنا صدقہ ان لوگوں کو دے دیا۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما اپنے مال کا صدقہ خریدنا ناپسند کرتے تھے۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو اربعہ عشر کھیلنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ گناہ ہے۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کیا سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا' دونوں پاؤں دھوئے اور اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے اور اپنا بدن تر کیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے۔

سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے (ستو' کھجور اور گھی کا مرکب) حلوا کھایا۔ نماز کا وقت آ گیا تو وہ اٹھ کر نماز کو گئے اور وضو نہیں کیا۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ حجاج نے سلمہ کو کچھ انعام دیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان ہمارے پاس انعامات کے لیے مدینہ سے کوفے لکھتا تھا۔ ہم جاتے تھے اور لے لیتے تھے۔

محمد بن عجلان بن عمر بن عبیداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی کترواتے تھے جو منڈانے کے برابر تھا۔

ایاس بن سلمہ سے مروی ہے کہ ابو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۴ھ میں مدینہ میں ہوئی جب وہ ۸۰ سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سلمہ نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

حضرت اہبان بن الاکوع رضی اللہ عنہما:

بھیڑیے سے گفتگو کرنے والے مشہور ہیں' بروایت ہشام بن محمد بن السائب ان کی اولاد میں جعفر بن محمد بن عقبہ بن اہبان بن الاکوع ہیں' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عقبہ میں اہبان بن الاکوع کو کلب وبلقین وغسان کے صدقات پر عامل بنا کے بھیجا تھا۔

ہشام نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد کے بعض لڑکوں نے اسی طرح نسب بیان کیا محمد بن الاشعث کہتے تھے کہ میں اوروں سے زیادہ اسے جانتا ہوں' عقبہ بن اہبان مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) ابن عباد بن ربیعہ بن کعب بن امیہ بن یقظہ بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصی۔

محمد بن عمر کہتے تھے مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) اہبان بن اوس الاسلمی تھے' انہوں نے اس کا نسب نہیں بیان کیا۔

بھیڑیے سے گفتگو:

یمن میں رہتے تھے جو بلاد اسلم میں ہے جس وقت وہ اپنی بکریاں حرۃ الوبرہ (نام صحرا) میں چرا رہے تھے تو ایک بکری پر بھیڑیا جھپٹا (اور پکڑ لی) انہوں نے اس کو چھین لیا بھیڑیا کنارے ہٹ گیا۔ اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے مجھ سے وہ رزق کیوں روکتے ہو جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔

اہبان الاسلمی اپنے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگے اور کہنے لگے کہ میں نے اس سے زیادہ عجیب امر کبھی نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ان کھجور کے درختوں کے درمیان ہیں اس نے مدینہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر اہبان اپنی بکریاں مدینہ ہنکا لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ سے انہوں نے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے تعجب فرمایا' اور حکم دیا کہ جب وہ عصر کی نماز پڑھیں تو اسے اصحاب سے بیان کریں' انہوں نے بیان کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا یہ ان علامات میں سے ہے جو قبل قیامت ہوں گی۔

اہبان اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ان کی کنیت ابوعقبہ تھی' وہ کوفے میں اترے اور وہاں بنی اسلم میں ایک مکان بنالیا۔ ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی ولایت میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ:

ابی حدرد کا نام سلامہ بن عمیر بن ابی سلامہ بن سعد بن مساب بن الحارث بن عبس بن ہوازن بن اسلم بن افصی تھا۔ بعض نے کہا کہ ابوحدرد کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ کی کنیت ابومحمد تھی سب سے پہلا مشہد جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب حاضر ہوئے حدیبیہ تھا۔ پھر خیبر اور اس کے بعد کے مشاہد۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوحدرد نے اپنی بیوی کے مہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے حدیث یہ ہے کہ ابوحدرد الاسلمی کے بیٹے نے اپنے بیوی کے مہر میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کا کتنا مہر باندھا ہے۔ انہوں نے کہا' دوسو درہم' فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے بطحان سے اخذ کیا ہوتا تو زیادہ نہ کرتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی وفات اے ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ ۸۱ برس کے تھے' انہوں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

حضرت ابوتمیم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے غلام مسعود بن ہنیدہ کو عرج سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیادہ بھیجا تھا کہ آپ کو غزوۂ احد میں قریش کے آنے کی اور جو تعداد اور سامان اور تیاری اور لشکر اور ہتھیار ان کے ہمراہ ہیں اس کی خبر دے۔

مسعود بن ہنیدہ رضی اللہ عنہ ' اوس بن حجر ابی تمیم الاسلمی کے آزاد کردہ غلام:

مسعود بن ہنیدہ سے مروی ہے کہ میں دوپہر کو الخذوات میں تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر آئے جو ایک اور شخص کو لا رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا' وہ ابوتمیم کے خالص دوست تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ابی تمیم کے پاس جاؤ۔ میرا اسلام کہو اور کہو کہ مجھے ایک اونٹ اور توشہ اور رہبر بھیجیں۔

میں روانہ ہوا اور اپنے مولیٰ کے پاس آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیام سے آگاہ کیا انہوں نے مجھے اپنے متعلقین کا ایک ہودے والا اونٹ جس کا نام الذیال تھا ایک مشک دودھ اور ایک صاع کھجور دی اور رہبر بنا کے مجھے بھیجا' مجھ سے کہا کہ انہیں راستہ بتا دو یہاں تک کہ تمہاری ضرورت نہ رہے۔

میں ان لوگوں کو کوہ رکوبہ تک لے گیا۔ جب ہم اس پر چڑھے تو نماز کا وقت آ گیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہنی جانب تھے اسلام میرے قلب میں داخل ہو گیا میں اسلام لے آیا اور آپ کے دوسرے پہلو میں کھڑا ہو گیا' آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہٹایا ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی۔ مسعود نے کہا کہ میں سوائے بریدہ بن الحصیب کے بنی سہم میں سے کسی کو نہیں جانتا جو مجھ سے پہلے اسلام لایا ہو۔

مسعود بن ہنیدہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب قبا میں اترے تو ایک مسجد پائی جس میں اصحاب نبی ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور سالم مولائے ابوحذیفہ نماز پڑھاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس میں اضافہ کیا۔ انہیں نماز پڑھائی' میں آپ کے ہمراہ قبا میں مقیم رہا یہاں تک کہ پانچ نمازیں پڑھیں۔ پھر میں رخصت ہونے کو آیا آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کہ انہیں کچھ دے دو' انہوں نے مجھے بیس درہم دیئے اور ایک چادر اڑھائی میں اپنے مولیٰ کے پاس واپس آیا میرے پاس حلہ الظعینہ (جوڑا) تھا۔ پھر میں قبیلہ میں آیا میں مسلمان تھا۔ مجھ سے میرے مولیٰ نے کہا کہ تم نے جلدی کی' میں نے کہا اے میرے مولیٰ میں نے ایسا کلام (قرآن مجید) سنا کہ اس سے اچھا کلام نہیں سنا تھا بعد کو میرے مولیٰ اسلام لائے۔

ابن مسعود بن ہنیدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب المریسیع میں حاضر ہوئے' انہیں ان کے مولی نے آزاد کر دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس اونٹ عطا فرمائے۔

حضرت سعد مولائے الاسلمین :

عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العرج میں تھے' میں آپ کا رہبر تھا ہم لوگ رکوبہ میں چلے میں پہاڑوں میں چلا اور انہیں میں رہ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخذوات سے گزرے جو العرج سے قریب ہے۔ ابوتمیم نے آپ کے پاس توشہ اور اپنے غلام مسعود کو رہبر بنا کے بھیجا۔ ہم سب روانہ ہو کے الجثجاثہ پہنچے جو مدینہ سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی۔ آج اس جگہ آپ کی مسجد ہے۔ ہم نے اپنے دسترخوان کا بقیہ کھانا صبح کے وقت کھایا۔ شام کو ایک بکری ذبح کی تھی اور اسے بھون لیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں بنی عمرو بن عوف کا راستہ کون بتائے گا۔ راوی نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب سعد بن خیثمہ کے پاس اترا' اسلمین کے مولیٰ سعد اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ :

زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی آپ ہی کے ساتھ رہتے تھے اہل صفہ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس سوتا تھا۔ آپ کو وضو کا پانی دیتا تھا رات کے ایک حصے میں "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" اور دوسرے حصہ میں "الحمدللّٰہ رب العالمین" سنتا تھا۔

ابوعمران الجونی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و ربیعہ الاسلمی رضی اللہ عنہما کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کا ایک درخت تھا جڑ اس کی ربیعہ کی زمین میں تھی اور شاخ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زمین میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ درخت میرا ہے ربیعہ نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ تیزی کی۔ ربیعہ کی قوم کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے' ربیعہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں تم میں سے ہر شخص کو قطعاً ان سے کچھ کہنے کو منع کرتا ہوں جس سے وہ ناراض ہوں اور ان کی ناراضی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں پھر اپنے رسول کی ناراضی کی وجہ سے اللہ ناراض ہو۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ فرو ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اے ربیعہ (درخت) مجھے واپس کر دو۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کو واپس نہ دوں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ربیعہ نے حاضر خدمت ہونے میں ان پر سبقت کی اور عرض کی میں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا واقعہ ہے انہوں نے آپ کو قصے کی خبر دی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں تم انہیں واپس نہ کرنا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا منہ دیوار کی طرف کر کے رونے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے شاخ کا حکم دیا جس کے لیے جڑ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ربیعہ بن کعب مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر آپ کے ہمرکاب جہاد کرتے تھے' رسول

اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ربیعہ مدینہ سے چلے گئے اور یین میں اترے جو بلاد اسلم میں سے ہے اور مدینہ سے ایک برید (۱۲) میل کے فاصلے پر ہے ربیعہ جنگ حرہ تک زندہ رہے اور حرہ کا واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا۔

حضرت ناجیہ بن جندب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

اسلم کے ایک بطن بنی سہم میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ جب حدیبیہ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی ہدی (قربانی حج) پر ان کو عامل بنایا اور حکم دیا کہ وہ اسے لے کے ذوالحلیفہ تک آگے جائیں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء کے لیے روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی ہدی (قربانی حج) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر فرمایا' وہ ہدی کو درختوں میں چارہ تلاش کرتے ہوئے آگے لے جانے لگے ان کے ہمراہ قبیلہ اسلم کے چار جوان بھی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جندب فتح مکہ میں شریک تھے' حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی ہدی پر عامل بنایا۔ ناجیہ بنی سلمہ میں اترے تھے' معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ناجیہ بن الاعجم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ عطاء بن ابی مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے چودہ اصحاب نے بیان کیا کہ ناجیہ بن الاعجم وہی شخص ہیں کہ حدیبیہ کے کنویں میں تیر ڈالا تو آب شیریں ابلنے لگا اور لوگ پانی کے گرد اگرد لوٹے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنہوں نے تیر ڈالا وہ ناجیہ بن جندب تھے دوسری روایت ہے کہ البراء بن عازب رضی اللہ عنہ تھے' یہ بھی مذکور ہے کہ عباد بن خالد الغفاری تھے۔ لیکن اول الذکر زیادہ ثابت ہے کہ ناجیہ بن الاعجم تھے' رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ میں قبیلۂ اسلم کے لیے دو جھنڈے باندھے جن میں ایک ناجیہ الاعجم نے اٹھایا۔ اور دوسرا بریدہ بن الحصیب نے۔ ناجیہ بن الاعجم کی وفات مدینہ میں آخر زمانے خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔ کوئی پسماندہ نہ تھا۔

حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

محمد بن حمزہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عمرو کی کنیت ابو محمد تھی' وفات ۶۱ھ میں ہوئی' اس وقت وہ ۷۱ سال کے تھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حمزہ بن عمرو نے کہا کہ جب ہم لوگ تبوک میں تھے اور منافقین نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی العقبہ میں بھگا دی جس سے آپ کے کجاوے کا کچھ سامان بھی گر پڑا تو میری پانچوں انگلیوں میں نور پیدا کر دیا گیا روشنی ہوگئی اور سامان میں سے جو چھوٹ گیا تھا' کوڑا اور گدھ' وغیرہ وہ میں اٹھانے لگا۔

حمزہ بن عمرو وہ شخص ہیں کہ کعب بن مالک کو ان کی توبہ (قبول ہونے) کی اور جوان کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا اس کی بشارت دی تو انہوں نے اپنے بدن کی دونوں چادریں اتار کے انہیں اڑھا دیں۔

کعب نے کہا کہ واللہ میرے پاس ان دو چادروں کے سوا کچھ نہ تھا ورنہ وہ بھی دے دیتا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے ابوقتادہ سے دو چادریں مانگ لیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن الاشیم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

سلمہ بن وردان سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الاشیم الاسلمی کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سفید سر اور داڑھی والے تھے۔

حضرت محجن بن الادرع الاسلمی رضی اللہ عنہ:

بنی سہم میں سے تھے یہ وہی شخص ہیں جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ رم کرو اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں' مدینہ میں رہتے تھے خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن وہب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے' جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ عمان میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پہنچی تو وہ (عبداللہ بن وہب) اور حبیب بن زید المازنی عمان سے عمرو بن العاص کے پاس روانہ ہوئے' مسیلمہ نے ان لوگوں کو روکا۔ ساری قوم بچ گئی' حبیب بن زید اور عبداللہ بن وہب پر کامیابی حاصل کر لی گئی' مسیلمہ کذاب نے کہا کیا تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حبیب نے شہادت دینے سے انکار کیا تو ان کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کا ایک ایک عضو کاٹ ڈالا' عبداللہ بن وہب نے اقرار کر لیا اگرچہ ان کا قلب ایمان پر مطمئن تھا اس نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ قید کر دیا' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور مسلمان یمامہ میں اترے اور ان لوگوں نے مسیلمہ سے قتال کیا تو عبداللہ بن وہب بچ کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے انہوں نے مسلمانوں کے ہمراہ حملہ کر کے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں سے شدید قتال کیا۔

حضرت حرملہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

وہ ان عبدالرحمٰن بن حرملہ کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔

حرملہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے اس طرح حجۃ الوداع کیا کہ میرے چچا سنان بن سنہ مجھے اپنا ہم نشین (ردیف) بنائے ہوئے تھے۔ جب ہم لوگوں نے وقوف عرفات کیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی ایک انگلی دوسری انگلی پر رکھی' میں نے اپنے چچا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں' انہوں نے کہا فرماتے ہیں کہ حصی الخذف (مٹر کے دانے) کے برابر کنکریوں سے رمی کرو۔

حضرت سنان بن سنہ الاسلمی رضی اللہ عنہ:

حرملہ بن عمرو کے چچا تھے' حرملہ عبدالرحمٰن بن حرملہ الاسلمی کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔ سنان بن سنہ اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

حضرت عمرو بن حمزہ بن سنان الاسلمی رضی اللہ عنہ:

منذر بن جہم سے مروی ہے کہ عمرو بن حمزہ بن سنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے' وہ مدینہ آئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیہات واپس جانے کی اجازت چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی وہ روانہ ہوئے۔ جب الضبوعہ میں تھے جو مکہ کی طرف الجحہ کے راستے پر مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے تو انہیں عرب کی ایک خوبصورت لڑکی ملی' شیطان نے انہیں بہکایا وہ اس سے مبتلا ہوئے اور شادی شدہ نہ تھے۔ پھر نادم ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے خبر دی تو آپ نے ان پر اس طرح حد قائم فرمائی کہ ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ انہیں ایسے کوڑے سے تازیانے مارے جو دو کھالوں سے بنایا گیا ہو اور نرم ہو۔

حضرت حجاج بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

وہ ان حجاج کے والد تھے جن سے عروہ بن زبیر نے روایت کی ہے' حجاج بن حجاج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

حجاج بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو (سفر حج میں) تھک جائے۔ یا لنگڑا ہو جائے تو حلال (احرام سے باہر ہو گیا اور اس پر دوسرا حج فرض ہے) راوی نے کہا کہ میں نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کو اس حدیث کی خبر دی تو ان دونوں نے فرمایا کہ سچ کہا۔

حجاج بن الحجاج نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے رضاع (دودھ پینے) کی مذمت کیا چیز لی جائے گی تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی یا غلام۔

حضرت عمرو بن نہم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ گئے ثنیہ ذات الحنظل کے راستے پر آپ کے رہبر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے آگے آگے چلے اور آپ کو اس پر لے جا کے ٹھہرا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آج کی شب اس ثنیہ کی مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کا وہ دروازہ (جس کے متعلق) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ:

﴿ ادخلوا الباب سجد اوقولوا حطة ﴾

''دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو کہ گناہوں کو معاف کر''۔

فرمایا کہ آج کی شب جو شخص اس ثنیہ سے گزرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

حضرت زاہر بن الاسود بن مخلع رضی اللہ عنہ:

نام عبداللہ بن قیس بن دعبل اور انہیں تک پرورش پائی تھی۔ ابن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن افصی۔

مجزاۃ بن زاہر بن الاسود الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی' جوان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے' میں آگ سلگا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب مسلمان کوفے میں اترے تو زاہر بھی وہیں اترے ان کے بیٹے مجزاۃ بن زاہر کوفے کے شریف تھے عمرو بن الحمق کے ساتھیوں میں سے تھے۔

حضرت ہانی بن اوس الاسلمی رضی اللہ عنہ:

ہانی بن اوس سے مروی ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے' گھٹنے میں درد ہو گیا تو جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

حضرت ابو مروان معتب بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

نام معتب بن عمرو تھا جن سے ان کے بیٹے عطاء بن ابی مروان نے روایت کی اور لوگوں نے عطا بن ابی مروان سے روایت کی۔ معتب بن عمرو الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ماعز بن مالک حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے زنا کیا آپ نے تین مرتبہ منہ پھیر لیا۔ جب چوتھی مرتبہ کہا تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے اس سے نکاح کیا' عرض کی جی ہاں' یہاں تک کہ یہ عضو اس کے عضو میں پوشیدہ ہو گیا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور ڈول کی رسی کنویں میں پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

حضرت بشیر بن بشیر الاسلمی رضی اللہ عنہ:

بشیر بن بشیر الاسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جو اصحاب شجرہ (درخت حدیبیہ والوں) میں سے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس ناپاک درخت سے کھائے تو وہ ہم سے سرگوشی نہ کرے۔ یہ حدیث یزید بن معاویہ کی بیعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کے بیان میں حمید سے طول کے ساتھ مروی ہے۔

حضرت ہیثم بن نصر بن زہر الاسلمی رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمرو بن زہر کہتے تھے' ہیثم بن زہر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ریش بچے کو دیکھا۔ اندازہ کیا تو تیس عدد سفید بال ہوں گے۔

حضرت حارث بن حبال رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی بہ روایت ہشام بن محمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔

حضرت مالک بن جبیر بن حبال رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن دعبل' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' بروایت ہشام بن محمد بن السائب الکلبی حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

(کتاب ابن حیویہ کے بارھویں جزو کا آخری حصہ اور اس کے بعد تیرھواں حصہ ہے اور بنی مالک بن افصیٰ کا ذکر ہے جو نیز کمزور تھے۔ الحمد للہ رب العالمین وصلوٰۃ علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی مالک بن اقصیٰ جو اسلم کے بھائی تھے اور وہ بھی ان لوگوں میں تھے جو کمزور تھے۔

سیدنا اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد بن عبداللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن اقصیٰ اور بنی حارثہ تک بنی مالک بن اقصیٰ کا پیٹ ہے۔

اسماء بن حارثہ کی اولاد میں غیلان بن عبداللہ بن اسماء بن حارثہ تھے جو ابوجعفر منصور کے قواد (فوجی سرداروں) میں سے تھے۔ ان کا بنی عباس کی دعوت میں (یعنی دفتر مجاہدین و وظیفہ یافتگان میں) ذکر تھا۔

اسماء بن حارثہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں یوم عاشورہ (۱۰ محرم) کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ فرمایا اے اسماء کیا آج تم نے روزہ رکھا ہے؟ عرض کی نہیں' فرمایا' روزہ رکھو' عرض کی یارسول اللہ میں نے تو صبح کا کھانا کھالیا ہے' فرمایا' دن کے باقی حصہ میں روزہ رکھو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔

میں نے اپنا جوتا اٹھا کے پاؤں میں ڈالا اور اپنی قوم کے پاس آیا میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں' ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو صبح کا کھانا کھالیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ باقی دن میں روزہ رکھو۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء و ہند فرزندان حارثہ کو قبیلۂ اسلم کی جانب بھیجا کہ دونوں ان لوگوں سے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ رمضان میں مدینہ میں حاضر ہو یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ مکہ کا ارادہ فرمایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسماء بن حارثہ کی وفات ۶۶ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ ۸۰ سال کے تھے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے دوسرے اہل علم کو کہتے سنا کہ اسماء کی وفات بصرے میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت اور زیاد کی ولایت میں ہوئی۔

ان کے بھائی:

حضرت ہند بن حارثہ الاسلمی رضی اللہ عنہ:

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اسماء و ہند فرزندان حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کا خادم ہی دیکھا' زمانۂ دراز سے آپ کے دروازے پر رہنا اور دونوں کا آپ کی خدمت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ دونوں محتاج تھے ان کے پسماندہ یمن میں تھے۔ ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔

بعض اہل علم نے بیان کیا کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی سب کے سب بیعۃ الرضوان میں

(جو درخت حدیبیہ کے نیچے لی گئی) حاضر تھے' وہ آٹھوں بھائی اسماء' ہند و خداش و ذویب و حمران و فضالہ و سلمہ و مالک فرزندان حارثہ بن سعد بن عبداللہ بن غیاث تھے۔

حضرت ذوئب بن حبیب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

بنی مالک بن افصیٰ برادران اسلم میں سے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ ہم سے ذوئب صاحب ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ہلاک شدہ ہدی (جانوران قربانی) کو دریافت فرمایا۔

مدینہ میں ان کا مکان تھا معاویہ بن ابی سفیان کے زمانۂ خلافت تک زندہ رہے۔

حضرت ابونعیم بن ہزال الاسلمی رضی اللہ عنہ:

وہ ابونعیم بن ہزال تھے جو بنی مالک بن افصیٰ برادران اسلم میں سے تھے اور ان ماعز بن مالک کے ساتھی تھے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل زنا کی وجہ سے جو انہوں نے کیا تھا حکم دیا کہ آپ کے پاس آئیں اور آپ ہی کے پاس ٹھہریں۔

یزید بن نعیم بن ہزال نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ماعز کے والد نے اپنے بیٹے ماعز کے متعلق مجھے وصیت کی تھی۔ وہ میری پرورش میں تھے' ان کی میں اس سے بھی زیادہ خوبی سے کفالت کرتا تھا جیسی کوئی کسی کی کرتا ہے۔ ایک روز وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک بڑے مہر والی عورت کا پیام دیتا تھا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے اس سے اپنا مقصود حاصل کر لیا۔ اب اپنے کیے پر نادم ہوں' تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جائیں اور آپ کو اطلاع دیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کر لیا وہ شادی شدہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقام حرا لے جانے کا حکم دیا ہمراہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ انہیں سنگسار کر دیں جب پتھر لگے تو العقیق کی طرف بھاگے انہیں المکیس میں پکڑ لیا گیا جس شخص نے انہیں وظیف حمار میں پکڑا وہ عبداللہ بن انیس تھے وہ برابر انہیں پتھر مارتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیس' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع دی فرمایا کہ تم لوگوں نے انہیں کیوں نہ چھوڑ دیا۔ شاید وہ توبہ کرتے اور اللہ ان کی توبہ قبول کر لیتا پھر فرمایا کہ اے ہزال تم نے اپنے یتیم کے ساتھ بہت برا کیا اگر تم اپنی چادر کے کنارے سے ان کی ستر پوشی کرتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معلوم نہ تھا کہ اس امر کی گنجائش ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا جس سے انہوں نے یہ فعل کیا تھا۔ فرمایا چلی جا اور اس سے آپ نے کچھ باز پرس نہ کی لوگوں نے ماعز کے بارے میں چہ مگوئی کی اور بہت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایسی توبہ میری امت کا ایک ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

حضرت ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ عنہ

اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' یہ وہی شخص تھے جو ایک گناہ کے مرتکب ہوئے اور نادم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آئے اور اقرار کیا۔ وہ شادی شدہ تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی کہ اگر ویسی توبہ میری امت کا ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ماعز بن مالک کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

(اور بقیہ قبائل الازد میں سے' پھر دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد میں سے)۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کا نام عبد شمس تھا۔ اسلام لائے تو عبداللہ رکھا دوسروں نے کہا کہ ان کا نام عبد نہم تھا اور کہا جاتا ہے کہ عبد غنم تھا' یہ بھی کہتے ہیں کہ سکین تھا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ ان کا نام عمیر بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن غیاث بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس تھا' ان کی والدہ دختر صفیح بن الحارث بن شابی بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن دوس تھیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ماموں سعد بن صفیح بنی دوس کے سخت لوگوں میں سے تھے قریش کے جس شخص کو پکڑ لیتے اسے ابی ازیہر الدوسی کے بدلے قتل کر ڈالتے۔

اسلام کا پہلا تعارف:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے بنی غفار کے ایک شخص کو پایا جو نماز فجر میں لوگوں کی امامت کر رہے تھے میں نے انہیں پہلی رکعت میں سورۂ مریم اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھتے سنا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو راستے میں یہ شعر کہا:

یالیلةً من طولها وعنائها علٰی انها من دارة الکفر بخت

''اے شب کی درازی اور اس کی مشقت۔ علاوہ اس کے کہ اس نے کفر کے مقام سے پھینک دیا''۔

راستے میں میرا غلام بھاگ گیا' جب میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیعت کر لی تو آپ کے پاس ہی تھا کہ یکایک غلام نظر آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ تمہارا غلام ہے' عرض کی کہ وہ اللہ کی راہ کے لیے ہے اور میں نے اسے آزاد کر دیا۔

ابتدائی حالات:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا۔ مسکینی کی حالت میں ہجرت کی بسرت بنت غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر اجیر (مزدور و ملازم) تھا' جب وہ لوگ اترتے تھے تو میں خدمت کرتا تھا اور جب وہ لوگ سوار ہوتے تھے تو میں حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کے خوب چلتا ہے) پڑھتا تھا۔

پھر اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے دین کو معتدل و مستقیم بنایا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دختر غزوان کو پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر کرائے کو دے دیا' وہ مجھے تکلیف دیتی تھی' مجبور کرتی تھی کہ میں کھڑا ہو کر چلوں اور برہنہ پا زمین پر چلوں اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ تو میں اسے تکلیف دیتا تھا کہ وہ کھڑے ہو کر برہنہ پا زمین پر چلے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ابن عفان رضی اللہ عنہ اور دختر غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو میں انہیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو ان کی خدمت کرتا تھا۔ دختر غزوان نے ایک روز مجھ سے کہا کہ تم ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلو گے اور ضرور ضرور برہنہ پا چلو گے بعد کو اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا تو میں نے کہا کہ تم ضرور ضرور برہنہ پا چلو گی اور ضرور ضرور کھڑی ہو کر چلو گی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ناک چھنکی ان کے بدن پر کتان کی گیروی رنگ کی چادر تھی انہوں نے اسی میں ناک چھنک لی پھر انہوں نے کہا کہ واہ واہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتان میں ناک چھنکتا ہے حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان آنے والا آتا تھا اور سمجھتا تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جنون ہے۔ حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک تھی میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں ابن عفان اور دختر غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور اپنے پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ لوگ کوچ کرتے تھے تو میں انہیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو میں ان کی خدمت کرتا تھا' پھر ایک روز اس (دختر غزوان) نے کہا کہ تمہیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا اس کے بعد اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا تو میں نے اس سے کہا کہ تمہیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جس مشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب شریک ہوا۔ آپ نے اس میں میرا حصہ ضرور لگایا سوائے اس کے کہ جو خیبر میں تھا کیونکہ وہ اہل حدیبیہ کے لیے مخصوص تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان آئے تھے۔

دربار رسالت میں حاضری:

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں اس وقت آئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ وہ خیبر چلے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مدینہ آئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے تین سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' ان سالوں میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اس کے یاد کرنے سے اور سمجھنے سے زیادہ پسند مجھے کوئی چیز بھی نہ تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چار سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

عراک بن مالک کے والد نے اپنی قوم کے ایک گروہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ

بطور وفد کے مدینہ آئے رسول اللہ ﷺ خیبر جا چکے تھے آپ نے مدینہ پر بنی غفار کے ایک شخص کو جن کا نام سباع بن عرفہ تھا اپنا جانشین بنایا تھا۔ وہ نماز فجر میں تھے' انہوں نے پہلی رکعت میں ''کھیعص'' اور دوسری رکعت میں ''ویل للمطففین'' پڑھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نماز میں کہتا تھا کہ:

ویل لابی فلان له مکیالان اذا اکتال بالوا فی و اذا کال کال بالناقص.

فلاں کے والد کی خرابی ہے کہ جس کے پاس دو پیمانے ہیں (ایک پورا اور ایک کم) کہ جب وہ تلوائے تو پورے سے (تلوائے) اور جب خود تول کے دے تو کم سے طول کے دے۔

جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سباع کے پاس آئے' پھر کچھ توشہ لے کے رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آئے آپ خیبر فتح کر چکے تھے پھر آپ نے مسلمانوں سے گفتگو کی تو انہوں نے ہمیں اپنے حصوں میں شریک کر لیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی مومن اور مومنہ ایسی نہیں جو مجھے سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا یہ آپ کو کون بتاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھیں۔

ایک روز میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جو میں ناپسند کرتا تھا۔

میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ انکار کرتی تھیں اور آج میں نے انہیں دعوت دی تو آپ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے وہ میری والدہ کو اسلام کی طرف پھیر دے۔

آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی' میں اپنے گھر آیا تو دروازہ بھڑا ہوا تھا اور پانی کے بہنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

والدہ نے اپنا شلوکا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی۔ پھر کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اندر آؤ' میں اندر داخل ہوا تو کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

میں دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ خوشی سے اسی طرح رو رہا تھا جس طرح غم سے رویا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا قبول کر کے میری والدہ کو اسلام کی ہدایت دی۔

پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ' اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو مومنین و مومنات کا محبوب بنا دے' جو مومنہ و مومن مجھے سنتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھوک کی شکایت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا مجھے صرف بھوک نے نکالا تھا۔ میں نے رسول

اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت کو پایا۔ ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ واللہ ہمیں صرف بھوک نے نکالا ہے۔

ہم لوگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو اس وقت کیا چیز لائی۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بھوک لائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ یہی دو دو کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو تو آج کے دن تمہیں کافی ہوں گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک کھجور کھالی اور ایک کھجور اپنی تھیلی میں رکھ دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے یہ کھجور کیوں اٹھالی عرض کی کہ اسے اپنی والدہ کے لیے اٹھالیا ہے۔ فرمایا اسے کھالو۔ کیونکہ میں تمہیں ان کے لیے دو کھجوریں دوں گا میں نے وہ کھالی اور آپ نے مجھے ان کے لیے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تاوقتیکہ وہ وفات نہ پاگئیں حج نہیں کرتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وجہ تسمیہ:

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیوں رکھ دی؟

انہوں نے کہا کہ کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں' میں نے کہا کہ کیوں نہیں واللہ میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے متعلقین کی بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جب رات ہو جاتی تھی تو میں اسے درخت پر رکھ دیتا تھا اور صبح ہوتی تھی تو میں اسے پکڑ کر اس سے کھیلتا تھا اسی لیے لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (بلی کا باپ) رکھ دی۔

حافظہ کی کمزوری کی شکایت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میں نے آپ سے بہت حدیثیں سنیں مگر انہیں بھول جاتا ہوں۔

فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے اسے پھیلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی' میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی آپ نے مجھ سے جو کچھ بیان کیا تھا۔ میں اسے نہیں بھولا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے اسے پھیلا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی۔ میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی۔ آپ نے مجھ سے جو کچھ بیان کیا تھا میں اسے نہیں بھولا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کون حاصل کرے گا؟ فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرا گمان تھا کہ مجھ سے یہ حدیث تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا اس لیے کہ میں تمہارا شوق حدیث دیکھتا تھا' قیامت کے دن میری شفاعت سب سے زیادہ سعادت وہ شخص حاصل کرے گا جو اخلاص کے ساتھ اپنے دل

سے لا الہ الا اللہ کہے گا۔

الزہری سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

﴿ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد مابیناہ للناس فی الکتاب الآیة ﴾

''بے شک جو لوگ ان دلائل و ہدایات کو اس کے بعد چھپاتے ہیں کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لیے واضح طور پر بیان کر دیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں''۔

آپ سے کثیر روایات کی توجیہہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایات کی ہیں حالانکہ وعدہ کا مقام (قیامت) اللہ ہی کے لیے ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کو کیا عذر ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث نہیں روایت کرتے۔

میرے ساتھی مہاجرین کو بازار کے معاملات مشغول رکھتے تھے اور میرے ساتھی انصار کو ان کی زمینیں اور ان کا انتظام مشغول رکھتا تھا۔ میں ایک مسکین آدمی تھا اور بہت زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی اختیار کرتا تھا جب وہ لوگ باہر ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جب وہ لوگ بھولتے تھے تو میں یاد رکھتا تھا۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان فرمائی اور فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلاتا ہے کہ میں اس میں اپنی حدیث انڈیل دوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگا لے پھر جو مجھ سے سنا ہے اسے کبھی نہ بھولے۔

میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ آپ نے مجھ سے حدیث بیان کی میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ واللہ میں جو کچھ آپ سے سنتا تھا اسے کبھی نہیں بھولتا تھا۔ واللہ اگر کتاب اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئك یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللاعنون ﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس سے علم دریافت کیا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال کے لایا جائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر سورۂ بقرہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم لوگوں سے کبھی کوئی حدیث نہ بیان کرتا:

﴿ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئك یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللاعنون ﴾

لیکن وعدے کا دن (قیامت کا دن) اللہ ہی کے لیے ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اس علم کو چھپائے جس سے نفع حاصل ہوتا ہو تو قیامت کے دن اس کے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف بھر کر (حدیثیں) یاد کیں۔ لیکن ان میں سے ایک (ظرف) کو تو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں تم لوگوں کو سب بتا دوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے ڈھیلے ماریں اور کہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجنون ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اگر وہ سب میں تم لوگوں سے بیان کر دوں تو ضرور تم لوگ مجھے اونٹ کی مینگنیوں سے مارو گے۔

حسن نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ واللہ اگر ہمیں وہ بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا یا جلایا جائے گا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں:

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے بہت زیادہ بیان کیا' قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تم لوگوں سے وہ سب بیان کر دیتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو تم لوگ مجھے چھلکے مارتے اور مجھ سے کلام نہ کرتے۔

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کعب سے مسئلہ دریافت کرنے آئے۔ کعب قوم میں تھے پوچھا کہ تم اس سے کیا چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حافظ نہیں ہے۔

کعب نے کہا کہ تم نے کسی چیز کا طلب گار ایسا نہ پایا ہوگا جو زمانے کے کسی دن اس چیز سے سیراب نہ کر دیا جائے' سوائے طالب علم یا طالب دنیا کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسی قسم کی حکیمانہ باتوں کے لیے تمہارے پاس آیا تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ جو شخص جنازے کی نماز پڑھے گا تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے' اور اس کی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ جائے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ غور کر لو کہ تم کیا بیان کرتے ہو' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا' اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے انہوں نے ان سے اس کو دریافت کیا۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! مجھے بازار کے معاملات رسول اللہ ﷺ (کی صحبت) سے باز نہیں رکھتے تھے' مجھے تو رسول اللہ ﷺ جو کلمہ بتاتے تھے یا جو لقمہ کھلا دیتے تھے اہم معلوم ہوتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا لباس مبارک:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (دوسرے طریق سے) نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) جو آپ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو پہنایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک خاکی رنگ کی چادر اڑھائی وہ اسے اس کی چوڑان سے دہرا کرتے تھے' پھر اسے کچھ کیڑا لگ گیا (یا پھٹ گئی) تو اسے جوڑ لیا اور اس طرح رفو نہیں کیا جس طرح لوگ رفو کرتے ہیں' گویا میں ان کی ریشم کی چادروں کو دیکھتا ہوں۔ وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خز (سوت

ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنتے دیکھا۔

المقبری سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔ محمد زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خز پہنتے تھے۔

سعید بن ابی سعید سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس میں دیبا کی گھنڈیاں لگی تھیں۔

جنّاب بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گیرو کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چادر اوڑھنے کا طریقہ بغل کے نیچے سے تھا۔

قرہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سخت مزاج تھے' انہوں نے کہا نہیں' بلکہ وہ نرم مزاج تھے' پوچھا ان کا رنگ کیسا تھا انہوں نے کہا کہ گورا' میں نے کہا کیا وہ خضاب کرتے تھے' انہوں نے کہا اس طرح کہ جیسا تم (میری داڑھی میں) دیکھتے ہو' محمد بن سیرین نے اپنا ہاتھ اپنی داڑھی کی طرف جھکایا جو سرخ تھی' میں نے کہا ان کا لباس کیسا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا ہی جیسا تم (مجھے) دیکھتے ہو' اور محمد بن سیرین کے بدن پر کتان کی دو گیرو کی رنگ کی دو چادریں تھیں انہوں نے کہا کہ ایک روز انہوں نے ناک چھنکی اور کہا کہ واہ واہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ مہندی کا خضاب کرتے تھے' انہوں نے ایک روز اپنی داڑھی پکڑ کے کہا کہ گویا میرا خضاب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خضاب ہے' میری داڑھی مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے ہے۔ میرے بال مثل ان کے بالوں کے ہیں' میری چادریں مثل ان کی چادروں کے ہیں اور ان کے بدن پر دو گیرو کے رنگ کی چادریں تھیں۔

محمد سے مروی ہے کہ ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر میں ناک چھنکی' پھر کہا کہ واہ واہ' کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

ابو ہلال نے کہا کہ غالباً ایک مدنی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے رخساروں کے بال کترواتے تھے۔ اور ان کی داڑھی زرد تھی۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر جوتہ پہننے کو اور اپنے کرتے پر تہہ باندھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لبیبۃ الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مسجد میں تھے' ابن خثیم نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن سے استدعا کی' مجھ سے ان کا حلیہ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں آدمی تھے دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا دو کاکل والے تھے اور آگے کے دو دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا۔

ضمضم بن جوس سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گیا ایک شیخ نظر آئے جو سر کے بالوں کو گوندھے ہوئے تھے اور ان کے دانت خوب چمکدار تھے' میں نے کہا آپ کون ہیں آپ پر اللہ رحمت کرے' انہوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس وقت ہم لوگ مکتب میں (پڑھتے) تھے۔

قرہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں میرا یہ خضاب کرتے تھے۔ اور وہ اس روز مہندی کے خضاب میں تھے۔

بحرین کی امارت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بحرین کا عامل تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے اور اسلام کے دشمن یا اے اللہ کے اور اس کی کتاب کے دشمن تم نے اللہ کا مال چرایا' میں نے کہا نہیں' میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں (اللہ و اسلام یا کتاب اللہ) سے عداوت کرے' میں نے چوری نہیں کی بلکہ میرے گھوڑوں کی نسل بڑھی اور میرے حصے جمع ہو گئے' انہوں نے مجھ سے بارہ ہزار درہم لے لیے۔

بعد کو مجھ سے کہلا بھیجا کہ تم عامل کیوں نہیں بنتے' میں نے کہا نہیں' پوچھا کیوں' کیا یوسف علیہ السلام نے عمل نہیں کیا ہے (یعنی انتظام ملک) میں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام تو نبی (علیہ السلام) کے بیٹے نبی (علیہ السلام) تھے' میں آپ لوگوں کے عمل (عہدہ) سے دو یا تین چیزوں سے ڈرتا ہوں' پوچھا کہ پانچ سے کیوں نہیں کہتے' میں نے کہا کہ میں ان سے نہیں ڈرتا کہ لوگ میری آبرو کو بدنام کریں گے یا میرا مال لے لیں گے اور میری پشت پر ماریں گے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ بغیر حلم کے کلام کروں یا بغیر علم کے فیصلہ کروں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن اور اس کی کتاب کے دشمن کیا تم نے اللہ کا مال چرایا۔ میں نے کہا کہ میں نہ اللہ کا دشمن ہوں نہ اس کی کتاب کا دشمن ہوں۔ البتہ میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں کا دشمن ہے' میں نے اللہ کے مال کی چوری نہیں کی ہے۔ پوچھا کہ پھر تمہارے پاس دس ہزار درہم کہاں سے جمع ہو گئے' میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے گھوڑے کی نسل بڑھی میرے حصے ملتے رہے اور میری عطا ملتی رہی' امیر المومنین نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ لے لیے گئے۔

راوی نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ امیر المومنین کی مغفرت فرما۔ اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے امارت کو کیسا محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت آپ نے مجھے (امارت پر) بھیجا تھا تو میں اسے ناپسند کرتا تھا۔ اور آپ نے جس وقت معزول کیا ہے تو میں اسے پسند کرتا تھا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین سے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چار لاکھ درہم لائے' پوچھا کیا تم نے کسی پر ظلم کیا' انہوں نے کہا نہیں' پوچھا کیا تم نے کوئی چیز بغیر اس کے حق کے لی۔ انہوں نے کہا نہیں' پوچھا تم اپنے لیے کتنا لائے' انہوں نے کہا بیس ہزار' پوچھا کہ تم نے وہ کہاں سے پایا' انہوں نے کہا میں تجارت کرتا تھا۔ حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور جو زائد ہو اسے بیت المال میں داخل کر دو۔

سعید بن الحارث سے مروی ہے کہ مروان جب باہر ہوتا تھا یا حج کرتا تھا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا جاتا تھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ مروان مدینے پر (امیر) رہا کرتا تھا۔ اور جب وہاں سے نکلتا تھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیتا تھا۔

عبداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ بنایا اور خود مکہ روانہ ہو گیا۔

ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان اکثر مدینہ پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا کے خود گدھے پر سوار ہوتا جس پر ایک چار جامہ کسا جاتا' اور اندر اس کے کھجور کی چھال کا گودا ہوتا تھا۔ اس طرح وہ روانہ ہوتا تھا۔ اگر کسی شخص سے ملتا تو کہتا کہ راستے سے بچو امیر آتا ہے۔ اکثر لڑکے شب کو لعبۃ الغراب (کوے کا کھیل) کھیلتے تھے' وہ بے خبر ہوتے تھے اسی حالت میں مروان اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیتا تھا اور اپنے پاؤں سے مارتا تھا۔ لڑکے ڈر کر بھاگ جاتے' اکثر وہ مجھے رات کو کھانے پر بلاتا اور کہتا کہ ہڈی امیر کے لیے چھوڑ دو' میں دیکھتا تو روغن زیتون میں پکی ہوئی ثرید (شوربے میں دم دی ہوئی روٹی) ہوتی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے بخار سے زیادہ کوئی بیماری پسند نہیں اس لیے کہ وہ ہر جوڑ کو درد کا حصہ دے دیتا ہے اور اللہ ہر جوڑ کو اس کے اجر کا حصہ دے دیتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راوی نے ان سے سنا جو قبیلہ اسلم کی مجلس میں تھے اور ان لوگوں کی مجلس منبر سے قریب تھی' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے' وہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) مجلس اسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے کہ مر جاؤ' اے سرداران اسلم' مر جاؤ اے گروہ اسلم مر جاؤ' تین مرتبہ (کہا) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مرے گا۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس نے کہا بازار کا۔ انہوں نے کہا کہ تم اپنی واپسی سے پہلے موت خرید سکو تو خرید نا' پھر کہا کہ مجھے اس وجہ سے اللہ سے خوف ہے کہ اس نے موت کو عاجل کر دیا ہے۔

حبیب بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح موت کا ذکر کیا کہ گویا انہیں اس کی آرزو ہے' بعض ساتھیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد تم کیونکر موت کی تمنا کرتے ہو کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے نہ نیکو کار کو نہ بدکار کو۔ نیکو کار کو تو اس لیے کہ اس کی نیکی میں اضافہ ہوگا' اور بدکار تو وہ (توبہ کر کے اللہ کو) منا لے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں کیونکر موت کی تمنا نہ کروں جبکہ میں خوف کرتا ہوں کہ مجھے چھ چیزیں پالیں گی' گناہ کا خفیف سمجھنا' حکمتوں کا فروخت کرنا' رحموں کا قطع کرنا' لشکروں کی اور نشے کی کثرت لوگ قرآن کو گانے کے آلات بنا لیں گے۔

ایام علالت:

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بیمار تھے میں نے کہا اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا دے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ تو مجھے واپس نہ کر (صحت نہ دے) اس کو دو مرتبہ کہا پھر کہا کہ اے ابو سلمہ اگر تم سے مرنا ممکن ہو تو تم بھی مر جاؤ کیونکہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے' عنقریب علماء پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ہر ایک شخص کو موت زر سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی' یا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی مسلمان کی قبر پر گزرے گا اور کہے گا کہ

مجھے پسند تھا کہ اس قبر والا میں ہوتا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو میں عیادت کے لیے ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا دے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ تو اس (صحت) کو واپس نہ کر' پھر کہنے لگے کہ اے ابوسلمہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک شخص کو موت زرِ سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی اور اے ابوسلمہ' اگر میں کچھ دن اور زندہ رہا تو عنقریب آدمی قبر پر آئے گا اور کہے گا کہ کاش اس کے یا تمہارے بجائے (اس قبر میں) میں ہوتا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس سے کوئی جنازہ گزرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

سعید سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ میری قبر پر شامیانہ نہ لگانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا۔ جب مجھے تم لوگ اٹھانا تو جلدی لے چلنا کیونکہ اگر میں نیک ہوں گا تو تم مجھے میرے رب کے پاس لاؤ گے اور اگر میں اس سے سوا ہوں گا تو وہ صرف ایک ایسی چیز ہوگی جسے تم لوگ اپنے کندھوں سے پھینک دو گے۔

عبدالرحمٰن بن مہران مولائے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ میری قبر میں شامیانہ نہ نصب کرنا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا' مجھے جلدی لے چلنا' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صالح یا مومن تابوت پر رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگے کرو اور جب کافر یا بدکار اپنے تخت پر رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے ہائے میری خرابی تم لوگ مجھے کہاں لیے جاتے ہو۔

عبدالرحمٰن بن مہران سے مروی ہے کہ مروان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آیا اس نے انہیں غشی میں پایا تو کہا کہ اللہ آپ کو صحت دے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ سختی کر (یعنی مرض میں) اور قطع کر دے (یعنی زندگی کو) مروان نکلا تو اسے اصحاب القطا کے قریب ایک آدمی ملا جس نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قضاء کر گئے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مروان ان کے مرض موت میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ آپ کو شفا دے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں لہٰذا تو بھی میری ملاقات کو پسند کر۔ مروان اصحاب القطا تک بھی نہ پہنچا تھے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔

سلم بن بشیر بن حجل سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیماری میں روئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا ہوں میں اپنے سفر کی دوری اور توشے کی کمی پر روتا ہوں' میں نے جنت و دوزخ کی منزل کی راہ پر صبح کی ہے' مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کس کی طرف مجھے چلایا جائے گا۔

سفر آخرت سے قبل نصائح:

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' وہ انتقال کر رہے تھے انہوں نے اپنے متعلقین سے کہا کہ نہ میرے عمامہ باندھنا اور نہ کرتہ پہنانا' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تجہیز وتکفین:

ثابت بن مسحل سے مروی ہے کہ لوگ عوالی (اطراف مدینہ) سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (کی نماز جنازہ) کے لیے آئے ولید بن عتبہ مدینہ کا امیر تھا۔ اس نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ بغیر مجھے اطلاع دیئے ان کو دفن نہ کرنا اور خود ظہر کے بعد سو گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے جو موجود تھے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو باہر نکالو۔ انہیں بعد ظہر باہر نکالا موضع الجنائز تک لے گئے عصر کا وقت قریب آ گیا تو قوم نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ لو ولید کے قاصد نے کہا کہ تاوقتیکہ امیر نہ آ جائیں ان پر نماز نہیں پڑھی جائے گی ولید عصر کے وقت نکلا لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' حالانکہ لوگوں میں ابن عمر وابوسعید الخدری بھی تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر ولید بن عتبہ نے نماز پڑھی جو امیر مدینہ تھا۔ جس روز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مروان بن الحکم عمل مدینہ سے معزول تھے۔

محمد بن ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی میں حاضر تھا' ابوسعید الخدری اور مروان جنازے کے آگے چل رہے تھے۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' وہ اس کے آگے چل رہے تھے اور کثرت سے ان پر رحمت کی دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد کر کے مسلمانوں تک پہنچائی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عثمان رضی اللہ عنہ کے لڑکے ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ ان کی اس رائے کی حفاظت کے لیے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھی بقیع پہنچے۔

ثابت بن مسحل سے مروی ہے کہ ولید بن عتبہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی تو انہوں نے لکھا کہ دیکھو انہوں نے کس کو چھوڑا۔ ان کے ورثہ کو دس ہزار درہم دے دو ان کے عہد کو اچھا کرو اور ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کی تھی اور مکان (محاصرے) میں ان کے ہمراہ تھے اللہ ان پر رحمت کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ میں اترا کرتے تھے' مدینے میں ان کا ایک مکان تھا جو انہوں نے اپنے موالی کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے عمر بن بزیع کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ان کی وفات ۵۹ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی۔ وفات کے روز ۷۸ سال کے تھے انہیں نے عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان ۵۸ھ میں نماز پڑھی اور ام سلمہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شوال ۵۹ھ میں نماز پڑھی حالانکہ ولید بن عتبہ والی مدینہ تھا۔ وہ الغابہ سوار ہو کے چلا گیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دے گیا انہوں نے شوال میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر نماز پڑھی اس کے بعد اسی سال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

ابوالروی الدوسی رضی اللہ عنہ:

ازد میں سے تھے' ذوالحلیفہ میں رہا کرتے تھے' وہ عثمانی تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے پہلے ان کی وفات ہوئی۔

حضرت سعد بن ابی ذباب الدوسی رضی اللہ عنہ:

سعد بن ابی ذباب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہوا' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری قوم کے وہ اموال جو بوقت قبول اسلام ان کے قبضہ میں تھے انہیں کے لیے کر دیجئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا اور مجھے ان پر عامل بنا دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عامل بنایا۔

سعد اہل السراۃ میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی قوم سے شہد کے بارے میں گفتگو کی اور کہا کہ اس کی زکوٰۃ دو کیونکہ اس پیداوار میں یا مال میں کوئی خیر نہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم کتنی زکوٰۃ مناسب سمجھتے ہو' میں نے کہا کہ دسواں حصہ' میں نے ان لوگوں سے دسواں حصہ لے لیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور جو واقعہ تھا اس کی انہیں خبر دی' عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور فروخت کر کے قیمت صدقات مسلمین میں شامل کر دی۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ:

بحینہ ان کی والدہ تھیں' وہ الارت کی بیٹی تھیں اور الارت حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن القشب تھے اور قشب جندب بن نصلہ بن عبداللہ بن رافع بن مخضب بن مبشر بن صعب بن دہمان بن نصر بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن نصر بن الازد تھے۔ وہ اپنی قوم بنی مخضب سے کسی امر میں ناراض ہوئے تو قسم کھائی کہ ایک گھر مالک کو اور ان لوگوں کو جمع نہیں کرے گا۔ وہ مکہ چلے گئے۔ مطلب بن عبد مناف سے معاہدۂ حلف کر لیا اور بحینہ بنت الحارث بن المطلب سے نکاح کر لیا۔ ان کے یہاں ان سے عبداللہ پیدا ہوئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی زمانۂ قدیم میں اسلام لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' حاجی اور بزرگ تھے' ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' مدینہ سے تیس میل پر بطن ریم میں رہتے تھے اور وہیں مروان بن الحکم کے آخر زمانۂ عمل میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی۔

ان کے حقیقی بھائی:

حضرت جبیر بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان کی والدہ بحینہ بنت الحارث بن عبدالمطلب تھیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی تھی۔

بنی مہلب کے ایک شخص:

حضرت حارث بن عمیر الازدی:

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر الازدی کو اپنے فرمان کے ساتھ شاہ بصریٰ کے پاس بھیجا' جب وہ موتہ میں اترے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی نے روکا' پوچھا کہ تم کہاں کا قصد کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ شام کا' پوچھا شاید تم محمد (ﷺ) کے قاصدوں میں ہو' انہوں نے کہا' ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں رسی میں جکڑ دیا گیا۔ پھر آگے کر کے زبردستی گردن ماردی ان کے سوا رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا' رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ کو سخت ناگوار ہوا۔ لوگوں کو بلایا۔ حارث بن عمیر کی اور ان کے قتل کرنے کی خبر دی' لوگ بہت تیز روانہ ہوئے۔ غزوۂ موتہ کا یہی سبب تھا۔

قضاعہ بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن حمیر کی شاخ جہینہ بن زید بن لیث بن سود اسلم بن الحاف بن قضاعہ:

حضرت عقبہ بن عامر بن عبس الجہنی رضی اللہ عنہ:

کنیت ابو عمرو تھی۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ مجھے نبی ﷺ کا آنا معلوم ہوا تو اپنی کمائی کے مقام میں تھا' میں نے اسے ترک کر دیا اور آپ کے پاس آیا' عرض کی یا رسول اللہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے بیعت کروں' فرمایا بیعت عرب چاہتے ہو یا بیعت ہجرت۔ میں نے آپ سے بیعت کر لی اور مقیم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک روز فرمایا کہ یہاں جو شخص قبیلہ معد سے ہو وہ کھڑا ہو جائے' لوگ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھو آپ نے میرے ساتھ یہی دو یا تین مرتبہ کیا' عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم معد میں سے نہیں ہیں' فرمایا نہیں' عرض کی' ہم لوگ کن میں سے ہیں فرمایا تم لوگ قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

ابو عشانہ سے مروی ہے کہ میں نے عقبہ بن عامر کو دیکھا کہ سیاہ خضاب کرتے اور کہتے **نغیر اعلاها و تابی اصولها** (ہم ان بالوں کا بالائی حصہ متغیر کر دیتے ہیں' حالانکہ ان کی جڑیں (سیاہی سے) انکار کرتی ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عقبہ بن عامر صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' پھر مصر چلے گئے وہیں رہتے تھے' وہاں انہوں نے ایک مکان بنا لیا۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے آخر زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی' دوسروں نے کہا کہ ان کی کنیت ابو طلحہ تھی۔

محمد بن الحجازی الجہنی سے مروی ہے کہ زید بن خالد الجہنی کی وفات ۷۸ھ میں مدینہ میں ہوئی اس وقت ۸۵ برس کے تھے' انہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے علاوہ محمد بن عمر کے کہتے سنا کہ زید بن خالد کی وفات کوفے میں آخر زمانہ خلافت معاویہ بن

ابی سفیان رضی اللہ عنہما میں ہوئی۔

حضرت نعیم بن ربیعہ بن عوفی رضی اللہ عنہ:

ابن جراء بن یربوع بن طحیل بن عدی بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے' درخت کے نیچے بیعت کی۔

حضرت رافع بن مکیث بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن جراء بن یربوع بن طحیل بن عدی بن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ' اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ اس سریے میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسمیٰ کی جانب بھیجا تھا۔ اور جمادی الآخرہ ۶ھ میں ہوا تھا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے رافع کو اسی قوم کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر بشیر بنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' اونٹنی رافع سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے راستہ میں لے لی اور اسی قوم کو واپس کر دی یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جو کچھ ان لوگوں سے لیا گیا ہے واپس کر دیں اس لیے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے آپ نے ان کے لیے ایک فرمان لکھ دیا۔

کرز بن جابر الفہری کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الجدر بھیجا تو رافع بن مکیث بھی ان کے ساتھ تھے عبدالرحمٰن کے سریہ دومۃ الجندل میں بھی شریک تھے فتح مکہ کے دن انہوں نے جہینہ کے ان چار جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا اٹھایا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقات جہینہ پر (عامل بنا کے) بھیجا تھا کہ وہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں' مدینے میں ان کا ایک مکان اور مدینے میں جہینہ کی مسجد تھی۔

حضرت جندب بن مکیث بن عمرو رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی کرز بن جابر الفہری کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کی جانب بطور سریہ بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو جندب بھی ان کے ہمراہ تھے۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ مکہ کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے جندب و رافع فرزندان مکیث کو قبیلۂ جہینہ کی جانب بھیجا کہ وہ انہیں رمضان میں مدینہ میں حاضر ہونے کا حکم دیں' جس وقت آپ نے روانگی تبوک کا ارادہ فرمایا تب بھی آپ نے ان دونوں کو جہینہ کی جانب بھیجا کہ ان سے اپنے دشمن کے جہاد کے لیے چلنے کو کہیں۔

جندب بن مکیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب وفد آتا تھا تو آپ اپنے اچھے کپڑے پہنتے تھے اور اپنے بلند پایہ اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے' جس روز وفد کندہ آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ جسم مبارک پر

حلہ یمنی تھا اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بدن پر بھی۔

حضرت عبداللہ بن بدر بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن معاویہ بن حسان بن اسعد بن ودیعہ بن مبذول بن عدی بن غنم بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

نام عبدالعزیٰ تھا' اسلام لائے تو بدل کر عبداللہ رکھا گیا۔ ان کے والد بدر بن زید وہی ہیں جن کا ذکر عباس بن مرداس نے اپنے شعر میں کیا ہے کہ:

وما کان بدر وما حابس یفوقان مرداس فی المجمع

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ ان عرنیین کی جانب بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو عبداللہ بن بدر بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ کے جھنڈے اٹھائے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھے تھے۔

عبداللہ بن بدر مدینہ میں رہتے تھے' وہاں ان کا ایک مکان تھا۔ اور بادیہ قبیلہ میں بھی رہتے تھے جو جبال جہینہ میں تھا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت عمرو بن مرہ بن عبس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

زمانہ قدیم میں اسلام لائے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی آپ کے ہمرکاب مشاہد میں حاضر ہوئے۔ وہ پہلے شخص تھے جو یمن میں قضاعہ میں شامل ہو گئے۔ بعض البلویین نے اسی کے بارے میں کہا کہ ؎

فلا تھلکوا فی لجۃٍ قالھا عمرو

''تم لوگ اس بحر عمیق میں ہلاک نہ ہو جس میں عمرو ہلاک ہوئے''۔

ان کی اولاد دمشق میں تھی۔

عمرو بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قبیلہ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ میں کھڑا ہو گیا' فرمایا تم بیٹھ جاؤ' پھر فرمایا جو قبیلہ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا' تو فرمایا تم بیٹھ جاؤ' پھر فرمایا کہ جو قبیلہ معد کا ہو کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ہم کن لوگوں میں سے ہیں' فرمایا تم لوگ قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

حضرت سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ:

وہ ان ربیع بن سبرہ کے والد تھے جن سے زہری نے روایت کی ہے۔ ربیع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' آپ نے متعہ (حج کے احرام سے عمرہ) کرنے کو منع فرمایا۔

سبرہ کا مدینہ میں قبیلہ جہینہ میں ایک مکان تھا' آخر عمر میں مقام ذوالمرہ میں وہ ٹھہر گئے تھے۔ ان کے پس ماندہ آج تک وہیں ہیں۔

وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔

حضرت معبد بن خالد رضی اللہ عنہ:

زرعۃ الجہنی کے والد تھے۔ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنہوں نے مقام ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹیں تھیں تو معبد بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے روز وہ بھی ان چار میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ کے چار جھنڈے اٹھائے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھے تھے وہ ان سب سے زیادہ بادیہ میں رہنے والے تھے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وفات ۷۲ھ میں ہوئی۔ اس وقت ۸۹ سال کے تھے۔

حضرت ابوضبیس الجہنی رضی اللہ عنہ:

زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنہوں نے مقام ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے یہ واقعہ شوال چھ ہجری میں ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے' بادیہ (دیہات) میں رہا کرتے تھے۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے آخر زمانۂ خلافت میں وفات ہوئی۔

حضرت کلیب الجہنی رضی اللہ عنہ:

غنیم بن کثیر بن کلیب الجہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں دیکھا کہ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ مزدلفہ میں آگ روشن تھی۔ آپ وہاں کا قصد فرما رہے تھے' یہاں تک کہ اس کے قریب اتر گئے۔

حضرت سوید بن صخر الجہنی رضی اللہ عنہ:

زمانۂ قدیم میں اسلام لائے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنہوں نے مقام ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے' یہ شوال ۶ھ میں ہوا۔ اس کے بعد وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ فتح مکہ میں وہ ان چار میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ کے چار جھنڈے اٹھائے جو ان لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھے تھے۔

حضرت حضرت سنان بن وبرا لجہنی رضی اللہ عنہ:

انصار بنی سالم کے حلیف تھے المریسیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے' یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے جہجاہ بن سعد سے اس روز ڈول پر جھگڑا کیا' دونوں پانی بھرتے تھے کہ اختلاف ہو گیا۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے اپنے قبائل کو ندا دی' سنان نے انصار کو پکارا اور جہجاہ نے آواز دی کہ اے آل قریش! اس روز (سردار منافقین) عبداللہ بن ابی بن سلول نے کلام کیا۔ اپنے بہت مرتبہ کے کلام میں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے لوگ ضرور ضرور وہاں سے ذلیل کو نکال دیں گے زید بن ارقم نے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چغلی کھائی تو عبداللہ بن ابی نے انکار کیا۔ زید کی تصدیق اور ابن ابی کی تکذیب میں قرآن نازل ہوا۔

حضرت خالد بن عدی الجہنی رضی اللہ عنہ:

خالد اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ انہوں نے آپ سے روایت کی۔

خالد بن عدی الجہنی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ جس کے پاس اپنے بھائی سے کوئی احسان بغیر مانگے اور بغیر حرص کے آئے تو اسے قبول کرلے اور واپس نہ کرے کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن الجہنی رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی' انہوں نے آپ سے روایت بھی کی ہے۔

ابی عبدالرحمٰن الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ یکا یک دو سوار نظر آئے آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ (یہ دونوں) کندی مذحجی ہیں' وہ آپ کے پاس آئے تو دونوں (بنی) مذحج میں سے تھے ایک قریب آیا کہ آپ سے بیعت کرے جب اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو کہا' یارسول اللہ کیا آپ نے غور فرمایا کہ وہ شخص کون ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے۔ اس کے لیے کیا (ثواب) ہے' فرمایا کہ اس کے لیے خوشخبری ہے۔ اس نے آپ کا ہاتھ چھوا اور واپس ہو گیا۔ دوسرا شخص آیا آپ کا ہاتھ پکڑا کہ بیعت کرے اور کہا یارسول اللہ آپ نے غور فرمایا کہ اس شخص کے لیے کیا (ثواب) ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے حالانکہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔ فرمایا کہ اس کے لیے خوش خبری ہے۔ پھر اس کے لیے خوش خبری ہے۔ اس نے آپ کا ہاتھ چھوا اور واپس ہو گیا۔

ابی عبدالرحمٰن الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سوار یہود کی طرف جائے تو تم لوگ انہیں پہلے سلام نہ کرو' جب وہ تمہیں سلام کریں تو کہو "وعلیکم"

حضرت عبداللہ بن خبیب الجہنی رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ سے روایت کی۔ معاذ بن عبداللہ بن خبیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ بارش کی تاریک شب میں نکلے کہ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ ہمارے لیے دعا فرمایئے' میں نے آپ کو پایا تو فرمایا کہو مگر میں نے کچھ نہ کہا پھر فرمایا کہو' مگر میں نے کچھ نہ کہا' پھر فرمایا کہو تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا کہوں۔ فرمایا جس وقت تم شام کرو' اور جس وقت تم صبح کرو تو تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس) پڑھو' یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہیں۔

حضرت حارث بن عبداللہ الجہنی رضی اللہ عنہ:

معبد الجہنی سے مروی ہے کہ ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ الجہنی کو میرے ذریعے سے بیس ہزار درہم بھیجے اور کہا کہ ان سے کہنا کہ امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر خرچ کریں' لہٰذا آپ ان درہموں سے مدد لیجیے' میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے' امیر نے آپ کے ہاتھ آپ کے پاس یہ درہم بھیجے ہیں' میں نے انہیں ان درہموں کا حال بتایا' پوچھا تم کون ہو' میں نے کہا کہ معبد بن عبداللہ بن عویمر ہوں انہوں نے کہا اچھا' پھر کہا کہ امیر نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے وہ

کلمات دریافت کروں جو یمن کے (عیسائی) عالم نے فلاں فلاں دن کہے تھے۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا۔ اگر یقین ہوتا کہ آپ کی وفات ہو جائے گی تو میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوتا۔ میں چلا گیا۔ میرے پاس عیسائی عالم آیا اور کہا کہ محمد (ﷺ) کی وفات ہوگئی' پوچھا کب' اس نے کہا آج' اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اس سے ضرور قتال کرتا۔

زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ میرے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ کے بعد لوگوں نے بطور خلیفہ کے مجھ سے بیعت کر لی لہٰذا تم ان لوگوں سے بیعت لو جو تمہارے پاس ہیں' میں نے کہا کہ جس شخص نے مجھے اس روز اس بات کی خبر دی وہ اس کا زیادہ اہل ہے کہ اسے علم ہوگا۔

میں نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔ اس نے کہا کہ میں جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں' پوچھا تم اسے کہاں سے جانتے ہو' اس نے کہا کہ وہ نبی جس کا حال ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں یہ ہے کہ وہ فلاں فلاں دن مرے گا' پوچھا' اس کے بعد ہم لوگ کیوں کر رہوں گے۔ اس نے کہا کہ تمہاری چکی (ترقی کے ساتھ) پینتیس سال تک گھومے گی جس میں ایک دن کا بھی اضافہ نہ ہوگا۔

حضرت عوسجہ بن حرملہ بن جذیمہ رضی اللہ عنہ:

ابن سبرہ بن خدیج بن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اسی طرح ان کا نسب مجھ سے بیان کیا اور ہشام نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک ہزار آدمی پر عوسجہ بن حرملہ کو امیر بنایا۔ انہیں ذامر (کی زمین) بطور جاگیر عطاء فرمائی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ امر کسی اور سے نہیں سنا۔

حضرت نبۃ الجہنی رضی اللہ عنہ:

محمد بن سعد نے کہا کہ نبۃ الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' برہنہ تلوار باہم لی دی نہ جائے۔

حضرت ابن حدیدۃ الجہنی رضی اللہ عنہ:

انہیں بھی صحبت حاصل تھی' یہ وہی شخص ہیں جنہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ملے اور پوچھا کہ کہاں کا قصد کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز عصر کا ارادہ کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی جاؤ کیوں کہ وہ شروع ہوگئی ہے۔

حضرت رفاعہ بن عرادۃ الجہنی رضی اللہ عنہ:

بعضوں نے اہل عرابہ کہا' ابن عرابہ اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

حضرت رویفع بن ثابت البلوی رضی اللہ عنہ:

مقام جناب میں رہتے تھے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابوالشموس البلوی رضی اللہ عنہ:

مقام حق میں رہتے تھے' اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

حضرت طلحہ بن البراء بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف بن جشم بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی' بنی عمرو بن عوف کے انصار میں ان کا معاہدۂ حلف تھا۔ وہی شخص ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو طلحہ سے اس طرح ملاقات کر کہ تو ان سے ہنستا ہو اور وہ تجھ سے ہنستے ہوں۔ محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے طلحہ کے نسب اور ان کے اس قصہ کی ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے خبر دی۔

حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ البلوی رضی اللہ عنہ:

ابی بردہ بن نیار کے چچا زاد بھائی اور براء بن عازب کے ماموں تھے۔

عبداللہ بن منیب بن عبداللہ بن ابی امامہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابوامامہ بن ثعلبہ کو صحبت حاصل تھی' وہ ابی بردہ بن نیار کے چچا زاد بھائی تھے انہیں بھرے ہوئے آب کثیر سے اپنے ہاتھ دھوتے ہوئے دیکھا گیا تو اعتراض کیا گیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طور پر آب کثیر سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس میں ہم میں سے کوئی کسی کو ایذا نہ دے۔

حضرت عبداللہ بن صیفی بن وبرہ رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف' بنی عمرو بن عوف میں تھے' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی' محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے اس کے متعلق ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے خبر دی۔

بنی عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ:

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابرہہ بن سنان بن صیفی بن الہائلہ بن عبداللہ بن غیلان بن اسلم بن حزاز بن کاہل بن عذرہ' بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے۔ نبی ﷺ کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ میں انہیں والی جنگ بنایا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ وہی شخص ہیں جنہوں نے جنگ نخیلہ میں خوارج کو قتل کیا تھا۔ کوفے میں رہتے تھے اور وہاں ایک مکان بنا لیا تھا۔ آج ان کے بقیہ و پس ماندگان ہیں۔

حضرت حمزہ بن النعمان بن ہوذہ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن سنان بن البیاع بن دلیم بن عدی بن حزاز بن کاہل بن عذرہ عذرہ کے سردار تھے اور اہل حجاز میں پہلے شخص تھے جو نبی ﷺ کے پاس بنی عذرہ کی زکوٰۃ لائے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں وادی القریٰ سے بقدر ان کا کوڑا مارنے اور ان کا گھوڑا

دوڑانے کے زمین بطور جاگیر عطا فرمائی' وادی القریٰ ہی میں رہے اور وہاں مکان بنالیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابوخزامۃ العذری رضی اللہ عنہ:

مقام جناب میں رہتے تھے جو عذرو بلی کی زمین ہے' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' آپ سے روایت کی۔

(اشعریین میں سے اور وہ لوگ الاشعر کی اولاد ہیں جن کا نام بنت بن ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا)۔

حضرت ابو بردہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن غزہ بن بکر بن عامر بن عذرہ بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر' ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے' اسلام لائے اور اپنی قوم کے بلاد سے ہجرت کی' مدینے میں ان کی آمد مع اشعریین کے جنہوں نے ہجرت کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ وہ پچاس آدمی تھے ان دونوں کشتی والے (مہاجرین) کی آمد کے ساتھ ہوئی جو ملک حبشہ سے آئے تھے۔

ابو بردہ بن قیس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ:

ان اشعریین میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے آپ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین میں حاضر ہوئے یوم حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ ہوازن کے ان مشرکین کے پیچھے روانہ کیا جو اوطاس کی جانب چلے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جھنڈا باندھا۔

وہ ان لوگوں کے لشکر تک پہنچ گئے۔ مشرکین میں سے ایک شخص آگے آیا اور کہا کہ کون جنگ کرتا ہے۔ ابو عامر نکلے اور اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے ان لوگوں سے نو مرتبہ جنگ قبول کی۔ جب دسواں ہوا تو ابو عامر اس کے لیے نکلے۔ اس نے ابو عامر کو مار کے (تلوار) ان کے آر پار کر دی۔

وہ اس حالت میں اٹھائے گئے کہ کچھ جان باقی تھی' ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کو خبر دی کہ زرد عمامہ والا شخص ان کا قاتل ہے' ابو عامر نے ابوموسیٰ کو وصیت کی' جھنڈا انہیں دے دیا۔ اور کہا کہ میرا گھوڑا اور ہتھیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا' ابو عامر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں فتح دی ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو بھی قتل کر دیا۔ ان کا گھوڑا' ہتھیار اور ترکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ان کے بیٹے کو دے دیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ ابو عامر کی مغفرت کر اور انہیں جنت میں میری امت کے بلند ترین لوگوں میں کر۔

ان کے بیٹے:

حضرت عامر بن ابی عامر رضی اللہ عنہ:

انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی' آپ کی ہمراہی میں جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ کو تلاش کنندہ لشکر پر امیر بنایا اور جب ہوازن کے لوگ بھاگے تو آپ نے ابو مالک کو ان کی تلاش کا حکم دیا۔

ابی مالک الاشعری نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ وضو ایمان کا جزو ہے۔

ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے احباب کو جمع کیا اور کہا کہ ادھر آؤ۔ کیا تمہیں نماز پڑھا دی گئی ہے یا بھلا دی گئی۔ راوی نے کہا کہ وہ (مالک) اشعریین میں سے ایک شخص تھے انہوں نے ایک تسلا پانی منگایا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے' کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' تین مرتبہ منہ اور تین مرتبہ دونوں باہیں دھوئیں' سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے' پھر ظہر کی نماز پڑھی' اس میں انہوں نے دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور بیس تکبیریں کہیں۔

حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ آنحضرت ﷺ سے روایت بھی کی۔

حارث الاشعری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ لوگ بھی ان پر عمل کریں۔

(اور حضارمہ سے (یعنی حضر موت کے باشندے) اور وہ یمن کے علاقے سے تھے)۔

سیدنا حضرت علا بن الحضرمی رضی اللہ عنہ:

حضرمی کا نام عبداللہ بن ضماد بن سلمی بن اکبر تھا جو حضر موت علاقۂ یمن کے تھے اور بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف تھے' ان کے بھائی میمون بن الحضرمی اس کنویں کے مالک تھے جو مکہ کے بلند حصہ میں الابطح میں تھا جس کا نام بیر میمون تھا اور اہل عراق کے راستے پر مشہور تھا انہوں نے اس کو زمانۂ جاہلیت میں کھودا تھا' علاء بن الحضرمی زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔

قاصد مصطفیٰ ﷺ ہونے کا اعزاز:

علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الجعرانہ سے واپسی میں مجھ کو منذر بن ساوی کے پاس بحرین بھیجا' رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمان بنام منذر بن ساوی لکھ کر انہیں کے ہاتھ بھیجا جس میں آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور ان کو اجازت دی کہ زکوٰۃ جمع کریں' رسول اللہ ﷺ نے علاء کے لیے ایک یادداشت لکھ دی جس میں اونٹ اور گائے اور بکری اور پھلوں اور مالوں کی زکوٰۃ کے فرائض تھے' تاکہ وہ اسی کے مطابق لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں یہ بھی حکم دیا کہ جن کے امراء سے زکوٰۃ وصول کریں انہیں کے فقراء کو دے دیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ ایک جماعت کو بھیجا جن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان سے فرمایا کہ ان کی صلاح نیک کو قبول کریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک:

سالم مولائے بنی نصر سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور انہیں میرے ساتھ نیکی کی وصیت فرمائی' جب ہم دونوں روانہ ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے متعلق مجھے نیکی کی وصیت فرمائی' لہٰذا بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو' میں نے کہا کہ مجھے اپنا مؤذن بنا لیجئے اور امین نہ بنائے' انہوں نے یہ (خدمت) انہیں دے دی۔

عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا' پھر انہیں معزول کر دیا اور ابان بن سعد کو عامل بنا کے بھیجا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو عبدالقیس کے بیس آدمیوں کے ہمراہ اپنے پاس آنے کو تحریر فرمایا تھا وہ عبدالقیس کے بیس آدمیوں کو آپ کے پاس لائے' ان کے سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھے' علاء نے بحرین پر منذر بن ساوی کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ ان بیس آدمیوں کے وفد نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معزول کر دیا اور ابان بن سعید بن العاص کو والی بنایا' ان سے فرمایا کہ تم عبدالقیس کے متعلق نیکی کی نصیحت قبول کرو اور ان کے سرداروں کی عزت کرنا۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک سنبلانی کرتہ دیکھا جس کی آستینیں لمبی تھیں تو آپ نے اسے انگلیوں کے کناروں کے پاس سے کاٹ ڈالا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں نے سائب بن یزید سے پوچھا کہ آپ نے مکہ کی سکونت کے بارے میں کیا سنا ہے تو انہوں نے کہا کہ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مہاجر کے لیے ارکان حج سے نکلنے کے بعد تین دن کے قیام کا حق ہے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی کہ انہوں نے سائب بن یزید سے پوچھا تو سائب نے کہا کہ میں نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ارکان حج سے نکلنے کے بعد مکہ میں مہاجر تین رات ٹھہرے۔

(عود بحدیث اوّل)

راوی نے کہا کہ ابان بن سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بحرین کے عامل رہے' ربیعہ بحرین میں مرتد ہو گیا۔ ابان بن سعید مدینے آ گئے اور انہوں نے اپنا عہدہ ترک کر دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انہیں بحرین واپس کر دیں مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا عامل نہ بنوں گا۔

بحرین میں بطور عامل تقرری:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بھیجنے کا تصفیہ کیا' انہیں بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عمال میں پایا جنہیں آپ نے والی بنایا ہے' میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس کا والی بناؤں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں والی بنایا تھا۔ لہٰذا اللہ کا خوف تم پر لازم ہے۔

علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ مدینے سے سولہ سواروں کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ساتھ فرات بن حیان العجلی رہبر تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک فرمان لکھ دیا کہ جس مسلمان پر گزریں وہ ان کے ہمراہ اپنے دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو۔

علاء اپنے پیروؤں کے ساتھ چلے اور قلعۂ حواثا میں اترے' انہوں نے ان لوگوں سے اتنا قتال کیا کہ ان میں سے کوئی نہ بچا پھر القطیف آئے وہاں عجمیوں کی ایک جماعت تھی ان سے بھی لڑے اور ایک حصہ کو نقصان پہنچایا' وہ لوگ بھاگے اور الزارہ میں گھس گئے۔

علاء ان کے پاس آئے اور ساحل دریا کی ایک زمین پر اترے' انہوں نے ان لوگوں سے قتال کیا اور یہاں تک محاصرہ کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ والی ہوئے' اہل الزارہ نے صلح چاہی تو علاء رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی۔

اس کے بعد علاء نے اہل دارین کی جانب رخ کیا اور دریا عبور کر کے ان لوگوں سے جنگ کی مقاتلین کو قتل کر دیا اور ان کے اہل وعیال قید کر لیے گئے۔

علاء نے عرفجہ بن ہرثمہ کو اسیاف فارس کی جانب روانہ کیا۔ انہوں نے کشتیوں میں سفر کیا وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ملک فارس کا ایک جزیرہ فتح کیا اور اس میں مسجد بنائی' باریخان اور اسیاف کو لوٹ لیا' یہ واقعہ ۱۴ھ میں ہوا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط:

عامر شعبی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو جو بحرین میں تھے لکھا کہ تم عتبہ بن غزوان کے پاس جاؤ کیونکہ میں نے تمہیں ان کے عہدے کا والی بنا دیا اور خوب سمجھ لو کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو مہاجرین اولین میں سے ہیں اور جن کے لیے اللہ کی جانب سے نیکیاں مقرر ہو چکی ہیں۔

میں نے انہیں اس لیے معزول نہیں کیا کہ وہ پارسا مضبوط اور سخت رعب والے نہ تھے' بلکہ میں نے یہ خیال کیا کہ اس نواح میں مسلمانوں کے لیے تم ان سے زیادہ کارآمد ہو گے' میں ان کے حقوق جانتا ہوں' میں نے تم سے پہلے ایک شخص کو والی بنایا تھا مگر وہاں پہنچنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی اگر اللہ چاہے گا کہ تم والی ہو تو تم والی ہو نا اور اگر اللہ چاہے کہ عتبہ والی ہوں تو مخلوق اور حکم اللہ ہی کا ہے جو تمام عالموں کی پرورش کرنے والا ہے۔

جان لو کہ اللہ کا امر اسی حفاظت کے لیے محفوظ ہے جس کے ساتھ اس نے نازل کیا ہے' لہٰذا تم اس پر نظر رکھو جس کے لیے پیدا کیے گئے ہو اسی کے لیے عمل کرو اور ماسوا کو ترک کر دو' کیونکہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی شے ہے' لہٰذا تمہیں وہ شے جس کا شر باقی رہنے والا ہے اس شے سے غافل نہ کر دے جس کی خیر اس کے پیچھے آنے والی ہے۔

اللہ کی ناراضی سے اللہ ہی کی طرف بھاگو۔ اللہ اپنے حکم اور اپنے علم میں جس کے لیے چاہتا ہے فضیلت جمع کرتا ہے ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے اس کی طاعت پر اور اس کے عذاب سے نجات پر مدد مانگتے ہیں۔

علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوبکرہ بھی تھے بحرین سے روانہ ہوئے ابوبکرہ کو

جس وقت وہ بصرے آئے البحرانی کہا جاتا تھا‘ بحرین میں ان کے یہاں عبداللہ بن ابی بکرہ پیدا ہوئے۔ جب یہ لوگ لیاس میں تھے جوالصعاب کے قریب ہے اور الصعاب بنی تمیم کی زمین میں ہے تو علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین لوٹ گئے اور ابوبکرہ بصرے آ گئے۔

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی تین باتیں دیکھیں کہ ہمیشہ ان سے محبت کروں گا‘ میں نے انہیں دیکھا کہ جنگ دارین میں اپنے گھوڑے پر دریا کو عبور کیا۔

مدینہ سے بحرین کے ارادے سے چلے الدہنا میں تھے کہ پانی ختم ہوگیا انہوں نے اللہ سے دعاء کی تو ریت کے نیچے سے چشمہ پیدا کر دیا گیا‘ سب سیراب ہوئے اور کوچ کیا۔

ایک شخص کا کچھ اسباب رہ گیا تھا‘ وہ لوٹے‘ اسباب لے لیا اور پانی نہیں پایا۔ میں علاء کے ساتھ بحرین سے لشکر بصرہ کی جانب روانہ ہوا ہم لوگ لیاس میں تھے کہ ان کی وفات ہوگئی‘ ہم ایسے مقام پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ اللہ نے ہمارے لیے ایک ابر ظاہر کیا اور ہم پر بارش ہوئی‘ ہم نے انہیں غسل دیا‘ اپنی تلواروں سے ان کے لیے قبر کھودی‘ ہم نے ان کے لیے لحد (بغلی قبر) نہیں بنائی تھی‘ واپس ہوئے کہ لحد بنائیں مگر ان کی قبر کا مقام نہیں پایا‘ ابوبکرہ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر بصرے لے گئے۔

حضرت شریح الحضرمی رضی اللہ عنہ:

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شریح الحضرمی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو قرآن کو تکیہ نہیں بناتے۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ یمنی تھے جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے‘ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی۔

حضرت لبید بن عقبہ رضی اللہ عنہ:

ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

ان کی والدہ ام البنین بنت حذیفہ بن ربیعہ بن سالم بن معاویہ بن ضرار بن ضبیان قضاعہ کے بنی سلامان بن سعد ہذیم میں سے تھیں۔ لبید بن عقبہ ہی کے متعلق (قرآن میں) اس شخص کے لیے مساکین کو کھانا کھلانے کی اجازت نازل ہوئی جو روزے پر قادر نہ ہو۔

محمود بن لبید فقیہ (عالم) لبید بن عقبہ کے بیٹے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے‘ دوسرے بیٹے منظور و میمون تھے ان سب کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی‘ بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں جو اوس میں سے تھیں۔

عثمان و امیہ اور ام الرحمن‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ولید بن عقبہ کے پسماندہ تھے جو سب کے سب ختم ہو گئے‘ ان میں سے

کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت حاجب بن بریدہ رضی اللہ عنہ:

اہل راتج میں سے تھے وہ لوگ بنی زعوراء بن جشم برادران عبدالاشہل بن جشم تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو

عمرو النبیت تھے۔

سیدنا حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج۔

ان کی والدہ حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن الحباب بن انس بن زید بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں' کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ام خالد بنت ثابت بن سنان بن عبید بن الابجر تھیں اور ابجر خدرہ تھے۔

براء کے یہاں یزید اور عبید اور یونس اور عازب اور یحییٰ اور ام عبداللہ پیدا ہوئیں ہم سے ان کی والدہ کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمارہ تھی لوگوں نے بیان کیا کہ عازب رضی اللہ عنہ بھی اسلام لائے تھے' ان کی والدہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔ اور ان کی اولاد میں براء و عبید تھے اور ام عبداللہ تھیں جو بیعت کرنے والی تھیں ان سب کی والدہ حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن الحباب تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ام خالد بنت ثابت تھیں ہم نے مغازی میں عازب کا کچھ بھی ذکر نہیں سنا۔ البتہ ان کی حدیث اس کجاوے کے بارے میں سنی جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خریدا تھا۔

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے تیرہ درہم میں ایک کجاوا خریدا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے کہا کہ براء کو حکم دو کہ وہ میرے پاس کجاوا اٹھا لائیں۔ عازب نے ان سے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ ہم آپ سے یہ بیان نہ کریں کہ جب آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے اور مشرکین آپ لوگوں کو ڈھونڈتے تھے تو آپ دونوں صاحبوں نے کیا کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ پچھلی رات کو مکہ سے نکلے اس رات اور دن جاگتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور آفتاب سر پر آ گیا تو میں نے اپنی نظر ڈالی کہ آیا مجھے کوئی ایسی جگہ نظر آتی ہے' جہاں ہم لوگ پناہ لے سکیں۔ مجھے ایک چٹان نظر آئی تو میں اس کے پاس پہنچا تو اس سے کچھ سایہ دیکھا۔ بقیہ سائے کی طرف نظر کی تو اسے (سائے کے رخ سے) برابر کیا۔ میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک کمبل بچھایا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ جائیے آپ لیٹ گئے۔

میں جا کر اپنے گرد و گرد دیکھنے لگا۔ کوئی ڈھونڈنے والا تو نظر نہیں آتا مجھے ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریاں چٹان کی طرف ہانک رہا تھا' وہ بھی اس سے وہی چاہتا تھا جو ہم چاہتے تھے یعنی سایہ۔

میں نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو۔ اس نے کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اس نے اس کا نام لیا تو میں نے پہچانا پھر میں

نے کہا کہ تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں' میں نے کہا کیا تم دوہو گے؟ اس نے کہا ہاں' میں نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو باندھا۔ پھر حکم دیا کہ اپنے ہاتھ جھاڑ ڈالے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اس نے تھوڑا سا دودھ دوہا۔

میں اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چھوٹی سی مشک بھی لے گیا تھا جس کے منہ پر کپڑے کی ڈاٹ تھی میں نے دودھ پر ٹپکایا جس سے اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کی بیداری کے ساتھ ہی پہنچا' عرض کی' یارسول اللہ نوش فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اتنا نوش فرمایا کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر عرض کی یارسول اللہ ہم لوگ روانگی کے لیے تیار ہیں۔

وہاں سے ہم لوگوں نے کوچ کیا۔ قوم کے لوگ ہمیں تلاش کرتے تھے مگر کسی نے ہمیں نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک بن جعشم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا' عرض کی یارسول اللہ یہ ڈھونڈنے والا ہم سے مل گیا فرمایا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ قریب آ گیا تو اس کے اور ہمارے درمیان بقدر دو یا تین نیزوں کے فاصلہ رہ گیا۔ عرض کی یارسول اللہ یہ تلاش کرنے والا ہم سے مل گیا' میں رونے لگا فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو۔ میں نے کہا کہ واللہ میں اپنی جان پر نہیں روتا ہوں بلکہ میں آپ پر روتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعاء فرمائی کہ اے اللہ تو ہمیں اس سے جس طرح تو چاہے کافی ہو جا اسے اس کے گھوڑے نے زمین میں اپنے پیٹ تک دھنسا دیا۔

وہ اس سے کود پڑا اور کہا کہ یا محمد (ﷺ) مجھے معلوم ہے کہ یہ تمہارا عمل ہے لہٰذا تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس حالت سے نجات دے جس میں میں ہوں تو واللہ میں ان تلاش کرنے والوں کو جو میرے پیچھے ہیں بہکا دوں گا یہ میرا ترکش ہے لہٰذا ایک تیر اس میں سے بطور علامت کے لے لیجئے کیونکہ آپ عنقریب فلاں فلاں مقام میں میرے اونٹ اور بکریوں پر گزریں گے آپ ان میں سے اپنی ضرورت بھر لے لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تمہارے اونٹوں کی کوئی حاجت نہیں ہے اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی جانب روانہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور میں آپ کے ہمرکاب روانہ ہوئے ہم لوگ رات کو مدینہ آئے قوم نے آپ کے بارے میں جھگڑا کیا کہ آپ کس کے پاس اتریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج شب کو بنی النجار کے پاس اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں ان کے ذریعے میں ان کا اکرام کروں گا۔

جس وقت ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگ راستے اور اپنے مکانوں کی (چھتوں) پر اور لڑکے اور نوکر غل مچاتے ہوئے نکل آئے کہ محمد (ﷺ) آ گئے رسول اللہ ﷺ آ گئے' محمد (ﷺ) آ گئے رسول اللہ ﷺ آ گئے' صبح ہوئی تو آپ روانہ ہوئے اور وہاں اترے جہاں آپ کو حکم دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کریں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ قد نرٰی تقلب وجهك فی السماء فلنو لینك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام ﴾

''ہم آسمان کی طرف آپ کا منہ اٹھانا دیکھتے ہیں ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے لہٰذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے''۔

آپ نے (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

بعض بے وقوف لوگوں نے کہا کہ (وما ولا هم عن قبلتهم التی کانوا علیها) (انہیں اس قبلہ سے کس نے پھیرا جس پر وہ تھے) تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا کہ:

﴿ قل للّٰه المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ﴾

''آپ فرما دیجئے مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی' نماز کے بعد وہ نکلے انصار کی ایک جماعت پر گزرے جو عصر کی نماز کے رکوع میں بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا۔ قوم پھر گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

براء نے کہا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ برادر بنی عبدالدار بن قصی تھے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ آپ اپنی جگہ پر ہیں اور آپ کے اصحاب میرے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

ان کے بعد عمرو بن مکتوم نابینا برادر بنی فہر آئے' ہم نے پوچھا کہ تمہارے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کیا کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ لوگ قریب تر میرے پیچھے ہیں۔

ان کے بعد ہمارے پاس عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور بلال رضی اللہ عنہم آئے۔ ان لوگوں کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیس شتر سواروں کے ساتھ آئے۔ ان کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے' آپ کے ہمراہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

براء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہی میں نے قرآن کی چند سورتیں پڑھیں پھر ہم لوگ نکلے کہ قافلہ کا مقابلہ کریں مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ بچ کے نکل گئے۔

کم عمری کی وجہ سے بدر سے واپسی:

براء سے مروی ہے کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما یوم بدر میں چھوٹے سمجھے گئے اس لیے ہم دونوں اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیا۔

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما چھوٹے سمجھے گئے۔

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے براء کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آتے ہی میں نے قرآن کی سورتوں میں (سبح

اسم ربك الاعلى) پڑھی۔

غزوات واسفار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی:

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چھوٹے تھے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب پندرہ غزوات کیے حالانکہ میں اور عبداللہ ہم عمر تھے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہا۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے قبل ظہر کے دو رکعتیں ترک کی ہوں۔

ابی بسرہ الجہنی سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ غزوات کیے' آپ کو سفر یا حضر میں کبھی نہیں دیکھا کہ آفتاب ڈھلنے کے بعد دو رکعتیں ترک کی ہوں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براء بن عازب کو غزوۂ خندق کی اجازت دی اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے' آپ نے اس کے قبل اجازت نہیں دی۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ براء کوفے میں رہتے تھے۔ وہیں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے پسماندہ تھے۔ براء نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ان کے بھائی:

حضرت عبید بن عازب رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدی' وہ ان کی ماں کی طرف سے بھی بھائی تھے۔ عبید بن عازب کی اولاد میں لوط وسلیمان ونویرہ وام زید تھیں' جن کا نام عمرہ تھا۔ ان لوگوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان نہیں کیا گیا۔ عبید بن عازب ان دس انصار میں سے ایک تھے جنہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے بھیجا تھا۔ کوفے میں ان کی بقیہ اولاد و پسماندگان تھے۔

حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ:

ابن رافع عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو اور عمرو ہی النبیت تھے' ان کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف خزرج کے بنی نوفل میں سے تھیں۔ جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

اسید کی اولاد میں ثابت ومحمد وام کلثوم وام الحسن تھیں' ان کی والدہ امامہ بنت خدیج بن رافع بن عدی' اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

سعد وعبدالرحمٰن وعثمان وام رافع' ان کی والدہ زینب بنت وبرہ بن اوس بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبیداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ ان کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی معقل بن نہیک بن اساف تھیں۔

اسید بن ظہیر کی کنیت ابوثابت تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو غزوۂ احد میں چھوٹے سمجھے گئے اور خندق میں حاضر ہوئے ان کے والد ظہیر اہل العقبہ میں سے تھے۔ (یعنی جنہوں نے ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں بیعت کی تھی) ان کی بقیہ اولا دو پسماندگان ہیں۔

حضرت عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث' ان کی والدہ شیبہ بنت الربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم تھیں۔ عرابہ کی اولاد میں سعید تھے ان کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ان کے والد اوس اور ان کے دونوں بھائی عبداللہ و کباثہ فرزندان اوس احد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں عرابہ چھوٹے سمجھ کر واپس کیے گئے' غزوۂ خندق میں انہیں اجازت دی گئی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم احد میں عرابہ بن اوس کا سن چودہ سال پانچ مہینے کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا۔ اور اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ وہی شخص ہیں جن کی الشماخ بن ضرار شاعر نے مدح کی ہے' وہ مدینے آیا تھا' انہوں نے اس کی سواری پر کھجوریں لاد دی تھیں تو اس نے کہا:

رایت عرابة الاوسی یمنی الی الخیرات منقطع القرین

''میں نے عرابۃ الاوسی کو دیکھا کہ وہ خاندان سے بچھڑنے والے کی خیرات کی طرف بڑھتے ہیں۔

اذا ماراية رفعت لمجد تلقاها عرابة باليمين

جب بزرگی کے لیے کوئی جھنڈا بلند کیا جاتا ہے تو عرابہ اسے داہنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں''۔

حضرت علبہ بن یزید الحارثی الانصاری رضی اللہ عنہ:

انصار میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی تھے۔ ہم نے بنی حارثہ کے انصار کے نسب میں تلاش کیا مگر کہیں ان کا نسب نہیں پایا۔

حرام بن سعد بن محیصہ سے مروی ہے کہ علبہ بن زید الحارثی اور ان کے (قرابت) والے وہ قوم تھی جن کے پاس نہ مال تھا نہ پھل۔ جب تر کھجوریں آئیں تو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ کوئی کھجور ہے' نہ سونا' نہ چاندی ہمارے پاس وہی گشت کرتا ہے جسے آپ بھیجتے ہیں اور آپ کے پاس سال اول سے بچ گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ان کے بدلے کھجوریں مع ان کی لکڑی کے خرید لو۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔ قوم کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ اپنے عمال کو تنخواہ میں کھجوریں دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ان لوگوں کے لیے اجازت تھی اور دوسروں کے لیے مکروہ ہے۔

علبہ فقراء میں سے تھے۔ لوگ خیرات دینے لگے' ان کے پاس کچھ نہ تھا کہ خیرات کرتے' انہوں نے اپنی آبرو خیرات کی اور کہا کہ میں نے اس کو حلال کر دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہارا صدقہ قبول فرمالیا۔

علبہ رضی اللہ عنہ ان رونے والوں میں سے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی تبوک کا ارادہ فرمایا تو وہ لوگ آپ کے پاس سواری مانگنے آئے' فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کراؤں وہ لوگ اس غم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں ایک غزوہ چھوٹتا ہے روتے ہوئے واپس گئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی:

﴿ ولا علی الذین اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملكم علیه تولوا وا عینهم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون ﴾

''اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ آپ کے پاس آئے تا کہ آپ انہیں سوار کرائیں تو آپ نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم کو سوار کراؤں تو وہ لوگ اس طرح واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انہیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کو کچھ نہیں ملتا''۔

علبہ بن یزید رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔

حضرت مالک وسفیان فرزندان ثابت رضی اللہ عنہما:

دونوں النبیت کے انصار میں سے تھے محمد بن عمر نے اپنی کتاب میں ان دونوں کا ذکر ان لوگوں میں کیا جو بیر معونہ میں شہید ہوئے' دوسروں نے ان کا ذکر نہیں کیا ہم نے کتاب نسب النبیت میں ان دونوں کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس

حضرت یزید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

یزید کے ہاں مجمع پیدا ہوئے' ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطعیہ بن عبس بن بغیض تھیں۔

عبدالرحمٰن' ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح بن عصمہ بن مالک بن امۃ ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں ان کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

عامر بن یزید' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن حارثہ کی وفات مدینے میں ہوئی ان کے پسماندگان تھے۔

حضرت مجمع بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید' ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ تھیں۔

مجمع بن حارثہ کے یہاں یحییٰ وعبیداللہ پیدا ہوئے' دونوں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' عبداللہ اور جمیلہ' ان کی والدہ جمیلہ بن

ثابت بن الدحداحہ بن نعیم بن غنم بن ایاس تھیں جو بلی میں سے تھیں۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ بنی عامر بن العطاف بن ضبیعہ کو زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم میں شرف کی وجہ سے سونے کا پتر کہا جاتا تھا۔

مجمع بن حارثہ سے مروی ہے کہ مدینہ سے واپس ہوتے ہوئے ہم لوگ صحبان میں تھے کہ میں نے لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا' وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (قرآن) نازل ہوا ہے' میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑا' ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ "انا فتحنالك فتحامبينا" (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی) پڑھ رہے تھے' جبرئیل نے اس کو نازل کیا تو کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل آپ کو مبارک باد دیتے ہیں' جب آپ کو جبرئیل علیہ السلام نے مبارک باد دی تو مسلمانوں نے بھی مبارک باد دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن عبید قاری بنی عمرو بن عوف کی مسجد کے امام تھے۔ جب وہ قادسیہ میں شہید ہو گئے تو بنی عمرو بن عوف نے امامت کے بارے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے جھگڑا کیا۔ سب نے اتفاق کیا کہ مجمع بن حارثہ کو آگے کریں' عمر رضی اللہ عنہ مجمع پر عیب لگاتے تھے اور ان سے چشم پوشی کرتے تھے۔ اس لیے کہ وہ مسجد ضرار کے (جو منافقین نے قباء میں بنائی تھی) امام تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آگے کرنے سے انکار کیا۔

اس کے بعد انہوں نے ان کو بلایا اور کہا کہ اے مجمع میں تمہیں خوب جانتا ہوں اور لوگ تو جو کہتے ہیں وہ کہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جوان تھا۔ اور میری نسبت باتیں لوگوں میں تیزی سے مشہور ہو گئی تھیں مگر آج تو میں نے دیکھ لیا ہے جس حالت میں میں ہوں میں نے اشیاء کو پہچان لیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبت دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم سوائے خیر کے ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ انہوں نے قرآن حفظ کر لیا ہے اور سوائے چند سورتوں کے کچھ یاد کرنا باقی نہیں ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آگے کیا اور مسجد بنی عمرو بن عوف میں ان لوگوں کا امام بنا دیا۔ مسجد بنی عمرو بن عوف کی طرح اور کوئی مسجد معلوم نہیں جس کے امام کے بارے میں رشک کیا گیا ہو۔

مجمع رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی ان کے پسماندگان نہ تھے۔

حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن خذام بن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ان کی والدہ امامہ بنت بجاد بن عثمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید تھیں۔

ثابت بن ودیعہ کے یہاں یحییٰ و مریم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ وہبہ بنت سلیمان بن رافع بن سہل بن عدی بن زید بن امیہ بن مازن بن سعد بن قیس بن الایہم بن غسان تھیں جو ساکنین زانج حلفائے بنی زعوراء بن جشم برادر عبدالاشہل بن جشم میں سے تھیں اور ان لوگوں کی دعوت (یعنی دفتر فوج و وظیفے میں نام) بنی عبدالاشہل میں تھا۔ ثابت کی کنیت ابوسعد تھی' ان کے والد ودیعہ بن خذام منافقین میں سے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابن ابی ودیعہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو جمعہ کو اس طرح غسل کرے جس طرح اس کا غسل جنابت ہوتا ہے اور تیل عطر لگائے بشرطیکہ یہ اس کے پاس ہو اور اپنے پاس کے کپڑوں میں سے سب سے اچھے کپڑے پہنے اور دو کے درمیان جدائی نہ کرے اور جب اس کے پاس امام آئے تو وہ اس کے (خطبے کے) لیے خاموش رہے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سعید نے کہا کہ میں نے یہ حدیث ابن حزم سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ خدا ان کی مغفرت کرے تمہارے والد نے غلطی کی دو جمعوں کے درمیان اور چار کے اضافے میں۔

حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' ان کی والدہ قتیلہ بنت مسعود الخطمی تھیں' مسعود وہی تھے جنہوں نے عامر بن مجمع بن العطاف کو قتل کر دیا عامر بن مجمع بن العطاف جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ہوئی تھی۔ ان کے پس ماندگان نہ تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بنو مالک بن لوذان کو بنو سمیعہ کہا جاتا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں ان لوگوں کو بنی صماء کہا جاتا تھا۔ صماء مزینہ کی ایک عورت تھی جس نے ان کے والد مالک بن لوذان کو دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا نام سمیعہ رکھا (یعنی سننے والی کی اولاد کیونکہ الصماء بہری کو کہتے ہیں) عبدالرحمٰن بن شبل کی والدہ ام سعید بنت عبدالرحمٰن بن حارثہ بن سہل بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان تھیں۔

عبدالرحمٰن کے یہاں عزیز و مسعود و موسیٰ و جمیلہ پیدا ہوئیں' ہمیں ان کی والدہ کا نام نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمٰن بن شبل نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے کوے کی ٹھونگ ماری ہوئی چیز اور درندے کے روندے ہوئے جانور (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن (النعمان) بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔ ان کے والد شرکائے بدر میں سے تھے' سعد قاری وہی تھے جن کے متعلق اہل کوفہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے فرزند زید نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا' سعد قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ان کے بیٹے عمیر بن سعد نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حمص کا والی بنایا۔

عمیر بن سعد سے مروی ہے کہ وہ امیر حمص اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے منبر پر کہا کرتے تھے کہ دیکھو کہ اسلام ایک محفوظ دیوار اور مضبوط دروازہ ہے اسلام کی دیوار عدل ہے اور اس کا دروازہ حق ہے۔ جب دیوار ڈھا دی گئی اور دروازہ توڑ ڈالا گیا تو اسلام کو فتح کر لیا گیا' اسلام برابر محفوظ رہے گا' جب تک سلطان شدید رہے گا اور سلطان کی شدت تلوار سے قتل کرنا اور کوڑے

سے مارنا نہیں ہے بلکہ حق کا ادا کرنا اور عدل کا اختیار کرنا ہے۔

حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ:

جُلاس بن سُوید بن الصامت کی بیوی کے بیٹے تھے' فقیر تھے جن کے پاس کوئی مال نہ تھا اور جلاس کے آغوش میں یتیم تھے اور وہی ان کے کفیل تھے۔ اور ان پر خرچ کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انصار کے ایک شخص نے جن کا نام جلاس بن سوید تھا اپنے لڑکوں سے کہا کہ واللہ محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر یہ حق ہوا تو ہم بھی حمیر میں سے کچھ ہیں' یہ بات ایک لڑکے نے سنی جس کا نام عمیر تھا۔ وہ ان کا پروردہ اور بھتیجا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ اے چچا اللہ سے توبہ کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا وہ قسمیں کھانے لگے اور کہنے لگے کہ (للہ یا رسول اللہ میں نے نہیں کہا' لڑکے نے کہا کہ اے چچا بے شک کہا' واللہ تم نے کہا ہے لہٰذا اللہ سے توبہ کرو' ایسا نہ ہو کہ قرآن نازل ہو اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ اس میں مجھے بھی تمہارے ساتھ کر دے۔

راوی نے کہا کہ قرآن نازل ہوا کہ:

﴿ یحلفون باللّٰہ ماقالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا ﴾ الی آخر الآیۃ.

''یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کلمۂ کفر کہا اور اپنے اسلام کے بعد کفر کیا اور اس چیز کا قصد کیا جو انہیں حاصل نہ ہوئی''۔

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی:

﴿ فان یتوبوایک خیرالھم وان یتولوا یعذ بھم اللّٰہ عذابا الیما ﴾

''پھر اگر یہ لوگ توبہ کریں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر انکار کریں تو اللہ انہیں دردناک عذاب دے گا''۔

جلاس نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے کہا ہے اللہ نے میرے سامنے توبہ پیش کی ہے میں توبہ کرتا ہوں۔ ان کی توبہ قبول کر لی گئی اسلام میں ان کا ایک مقتول تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیت اور اس کا خون بہا عطا فرمایا اس کو انہوں نے خرچ کر ڈالا انہوں نے مشرکین میں مل جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ تمہارے کانوں نے وفا کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جلاس کا یہ کلام غزوۂ تبوک میں ہوا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ تبوک میں وہ شریک تھے' غزوۂ تبوک میں اس قدر منافقین آپ کے ہمراہ گئے تھے' کہ تبوک سے زیادہ وہ لوگ کبھی کسی غزوہ میں نہیں گئے' ان لوگوں نے نفاق کی باتیں کیں جلاس نے بھی جو کچھ کہا وہ کہا تو عمیر بن سعید نے جو اس غزوے میں ان کے ساتھ تھے ان کے قول کو رد کیا۔

عمیر نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی شخص تم سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ تم سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان ہے' میں نے تم سے وہ گفتگو سنی ہے کہ اگر میں اسے چھپاؤں تو واللہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر اسے ظاہر کروں تو تم ضرور ضرور رسوا ہو گے' ان دونوں میں سے ایک بات مجھ پر بہ نسبت دوسری کے سہل ہے' وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جلاس نے جو کچھ کہا تھا اس کی آپ کو خبر دی۔ جب قرآن نازل ہو گیا تو جلاس نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا اور ان کی توبہ اچھی ہوئی انہوں نے اس چیز کو نہ روکا جو وہ عمیر بن سعید کے

ساتھ کرتے تھے۔ یہی بات تھی جس سے ان کی توبہ معلوم ہوئی۔

حضرت جدی بن مرہ رضی اللہ عنہما:

ابن سراقہ بن الحباب بن عدی بن الجد بن عجلان بن جو بلی قضاعہ حلفائے بنی عمرو بن عوف میں سے تھے' خیبر میں شہید ہوئے انہیں ان کے دونوں پستانوں کے درمیان کسی نے نیزہ مار دیا۔ جس سے وفات ہوگئی۔ ان کے والد مرہ بن سراقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین میں شہید ہوئے۔

حضرت اوس بن حبیب رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیبر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

حضرت انیف بن وائلہ رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیبر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

حضرت عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جنگ بیر معونہ میں مشرکین نے عروہ بن الصلت کو امن دینے کی خواہش کی مگر انہوں نے انکار کیا وہ عامر بن الطفیل کے دوست تھے باوجود یکہ ان کی قوم بنی سلیم نے اس کی خواہش کی مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں تم لوگوں کی امان قبول نہیں کرتا اور نہ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں کے مقتل سے ہٹاتا ہوں' وہ آگے بڑھے اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے' یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا۔

حضرت جز بن عباس رضی اللہ عنہ:

بنی جحجبا بن کلفہ کے جو بنی عمر بن عوف میں سے تھے۔ حلیف تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ' خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا۔ خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ تھیں۔ خزیمہ بن ثابت کے یہاں عبداللہ وعبدالرحمن پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ جمیلہ بنت زید بن خالد بن مالک تھیں جو بنی نوفل میں سے تھیں۔ عمارہ بن خزیمہ' ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

خزیمہ بن ثابت اور عمیر بن عدی بن خرشہ نے بنی خطمہ کے بت توڑے تھے' خزیمہ بن ثابت ہی ذوالشہادتین (دو شہادت والے) تھے (یعنی وہ ایک گواہ کی بجائے دو گواہ کے مانے گئے)۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت نے اپنے چچا سے روایت کی' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا تاکہ قیمت عطا فرمائیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رفتار تیز کر دی اور اعرابی آہستہ

چلا۔

لوگ اعرابی سے مل کر گھوڑے کا نرخ پوچھنے لگے' انہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے بعض لوگوں نے اعرابی کو گھوڑے کی قیمت اس سے بھی زیادہ پیش کی جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی' نرخ جب بالا ہو گیا تو اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا کہ اگر آپ یہ گھوڑا خریدتے ہیں تو خرید لیجئے ورنہ میں اس کو بیچتا ہوں۔

نبی ﷺ نے جس وقت اعرابی کا کلام سنا تو آپ کھڑے ہو گئے اعرابی کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا میں تجھ سے خرید نہیں چکا ہوں' اعرابی نے کہا نہیں واللہ میں نے اسے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے اسے تجھ سے خرید لیا ہے۔

لوگ نبی ﷺ اور اعرابی کے پاس جمع ہونے لگے اور وہ دونوں سوال و جواب کر رہے تھے اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی گواہ لائیے جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا۔ جو مسلمان آیا اس نے اعرابی سے کہا تجھ پر افسوس ہے' رسول اللہ ﷺ ایسے نہیں ہیں کہ سوائے حق کے کوئی بات کہیں۔

اتنے میں خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کا سوال و جواب سنا اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی گواہ لائیے جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے رسول اللہ ﷺ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم کیسے شہادت دیتے ہو' عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تصدیق سے رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت بجائے دو آدمیوں کی شہادت کے کر دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے خزیمہ بن ثابت کے ان بھائی کا نام نہیں بیان کیا گیا جنہوں نے یہ حدیث بیان کی ہے ان کے دو بھائی تھے ایک کا نام وحوح تھا جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور دوسرے کا نام عبداللہ تھا جن کے پس ماندگان تھے ان دونوں کی والدہ بھی خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ الخطمی تھیں۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ تم کاہے سے شہادت دیتے ہو حالانکہ تم تو ہمارے ساتھ نہ تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آسمان کی خبر میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ جو فرماتے ہیں اس میں ہم آپ کی تصدیق نہ کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت (کے برابر) کر دی۔ ضحاک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی۔

عامر سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت وہ شخص تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دی رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کچھ سودا خریدا تو اس شخص نے کہا کہ آپ جو فرماتے ہیں اس پر اپنے گواہ لائیے۔ خزیمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے گواہی دیتا ہوں فرمایا کہ تمہیں کس نے بتایا۔ عرض کی میں جانتا ہوں کہ آپ سوائے حق کے کچھ نہیں کہتے ہم تو اس سے بھی زیادہ اپنے دین میں آپ پر ایمان لائے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت جائز رکھی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے کچھ مانگا تو نبی ﷺ نے انکار کیا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شہادت دی

کہ نبی ﷺ اس کے مقابلہ میں سچے ہیں اور اس کا آپ پر کوئی حق نہیں ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت جائز رکھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے پاس موجود تھے انہوں نے کہا نہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اس کے بعد خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی گئی۔

ابن خزیمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خواب میں وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا وہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کو خبر دی تو آپ ان کے لیے لیٹ گئے اور فرمایا کہ اپنے خواب کی تصدیق کرلو انہوں نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے والد نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرتا ہوں میں نے آپ کو اس کی خبر دی۔ فرمایا روح روح سے ملاقات نہیں کرتی‘ نبی ﷺ نے اپنا سر اس طرح بڑھا دیا تو انہوں نے اپنی پیشانی نبی ﷺ کی پیشانی پر رکھ دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوۂ فتح میں بنی خطمہ کا جھنڈا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس تھا خزیمہ بن ثابت صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور اسی روز ۳۷ھ میں مقتول ہوئے ان کے پسماندگان تھے‘ کنیت ابو عمارہ تھی۔

سیدنا عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ:

ابن حباشہ بن جویبر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ ان کی والدہ ام عمارہ تھیں جو جمیلہ بنت عمرو بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ تھیں۔

ابی جعفر الخطمی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمیر بن حبیب بن خماشہ (بروایت عفان حماشہ) نے کہا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ پوچھا گیا کہ ایسا بیشی کیا ہے اور کمی کیا ہے انہوں نے کہا کہ جب ہم اللہ اللہ کو یاد کریں اور اس سے ڈریں تو یہ اس کی بیشی ہے اور جب غفلت کریں اور بھول جائیں اور گم کر دیں تو یہ اس کی کمی ہے۔

حضرت عمارہ بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ‘ ان کی والدہ صفیہ بنت کعب بن مالک بن غطفان بن ثعلبہ میں سے تھیں۔

عمارہ کے یہاں صالح پیدا ہوئے جن کی کنیت ابو واصل تھی اور رجاء وعامر ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمرو وزیاد اور ام خزیمہ‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے عشاء کی نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ندا دی اس وقت ہم لوگ نماز میں تھے کہ قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ ہمارے امام اور مرد اور عورتیں اور بچے کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بنی السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط کہا جاتا ہے کہ نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر الراہب تھیں ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالکؒ بن امۃ بن صبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے۔

عبداللہ بن سعد کے یہاں عبدالرحمٰن اور ام عبدالرحمٰن پیدا ہوئیں ان کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول بنی الحبلی بن سالم بن عوف بن الخزرج میں سے تھیں۔

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بدر میں شریک تھے تو انہوں نے کہا' ہاں' اور عقبہ میں بھی اپنے والد کے ساتھ ان کا ہمنشین (ردیف) ہو کر۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ وہ مجھے معلوم ہے اور یہ وہم ہے۔ عبداللہ بن سعد نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ احد میں۔

خیثمہ بن محمد بن عبداللہ بن سعد بن خیثمہ نے اپنے آباو اجداد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سعد نبی ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ و حنین میں حاضر ہوئے جس روز نبی ﷺ کی وفات ہوئی وہ سن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کم تھے۔ لوگوں کے عبدالملک بن مروان (کی خلافت) پر اتفاق کر لینے کے بعد مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ جب وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تو غالباً اٹھارہ سال کے تھے۔

بنی وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن الاوس۔ مرہ بن مالک بن الاوس کی اولاد الجعادرہ کہلاتی تھی:

سیدنا حضرت محصن بن ابی قیس رضی اللہ عنہ:

ابن السلت' ابی قیس کا نام صیفی تھا' وہ شاعر تھے۔ السلت کا نام عامر بن جشم بن وائل تھا ان کے بھائی عامر بن ابی قیس کے پس ماندگان تھے جو سب ختم ہو گئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

ابو قیس اسلام کے قریب ہی تھے' انہوں نے اپنے شعر میں ملت حنیفیہ کا ذکر کیا تھا اور نبی ﷺ کا حال بیان کیا تھا انہیں یثرب میں حنیف (بت پرستی سے یکسو رہنے والا) کہا جاتا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے متعدد طرق سے ایک گروہ سے حدیث ابی قیس جمع کر کے روایت کی کہ اوس و خزرج میں سے کوئی شخص ابی قیس بن السلت سے زیادہ ملت حنیفیہ کا بیان کرنے والا اور اس کا دریافت کرنے والا نہ تھا وہ یثرب کے یہود سے دین کو دریافت کیا کرتے تھے وہ لوگ انہیں یہودیت کی دعوت دیتے تھے وہ ان کے قریب ہو چلے تھے کہ انکار کر دیا۔

وہ شام کی طرف آل جفنہ کے پاس نکل گئے ان لوگوں سے باز پرس کی تو انہوں نے ان کو (اپنے ساتھ) شامل کر لیا۔

ابوقیس نے عیسائی درویشوں اور علماء سے پوچھا تو انہوں نے ان کو اپنے دین کی دعوت دی' مگر انہوں نے اس کا ارادہ نہ کیا اور کہا کہ میں اس میں کبھی داخل نہ ہوں گا۔ ان سے شام کے ایک راہب (عیسائی درویش) نے کہا کہ تم دین حنیفیہ چاہتے ہو۔ ابوقیس نے کہا کہ یہی چیز ہے جسے میں چاہتا ہوں۔ راہب نے کہا کہ یہ دین ابراہیم تمہارے پیچھے ہے جہاں سے تم نکلے ہو' ابوقیس نے کہا کہ میں دین ابراہیم پر ہوں اور میں اسی دین پر رہوں گا اور اسی پر مروں گا۔

ابوقیس حجاز واپس آ کے مقیم ہو گئے عمرے کے لیے مکہ روانہ ہوئے تو زید بن عمرو بن نفیل ملے ان سے ابوقیس نے کہا کہ میں دین ابراہیم دریافت کرنے ملک شام گیا تھا تو کہا گیا کہ وہ تمہارے پیچھے ہے زید بن عمرو نے کہا کہ میں نے شام اور جزیرے اور یہود یثرب سے معلوم کرنا چاہا مگر ان لوگوں کے دین کو باطل سمجھا اور دین تو دین ابراہیم ہی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا' بیت (اللہ) کی طرف نماز پڑھتا ہے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہے' ابوقیس کہتے تھے کہ دین ابراہیم پر سوائے میرے اور زید بن عمرو بن نفیل کے کوئی نہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قبیلۂ خزرج اور قبیلۂ اوس کے گروہوں میں سے پورے بنی عبدالاشہل اور ظفر وحارثہ ومعاویہ وعمرو بن عوف رضی اللہ عنہم سب اسلام لے آئے سوائے ان لوگوں کے جو اوس میں سے تھے اور وہ لوگ وائل اور بنو خطمہ وواقف وامیہ بن زید تھے جو ابی قیس بن الاسلت کے ساتھ تھے۔

ابوقیس ان کا رئیس ان کا شاعر اور ان کا خطیب (مقرر) تھا جنگ میں وہی ان کی رہنمائی کرتا تھا وہ اسلام لانے کے قریب تھا اس نے اپنے شعر میں حنیفیت (ترک بت پرستی) کا ذکر کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور آپ کے متعلق جو کچھ یہود خبر دیتے تھے، سب بیان کرتا تھا اور یہ بھی کہ آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت یثرب ہے چنانچہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد کہا کہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو زندہ ہیں اور یہی ان کا دارالہجرت ہے۔

جب جنگ بعاث ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوا۔ جنگ بعاث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے درمیان پانچ سال کا فصل تھا' یثرب میں وہ مشہور تھا اور اسے حنیف (تارک بت پرستی) کہا جاتا تھا اس نے شعر کہے جس میں دین کا ذکر کیا:

ولوشاء ربنا کنا یهودا وما دین الیهود بذی شکیل

''اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم یہودی ہوتے۔ حالانکہ دین یہود راست نہیں ہے۔

ولوشاء ربنا کنا نصارٰی مع الرهبان فی جبل الجلیل

اور اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم نصاریٰ ہوتے۔ راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں ہوتے۔

ولکنا خلقنا اذ خلقنا حنیفا دیننا عن کل جیل

لیکن ہم جب پیدا کیے گئے تو اس طرح پیدا کیے گئے کہ ہمارا دین ہر گروہ سے یکسو تھا۔

نسوق الهدی ترسف مذعنات تکشف عن منا کبها الجلول

ہم لوگ ہدی (قربانی حج کو مکے کی طرف) ہنکاتے ہیں جو اپنے شانوں کی جھولیں کھولے ہوئے فرمانبردار ہو کر چلتی ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس سے کہا گیا کہ اے ابوقیس یہی تو تمہارے وہ صاحب ہیں جن کی تم صفت بیان کرتے تھے' اس نے کہا بے شک وہ حق کے ساتھ بھیجے گئے۔ ہیں' نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امر کی شہادت کی طرف کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے اسلام کے طریقے بیان فرمائے' ابوقیس نے کہا کہ یہ کس قدر اچھا اور کیسا عمدہ ہے میں اپنے معاملے میں غور کروں گا پھر آپ کے پاس آؤں گا۔

قریب تھا کہ وہ اسلام لاتا مگر عبداللہ بن ابی (منافق) سے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے (آتے ہو) اس نے کہا محمد (ﷺ) کے پاس سے انہوں نے کیسا اچھا کلام میرے سامنے پیش کیا جو وہی ہے جسے ہم جانتے ہیں اور جس کی علمائے یہود ہمیں خبر دیتے تھے۔

اس سے عبداللہ بن ابی نے کہا کہ واللہ تم نے جنگ خزرج کو ناپسند کیا تو ابوقیس ناراض ہوا اور کہا کہ واللہ ایک سال تک اسلام نہ لاؤں گا وہ اپنے مکان واپس گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ سال سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ واقعہ ہجرت کے دسویں مہینے ذی الحجہ میں ہوا۔

داؤد بن الحصین نے ان لوگوں کے اشیاخ سے روایت کی کہ (ابوقیس کو) مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھتے سنا گیا (مگر رسالت کی تصدیق نہ کی)۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چھوڑ کے مرتا تھا تو اس کا بیٹا اگر چاہتا تو اس عورت سے نکاح کرنے کا زیادہ مستحق ہوتا تھا بشرطیکہ وہ عورت اس کی ماں نہ ہو۔

تمّت